नक्शे कोकण मासिक ● NAQSHE KOKAN MO

نقش کوکن

قائم شدہ: ۱۹۶۲ء

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویج نیوز پیپرز ایسوسی ایشن بمبئی

جلد نمبر ۲۴/ جنوری ۱۹۸۵ء/ شمارہ ۱

مجلس مشاورت:
- پرنسپل رشیدہ قاضی
- پروفیسر محمد شفیع شیخ
- پروفیسر عبدالرحمان نقیبہ
- پروفیسر یونس اگاسکر
- پروفیسر ڈاکٹر میمونہ دلوی
- پروفیسر شکیل پاریکر
- اے کے ملا

اعزازی معاونین:
- ابراہیم عبداللہ (انگلینڈ)
- عباس سرکرے (سعودی عربیہ)
- عبدالرزاق ڈار (بحرین)
- جمال الدین مقیم کمال (ابوظہبی)
- شیخ اسماعیل (مشرق الاوسط)
- شاہ جہاں عمر (ابوظہبی)

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
معاون مدیر: ایس اے رحیم قیصر

قیمت فی پرچہ: ۳ روپے
سالانہ خریداری: ۳۰ روپے
تاحیات خریداری: ۳۰۰ روپے
بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپے
،، ،، تاعمر: ۱۵۰۰ روپے

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشنز ٹرسٹ (E 3006)
فون: 865384 — 861572

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:
۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری بمبئی ۹

مقام طباعت: اجمل پریس، بمبئی ۳

مقام اشاعت: ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری بمبئی ۹

تمام تنازعات امور میں حق سماعت عدالت بمبئی کو ہوگا

تاریخ اشاعت: یکم جنوری ۱۹۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اس ماہ کے نقوش

صفحہ

هَلْ يَجُوزُ لِلْمُسْلِمِ تَرْكُ الْحَلَالِ

کیا مسلمانوں کو حلال چیزیں ترک کر دینی چاہئے؟

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

مسلمانو! خدا نے جو ستھری چیزیں تمہارے لئے حلال کر دی ہیں ان کو (اپنے اوپر) حرام نہ کرلو اور حد سے نہ بڑھو۔ کیونکہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(۵: المائدہ ۸۷)

۲۔ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

اور خدا نے تم کو جو حلال ستھری روزی دی ہے اس کو (بے تامل) کھاؤ اور جس خدا پر تمہارا ایمان ہے اس سے ڈرتے رہو۔

(۵: المائدہ ۸۸)

الصید شکار

فِيْمَا حُرِّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ صَيْدُ الْبَحْرِ وَالْبَرِّ

مسلمانوں کو دریائی اور جنگلی شکار کس حالت میں منع ہے۔

۱۔ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

دریائی شکار اور کھانے کی دریائی چیزیں (جو بے شکار ہاتھ لگیں احرام کی حالت میں بھی) تمہارے لئے حلال کی جاتی ہیں تاکہ تم کو فائدہ پہونچے اور دوسرے مسافروں کو (بھی فائدہ پہونچے) اور جنگل کا شکار جب تک احرام میں رہو تم پر حرام ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ جس کی طرف تم سب کو اکھٹے ہو کر جانا ہے۔

(۵: المائدہ ۹۶)

یہ خصوصی پیش کش جناب ای۔ ایچ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ پیش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے۔ آمین

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ہندوستان میں مسلمانوں کا مقام

"..... ہندوستانی مسلمانوں کے لئے انسانی، ملی اور اسلامی ان سب حیثیتوں سے ضروری ہے کہ وہ ایک غیرت دار باعزت اور موثر ملت کی حیثیت سے اس ملک میں زندگی بسر کریں، اور اس کی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کے کاموں میں نہ صرف خوش دلی بلکہ گرم جوشی کے ساتھ حصہ لیں۔ وہ ۱۰ کروڑ کی تعداد میں ہیں۔ یہ تعداد ہندو اکثریت کو چھوڑ کر باقی سب اقلیتوں کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے۔

ہندوستان کے دستور کے مطابق وہ شریک حکومت ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے لئے کسی ایسے رویہ، کارروائی یا سلوک کے برداشت کرنے کا جواز نہیں جو ان کی قومی عزت و غیرت پر ضرب لگائے، اور ان کی خودداری، آزادی و عزت کے احساس کو ٹھیس پہنچائے ـــ یہ ہندوستان کی جمہوریت اور دستور کی نامذہبیت (سیکولرزم) کیلئے بھی بڑا دھبہ اور مستقبل کیلئے بھی بڑا خطرہ ہے۔ مسلمانوں کے معاملات میں امتیازی سلوک برتا جانا، ان کو فرقہ وارانہ فسادات کے موقع پر اپنی جان و مال کے محفوظ ہونے میں شک پیدا ہو جانا، ان کی ہندوستانی شہریت اور ان کی وفاداری پر آسانی سے الزام لگا دیا جانا اور اس کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنا، ان کی ان تعلیم گاہوں اور تہذیبی مرکزوں کی جن پر ان کی ایک صدی کی بہترین صلاحیتیں اور توانائیاں صرف ہوئیں (مثلاً مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) انفرادیت اور خصوصیت کو ختم کرنے کی کوشش کرنا اور ان کے بانیوں اور معماروں کے مقاصد اور شرطوں کے خلاف اس کا انتظام و انصرام کرنا، مسلمانوں کے بارے میں ان کے حقیقی جذبات و خیالات اور ان کی پوری ملت کی آواز کے بجائے چند بے ضمیر اور ناقابل اعتماد افراد کو نمائندہ اور ترجمان سمجھ لینا، اور ان کے مفاد کے ساتھ پوری قوم کو نظر انداز کرنا ایسی صورت حال ہے جو بہت خطرناک اور ایک غیرت مند قوم کیلئے جس کو نہ صرف اس ملک میں رہنا ہے بلکہ اپنا مذہبی اور تہذیبی اور ملکی کردار بھی ادا کرنا ہے؛ سخت تشویش کا باعث ہے۔

جس پر مسلمانوں کو جلد از جلد غور کرنا چاہیے۔

سنہ ۸۴ء کا لوک سبھا کا الکشن

یہ بھی قدرت کی ستم ظریفی تھی کہ آنجہانی سنجے گاندھی جن کا سیاست دانوں میں شمار ہوتا تھا اور جنھیں مسز اندرا گاندھی اپنا جانشین بنانا چاہتی تھیں وہ تو ماں کی زندگی ہی میں ایک ہوائی حادثے میں فوت ہو گئے۔ اور مسٹر راجیو گاندھی جن کو سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، اور جن کی زندگی سیاست کی ہنگامہ آرائیوں سے دور ہوائی جہازوں کو اڑاتے اور اتارتے گزری وہ ہندوستان کے وزیر اعظم اور اپنی ماں کے جانشین بن گئے۔

مسز اندرا گاندھی کا قتل

مسز اندرا گاندھی کو خود ان کے محافظوں نے جس بیدردی کے ساتھ قتل کیا اس سے سارے ملک کو زبردست صدمہ پہونچا۔ اور سارا ملک سوگ و ماتم میں ڈوب گیا۔ پہلے جو ان کے مخالف یا نکتہ چین تھے، ان کے دل میں بھی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ سیاست کے نبض شناسوں نے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھایا اور دوسرے ہی مہینے لوک سبھا کیلئے انتخاب کا اعلان کر دیا۔ وہ جانتے تھے کہ یہی وقت قوم کی ہمدردی حاصل کرنے کا ہے۔ قوم اس وقت مسز اندرا گاندھی کی موت کا سوگ منا رہی ہے۔ اور اگر اس وقت الکشن کرایا جائے تو قوم یقیناً مسز اندرا گاندھی کی کانگریس کو ووٹ دے گی۔ اور ان کی سیاسی غلطیوں کو جو انھوں نے اپنی آخری عمر میں کی۔ انھیں نظر انداز کر دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور لوک سبھا کے آٹھویں الکشن میں جو دسمبر ۸۴ء کے آخری عشرے میں ہوا۔ قوم نے بڑے جوش خروش کے ساتھ اندرا کانگریس کو ووٹ دیئے۔ اور کانگریس مخالف جماعتوں کے مقابل تین چوتھائی اکثریت سے کامیاب ہو گئی۔ اتنی بھاری اکثریت کبھی آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو اور مسز اندرا گاندھی کی زندگی میں بھی نہیں ملی تھی۔

یقیناً یہ ایک شاندار کامیابی ہے۔ اپوزیشن پارٹیوں میں تو صف ماتم بچھ گئی۔ مسٹر ہیگڑے وزیر اعلیٰ کرناٹک نے تو استعفیٰ ہی دیدیا۔ دوسرے اپوزیشن لیڈروں کے بھی اوسان خطا ہو گئے ہوں گے۔ خصوصاً مسٹر چندر شیکھر، اٹل بہاری باجپائی اور مسٹر بہوگنا کے۔ منیکا بہو کی تو رات کی نیند حرام ہو گئی ہو گی کہ ان کے دیور مسٹر راجیو گاندھی نے ان سے لوگنے زیادہ ووٹ حاصل کئے۔ تعجب ہے کہ مسٹر بہوگنا ایک فلم اسٹار سے شکست کھا گئے۔ اسی طرح رام جیٹھ ملانی بھی۔

تنبیہ

کانگریس کی یہ اکثریت ایک طرف خوش کن ہے تو دوسری طرف ملک کے لئے ایک تنبیہ بھی ہے۔ ملک ڈکٹیٹر شپ کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ اب لوک سبھا میں کوئی طاقت ور موثر حزب مخالف تو رہی نہیں۔ کانگریس کی من مانی کارروائیوں کے خلاف آواز کون اٹھائے گا۔ سوائے اس کے کہ کانگریس دانش مندی سے کام لے اور اپنے ہی ممبروں میں سے ایک معتد بہ تعداد حزب مخالف کا مرتبہ

دے دے۔ بعض اوقات صحیح جمہوریت میں ایسا بھی ہوا ہے۔ کیا ہی لوگ سمجھا ہیں ایسا ہو گا؟

ملک کی سالمیت کا نعرہ اس آٹھویں الکشن میں جو الکشنی نعرہ لگایا گیا، وہ ملک کی سالمیت کا نعرہ تھا۔ اس نعرے سے پہلے قوم کے دل میں یہ بات بٹھا دی گئی تھی کہ سکھوں نے "خالصتان" کا نعرہ لگایا ہے۔ اور اس نعرے کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب کو ہندوستان سے الگ کر کے ایک الگ ملک بنا دیا جائے۔ جیسے ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کر کے ایک نیا ملک پاکستان بنا دیا گیا۔

خالصتان مطالبۂ خالصتان کی کیا حقیقت ہے۔ یہ تو ابھی تک علمی اور سیاسی طور پر منظرِ عام پر نہیں آسکی ہے۔ مگر حکمراں پارٹی نے یہ بات باور کرادی کہ سکھ ایک علٰحدہ ملک "خالصتان" کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس سے قوم کے جذبات اسی طرح مشتعل ہو گئے جس طرح مطالبۂ پاکستان کے وقت ہوئے تھے۔ اور سبھوں نے محض اس اندیشے کے ماتحت کانگریس کو ووٹ دیئے کہ مبادا پھر ملک کی تقسیم ہو جائے۔ یہ کوئی حقیقی نعرہ تھا یا محض انتخابی حربہ تھا۔ اس کا فیصلہ تو مستقبل ہی کرے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس نعرے سے قوم کا ذہن اس طرح متاثر ہوا کہ ملک کے وہ مسائل جو ہمارے ملک پر ۳۵ سال سے قیامت بنکے نازل ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف کسی نے دھیان ہی نہیں دیا، یعنی غربت، مہنگائی، بیروزگاری اور فرقہ وارانہ فسادات۔ نہ کانگریس نے اس الکشن کے موقع پر ملک کو ان مشکلات سے نجات دلانے کا وعدہ ہی کیا۔ بس حکمراں پارٹی کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا اور وہ ملک کی سالمیت کا۔ حالانکہ ایک مرتبہ ملک کی تقسیم کے اتنے ہولناک نتائج برآمد ہو چکے ہیں کہ اب تو مسلمان بھی ملک کی تقسیم کی بات آتی ہے تو کان پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ وہ کوئی عقل سے کورا ہی ہو گا جو اب تقسیم ہند کی بات سوچے گا۔

ملک کے اصل مسائل ملک کے جو اصل مسائل ہیں وہ ہیں غربت، مہنگائی، بیروزگاری، تعلیم، علاج اور شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے مسائل۔ مگر یہ الکشن ان مسائل کی روشنی میں نہیں لڑا گیا۔ بلکہ ملک کی سالمیت کا ایسا ہوا کھڑا کیا گیا کہ قوم کو ان مسائل کی طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اہلِ نظر جانتے ہیں کہ یہ ایک وقتی نعرہ تھا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد سبھی یہ نعرہ بھول جائیں گے۔ اور ملک میں غربت، مہنگائی، بیروزگاری، افراطِ زر، اسمگلنگ، کالابازاری اور فرقہ وارانہ فسادات ننگا ناچ ناچتے رہیں گے۔

سیاسی مفکر دوسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ کہ وہ سیاسی مفکر اور تعمیری ذہنیت اور پختہ شعور رکھنے والے جو ملکی مسائل کو اچھی طرح سمجھ سکتے تھے ہیں لوک سبھا کی رکنیت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور ایسے لوگ اس کے رکن بن گئے ہیں جو معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ قوم کے ذہن و فکر پر ان کی کوئی گرفت بھی نہیں۔ نہ اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے قوم کے ذہن کی تعمیر و اصلاح کی صلاحیت رکھتے ہیں، پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد یا جگجیون رام ایسے کانگریسی سے جو اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے قوم کی طرز فکر کو بدل دیتے تھے۔ مگر اب تو ہمارے لیڈر فرقہ وارانہ فسادات کرا کے کمزور طبقے پر اپنا زور ڈالتے ہیں۔ ان حالات میں ملک کے اصل مسائل کیسے حل ہوں گے ــــ اگر قوم زیادہ زور دے گی تو حکمراں پارٹی کا صاف جواب ہو گا کہ ہم نے تو ملک کی سالمیت کے نام پر ووٹ مانگے تھے۔ اور یہ کام ہم نے کر دکھایا۔

جنوری ۱۹۸۵ء

معارف الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرقاق فی فضل الفقراء

عن ابی ذرؓ قال امرنی خلیلی بسبع امرنی بحب المساکین والدنو منھم وامرنی ان انظر الی من ھو دونی ولا انظر الی من ھو فوقی وامرنی ان اصل الرحم وان ادبرت وامرنی ان اقول بالحق وان کان مرا وامرنی ان لا اخاف فی اللہ لومۃ لائم وامرنی ان اکثر من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ فانھن من کنز تحت العرش

(رواہ احمد)

ترجمہ :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو میرے دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے سات باتوں کا حکم دیا۔ مجھے مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قریب رہنے کا حکم دیا اور[2] مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں ان کو دیکھوں جو مجھ سے کم تر ہیں اور ان کی طرف نہ دیکھوں جو مجھ سے برتر ہیں۔ اور[3] مجھے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ اگرچہ وہ مجھ سے منہ پھیر لیں۔ اور[4] مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ اور[5] مجھے حکم دیا کہ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ اور[6] مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملے میں ملامت گروں کی ملامت سے خوف نہ کھاؤں۔ اور[7] مجھے یہ حکم دیا کہ کثرت کے ساتھ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کیا کروں۔ بس یہ سب نصیحتیں عرش کے نیچے کا خزانہ ہیں۔ (یہ حدیث احمد نے روایت کی ہے۔

تشریح :۔ ان تمام نصائح کا تعلق انسان کے اخلاق فاضلہ سے ہے۔ اگر ان باتوں پر عمل کیا جائے تو انسان اخلاق کاملہ کا نمونہ بن سکتا ہے۔ یہ جو کہا ہے کہ تم اپنے سے کم تر کو دیکھو۔ اس سے خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ اور برتر کی طرف نظر کرنے سے جو منع کیا ہے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ اس طرح انسان میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے وظیفہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

سنہ ۱۹۸۵ء

سالِ نو کی دلی مبارکباد

منجانب

ایمپیکو انجینئرنگ ورکس

انجینئرس، فیبریکیٹرس
اور
کنٹراکٹرس

سودیشی مل اسٹیٹ، ۷، گرگام روڈ، اوپیرا ہاؤس، بمبئی ۴۰۰۰۰۴
فون:- 357086

گرام:- "موٹر پاور"

فوزیہ نسرو

غزوۂ اُحد

شوال کا مہینہ تھا چلچلاتے ہوئے سورج کی کرنوں نے صحرائے عرب کے ذرّہ ذرّہ کو اپنی تپش سے دہکا رکھا تھا۔ اس آگ برساتی ہوئی گرمی میں اُحد کی گھاٹیوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ کفر و اسلام کے مابین معرکہ درپیش تھا۔ سامانِ حرب سے آراستہ کفار بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ دوسری طرف ایمان کی طاقت سے مالا مال رسولِ خدا کی فوج کے جانباز مجاہد تھے۔ اب مسلمانوں کا پلڑا بھاری تھا۔ پھر اچانک چند مسلمانوں کی ایک جنگی غفلت کے باعث پانسہ پلٹ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے فاتح مسلمان شکست کے قریب پہونچ گئے۔ ان ہی کڑے لمحات میں رسولِ اکرمؐ کی شہادت کی افواہ ایک برق بن کر لڑتے ہوئے مسلمانوں پر گری۔ ان کے دل کانپ اٹھے۔ حوصلے پست ہو گئے اور وہ میدانِ جنگ سے جانیں بچا بچا کر فرار ہونے لگے۔

• • • • • • •

کھجوروں کے باغات میں شام اترنے کو تھی۔ جھوا کے کناروں پہ ڈوبنے کے لئے سورج اپنی کرنیں سمیٹنے کی فکر میں تھا۔ سُرمئی اندھیروں میں ایک عجیب اُداسی کا رنگ رچتا جا رہا تھا۔ یہ یثرب کی سرزمین تھی۔ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ تھا۔ یہ سعادت مندوں اور فداکاروں کا شہر تھا۔ یہاں ہر وقت مسلمانوں کے غول کے غول نبیؐ کے آستانے کے گرد نظر آتے تھے۔ لیکن آج مسلمانوں کے محلوں، گلیوں اور

محلے اور بھی سناٹے چھائے ہوئے تھے۔ شاید سا
مرد شہر سے باہر تھے۔ وہ سارے مسلمان، وہ
خدا کے نام لیوا.... اپنے محبوب رسولؐ کی قیادت میں د
اسلام سے جنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔

مدینہ کی عصمت مآب خواتین اپنے اپنے گھروں میں
ہو کر اپنے محبوب رسولِ خدا کی فتح یابی کے لئے دعائیں
تھیں۔ ان کے خیالات میں ابن جنگ کے تصور سے پُر
نم تھیں اور لبوں پر دعاؤں کا ورد تھا۔ وہ اُحد کی
سے کسی خوش خبری کی منتظر تھیں۔

رفتہ رفتہ شام کے سائے پھیلنے لگے.... شفق
گہری ہونے لگی.... عورتوں کے انتظار میں شدت
وہ جنگ کا نتیجہ جاننے کے لئے بے چین تھیں کہ ایک تیز
سوار اُحد کی طرف سے مدینہ میں داخل ہوا.... اس
اور لوگ بھی دوڑے چلے آرہے تھے.... عورتیں بے کا
لیکن مردوں کے چہروں پر نظر پڑتے ہی ٹھٹھک کر رہ گئیں۔

کیسی خبر لائے ہو تم اے مجاہدو.... ؟
چہروں کا حزن و ملال تو ہمیں شکست کی کہانی سُ
تمہارا جھکا ہوا سر پشیمانی کے بوجھ کا غماز ہے۔ تمہ
سے چھلکتا ہوا غم ہمارے دل دہلائے دے رہا ہے۔
بتاؤ.... میدانِ کارزار کا انجام بتاؤ۔

آنے والوں کی حالت دگرگوں تھی۔ انھوں نے

نبی کے آستانے پر ڈالی اور ان کے بند ہونٹوں کا سکوت ایک چیخ بن کر ابھرا... ہم لُٹ گئے... ہم برباد ہو گئے... ہم تہی دامن ہو گئے، کہ ہمارے رسولؐ، اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے، ہمارے نبیؐ محمد بن عبداللہ شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کے گھروں میں کھلبلی مچ گئی۔ عورتوں کے دل تڑپ اٹھے۔ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ انھوں نے جن تھکی آنکھوں سے مفرور دل کی طرف دیکھا، اور غیظ و غضب کا طوفان ان کے پُر تقدس چہروں پر ٹھاٹیں مارنے لگا۔ وہ اپنے بھائیوں، بیٹوں اور شوہروں پر الفاظ کے تیر و نشتر چلانے لگیں۔

"کیا کہہ رہے ہو تم..... رسولِ خدا شہید ہو گئے اور تم زندہ سلامت لوٹ آئے۔ وہ جسم و جان کے تحفظ پر بھروسہ کیے بیٹھے تھے اور تم فرار ہو کر [illegible] کا طوق گلے میں لئے لوٹ آئے۔ تمہاری وفا و مردانگی کہاں جا سوئی ہے؟ کیا ہم نے اس دن کے لئے تمہیں اپنی گودوں میں پال پوس کر، اسلامی تربیت دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا احساس دلا کر جوان بنایا تھا کہ جب آزمائش کی گھڑی آئے تو وہ شہادت گاہ سے زندہ بن جائیں ۔۔۔ اور تم جانیں بچا کر بھاگ نکلے۔" مائیں جوش و غضب میں للکار اٹھی تھیں..... بیویوں نے شوہروں پر نفرت بھری نگاہ ڈالی اور حقارت سے کہا: "کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم نے رسولِ اکرمؐ پر جانیں فدا کرنے کا وعدہ کیا تھا؟ کیا تم بھول گئے کہ تم نے رسولِ اکرمؐ کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا؟ تمہاری حمیت کو کیا ہوا کہ تم عہد کو فراموش کر بیٹھے۔ تم جو متاعِ دل و جاں پیش کرنے گئے تھے، صحیح سالم لوٹ آئے اور وہ جو تمہارا قائد تھا، تمہارا کرم فرما تھا، دکھی دلوں کا سہارا تھا، وہ تم پر قربان ہو گیا۔ تُف ہے تم پر اے یثرب کے بھگوڑو۔ تم گھروں میں پردہ نشین خواتین بن کر بیٹھ جاؤ ۔۔۔ اے یثرب کے بیٹو! تم جو غازی اور شہید بن کر ہمارا فخر و غرور بن سکتے تھے... اب ہمارے ماتھے کا داغ بن چکے ہو۔

اے پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلنے والے بے غیرتو! ہمارے گھروں کے دروازے تم پر بند ہو چکے ہیں....."

مفرور مسلمان سر جھکائے کھڑے تھے۔ آنسوؤں میں بھیگے ہوئے سخت الفاظ ان کی سماعت پر تازیانے کا کام کر رہے تھے...... کلامِ نرم و نازک ان کی [illegible] لگا... "اب بھی اگر تمہارے دلوں میں جنگ [illegible] چاہتے ہو تو جاؤ... میدانِ جنگ کی طرف لوٹ جاؤ..... بلکہ ہم بھی وہیں جا رہی ہیں۔"

اور وہ دلیر، بے خوف، غیرت مند خواتین اپنے اپنے گھروں سے سامانِ جراحت لے کر [illegible] لا کر نکلیں۔ اور بے خوف و خطر شہادت گاہ کی طرف لپکیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت انھیں کشاں کشاں میدانِ کارزار میں لے آئی جہاں لاشوں کا بازار گرم تھا۔ جہاں [illegible] بچھی ہوئی تھیں، جہاں گھائل اجسام تڑپ رہے تھے۔ اور سسکیوں اور کراہوں سے دل تھرا اٹھے تھے۔ اس [illegible] میں وہ باہمت خواتین زخمیوں کو پانی پلانے لگیں۔ زخموں کی [illegible] اور مرہم پٹی میں جٹ گئیں۔

سبھوں کی آنکھیں آفتابِ نبوت کی تلاش میں تھیں۔

ان کے دل دھڑک رہے تھے اور لبوں پر ایک ہی سوال مچل رہا تھا "رسولِ خدا کہاں ہیں؟"... بالآخر ان کی بیقرار نظروں نے آفتابِ نبوت کی جگمگاہٹوں کو محسوس کر لیا۔ اور وہ خوشی سے بے حال ہو گئیں... ان میں وہ بوڑھی عورتیں بھی شامل تھیں جنہیں کچھ ہی دیر پہلے ان کے باپ، بھائی، شوہر اور بیٹوں کی شہادتوں کی خبریں سنائی گئیں... لیکن ہر اطلاع پر وہ بے قرار ہو کر اس [illegible] کی... اس محمد بن عبداللہ کی خیریت دریافت کرتی جاتی تھیں جو ان کے دلوں کا قرار تھا جس کی محبت ان کے لئے شرطِ رضائے الٰہی بن چکی تھی۔

... اُن ہی عورتوں میں اُمِّ عمارہ بھی تھیں جنھوں نے اپنے پورے خاندان کو شمعِ نبوت پر پروانہ وار فدا کر ڈالا اور خود رسولِ اکرمؐ کی ڈھال بن کر اپنے جسمِ نازک پر تیر و زخم سہا لئے، اور جنت کی خریدار بن گئیں ...

... ان میں فاطمہ بنت محمد بھی تھیں... عائشہ بنت ابوبکر بھی تھیں ــــ عورتوں کی اس بہادری اور غیرت نے مردوں میں ایک نیا حوصلہ اور جوش برپا کر دیا۔ یا آخر جو ان کی مدد شامل حال ہوئی اور فیروزمندی مسلمانوں کا مقدر بن گئی وہ ورق ورق منقش ہوئے۔ ہم تک پہونچنے والی چودہ سو سال پیشتر کی سچی داستاں تھی۔ یہ تاریخِ اسلام کی انوکھی اور منفرد واقعہ تھا۔ یہ ماضی کی ان اسلامی خواتین کا کردار تھا جن کے احساس کی شدت، جن کی ممتا و جذبۂ مذہب بچوں کے سامنے پہنچے تھا۔ جن کی تربیت نے اسلام کے شیروں کو سدھایا تھا اور جن کے حوصلوں نے تاریخِ اسلام کو فتوحات کے سنہرے ابواب بخشے تھے لیکن .... جب آنے والی کل کا مورخ ان سے ہمارا موازنہ کرے گا تو کیا اس کے نوکِ قلم سے ہمارے تئیں توصیفی و تحسینی کے الفاظ کی کاشت ہو سکے گی؟

کیا آج کی عورتیں اسی اسپرٹ کے ساتھ عمل پیرا ہیں؟ کیا ہم مسلمان عورتیں کہلانے کی مستحق ہیں؟ کیا ہم نے اپنے گھروں کو اسلامی اخلاق و اطوار کا مقتل نہیں بنا رکھا ہے؟ کیا اس نسل کی تربیت اسلامی نہج پر ہو رہی ہے؟ ... اگر نہیں ــ تو یہی وہ کمی ہے جو موجودہ مسلمانوں کو ہر جگہ، ہر خطہ اور ہر گوشہ میں ذلیل کرتی جا رہی ہے۔

آج جب کہ امروز کی شورشوں میں فردا کے اندیشے جاگ چکے ہیں ــ کیا اس کوتاہی کی اصلاح ہمارا فرض نہیں ہے؟ کاش ہم مسلم خواتین کے دلوں میں وہ جذبے موجزن ہو جائیں جن کی توانائی اور تابناکی نسلِ نو کے مجاہدین کے لئے فتح کا سہرا بن کر چمکے ... ــــ میں اپنی قادری بہنوں سے التماس کرتی ہوں کہ وہ صحیح ادب کے ذریعہ مسلم خواتین میں جوشِ جہاد اور ذوقِ شہادت کے ولولے پیدا کر ان دلوں کو تڑپانے اور مُروح کو گرمانے کے لئے قلمی کام آغاز کردیں!

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا!

بقیہ:- آثارِ علمیہ صفحہ ۴ سے آگے

اور شہزادہ اکبر بھاگ کر دکن کے کسی علاقے میں چلا گیا۔ باپ نے اس کو خط لکھا کہ تمھاری خطا معاف کر دی جائے گی۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ اس کے جواب میں شہزادہ اکبر نے لکھا کہ "اگر بیٹے کے فرائض ہیں تو ساتھ ہی ساتھ کچھ حقوق بھی ہیں۔ دراصل آپ کے خاندان میں کیوں اور کیسے کہنے کی قطعی اجازت نہیں۔ یہ بادشاہ کا حکم ہے۔ آپ شریعت کے پابند ہیں۔ اے میرے عزیز باپ! آپ کو میرا رویہ ناگوار ہے کہ میں نے آپ کے حکم کو نہیں مانا۔ بغاوت کی اور مغل حکومت کو تباہ کیا۔ دراصل یہ راستہ آپ نے ہی دکھایا ہے۔ آپ ہمارے راہبر ہیں۔ آپ نے اپنے باپ کی عزت کیوں نہیں کی۔ آپ نے باپ کی موجودگی میں حکومت اپنے ہاتھ میں کیوں لی۔ اس کے بعد آپ اپنے بیٹوں سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ آپ کی عزت کریں۔ آپ کو کوئی حق نہیں پہونچتا کہ مجھ کو نافرماں بردار کہیں۔ آپ نے اپنے کردار کو ایک گیہوں کی خاطر بیچ دیا۔ میں ناخلف ہوں گا اگر اس سے سستا نہ بیچوں۔"

منقول از
(جامعہ بابت جون و جولائی ۱۹۳۳ء صفحہ ۴)

غصّے کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "پہلوان وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔"

غصّہ ایک ایسی بلا ہے جس کے ہاتھوں انسان اپنی پوری زندگی نبھائے جانے والے تعلقات کو اچانک ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔ جو انسان غصے کی حالت میں خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتا وہ معاشرتی آداب و رشتوں کا احترام نہیں کر سکتا۔ غصے پر قابو پانا ایک ایسا نفسیاتی نکتہ ہے جسے سمجھ لینے سے معاشرتی آداب نبھانے کا سلیقہ آجاتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خامی، بلکہ معاشرتی تعلقات ختم کرنے والی اس برائی کو ختم کرنے کے سلسلے میں یہ ہدایات دی ہیں: "غصے کے وقت وضو کیا جائے۔" یعنی انسان اپنی برائیوں میں اضافہ کی بجائے پہلے برائیوں کو ختم کرنے کی سعی کرے۔ دوسری ہدایت یہ ہے کہ اعوذ باللہ... پڑھے۔ یعنی اللہ کی پناہ میں آئے۔ کیونکہ غصّہ شیطانی چیز ہے۔ اسی سلسلے میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ یہ نفسیاتی علاج ہے۔ کیونکہ انسان غصے کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور باہم دست و گریباں ہوتا ہے۔ اس لئے اُلٹا کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر وضو کرنے اور اعوذ باللہ... پڑھنے سے غصے کی حالت میں زبان سے وہ کلمات ادا نہیں ہوتے جن سے تعلقات ختم ہوتے ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام میں غصے کی حالت میں کہی گئی بات کو قابلِ اعتماد نہیں گردانا گیا ہے۔

معاشرتی تعلقات کی اہمیت کے ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلقات کو اس حد تک بڑھانے سے بھی منع فرمایا ہے کہ معاشرتی برائیاں جنم لینا شروع کر دیں۔ ناطہ جوڑنے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ دوسروں کی دہلیز پار کی جائے اور اپنی یا دوسروں کی عورتوں کو ایک دوسرے سے متعارف کرایا جائے۔ آپ نے غیرت و حمیت کو برقرار رکھنے کا درس دیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ انسان کی بہادری اتنی ہی ہوگی جتنی اس میں غیرت و حمیت ہے۔

غزلیں

سعید کنول

نظر پڑو گے اس طرح شبابوں کے شہر میں
جیسے گنہ گار عذابوں کے شہر میں

سورج تراشتا ہے نہ دستِ خیال سے
جرأت جاگتی تھا کتابوں کے شہر میں

اے محتسب کر اپنے عمل کا بھی احتساب
میرے ہی عیب گن نہ حسابوں کے شہر میں

لے لو حقیقتوں کا مزہ آنکھ کھول دو
کب تک رہو گے کھوئے کھلے خوابوں کے شہر میں

کس کی مجال ہے تجھے دیکھے اٹھا کے آنکھ
یہ شرط ہے رہے تو حجابوں کے شہر میں

کیسے کھلیں گے اس کی تمناؤں کے کنول
جو سانس لے رہا ہو سرابوں کے شہر میں

نوین وستا

شو کیس میں ہو جیسے کوئی بت سجا ہوا
ہر فرد میرے گھر کا ہے پتھر بنا ہوا

اس سے تو اس کی دیکھتی آنکھیں بچھڑ گئیں
کرتا رہا بیان وہ قصہ سنا ہوا

ہاں، سایہ دار خشک درختوں کو توڑ دو
جنگل میں ایک شور ہے ہر سو مچا ہوا

تجھ سا کوئی ضرور ہے پر جانے کون ہے
دل میں اتر رہا ہے نظر سے گرا ہوا

چھوٹا سا تھا، بے زباں تھا، چلتا نہ تھا نوین
کرتا ہے کیسی بات یہ بچہ بڑا ہوا

اعجاز فیض آبادی

انسان عہدِ نو کا خلا کے سفر پہ ہے
ہر ذرہ اس زمین کا اس کی نظر میں ہے

مٹنے کا خوف ہے۔ جہاں لٹنے کا ڈر بھی ہے
ساری کی ساری بستی اسی رہ گذر پہ ہے

راحت، سکون، سانس کوئی لے تو کیسے لے
جب نفرتوں کا راج ہی سارے نگر پہ ہے

جس نے ہماری فکر کو احساس ہے دیا
باقی وہی نشان ابھی تک جگر پہ ہے

ذرے کو آفتاب کیا اور زمیں کو خلد
اعجاز ہم کو ناز خدا کے ہنر پہ ہے

سعودی عربیہ سے

شوہر کا خط اپنی بیوی کے نام

از: احمد یونس سرفرے
یانبو (سعودی عربیہ)

تمہارا نامۂ الفت مجھے کل مل گیا پیاری
وہی تکرار تحفوں کی، وہی فرمائشیں سب کی
سبھی کچھ لکھ دیا تم نے کسی نے جو لکھایا ہے
مگر تم ہو کہ رشتہ داریاں ملحوظ رکھتی ہو
جو پیسہ پاس ہو، رشتے بھی سو سو بن جاتے ہیں
کبھی سوچا بھی ہے تم نے روپے کیسے کماتا ہوں
تمہیں شاید نہیں معلوم رہتا ہوں یہاں کیسے
میں جب پہنچوں گا گھر پھر دیکھنا اصلی لٹیروں کو
پہنچ جائیں گے یہ سب لوگ جھوٹی چاہ میں ایسے
کوئی کیسے کہے یہ بات ان موقع پرستوں سے
کہا تم نے مجھے جو کچھ بھی وہ سب کچھ کر دیا میں نے
مجھے سعودی میں آئے اب تو دسواں سال ہے پیاری
تمہاری خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
مگر تم ہو کہ پھر بھی بس یہی تکرار کرتی ہو
میں جب ہوتا ہوں گھر پر لوگ بس ٹسوے بہاتے ہیں
جسے بزنس کرانا تھا، جواری بنتا جاتا ہے
ہوس زر کی خدا جانے کہاں لے جائے گی ہم کو
میرے بھی دل میں آتا ہے مری عزت کریں بچے
میرے اپنے ہی بچے مجھ سے یوں انجان رہتے ہیں
خدا کے واسطے پیاری یہاں سے جان چھڑوا دو
لٹانا چھوڑ کر دولت، کفایت بھی ذرا سیکھو
ہوا چلنا بھی اب دشوار ڈھانچہ بن گیا ہوں میں
تم اپنے آپ کو دیکھو جوانی ڈھلتی جاتی ہے
فراق و ہجر کے صدمے کو پھر بنکے سہتی ہو
یہی حالت رہی تو "جان" وہ موقع بھی آئے گا

پڑھی جب لسٹ چیزوں کی کلیجا ہل گیا پیاری
لکھی ہیں گویا خط میں صرف تم نے خواہشیں سب کی
فلاں نے یہ منگایا ہے فلاں نے وہ منگایا ہے
لٹا کر اپنے ہی گھر کو، انہیں محفوظ رکھتی ہو
برا جب وقت آتا ہے تو پھر یہ بھاگ جاتے ہیں
کڑکتی دھوپ میں رہتا ہوں پسینے میں نہاتا ہوں
میں میس سے اوٹ رہ رہ کر بچاتا ہوں یہاں پیسے
گلے ملتے ہیں کیسے دیکھنا فصلی بٹیروں کو
بھنڈارا بٹنے والا ہو کسی درگاہ میں جیسے
روپے لگتے ہیں کیا اس ملک میں حضرت درختوں سے
تمہارے اگلے پچھلوں کو بھی اب تو بھر دیا میں نے
وطن سے دور ہوں کب سے شکستہ حال ہے پیاری
مگر کہنا خدا لگتی : کبھی "نا" کا رقم نکلے
کرو اک اور ایگریمنٹ یہی اصرار کرتی ہو
میرے جاتے ہی وہ کم بخت گلچھرے اڑاتے ہیں
بنانا تھا جسے پائلٹ، شکاری بنتا جاتا ہے
خوشی مل جل کے رہنے کی نہ ملنے پائے گی ہم کو
تھکا ہارا جو گھر لوٹوں میری خدمت کریں بچے
بجائے مجھ کو ابو کے وہ ماموں جان کہتے ہیں
میری اولاد کو للہ میری پہچان کروا دو
بہت کچھ بن گیا گھر کا قناعت بھی ذرا سیکھو
کبھی سونا تھا لیکن آج تانبہ بن گیا ہوں میں
تمہاری کالی زلفوں میں سفیدی بڑھتی جاتی ہے
سہاگن ہو کے بھی تم حیف بیوہ بنکے رہتی ہو
بجائے میرے سعودی سے میرا لاشہ ہی آئے گا

خدارا مجھ کو میرے گھر سے اب تم دور نہ کرنا
مزید اک اور ایگریمنٹ پہ پھر مجبور نہ کرنا

کھلا سچ

”وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنا محاسبہ کرنا جانتی ہیں“

شمس کنول

محو نالۂ جرس ہے کارواں!

ایک دن مجنوں خراماں خراماں چلے جا رہے تھے۔ راہ میں ایک آشنا مل گئے۔ انہوں نے پوچھا ”میاں مجنوں کہاں کا قصد ہے؟“ مجنوں بولے کہ ”ناقۂ لیلیٰ ادھر سے تو گزرا ہے شناسائی یوں ہے کہ“ منزل پر جو پہنچنا ہے تو ہرن پہ سوار ہو کر ناقۂ لیلیٰ کا پیچھا کیجئے“! مگر مجنوں نے بڑی حسرت سے جواب دیا کہ ”ہائے! ہرن کی آنکھ دیکھ کر تو مجھے لیلیٰ یاد آتی ہے“!

ظاہر ہے مجنوں اپنی منزل پر کبھی نہیں پہنچ سکا۔

مسلمان محلوں میں یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ محلے کے نوعمر لڑکے جو اسکول کی تعلیم کو درمیان ہی سے خیرباد کہہ دیتے ہیں لکڑی کے ایک تختے پر چند خانے بنا کر اس پر ایک پھرکی لگا کر اپنی انگلی کے نکڑ پر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر محلے کے بچوں کو پھرکی والے جوئے کی طرف راغب کرتے ہیں، یا پھر دو چار بیوں کی دکان کھڑی کر کے ہوائی بندوق سے غباروں کو نشانہ لگوانے کا دھندا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ اور ایسے دوسرے کئی کاروبار نہ اپنے لئے بھلے ثابت ہوتے ہیں اور نہ دوسروں کے لئے۔ اور ایسے دھندے کسی ایک مقام پر زیادہ دن چل بھی نہیں پاتے۔ دراصل اپنے ایسے تماشے کے ذریعے کم سن بچوں کی جیب سے پیسے نکلوانے کی کوشش کو دھندا یا کاروبار کہا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ تو یکطرفہ جوا ہوتا ہے۔ اور آگے چل کر اسی طور روٹی کمانے والے چھچھوندر ٹھگ یا چور بنتے ہیں۔ اور اکثر اپنے ہی شہر کے کسی بڑے اسمگلر کے معاون یا مددگار بن جاتے ہیں اور نتیجے میں معاشرے میں ایک اور برائی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ہونا یہ چاہئے کہ جب کوئی کم تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ نوجوان بارو زگار بننا چاہے تو اپنے دوستوں سے نہیں بلکہ اپنے پڑوسی یا اپنے محلے کے کسی پڑھے لکھے اور باروزگار شخص سے اپنے سلسلے میں مشورہ لے۔ ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کے باوجود کرنے والے کے لئے بہت سے جائز کام موجود ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں تھوڑا سا پتا مار کر کوئی بھی ہنر سیکھا جا سکتا ہے۔ اسکوٹر ڈرائیونگ ہو، پلاسٹک کی چیزیں بنانے کا ہنر ہو یا ریڈیمیڈ پرس، مردانہ بیلٹ اور بیگ بنانے کا کام ہو۔ اسمال اسکیل انڈسٹریز کے تحت ایسے چھوٹے چھوٹے کام جو خاصے منافع بخش ہوتے ہیں ان کے لئے سرکار بھی مدد دیتی ہے اور بینک بھی قرض دیتے ہیں۔

محض بہلا کر کسی کی جیب سے پیسہ نکالا تو جا سکتا ہے مگر ہمیشہ نہیں۔ جوا جیسی چیز کبھی مستقل روزگار نہیں ہو سکتی بلکہ جائز لین دین ہی کو تجارت کہتے ہیں اور اسی میں برکت ہوتی ہے

جن نوجوانوں کو کام کرنا یا ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا، زمانے کو کوسنا یا اپنی قسمت کو رونا مرد کو زیب نہیں دیتا ؎

یارانِ تیز گام نے منزل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے!

بات کا دوسرا رُخ یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو سوشل ورکر کہلاتے ہیں یا کہلوانا پسند کرتے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ پہلے اپنے پڑوس اور محلّے کے مسائل پر توجہ دیں۔ روزی مسلم معاشرے کا بنیادی مسئلہ ہے۔ سوشل ورکروں کا سیاسی جلسوں جلوسوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا یا دنگے فساد کے بعد فساد زدہ انسانوں کے لئے چندہ جمع کرنا سوشل ورک نہیں ہے بلکہ اپنے قرب و جوار کے بے روزگار نوجوانوں کو باروزگار بنانا صحیح سماجی خدمت ہے۔ اگر بیروزگاری اور بے کاری نہ ہو تو فساد بھی نہ ہو۔ دراصل بیروزگار انسان مجبور ہو کر فساد پر اُتر آتا ہے!

غرض کہ مسلمان محلوں کے بیروزگار نوعمر لڑکوں کو اپنے محلوں کے بڑوں کی شفقت، ہمدردی، اور مخلصانہ رہنمائی کی ضرورت ہے!

کسی معاشرے کے زوال پذیر ہونے کی یہ بھی نشانی ہے کہ اس کے لوگ اپنے مسائل کے سلسلے میں دوسروں سے مشورہ لینا پسند نہیں کرتے اور نہ اپنے بڑوں کی ہمدردانہ نصیحت سُننا گوارا کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسے نوجوان کبھی فلاح نہیں پا سکے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ؎

بُرا مانتا ہے جو سمجھائے کوئی
بُرائی کو اپنی بھلا جانتا ہے
وہ انجام کو رو دے گا سر پچھاڑ کر
نہیں اس میں دھوکا خدا جانتا ہے

متعدد امراض کا ایک مفید علاج

سراج پرکار

لہسن (Garlic)

تاریخ :- لہسن ، قدرت کی ایک انتہائی اور کارآمد دین ہے۔ جو سستی اور آسانی سے دستیاب ہوتی ہے۔ مشہور جڑ ہے۔ پکوان میں بطور مصالحہ بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ اس کے دانوں کو پوتھی بھی کہا جاتا ہے۔

لہسن کی ایک خاص بو اور مزہ ہوتا ہے۔ اس کا مزاج گرم وخشک ہے۔ طب یونانی میں اس کا اہم ادویہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے وجود کا پتہ ۳۰۰۰ سال قبل مسیح میں۔ مصری عجوبہ پیرامیڈ بناتے وقت مزدوروں نے لگایا۔ اس کا ایک دانہ انھیں تندرستی ، پھرتی اور قوت دیتا ہے۔ اکثر مزدوروں کی زندگی اسی پر تھی۔ اس کے بغیر وہ لوگ معذور تھے۔ جنگ عظیم میں اینٹی بائیوٹک (Antibiotic) کی کمی ہوئی تھی تو یہ کمی لہسن نے ہی پوری کی تھی۔

کینسر میں استعمال :-

لہسن میں زبردست اور غضب کا قدرتی اثر موجود ہے۔ اس کا ایک دانہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے زیادہ طاقتور ہے۔ یہ بغیر دھماکے کے جسم کے خطرناک اور نقصان دہ جراثیم کو ختم کرتا ہے۔ اس میں زبردست قدرتی اینٹی بائیوٹک (Antibiotic) دو ایلیل ڈائی سلفیٹ (Allayl Disulphate) موجود ہے جو سکنڈوں میں کے اندر نقصان دہ اور خطرناک جرثوموں کا خاتمہ کرتی ہے۔ اس میں دو (Enzymes) پائے جاتے ہیں۔ جیسے ایلین (Allin) اور ایلیسن (Alliecin) کہا جاتا ہے۔ دونوں آپس میں مل کر دافع تعفن (Antiseptic) کا کام دیتے ہیں۔ یہ ایک انمول قدرتی تحفہ ہے۔ اس میں حیاتین اور نمکیات کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ یہ جسم کی نشوونما میں مدد کرتی ہیں۔

آسٹریلیا کے کینسر ریسرچر ڈاکٹر جوزف ڈی ورڈا نے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ لہسن ہی کینسر کا علاج ہے۔ انھوں نے بتایا کہ لہسن میں سیلینیم (Salenium) کی تھوڑی مقدار پائی جاتی ہے۔ جو جسم کی سیلینیم کی مقدار کو بڑھاتی ہے۔ جو عمل تعدیہ (مرض سے بچانے والا عمل) میں کافی معاون ہے ، اور یہ جسم کا تحفظ کرتی ہے۔ اگر عمل تعدیہ معذور یا فنا ہو جائے تو پھر مرض سے مقابلہ جسم نہیں کر پاتا۔ اور مرضی خلیہ لاتعداد نشوونما پانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور نتیجتاً یہ صورت کینسر کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔

لہسن میں سلفر (sulphur) بھی پایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر جوسف ورڈا نے مزید کہا کہ لہسن کا ایک دانہ لے کر اس کے اوپر کے چھلکے اور پرت کو نکال دیتے ہیں۔ اسے ہولڈر کی مدد سے آگ پر جلاتے ہیں کہ یہ کوئلے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کے درمیان سوئی کی مدد سے دھاگہ پیوست کرتے ہیں۔ اور سوئی کو نکال لیتے ہیں۔ صابن کی مدد سے اسے مبرز یا امعائے مستقیم (Rectum) میں دبا ڈالتے ہیں۔ اس کے دھاگے کا ایک سرا ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ عمل دودیہ

(Peristalic movement) کے ذریعے یہ فوراً آنت
(colon) میں چلا جاتا ہے۔ اس میں سے سلفر کے
بخارات پوری آنتوں میں پھیل جاتے ہیں۔ بعد میں یہ لہسن کا
دانہ دھاگے کی مدد سے باہر نکال لیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ آنتوں
کی دھلائی (colonic irrigation) کرتا ہے اور لہسن کے
ولاٹائل ایسڈ (volatile acids) جسم کے تمام نظاموں
میں جذب ہوتے رہتے ہیں اور تمام خطرناک اور نقصان دہ
مادے کو گھر کرنے نہیں دیتے اور ہر خلیہ کو مرض سے نجات ملتی
ہے۔ ان کی نشوونما برابر ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح کینسر سے
نجات ملتی ہے۔

دیگر امراض میں استعمال :

- لہسن، کالی کھانسی میں سنگھانے سے راحت ملتی ہے۔
اور اگر کالی کھانسی پرانی ہو تو لہسن کو شہد میں پیس کر
چٹانے سے فائدہ ہو سکتا ہے۔
- دمہ، دم گھٹنا، ورم حلق، سانس پھولنا، اور کھانا
پینا اور سانس لینا دشوار ہونا جیسے امراض میں لہسن
کے دانے کو چھلکے سے صاف کر کے چوسنے سے حلق کی تھیلی
صاف ہوتی ہے۔ اور تین چار گھنٹے میں آرام ہوتا ہے۔
ہفتہ بھر اس کا رس دینے سے مریض کافی اچھا ہوتا ہے۔
- یہ مقوی اعصاب ہونے کی وجہ سے فالج، لقوہ، اینٹھن،
جوڑوں کے درد اور کمر کے درد میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔
فالج اور لقوہ میں اس کے رس کو شہد میں ملا کر دیں۔
- لہسن امراض قلب میں بھی مفید ہے۔ دل کے دورے
اس کے مسلسل استعمال سے نہیں آتے۔ یہ ہائی بلڈ پریشر
کو نارمل بلڈ پریشر کرنے میں مدد دیتا ہے۔
- سل (Phthisis) اور دق (T.B) میں
لہسن کا رس شہد کے ہمراہ دن میں دو مرتبہ چٹانے

کھانسی اور بلغم کے اخراج میں کمی ہو جاتی ہے۔ بھوک بھی
بڑھ جاتی ہے اور راتوں میں پسینہ کا افراز بھی مکمل طور پر
رک جاتا ہے، وزن میں اضافہ ہوتا ہے، نیند بھی اچھی آتی ہے۔
- لہسن کا سب سے اہم فائدہ اس کا کاسر ریاح ہونا ہے۔
(پیٹ کے گیس کو ختم کرنا)۔ یہ مقوی معدہ بھی ہے۔ ہاضمہ
کو قوی بناتا ہے۔ اگر ہر صبح بلا ناغہ اس کا ایک دانہ کھایا جائے
تو گیس کی شکایت کبھی نہیں ہوگی۔
- لہسن کا بیرونی طور پر پیپ دار زخموں اور ورموں کو صاف کرنے
اور ان کے اندمال (زخم کا بھرنا) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
ایسے زخم جن سے رطوبت کا افراز ہوتا رہتا ہے (جیسے ایگزما)
یا جن میں پیپ پڑ گئی ہو جیسے پھوڑے، پھنسی، اس کے
استعمال سے ان کا رسنا بند ہو جاتا ہے اور پیپ سے
زخم صاف ہو جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ درد کو بھی
تسکین ہوتی ہے۔
- یہ بخار میں بھی مفید ہے۔ مریض کو ایک ہفتہ میں مکمل
صحت ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا اثر تو چند ہی گھنٹوں میں
محسوس کیا جاتا ہے۔ یہ نمونیہ کے بخار میں خاص طور سے
مفید ہے۔
- لہسن کا رس، جہاں کتے نے کاٹا ہو، بچھو نے ڈنک مارا ہو
یا دیگر زہریلے جانوروں نے کاٹا ہو اس جگہ لگانے سے زہر کے
تریاق کا کام کرتا ہے۔

غرضیکہ یہ تمام جسمانی امراض میں مفید ہے۔ نیز یہ
اینٹی سپٹک عفونت کو دور کرتا ہے۔

شرف کمالی

"کہتا ہوں سچ ...."

"آدابِ زندگی"

سیرت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک انگریزی کتاب زیرِ مطالعہ ہے۔ دراصل یہ محمد حسین ہیکل کی عربی تصنیف کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس ضخیم کتاب پر دبیز کاغذ پہ زرد رنگ کے شیڈ پر سرخ رنگ میں بڑے حرفوں میں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ لکھا ہوا ہے۔ کاغذ عمدہ، بہترین طباعت۔ یہ کتاب ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے شائع ہوئی ہے۔ سوچ رہا ہوں کاش! اسلام کی خاطر ایسا خوب صورت کام کرنے کا جذبہ حق سبحانہ تعالیٰ ہمیں بھی عطا فرماتا! کتاب کا انتساب مختصر مگر جامع ومانع ہے۔

"TO THOSE WHO SEEK THE TRUTH FOR SAKE OF THE TRUTH."

حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی، اسمِ گرامی جہاں کہیں بھی آیا ہے فاضل مترجم نے "MUHAMMAD" لکھا ہے، جو صحیح تلفظ ہے۔ ورنہ عام طور پر انگریزی میں "MOHAMED" لکھنے کا رواج عام ہے۔ بلکہ بعض زود نویس "MOHD." پر ہی اکتفا کر جاتے ہیں۔ مترجم نے محمد لکھنے کے بعد انگریزی میں SALLĀ ALLAHU ALAYHI WASALLAM ضرور لکھا ہے۔ جہاں کہیں لفظ 'PROPHET' استعمال ہوا ہے اس کے بعد بھی ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تحریر ہے۔ ہجرت کیلئے انگریزی کا لفظ فاضل مترجم لکھتا ہے AL HIJRAH OR THE PROPHET'S EMIGRATION

دل نے کہا یہ ایک خوب صورت تحریر ہے۔ ورنہ ہمارے ملک میں یہی ذکر درسی کتب میں بھی کچھ یوں ہوتا ہے ——— نقلِ کفر، کفر نہ باشد

"महमद पैगंबर मक्कयाहून मदीनास "पलायन" ہجرت کے لئے ـــ पळून गेला"

لکھنا عام بات ہے۔ میں سوچ رہا ہوں، کاش! ہماری حکومت کے اربابِ اقتدار اس فرق کو سمجھنے کی زحمت گوارا فرماتے۔ انگریزی کا لکھنے والا اپنی مودّبانہ تحریر کی وجہ مہذّب معلوم ہوتا ہے، اور دوسری بھونڈی تحریر لکھنے والے کی بدتہذیبی کی نشاندہی کرتی ہے۔ بلکہ آگے چل کر پڑھنے والا قاری پہلے والی قوم کو مہذّب قوم اور دوسری تحریر والی قوم کو غیر مہذب یا وحشی قوم کہے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں عمداً گستاخی اگر مٹھی بھر لوگ کر رہے ہوں تو اس سے شانِ رسالت مآب میں فرق پڑنے سے رہا۔ کیونکہ یہ نامِ پاک لاتعداد کروڑوں دلوں کی دھڑکن رہا ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں سے کروڑہا کروڑ ہونٹ اس اسمِ مبارک کی حلاوت اور شیرینی سے لذت یاب ہوکر اپنے قلوب کو گرماتے آئے ہیں۔ اور ہزارہا نہیں کروڑہا کروڑ آنے والی نسلوں کے انسان اسی شیرینی سے لطف اندوز ہوں گے۔ روزانہ صبحِ کاذب کے پردے سے صبحِ صادق کی جلوہ گری کے

ساتھ دنیا کا گوشہ گوشہ خوش الحان موذنوں کی آواز محمدٌ
رسول اللہ سے گونجتا ہے۔ اللہ جل شانہ کے نام کے بعد اسی
نام کی گونج ہے اور جب تک دنیا باقی ہے یہ سلسلہ یوں ہی
ماشاءاللہ چلتا رہے گا!! لیکن آداب زندگی کے،
انسانوں کے درجے واضح کرتے رہیں گے۔

افریقہ پہونچنے کے بعد میں نے اس سفر کو اسٹڈی ٹور
کی شکل دی ہے۔ سوچا ہے کہ اس خطے میں دینی خدمات
کا مطالعہ کروں۔ جہاں جاؤں وہاں ایسے اصحاب سے
ملوں جو دینی ادارے چلا رہے ہوں۔ اس کے ساتھ تعلیمی،
ثقافتی، تہذیبی اقدار کا بھی حتی الوسع جائزہ لوں۔ میں نے
اس ضمن میں دو مراکز کا انتخاب کیا۔ جہاں دینی اداروں
اور مراکز کا معائنہ، نیز اس سے متعلق شخصیات سے ملنا
ایسے میرے دو مقاصد تھے۔ پہلا ادارہ تھا مدرسہ
جامعہ اسلامیہ، لمبی ملاوی۔ اور دوسرے ادارے
کا نام بلنٹائر اسلامک مشن ہے۔ جامعہ اسلامیہ لمبی کی
کی ایک دینی درس گاہ ہے، جس کے مہتمم مولانا احمد ابراہیم
صاحب ہیں۔ میری نواسیاں نازلی اور شبانہ بحمداللہ
اسی درس گاہ میں مولانا موصوف کی زیرسرپرستی زیرتعلیم ہیں۔
ان کا ہوم ورک اور دینی تعلیم کا شوق دیکھ کر یہ اشتیاق ہوا کہ
اس کی درس گاہ کی زیارت ضرور کی جائے اور ان کے اساتذہ
محترم سے بھی نیاز حاصل ہو۔ میں نے جب عزیزی عبدالغنی
اور عزیزی جمال الدین سے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو معلوم ہوا کہ
نہایت طریقے کے ساتھ یہ ادارہ جاری ہے اور یہ کہ
مولانا محمد ابراہیم صاحب سے ملاقات کے لئے وہ وقت
طے کریں گے۔ یہاں گھر کے ملازمین میں سے دو ملازم *
پیٹرک اور جوزف مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ ان کے
بیوی بچے بھی مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ یہاں برسوں قبل

جب عیسائی مبلغ پہونچے تو یہاں کے قبائلی لوگوں کو انھوں
نے عیسائی بنایا۔ ساتھ ساتھ ان کو تعلیم و تربیت بھی
دی۔ اور بڑی دیر تک یہ علاقہ انگریزوں کے زیر اقتدار
رہا۔ پھر یہاں کے مقبول اور محبوب لیڈر ڈاکٹر ہیسٹنگز
باندا کی قیادت میں نیا سالینڈ نامی یہ علاقہ ملاوی نام
سے ۱۹۶۳ء میں آزاد ہوا۔ اور ڈاکٹر ہیسٹنگز باندا لائف
پریسیڈنٹ (تاحیات صدر) کی حیثیت سے حکمراں ہیں۔
افریقہ کا یہ مرد دلاور واقعی نہایت دانشمند ہے اور عوام
اسے مقامی زبان میں گوازی یعنی شیر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔
عوام انھیں بہت چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں
کوئی حکومت کر رہا ہے۔ لوگ خوش اخلاق، سڑکوں پر
چلیں گے بھی تو باتہذیب معلوم ہوں گے۔ راستے آئینے کی طرح
صاف شفاف۔ سڑکیں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی دھلی
ہوں۔ دفاتر میں جہاں جائیے پذیرائی، بغیر رشوت کے
آپ کا کام ہو جائے۔ ملازم خوش۔ یہاں کوئی ہڑتال نہیں
کرتا۔ ورنہ ہمارے اپنے ملک میں پولیس بھی ہڑتال کر سکتے
ہیں۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس قسم کے علاقوں میں تبلیغ
کے لئے جب وسیع میدان کھلا ہوا تھا تو عیسائی مشنریوں نے
اس سے فائدہ اٹھایا اور ہم شاید تفرقوں میں الجھے رہنے
کی وجہ یہاں تک نہ پہونچ سکے۔ کچھ ہندوستانی
ہندو، مسلمان جو یہاں پہونچے ان کی دوڑ دھوپ
صرف ملازمت یا تجارت تک محدود رہی۔ لیکن اب یہ
یہ کام یہاں تاخیر سے ہی سہی لیکن شروع ہو چکا ہے۔
مذکورہ دونوں ادارے اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

*جوزف اور پیٹرک کے نئے نام یوسف اور بلال ہیں۔
مولانا احمد ابراہیم صاحب ہی نے انھیں کلمہ پڑھا کر مشرف بہ اسلام کیا۔

عبدالغنی اور جمال الدین نے انہیں دینی تعلیم دینے کے لئے جناب طٰہٰ عبداللہ ایک مقامی معلم کا بھی تقرر کیا کہ وہ روزانہ انھیں تعلیم دے۔ اور ماشاءاللہ یہ دونوں قرآن مجید کی تلاوت بھی کرنے لگے ہیں۔ ہماری مغرب کی نماز روزانہ ان کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ ہر روز نماز مغرب کے بعد میں نے بھی ان کو درس دینا شروع کیا ہے۔ ان کو سورہ فاتحہ کا ترجمہ یاد کرایا۔ تشریح سنائی۔ دونوں انگریزی اچھی طرح سمجھتے ہیں، بولتے ہیں۔ کل جب انھوں نے سورۂ فاتحہ کا ترجمہ مجھ سے طلب کیا تو پتہ چلا کہ وہ انگریزی پڑھنا لکھنا بھی جانتے ہیں۔ میں نے ان کے مشرف بہ اسلام ہونے کی تفصیل جاننا چاہی تو مجھے بتایا گیا کہ وہ دو سال سے منتظر تھے۔ اور اپنی مرضی سے دینِ محمدی پر ایمان لائے ہیں۔ پتہ چلا کہ مسلمان ہوجانے کے بعد ان کی عادتیں سنور گئی ہیں۔ بے شک وہ اخلاق کی بلندی پر ہی ہوں گے۔ کیوں کہ وہ ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کرچکے ہیں، جن کے لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْم کہا ہے۔ مولانا احمد ابراہیم کا ذکر شروع ہوا۔ اور بات سے بات چلی تو یہاں تک پہونچی۔ شہر میں ایک صبح ۹ بجے مدرسہ جامعہ اسلامیہ پہنچا۔ یہاں لوگوں کے مکانات بہت وسیع ہیں اور بحمداللہ دل بھی۔ بعینہٖ جامعہ مذکورہ کی عمارت بھی قابلِ دید ہے اور احاطہ بھی کافی وسیع ہے۔ ہر مکان کے آگے باغ ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح جامعہ کا بھی اپنا باغ ہے۔ جہاں مالی درختوں کو سیراب کر رہا تھا۔ لب سڑک مدرسہ کا چھوٹا سا بورڈ تھا۔ سامنے دروازے کے اوپر مدرسہ جامعہ اسلامیہ انگریزی میں لکھا ہوا تھا۔ مدرسے میں جا بجا انگریزی عبارات بورڈوں پر لکھ کر آویزاں دیکھیں۔ اسلامی مہینوں کے نام، صحابہ کرام کے اسمائے گرامی بھی انگریزی میں تھے۔ چونکہ یہاں آنے والے انگریزی ذریعۂ تعلیم سے آگے بڑھتے ہیں۔ اور اردو نہیں جانتے۔ مولانا واقعی وسیع القلب ہیں کہ انگریزی کا استعمال جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔ سچ ہے ؎

کا بھاشا، کا سنسکرت، پریم چاہیئے سانچ
کام جو آوے کامری کا لے کریئے کماچ

ورنہ ایک ہمارے یہاں دین کے معاملے میں بھی الفساد ثم الفساد ہے۔ مولانا نے مجھے حسب دلخواہ ساری معلومات بہم پہنچائی۔ یہ درس گاہ ۵ / اکتوبر ۱۹۸۳ء مطابق ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ بروز بدھ شروع ہوئی تھی۔ آج یہاں کُل ۷۲ طلبہ داخل رجسٹر ہیں، جن میں ۲۸ طالبات ہیں۔ مولانا احمد ابراہیم کا لقب پٹیل بتایا گیا تھا لیکن دورانِ گفتگو آپ نے وضاحت فرمائی کہ اپنا نام صرف احمد ابراہیم ہی لکھتے ہیں۔ پاسپورٹ پر بھی اتنا ہی نام لکھا ہوا ہے۔ یعنی پٹیل نام وہ ترک کرچکے ہیں۔ سید مرزا اور افغان کی طرح پٹیل بھی قبائلیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اقبالؔ نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ بھی ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

مولانا احمد صاحب مولانا اسم بامسمّیٰ ہیں۔ شکل و شباہت سے بالکل مردِ مومن، چہرے پر شرعی انداز کے مطابق داڑھی۔ جامع مسجد بمبئی کے خطیب صاحب محترم مولانا شوکت علی صاحب کی ہو بہو تصویر۔ لیکن عمر میں ان سے یقیناً کم۔ ان کا خاندان تاجروں کا خاندان ہے۔ آج بھی یہاں ان لوگوں کا بیوپار ہے۔ لیکن مولانا یہ دینی مدرسہ بڑی دلچسپی سے چلاتے ہیں۔ یہاں تین درجے ہیں۔ ہر درجہ میں A اور B دو گروپ ہیں۔ اور ان کو ان کی محنت اور

ذہانت کے مطابق ماہانہ ستارے stars دیئے
جاتے ہیں. طلبہ کا مسٹر رول، رجسٹر، والدین کے ساتھ
باقاعدہ رابطہ، قاعدے کے مطابق مقررہ نصاب۔ غرض
کام اتنا باسلیقہ معلوم ہوتا ہے، معلوم ہوتا ہے کئی لوگ مل کر
یہ جامعہ چلا رہے ہیں۔ ابھی تو آغاز ہے۔ آئندہ انشاء اللہ
یہ بہت بڑا دینی مدرسہ ہوگا. لیکن آج بھی جس نہج پر ان کا
یہ مشن جاری ہے یہ بہت بڑا کارنامہ ہے. مولانا نے
یہیں مولانا آدم مانکپوری صاحب کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا.
اور چھ پارے حفظ کر لئے. اسی دوران مولانا آدم چلے گئے.
لہٰذا مولانا احمد ابراہیم بھی اپنی تشنگیٔ علم لئے پیچھے پیچھے
منگوچی پہونچے۔ اور بالآخر ۱۹۷۱ء میں پورا قرآن
حفظ کر لیا. اس کے بعد شوقِ علم انھیں ہندوستان میں
ضلع بھروچ کنتھاریہ میں لئے پہونچا. جہاں دارالعلوم عربیہ
اسلامیہ میں سات سال تک تحصیلِ علم کرتے رہے. اور
درس نظامیہ سے فارغ ہوئے اور سند حاصل کی. پھر
ایک سال دارالعلوم دیوبند میں بھی رہے اور اپنی معلومات اور
قابلیت بڑھاتے رہے. آج بظاہر یہ کام جو مولانا کر رہے
ہیں چھوٹا نظر آرہا ہے۔ لیکن ان کے کام کرنے کا ڈھنگ
دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے. طلبہ عصر کی نماز جامعہ ہی میں ادا کرتے
ہیں۔ مجھے اس ذی فہم جوان سال عالم سے یہ توقع ضرور
ہے کہ ایک دن ان کا مدرسہ جامعہ اسلامیہ اس ملک کی
بڑی درسگاہ کہلائے گا. مولانا میں یہ خاص بات دیکھی
کہ وہ بے حساب پیسوں کے پیچھے نہیں بھاگتے. مجھے لوگوں نے
بتایا کہ پہلے مہینہ دو مہینہ بچے کا معیار بلند ہونے تک
وہ لاکھ کہئے ایک پیسہ نہیں لیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ مدارس
پیسوں کی ریل پیل سے نہیں بلکہ جذبۂ ایمان سے چلا کرتے ہیں.
اللہ تعالیٰ اس جذبے کے اور کئی عالم ہماری قوم میں پیدا کرے

تو دین کے لئے راہیں ہموار یقیناً ہوں گی. بہرکیف مولانا احمد کے
بارے میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن وہ تشہیر سے ہٹ کر
یہ اہم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ یہ بھی ڈرتے ڈرتے
لکھا ہے ورنہ وہ انھیں برا مانیں گے. اللہ تعالیٰ ان کے عزائم
میں مزید پختگی دے. اور ان کا مدرسہ ایک دن دارالعلوم
کی شکل اختیار کرلے یہی دعا ہے ۔

مولانا بڑی دیر تک مدرسہ کی ترتیب سمجھاتے رہے.
ان کی فرمائش ہے کہ میں اس ادارے کیلئے ترانہ لکھ دوں۔
سو میں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق فرمائی پر سب کچھ
موقوف ہے. لیکن انشاء اللہ فرمائش کی تکمیل کی کوشش
میری اپنی طرف سے یقیناً ہوگی. اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا.

مولانا کی خواہش تھی کہ ان کی رہائش گاہ پر چائے
پی لی جائے۔ وقت ہو چکا تھا میرے استاذ مظہر میاں کا
کے آنے کا جن سے میں ڈرائیونگ سیکھ رہا ہوں. اور استاذ
ہونے کے ناطے میں ان کا ادب یقیناً ملحوظ خاطر رکھتا ہوں.

محرم کا چاند کل نظر آیا. سالِ نو کی پہلی تاریخ ہے.
اپنے یہاں عاشورے تک بڑی ہما ہمی رہتی ہے. سارا
قصہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں. لیکن اتنا تو آپ بھی جانتے
ہیں کہ شہدائے کرام کی یاد میں جو کرنا ضروری ہے نہیں کیا جاتا
اور جو نہیں کیا جانا چاہئے ہم کرتے ہیں. اور دھوم دھام
سے کرتے ہیں. ہر ایک کی اپنی عقلِ سلیم خود ہی بتا دیتی ہے کہ
جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے. پھر لب کشائی کر کے
ہم رسوا کیوں ہوں لیں؟ شہدائے کربلا کی بے مثل
قربانیوں کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر
چلنے کی توفیق بخشے۔ جاتے جاتے خراجِ عقیدت شعر کے
الفاظ میں ادا کرتے چلیں ؎

کون ہے جو باطل کے دھوکے میں نہ آیا وہ حسینؓ
سر کٹا کر بھی نہ جس نے سر جھکایا وہ حسینؓ

موت کی سیلاب میں ہر خشک و تر بہہ جائے گا
ہاں، مگر نامِ حسینؓ ابن علیؓ رہ جائے گا

یہاں اس ضمن میں کوئی غیر ضروری بھاگ دوڑ نظر نہیں آتی۔ روزانہ کی طرح مساجد میں نمازوں کے لئے لوگ پہونچ جاتے ہیں۔ مختلف العقیدہ کہیں کہیں لوگ نظر آئے۔ لیکن ایک مسجد میں دو نمازوں تک نہیں پہنچ جاتی ہیں۔ میں نے بطورِ خاص بہ نظرِ غائر دیکھا کہ تبلیغی تحریک سے منسلک اصحاب نماز کے بعد تبلیغی نصاب سننے کے لئے حلقہ بنا لیتے ہیں۔ جو شامل ہونا نہیں چاہتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں کوئی نہیں روکتا۔ نہ وہ حلقہ میں شامل ہونیوالوں پر آوازے کستے ہیں۔ اسی مانند جمعہ کی نماز کے بعد کچھ لوگ کھڑے ہوکر یا نبی سلام علیک سلام پڑھتے ہیں۔ یہاں جن کو شامل نہیں ہونا ہوتا ہے بلا تکلف چلے جاتے ہیں۔ لیکن کوئی کفر کا فتوی صادر نہیں فرماتا ۔۔ بہر کیف مختلف العقیدہ مسلمان ایک اللہ اور ایک رسول کو ماننے والے ایک ہی امام کے پیچھے روزانہ پانچ وقتوں کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ افریقہ میں بھی ماشاءاللہ تبلیغ کا کام جاری ہے۔ اگلے ماہ زامبیا میں سہ روزہ اجتماع ہے۔ بلنٹائر میں دعوت کا سلسلہ جاری ہے۔ مجھے اجنبی دیکھ کر مسجد میں کئی بار ایسا ہوا کہ نمازی حضرات میرے پاس آئے۔ حال پوچھا۔ گھر پر ساتھ چلنے اور دعوت طعام قبول کرنے کے لئے اصرار کیا۔ اس سے ان کے خلوص کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں کہیں ایسا خلوص دکھائی پڑے فوراً دل دہراتا ہے۔ انما المومنون اخوۃ ۔ یہاں مسجد کے مدرسے میں مقامی افریقی باشندوں کو قرآن مجید کا درس لیتے ہوئے دیکھا۔ خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے کے بعد جب میں نے یہ نظارہ دیکھا تو دل نے جھوم کر صدا دی کہ

آگ توحید کی سینوں میں دبا رکھتے ہیں
زندگی مثلِ بلالِ حبشی رکھتے ہیں

یہاں مقامی افریقی لوگوں میں مسلمان بھی کافی ہیں اور عیسائی بھی ہیں لیکن اکثریت غریبوں کی ہے۔ مگر ہم نے انھیں اپنے حال پر مطمئن پایا۔ ان میں افریقی ہونے کے ناطے برادری کا جذبہ بھی ہے اور یہاں مذہب و ملت کی کوئی قید نہیں۔ اپنے مہاتما گاندھی ہیسٹنگز باندا کی قیادت پر سبھی یکساں نازاں ہیں۔ یہاں فی الوقت پیٹرول کی شدید قلت ہے۔ لوگ اپنی اپنی گاڑیاں لئے گھنٹوں کیا بلکہ پہروں پیٹرول پمپ پر زلفِ محبوب سے دراز تر قطار میں رہ کر اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کا برا حال ہوتا ہے جب کہ یا کہ تاسف پر ساتی پمپ نے پیٹرول کے ختم ہو جانے کا اعلان کرتا ہے۔ لیکن پیٹرول ملنے پر پمپ پر جب تقسیم کا آغاز ہوتا ہے تو منظر قابلِ دید ہوتا ہے، ہمیں حضرت شکیل مرحوم کا شعر یاد آتا ہے ؎

اٹھا جو مینا بدست ساقی رہی نہ کچھ تابِ ضبط باقی
تمام میکش پکار اُٹھے اِدھر سے پہلے، اُدھر سے پہلے

بلنٹائر اسلامک مشن کے لئے مضمون طویل مگر دلچسپ ہے۔ وہاں کے عمائدین سے ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ وہاں مولانا محمد معاذ ندوی صاحب مہتمم (پرنسپل) ہیں۔ جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے "لسانس" سند یافتہ ہیں۔ ندوۃ العلماء میں بھی تحصیلِ علم کرتے رہے ہیں۔ ان کا تقرر دار الافتاء ریاض (سعودی عربیہ) کی طرف سے ہے۔ اور شیخ سعد، عراقی عالم ہیں۔ جو کویت سے آئے ہیں۔ ان کا تقرر بھی کویت ہی سے ہوا ہے۔ انشاءاللہ اب ان کا تذکرہ آئندہ قسط میں ضرور ہوگا ۔۔۔۔۔ خدا حافظ ۔۔۔

دوسروں سے نہ لڑنے کے لئے
اپنے آپ سے لڑنا پڑتا ہے۔

آثارِ علمیہ

ابوداؤد قیصر

ولی عہد نیپال کی فارسی غزلیں اور اُردو خطوط

ماہ نامہ معارف اعظم گڈھ، فروری ۱۹۸۳ء میں ولی عہد نیپال یوراج جنگ کی دو فارسی غزلیں شائع ہوئی ہیں. جو انھوں نے مولانا عبدالحمید فراہی کے نام بغرض اصلاح بھیجی تھیں.

یہ ۱۹۱۴ء کی بات ہے. ولی عہد نیپال ان دنوں الہ آباد میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔ انھیں دنوں مولانا فراہی بسلسلۂ ملازمت الہ آباد میں مقیم تھے. انھوں نے مولانا صاحب موصوف کا شرف شاگردی حاصل کیا. اور اپنی دو فارسی غزلیں بغرض اصلاح ان کی خدمت میں بھیجیں. ان میں اپنا تخلص شادی ظاہر کیا — الہ آباد میں ولی عہد نیپال کا پتہ تھا: قلعہ چھاپا ہو الہ آباد — دنیا میں ایک ہی ملک ہے جہاں ہندو راج ہے۔ یعنی نیپال — وہاں کا ولی عہد فارسی میں غزل کہے، اور اس میں بکثرت عربی و فارسی کی اسلامی اصطلاحات استعمال کرے — پھر وہ غزلیں بغرض اصلاح مولانا عبدالحمید فراہی کے نام بھیجے اور خط میں اپنے آپ کو شاگرد ظاہر کرے. واقعی تعجب کی بات ہے۔

ان غزلوں کے منتخب اشعار یہ ہیں :۔

۱۔ شورِ آشوب قیامت فتنہ ساماں یک طرف
قم باذنی گوئی خلخالِ حسیناں یک طرف

زلفِ شبگوں رائج صد گونہ ظلمات کفر
روئے روشن دافع اندوہ و حرماں یک طرف (بہت خوب)

بر رُخ کعبہ بزلفش حملۂ اصحابِ فیل
جورِ شبگوں کفر و ہم تائیدِ ایماں یک طرف (بہت خوب)

۲۔ بہ انعامت نشد محروم قلیس و کوہ کن ساقی
گہے در بادیہ گاہے سوئے کہسار می آئی (〃)

مرنجاں دل یکے مورِ ضعیف و ناتوانے را
کہ روزے در حضورِ حضرتِ جبار می آئی (〃)

بیا خوش آمدی شادی بگو از طرۂ گیسو
خلق را اسیر کردہ از رہ تاتار می آئی (〃)

ان چھ منتخب اشعار پر غور کیجئے، عربی اور فارسی کی کتنی اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔

پہلی غزل میں آٹھ اشعار ہیں. اور دوسری غزل میں دس.

جریدہ نقشِ کوکن کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس شمارے میں ان قیمتی علمی آثار کو محفوظ کر لیا.

شہزادہ اکبر کا خط اورنگ زیب کے نام

یہ ہر مورخ جانتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے باپ شاہ جہاں کو تخت و تاج سے محروم کر کے خود مغلیہ تخت پر جا بیٹھا اور باپ کو قلعہ آگرہ میں نظر بند کر دیا.

کہتے ہیں کہ الولد سر لابیہ یعنی بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے اسی مقولے کے مطابق اورنگ زیب کے لڑکے اکبر نے راجپوتوں کے بہکانے پر اورنگ زیب کے خلاف بغاوت کی. لیکن بغاوت ناکام ہوئی

مُہرِ معطّل

۔یوسف ناظم

(نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیرِ اہتمام منعقدہ جلسۂ تقسیمِ انعامات میں پڑھا گیا) (ادارہ)

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ہندوستان میں کتنے شاعر ہیں، آج سے کوئی ۲۰، ۲۵ سال پہلے چند شرفاء نے ایک سوال نامہ جاری کیا تھا۔ اس سوال نامے کے جواب میں اعداد و شمار کے ماہرین نے جنہیں اسٹیٹسٹیشین (statistician) کہا جاتا ہے اپنے اندازے کے مطابق شاعروں کی تعداد بتائی تھی۔ لیکن کسی کا بھی جواب اطمینان بخش نہیں تھا۔ البتہ ہمارے مزاح گو شاعر دلاور فگار کا جواب لوگوں کو پسند آیا تھا۔ کیونکہ دلاور فگار نے لکھا تھا

ع ہماری ایک یوپی میں سوا دو لاکھ شاعر ہیں

۔۔ اب آپ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ پورے ہندوستان میں جو اچھا خاصا بڑا ملک ہے کتنے شاعر نہیں ہوں گے۔ کچھ لوگ یہ تک کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں اتنے شاعر ہیں کہ دوسروں کو یہاں رہنے کے لئے جگہ باقی نہیں رہی ہے۔ شاعروں کی وجہ سے جگہ کی قلت کی بات تو غلط ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی وجہ سے دوسروں کا رہنا مشکل ہو گیا ہے۔ اور اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے یہاں اردو رسائل و اخبارات کی تعداد بھی اسی تناسب سے ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ہمارے ایک باجے میں سوا دو سو رسائل ہیں۔ سوا دو سو اس طرح کہ ان میں سے دو سو بیس یا دو سو بائیس رسائل اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں (یہ کئی سال کا حساب ہے)

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے ملک کی راجدھانی دلی ہے۔ میر اس دلی میں جو ہمیشہ اجڑتی اور بستی رہی ہے اور جس کے بارے میں میر تقی میر نے کہا تھا:

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب   رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا   ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

اسی شہر دلی میں ایک آفس ہے جہاں سے رسالہ شائع کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس اجازت نامے کو ڈیکلریشن کہا جاتا ہے۔ سرکاری محکموں سے مختلف کاموں کے اجازت نامے مختلف ناموں سے عطا کئے جاتے ہیں۔ موٹر اور بندوق چلانے اجازت نامے کو لائسنس کہا جاتا ہے۔ شراب بندی کے قانون کے تحت شراب پینے کی اجازت نامے کو پرمٹ کا نام دیا گیا ہے۔ اور جس ریسٹورنٹ میں پرمٹ روم نہیں ہوتا وہ ہوٹل بہت جلد فلاپ ہو جاتا ہے۔ مکان بنانے کے لئے این او سی یعنی نو آبجکشن سرٹیفکیٹ۔ اور ملک بدر ہونے کے لئے پاسپورٹ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پیٹ بھرنے کے لئے جو اجازت نامہ دیا جاتا ہے اس کا عنوان راشن کارڈ ہے۔ یہ سارے اجازت نامے آپ کو جلد یا بدیر مل جاتے ہیں لیکن اخبار و رسائل کے ڈکلریشن کے لئے ۲۴، ۲۵ مہینوں کی مدت درکار ہوتی ہے۔ رسالہ شائع کرنا ایک معیوب کام ہے۔ اجازت نامے میں اتنا وقت تو لگنا ہی چاہئے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ڈکلریشن عنایت کرنے سے پہلے محکمے کو اس بات کی جانچ کرانی پڑتی ہے کہ اس نام کا رسالہ کہیں سے شائع تو نہیں ہو رہا ہے۔ اگر نہیں شائع ہوتا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور اگر یہ اس وقت ریزگاری کے کوپن کی طرح بازار میں نہیں ہے تو کیا کبھی

پہلے اس نام کا رسالہ شائع ہوا تھا۔ اور دو تین شماروں کے بعد یہ غنچہ بن کھلے مرجھا گیا تھا۔ جاری شدہ اجازت ناموں کا رجسٹر خود اتنا وزنی ہوتا ہے کہ جب تک چار آدمی کاندھا نہ دیں اسے اٹھایا نہیں جا سکتا، اتنا ضخیم ہوتا ہے کہ اس کی ورق گردانی میں مہینوں نکل جاتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص کسی رسالے کا ڈکلریشن حاصل کرنے کے لئے تشریف لے جاتا ہے ڈیڑھ سو ناموں کی فہرست ساتھ لے جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ فیروز اللغات بھی ساتھ رکھتا ہے۔ ہماری تو رائے ہے کہ اس محکمے کو چاہئے کہ ہر سال ایک فہرست شائع کرے کہ اس سال صرف مندرجہ ذیل ناموں کے اجازت نامے جاری کئے جائیں گے۔ اور پھر درخواست گذار کو اس کے رسالے کے لئے وہی نام ملے گا جو قرعہ اندازی کے ذریعے اس کی قسمت میں آجائے۔ قرعہ اندازی کا طریقہ اس لئے بھی ٹھیک ہوگا کہ ان دنوں ہندوستان میں لاٹری کا دور دورہ ہے۔ اور اگر یہاں اس وقت کوئی چیز پابندی سے شائع ہوتی ہے تو لاٹری کے ٹکٹ ہیں۔ اس طریقہ کار میں ڈکلریشن حاصل کرنے کی مہم سر کرنے والوں کو اپنی سانس کی آمد و شد کے لئے جو آکسیجن استعمال کرنی ہوتی ہے اس کی بھی بچت ہو جائے گی اور یہ آکسیجن ریل کے حادثوں میں زخمی ہونے والے مسافروں کے کام آئے گی۔

ہم نے یہ ساری باتیں اس لئے بیان کیں کہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ کسی پرچے کا ڈکلریشن حاصل کرنے سے پہلے ایک شریف درخواست گذار کو دو ڈھائی ہزار پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور پاپڑ بھی ایسے جن میں بجٹ پاپڑ کا مزہ ہوتا ہے (یہ بجٹ لذت کی خرابی ہے) پاپڑ بیلنے میں اتنی ہی محنت لگتی ہے جتنی کہ ڈنڑ پیلنے میں۔ لیکن ڈنڑ پیلنے سے آدمی کی صحت بنتی ہے اور پاپڑ بیلنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ڈکلریشن حاصل کرنے والی ذات، تو وہ ٹاٹا ہے اور جس کی تندرستی ٹانکس اور بی کمپلیکس کے انجکشنوں کی دین نہ ہو ورنہ کئی ڈاکٹر تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنے کلینک کے سارے ٹانک خود ہی استعمال کر لیتے ہیں، اور مریضوں کو دودھ پینے کی ہدایت کرتے ہیں۔ بغیر ٹانک کے تندرست رہنے والے ایک ڈاکٹر نے آج سے کوئی ۲۳ سال پہلے اسی دلّی سے جس کی گلیاں ذوق کو بہت پسند تھیں، ایک رسالے کا ڈکلریشن حاصل کیا تھا۔ ڈاکٹر کا نام تھا - عبدالکریم نائیک اور رسالے کا نام تھا نقش کوکن۔ مشہور ہے کہ اہل دفتر نے درخواست پڑھتے ہی رسالہ شائع کرنے کی منظوری دے دی تھی کیونکہ دفتر کے منتظم نے جو ۲۴ سال سے اسی دفتر میں کام کر رہا تھا کہہ دیا تھا کہ اس نام کا کوئی رسالہ سارے ہندوستان میں نہیں نکلتا ہے۔ اور یہ کہ یہ نام اس سے پہلے اس نے پہلی مرتبہ سنا ہے۔ پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ یہ نقش کوہ کن نہ ہو۔ وہی کوہ کن جس کا اصلی نام فرہاد تھا اور جو اپنے زمانے میں شیریں کے عشق میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اور جس نے شیریں کے محل تک دودھ کی نہر لے جانے کا پراجکٹ بنایا تھا۔ کیونکہ شیریں دودھ کی بہت شوقین تھی، اور روزانہ دودھوں نہاتی تھی۔ کیونکہ انھیں یہی دعا دی گئی تھی۔ لیکن جب دفتر والوں کو بتایا گیا کہ یہ کوہ کن نہیں صرف کوکن ہے اور اس کا دودھ والے کوہ کن سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اسے اور بھی اطمینان ہو گیا کہ اس رسالے میں عشق و عاشقی کی وارداتیں نہیں شائع ہوں گی۔ اور نہ اس میں ایسی شاعری چھپے گی جو نشتر میں لکھی گئی ہو۔

نقش کوکن کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۲۳ سال گزر گئے۔ سیدھے سادے حساب کے مطابق نقش کوکن اب تک تین سو شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ ملک میں کاغذ کی کمی کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ ملک میں روشنائی کی قلت کی بھی یہی وجہ ہے کہ نقش کوکن اتنی

پابندی سے شائع ہوتا ہے۔ بعض وقت تو خود نقش کوکن
کو روشنائی کے قحط کا شکار ہونا پڑتا ہے اور کچھ صفحے
اتنے مدھم چھپتے ہیں کہ الفاظ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے
آتے بھی نہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں کئی رسالے دیکھے ہیں
اتنے بڑے بڑے حروف کی کتابت کسی اور رسالے کی نہیں کی جاتی۔
کاتب خوش ہوں گے کہ لکھنا کم پڑا اور صفحہ پورا ہو گیا۔ یعنی قلم
کچھ ہی گام چلا اور منزل سامنے آ گئی۔ حروف موٹے موٹے
ہوں تو قارئین کو ریڈنگ اور ایڈیٹر صاحبان کو پروف ریڈنگ
میں آسانی ہوتی ہے۔ نقش کوکن کے پرستار دور دور تک
پھیلے ہوئے ہیں۔ اور خاص طور پہ افریقہ میں تو اس کے عاشق
پائے جاتے ہیں۔ افریقی ملکوں میں نقش کوکن ہی نقش کوکن
پایا جاتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہندوستان کا نہیں
افریقہ ہی کا کوئی رسالہ ہے۔

نقش کوکن کے کچھ پرانے پرچے اب بھی ہمارے پاس
محفوظ ہیں۔ ان پرچوں کا ٹائیٹل پیج دیکھ کر جی اداس ہو جاتا
تھا، اور کم سے کم ۱۵ دن ضرور اداس رہتا تھا۔ آج بھی جب
ہمیں اداس ہونا ہوتا ہے ہم نقش کوکن کا کوئی پرانا شمارہ دیکھ
لیتے ہیں۔ اگر نقش کوکن کے یہ ٹائیٹل پیج فانی بدایونی دیکھتے
تو اس کی ضرور داد دیتے۔ فانی بدایونی کو اس قسم کی چیزیں
بہت پسند تھیں، اور وہ ۲۴ گھنٹے اداس رہا کرتے تھے۔
افسوس کہ انہیں نقش کوکن دیکھنے کا موقع نہیں ملا ورنہ وہ
کچھ ٹریجک اشعار اور بھی کہتے۔

فقیر محمد مستری اس کے سربراہ ہیں۔ اور لوگ یعنی مجھ جیسے
لوگ انہیں لکیر کے فقیر — محمد مستری سمجھتے تھے۔ میں تو
مستری کے معنی بھی نہیں سمجھتا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ یہ
اس مسطر سے مستری بنا ہے جس پہ کتابت کی جاتی ہے۔
پیلے رنگ کا کاغذ جس پہ لکیریں کھنچی رہتی ہیں، کسی بھی شخص کو
لکیر کا فقیر اور مستری بنا سکتا ہے۔ پچھلے چند برسوں سے
نقش کوکن کا ٹائیٹل پیج بہت خوش رنگ ہو گیا ہے۔ کبھی
پھول کی طرح گلابی، کبھی آسمان کی طرح نیلا اور کبھی ہرے بھرے
کھیتوں کی طرح زعفرانی۔ انہیں شاید معلوم ہی نہیں تھا کہ
کاغذ رنگین بھی ہوتا ہے اور اس پر نقش و نگار بھی بن سکتے ہیں۔
وہ سمجھتے تھے کہ صرف لفظ نقش کوکن لکھ دینے سے ہی نقش و نگار
بن جاتے ہیں۔ شکر ہے کہ یہ غلط فہمی دور ہو گئی۔ ۴۳ سال
تک ایک رسالہ پابندی کے ساتھ شائع کرتے رہنا اور وہ بھی
اردو رسالہ اتنا ہی بڑا کام ہے جتنا ایورسٹ چوٹی
سر کرنا۔ چوٹی کے معاملے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان
میں صرف چوٹی کا شاعر بننا آسان ہے۔ عورتیں بھی بن سکتی ہیں۔

نقش نام کا صرف ایک رسالہ نہیں ایک ٹرسٹ
بھی ہے — اور عجیب و غریب ٹرسٹ ہے۔ ہر ٹرسٹ میں
کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی گڑبڑ کے بغیر ٹرسٹ اچھا
نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن نقش کوکن ٹرسٹ اب تک منافع
میں چل رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے محمد رفیع مرحوم نے
جب اپنا مشہور گانا "چشم بد دور" گایا تھا ان کا اشارہ
اسی ٹرسٹ کی طرف تھا۔ اب تو اس کے تحت ایک ٹیلنٹ
فورم بھی بن گیا ہے، جی تو چاہتا ہے کہ اس فورم سے ہم بھی کچھ
حاصل کرتے لیکن سوچتے ہیں ٹیلنٹ کہاں سے لائیں!

آج کے مضمون نگاری کے مقابلے میں انعامات کی رقم،
جیسا کہ بتایا گیا ہے جناب قیس نے فراہم کی۔ شکر ہے کہ
ہندوستان میں بھی کوئی قیس پیدا ہوا، اور اس قیس جس نے
لیلائے اردو سے نہ صرف محبت کی بلکہ عقد بھی کیا۔
انعامات کی یہ رقم اصل میں مہر معجل ہے۔

غزلیں

شاہد لطیف

کچھ تو جینے کا آسرا رکھ جا
روز ملنے کا سلسلہ رکھ جا

ہونٹ تصویر کے بھی وا رکھ جا
کوئی شکوہ، کوئی گلہ رکھ جا

جانیوالے ذرا مرے اطراف
اپنی آہٹ کا ذائقہ رکھ جا

ہے مسلّط سکوتِ شب مجھ پر
اپنی سرگوشیاں ذرا رکھ جا

سبز آنچل ہوا میں لہرا دے
یعنی موسم ہرا بھرا رکھ جا

ہر گھڑی تیرا انتظار رہے
ہر گھڑی صبر آزما رکھ جا

ہو گئیں نم یہ جاگتی آنکھیں
کچھ تو خوابوں کے ماسوا رکھ جا

اشرف کمالی

دل میں تڑپ ہے سجدے کی، فطرت ہے رندانہ بھی
اپنے گھر سے دور نہیں ہے، مسجد بھی مے خانہ بھی

آ کر ہم نے اس دنیا میں، کیا کیا دیکھا مت پوچھو
ویرانے میں بستی دیکھی، بستی میں ویرانہ بھی

ساقی سے نسبت ہے ہم کو رندوں سے بھی رشتہ ہے
اور رفیقوں میں ہیں شامل مسجد کے مولانا بھی

ایک نہیں جو نام بتائیں اپنے رقیب ہزاروں ہیں
ہاتھ کے کنگن، پاؤں کے جھانجھن، آئینہ بھی شانہ بھی

عشق بتاں میں اپنا حصہ رسوائی بدنامی ہے
دین والے اچھوں کو کہہ دیتے ہیں دیوانہ بھی

شاگردوں میں اشرف و عالی برخوردار سبھی لیکن
ابّا ان کے دوست، شرف کے، ان سے ہے یارانہ بھی

قاضی فراز احمد

دل کا چراغ شام سے پہلے جلائے رکھ
کچھ حوصلہ بھی پہلی کرن تک بچائے رکھ

رکھا ہے تو نے زیست کی بنیاد پہ بدن
جب تک اڑے نہ جھونپڑی اپنی سجائے رکھ

کچھ ولولوں کو ضبط کے کوڑوں کی مار دے
کچھ غم بھی اپنے سینے کے اندر دبائے رکھ

جب تک غنودہ خواہش و حسرت نہ قتل ہوں
اپنا ضمیر سر سے نہ اونچا اٹھائے رکھ

عیاشیوں کے دور سے بچنا ہے گر فراز
کچھ قرضِ غم اتار دے کچھ غم لگائے رکھ

نئی اور پرانی نسلیں — قربتیں اور فاصلے —

انجم عباسی

زمانہ ہمیشہ تغیر پذیر رہا ہے، اور اس کے اثرات ہماری زندگی کے سارے گوشوں پر پڑتے ہیں۔ زمانہ جیسے جیسے بدلتا جاتا ہے ویسے ویسے ہماری زندگی انقلابات اور تغیرات سے ہمکنار ہوتی رہتی ہے۔ ان انقلابات اور تغیرات کا اثر ہمارے سماجی معاشرے پر بھی ہوتا ہے۔ سماجی معاشرہ نئی اور پرانی دو نسلوں سے تشکیل پاتا ہے اور زمانے کے سرد و گرم سے یہ دونوں نسلیں متاثر ہوتی رہتی ہیں۔

پرانی نسل کے لوگ عمومی طور پر جوانی کی شوریدگی کو پار کر کے پختہ عمر کی ایک حد کو پہونچ چکے ہوتے ہیں اس لئے ان کے نظریات زندگی کے سرد و گرم سے گزر کر ایک خاص شکل اختیار کرتے ہیں۔ اور یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں انھیں اپنے عقائد و نظریات سے محبت ہو جاتی ہے۔ وہ انھیں اپنا ایمان اور نصب العین سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کو وہ سوہان روح سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ ان کی حفاظت میں اپنا جی ہلکان کرتے رہتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر اگر کوئی نسل کا فرد ان کے عقائد و نظریات سے ٹکراتا ہے تو نہ صرف وہ برافروختگی کا اظہار کرتے ہیں بلکہ نئی نسل کے نظریات پر اتنی شدید نکتہ چینی کرتے ہیں کہ نئی نسل کا فرد باغی بن جاتا ہے۔ اور دونوں نسلوں میں براہ راست تصادم شروع ہو جاتا ہے۔

نئی نسلیں ایک بڑھتے ہوئے پودے کی طرح ہوتی ہیں۔ جس طرف را ملتی ہے ادھر چل پڑتی ہیں۔ زمانے کی ہوا ان خمار آلود آنکھوں کو تھپکیاں دے دے کر بیدار کرتی ہیں۔ اور ہوائے نفسانی ان کو لطف اندوزی اور عیش کوشی کا متوالا بناتی ہے۔ ان کی اس فطرت اور جبلت خود نمائی کو شروع سے ہی تراشا نہیں گیا تو آگے چل کر وہ خود سری اور خود بینی کی خوگر بن جاتی ہیں۔ اور ذرا ذرا سی باتوں میں نئی اور پرانی نسلوں میں منافرت اور احتجاج کا لاوا ابلنے لگتا ہے۔

آج نئی اور پرانی نسلوں میں قربتیں کم اور فاصلے زیادہ ہیں۔

پرانی نسل کے افراد کو شکایت ہے کہ نئی نسل ان کا احترام نہیں کرتی۔ ان کا حکم نہیں مانتی۔ ان میں کردار کی بلندی نہیں ہے۔ اخلاق کی پاکیزگی نہیں ہے۔ نہ وہ اپنی تاریخ سے آشنا ہے اور نہ وہ اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقف ہے۔ اسے نہ شعور زندگی ہے اور نہ ہی سماجی آداب سے آگہی ہے — "زندگی لطف اندوزی کے لئے" یہ اس کا نصب العین ہے اور اچھل کود اس کی مرغوب حرکات ہیں — یہ ہیں عام شکایات جو پرانی نسل کو نئی نسل سے ہیں — اس کے برعکس نئی نسل کو بھی پرانی نسل کے افراد سے شکایات ہیں۔ جن میں بنیادی شکایات حسب ذیل ہیں: پرانی نسل لکیر کی فقیر ہے۔ ہمارے جذبات سے واقفیت نہیں رکھتی — پرانے لوگ دقیانوسی طریقوں پر زندگی گزارنے کا حکم صادر کرتے رہتے ہیں۔ انھیں زندگی کے موجودہ تقاضوں کا علم بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ موجودہ زمانے کے طور طریقوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں — غرض

جتنے منہ اتنی شکایتیں ہیں ۔۔۔ پُرانی اور نئی نسلوں کی ان شکایات کی روشنی میں یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ نئی اور پُرانی نسلوں میں آج کل منافرت اور بے گانگی کی خلیجیں زیادہ ہیں۔ قرابتوں کے تانے بانے کم ہیں ۔۔۔ اور ان کا سبب متذکرہ بالا فطری اسباب ہی نہیں ہیں بلکہ ان دو نسلوں کے درمیان مفاہمت اور معاملہ فہمی کا فقدان کے علاوہ دیگر عوامل بھی ہیں جنھوں نے منافرت کے شعلوں کو تیز تر بنا دیا ہے ۔ ان عوامل کو جاننا اور ان کو دُور کرنے کی کوشش کرنا صحت مند معاشرے کے لئے ضروری ہے تاکہ نئی اور پُرانی نسلوں کے درمیان یک جہتی اور اتفاق بنا رہے ۔۔۔

پُرانی نسل کے افراد عام طور پر اپنے اعمال اور کردار کا محاسبہ نہیں کرتے اور تنقید کا ٹھیکہ لے کر نئی نسل کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔ یہ طریقہ کار سخت نقصان دہ ہے۔ جَو کی کاشت کرنے والا جَو ہی کاٹ سکتا ہے، گندم نہیں ۔ ہمارے بزرگ اس کُلیے کو جانتے ہیں مگر پھر بھی جَو کے کھیت سے گندم کی توقع رکھتے ہیں۔ اور آخر میں بے سبب تناؤ اور تنافر کے شکار ہو جاتے ہیں ۔ آج کی نئی نسل جس افراتفری اور انتشار کا شکار ہے اس کا سب سے بڑا سبب ہے ہمارے بزرگوں کے طور طریقے ۔۔۔ بزرگ جن اطوار کے حامل ہوتے ہیں نئی نسل پر ان کا گہرا اثر پڑتا ہے ۔ اگر بزرگ گھر اور سماج میں اپنے ساتھیوں کا ادب کرتے ہیں، ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہیں، تو نئی نسل بھی یہ خوبیاں در آتی ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے بزرگوں کا ادب کرنا سیکھتی ہیں بلکہ اپنے ہم نفسوں کی عزت اور توقیر کا بھی پاس رکھتی ہے ۔ اخلاق و آداب کی تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں ۔ تقلید انسان کی ایک ایسی جبلّت ہے جو دوسری جبلتوں کے مقابلے میں کافی تیز رَو اور بہت بلیغ ہیں ہے ۔ بزرگوں کے طور طریقے، انداز گفتگو، اخلاق و عادات اور معاشرتی آداب تقلید کے نئی نسلوں میں ظہور پذیر ہو تے ہیں۔ ظاہر ہے جیسا آئینہ ہوگا ویسا ہی عکس رہے گا۔ جیسے اثرات ہوں گے ویسے نئی نسل کا رنگ و روپ ہوگا۔ اس لئے بزرگ خود اپنے کردار و اعمال کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ نئی پود میں جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں کہیں وہ ان کے ہی اعمال و اطوار کی صدائے بازگشت تو نہیں ۔؟ ۔۔۔ جو بزرگ اس حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں اور قدم قدم پر احتیاط برتتے ہیں ان کے زیرِ سرپرستی بڑھنے والی پود صالح اور اعلیٰ کردار کی حامل ہوتی ہے ۔ مگر یہ موجودہ معاشرے کا المیہ ہے کہ اب اس قسم کے بزرگ معاشرے میں بہت کم رہ گئے ہیں ۔ اور ہر طرف ایسے ہی لوگوں کی بھیڑ نظر آتی ہے جو اپنے چھوٹوں کے سامنے بھی بدزبانی، بد تہذیبی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ نتیجتاً نئی نسل میں یہ بُرائیاں سر اُبھارتی ہیں۔ اور پھر ہمارے بزرگ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ اور نئی نسل کی کجروی اور گمرہی کے شکوے کرتے رہتے ہیں ۔۔۔

نئی نسل کی سرکشی اور بے راہ روی کا ایک اور بڑا سبب ہے بزرگوں کا لاڈ پیار ۔۔۔ کچھ والدین لاڈ پیار کے نشے میں اپنی اولاد کی نا زیبا حرکتوں کو بھی اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ جب شعور کو پہونچیں گے تو خود بخود اپنی اصلاح کرلیں گے۔ وہ ان کی غلطیوں کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں جن کی وجہ سے اولاد کے ذہن میں یہ خیال جڑ پکڑتا ہے کہ وہ درست اور راست ہے وقت گزر جانے کے بعد ان کی غلطیاں عادتیں بن جاتی ہیں اور پھر والدین اور بزرگ اصلاح کا ٹھیکہ لے کر ان کے پیچھے بھاگتے ہیں ۔۔۔ مگر اس وقت ان کی اصلاح ایک مشکل امر بن جاتی ہے۔ اور نئی نسل کے ذہن میں یہ خیال جاگزیں ہو جاتا ہے کہ ہمارے بزرگ ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ یہ خیال منافرت اور بغاوت کو جنم دیتا ہے ۔ اور نئی اور پُرانی نسل کے درمیان

قربت کی بجائے دوری بڑھتی رہتی ہے۔

پرانی اور نئی نسل کے درمیان نفرت اور بے گانگی کے شعلوں کو ہوا دینے میں ایک اور عنصر کام کرتا ہے، اور وہ ہے نئی نسل کے فطری رجحانات سے ناواقفیت۔ نئی نسل کی تراش خراش میں ہمارے بزرگ ان کے فطری میلانات کو سامنے نہیں رکھتے اور اپنے نظریوں اور اپنے اصولوں کے تازیانے ان پر برساتے رہتے ہیں۔ نتیجتاً نئی نسل کو پرانی نسل جابر اور ظالم محسوس ہوتی ہے اور ذہنی یگانگت کے تانے بانے اُدھڑ جاتے ہیں۔ نئی نسل کی نفسیات اور بدلتے زمانے کے تقاضوں کو جان کر وقت پر ان کی اصلاح کے اقدامات اٹھائے جائیں تو نہ ہی ان کے مزاج میں بغاوت پیدا ہوگی نہ بزرگوں کی خاطر شکنی کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ حد درجہ نرمی اور حد درجہ سختی دونوں ہی نئی نسل کو غلط راستوں پر ڈال سکتی ہیں۔ اس لئے اگر سختی کی ضرورت ہو تو وہاں نرمی سے کام لینا دانشمندی نہیں ہے۔ اور نرمی سے کام چلتا ہو تو بلاوجہ سختی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

نئی اور پرانی نسل کے مابین جو تناؤ اور کشمکش پائی جاتی ہے اس میں نئی نسل کی انا اور خود پرستی کو بھی بڑا دخل ہے۔ نئی نسل کے افراد نئے زمانے کی تعلیم پا کر اپنے بزرگوں کو قابلِ وقعت نہیں سمجھتے اور ان کے تجربات اور خیالات کو دور از کار گردانتے ہیں جس کی وجہ سے مفاہمت اور معاملہ فہمی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اور تصادم کے مواقع سر ابھارتے ہیں ۔۔۔ بزرگوں کے تجربات اور خیالات ہر زمانے کے عروج و زوال کی تاریخ ہوتے ہیں ۔۔۔ اور نئی نسل اس تاریخ کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے تو کوئی وجہ نہیں کہ انتشار اور ذہنی کرب اس کا مقدر بن جائے ۔۔۔ مگر نئی نسل اس امر کی جانب توجہ دینا اپنی نام نہاد روشن خیالی سے بعید سمجھتی ہے۔ اور اسی لئے یاسیت کا شکار بن کر معاشرتی سکون کو برباد کر دیتی ہے۔

ماحول کی سمیت اور مذہب سے دوری یہ بھی نئی نسل کی ذہنی پراگندگی کا ایک بڑا سبب ہے۔ سینما بینی کے حد درجہ شوق اور ہر طرف ٹی وی کے پھیلاؤ نے موجودہ دور کے بیشتر نوجوانوں کو شتر بے مہار بنا دیا ہے۔ ہالی وڈ کی دنیا میں پیش کی جانے والی تخریبی کارگزاریوں کی اندھا دھند تقلید ان کا شیوہ بن گیا ہے جس کی وجہ سے نہ نیک و بد کی تمیز کو وہ ضروری گردانتے ہیں اور نہ مذہبی روایات اور اخلاقی اقدار کو اپنانے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کے اس طرزِ عمل سے پرانی نسل ان پر تنقید کا تازیانہ برساتی رہتی ہے اور ناچاقی اور ناخوشگوارگی کی فضا جنم لیتی ہے۔ اپنے ماحول کی سمیت سے اپنے آپ کو بچائے رکھنے کا شعور جب تک نئی نسل اپنے اندر پیدا کرنے کے قابل نہیں بنتی تب تک یہ مسموم فضا ہمارے معاشرے کے لئے پریشانیاں پیدا کرتی رہے گی۔

غیر متعین نصب العین اور غیر واضح منزل یہ بھی نئی نسل کے بیشتر نوجوانوں کا مقدر بن چکا ہے۔ بزرگ جن راہوں پر چلانا چاہتے ہیں وہ انھیں فرسودہ محسوس ہوتی ہیں۔ اور جس افق پر ان کی نظریں گڑی رہتی ہیں وہاں ان کی بے عملی اور پست ہمتی ان کو کامیابی اور سرفرازی سے دور رکھتی ہے۔ عزم و عمل کے تیشے سے بزرگوں نے پتھروں کا جگر کاٹ کر جوئے شیر بھی بہائی ہیں مگر موجودہ زمانے کے نوجوان تن آسانی اور آرام پرستی کے خوگر ہونے کی وجہ سے نہ وہ اپنے ماحول کی تاریکی کو دور کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ اپنے نصب العین کی جانب مسلسل گامزن رہنے کا ولولہ رکھتے ہیں۔ نتیجتاً وہ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں جھنجھلاہٹ ان کا مزاج بن جاتا ہے اور اس جھنجھلاہٹ کا شکار پرانی نسل کے وہ افراد ہو جاتے ہیں جو انھیں ان کی زندگی کو مقصدیت کی طرف موڑ دینے کی خواہش رکھتے ہیں ۔۔۔ نئی نسل کی یہ راہ روی

کا ایک اور سبب ہے قومی لیڈرشپ کا فقدان ۔ ہمارے
دیس میں مختلف پارٹیاں ہیں جن کے لیڈران اپنی اپنی
غرض مندی کے لئے نوجوانوں کا استحصال کرتے رہتے ہیں۔
کیا بزرگ کیا جوان سبھی اپنی اپنی جماعت کو طاقتور
بنانے اور اپنے اپنے نام نہاد قومی اثر و رسوخ کو برقرار رکھنے
اور بڑھانے کے لئے اپنے حریفوں کو نیچا دکھانے کی
کوشش کرتے رہتے ہیں، اور اس سلسلے میں وہ اوچھی
اور ذلت آمیز حرکتوں سے بھی گریز نہیں کرتے ۔ ان کے
مقابل کے بزرگ اور نوجوان بھی انتقاماً اسی راستے پر
چلتے ہیں ۔ اثر و رسوخ کی اس طبقاتی کشمکش کا جو نتیجہ
ہونا چاہئے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ۔ بزرگوں کا
ادب، نوجوانوں کی قدر و منزلت اور معاشرتی آداب کو
نئی اور پرانی دونوں نسلیں اپنی اپنی خود غرضی سے اندھی بن کر
اپنے پیروں تلے کچل رہی ہیں، اور پھر واویلا مچاتی ہیں کہ سماج سے
اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل رہا ہے ۔

یہ ہیں وہ حقائق جن کی وجہ سے ہمارا معاشرہ
رو بہ انحطاط ہے ۔ اگر ہم ان علتوں کو دور کرنے میں
کامیاب رہیں تو نئی اور پرانی نسلوں میں جو فاصلے
بڑھ گئے ہیں وہ کم ہوں گے، اور دونوں مفاہمت اور
معاملہ فہمی سے کام لے کر صحت مند معاشرے کی ترویج
و تشکیل کے فرائض انجام دے سکتی ہیں ۔۔۔ ••

عورت

کاش چلتا تو دنیا کی ساری خوبصورتی کو
جمع کر کے اسے آگ لگا دیتی تاکہ پھر اکیلی وہی
خوب صورت شئے اس دنیا میں باقی رہے۔

از:۔ مسٹر تابر نور

★ آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں تین سوالات پوچھ سکتے ہیں۔
★ سوالات غیر شائستہ اور غیر مہذب نہ ہوں۔
★ ہر سوال کے بعد جواب کے لئے جگہ چھوڑی جائے۔

راحت سلطانہ اے آر شیخ داپولی، ضلع رتناگری

سوال:۔ رشتہ طے کرتے وقت کس بات کا خیال رکھنا چاہیئے؟

ج:۔ یہی کہ لوگ شریف، بااخلاق، حسن، سیرت و صورت سے آراستہ اور حلیم الطبع ہوں۔

سوال:۔ آدمی جان بوجھ کر گناہ کیوں کرتا ہے؟

ج:۔ ناعاقبت اندیشی کی بنا پر۔

ریحانہ حسین دیشمکھ دکھرولی بمبئی

سوال:۔ اللہ والوں کی کیا پہچان ہے؟

ج:۔ جو کسی کو تکلیف نہ دے۔

سوال:۔ درخت لگانے سے پھل ملتے ہیں۔ دل لگانے سے کیا ملتا ہے؟

ج:۔ شب بیداریاں

سوال:۔ زندگی کا قیمتی سرمایہ؟

ج:۔ وفا شعار بیوی

ایم ایس آر سروے مناما بحرین

سوال:۔ ہندوستان کا نام کس نے رکھا اور کس سنہ میں رکھا؟

ج:۔ نام اور تاریخ بتانا مشکل ہے۔

سوال:۔ دنیا میں کتنا زمین اور کتنا حصہ پانی ہے؟

ج:۔ ایک چوتھائی حصہ زمین اور اس کے تین گنا پانی ہے۔

سوال:۔ ہندوستان میں قانون کی پابندی کتنی ہے؟

ج:۔ جہاں تک قانون نافذ العمل ہے لوگ اس کے پابند ہیں۔

دلاور حسن بخاری آشٹی تعلقہ کھیڈ

سوال:۔ دنیا میں سب سے پہلے چاند کس نے دیکھا؟

ج:۔ حضرت آدم نے

سوال:۔ اذان کا مقصد کیا ہے؟

ج:۔ اذان کے معنی ہیں بلانا، دعوت دینا۔ اذان کا مقصد نماز کے لئے بلانا ہے۔

سوال:۔ وہ کون سا ملک ہے جہاں آبادی سب سے زیادہ ہے؟

ج:۔ چین

عبدالقادر چوگلے نشیمن کالونی کلوہ ضلع تھانہ

سوال:۔ اجمیر شریف کی شاہی مسجد میں جمعہ کو چار بار توپوں کا آواز کیا جاتا ہے۔ پہلا جمعہ کی اذان کے بعد، دوسرا خطبہ شروع ہونے سے قبل، تیسرا خطبہ کے اختتام پر اور چوتھا نماز ختم ہونے پر۔ کیا ہندوستان کے کسی اور شہر میں بھی اس طرح توپ کی آواز کی جاتی ہے؟

ج:۔ ہمیں معلوم نہیں۔

اسد حسین خان سے گھر کر بانکوٹ ضلع رتناگری

سوال:۔ ہندوستان میں اچھا فیلڈر کون ہے؟

ج:۔ اس ضمن میں غلام پرکار کا نام بڑے وثوق کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔

سوال:۔ کوشش کے باوجود بھی اگر منزل نہ ملے تو؟

ج:۔ ہر انسان محنت ہوتا ہے۔ کوشش جاری رکھنے۔ مایوسی کفر ہے۔ اور امید پہ دنیا قائم ہے۔

سنجیدہ ملّا جگڈہ ضلع رتناگری

سوال :۔ گاندھی کو باپو، نہرو کو چاچا، اندراجی کو ماں کہا جاتا ہے تو راجیو گاندھی کو کیا کہیں گے ؟

ج :۔ بھائی جان۔

وسیم حسن نور محمد ملّا ڈونگری، بمبئی ۹

سوال :۔ کیا یہ سچ ہے کہ کانے کی صورت دیکھنے سے بننے والا کام بگڑ جاتا ہے؟

ج :۔ یہ سب توہم پرستی ہے : اس پر دھیان نہ دیں۔ اس سلسلہ میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بادشاہ بے حد توہم پرست تھا۔ ایک روز شکار پر جانے کے لئے جو نہی نکلا ایک کانا اس کے رستے سے گذرا۔ کانے کو دیکھ کر بادشاہ کو وہم ہو گیا۔ اس نے حکم دیا اس منحوس کو فوراً قید میں ڈال دیا جائے۔ اگر ہم نا کام واپس لوٹے تو اس کی کھال ادھیڑ دیں گے۔ اتفاق سے اس روز بادشاہ کو توقع سے زیادہ شکار ہاتھ آیا۔ وہ خوش خوش واپس لوٹا اور آتے ہی کانے کو آزاد کر کے کہا کہ تم میرے لئے بہت مبارک ثابت ہوئے اس لئے لو یہ انعام واکرام لے کر لوٹ جاؤ۔ کانے نے فوراً جواب دیا : "حضور وہ تو سب ٹھیک ہے مگر اس بات کا کیا علاج کہ آپ کی صورت دیکھنے سے مجھے سارا دن سلاخوں کے پیچھے سڑنا پڑا۔ اور میں جس کام کے لئے گھر سے باہر نکلا تھا وہ کام چوپٹ ہو گیا۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ نحوست کانے کی صورت میں نہیں ہے بلکہ بادشاہ کی صورت دیکھنے میں ہے۔

> اپنے سوا کسی کو بھی دادِ ہنر نہ دی
> انساں ہے جس کا نام بڑا خود پسند ہے
> (شکیل)

تبصرہ

از: مولوی سمیع اللہ

نام کتاب : اسلام (جس سے مجھے عشق ہے)
مصنف : مسٹر اڈیار (مدیر روزنامہ تیرڈم مدراس)
مترجم : ایم. اے جمیل احمد
(جنرل سیکرٹری اسلامک فاؤنڈیشن مدراس)
ناشر : مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی
صفحات : ۸۷
قیمت : تین روپئے
کاغذ، کتابت وطباعت : عمدہ و دیدہ زیب

قرآن کریم کے چودھویں پارے کی پہلی آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ کفار بسا اوقات یہ کہیں گے کہ کاش! ہم لوگ مسلمان ہوتے۔

قرآن کریم کے اس ارشاد کی تصدیق مسٹر اڈیار کی مذکورہ بالا تصنیف سے بھی ہوتی ہے۔ مسٹر اڈیار آچاریہ ونوبا بھاوے کی بھودان تحریک سے وابستہ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے متعدد روزناموں میں ادارت کے فرائض انجام دیئے ہیں۔

یہ کتاب اسلام کے متعلق آپ کے تاثرات کے مجموعے کا نام ہے۔ اس میں آپ کے ۲۵ مضامین ہیں۔ ہر مضمون قابلِ مطالعہ ہے۔ اور اس سے اسلام کے متعلق آپ کی گہری دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ چند مضامین کی فہرست یہ ہے:

قرآن مجید کی امتیازی صفات اس مضمون میں قرآن کریم کا وید اور انجیل سے مقابلہ کیا ہے۔ اور قرآن کریم کی برتری ثابت کی ہے۔ مثلاً یہ کہ وید سبھوں کو پڑھنے کی اجازت نہیں تھی مگر قرآن پڑھنے کی سبھوں کو اجازت ہی نہیں بلکہ دعوت دی گئی ہے۔

انجیلوں کو حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے مرتب کیا۔ مگر قرآن کا مرتب خود اللہ تعالیٰ ہے۔

اس مضمون میں قرآن کریم کے ۳۵ ناموں کی فہرست بھی پیش کی گئی ہے۔ جو قرآن ہی سے ماخوذ ہے جیسے الکتاب، حبل اللہ، البیان وغیرہ

نبی اُمّی :- اس مضمون میں اُمّی کے معنی کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور آپ کی ذہانت و فراست کے کئی اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسلام اناّدورائی کی نظر میں یہ مضمون نقشِ کوکن کے کسی شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون بہت اہم ہے۔

اسلام مشاہیرِ عالم کی نظر میں اس مضمون میں نپولین، مہاتما گاندھی، ڈاکٹر سیمول، مسٹر راڈویل قرآن کریم کے پہلے انگریزی مترجم)، مسز سروجنی نائیڈو، گوئٹے، گبن اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے اقوال درج کئے گئے ہیں۔

ہندو مذہب کے ویدوں نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی ہے۔ اس مضمون میں بھوشیہ پران اور اتھروید کی پیشین گوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ اتھروید کی پیشین گوئیوں کی یہ تشریح کی ہے:

پیشین گوئی : جہاں رشی ۶۰ ہزار نوے لوگوں کے درمیان آئے گا۔

تشریح :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مکہ کی آبادی ساٹھ ہزار تھی۔

پیشگوئی :۔ اس مہا رشی کے سو سونے کے زیورات ہوں گے۔

تشریح :۔ اس سے مراد مہاجرین حبشہ ہیں، جن کی تعداد سو تھی۔

پیشگوئی :۔ اس مہا رشی کو دس موتیوں کے ہار، تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیں دی گئی ہیں۔

تشریح :۔ اس موتیوں کے ہار عشرۂ مبشرہ یعنی آپ کے وہ دس اصحاب جنھیں آپ نے جنت کی بشارت دی۔

تین سو عربی گھوڑے، یعنی اصحاب بدر جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ دس ہزار گائیں یعنی آپ کے وہ اصحاب جو فتح مکہ کے وقت آپ کے لشکر میں تھے، جن کی تعداد دس ہزار تھی۔

اس جگہ اس موضوع پر اور ایک کتاب کا ذکر مناسب ہوگا جس کا نام "پیشانِ انبیاء" ہے اور جناب عبدالحق ودیارتھی کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں پیشین گوئیاں بہت تفصیل سے درج ہیں۔

کمیونزم سے بہتر اور برتر ہے اسلام

یہ ایک اہم مضمون ہے اور اپنے اندر کچھ ندرت اور انفرادیت رکھتا ہے۔ اس میں کمیونزم کے نظریۂ قدرِ زائد اور اسلام کے مسئلہ وراثت، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات کا موازنہ کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کمیونزم کے نظریۂ قدرِ زائد سے صرف مزدور محنت کش طبقے کو فائدہ پہونچتا ہے۔ جب کہ اسلام کے احکامِ وراثت، زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات سے تمام بنی نوعِ انسان مستفید ہوتے ہیں۔ یہ مضمون بڑا عالمانہ اور اہم ہے۔

اسلام کی سزائیں

یہ بھی ایک اہم مضمون ہے۔ اس میں اسلام کی سزاؤں (حدود و تعزیرات) اور دیگر اقوام کی سزاؤں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں منوسمرتی اور کئی تاریخی واقعات کے حوالے ہیں اور نتیجہ یہ اخذ کیا ہے کہ جرائم کی روک تھام کے لئے اسلام کی سزائیں ہی مناسب ہیں۔

یہ چند مضامین مشتے نمونہ از خروارے ہیں ورنہ اس کتاب کے سارے ہی سارے مضامین قابلِ مطالعہ ہیں۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتے وقت طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان کتابوں کے مصنف مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے ہیں تو اس کا جواب شیخ سعدی کی زبانی یہ ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ماہ نامہ نقشِ کوکن خطۂ کوکن اور اہالیانِ کوکن کے مابین رابطہ کی ایک کڑی ہے **نقشِ کوکن کا مطالعہ** کوکن کی سیاسی، سماجی، ثقافتی، مذہبی اور ادبی سرگرمیوں سے آپ کو آگاہ کرتا ہے۔

قارئین کے خطوط

گوشِ بر آواز

غلط اسلامی کیلنڈر

میرا روئے سخن ٹائمز آف انڈیا مورخہ ۲ جولائی ۱۹۸۴ء صفحہ ۹ پر شائع شدہ ایک خبر کی جانب ہے جس کا عنوان ہے "غلط کیلنڈر"

میں اس سلسلہ میں قرآنی آیات کو پیش کرنا بہتر سمجھتا ہوں جو اس طرح ہیں:۔ "آپ سے چاند کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ چاند آلۂ شناخت اوقات ہے لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔" (سورۃ البقرہ رکوع ۲۴)

"اللہ ہی ہے جس نے آفتاب کو چمکدار بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ یہ نشانیاں ہیں جنھیں وہ مفصل بیان کرتا ہے ان لوگوں کے واسطے جو دانش رکھتے ہیں۔"

(سورہ یونس رکوع ۱)

"اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں۔ یہاں تک کہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی سوکھی ٹہنی۔ نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے۔ اور دونوں اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔" (سورہ یٰسین رکوع ۲)

آپ دیکھیں گے کہ آیاتِ مقدس کس قدر صاف صاف ہیں۔ اور سائنسی طریقوں سے بھی کسی قسم کا انحراف نہیں کرتیں۔ ان آیات کا چند نادانوں نے مذاق اڑایا ہے۔ کیونکہ ان میں سوجھ بوجھ کی کمی ہے۔ قرآن مجید کی آیات یقیناً احادیث سے بلند و برتر ہیں۔ رویتِ ہلال کے سلسلے میں سارا دارو مدار احادیث پر ہے۔ اور احادیث کی معنویت کے بارے میں بھی ہمارے مذہبی پیشوا نہ تو صحیح توضیح کر سکتے ہیں اور نہ صحیح معنوں میں ان سے کوئی ہدایت حاصل کر سکتے ہیں:

ان حالات میں ٹائمز کا مطبوعہ بیان انصاف پر مبنی نہیں ہے اس لئے کہ نقص ہمارے مذہب کی تعلیمات میں نہیں ہے بلکہ قصور ان علماء کا ہے جو زیادہ تر معاملات میں غیر قوال رہتے ہیں۔

ایڈوکیٹ اے جی خان سرگروہ کرلا بمبئی ۷۰

★ نومبر ۸۴ء کا نقش کوکن نظر سے گزرا۔ نقش کوکن کے معیار اور مضامین کو دیکھ کر مسرت ہوئی۔ مگر چھپائی کو دیکھ کر دل شکنی ہوئی۔ صفحہ ۴۲ پر بحرین میں منائے گئے عید ملن پر مراسلہ نظر سے گزرا۔ بے حد خوشی ہوئی۔ مگر صفحہ ۴۶ پر بحرین میں مہاراشٹر منڈل کی سرگرمیاں پڑھ کر بے انتہا ملال ہوا۔ مراسلہ نگار کا نام نہیں لکھا گیا ہے، اور جن حضرات کے نام ہیں ان میں چند ایک نام چھوڑ کر باقی نام غلط ہیں[1]

ادارہ کے منتظمین سے میری یہ التماس ہے کہ سب سے پہلے اس غلط خبر کی تلافی کریں اور آئندہ بغیر نام کا مراسلہ شائع نہ کریں۔

(عمر علی سردے۔ بحرین)

---

[1] ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار کا نام شائع نہیں ہوا۔ البتہ جو رودادِ شائع ہوئی وہ بحرین سے ہی ہمارے قاری نے بھیجی تھی۔ ہاں! آئندہ ہم نامہ نگار کا نام بھی لکھیں گے تاکہ بیک نظر یہ معلوم ہو سکے کہ خبر کس نے دی ہے ۔ (ادارہ)

مبارک باد۔ اپنے وطن میں اس کا مطالعہ کرتا ہوں لیکن افسوس!
کہ یہ رسالہ خلیجی ریاستوں میں دستیاب نہیں[1]

میرا تعلق جنجیرہ مروڈ ضلع رائے گڑھ سے ہے۔ اور کوکنی کہلانے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ اردو زبان سے گہرا لگاؤ ہے۔ لہٰذا اردو کی خدمت کرنا میرے لئے خوشی کا باعث ہوگا۔

سلیمان ابراہیم عارف
مسقط سلطنت عمان

---

[1] خلیجی ممالک میں بھی اب آپ کا محبوب پرچہ بک اسٹالوں پر ملنے لگا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ مسقط کے بک اسٹالوں پر بھی حاصل ہو۔ تاہم ایک گزارش ہے کہ آپ نقش کوکن کے خریدار بن جائیں تاکہ بلاناغہ پرچہ بذریعہ ڈاک آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے۔ (ادارہ)

★ . ★
★

★ ہم نقش کوکن کے خریدار ہیں اور اس کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ ہم نے نومبر ۸۴ء کے نقش کوکن میں کہتا ہوں سچ " یہ مضمون پڑھا جس کے بارے میں ہم سبھی خریداروں کی شکایتیں ہیں۔ شرف کمالی صاحب نے اپنی اس تحریر میں اپنے سفرنامے کے بارے میں لکھے ہیں۔ جیسے ممبئی ٹیلیفون کو گالیاں۔ ان ہوائی سفر میں تکلیف وغیرہ۔ یہ غیر ضروری باتیں ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ نقش کوکن کی ترقی چاہتے ہیں تو ذاتیات کے بارے میں مضامین نہ چھاپیں۔ ایسے مضامین چھاپیں جس سے پڑھنے والوں کو فیض پہونچے۔

علی ٹھاکور۔ ایم آئی اقبال
شمس سردے۔ مبارک علی پوتریک
ڈی اے قریشی
یانبو۔ سعودی عرب

★ نقش کوکن ایک بامقصد رسالہ ہے۔ سرزمین کوکن کے لئے اس قسم کا معیاری رسالہ نکالنے پر آپ کو دلی

مقابلہ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۲ کا نتیجہ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۲ کے ہمیں کل ۸۷ حل موصول ہوئے۔ البتہ کوئی بھی حل موصول نہیں ہوا۔ ایک ہی غلطی والے بھی صرف دو۲ حل موصول ہوئے۔

ان دو۲ حلوں پر پہلے انعام کے پچاس روپئے، مبلغ ۲۵ روپئے فی کس کے حساب سے ادا کئے جارہے ہیں۔

دو۲ اور تین۳ غلطیوں والے حلوں پر اگرچہ کوئی انعام نہیں تھا۔ البتہ ہم ان کے نام بھی شائع کررہے ہیں۔

ایک غلطی والے حل :۔ (۲۵ روپئے فی کس انعام)

۱۔ ثریا دیشمکھ ب۔۳۱۵، لال بہادر شاستری مارگ، کرلا، بمبئی ۷۰

۲۔ شیخ انور شیخ عبداللہ ۔ ۱۸/۴۲ اسلام پورہ اسٹریٹ، بمبئی ۴

دو۲ غلطی والے حل :۔

۱ تا ۲۰ ۔ شمیم سراج جھاری، فیض کوآپریٹیو سوسائٹی، کرلا بمبئی ۷۰ (۲۰ حل)

۲۱۔ مختار مُلّا، آشتی (کھیڈ) ۔ ۲۲۔ الطاف قاضی، قریش نگر، کرلا، بمبئی ۷۰

۲۳۔ سلیم یونس واکنکر، اڈکھل تری بندر، داپولی۔

تین غلطی والے حل :۔

۱۔ رحمت محمود، اپر توڑیل، مہاڈ ۔ ۲۔ وسیم خان، اڈکھل، تری بندر، داپولی۔

۳۔ سلیم واکنکر، اڈکھل، تری بندر، داپولی ۔ ۴۔ شیخ افضل عبداللہ، ورلی، بمبئی ۱۸

۵۔ تبسم فاطمہ، حبیب نگر، حیدرآباد ۶۔ لیاقت علی ناخواہ گرانٹ روڈ، بمبئی ۷

۷۔ یٰسین کھوت، آزاد کالونی، رتناگری ۸۔ ساجد قاضی، شرگاؤں، رتناگری۔

۹۔ معظم سانے، ماجوری، رائے گڑھ ۱۰۔ مشتاق شیخ ناگ، کمبلا، مہاڈ۔

۱۱۔ عباس ساکھرکر، تیلنگے، مہاڈ ۱۲۔ نثار احمد شرگاؤنکر اڈکھل، تری بندر داپولی

۱۳۔ مختار مُلّا آشتی (کھیڈ) رتناگری

مقابلہ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۴

پچاس روپے نقد انعام

شرائط:-

۱- آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں اس مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں۔

۲- ایک کورے کاغذ پر اس خاکے کی نقل کر کے اسے روشنائی سے بھر کر روانہ کریں۔

۳- کٹے پھٹے، مشکوک اور پنسل سے بھرے ہوئے حل ناقابل قبول ہوں گے۔

۴- ایک شخص ایک ہی نام اور پتے سے چاہے اتنے حل روانہ کر سکتا ہے۔

۵- اس مقابلے میں کوکن کی کوئی قید نہیں۔

۶- ہر حل کے ساتھ صرف پچیس پیسے کے غیر استعمال شدہ ڈاک ٹکٹ روانہ کرنے پڑیں گے۔

۷- ایک حل کے پچیس ۲۵ پیسے کے حساب سے آپ کئی حلوں کے ڈاک ٹکٹ ایک ہی لفافے میں بھیج سکتے ہیں۔

۸- اس پہیلی میں استعمال ہونے والے سبھی اشارے اردو کتب میں شائع شدہ ہیں۔

۹- پچاس روپے کا نقد انعام صحیح حل پر دیا جائے گا۔ صحیح حل موصول ہونے کی صورت میں کم سے کم غلطیوں والے حل پر یہ انعام دیا جائے گا یا برابر تقسیم کیا جائے گا۔

۱۰- سبھی حل ۲۰ فروری ۱۹۸۵ء سے قبل اس پتے پر روانہ کیجئے:
کمپٹیشن ایڈیٹر ماہنامہ نقش کوکن ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری بمبئی ۴۰۰۰۰۹

۱۱- ہر صورت میں کمپٹیشن ایڈیٹر نقش کوکن کا فیصلہ آخری، قطعی اور قابل قبول ہوگا۔

حل وصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۰ فروری ۱۹۸۵ء

■	ا		۱ د
■	■		۲ ا
ل	ہ	ا	۳
ل			۴ م
■	ن		۵

اشارے
(دائیں سے بائیں)

۱- دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی ـــ کیا ہے

۲- ـــ تک ہم نے متحد ہونے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ قوم کا شیرازہ بکھرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے۔

۳- ـــ آدمی قوم کے لئے سب سے بڑی دیمک ہے۔ کوئی بھی قوم انہی افراد کی بنا پر تباہ ہوتی ہے۔

۴- اس مسئلے کا حل کافی ـــ ہے۔ آپ خود کوشش کیوں نہیں کرتے کہ کوئی راستہ نکل آئے۔

۵- یہ ـــ برسوں کی ہے۔ آپ کو کیسے بتاؤں یہ زندگی کیسی گذر رہی ہے؟

مرتبہ: نفی بن نساد

رتناگری میں ٹی وی سینٹر

۳۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو دہلی میں وزارت اطلاعات و نشریات کی کنزولٹیٹیو کمیٹی کی میٹنگ میں رتناگری میں ٹی وی سینٹر کے قیام کو منظوری دی گئی ہے۔ فروری ۱۹۸۸ء تک اس کا افتتاح عمل میں آنے کی امید ہے۔ اس سلسلہ میں جناب ایس وائی خان صاحب جوائنٹ سیکریٹری انڈین یوتھ کانگریس (آئی) کی خدمات قابل قدر ہیں۔ خان صاحب اپنے گاؤں کی سڑک (کھیڈ سے پنہالجے تک) کی فوری تعمیر کیلئے بھی کوشاں ہیں۔

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کا سالانہ جلسۂ عام

کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری کا سالانہ جلسۂ عام ۳۰ نومبر ۸۷ء کو عالی جناب ایم ڈی نائیک صاحب کی صدارت میں ٹیور وصحن ہائی اسکول رتناگری کے ہال میں منعقد ہوا۔ سالانہ جلسۂ عام میں عہدیداران اور مینجنگ کمیٹی کا اس طرح انتخاب ہوا ہے:

صدر: جناب الحاج ابراہیم عبدالقادر داوت — نائب صدر: (۱) جناب ڈاکٹر علی میاں داؤد پرکار (۲) جناب عبدالغفور علی صاحب لانبے۔

ٹرسٹیز:

(۱) جناب الحاج ایم ڈی نائیک صاحب (چیرمین)
(۲) جناب صوفی محمد بھسکر
(۳) جناب پروفیسر جی آئی اوٹے
(۴) جناب علی میاں عبدالکریم مجاور
(۵) جناب شمس الدین ابراہیم جھاپڑیکر

خزانچی: جناب احمد عبدالقادر پیٹکر — جنرل سیکریٹری: جناب عبدالمجید مجبر — نائب سیکریٹری: جناب عبدالمجید علی نقشہ

اراکین: (۱) جناب محمد قادر لالا (۲) جناب اقبال رحیم معلم (۳) جناب آئی وائی سولکر (۴) جناب قاسم حسین مجگاؤکر (۵) جناب عبدالستار علی بجاپوری

ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی (کونڈیورہ) کا سالانہ جلسہ

ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی (کونڈیورہ ضلع رتناگری) کا سالانہ جلسہ ۱۸ نومبر ۸۷ء کو منعقد ہوا جس کی صدارت جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن کاپڑی نے فرمائی۔ مہمان خصوصی کے طور پر الحاج عبدالقادر ابراہیم شیکاسن موجود تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری عبدالرزاق خان صاحب نے گذشتہ سال کی رپورٹ اور تخمینہ پیش کیا جس کے بعد سوسائٹی کی مینجنگ کمیٹی کے لئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ سبھی ممبران نے متفقہ رائے سے مندرجہ ذیل حضرات کو مینجنگ کمیٹی کیلئے منتخب کیا:

صدر: مبارک کاپڑی
نائب صدر: عبدالعزیز قادر شیکاسن
جنرل سیکریٹری: عبدالرزاق خان
سیکریٹری: علی حسین خان
نائب سیکریٹری: احمد محی الدین کاپڑی، اقبال احمد کاپڑی
خزانچی: عبدالقادر قاسم خان
انٹرنل آڈیٹر: ابراہیم خطیب
ممبران: علی صاحب کاپڑی، علی فقیر ساونت، مجید سلیمان خان، قادر شیکاسن، ابراہیم جلوانی، محمد علی کاپڑی، عبدالستار سبا وندی

(نامہ نگار: عبدالرزاق خان جنرل سیکریٹری)

ناراض نہ ہوں

آپ کے حلقہ کی کوئی خبر، رپورٹ، تذکرہ، رحلت، کامیابی یا اسی قبیل کی کوئی خبر نقشِ کوکن میں شائع نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ ادارہ کو اس کی اطلاع نہیں ملی ہے۔

عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں بلکہ ادارہ کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ادارہ)

اسرارالدین کمبل ایجوکیشن سوسائٹی

سوسائٹی کے ماتحت بمقام اسرارالدین کمبل بنگلور میں قائم شدہ اسرارالدین کمبل اردو ہائی اسکول کی بلڈنگ فنڈ کے سلسلے میں ۱۲ دسمبر ۸۴ء کی شب بیربائی ٹکہ ہال بمبئی میں دیپار سنگھ اینڈ پارٹی کا ورائٹی پروگرام ہوا جس کی صدارت پیرامائونٹ ایڈورٹائزنگ سروس کے مالک جناب نواب زادہ بہاؤالدین صاحب نے فرمائی۔ اس موقع پر ایک سوینر کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔

بمبئی کے مشہور سوشیل ورکر اور چیچوکلی کانگریس (آئی) کے صدر عبدالمجید دھولیوری نے تعارفی تقریر کی اور سوسائٹی کے صدر جی اے قادر صاحب نے مہمانوں کا استقبال فرمایا۔ اس پروگرام کے ذریعہ تقریباً ایک لاکھ روپئے حاصل کئے گئے۔

انجمن اتحاد المستقیم دابھول کی جانب سے تقسیم انعامات

دینی محمدیہ عربی مدرسہ ونکر محلہ دابھول کا سالانہ جلسہ ۱۲ ربیع الاول شب میں جامع مسجد دابھول کے صحن میں منعقد ہوا جس کی صدارت مجوالدین محمد اسحاق جیلکر نے کی۔ مدرسہ کے طلبہ و طالبات کی تعلیمی قابلیت پر انجمن اتحاد المستقیم کی جانب سے انعامات دیکر ہمت افزائی کی گئی۔ خصوصی مہمان کی حیثیت سے دابھول حلقہ کے سوشل ورکر عالی جناب یوسف خان صاحب (ناصر باغ) نے شرکت کی۔

(نامہ نگار: صدر انجمن)

انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کا جلسۂ سالانہ و تقسیم انعامات

حسب روایت سابق ۱۲ دسمبر ۸۴ء کو انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں طالبات نے نعت، استقبالیہ ترانہ، مختلف ڈرامے اور ایکشن سانگ جیسے رنگارنگ پروگرام پیش کر کے حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا۔

جناب عبدالمجید پاٹنکا صاحب نے اس جلسہ کی صدارت کے فرائض انجام دیئے اور اپنے ہاتھوں سے انعامات تقسیم کئے۔ اختتام جلسہ پر محترمہ پرنسپل مسز رشیدہ قاضی صاحبہ نے اسکول کی سالانہ رپورٹ بڑے دل نشیں انداز میں پیش کی اور اپنی شاندار کارکردگی پر داد و تحسین حاصل کی۔ پرنسپل صاحبہ نے جناب اختر رضوی صاحب، جناب شفیق موڈک صاحب اور جناب عبدالکریم نائیک صاحب کا خاص طور پر ذکر کیا جنھوں نے نصابی یاقت کے لئے اسکول کو میرٹ اسکالرشپ سے نوازا۔ نیز اسکول کے باغ میں اسٹینڈ کارنر کی تعمیر کے لئے جناب شفیق موڈک صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

اس جلسہ میں جناب خواجہ احمد عباس صاحب، جناب پروفیسر قاضی صاحب، جناب حسین مرچنٹ صاحب، پرنسپل باری صاحب، مسز صفیہ انکولوی صاحبہ، دیگر معززین اور پرنسپل صاحبان کی ایک بڑی تعداد نے جلسہ گاہ کو رونق بخشی۔

ماہانہ نعتیہ طرحی نشست

بزمِ شعر و ادب کوکن (بمبئی) کی ماہانہ نعتیہ طرحی نشست مورخہ ۵ دسمبر ۸۴ء کو عالی جناب ابراہیم سندر لکر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ سعید کنول نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ انتخابِ کلام درجِ ذیل ہے:

مہر مہسلائی
امین و صادق و عادل جنھیں کہتے رہے برسوں
اچانک ان کو جھٹلانے پہ ظالم کیوں اتر آئے

قیصر رتناگری
بپھرے غیظ و غضب میں ہاتھ میں شمشیرِ عریاں تھیں
عجب منظر تھا جب دینِ محمدؐ میں عمرؓ آئے

الحاج محمود دیولوی
یہ تلوے چومنے شاید ہوئی اوقات کی تقسیم
کہ سورج دن میں جائے چوم کر شب میں قمر آئے

ناچیز قیصری
یہ ہے حسنِ عقیدت یا کہ فیضانِ کرم اُن کا
نبیؐ کا نام آتے ہی زباں پر آنکھ بھر آئے

شاداب رتناگری
وہ آئے جن کے آنے کی خبر سب انبیاء نے دی
زمانہ منتظر جن کا تھا وہ سب وقتِ سحر آئے

عبدالمجید ننگیکر
علومِ معرفت، حقانیت، وحدانیت کے راز
حدیثوں سے ہیں فرمانے شاہِ بحر و بر آئے

مختار طوری
ستم کی دھوپ سے مرجھا چکا ہے باغِ دل آقا
نگاہِ لطف ہو جائے تو یہ گلشن نکھر آئے

سعید کنول
ابھی جنبش میں تھی زنجیرِ در اور گرم بستر تھا
حبیب اللہ کے کون و مکاں کی سیر کر آئے

یعقوب ساغر
خدا حافظ محمدؐ ناخدا ہیں میری کشتی کے
اگر طوفاں میں ہمت ہو ڈبونے سوچ کر آئے

نامہ نگار
سعید کنول

پہلے مسلم سیکریٹری

جناب ابراہیم خان طالب، پرنسپل فاروق سنار عمر بھائی ہائی اسکول برائے طلبہ، جوگیشوری، بمبئی بالاتفاق رائے دی بمبئی ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن کے اعزازی جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ آپ پہلے مسلم ہیں جنھیں یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ اس سے قبل ۱۹۸۲-۸۳ء اور ۸۳-۸۴ء میں ایسوسی ایشن کے اعزازی خازن بھی رہ چکے ہیں۔

جمعیۃ العلماء مہاراشٹر کی ایڈہاک کمیٹی کی تشکیل

بمبئی — جمعیۃ العلماء مہاراشٹر کو مرکزی جمعیۃ العلماء ہند نے تحلیل کر کے ایک ایڈہاک کمیٹی تشکیل دی ہے، جس کا کنوینر جناب کے ایف مولانا کو نامزد کیا ہے۔ مولانا نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ایڈہاک کمیٹی بہت جلد قوم کے لئے نئے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ غریب و نادار بچوں کو تعلیمی سہولت اور وظائف دینے کا بھی عزم ہے۔ اس کے علاوہ غریب بیواؤں کی امداد اور فساد سے متاثر لوگوں کے لئے ضروری سہولیات مہیا کرنے اور بھیونڈی، کلیان روڈ پر ایک ٹرسٹ کی ۱۲ ایکڑ زمین پر نئی بستی تعمیر کرنے کا بھی ارادہ ہے جس پر تقریباً ۵ لاکھ روپئے کا تخمینہ ہے۔

مہاراشٹر میں جمعیۃ العلماء کے ایک لاکھ ممبر ہیں جس میں صرف بمبئی کے ۴۰ ہزار ممبر ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ بہت جلد رائے شماری کے ذریعہ کمیٹی کا انتخاب بھی کیا جائے گا۔

یہ پرچہ ۲۴ سال سے جاری ہے
اور ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا ہے:

شادی خانہ آبادی

٭ جناب فرقت کاکوروی (مرحوم) کی دختر صبوحی تبسم کا عقد مسعود مجتبیٰ شمسی خالدی کے ساتھ ۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کو لکھنؤ میں انجام پایا۔

٭ الحاج ملک حسین معین الدین بخشی کی بھتیجی رحیمہ خاتون بنت منیر بخشی کی شادی جاوید اختر ابن عبدالوہاب دوناک کے ساتھ ۹ دسمبر ۸۲ء کو اورن ضلع رائے گڑھ میں انجام پایا۔

الحاج ملک حسین بخشی کراچی پاکستان سے اور ان کے بھائی ایڈوکیٹ بخشی نیروبی (افریقہ) سے اس تقریب سعید کے لئے بطور خاص ہندوستان آئے تھے۔

٭ مین آرٹ پرنٹرز کے جناب حسن مہاڈیک کے فرزند ہدایت علی کی شادی فردوس بنت نظیر باجن (بورلی ضلع تھانہ) کے ساتھ اور دختر حسن آرا کی شادی ہدایت اللہ ابن عبدالوہاب جھجھام کے ساتھ ۱۶ دسمبر ۸۲ء کو قیصر باغ ڈونگری میں انجام پائی۔

٭ کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں نقش کوکن کے ہمدرد و معاون جناب محمود عثمان مرتضیٰ کے فرزند عبدالسلام کا عقد مسعود زرینہ بنت حسن علی کے ساتھ ۲ دسمبر ۸۲ء کو انجام پایا۔

٭ حاجی ابراہیم خان دلوائی کی دختر حسینہ کی شادی اشرف ابن قاسم خان دلوائی کے ساتھ ان کے وطن مرجولی چپلون میں ۱۶ دسمبر ۸۲ء کو انجام پائی۔

٭ نقش کوکن کے ہمدرد جناب حاجی سلیمان شریف کی پوتی رضوانہ کی شادی عبدالملک ابن عبداللطیف کپاڈیا کے ساتھ ۲۳ دسمبر ۸۲ء کو بنگلور میں انجام پائی۔

٭ جناب محمد طاہر عبدالجلیل تنگیکر کی شادی لبنیٰ بنت عبدالسلام شیخ کے ساتھ ۲۸ دسمبر ۸۲ء کو کراچی پاکستان میں انجام پائی۔

٭ جناب عبدالحمید حسین ملا کی شادی عقیلہ بنت علی باگڑکر کے ساتھ ۳۰ دسمبر ۸۲ء کو قیصر باغ ڈونگری بمبئی میں انجام پائی۔

کوکن کے بہترین اساتذہ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم نے مضمون نویسی میں طلبہ کو انعامات تقسیم کرنے کے بعد اب کوکن کے ثانوی مدارس کے اساتذہ میں ہر مضمون میں بہترین استاد کا انتخاب کرکے اسے انعام دے کر نوازنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں کوکن کے ۷۷ ہائی اسکولوں میں سے صرف ۲۵ اداروں نے اپنی تفصیلات پیش کی ہیں۔ اب ان ۲۵ ہی میں بہترین استاد کی تلاش جاری ہے۔ اور انشاء اللہ اگلے مہینے اس کے نتائج ظاہر کئے جائیں گے۔

ساحر شیوی کا دورۂ ہند

پچھلے مہینہ جناب ساحر شیوی انگلستان ہوتے ہوئے مہینہ بھر کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ آپ نے کوکن اردو رائٹرز گلڈ کی سرگرمیوں کو تیز کردیا نیز نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ تقسیم انعامات میں بطور مہمان شرکت کی۔

آپ کچھ دنوں کے لئے پاکستان بھی گئے تھے۔

اس دورہ میں آپ نے ہند و پاک کے متعدد ادبا و شعرا سے ملاقات کی۔

ساحر صاحب نیروبی میں اپنی کاروباری مصروفیتوں کی بنا پر زیادہ دیر تک رک نہ سکے۔

٭ ٭ ٭

بخشی صاحب کے اعزاز میں جلسہ

پچھلے مہینہ جناب ایم کے بخشی صاحب چیرمین شپ بریکنگ ایسوسی ایشن آف کراچی اور کوسٹ ایسوسی ایشن آف سندھ نیز خازن پیوپلس پارٹی آف کراچی بمبئی آئے تھے تو ان کے اعزاز میں ایک جلسہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۸۴ء کو اوبیرائے ٹاور سن کے سینٹ روم میں منعقد کیا گیا جس کا اہتمام کوکن مرکنٹائل بنک کے برانچ منیجر جناب اے کے پٹھان اور بخشی صاحب کے چاہنے والوں نے کیا۔ اس جلسے کا مقصد ہندوستان اور پاکستان کے درمیان اقتصادی تعلقات کو بڑھانا اور مضبوط کرنا تھا۔ خاص طور سے جہاز توڑنے والی صنعت کے ضمن میں۔

جناب بخشی صاحب کا پاکستان کے اقتصادی میدان میں ایک اونچا مقام ہے۔ وہ پاکستان کی جہاز توڑنے والی کمپنی کے اولین صدر پاکستان میں جہاز رانی کی بنیاد ڈالنے والوں میں ہیں۔ بڑے بڑے صنعتی منصوبوں سے تعلق رکھنے کے علاوہ ان کا تعلق کئی سماجی ادبی اور ثقافتی اداروں سے بھی ہے۔ بخشی صاحب کی پیدائش اورن ضلع رائے گڑھ میں ہوئی اور انھوں نے سینٹ زیویرس کالج بمبئی میں تعلیم حاصل کی ہے۔

جلسے میں شہر کی کئی مشہور شخصیتوں نے شرکت کی۔ جن میں بمبئی کی جہاز توڑنے والی کمپنی کے اراکین، کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک کے ڈائرکٹرز اور کئی ممتاز کیمل اور ڈاکٹر قابل ذکر شری گوپال اگروال، جناب کامدار (صدر شیپ بریکنگ ایسوسی ایشن بمبئی) اور جناب سیتارام (سیکریٹری) بھی شریک جلسہ تھے۔

جناب ناکٹر نایک صاحب نے مہمانوں کا تعارف عوام سے کرایا۔ اور استقبالیہ تقریر جناب ایم کھاکر نے کی۔ اس کے علاوہ ان کے اعزاز میں کئی تقریریں کی گئیں۔

جناب سید بیشوارث برے نے پروگرام کو مرتب کرنے میں بڑی تندہی و دلچسپی سے حصہ لیا۔ جناب اے کے پٹھان نے رسم شکریہ ادا کی۔

زیر نظر تصویر میں جناب معین الدین ٹھاکور (کوکن بنک کے زیر اہتمام قائم کردہ انڈسٹریل سیل کے انچارج) حاضرین سے مخاطب ہیں جب کہ دائیں سے بائیں شری کامدار، صاحب اعزاز ایم ایم بخشی اور سیتارام نظر آرہے ہیں۔

سالِ نو کا استقبال

۱۹۸۴ء ختم ہو گیا۔ اور سالِ نو نکل آیا۔ اس پچھلے سال میں ہندوستان نے کیا کھویا کیا پایا۔ اس پر نظر ڈالیں تو ملک کی سب سے عظیم ہستی مسز اندرا گاندھی، فیض احمد فیض، راجندر سنگھ بیدی، زہریلی گیس سے مرنے والے انسان، فسادات میں مرنے والے انسان ——— یہ نقشہ ایک طرف تو دوسری طرف راکیش شرما کا خلائی سفر، پارلیمانی انتخابات کے بعد ایک مستحکم حکومت نظر آتے ہیں۔

کہیں پرشادیانے تو کہیں ماتم یہی دنیا کا دستور ہے —

۱۹۸۴ء کو دکھ بھری یادوں کے ساتھ الوداع کہتے ہوئے ہم قارئین کے لئے نئے سال کی نئی خوشیوں کے متمنی ہیں۔ خدا کرے ہمیں اتنی خوشیاں ملیں کہ ہم پچھلے سال کے سارے دکھ بھول جائیں۔

جمال الدین قاضی کی ترقی

شہر گاؤں رتناگری کے باشندے جناب جمال الدین یوسف قاضی کا مہاراشٹرا اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں ڈویژنل ٹرافک سپرنٹنڈنٹ رتناگری کے اعلیٰ عہدے پر تقرر عمل میں آیا ہے۔ جناب جمال الدین قاضی نے پرائمری اردو ٹیچر کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر میٹرک کا امتحان پاس کرتے ہوئے S.T. کارپوریشن میں بحیثیت کلرک داخل ہوئے دریں اثنا سلسلۂ تعلیم بھی جاری رکھا اور اعلیٰ تعلیم میں ڈگری حاصل کی۔ نیز ڈپارٹمنٹ کے امتحان پاس کرکے ہیڈ کلرک، ٹرافک انسپکٹر اور اسسٹنٹ ٹرافک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے مختلف ضلعوں میں کام کیا۔

جناب جمال الدین قاضی نے حالات کا مقابلہ کر کے تعلیمی، سماجی اور نوکری کے میدان میں قابلِ رشک کامیابیاں حاصل کیں۔ آپ نے قانون کی بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور مراٹھی اخبار نوشکتی میں آپ کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔

دلوائی صاحب کو مبارکباد

عالی جناب حسین خان صاحب دلوائی ودھان سبھا کے حالیہ الکشن میں ۳ ہزار دو سو ووٹوں کی زائد اکثریت سے منتخب ہوئے ہیں۔ اس کامیابی پر ہم انھیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دلوائی صاحب نہایت شریف، ملنسار اور بے لوث عوامی خدمت گار ہیں۔ وہ اہل کوکن اور اہل کوکن کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کوشش کریں یہی ان سے استدعا ہے۔

کوکن ڈائریکٹری

ماہ دسمبر ۷۹ء میں ڈاکٹر اے آر انڈرے صاحب کے بلاوے پر ریڈیو کلب بمبئی میں ایک خصوصی میٹنگ کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں کوکن اور کوکنیوں کے متعلق اشاعتی پروگرام زیر غور آیا۔

دراصل کوکن ڈائریکٹری کی اشاعت کے لئے کوکن انٹرنیشنل کوشاں ہے۔ مگر اس سے پہلے ڈاکٹر انڈرے صاحب نے اپنے حلقۂ احباب سے نقد اکٹھا کر کے اس کی اشاعت کی ذمہ داری ڈاکٹر عبدالستار دلوی صاحب کو سونپ دی ہے تاکہ یہ کام سرعت کے ساتھ عمل پذیر ہو۔ میٹنگ میں ڈاکٹر دلوی صاحب نے بتایا کہ تقریباً آدھا کام تو تیار ہو چکا ہے۔ جسے زیورِ طبع سے آراستہ کرنا باقی ہے۔

ڈائریکٹری کے علاوہ محترمہ حمیدہ نارکر صاحبہ کی نایاب کوکنی تصنیف کو دوبارہ شائع کرنا بھی طے پایا۔ ایک اندازے کے مطابق اس پر چار ہزار روپئے صرف ہوں گے۔ اور جناب علی ایم شمسی صاحب نے اس کے لئے اپنا اشتراک و تعاون کا یقین دلایا۔

جناب عبدالستار غنی صاحب کا دورۂ ہند

جنوبی افریقہ کے ایک شہر پریٹوریا کے ایک مشہور تاجر جناب اے ستار غنی صاحب حال ہی میں بمبئی تشریف لائے تھے۔ وہ جامع پرائیویٹ لمیٹیڈ کے ڈائریکٹر ہیں۔ جامع ایک ایسا امدادی مالیاتی ادارہ ہے جو ضرورت مند کاروباری مسلمانوں کی اعانت غیر سودی طریقے پر کرتا ہے۔ یہ ادارہ صرف اپنا سروس چارج لیتا ہے اور پارٹنرشپ (ساجھے داری) کی بنیاد پر مالی اعانت کرتا ہے۔ جناب غنی صاحب اس اسکیم کے بانی ہیں۔ وہ ان مسلمانوں کی مالی اعانت میں دلچسپی رکھتے ہیں جو کمزور ہیں اور کاروباری اعتبار سے پیچھے ہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اقتصادی معاملات اسلامی اصولوں پر بھی عمل کئے جا سکتے ہیں۔ تاکہ خاص طور سے مسلمانوں کو اور دنیا کے دیگر افراد کو خوشحال بنایا جا سکے۔

موصوف نے بمبئی کی مشہور مسلم شخصیتوں سے ملاقات کی اور فلاح انوسٹمنٹ اور اے آئی سی ایم ای او کے ممبران سے بھی آپ نے ملاقات کی۔

★

حج کمیٹی

(پارلیمنٹ کے ایکٹ نمبر ۵۱ مجریہ ۱۹۵۹ء کے تحت تشکیل شدہ ادارہ)

صابو صدیق مسافر خانہ، پہلی منزل،
لوک مانیہ تلک مارگ، بمبئی۔ ۴۰۰۰۰۱

حج کمیٹی ۱۹۸۵ء کے حج کے لئے بیک وقت بذریعہ بحری جہاز اور ہوائی جہاز روانگی کے لئے عارضی پروگرام کا اعلان کرتی ہے جو ذیل میں علی الترتیب حصہ (الف) اور حصہ (ب) میں درج ہے۔

حصہ "الف" (بحری جہاز کا اعلان)

عارضی روانگی جہاز پروگرام

حج سے قبل بمبئی سے روانگی				حج کے بعد جدہ سے واپسی			
بیرون				اندرون			
نمبر شمار	جہاز کا نام	بمبئی سے روانگی	جدہ میں آمد	نمبر شمار	جہاز کا نام	جدہ سے روانگی	بمبئی میں آمد
۱	ایم۔ وی۔ اکبر	۲۵ جون ۱۹۸۵ء	۵ جولائی ۱۹۸۵ء	۱	ایم۔ وی۔ اکبر	۲ ستمبر ۱۹۸۵ء	۱۱ ستمبر ۱۹۵۵ء
۲	ایم۔ وی۔ اکبر	۱۶ جولائی ۱۹۸۵ء	۲۶ جولائی ۱۹۸۵ء	۲	ایم۔ وی۔ اکبر	۲۲ ستمبر ۱۹۸۵ء	یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء
۳	ایم۔ وی۔ اکبر	۱۶ اگست ۱۹۸۵ء	۲۶ اگست ۱۹۸۵ء	۳	ایم۔ وی۔ اکبر	۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء	۲۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء

نوٹ: مندرجہ بالا روانگی اور واپسی کی تاریخیں عارضی ہیں۔ ان میں رد و بدل کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ کرایہ سفر: حج ۱۹۸۵ء کے لئے کرایہ مقررہ کرنے کا معاملہ زیر غور ہے۔ لہٰذا عازمین اپنی درخواستیں معہ بنک ڈرافٹ برائے ۶،۵۲۵ روپے (چھ ہزار پانچ سو پچیس روپے) فرسٹ کلاس کے لئے اور ۲،۷۵۰/ روپے (دو ہزار سات سو پچاس روپے صرف) بنک کلاس کے لئے پیشگی کرایہ سفر کے طور روانہ کریں۔ اس رقم اور حکومت ہند کی جانب سے طے جانے والے کرایہ کے درمیان فرق کی رقم بکنگ کے وقت وصول کی جائے گی۔ اس سال کسی بھی شیرخوار یا کم سن بچہ کو جہاز سے لے جانے کی اجازت نہ دی جائیگی

۳۔ آخری تاریخ: حج ۱۹۸۵ء کے لئے درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۵ فروری ۱۹۸۵ء ہوگی اور آخری تاریخ کے بعد کوئی درخواست نہ لی جائے گی۔

حصہ "ب" (ہوائی جہاز کا اعلان)

۱۔ حج کمیٹی ایئر انڈیا کے توسط سے بمبئی / دہلی سے اور (مدراس سے بشرطیکہ ایئر انڈیا اجازت دے) مقررہ پروازوں (چارٹر

فلائٹ) کے لئے انتظار کر رہی ہے۔ لہٰذا خواہشمند عازمین حج کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مقررہ درخواست فارم پر اپنی پسند درج کریں کہ وہ روانگی کے سلسلے میں تین ہوائی اڈوں یعنی بمبئی / دہلی اور مدراس میں سے کس ہوائی اڈے سے طیارہ پر سوار ہونا چاہیں گے۔ روانگی کے سلسلے میں اول مرتبہ ہوائی اڈہ یعنی بمبئی / دہلی اور مدراس منتخب کی جائے گی وہ آخری ہوگی اور بعد میں اس میں تبدیلی کے لئے کوئی درخواست قبول نہ کی جائے گی۔

۲۔... عازمین حج کو زر مبادلہ کی ادائیگی کے بغیر ۲ بینک ڈرافٹ پیش کرنے پڑیں گے جس کی تفصیل ہوائی جہاز پروگرام کے کتابچہ میں درج ہے بذریعہ طیارہ حج کے لئے جانے کی اجازت دی جائے گی۔

۳۔ توقع ہے کہ بمبئی / دہلی اور مدراس سے جدہ تک اور وہاں سے واپسی کے لئے ایئر انڈیا کے توسط سے مقررہ پروازیں (چارٹرڈ فلائٹس) جو تقریباً جولائی ۱۹۸۵ء کے وسط سے شروع ہوگی اور ۲۰ اگست ۱۹۸۵ء تک جاری رہیں گی۔ عازمین حج ایک بات یاد رکھیں کہ ان تاریخوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ (پروازوں (فلائٹس) کے سلسلے میں آخری پروگرام کا اعلان ایئر انڈیا کی جانب سے اطلاع ملنے کے بعد الگ سے کیا جائے گا۔ خواہشمند عازمین حج کو چاہیئے کہ وہ اپنی پسندیدہ پروازوں میں سے اول تین ترجیحات مقررہ فارم پر درج کریں جہاں تک ممکن ہوگا مقررہ درخواست پر درج ترجیحی پرواز کا خیال رکھتے ہوئے پرواز کی ٹھیک تاریخ کی اطلاع عازمین حج کو بعد ازاں دی جائے گی۔

۴۔ بمبئی / دہلی / مدراس تا جدہ اور واپسی کے لئے ہوائی جہاز سے واپسی کرایہ آخری طور سے طے کرنے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔ بہرصورت خواہشمند عازمین حج سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے درخواست فارم کے ساتھ بینک ڈرافٹ برائے =/۶٫۸۰۰ روپئے (بالغ کے لئے) اور ۶۸۰/= روپئے (دو سال تک کی عمر کے بچہ کے لئے) بنام حج کمیٹی بمبئی ہوائی جہاز کا پیشگی کرایہ کے طور پر ارسال کریں۔ بالغ افراد اور بچوں (۲ سال تک کی عمر والے) کے لئے آخری کرایہ برائے بمبئی / دہلی / مدراس تا جدہ اور واپسی مختلف ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی باقی رقم نکلی تو وہ بکنگ کے وقت جمع کی جائے گی جس کا اعلان بعد ازاں کیا جائے گا۔

۵۔ آخری تاریخ : حج ۱۹۸۵ء کے لئے بذریعہ طیارہ روانگی کی درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۸۵ء ہے۔ آخری تاریخ کے بعد ملنے والی درخواستیں قابل قبول نہ ہوں گی۔

حصہ ج : بحری جہاز اور ہوائی جہاز درخواستوں کے لئے مشترکہ

۱۔ تمام خواہشمند عازمین حج کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے درخواست فارم برائے جہاز اور بحری جہاز متعلقہ ریاستی حج کمیٹیوں کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ ارسال کریں جو نیچے درج ہیں۔

۱۔ آندھرا پردیش : دی سکریٹری اسٹیٹ حج کمیٹی آندھرا پردیش، آفس آف کمشنر آف پولیس حیدرآباد-۲ (اے پی)

۲۔ آسام : تریپورہ / منی پور / ناگالینڈ میگھالیہ / ارناچل پردیش / سکم مشترکہ) دی سکریٹری اسٹیٹ حج کمیٹی آسام، آسام ایڈمنسٹریشن ٹریبونل، پان بازار گوہاٹی ۷۸۱۰۰۱، آسام

۳۔ بہار : دی سکریٹری، بہار اسٹیٹ حج کمیٹی، اینڈ ڈپٹی سکریٹری ٹو گورنمنٹ آف بہار کیبنیٹ سکریٹریٹ کوآرڈنیشن ڈپارٹمنٹ (جنرل برانچ) پٹنہ، بہار

۲۸۲٫۲۹

۴۔ گجرات : دی سکریٹری، گجرات راجیہ حج سمیتی۔ بلاک نمبر ۳ پہلا منزلہ × دادا اگر جیواں (شتل) بچوالیہ گاندھی نگر گجرات

۵۔ دہلی :۔ دی سکریٹری دلی اسٹیٹ حج کمیٹی ۔ ۲۰۸، راؤز ایونیو، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

۶۔ جموں وکشمیر : دی ڈویژنل کمشنر کشمیر ڈویژن (کنوینر جموں کشمیر اسٹیٹ حج کمیٹی سری نگر ۱۹۰۰۰۱) کشمیر

۷۔ کرناٹک :۔ دی سکریٹری کرناٹک سٹیٹ حج کمیٹی کمرہ ۱۵۹ پانچواں منزلہ ملٹی اسٹوریڈ بلڈنگ III اسٹیج ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر ویدھی بنگلور۔ ۵۶۰۰۰۱، کرناٹک ۔

۸۔ کیرالا :۔ دی سکریٹری کیرالا اسٹیٹ حج کمیٹی۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر۔ کوزی کوڈ، کیرالا ۔

۹۔ لکشادیپ :۔ دی ایڈمنسٹریٹر لکشا دیپ۔ ایڈمنسٹریشن، لکشا دیپ، کاوارتی ۔

۱۰۔ مدھیہ پردیش : دی سکریٹری، مدھیہ پردیش اسٹیٹ حج کمیٹی، " عطا کاٹیج" بدھوارہ، نزد محمدی مسجد، بھوپال ۴۶۲۰۰۱ (ایم پی)

۱۱۔ راجستھان :۔ دی سکریٹری اسٹیٹ حج کمیٹی راجستھان ۔ ہوم (III) جی آر ڈپارٹمنٹ، گورنمنٹ سکریٹریٹ جے پورہ ۳۰۲۰۰۵، راجستھان

۱۲۔ تامل ناڈو :۔ دی سکریٹری تامل ناڈو اسٹیٹ حج کمیٹی، فورٹ اسینٹ جارج (پانڈیچری متصل مدراس ۶۰۰۰۰۹) تامل ناڈو

۱۳۔ اتر پردیش :۔ دی سکریٹری، اتر پردیش اسٹیٹ حج کمیٹی مسلم مسافر خانہ چارباغ۔ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۰ (یو پی)

۱۴ مغربی بنگال : دی سکریٹری، اتر پردیش اسٹیٹ حج کمیٹی اینڈ انڈر سکریٹری (انتظامات اور بحالی) آئی اینڈ متصل گورنمنٹ آف ویسٹ بنگال ہوم ڈپارٹمنٹ رائٹرز بلڈنگ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱ بنگال

۱۵ اَبہار اشٹر / گوا / دمن / دیو / اڑیسہ ہریانہ بحری جہاز کی درخواستوں کے سلسلے میں

پنجاب / چنڈی گڈھ میسرز مغل لائن لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ فورٹ بمبئی ۴۰۰۰۲۳

بذریعہ طیارہ درخواستوں کے سلسلے میں ایگزیکیٹو آفیسر حج کمیٹی، صابو صدیق مسافر خانہ پہلا منزلہ، لوک مانیہ تلک مارگ بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۱

۲: حکومت ہند ہر بالغ عازم حج کے لئے بحساب /۔ ۴۰۰۰ سعودی ریال زرمبادلہ (ہندوستانی روپیہ میں اس کے مساوی رقم کا اعلان بعد میں کیا جائے گا) دینے کے لئے رضا مند ہوگی۔

۳: تمام عازمین حج کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ درخواست فارم پر اگر انہوں نے کوئی غلط بیانی کی ان کے کرایہ کی رقم ضبط کرلی جائے گی اور وہ حج کی سعادت سے بھی محروم رہ جائیں گے تمام عازمین حج کو انہی کے مفاد کے پیش نظر یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ بھرنے سے قبل حج کمیٹی کی جانب سے جاری کردہ ہدایت نامہ کو غور سے پڑھ لیں۔

۴: متعلقہ حج کمیٹیوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسے عازمین حج کو جن کا نام قرعہ اندازی میں نہ نکلا ہو، بروقت اطلاع دیدیں تاکہ وہ عازم حج جسے بحری جہاز سے جانے کی منظوری نہیں ملی ہے۔ اگر چاہے تو ہوائی جہاز میں سیٹ کے لئے درخواست دے۔ اس مقصد کے تحت علی الترتیب بحری جہاز اور ہوائی جہاز سے جانے کی درخواستوں کی آخری تاریخوں کے درمیان کافی وقفہ رکھا گیا ہے۔

۵ :۔ درخواستیں حج کمیٹی کی جانب سے مقرر کردہ فارم پر دی جائیں گی اور ہدایت نامہ کے مطابق بھری جائیں گی، درخواست کے فارم اور ہدایت نامے مذکورہ بالا ادارے حج کمیٹیوں سے مفت دستیاب ہوسکتے ہیں حج کمیٹی بمبئی نے ریاستی حج کمیٹیوں کے علاوہ کسی اور شخص، ایجنسی یا ایسوسی ایشن کو حج کے درخواست فارم چھاپنے، تقسیم کرنے یا حج کے درخواست فارم وصول کرنے یا حج کا کام انجام دینے کا اختیار نہیں دیا ہے۔

شمیم احمد بکالی
ایگزیکیٹو آفیسر
حج کمیٹی، بمبئی

بمبئی تاریخ ۴ر جنوری ۱۹۸۵ء

نقش نواز

نقش کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرمفرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیجئے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:-

لائف ممبر:

انجمن اتحاد المستقیم دابھول
جناب سلمان نصیر دادرکر — بانکوٹ
محترمہ رفیقہ داؤد چوگلے — کاستہ
جناب اسماعیل حسین پرکار — فروس
جناب خلیل احمد عبدالحمید خان — کونڈیا پورہ
جناب شمیم نورالدین سید — گھانیوالا
ماڈرن اردو ہائی اسکول — کونڈیپورہ

بیرونِ ہند سالانہ خریدار:-

جناب شفیع لوکھنڈے — دہران سعودی عربیہ
جناب حسین پرکار — دمام سعودی عربیہ

سالانہ خریدار:-

جناب حسین محمد پرکار دودھ والا — بمبئی ۱
〃 محمد سعید رضوانی — بمبئی ۸
〃 ایم ایس جھٹام — کچھ بھوج
〃 یعقوب خان ابراہیم خان سرگروہ — پنہالجہ
〃 صاحب خان عبدالکریم خان — پنہالجہ
〃 نظیر خان محمد شریف خان — پنہالجہ
• پرائمری اردو اسکول — پنہالجہ
• اے کے آئی ہائی اسکول — پنہالجہ
جناب عبدالمجید محمد قاسم مروڈکر — ٹمپالہ
〃 ایس وائی خان — بمبئی ۹
〃 محمد سلیم عباس وانگڑے — بمبئی ۹
〃 حیدر ابراہیم قاضی — نائری
〃 عنایت احمد صاحب آرائی — تاڑیل

سال نو مبارک

ہم اپنے خریداروں، کرمفرماؤں، قلمکاروں اور مشتہرین حضرات کو سالِ نو ۱۹۸۵ء کی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(ادارہ)

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ نوجوان صحافی اور ماہنامہ صبح امید کے مالک و مدیر جناب عبدالسمیع بوبیرے کی خوشدامن محترمہ حسینہ غلام نبی بنجے کا اکتوبر ۸۴ء میں ان کے وطن نیرل ضلع رائےگڈھ میں انتقال ہوگیا۔

★ نقش کوکن کے سرپرست جناب اے سی بیگارکر کی بہن اور ادارہ نقش کوکن کے ایک اور بہی خواہ جناب بابو مقدم کی رفیقۂ حیات محترمہ زینب بی کا ۱۴ر نومبر ۸۴ء کو کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ میں انتقال ہوگیا۔

★ نجگاؤں رتناگری کے جناب ظہور داؤد مقدم کی والدہ محترمہ عزیزہ بی ۶ر دسمبر ۸۴ء کو راہی عدم ہوگئیں۔

★ نیو ملن ڈیکوریٹرز کے جناب موسیٰ کاپڈی کے والد حاجی عبدالقادر علی کاپڈی کا ۲۹ر دسمبر ۸۴ء کو کونڈیور ضلع رتناگری میں انتقال ہوا۔

★ مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی صاحب جو فی الحال دارالمصنفین اعظم گڈھ میں تصنیف و تحقیق کا فریضہ انجام دے رہے تھے ۲ر دسمبر ۸۴ء کی شب میں اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے اعظم گڈھ یوپی میں انتقال کر گئے۔

پرواز صاحب نے بمبئی کے ایک مشہور تعلیمی ادارے احمد سیلر ہائی اسکول میں دینیات کے ٹیچر کی حیثیت سے برسوں کام کیا۔ نیز ادارہ نقش کوکن کی ایما پر آپ نے قطب کوکن مخدوم علی مہائمی کی سوانح حیات لکھی۔ اس تحقیقی کتاب کو کافی سراہا گیا۔

جلگاؤں سے نکلنے والے اردو ماہنامہ آموزگار کے ایڈیٹر اکبر رحمانی کے والد بزرگوار جناب عبدالرحمٰن خان صاحب کا ۳۰ر دسمبر ۸۴ء کو عمر ۷۰ سال جلگاؤں میں انتقال ہوا۔

★ جناب داؤد عبداللہ ٹیکر (بیترا والے) متوطن تیسہ تعلقہ کھیڈ ضلع رتناگری بروز جمعہ بتاریخ ۱۶ نومبر ۸۴ء صبح تقریباً ۱۰½ بجے انتقال کر گئے۔ مرحوم عارضۂ قلب میں مبتلا تھے۔
مرحوم موصوف کے بزرگ بھائی جناب محمد قاسم عبداللہ ٹیکر (بیترا والے) بتاریخ ۳ر دسمبر ۸۴ء راہی عدم ہو گئے۔ آپ بھی طویل مدت تک علیل تھے۔

★ ریزرو بنک آف انڈیا کے افسر اور کوکن مرکنٹائل بنک کے کمیٹی ممبر جناب یاہو صاحب کے والد جناب اسماعیل یاہو کا ۱۲ر دسمبر ۸۴ء کو ضعیف العمری میں انتقال ہوگیا۔

★ مشہور ماہر تعلیم جناب غلام احمد صاحب (پرنسپل برہانی کالج) ۲۰ر دسمبر ۸۴ء کو رحلت فرمائے۔ جلوس جنازہ میں بمبئی کی تعلیمی سماجی، مذہبی اور سیاسی دنیا کی اہم شخصیتوں نے شرکت کی۔
مرحوم نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد تھے، اور ادارہ تحریر کے رکن رہ کر آپ نے پرچہ کی ترقی کیلئے بہت زیادہ تعاون دیا تھا۔

★ مہاراشٹر کی بندرگاہوں کے ذمہ دار افسر عالی جناب معظم گھوسکر کی رفیقۂ حیات (دختر ابراہیم پیش امام) کا ۲۷ر اکتوبر کو ناد گاؤں ضلع رائے گڑھ میں طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

★ جناب ابراہیم باوا شیکاسن (کیپٹن عبدالقادر شیکاسن کے ہمزلف) کا ۲۹ر دسمبر ۸۴ء کو بمبئی میں انتقال ہوگیا۔ تدفین ان کے وطن کونڈیور ضلع رتناگری میں عمل میں آئی۔

★ پروفیسر ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی (مہاراشٹر کالج) کے پدر بزرگوار جناب شاکر نجری ۲۲ر دسمبر ۸۴ء کو انتقال کر گئے۔

★ جماعت المسلمین والکھیورے کے جنرل سیکریٹری اور دی ینگ مسلم سوسائٹی والکھیورے (بمبئی) کے برانچ سیکریٹری جناب علی عبدالرحمٰن شیونکر کا ۱۲ر دسمبر ۸۴ء کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے اسماعیلیہ اسپتال بمبئی میں انتقال ہوگیا۔

NAQSHE KOKAN'S ENGLISH SUPPLEMENT FROM FEB. 1985...

WITH ALLAH'S GRACE, and having received the Government permission, **Naqshe Kokan** will be presenting its first English Supplement in its February 1985 issue; its object: to establish a link with the younger generation in the Community, particularly overseas, so that they may become aware of their roots. Knowing your roots and sharing in its glorious heritage is an essential, psychological element in the stability of an individual and people alike. It would now be the responsibility of parents and elders to pass on this Supplement to their younger ones.

Those who have followed **Naqshe Kokan's** track record for the past 24 years will testify to the amount of awakening this Community Magazine has brought about in the sphere of education, careers, commerce, economics and social life. Besides eradicating negative complexes, **Naqshe Kokan** has aided in bringing to fore institutions and individuals, and in the promotion of the Community's talented sons and daughters. Glaring examples are: **Kokan Mercantile Bank with its half a dozen branches now, Kokan Ambulance Society with its rapidly expanding activity and Kokan International which is aiming to consolidate the Community on an international forum. Naqshe Kokan** itself has produced such important publications as 'History of Kokan', 'Biography of the scholar-saint Makhdoom Ali Shah of Mahim', 'Life-sketch of Pandit Nehru' (for children), 'Islamic Culture' (in English) by A. A. A. Fayzee, and a number of works of the Community's talented poets.

It may be relevant to add that maintaining an Urdu magazine month after month for almost a quarter of a century against heavy odds was no smallfeat but for the concern and love of a handful of Community members who became life-subscribers and contributed advertisements, and not overlooking another significant fact that its Management and in some instances writers sacrificed their due remuneration.

The English Supplement will contain only a gist of some essential features of its Urdu section. We trust you'll find it of interest and perchance, helpful. Its development depends entirely upon your interest and encouragement. With comments, criticism and suggestions, no matter how few your lines.

Whether we should continue with this Supplement, we'd only know if you react!

Wishing you a happy new year 1985, we await your response.

Editor, Naqshe-Kokan, 44, Jail Road (East), Dongri, Bombay-4000 09, India.

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

دکن انڈین لینگویجز نیوز پیپرز ایسوسی ایشن بمبئی

جلد ۲۴ / فروری سنہ ۱۹۸۵ء / شمارہ ۳

قیمت فی پرچہ: ۳ روپئے
سالانہ خریداری: [illegible] روپئے
تاحیات خریداری: [illegible] روپئے
بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپئے
" " تاحیات: ۱۵۰۰ روپئے

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (E3606)

فون نمبر 861527 - 865384

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:
۲۴، چیل روڈ ایسٹ، ڈونگری بمبئی ۹

مقام طباعت: اجمل پریس بمبئی ۳

مقام اشاعت: ۲۴، چیل روڈ ایسٹ ڈونگری بمبئی ۹

[illegible]

یکم فروری سنہ ۱۹۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس ماہ کے

نقوش

مُنتخبَاتُ القُرآن

فِيمَا حُرِّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ صَيْدُ الْبَحْرِ وَالْبَرِّ

مسلمانوں کو دریائی اور جنگلی شکار کس حالت میں منع ہے

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَــزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِــغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

(المائدہ ۵)

مسلمانو! جب تم احرام کی حالت میں ہو شکار نہ مارو۔ اور جو کوئی تم سے جان بوجھ کر شکار مارے گا تو جیسے جانور کو مارا ہے اس کے بدلے چارپایوں میں سے اسی سے ملتا ہوا جانور جو تم میں سے دو منصف ٹھہرا دیں (اس کو) نیاز دینا پڑے گا۔ اور (یہ نیاز) کعبہ پہنچائی جائے یا کفارہ (یعنی اس کی قیمت میں جتنے) محتاجوں (کی گنجائش ہو ان) کا کھانا یا مسکینوں (کی گنتی) کے برابر روزے تاکہ اپنے کئے کی سزا (کا مزا) چکھے، جو ہو چکا اس سے تو خدا نے درگذر کی اور جو پھر (ایسا کام) کرے گا تو اللہ اس سے (نافرمانی کا) بدلہ لے گا۔ اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔

یہ خصوصی پیش کش جناب ای۔ایچ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ پیش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ آمین

मी

\+

میں

\+

I

\+

मैं

\+

நான்

आम्ही

म्हणजेच
शांती
समृद्धी
प्रगती

माहिती व जनसंपर्क महासंचालनालय, महाराष्ट्र शासन

مسئلۂ پنجاب

ہیر رانجھا، سوہنی مہیوال اور مرزا صاحباں کی سرزمین جہاں عشق و محبت کے نغمے اُبلتے تھے، بے گناہ انسانوں کے خون سے لالہ زار بن گئی۔ یعنی صوبہ پنجاب۔ جو زراعت، دستکاری، تجارت اور ملازمت کے اعتبار سے آزاد ہندوستان کا پہلے درجہ کا صوبہ کہلاتا تھا۔ اور جو جیالے اور بہادر جوانوں کا وطن تھا؛ اب تباہی، بدامنی اور خوں ریزی کی خوں چکاں داستان سے گزر چکا ہے۔ ایک سال تک تو وہاں بے گناہوں کا خون بہتا رہا۔ پھر وہ فوج کی مضبوط گرفت میں آیا۔ اور فوج نے حالات پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کی۔ پھر بھی دہشت پسند مظلوم اور ناکردہ گناہ لوگوں کو موقع پاکر اپنی ہوس خوں آشامی کا نشانہ بنا ہی ڈالتے ہیں۔ جیسا کہ ۱۳ ستمبر کو پٹیالہ کے قریب ایک بس کے ایک درجن ہندو مسافروں کو اتار کر گولیوں سے بھون ڈالا۔

اس دہشت گردی اور خونریزی کی ابتدا ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوئی ہے۔

قصہ یہ ہے کہ آزادیٔ ہند کے بعد جب ملک کا دستور مرتب ہونے لگا تو ماسٹر تارا سنگھ کے گروہ نے جوان دنوں سکھ قوم کی ترجمانی کرتا تھا، سکھوں کو ہندو قوم لکھا دیا۔ جس سے اس قوم کی انفرادیت ختم ہو گئی۔ اور آئینِ ہند میں اس کا شمار بھی ہندوؤں میں ہونے لگا۔

اس پر کوئی ۳۴ سال گزر گئے۔ اور کسی سکھ کو یہ خیال نہیں آیا کہ وہ اپنی انفرادیت کھو چکے ہیں، اور ان کا شمار بھی ہندوؤں میں ہوتا ہے۔

لیکن اس کے بعد سکھوں میں کچھ ایسے حساس و دانشور پیدا ہوئے جنھوں نے محسوس کیا کہ ہماری قوم آہستہ آہستہ ہندوؤں میں ضم ہوتی جارہی ہے، اور ہمارا شمار بھی بت پرستوں میں ہونے لگا ہے، حالانکہ ہم مذہبی عقائد اور تہذیب میں ہندوؤں سے بالکل الگ ہیں۔ اس لئے انھوں نے یہ مطالبہ کیا کہ دستور ہند کی دفعہ ۲۵ جس میں سکھوں کو ہندو قرار دیا گیا ہے۔ حذف کردی جائے اور سکھوں کو ایک مستقل قوم قرار دیا جائے۔

حکومت نے سکھوں کے اس مطالبے پر سنجیدگی سے غور کیا یا نہیں، اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس مطالبے کے مان لینے سے کوئی خاص قباحت سامنے نہیں آتی۔ آخر ہندوستان میں مسلمان، عیسائی، پارسی الگ الگ مستقل قوم کی حیثیت سے رہتے ہیں اور ہندوستان ان تین اکائیوں کا نام ہے۔ اگر اس پر ایک اور قوم کا اضافہ ہو جاتا تو ہندوستان کی اکائی و سلامتی پر کوئی حرف نہیں آتا۔

مگر ایوانِ حکومت میں اس مطالبے کے اس روشن پہلو کو نظرانداز کرکے شاید یہ سوچا گیا کہ اس طرح تو ہندوؤں کی تعداد میں ڈیڑھ کروڑ کی کمی ہو جائے گی۔ اور اگر اسی طرح جینی، بودھ اور ہریجنوں نے بھی اپنی اپنی علاحدہ قومیت کا راگ الاپنا شروع کردیا تو ہندوؤں کی موجودہ تعداد نصف ہو کر رہ جائے گی۔ کچھ اسی قسم کے شبہات کی بنا پر حکومتِ ہند نے سکھوں کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کردیا۔

اس صورت حال کو دیکھ کر اکالی دل جو سکھوں کی نمائندہ جماعت

تھی، دو گروہوں میں بٹ گئی۔ انتہا پسند اور اعتدال پسند۔ اعتدال پسندوں نے سنت لونگوال سنگھ کا ساتھ دیا، اور انتہا پسندوں نے سنت بھنڈران والے کا۔

ابھی یہی کش مکش جاری تھی کہ برطانیہ، کناڈا اور مغربی جرمنی کے سکھوں نے "خالصتان" کا نعرہ بلند کیا۔ خالصتان کا واضح تصور ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ خالصتان ہندوستان کا ویسا ہی کوئی صوبہ ہوگا جیسا راجستھان — یا اس کی حیثیت کچھ اور ہوگی۔ یہ تصور اسی وقت واضح ہوتا جب حکومت ہند اور خالصتان کے نمائندے ایک میز پر بیٹھ کے تبادلۂ خیالات کرتے۔ مگر اس کی تو نوبت ہی نہیں آئی۔ اور پنجاب میں خون خرابہ شروع ہو گیا۔ لوگ گھروں میں اور سڑکوں پر گولیوں کا نشانہ بننے لگے۔ سنہری گردوارہ اسلحہ کا بھنڈار بن گیا — اس لئے حکومت ہند کو سکھوں کے مطالبات پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور بیک وقت تین محاذوں پر جنگ چھڑ گئی۔ خالصتان، سنت بھنڈران والا اور سنت لونگوال۔ سنت لونگوال کو اپنی جمعیت اور طاقت پر اتنا بھروسہ تھا کہ ایک مرتبہ انھوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم آسام کے مسلمان نہیں ہیں۔ یہ طعنہ بالکل بے محل تھا۔ اس سے ان کے غرور اور دانشمندی کی کمی کا اظہار ہوتا ہے۔

آخر جب حکومت نے حالات پر قابو پانے اور ریاست میں امن وامان بحال کرنے کے لئے پنجاب کو فوج کے حوالے کیا تو ایک بار پھر سکھوں کے ایک لیڈر نے مسلمانوں کے خلاف لب کشائی کی۔ اور لندن میں خالصتانی لیڈر نے کہا کہ اس فوج کشی سے مغلوں کا ظلم وستم یاد آگیا — سکھوں کی یہ ذہنیت واقعی عجیب ہے کہ یہ دوسروں کے ظلم وستم کے قصے یاد رکھتی ہے اور دوسروں کو بھی یاد دلاتی رہتی ہے۔ گولڈن ٹمپل کے ایک ہال میں بھی دیواروں پر دیواری مناظر کھدے گئے ہیں جن سے سکھ مسلم منافرت میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ ان میں کئی حصے ایسے ہیں جو بالکل بے بنیاد اور فرضی ثابت ہو چکے ہیں۔ جیسے گورو تیغ بہادر سنگھ کے بچوں کا قتل۔ ان پر پٹیالہ کے واحد حسین نے ایک کتاب لکھی ہے اور مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ قصہ بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ غرض اتحاد کے متعدد رشتے جو سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان پائے جاتے ہیں، جیسے خدا کی وحدانیت پر ایمان اور مورتی پوجا کی مخالفت۔ ان مضبوط و پائیدار رشتوں کو چھوڑ کر یہ قوم اس حالت میں بھی سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان منافرت پھیلانے سے باز نہیں آئی۔

بہر حال حکومت نے پنجاب کی صورت حال پر قابو پا لیا ہے۔ اب سکھ کسی انہونی بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ حکومت ہند نے سنت سنتا سنگھ کی نگرانی میں اکال تخت کی مرمت کر دی ہے اور زخم پر مرہم رکھنے کا منصوبہ جاری ہے۔ اکال تخت پنج پیاروں کے حوالے بھی کر دیا گیا ہے —

ہمارا یقین ہے کہ اگر سکھ تشدد اور قتل و خونریزی کا طریقہ اختیار نہ کرتے اور پر امن طور پر اپنے مطالبات منوانے کی کوشش کرتے تو ان کے مطالبات بھی منظور ہو جاتے اور سینکڑوں بے گناہوں کا خون بھی نہ بہتا۔ اور نہ انھیں جہازوں کو اغوا کرنے کی ضرورت پیش آتی۔

اس دور کی "تہذیب میں" جو غارت گر امن وامان ہے — دہشت گردی چنداں معیوب نہیں سمجھی جاتی۔ دہشت گرد بھی اس پر فخر کرتے ہیں، اور دہشت گردوں کی تنظیم بھی۔ حالانکہ یہ امن وامان اور انسانیت کے اصول کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ بے گناہوں کا اپنے مطالبات کے دیوتاؤں پر بلیدان چڑھانا کہاں کی انسانیت ہے۔ یہ سکھوں کے ظلم وستم اور موجودہ مسلمانوں کی تباہ حالی دونوں بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ وقت کا مورخ اب ان کے ایسے مظالم کی تاریخ مرتب کر رہا ہے جس کی دنیا کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

اسلام کے احکام۔ حدود و تعزیرات پر طنز کرنا آسان ہے مگر اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرنا بہت دشوار ہے کہ تم حالت جنگ میں بھی کسی بچے کو بوڑھے کو، عورتوں کو، راہبوں کو، راہ چلتے مسافروں اور گھر بیٹھے آدمیوں کا قتل نہ کرنا۔ آج کے

معارفُ الحدیث

مشکوٰۃُ المصابیح

(عربی)

کتابُ الرّقاق

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمتان مغبونٌ فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ (رواہ البخاری)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں غبن کیا جاتا ہے اور وہ ہے صحت اور فراغت (بخاری)

تشریح:۔ اس کتاب کی دوسری فصل میں ایک اور حدیث ہے کہ "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت سمجھنا چاہئے" اس میں ان دونوں کا بھی ذکر ہے۔ یہ حدیث نقشِ کوکن کے دسمبر ۸۳ء کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔

اس روایت میں محض دو نعمتوں کا ذکر ہے یعنی صحت اور فراغت کا۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ جب کسی کو یہ نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں تو وہ ان کا حق ادا کرنے سے گریز کرنے لگتا ہے۔

آدمی جب بیمار ہوتا ہے تو خدا سے شفا و صحت کی دعا مانگتا ہے۔ ان دنوں وہ نمازیں پڑھتا ہے۔ اور احکام شریعت کی پابندی کرتا ہے۔ لیکن جب صحت یاب ہو جاتا ہے تو عبادت اور احکام اسلام سے گریز کرنے لگتا ہے۔

یہی حال نعمت کا ہے۔ انسان جب نعمتوں خصوصاً مال و دولت سے محروم ہو جاتا ہے تو خدا سے گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے۔ لیکن جب اس کی غربت دور ہو جاتی ہے تو اموال میں خدا اور مخلوق کا جو حصہ ہے اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے لگتا ہے۔ اس جگہ غبن کے یہی معنی ہیں۔ اور تجربے سے ثابت ہے کہ انسان صحت اور فراغت کے زمانے میں انھیں دونوں حالتوں سے گزرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ حالتِ یُسر ہو یا عُسر ہر حال میں خدا کو یاد کرنا چاہئے۔ اور صحت و فراغت کے دور میں خدا کا وفادار رہنا چاہئے۔

اس خصوصی پیشکش کیلئے جناب ملک حسین بخشی کراچی کی طرف سے بطور عطیہ پیش کی گئی ہے۔ خدا انھیں اجر عظیم دے (آمین)

فساد کے بعد

قاضی فراز احمد
دوحہ قطر

گھر جلیں گے تو تمہیں دان میں خیمہ دیں گے
شہر میں شہر نہیں دشت کا چہرہ دیں گے

درد و احساس کی گہرائی میں اترے گا کون
زخم دیکھیں گے تو اُپدیش کا تحفہ دیں گے

بوجھل دعا

یاس او غم کی ہوا صرف خموشی کا دھواں
سخت پتھر سا فلک اور صدا ہے بوجھل

ہاتھ اُٹھتے نہیں اب لفظ نکلتے ہی نہیں
آج اس دل کی طرح اتنی دعا ہے بوجھل

کمالِ اُردو

قاضی فراز احمد
دوحہ قطر

نہ حل کیا ہے کسی نے سوال اُردو کا
ہے سخت جانی میں زندہ کمال اردو کا

ادب میں جن کی ہیں اُردو نوازیاں وہ بھی
گھروں میں بیٹھے ہیں لیکر سوال اُردو کا

ہر ایک شہر ہے بن باس مل گیا لیکن
کہاں یہ دشت میں ہونا بحال اُردو کا

جو طفل اردو یہاں سیکھتے ہیں انگریزی
وصیتوں میں لکھیں گے زوال اُردو کا

اُٹھائے جس نے بھی اُردو کے غم فراز اس کو
ہنسی کہنے لگے ہیں جمال اردو کا

غزل

ساقی تورٹیلوی

جسم ظاہر کتاب میں دیکھا
مغز لیکن حجاب میں دیکھا

شہ سواری میں اس کو دخل ہے کچھ
پاؤں جس کا رکاب میں دیکھا

خط نہ تھا کھل گئے تھے گُل بوٹے
باغ خط کے جواب میں دیکھا

واعظِ محترم ہیں قابلِ قدر
شوق دیں آنجناب میں دیکھا

ایک لمحہ کی دیر اور معدُوم
نقش فانی حُباب میں دیکھا

رازدارِ وفا کی کیا کہئے
غرق مشک و گلاب میں دیکھا

عالم رنگ و بو نظر کا فریب
ہم نے ساقی سراب میں دیکھا

یومِ جمہوریہ

۱۸۸۵ء میں جب لارڈ ہیوم نے انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھی اس وقت ہندوستانی سماج فرقہ وارانہ منافرت کی بدبختی سے پاک و صاف تھا۔ یوں اس وقت بھی ہندوستانی مذہب عقیدے اور ذات پات میں بٹے ہوئے تھے۔ مگر اس تفریق نے یہ صورت اختیار نہیں کی تھی جو آج دیکھنے میں آتی ہے۔ اس وقت لوگ مندر اور مسجد میں پُرامن طور پر عبادت کرتے اور پوجا پاٹ کرتے تھے۔ بازاروں میں بھائی چارگی نظر آتی تھی۔ شادی و غمی میں ایکدوسرے کا ساتھ دیتے تھے۔ وہ مذہب، دھرم اور ذات پات کے نام پر خون بہانا نہیں جانتے تھے۔ کچھ دن پہلے ہی یعنی ۱۸۵۷ء میں سبھی ہندوستانی ایک متحدہ محاذ قائم کرکے انگریزوں کے خلاف لڑ چکے تھے۔

سرسیّد احمد خان مسلمانوں کے مشہور و معروف رہنما سرسید احمد خان تو رواداری میں اتنی پیش قدمی کرچکے تھے کہ وہ لغوی طور پر مسلمانوں کو بھی ہندو کہنے پر تیار تھے۔ یہ اور بات ہے کہ ہندوؤں نے اس نام کو اپنے لئے منتخب کرلیا۔ اور ہندو اس قوم کا نام رکھ لیا جس کی تہذیب کی بنیاد وید اپنشد پر ہو۔ ورنہ لغوی اعتبار سے ہندو اور ہندی دونوں ہم معنی الفاظ ہیں مگر یہ ہندوستانی ذہنیت کی ستم ظریفی تھی کہ ہندو تو وید اپنشد ماننے والوں کا نام رکھ لیا اور ہندی اس زبان کا جو دیوناگری رسم خط میں لکھی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں

ہندی بن گئی

عیسائیوں اور پارسیوں وغیرہ کو ہندو قومیت سے، اور اردو، گجراتی، بنگالی اور مرہٹی وغیرہ ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں کو ہندی کے نام سے محروم کردیا۔ لیکن ان قومی ولسانی تعریفات کے باوجود فرقہ وارانہ منافرت کا بغریہ پیدا نہیں ہوا تھا۔

مطالباتِ حقوق لیکن جب انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد پڑی اور ہندوستانیوں نے انگریزوں سے حقوق و مراعات کے مطالبات شروع کئے۔ جیسے اسمبلی اور پارلیمنٹ کے انتخابات اور رکنیت میں ہندوستانیوں کے حصہ لینے کا مطالبہ تو آہستہ آہستہ ہندوستانیوں میں حکمرانی کا ذوق پیدا ہونے لگا۔ اور یہ ذوق اتنا بڑھا کہ رفتہ رفتہ اس نے تحریکِ آزادی کی شکل اختیار کرلی۔ پہلے تو عام قوموں نے یک آواز ہوکر یہ نعرہ بلند کیا۔ لیکن جوں جوں یہ قوم آزادی کے میدان میں آگے بڑھنے لگی حکمرانی کا شوق بڑھتا گیا اور ہر قوم نے حکومت میں اپنا حصہ مقرر کرانے کے لئے جماعت بندی یا دھڑے بازی شروع کردی۔ بس یہیں سے فرقہ وارانہ منافرت نے جنم لینا شروع ہوگیا۔ اور آہستہ آہستہ اس منافرت نے اتنی ترقی کی کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے ایک نہایت ہولناک و بھیانک شکل اختیار کرلی۔ سارے ہندوستانی دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ہندو اور مسلمان یا کانگریس اور مسلم لیگ۔ وہ ہندوستان جس نے آزادی کی آواز متحد و متفق ہوکر

بلند کی تھی۔ اب جو آزادی حاصل کی تو اس کے دو دو حصے
اعلان کے بموجب ملک کے دو حصے ہو چکے تھے۔ کانگریس کا پرچم
اور مسلم لیگ کا پرچم۔ اور پھر ان دونوں پرچموں کے تلے
دونوں قوموں کا وہ خون خرابہ ہوا کہ الامان والحفیظ۔ اس
طرح جوں توں ہندوستان کی تقسیم ہو گئی اور ایک نیا
ملک وجود میں آگیا۔ یعنی پاکستان۔ آزادی کے وقت
وہاں بھی قتل و غارت گری اور بہیمیت کا مظاہرہ ہوا۔ مگر جب
وہاں ایک ایسی حکومت قائم ہو گئی جس کے ہاتھ میں
ملک کے نظم و نسق کی ذمہ داری تھی تو وہاں فرقہ وارانہ منافرت
ختم ہو گئی اور وہاں ہندو اور مسلمان مل کر رہنے لگے۔

لیکن ہندوستان میں یہ جذبۂ منافرت بڑھتا ہی چلا گیا
اس کی وجہ کچھ تو ماضی کی تلخی اور کچھ ووٹ اور الیکشن میں
اکثریت و اقلیت کو خوش کرنے کی پالیسی یا حکمراں جماعت
کو بدنام کرنے کی کوشش تھی۔ آزادی کو ۳۰ سال گزر گئے سیاست
کی یہ شعبدہ بازی ابھی تک جاری ہے۔ اور منافرت کا خونخوار
دیوتا ابھی تک بہیمیت کا ناچ ناچ رہا ہے۔ جس کا نتیجہ آج
فرقہ وارانہ دنگوں کے بعد بھی ابھی تک کوئی نتیجہ خیز بات سامنے
نہیں آئی۔ سوائے اس کے کہ جانیں چلی جاتی ہیں۔ گھروں میں
آگ لگ جاتی ہے اور ذرائع معیشت کا نقصان ہو جاتا
ہے۔ لیکن اتنے خون خرابے کے بعد بھی ہندوؤں کا وجود ختم ہوتا
ہے نہ مسلمانوں کا۔ مندر کے گھنٹے بھی بجتے رہتے ہیں
اور اذان کی آواز بھی پہلے کی طرح بلند ہوتی رہتی ہے۔
اور یہ صورت حال اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک
ووٹ اور الیکشن کا سلسلہ جاری ہے اور لیڈروں میں ہوس
اقتدار باقی ہے۔ اسی ووٹ، الیکشن اور ہوس اقتدار کو زندہ رکھنے کیلئے
ہم ہر سال پندرہ اگست اور یوم جمہوریہ پر ترنگا جھنڈا
لہراتے ہیں۔

کھلا سچ

وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنا محاسبہ کرنا جانتی ہیں!

— شمس کنول

• دو پڑوسیوں میں بہت دنوں سے جھگڑا چلا آرہا تھا کہ اچانک دونوں میں میل ہوگیا اور دونوں دوست دکھائی دینے لگے۔ ان دونوں کے ایک سیانے پڑوسی نے ان سے پوچھا کہ "اب جبکہ آپ دونوں دوست ہیں تو پھر اپنی اپنی جیب میں پستول کیوں لئے پھرتے ہیں؟" جواب ملا کہ "دوستی کو قائم رکھنے کے لئے!"

لیکن یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ ڈر اور خوف کے توازن کو دوستی نہیں کہتے! بہت سی آرزوؤں اور قربانیوں کے بعد ۱۹۴۷ء میں اپنا ملک آزاد ہوا، بجھے ہوئے چراغ پھر جل اٹھے مگر آنگن کو لئے ہوئے جیسے جیسے وقت گزرتا گیا فرقہ پرستی کا اندھیرا فرقوں تلے بڑھتا گیا اور آج فرقہ وارانہ منافرت ملک کا ایک بڑا مسئلہ ہے!

• سماج کا یہ نفسیاتی پہلو ہے کہ اکثریتی فرقے کی فرقہ پرستی سے اقلیتی فرقے کی علاحدگی پسندی کا رجحان زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے یعنی اکثریتی فرقے کا ردعمل شدید ہوتا ہے اور اس کی جوابی نفرت کا کینوس بھی بڑا ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت اور بشریت کا تقاضا بھی ہے کہ حاکم اور اکثریتی فرقہ ہمیشہ برتری کے احساس میں مبتلا رہتا ہے چنانچہ اقلیتی فرقہ کو اکثریتی فرقہ کی ہمدردی اور دوستی کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے

• اسلئے یہ اقلیتی فرقے کا کام ہے کہ وہ قومی یکجہتی اور بھائی چارے کی فضا کو بنائے رکھے!

چنانچہ وہ مسلم نوجوان جو سرکاری یا غیر سرکاری دفتروں یا اداروں میں ملازم ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اپنے دفتروں میں اپنے ہندو ساتھیوں سے میل جول کر رہیں، ہنسی ساتھ لیں، چائے کے اوقات میں چائے نہ صرف ساتھ پئیں بلکہ کبھی چائے کا بل خود دیں اور کبھی اپنے ہندو ساتھی کے جیب سے چائے پئیں۔ تفریحی پروگرام بھی اکثر اوقات ساتھ بنائیں — تہواروں کے موقع پر ان کے یہاں جائیں اور اسی طرح شادی بیاہ کی تقریبوں میں شرکت کریں، تحفے دیں اور تحفے قبول کریں

ایسے میل جول سے آپس میں ایک دوسرے کے مذہبی نظریوں، رسموں، رواجوں اور ریتوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے نتیجے میں نظریاتی اختلاف اور مذہبی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔ درمیان کا فاصلہ ختم ہو جاتا ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے قریب آجاتا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ اپنے مخالف یہودی کی بھی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ہندو پڑوسیوں کے ساتھ اپنوں کی طرح میل کر رہیں۔ ان کے دکھ سکھ میں کام آئیں۔ کپڑے یا ساز و سامان کی صورت میں کوئی چیز بازار سے آئے پڑوسی کے گھر میں تو اس کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کریں۔ اور اپنے پڑوسی کو مبارک باد دیں۔ پڑوسی کے بچے کا دارسا ہو یا جنم دن۔ اس میں ضرور شریک ہوں اور حسب حیثیت تحفے بھی دیں واقعہ یہ ہے کہ پڑوسی چاہے کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اپنے ذریعے

ہوتے رشتہ داروں سے زیادہ اہم ہوتا ہے چنانچہ حدیث
نبوی ہے کہ "قریب تھا کہ حکم آجاتا کہ پڑوسی کو بھی اپنی جائے
داد میں سے حصہ دیا جائے !"

واقعہ یہ ہے کہ جب ہم مختلف مذاہب کے ماننے والوں
کے درمیان رہ رہے ہیں تو پھر سماجی و مذہبی معاملات میں ہمارے
نظریے کا سیکولر ہونا بہت ضروری ہے اور جس معاشرے میں سیکولر
نظریہ نہیں پایا جاتا وہاں مختلف فرقوں کے مابین فاصلے پیدا
ہو جاتے ہیں۔ ابرو نے اپنے شعر میں کیا اچھی بات کہی ہے ؎

کوئی تسبیح اور زنار کے جھگڑے میں مت لولو
یہ دونوں ایک ہی ہیں اور ان کے بیچ رشتہ ہے

اسی سلسلے کی ایک ایک ضمنی بات یہ بھی ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد
جب زبان ایک مسئلہ بن گئی تو فرقے کی بنیاد پر اسکول قائم ہونے
لگے۔ مسلمان بچے اردو میڈیم کے اسکولوں میں تعلیم پانے لگے ۔
اور ہندو بچے ہندی میڈیم کے اسکولوں میں ۔ اس عمل نے
بھی فرقہ وارانہ علاحدگی کو بڑھاوا دیا ۔ اس طرح بچے اپنے ہی فرقے
سے دلچسپی رکھنے پر مجبور ہوئے اور ایک فرقے کا بچہ دوسرے
فرقے کے نظریوں، طور طریقوں، اچھائیوں اور خوبیوں کو جاننے
سے محروم رہ گیا ــــ دراصل ایسا بچہ جو اپنے ہی فرقے کے
بچوں کے ساتھ کھیل کود کر بڑا ہوتا ہے اور اپنے ہی فرقے کے قائم
کردہ اسکولوں میں پڑھ لکھ کر جوان ہوتا ہے وہ یہ جان ہی
نہیں پاتا کہ اس کے معاشرے میں اگر سب کچھ ہے تو دوسرے
فرقے کے معاشرے میں بھی بہت کچھ ہے اسی سلسلے میں یہ بھی یاد
رکھنے کی بات ہے کہ بچپن میں جو بات ذہن قبول کر لیتا ہے
زندگی کے آخری دم تک اسّی فیصدی وہی بات ذہن میں گھر
کئے رہتی ہے ــ !

کیا اچھی حدیث ہے کہ "مومن کی شان یہ ہے کہ
کہ وہ انسانوں سے محبت کرے اور انسان اس سے محبت کریں
اور جو ایسا نہیں اس میں بھلائی نہیں ہے" بات کا خلاصہ
یہ ہے کہ جب ہم صرف اپنے ہی مذہب اپنے ہی فرقے اور اپنے
ہی معاشرے سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے اور دوسروں کے درمیان
فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور دوسروں کا فاصلہ خود اپنے سے فاصلہ
ہوتا ہے ــ !

ستارہ کیا تری تقدیر کا خبر دے گا !

ماں نے کہا کہ "میں اور میرا بیٹا ۔ ہم دونوں میں سے کوئی ایک نجومی
ضرور ہے" ۔ پڑوسن سن کر بولی کہ "وہ کیسے؟" "رات میں
سونے سے پہلے میرا بیٹا کہتا ہے کہ کل بارش ہوگی، میں کہتی ہوں نہیں
ہوگی ۔ ہم دونوں میں سے ایک کی بات ضرور سچ نکلتی ہے !"
یہ ماں کا جواب تھا !

کہتے ہیں سب سے قدیم اور سب سے جھوٹا علم نجوم ہی ہے !
اندرا جی کے گزر جانے کے بعد اور لوک سبھا کے حالیہ چناؤ
سے پہلے ہندوستان کے چند نجومیوں نے شری راجیو گاندھی کی کامیابی
پر شک کیا تھا اور یہ امکان بھی ظاہر کیا تھا کہ ہندوستان
کی کسی بھی سیاسی پارٹی کو واضح اکثریت سے کامیابی حاصل نہیں
ہوگی ۔ چناؤ کے نتائج اب سب کے سامنے ہیں ۔ !

یہ آج کی بات نہیں ــ صدیوں سے نجومیوں کو اپنے
بادشاہوں اور راجاؤں کے مستقبل کی فکر رہی ہے ۔ اور جب بھی
انہوں نے شاہ یا شاہی خاندان کے متعلق قبل از وقت کوئی بات
کہی ہے تو وہ ننانوے فیصدی غلط ثابت ہوئی ہے ۔

ہر بادشاہ کی طرح مغل بادشاہ بابر کو بھی علم نجوم سے
دلچسپی تھی وہ خود زائچہ نکالتا تھا اور اپنے دربار کے نجومیوں سے
بھی وہ زائچے نکلوایا کرتا تھا لیکن ہندوستان میں ابراہیم لودھی
سے جنگ سے پہلے بابر کے نجومی محمد شریف نے بابر کو اس
جنگ سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی ۔ اس نے بابر کے مصاحبوں
کو بھی اپنے حق میں ہموار کر لیا تھا ۔ مگر اس جنگ میں جب بابر
کو فتح ہوئی تو بابر نے نجومی محمد شریف کو ملامت کر کے اپنے دربار
سے بھگا دیا ــ حیرت ہے کہ وہ نجومی جو اپنے بادشاہ کو آنے

والے خطرے سے آگاہ کر رہا تھا وہ اپنے تاریک مستقبل سے قطعی بے خبر تھا۔

در اصل انسان کی کمزوری یہ ہے کہ وہ دریچے سے جھانک کر اپنے مستقبل کو دیکھنا چاہتا ہے اور غیب کا حال بتانے والے انسان کی اسی کمزوری کو ایکس پلائٹ کرتے ہیں۔ وہ انسان جو ذرا سا غور و فکر کرنا جانتا ہے کسی بھی انسان کے ماضی و حال کو جان کر اس کے مستقبل کے متعلق ۵۰ فیصدی صحیح پیشگوئی کر سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہر ملک اپنا مزاج ہوتا ہے اور ہر قوم ایک منفرد مزاج کی حامل ہوتی ہے اور وہ مزاج اس ملک یا قوم کے جغرافیائی حالات کی دین ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی فرد کے زندگی اور علاقے کو بھی اگر ملحوظ رکھا جائے تب بھی اس کے متعلق بہت حد تک درست پیشگوئی کی جا سکتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ آج کے یہ نام نہاد نجومی آج کی زندہ قوموں کے مزاج سے بھی ناواقف نہیں ہیں — !

بات کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ عام انسان کی زندگی اس کے لئے ایک پہیلی ہوتی ہے جو اس کی سمجھ میں نہیں آتی اور جب وقت کی پھسلن پر اس کا پاؤں نہیں ٹک پاتا تو وہ تقدیر کو الزام دینے لگتا ہے ؎

وقت ہی بے خبر تھا، حالات ہی بے وزن تھے
کون سا غم تھا جو محسن ہم نے اپنایا نہ تھا

یہی وجہ ہے کہ عام سوجھ بوجھ کے وہ انسان جو اپنے حالات کا تجزیہ کرنے اور اپنی بھول چوک کا محاسبہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اخلاقی جرأت وہ نجومیوں کی جانب جلد متوجہ ہو جاتے ہیں ورنہ ستارے کی مدد لینے والا نجومی خود اپنے سے بے خبر ہوتا ہے۔ ؎

جو خود فراخیٔ افلاک میں ہے خوار و زبوں
ستارہ کیا تری تقدیر کا خبر دے گا۔

بقیہ: خوشبو صفحہ ۲۰ سے آگے

پر عطر سازی ہوتی ہے جیسے خس، چندن، حنا، جوہی، چمپا، چمبیلی کیوڑا، گلاب وغیرہ پھولوں اور خوشبو دار جڑوں سے عطر بنایا جاتا ہے۔

آج کل مصنوعی چیزوں کا غلبہ ہے۔ جدید سائنس ہر میدان میں ترقی کر رہا ہے بڑھتی ہوئی آبادی اور قدرتی چیزوں کے بحران کے پیش نظر وہیل مچھلی کے پیٹ سے نکلنے والے بھورے رنگ کے گوشت کو بھی عطر یا سینٹ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح بہت سی مصنوعی چیزوں اور کیمیکل سے بھی سینٹ وغیرہ بناتے ہیں۔

حیوانات پر بھی خوشبو کا اثر ہوتا ہے، کیڑے مکوڑے خوشبودار پھولوں کے اطراف منڈلاتے ہیں۔ کسی جاندار کی بو سونگھ کر ہی یہ شکار پکڑتے ہیں۔ یا شکار ہونے کے خوف سے بھاگ جاتے ہیں۔

کل تک خوشبو عیش کی چیز تھی آج انسانی ضروریات میں شامل ہو گئی ہے۔ ہر صبح و شام گھروں میں خوشبودار اگربتیاں جلائی جاتی ہیں۔ آفس میں جانا ہو یا تقریب میں، لوگ عطر یا سینٹ، کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ امریکہ میں ایک گیس کمپنی اپنے گاہکوں کو بھیجے جانے والے بلوں پر خوشبو لگاتی ہے تاکہ بل اسے بار بار ادائیگی کا احساس دلاتا رہے۔ نوجوان مرد و زن اپنے محبوب کو بھیجے جانے والے خطوط پر بھی خوشبو لگاتے ہیں تاکہ فرحت کے احساس کے ساتھ پڑھنے والا راقم کو یاد کرتے رہے۔ ٹھیک اسی شعر کی طرح۔

مٹ گئے میری امیدوں کی طرح حرف مگر
آج تک تیرے خطوں سے تیری خوشبو نہ گئی۔

بیرونی خیر خواہوں سے

بیرونی ممالک میں رہنے والے نقش کوکن کے خیر خواہوں نیز خریداروں سے درخواست ہے کہ جب وہ ہندوستان آئیں تو نقش کوکن کے تعلق سے اپنے تبادلۂ خیال کے لئے دفتر ضرور تشریف لائیں۔ اس سے پرچے کی ترویج و اشاعت کے نئے راستے کھل جائیں گے نیز بیرونی ممالک میں ہماری قوم کی سرگرمیوں سے واقفیت ہو گی (ادارہ)

دہلی میں سکھوں کا قتلِ عام

ابوداؤد قیصر

مسز اندرا گاندھی کے قتل کے بعد سکھوں کا جارحانہ کردار جس طرح مجروح ہوا، اس کی تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔

سکھوں نے اپنی تحریک دستورِ ہند کی دفعہ ۲۵ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے شروع کی تھی۔ یہ تحریک خالصتانی تحریک کے لئے محض ایک بہانہ تھی یا ہندوستان کے دانشمند سیاستدانوں نے خالصتانی تحریک سے اس کا رشتہ جوڑ دیا۔ یہ بات ابھی صیغۂ راز میں ہے۔

بہر صورت سکھوں کے ایک گروہ نے نہ معلوم کس زعم میں تشدد، قتل اور خونریزی کا راستہ اختیار کر لیا۔ راہ چلتے مسافروں، گھر بیٹھے مردوں یا اس تحریک کے خلاف نکتہ چینی کرنے والے صحافیوں کو دھوکہ اور فریب سے گولیوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ سنت بھنڈراں والے نے تو مقدس عبادت گاہ کو ایک محاذِ جنگ بنا دیا تھا۔ شاید یہ گروہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ ہم ناقابلِ تسخیر ہیں۔ حکومت اور عوام کے دلوں پر ہماری بہادری اور سرفروشی کا سکہ جما ہوا ہے۔ ہمارے مطالبات بے چون و چرا منظور کر لئے جائیں گے۔

مگر کوئی مہذب، منظم اور طاقتور حکومت ان مفسدانہ کارروائیوں کو کیسے برداشت کرتی۔ حکومتِ ہند کو جب یقین آ گیا کہ یہ لوگ جنگ جوئی، زور آزمائی اور قتل و غارت گری پر آمادہ ہیں تو گولڈن ٹمپل پر فوج کشی کی اور دہشت پسندوں کو وہاں سے نکالنے کا کام شروع کیا۔ اس ذیل میں گوردوارے کا اکال تخت بھی آ گیا۔ اس لئے کہ اس کو توڑے بغیر دہشت پسندوں پر قابو پانا مشکل تھا۔

اگر حکومت کی نیت بُری ہوتی تو وہ چند منٹوں میں پورے گولڈن ٹمپل کو دھوئیں کی طرح اڑا سکتی تھی مگر وہ سکھوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔ اور ایک محدود فوجی کارروائی کے ذریعہ اس فتنہ و فساد پر قابو پا لینا چاہتی تھی۔ حکومت کا یہ اقدام سکھوں کو غور و فکر کا موقع فراہم کرتا تھا۔ مگر اس قوم نے تدبر و دانشمندی سے کام نہیں لیا۔ اور انتقام پر اتر آئی شکاریوں کی طرح چھپ چھپ کر بے گناہ انسانوں کی جان لینی شروع کر دی۔ پھر بھی حکومت اور عوام نے صبر و تحمل کا ثبوت دیا اور عام سکھوں کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی۔ حکومت اور عوام کے اسی صبر و تحمل نے اس قوم میں ایک مفسدانہ قسم کا احساسِ برتری پیدا کر دیا۔ یا اس کو کبر و نخوت کی راہ پر ڈال دیا۔ اور یہ اپنی مفسدانہ کارروائیوں میں پہلے سے زیادہ سرگرم ہو گئے۔ ان میں شرمناک حد تک شوخی اور گستاخی بھی آ گئی۔ جوش کے نام نہاد خالصتانی لیڈروں نے تو یہ اعلان کر دیا کہ جو جو ارکانِ حکومت گولڈن ٹمپل کی فوجی کارروائیوں میں شریک ہیں ان سبھوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کبر و نخوت کے عالم میں ان کے منہ سے ایسے جملے نکلنے لگے تھے۔ ابھی تک یہ قوم اپنی اسی بہادری و دلیری کے خبط میں مبتلا تھی۔

اسی خبط نے ایک دن ان کو مسز اندرا گاندھی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور صبح کے وقت جب وہ مطمئن اور بے خبر اپنے گھر سے

آفس جانے کیلئے نکلیں تو اچانک دو دہشت پسندوں نے ان پر حملہ کردیا۔ اور کمرے کے دالان میں ہی ان کو ابدی نیند سلادیا۔ نہ معلوم یہ شرمناک اور ناپاک منصوبہ بنانے والے قاتلوں نے کیا سوچا ہوگا۔ شاید یہ سوچا ہوگا کہ دنیا ان کی ہمت و بہادری کی یہ خبر سن کر لرزہ براندام ہوجائے گی۔ مگر ہوا یہ کہ اسی دن سکھوں کا نشہ ہرن ہوگیا۔ اور سر سے جرأت و بہادری کا خمار اتر گیا۔ وہ دہلی میں اس طرح روند ڈالے گئے جیسے آسام کے نہتے مسلمان ہوں۔ ایک دن کے اندر ہزاروں سکھوں کا قتل عام ہوگیا۔ لطف یہ کہ آسام کے مسلمانوں کی طرح غریب، مزدور اور نہتے نہیں تھے، بلکہ دستکار، صناع اور دکاندار تھے۔ جن کے پاس کچھ نہ کچھ دفاع کا سامان ضرور ہوتا ہے۔ مگر اس دن ان کی بہادری کام آئی نہ یہ نخوت کہ یہ ایک ناقابل تسخیر قوم ہے۔ ہندو حملہ آوروں کا یہ قطعی مقابلہ نہ کرسکے۔ بلکہ انہیں دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہوگئے۔ اور حملہ آوروں نے جس طرح چاہا ان کو مارا کاٹا اور لوٹا۔ بلکہ کتنوں کو تو زندہ جلادیا۔ اس دن تو دہلی میں قتل و غارت گری کا وہی منظر دیکھنے میں آرہا تھا جو قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں کے خلاف دیکھنے میں آیا تھا۔ سکھ قوم کی شجاعت و تہوری کے دعادی افسانہ یا قصۂ پارینہ بن کر رہ گئے۔ کوئی ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کا محافظ نہ رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ مفلس و کنگال بن گئے۔ ان کے گھر اس طرح جلادیئے گئے گویا مہاجر مسلمانوں کے گھر ہوں۔ اور انہیں اس طرح پناہ گزینوں کے کیمپوں میں پناہ لینی پڑی جس طرح ہر فساد کے بعد مسلمانوں کو ایسے کیمپوں میں پناہ لینی پڑتی ہے۔

سچ ہے غلط روی اور ظلم دوستی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اگر سکھ اپنی تحریک پُرامن طور پر چلاتے تو کبھی ان کا ایسا عبرتناک انجام نہ ہوتا۔

فروری [illegible]

الیکشن

محمد جلیل چوگلے

ہر اک چھوٹا بڑا لالہ کہتا یہی ہے
بنا تولے ہوئے راجیو صحیح ہے
اٹل اپنے ارادے کے بہاری
ہزیمت بے تحاشہ آج پائی
نرائن راج کھو بیٹھے ہیں اپنا
چرن شیکھر کا ٹوٹا آج سپنا
مینکا مان جاتی پر نہ مانی
کرے ٹھاٹھا ابھی وہ جھٹ پٹانی
وطن کی باگ ڈور اب ہاتھ آئی
سنیل جی بھاگ دوڑ سالا آئی
ہیں بچن جی کے لچھن خوب اونچے
ہیں گرگانت کے سُر مرلی کے نیچے

جلیل اب اپنے وعدے کو ٹٹولو
الیکشن ختم ہے دفتر سنبھالو

ایک اہم سوال ایک اشد ضرورت

عبدالغنی عثمان پاؤسکر

آج وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ خطۂ کوکن کے تقریباً ہر دیہات اور قصبہ میں ابتدائی، اور اکثر مقامات پر ثانوی تعلیم کے مدارس موجود ہیں، جو مراٹھی اور اُردو ذریعۂ تعلیم سے اس پچھڑے اور غیر ترقی پذیر علاقہ میں تعلیم کی روشنی پھیلانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں، اور اب جدید منصوبوں کے تحت اضلاع کے خاص خاص مقامات پر جونیر کالج، پالی ٹیکنیک، آئی۔ ٹی۔ آئی، ڈگری کالج کے علاوہ ایگریکلچر یونیورسٹی کے ماتحت مختلف کورسیس کا اہتمام موجود ہے۔ اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ملک اور ہمارے صوبے کے دوسرے حصوں کی طرح کوکن بھی مقداری تعلیم کے میدان میں اپنا مقام پانے کی سعی کر رہا ہے۔

دورِ غلامی کے بعد آزادی کے ۳۷ سال انسانی محنت و مشقت سے نکل کر مشینی اور اب ایٹمی دور میں خلاء کی بلندیوں تک چھلانگ لگا چکے ہیں۔ اور یہ سارے کے سارے مراحل طے کرنے میں تعلیمی ترقی کا زبردست دخل ہے۔ لہٰذا تعلیمی ترقی سے غفلت برتنا ایک غیر فطری شعور ثابت ہو سکتا ہے۔

ہمارے اضلاع میں مراٹھی کے بعد اردو ذریعۂ تعلیم کا پھیلنا ما پھیلاؤ ہے۔ ضلع پریشد کا اثر اور عوامی مانگ کے مدِ نظر ابتدائی یعنی چھٹی یا ساتویں جماعت تک اور جمہوری رشتہ

مختلف تعلیمی ادارے نجی طور پر دسویں یعنی ایس ایس سی جماعت تک تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ گویا ہمارے طلبہ و طالبات کے لئے اچھی خاصی مقدار میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا بندوبست موجود ہے۔

ایس ایس سی امتحانات کے نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے اضلاع کے اردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں سے سات سو کے لگ بھگ طلبہ و طالبات کامیاب ہوتے ہیں۔ جن کی اکثریت پاس کلاس اور سکنڈ کلاس مگر گنے چنے فرسٹ کلاس یا ممتاز درجہ میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے کئی کامیاب شدہ بچوں کا رجحان بمبئی کے کالجوں میں داخلہ کی طرف ہوتا ہے۔ لیکن بمبئی کے کالجوں میں داخلہ مشکل ہے ــــ صرف چند کالجوں کو چھوڑ کر زیادہ تر کالج اچھے مارکس حاصل کرنے والوں کو ہی داخلہ دیتے ہیں۔ کئی ایسے کالج ہیں جہاں سائنس میں داخلہ ۸۸ تا ۹۰ فیصد مارکس میں ۸۰ تا ۸۵ اور آرٹس میں ۶۵ تا ۷۰ فیصد مارکس حاصل کرنے والوں تک محدود ہوتا ہے اور ان کالجوں میں داخلہ نتائج کے پہلے ہی دن ختم ہو جاتا ہے۔

ایس ایس سی کامیاب شدہ ہمارے طلبہ و طالبات کو ان گنت مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ویسے اضلاع کے جونیر کالجوں میں داخلہ تو ہو ہی جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں داخلہ

کی ضمانت حاصل کردہ مارکس کی قید نہیں بلکہ صرف پاس ہونا
ہی کافی ہے۔ لیکن مسلسل دس سال تک اردو ذریعۂ تعلیم
کے فوراً بعد تمام مضامین انگریزی زبان میں پڑھنا،
ان کو سمجھنا اور پھر سوالات کے جوابات دینا ایک مشکل
مرحلہ ہوتا ہے۔ گیارہویں کے بعد بارہویں کے امتحانات
میں کلاس یا اچھے مارکس حاصل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔
بمشکل کسی ایک یا دو کو ممتاز درجہ، چند ایک کو
اول درجہ اور گنے چنے دوسرے درجہ میں کامیاب ہو پاتے
ہیں۔ اکثریت کا شمار تیسرے درجہ یا فیل ہونے والوں
میں ہوتا ہے۔

ایس ایس سی یا ایچ ایس سی کامیاب ہونیکے
بعد بھی ہمارے مارکس انجینئرنگ، میڈیکل، پالی ٹکنیک،
آئی ٹی آئی وغیرہ میں داخلہ حاصل کرنے میں مددگار نہیں
ہوتے تو دوسری طرف ملازمت حاصل کرنے میں بھی
دشواریاں پیش آتی ہیں۔ سینکڑوں ایسی آسامیاں
ہوتی ہیں جہاں ایس ایس سی یا ایچ ایس سی امتحانات
میں حاصل کردہ مارکس کے بل بوتے پر ملازمتیں ملتی ہیں
اور زیادہ سے زیادہ مارکس حاصل کردہ امیدوار کا انتخاب
عمل میں آتا ہے۔ لہٰذا ایس ایس سی یا ایچ ایس سی
تک تعلیم حاصل کرنے کے باوجود پروفیشنل یا ٹیکنیکل
تعلیم یا ملازمت حاصل کرنا آسان نہیں ہوتا اور یہ
سلسلہ گذشتہ کئی سالوں سے بدستور جاری ہے لیکن
اس درمیان مسقط، دبئی، قطر، بحرین، کویت اور
سعودی عربیہ نے ہمارے ان مسائل یا مشکلات کو
زیادہ ابھرنے یا محسوس ہونے نہیں دیا۔ بلکہ عارضی ترقی
میں ایک اہم مرکزی کردار ادا کیا۔ اور آج یہ کہنا مبالغہ
نہیں ہوگا کہ کوکن کے اکثر دیہاتوں میں جو خوشحالی
اور مستقبل سے متعلق جو خوش فہمی جھلک رہی ہے
اس میں گلف کا زیادہ حصہ یا ہاتھ ہے لیکن پچھلے دو
سالوں اور خصوصاً ۱۹۸۴ء کے درمیان خلیج کے حالات
کافی پیچیدہ نظر آرہے ہیں۔ ویسے بھی یہ فطری عمل ہے۔
ترقی پذیر ممالک میں غیر ملکیوں کے لئے ملازمت کے مواقع
یا ان کی تجارت میں غیر ملکیوں کا تعاون یا شراکت ایک
مقررہ مدت تک محدود ہوتی ہے۔ جوں جوں ان کے ترقیاتی
منصوبے مکمل ہوتے ہیں غیر ملکیوں کی ضرورت کم ہوتی جاتی ہے۔
تجارت میں ان کا اپنا تجربہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے
ترقیاتی منصوبوں کے تحت ان کی نسل تعلیم، علم و ہنر میں
بھی آگے بڑھنے لگتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ غیر ملکیوں کی جگہ
مقامی باشندوں کو دیا جاتا ہے۔ اور آج کے اسی الیکٹرونک
دور نے سرمایہ دار ممالک میں مزدوروں کی ضروریات کو کافی حد
تک گھٹا کر رکھ دیا ہے۔ چند سالوں میں خلیج میں ہماری ضرورت
نہیں کے برابر ہوگی۔ اور اگر ضرورت درپیش آئی تو بھی ان میں
اعلیٰ فنی ماہرین، بہترین معالج، باورچی خانوں اور بچوں کی
دیکھ بھال کے لئے خادمائیں وغیرہ کا شمار ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اگلے
دو سالوں میں ہمارے سامنے مسائل منہ پھاڑے کھڑے ہونگے۔
جن میں اول ایس ایس سی یا ایچ ایس سی کے بعد ملازمت کے
مواقع کا مسئلہ، دوم گلف میں ملازمت کے مواقع کا محدود ہونا
اور سوم سینکڑوں کی تعداد میں گلف میں ملازمت پذیر لوگوں
کی سلسلہ وار واپسی۔ اگر ان مسائل کو کسی خاص پروگرام یا
منصوبے کے تحت حل کرنے کی کوشش کو نظر انداز کیا گیا تو کوکن
کے دیہاتوں میں جو وقتی ترقی، چہل پہل اور سکون ہے وہ
بڑی حد تک متاثر ہوگا۔ فوری طور پر اس کا ایک حل

یہ کہا ہے کہ ہم مقداری تعلیم کے ساتھ ساتھ "معیاری تعلیم" کی طرف دھیان دیں۔ کسی قوم کے ابتدائی سالوں میں مقداری تعلیم ٹھیک ہے۔ لیکن مسلسل اور خصوصاً معیاری تعلیم کو بالائے طاق رکھ کر اس خوش فہمی میں مبتلا ہونا کہ ہماری قوم تعلیم یافتہ ہو رہی ہے ایک غلط نظریہ ہے۔

آج ہمارے اضلاع میں کئی تعلیمی ادارے ہیں۔ لاتعداد تربیت یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ، نامور اور قابل پرنسپل اور پروفیسران موجود ہیں۔ ماہرین تعلیم اور صاحب علم کا حلقہ بھی وسیع ہے۔ اور پہلے کی بہ نسبت ذرائع بھی محدود نہیں رہے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہمارے کئی اسکولوں کا نتیجہ مسلسل سو فیصد رہتا ہے۔ کئی طلبہ شاندار کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ اور ہر سال اگر زیادہ نہیں تو دو چار ہونہار طلبہ و طالبات انجینئرنگ، میڈیکل کے علاوہ دوسرے تعلیمی شعبہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری قوم میں بھی وہ سارے جوہر اور خوبیاں موجود ہیں جو ایک ترقی پذیر قوم میں پائی جاتی ہیں۔

بارہا سنا گیا ہے اور اکثر اوقات یہ محسوس بھی ہوتا ہے کہ ہم میں یکجا ہو کر ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو کر کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ ہم بہت جلد گروپ بندی کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اور گروپ بندی کی لعنت کا ہر ایک کو علم ہے۔ اور جب بھی موقع ملتا ہے وہ ایک دوسرے کو الزام بھی دیتے ہیں۔ لیکن کبھی آمنے سامنے بیٹھ کر اس کا تجزیہ نہیں کیا گیا۔ اور آج جبکہ ہماری قوم قیادت سے محروم ہے یہ خلیج گہری اور عمیق تر ہوتی جا رہی ہے۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اپنے سارے گلے شکوے، اپنی گروہ بندی سے آزاد ہو کر ایک ایسے ادارے کی تشکیل پر غور کریں جو مقداری تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونہار طلبہ و طالبات کے لئے معیاری تعلیم کے مواقع فراہم کریں۔

آج والدین کی اکثریت پڑھی لکھی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کا منشاء ہے کہ ان کی اولاد کامیاب زندگی سے ہمکنار ہو۔ آج کے بچوں کا رجحان تعلیم کی طرف ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی کافی سہولتیں مہیا ہیں۔ قابل اساتذہ بھی دستیاب ہیں۔ تعلیمی ادارے اسکول کے معیار کی طرف دھیان دیتے ہیں، اور اس جدوجہد میں رہتے ہیں کہ طلبہ نمایاں کامیابی حاصل کریں۔ اور یہ سب ہونے کے باوجود ہمارے طلبہ و طالبات اول درجہ یا امتیازی درجہ میں کامیابی حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

شہروں کی بہ نسبت دیہاتی طلبہ و طالبات کو پڑھائی کی طرف دھیان دینا آسان ہوتا ہے۔ ان کے پاس شہر کی بہ نسبت اچھی رہائش ہوتی ہے۔ ان کے لئے کشادہ مکان کے علاوہ کھلی جگہ میں پڑھائی کی سہولت ہے۔ شہری طلبہ بہت ساری خرافات میں گھر کر اپنا دماغ مکمل طور پر تعلیم کی طرف دے نہیں پاتے۔ جبکہ دیہات ان سے کسی حد تک بچا ہوا ہے۔ دیہاتی اسکول میں طلبہ کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اس صورت میں اساتذہ زیادہ سے زیادہ انفرادی طور پر دھیان دے سکتے ہیں۔

کوکن کے ہر گھر کے لئے یہ ایک کھلی دعوت ہے۔ ہر ایک استاد کے لئے یہ ایک کھلا خط ہے۔ گاؤں کے ہر صاحب علم اور علم دوست ہستی کے لئے یہ ایک مسئلہ ہے۔ تعلیمی اداروں کے لئے یہ ایک چیلنج ہے۔ لہٰذا ان گنت سوالوں کا ایک ہی جواب ہے "معیاری تعلیم" کی اجتماعی جدوجہد کے لئے ایک مرکزی ادارے کی تشکیل۔

خوشبو

شبیر شیخ نظام جھیرہ مروڈ

انسان خوشبو پسند ہے۔ انسانوں میں کم وبیش سبھی کو خوشبو سے عشق ہوتا ہے۔ قدیم زمانے سے انسان خوشبو کا دیوانہ رہا جس کا ذکر کئی مورخوں سے تاریخ کی قدیم کتابوں میں ملتا ہے۔

ہندوستان میں کہتے ہیں مغلیہ دور میں عہد جہانگیر میں عطر ایجاد ہوا۔ نورجہاں روز غسل کے پانی میں گلاب کی پنکھڑیاں ڈال لیا کرتی تھی۔ ایک دن اس کی ماں سلمیٰ بیگم نے پانی میں کچھ روغنی قطرے تیرتے ہوئے دیکھے انہیں ہتھیلی پر جمع کرنے پر ان میں اتنی خوشبو سما گئی تھی کہ سارا ماحول گلاب کی خوشبو سے معطر ہو اٹھا یہیں سے عطر سازی شروع ہوئی۔ شاہجہاں کے زمانے میں عطر کے بہت سے لوگ شوقین ہوئے۔ اور اس میدان میں نئے نئے تجربات کر کے لوگوں نے عطر کی بہت سی قسمیں معلوم کر لی۔

ہندوستان میں اس سے قبل خوشبو کا استعمال صرف مذہبی رسومات اور مذہبی مقامات تک ہی محدود تھا۔ قدیم آریہ لوگ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے وقت پھول چڑھاتے تھے اور ہون اور یگیہ کے موقعوں پر خوشبودار جڑی بوٹیاں جلاتے تھے! اسی طرح غیر ممالک میں مذہبی رسومات کے ساتھ ساتھ آخری رسومات پر بھی خوشبو استعمال کی جاتی تھی۔ انسان نے جیسے جیسے ترقی کی اس کی زندگی میں تبدیلیاں آتی گئیں۔ رہن سہن کے طریقے بدلے، سوچنے کا انداز بدلا۔ شوق بڑھتے گئے اور خوشبو مذہبی مقامات سے نکلی اور شاہی گھرانوں کی زینت بنی۔ اس وقت تک بھی ایک عام آدمی اور متوسط طبقے کے لوگ اس سے محروم ہی رہے۔ کہتے ہیں قلوپطرہ اپنے عاشق سینسر کو رجھانے کے لئے عطر سے غسل کرتی تھی۔ نیپولین اور اس کی محبوبہ جوزفائن کو بھی عطر بہت مرغوب تھا۔ دھیرے دھیرے عطر شاہی گھرانوں کی مستورات کی زیبائش کا اہم ذریعہ بن گیا۔

یونان، مصر، فرانس، الجیریا، فلپائنس، روم وغیرہ ممالک کی تاریخ میں بھی عطر کا ذکر ملتا ہے اسی طرح چین میں کیمی ہوگ نامی خوشبو قدیم زمانے میں رائج تھی۔

خوشبو انسانی دماغ پر دو قسم کے اثرات چھوڑتی ہے دماغ کو فرحت بخشتی ہے۔ یا پھر جذبات کو اکساتی ہے مذہبی مقامات اور شادی بیاہ کے موقعوں پر خوشبو فرحت بخش ہے۔ مذہبی مقامات پر خوشبو کا استعمال محض اسلئے ہے کہ آدمی دوران عبادت فرحت محسوس کرے۔ اور اس کا دماغ اپنے محبوب حقیقی کی طرف لگا رہے اسلئے مذہبی رسومات پر خوشبو کے استعمال پر زور دیا گیا ہے۔

ہند مذہب میں پوجا پاٹ اور ہون وغیرہ کے موقعوں پر عود، اگربتی و دیگر خوشبودار مصنوعات جلائی جاتی ہیں، مذہب اسلام میں عطر لگانا سنت ہے۔

بہت سارے لوگوں کو خوشبو سے الرجی ہوتی ہے۔ سر درد، سردی یا چکر آنا اس کی علامتیں ہیں۔

ہندوستان میں قنوج، جونپور، غازی پور، لکھنؤ وغیرہ مقامات

ڈاکٹر اے آر انڈرے سے انٹرویو!

(انجم عباسی)

ولیم ہزلٹ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ شہرت کی غیر فانی فہرست میں ایسے نام بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے شہرت نادم و شرمندہ ہے۔ ولیم ہزلٹ کے اس قول کی صداقت اپنی جگہ ہے۔ مگر شہرت کی فہرست میں کچھ ایسے بھی نام ہوتے ہیں جن کی وجہ سے شہرت اور نیک نامی کو صحیح معنوں میں قدر و وقار حاصل ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر انڈرے صاحب کا نام شہرت کی فہرست میں ایک عرصے سے رقم ہے اور مقبولیت اور عز و افتخار ان کے نام کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ زمانہ اس شہرت و عزت کی کئی بار سرجری کر چکا ہے۔ مگر ہر ایک بار ایک نیا امتیاز ڈاکٹر انڈرے کی شخصیت پر آویزاں ہوتا رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مرحوم داؤد غازی کا یہ شعر ان کی اپنی زندگی کا نصب العین رہا ہو ——

قدم نہ روک مسافر کہ چار جانب لوگ
تماشا دیکھنے بیٹھے ہیں نارسائی کا

اعصاب کی پیہم تیز گامی کی وجہ سے ہی آج ڈاکٹر انڈرے، M.S.، F.R.C.S.E. —— F.I.C.S. اور F.R.C.S. بن گئے ہیں۔ ۵ دسمبر ۱۹۳[illegible]ء کو وہ بورلی پنچتن ضلع رائے گڑھ میں پیدا ہوئے۔ انجمن اسلام ممبئی سے ایس ایس سی، الفنسٹن کالج سے انٹر سائنس، گرانٹ میڈیکل کالج جے جے سے M.S. اور M.B.B.S.۔ ڈاکٹری کی جانب شروع سے ہی ان کا رجحان تھا اسلئے اس میدان میں ان کی دلچسپیاں قابل قدر ہیں۔ وہ سکنڈ ایم بی بی ایس امتحان میں فارماکولوجی میں ممبئی یونیورسٹی میں اوّل رہے۔ انہیں اس امتیازی کامیابی پر بیری گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ ہائی جین میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر انہیں سی ایف کھوری ایوارڈ دیا گیا۔ وہ اپنی قابل تحسین تعلیمی کارگزاری پر ریڈیا اسکالرشپ اور اے کے دلال اسکالرشپ سے بھی سرفراز ہوئے تاکہ پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز مکمل کر سکیں۔

اگلی منزلوں میں بھی کامیابی اور سرخروئی ان کے استقبال کے لئے ایستادہ رہی۔ جب وہ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں ایم ایس ڈگری امتحان میں اوّل رہے تو انہیں (۱) پرنس آف ویلز گولڈ میڈل (۲) اے پی باپٹا میموریل گولڈ میڈل (۳) ایس آر مورنگاڈنکر گولڈ میڈل (۴) سی ایس پٹیل گولڈ میڈل اور (۵) ایچ پی ٹھاکر سی پرنس آف ویلس فیلوشپ ان اعزازات سے نوازا گیا۔ وہ [illegible] سے آج تک تقریباً چودہ سال گرانٹ میڈیکل کالج جے جے اسپتال میں سرجری کے آنریری پروفیسر اور سرجن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے آ رہے ہیں۔ وہ (۱) جسلوک اسپتال ممبئی (۲) ممبئی اسپتال، (۳) پرنس علی خان اسپتال ممبئی اور (۴) حبیب اسپتال اور (۵) سیفی اسپتال کے آنریری سرجن ہیں۔ نور اسپتال کے وزیٹنگ سرجن بھی ہیں۔ یہ ساری معلومات انڈرے صاحب نے میرے مختلف سوالات کے جوابات میں دی۔ اس وقت نپولین کا ایک جملہ میرے ذہن میں کلبلانے لگا کہ "میری خوبیاں میرے عمل کی پیداوار ہیں" —— سرفرازیاں جو آج انڈرے صاحب کے قدموں سے لپٹی ہیں ان کے جد و جہد اور ان کی ذہانت و ذکاوت کا نتیجہ ہیں۔ وہ آج بین الاقوامی شہرت کے ڈاکٹر ہیں

اور قدر و منزلت کی بلندیوں پر متمکن ہیں چونکہ وہ سینٹ پال اسپتال
لندن میں امراض گردہ کے سرجری ڈپارٹمنٹ کے ۱۹ء سے
۱۹۶۲/۶۳ء تک اور رائل وکٹوریہ اسپتال ڈوورن مائوتھ میں بھی ۱۹۶۱ء
سے ۱۹۶۲ء تک جنرل سرجری کے رجسٹرار رہ چکے تھے اسلئے میں نے
ان سے اگلا سوال یہی کیا وہ بیرونی ممالک کے اسپتالوں کے علاج
اور اپنے یہاں کے اسپتال کے علاج معالجے میں آپنے کیا فرق محسوس
کیا ۔ ؟ "

میرے اس سوال کے جواب میں ایک سنجیدہ لہجہ فضا میں
گونجا " ہم لوگ چونکہ احساس کمتری کا شکار رہے اسلئے اس قسم کا
سوال ہمارے دلوں میں اکثر بیشتر ابھرتا رہتا ہے ۔ ورنہ حقیقت
یہ ہے کہ علاج معالجے میں کوئی واضح فرق نہیں ہے ۔ جو علاج یہاں
ہوتا ہے وہی علاج وہاں کیا جاتا ہے البتہ وہاں اسپتالوں کا انتظام
ضرور قابلِ ذکر رہتا ہے ۔

اب میں نے اپنا اگلا سوال نوکِ قلم پر اٹھایا " آپ کن
کن اداروں سے وابستہ ہیں ۔ " ؟

جواب میں ایک لمبی چوڑی فہرست سے واسطہ پڑا ۔
اندرے صاحب کی بہت سے میڈیکل اداروں سے وابستگی کے علاوہ
وہ کئی سماجی اداروں سے بھی وابستہ ہیں ۔ وہ کوکن ایمبولنس سوسائٹی
کے بانی اور صدر ہیں ۔ کوکن مرکنٹائل کوآپریٹو بینک کے ڈائرکٹر رہے
اور اسپیشل ایگزیکیٹو مجسٹریٹ کا تمغہ بھی ان کی بوقلموں شخصیت
پر آویزاں ہے ۔ وہ مسلسل چھ سال تک کوکن بینک کے خزانچی
رہ چکے ہیں ان کی یہ سماجی خدمات اس بات کا مظہر ہیں کہ لوگوں
کو ان پر کس قدر اعتماد ہے ۔ آج کل خدمتِ خلق کو لوگوں
نے اپنی غرض مندی اور تشہیر کا ذریعہ بنایا ہے اور اسی لئے
اکثر لوگ جلد ہی اپنی قلعی کھو بیٹھتے ہیں ۔ اور بے اعتمادی کا شکار
ہو جاتے ہیں ۔ ڈاکٹر اندرے صاحب کی پرکشش شخصیت مقبولیت
اور قدر و منزلت کی جن منازل سے ہمکنار ہے وہ واقعی قابلِ تحسین ہے
اب میں نے موربہ ضلع رائے گڈھ کے قریب بننے والے
کوکن کے اسپتال کے سلسلے میں سوالات کرنے شروع کئے ۔ عزم
و استقلال کی پختگی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی آواز فضا میں ابھری "
موربہ کے قریب بننے والے اسپتال کا سنگِ بنیاد جنوری ۱۹۸۲ء میں رکھا
گیا ہے اور اسکا کام تکمیل کے مراحل سے گذر رہا ہے ۔ اس میں ۵۵
بیڈ کا انتظام ہوگا اور غریب اور بے کس لوگوں کو طبی سہولتیں پہنچانا
اسکا خاص مقصد رہے گا ۔ "

اندرے صاحب کی آنکھیں عزم و یقین کے اجالوں سے
اس قدر منور تھیں جیسے وہ کہہ رہے ہوں

یہ عالم ہے مری وارفتگی کا
نکل جاتا ہوں آگے کارواں سے (ساحر ہوشیار پوری)

کوکن اسپتال کی تعمیر میں کافی دشواریاں پیش آرہی ہیں اسکا مجھے
علم ہے مگر دشواریاں اور رکاوٹیں کسی کام میں نہیں آتیں ۔ ؟
اندرے صاحب کے واضح جواب سے اتنا یقین ہو گیا کہ یہ اسپتال
انشاء اللہ مکمل ہو کر رہے گا ۔ کوکن اسپتال کے بعد کوکن
ایمبولنس سوسائٹی کے بارے میں میں نے سوالات کئے ۔ " کوکن
ایمبولنس سوسائٹی کے قیام کا خیال آپ لوگوں کے ذہن میں کیسے آیا ؟
اس سوسائٹی کی بنیاد کب ڈالی گئی ؟ اس سوسائٹی کی کارگزاریاں
کیا ہیں ؟

ڈاکٹر صاحب نے اک ذرا توقف کے بعد کہنا شروع کیا
کوکن ایمبولنس سوسائٹی کا قیام ۱۹۷۳ء میں عمل میں آیا ۔
کوکن کے دور افتادہ مقامات پر رہنے والے باشندوں کو بہتر
علاج اور طبی امداد وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے جو پریشانیاں ہوتی
ہیں ۔ ان پریشانیوں کو دور کرنے کیلئے اور بمبئی میں بسنے والے باشندوں
کو طبی امداد ملنے کے بعد وطن جانے میں آسانی پیدا کرنے کیلئے کوکن
ایمبولنس سوسائٹی وجود میں آئی ۔

اس سوسائٹی نے اب تک کوکن کے مختلف مقامات
پر آٹھ کیمپ لگائے ۔

س : ۔ کوکن ہاؤسنگ کمپلکس اور کوکن ڈائرکٹری یہ دو منصوبے

کن مراحل میں ہیں۔ ؟

ج :۔ "کوکن ہاؤسنگ کمپلیکس" اس منصوبے کو جلد ہی عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ اس ادارے کے صدر کی حیثیت سے میں اس کی تکمیل کے لئے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لاؤں گا۔ کوکن کے ڈاکٹروں کے جو کچھ اخراجات درپیش ہوتے ہیں وہ ادا کرتا رہا ہوں۔ میں اس منصوبے کا کنوینر ہوں۔ کوکن ڈائرکٹری جناب عبدالستار صاحب دلوی ترتیب دے رہے ہیں۔ مختلف سوسائٹیوں و شخصیتوں کو [illegible] میں لانے کا کام میں انجام دیتا ہوں۔ محترم دلوی صاحب نے ایک تین سو شخصیتوں اور سوسائٹیوں کی معلومات اکٹھی کی ہے ان کی یہ گراں قدر علمی خدمت قابلِ وقعت رہے گی۔ "

انڈرے صاحب جواب ختم کر چکے تو میں نے اگلا سوال پیش کیا۔ انڈرے صاحب رائل ایجوکیشنل سوسائٹی بورلی پنچن کے صدر ہیں اور سوسائٹی نے بورلی پنچن میں انگلش پرائمری اسکول کی بنیاد ڈالی ہے۔ میرا سوال اسی اسکول کی غرض وغایت، عمارت اور ہوسٹل کے بارے میں تھا۔ انڈرے صاحب نے بڑی تفصیل سے اسکا جواب دینا شروع کیا "رائل ایجوکیشنل سوسائٹی کی بنیاد ۱۹۸۱ء میں ڈالی گئی ہے۔ ہم نے گذشتہ تین سالوں میں انگلش میڈیم کی پرائمری کلاسوں کا اجراء کیا ہے اس میں کافی تعاون مل رہا ہے۔ چونکہ دسویں پاس ہونے کے بعد گیارہویں بارہویں میں ہمارے اردو طلبہ بہت کم نمبر حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے میڈیکل اور دوسرے شعبوں میں وہ داخلے سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے انگلش میڈیم ہائی اسکول کی بنیاد ڈالی ہے ۸ مئی ۸۶ء کو اسکول عمارت کا سنگ بنیاد میرے ہاتھوں رکھا گیا۔ یہ ہائی اسکول انگلش میڈیم کا ہوگا۔ مگر اس میں عربی، اردو، اسلامی تہذیب کی بھی تعلیم دی جائے گی۔
پرائمری کلاس سے لیکر جونیئر کالج تک کے اس شفقت طلب منصوبے پر تقریباً ۴۰ لاکھ روپئے خرچ آئے گا۔ "

اس منصوبے میں (۱) اسکول و ہوسٹل بلڈنگ فار بوائز (۲) اسکول و ہوسٹل بلڈنگ فار گرلز (۳) جونیئر کالج بلڈنگ۔ یہ امور شامل ہیں۔
اور اس کی تکمیل کے لئے ہم سب مصروفِ عمل ہیں۔"

اب میرا اگلا سوال تھا، سرجری کے میدان میں آپ نے کون کون سی تحقیقات کی ہیں؟
کن عنوانات پر مضامین لکھے ہیں ؟

جواب میں انڈرے صاحب یوں لب کشا ہوئے "ملک بھارت اور انٹرنیشنل جرنلز میں مختلف عنوانات پر میرے مضامین چھپے ہیں اور وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں۔ اہم انکشافات

(۱) آنتوں کی ٹی بی کے سلسلہ میں ایک نئے طرز کے آپریشن کا تعارف میں آل انڈیا سرجنس کانفرنس میں ۱۹۷۱ء میں پیش کیا۔

(۲) صفرہ کی تھیلی کے آپریشن کا نیا طریقہ ۱۹۷۳ء کو آل انڈیا سرجنس کانفرنس میں پیش کیا۔

(۳) گردے کی پتھری کے آپریشن کا نیا طریقہ ۱۹۸۰ء میں آل انڈیا یورولوجی کانفرنس میں پیش کیا۔ میری یہ تحقیقات اور آپریشن کے طریقے بین الاقوامی سطح پر شرف قبولیت پاچکے ہیں۔"

ڈاکٹر انڈرے صاحب اپنا جواب مکمل کر چکے تھے میں نے اپنی نوٹ بک دیکھی سارے اہم سوالات کے بعد دیگر سوالات ذہن سے جا چکے تھے۔ میں نے اپنے کاغذات سمیٹے اور ان سے رخصت لی۔ راہ چلتے ہونٹوں پر یہ شعر گنگنا رہا تھا

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اصلاحِ سخن

واحد محسن

اس ماہ سے نقشِ کوکن میں "اصلاحِ سخن" کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کا مقصد نو مشق اور ابتدائی شعرا حضرات کو فنِ عروض نیز زبان و بیان کی خوبیوں و خامیوں سے آگاہ کرنا ہے ــــ دیکھا گیا ہے کہ استاد اپنے شاگرد کے کلام کی اصلاح کرتے ہیں مگر ان کے ذہن کی اصلاح نہیں ہو پاتی جس سے شاگرد ہمیشہ اپنے آپ کو استاد کا محتاج سمجھتا ہے ــــ ہم ہر ماہ کسی ایک شاعر کی غزل اور اس کی اصلاح مع توجیہ کے شائع کریں گے۔ اس سلسلے کی پہلی غزل ریاض انور کی ہے جس کی اصلاح جناب شان بھارتی (مقیم: ممبئی) نے کی ہے۔

غزل ــــ ریاض انور

استاد: ــــ شان بھارتی

توجیہ

② ~~مجھے میری خطائیں تو بتا دے~~ مگر پہلے خطا میری بتا دے
① پھر اس کے بعد جو چاہے سزا دے

دونوں مصرعوں میں برائے نام ربط تھا۔ تھوڑی سی ترمیم سے مکمل ربط پیدا ہو گیا ـ مصرعۂ ثانی کو مصرعۂ اول کر لیں۔

~~مجھے خادم سمجھ یا تسلیم کر لے~~ ملا اعزاز بھی تو تسمیہ پا کا
مجھے یارب ~~تو اعلیٰ~~ نہ ایسا مرتبہ دے

اس طرح کا سیدھا سادا شعر محض قافیہ پیمائی میں شمار ہوگا ـ بات میں کوئی نیا پن، ترکیب میں کوئی حکمت شعر کیلئے ضروری ہے۔

بلا سے تیز کر ~~دے زورِ دشمن~~ ہے بادِ مخالف
~~مجھے [illegible] کا~~ رہوں گی سینہ سپر یہ حوصلہ دے

زورِ دشمن میں کمی یا نرمی نہیں ہوتی اس لئے تیز کر دے حشو بھی اور مضحکہ خیز بھی۔

مری پہچان ~~یاں~~ یک لخت گم ہو گئی ہے
میں کیا ہوں کون ہوں کوئی بتا دے

لفظ "یاں" یعنی بھرتی کا تھا اس لئے قلم زد کیا گیا۔

میں اپنے عہد کا موسیٰ نہیں ہوں
~~ہمارے ہاتھ میں بھی اک عصا ہے~~
~~کمالِ فن ہے جو دنیا ہلا دے~~
مگر ہاتھوں میں میرے بھی عصا ہے

ریاض کا شعر بڑا مبہم اور پیچیدہ تھا۔ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اس باعث دونوں مصرعے قلم زد ہو گئے۔ اصلاح کے بعد ملاحظہ کیجئے کہ جو بات ریاض کہنا چاہ رہے تھے وہی کہا گیا ہے یا نہیں؟

بلا سے منصفی پر حرف آئے
مجھے تو میرا ہی قاتل ~~بتا دے~~ بتا

بتانے سے بہتر پہچان بتا دینے ہوگا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ڈاکٹر مرزا انور بیگ

دورِ حاضر میں ایک طرف تو بیماریوں کے اصل وجوہ ان کے علاج میں ناکامی کے اسباب پر تحقیق در تحقیق کا سلسلہ جاری ہے اور دوسری طرف عوام میں اپنا علاج خود کر لینے کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔

یورپ میں جب کوئی اپنی بیماری کا تذکرہ کرتا ہے تو اسے کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع ہونے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے یہاں ہر شخص فوراً ہی دوا تجویز کر دیتا ہے۔ اس معاملے میں پڑوسیوں سے رشتہ داروں تک، چپراسی اور آفیسر، پڑھے لکھے، ان پڑھ، غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ جس کی وجہ سے اکثر معمولی قسم کی بیماریاں بھی پیچیدگی اختیار کر لیتی ہیں۔

بیماریوں کا عام سبب (تقریباً ۴۰ فیصد) تعدیہ (Infection) ہوتا ہے۔ مگر اس تعدیہ کے متعلق اتنی غلط فہمیاں ہیں کہ لوگ معمولی سے معمولی سردی زکام کو بھی تعدیہ سمجھ لیتے ہیں۔ اور اکثر مریض ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر ہی Antibiotics (مانعاتِ تعدیہ) کی کئی خوراکیں استعمال کر چکے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے بیشتر ڈاکٹروں کے نسخوں میں کوئی نہ کوئی Antibiotic ضرور لکھا دیکھا۔

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ایک عطائی قسم کا معالج مرض کو جلد تر ٹھیک کرنے کی فکر میں بلا ضرورت ایک Antibiotic دیتا ہے تو ہمارے تعلیم یافتہ اور مستند ڈاکٹر صاحبان بے ضرورت دو دو تین تین Antibiotics دینے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتے۔ امریکہ ایسے ترقی یافتہ ممالک میں اس وقت تک Antibiotic کا استعمال شروع نہیں کیا جاتا جب تک کہ خون کی معملی جانچ سے (Laboratory tests) اس بات کی تصدیق نہ ہو جائے کہ مرض کا سبب تعدیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے امریکہ میں جس قدر Antibiotic دوائیں ایک سال میں استعمال ہوتی ہیں اتنی تو صرف بمبئی کے لوگ ایک ہی دن میں استعمال کر جاتے ہیں۔

بے ضرورت ان دواؤں کا استعمال جراثیم کی قوت بڑھا دیتا ہے اور پھر یہ دوائیں ان جراثیم پر بے اثر ہو جاتی ہیں۔ ان بے دریغ استعمال کا سب سے پہلا غلط اثر آنتوں میں موجود جراثیم پر پڑتا ہے اور یہ قدرتی نعمت ضائع ہونے لگتی ہے، جس کی وجہ سے مضر جراثیم مختلف اعضاء بدن پر اپنا اثر مرتب کر کے بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملیریا یا فلو کا مریض اسہال (Diarrhea) میں مبتلا ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ اسہال ایک متعدی مرض بن کر سامنے آتا ہے۔ اور قوتِ مناعت و مدافعت کی کمی کے سبب سے دوائیں اثر انداز نہیں ہوتیں۔

آنتوں کے علاوہ بھی اس سبب سے دوسرے اعضاء بھی متاثر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر نازک اعضاء میں قدیم مزمن (Chronic infection)

کی علامت ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً گردوں کی خرابی۔

آج کل خون کی طرح گردوں کے عطیہ کی زبردست تبلیغ
کی جاتی ہے۔ بفرض محال اگر گردے کی تبدیلی کا عمل جراحی
کامیاب بھی ہو جائے تو کامیابی کی یہ مدت بہت ہی مختصر
ہوتی ہے۔ اور مانگے کا یہ گردہ بھی انہیں اسباب کی بنا پر
خراب ہو سکتا ہے جن اسباب کی وجہ سے پہلے خراب ہوا تھا۔
Corticosteroid کارٹیکواسٹیرائیڈ گروپ دوائیں
Life saving یا جان بچانے والی دوائیں کہی جاتی ہیں
ان دواؤں کی مدد سے نزع کے عالم میں بھی بہتری کی امید ہوتی ہے۔
عام طور پر ان دواؤں کا استعمال بھی بڑی بے دردی سے کیا جاتا ہے
مثلاً سردی زکام سے لے کر ایگزیما، الرجی، دمہ، وجع المفاصل
(Arthritis) وغیرہ بیماریوں میں عطائیوں سے لے کر
ماہرین فن (Specialist) تک سبھی جلد تر فائدہ پہنچانے
اور اپنی دکان چمکانے کے لئے بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔
بسا اوقات مریض اپنی مرضی سے استعمال کرنے لگتا ہے۔

ابتداء میں ان دواؤں کے غلط استعمال کے باوجود کافی
فائدہ نظر آتا ہے مگر بعد میں بہت ہی خطرناک نتائج ہوتے
ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ ان دواؤں کا استعمال اتنا خطرناک
نہیں ہوتا جتنا ان دواؤں کا بے ڈھنگے پن سے استعمال
ترک کر دینا۔ بسا اوقات مریضوں کا ڈاکٹر کے مشورہ
کو نہ ماننا۔ اپنی مرضی سے ان دواؤں کا استعمال کرنا، یا
بار بار ڈاکٹر تبدیل کرنا بھی مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس
بے احتیاطی کے نتیجے میں موٹاپا، ذیابیطس اور فشار الدم
(High Blood Pressure) جیسی پر آزار بیماریاں
دامن گیر ہو جاتی ہیں۔

اخلاقی پستیوں کے سبب جنسی بے راہ روی نے سوزاک
(Gonorrhoea) کے اوسط کو۔ اگنا بڑھا دیا ہے۔ اکثر علاج
کے بعد بھی یہ مرض مکمل طور پر دفع نہیں ہوتا اور ۱۰ سے ۲۰ سال کے
بعد بھی (Gout) نقرس یا جوڑوں کے درد کی شکل میں نمودار
ہوتا ہے۔ جوڑوں کا درد کم کرنے والی دواؤں مثلاً Anti pyrin
یا Anti inflammatory گروپ کے مسلسل استعمال سے پیٹ
کی تیزابیت بڑھ جاتی ہے۔ Ulcer (قرحہ معدی یا معوی)
پر اختتام ہوتا ہے۔

دو دہائی قبل امریکہ کی دوشیزائیں اپنے سینے کے ابھار
کو نمایاں رکھنے کیلئے ہارمون (Hormones) کا استعمال کرتی
تھیں نتیجہ یہ ہوا کہ آج ان میں سے بیشتر کو اس عضو کے سرطان کی شکایت ہے۔
ہمارے یہاں کی سیدھی سادی لڑکیاں بھی ہارمون کے استعمال
کی علت میں مبتلا ہیں۔ مثلاً گھر میں کوئی شادی ہو یا کسی بھی قسم کا
مذہبی تقریب، یہ لڑکیاں ہارمون کے استعمال سے قدرتی دوران طمث
(Menstrual cycle) کو آگے پیچھے کر لیتی ہیں۔ یہ نسخہ انہیں
رشتہ داروں، سہیلیوں یا پھر فیملی ڈاکٹر سے بھی مل جاتا ہے۔
جس کے نتیجے میں دوران طمث کی بے قاعدگی لاحق ہو جاتی ہے۔
جسے باقاعدہ کرنے کے لئے انہیں پھر ہارمون کا سہارا لینا پڑتا ہے۔
اور یہ لامتناہی سلسلہ چل نکلتا ہے۔

فیملی پلاننگ، جنسی آزادی اور بسا اوقات
حمل کے ڈر سے بھی یہ دوائیں استعمال کرتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ قبل از وقت ہی یاس ہو جاتی ہیں۔ قدرتی طور پر یاس
(Menopause) ۴۲ سے ۴۸ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔
مگر اب اس کے علامات ۳۲ سے ۴۲ سال ہی میں نظر آنے لگتے
ہیں۔ کبھی کبھی ورم رحم اور سرطان رحم کی ابتدا کا سبب یہی
دوائیں بن جاتی ہیں۔ اگر جائزہ لیا جائے تو ۳۰ سے ۴۵ سال
کی اچھی خاصی تعداد ایسی نظر آئے گی جن کے رحم آپریشن کے ذریعہ
نکال دیئے گئے ہیں۔ ۳۰ سے ۴۰ سال کی عمر کی عورتوں میں
موٹاپا اور فشار الدم قوی (ہائی بلڈ پریشر) کا سبب زیادہ تر

یہی بارہوں بنتے ہیں۔

اگلے زمانے کے لوگ ۱۰۰ سال سے بھی زیادہ زندہ رہتے تھے۔ ۶۰ سال کی عمر میں پاٹھا کہا جاتا تھا۔
۵۰ سال سے ۷۰ سال کے لوگ ادھیڑ اور ۲۵ سے ۵۰ والے یقیناً جوان کہے جانے کے مستحق ہوں گے۔ مگر آج معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بہت کم لوگوں کی بڑھاپے سے ملاقات ہوتی ہے۔

بلڈ پریشر، ذیابیطس، امراض قلب اور سرطان جیسی بیماریوں کے جال میں پھنس کر بڑھاپے سے پہلے ہی فرشتۂ اجل کی آواز پر لبیک کہہ دیتے ہیں۔

جس قدر زندگی کی قدرتی آسائشیں بڑھتی جا رہی ہیں زندگی گھٹتی جا رہی ہے۔ ۱۹ویں صدی کے اوائل میں انگلینڈ کے ایک ڈاکٹر نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر ہماری بیماریوں کے علاج کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو ۲۰۰ سال کے بعد ہر انسان کو سرطان (cancer) ہو جائے گا۔

یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ جانوروں میں cancer عام نہیں ہے۔

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن

لیجئے پیش خدمت ہے ایک اور نیا کالم ــــ۔
اس کالم میں آپ اپنی پسند کا شعر/اشعار پیش کر سکتے ہیں۔
شعر/اشعار اچھے اور معیاری ہوں۔ تہذیب سے گرے ہوئے نہ ہوں ــــ (مدیر)

★ زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں ہے زندگی
(بنت مبارک، بمبئی ۹)

★ زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مُردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
(نور جہاں شیخ، بمبئی ۸)

★ اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے پاس رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
(اعجاز قاضی، بمبئی ۳)

★ دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
(پروین شیخ، بمبئی ۸)

★ باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے
(اسلم گولنداز، بمبئی ۱۶)

★ کرتے ہیں نئے عزم سے پیدا نئی تقدیر
بگڑی ہوئی تقدیر بنایا نہیں کرتے
(ثمینہ مقادم،
واشی نئی بمبئی)

★ سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اب اُٹھ سکے نہ ہاتھ میرے اس دعا کے بعد
(عبد المطلب پٹوی، اندھیری، بمبئی ۵۸)

★ مجھے تعلیم دی ہے میری فطرت نے یہ بچپن سے
کوئی روئے تو آنسو پونچھ دینا اپنے دامن سے
(محمد صدیق چوبلکر، بمبئی ۹)

★ میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے
(شہناز ابراہیم، واشی، نئی بمبئی)

★ نشیمن پھونکنے والے! ہماری زندگی یہ ہے
کبھی روئے، کبھی سجدے کئے خاکِ نشیمن پر
(منصور مستری، بمبئی ۹)

★ سرخرُو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد
(عمران ابراہیم، واشی، نئی بمبئی)

★ رفیقوں سے رقیب اچھے جو جل کر نام لیتے ہیں
گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں
(صابر علی کابری، گونڈی، رتناگری)

منصور علی خان
ابوظہبی

ساس اور بہو کا جھگڑا تو عام سی بات ہے۔ یہ ایک کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ میرے خیال میں کائنات کی ہر چیز زوال پذیر ہے لیکن ساس بہو کے جھگڑے کو کبھی زوال نہیں۔ بلکہ وہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

اسی طرح ایک اور جھگڑا بھی بڑھ رہا ہے مگر اسے عقلمندی سے سلجھایا جا سکتا ہے۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ تین چیزیں دنیا میں فساد کا موجب بنتی ہیں یعنی زن، زر اور زمین اول الذکر کبھی تو فساد کرواتی ہے اور کبھی خود فساد کرتی ہے۔ مثال کے طور پر بچوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے وہ جذبات کی رو میں بہہ کر مردوں کے کان بھرتی ہے تو وہ بیچارہ میاں لڑنے جھگڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے عورت کا معصوم اور حسین چہرہ دیکھ کر۔ اس کی آنکھیں دیکھ کر جنہیں ہر وقت خمار اور بے بسی نظر آتی ہے۔ اور یہ کردار زیادہ تر ان عورتوں کا ہے جو کم پڑھی لکھی، اسلام سے ناآشنا۔ اور جھگڑے کے انجام سے لاعلم ہوتی ہیں۔

اس معمولی جھگڑے سے کئی گھروں کا سکون و آرام غارت ہو جاتا ہے، اگر یہ سوچا جائے کہ بچے تو بچے ہی ہیں وہ بڑوں کی طرح دور اندیش نہیں ہوتے کہ ہر بات غور سے سوچیں یا ہر برے انجام سے واقف ہوں یہ کام تو صرف خواتین کا ہوتا ہے کہ وہ ہر معاملے کو الجھانے کے بجائے دانشمندی سے سلجھائیں۔ مرد بیچارے تو سارا دن پیٹ کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں تنہائی، رسوائی، ذہنی محرومی اور تفکرات کی دنیا میں ٹھوکریں کھاتے اور پاپڑ بیلتے ہیں۔

شام کو گھر آتے ہی جلتی پر تیل چھڑکنے کا کارنامہ خاتون خانہ انجام دیتی ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ بچوں کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں اور باتوں نے کئی گھروں کے آنگن سونے کئے۔ کئی عورتوں کے سہاگ اجاڑے اور کئی بچوں کو یتیم کر دیا لیکن اس کے باوجود خواتین کے طرز عمل میں کوئی فرق نہ آیا۔ ایک خاندان کی مثال میرے مد نظر ہے کہ سامنے ہے روز بچوں کے جھگڑوں سے دو ہنستے مسکراتے گھروں کی تباہی متوقع تھی لیکن کچھ سمجھدار صلح پسند لوگوں نے مل کر اس مسئلے کو ختم کر دیا۔ یہ سب ہوتا ہے کس وجہ سے کون کرواتا ہے یہ سب جھگڑے، یہ ساری تباہی۔۔؟! عورت! اور صرف عورت!!

سب بچے ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں ادھر لڑائی کی ادھر جو بچیں جوڑ کر بیٹھ گئے۔ یہ معصومیت بچوں کو خدا کا ایک بہترین تحفہ ہے۔ بچے گلاب کے پھول کی طرح ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان جھگڑوں میں بڑے مداخلت کریں تو خواہ مخواہ انہیں بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ ان کی نگاہیں ہمیشہ جھکی رہتی ہیں۔ بچوں کی نفسیات سے واقف، دانا عورتیں بچوں کے چھوٹے موٹے جھگڑوں کو طول نہیں دیتیں اور دینا بھی نہیں چاہئے۔

ایک عورت چیخ چیخ کر کسی کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ بہت لوگ

جمع ہو گئے اور وہ مظلوم بی کھڑی اپنی دکھ بھری کہانی بیان کر رہی تھی۔ پوچھنے پر اس کا خاوند جو چھوٹی بچی کو اپنے بازو میں اٹھائے کھڑا تھا۔ بولا بات کچھ نہیں کیا بتاؤں میں غریب آدمی ہوں سارا دن محنت مزدوری کرتا ہوں شام کو تھک ہار کر گھر آتا ہوں تو یہ عورت پورا گھر سر پر اٹھاتی ہے۔ آج اس کے بچے نے میری بچی کو تھپڑ مارا ہے۔ آج اس نے کھلونا چھین لیا ہے۔

یہ ہوا، وہ ہوا، مطلب یہ ہے کہ یہ عورت مجھے پڑوسیوں سے لڑنے کا پورا سامان کرتی ہے، اکساتی ہے۔ اب اسے کون سمجھائے کہ جہاں بچے ہوتے ہیں وہاں لڑائی ضرور ہوتی ہے۔ بچوں کے سبب بڑوں کو لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے دونوں گھروں کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔

جہاں تک میرا خیال ہے اور میرے اس خیال سے بہت سے سمجھدار لوگ اتفاق کریں گے کہ عورت ہی ایسے جھگڑوں کی موجب ہوتی ہے۔

معاف کرنا، صبر کرنا، برداشت کرنا یہ سب کچھ مذہب اسلام میں ہے، عفو درگذر کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے، لہٰذا عورت کو چاہئیے کہ بچوں کے جھگڑوں کو ختم کرنے کی کوشش کیا کریں۔

- ــ ایسے سوالات پوچھئے جن سے ایک عام قاری بھی مستفیض ہو سکے اور جن میں مفادِ عامہ پوشیدہ ہو۔
- ــ انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظرانداز کر دیجئے۔
- ــ فحش، مہمل اور لامقصد سوالات سے گریز کیجئے۔
- ــ "نقش کوکن" آپ کا اپنا جریدہ ہے ـــ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ ادارہ

مسٹر تابڑ توڑ

★ یشیخ علی شمس الدین سانگلے — کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ

سوال :۔ دسمبر کے نقش کوکن کا ٹائٹل سرورق کالا کیوں ہے؟ کیا یہ برس کے ختم ہونے کی نشانی ہے؟

ج :۔ چونکہ یہ شمارہ ہماری محبوب وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی رحلت سے متعلق تھا اس لئے اس کا سرورق سیاہ رکھا گیا تھا۔

سوال :۔ کہتے ہیں چور کی داڑھی میں تنکا۔ مگر چور بغیر داڑھی کے ہو تو؟

ج :۔ چور بہر حال چور ہے۔ وہ داڑھی والا ہو چاہے کلین شیو۔ لوگ جو کہتے ہیں وہ ضرب المثل ہے۔

★ انور علی تاج الدین بیرا جدار — سنگمیشر

سوال :۔ تعلیم و تربیت کے لئے جب ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، میڈیکل انسٹی ٹیوٹ حتیٰ کہ فلم انسٹی ٹیوٹ بھی قائم کئے گئے ہیں ۔ اب تو حکومتِ ہند نے کھیل کود کی تربیت کے لئے بھی انسٹی ٹیوٹ قائم کرنا چاہئے۔

ج :۔ غالباً آپ اس امر سے بے خبر ہیں کہ ہندوستان میں کھیل سے متعلق دو نیشنل انسٹی ٹیوٹ قائم ہیں۔ ایک نیتاجی سبھاش بوس کے نام سے پٹیالہ میں اور دوسرا راجکمار تشمی بائی کے نام سے گوالیار میں۔

سوال :۔ لان ٹینس کے جالی کی اونچائی کتنی ہوتی ہے؟

ج :۔ ساڑھے تین فٹ۔

★ غزالہ کمال الدین پنچی — ڈاکیارڈ روڈ، بمبئی

سوال :۔ وعدہ کرنا ٹھیک ہے یا کوشش؟

ج :۔ کوشش ـــ اس لئے کہ کوشش میں حرکت ہے اور حرکت میں برکت۔

سوال :۔ رات اور دن کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟

ج :۔ وہی جو دھوپ اور چھاؤں میں ہے۔

سوال :۔ سچائی بہت دیر سے کیوں اپنائی جاتی ہے؟

ج :۔ سچائی کڑوی ہوتی ہے۔ اور کڑوی گولی کون کھاتا ہے۔ وہی جو اس کی افادیت کو سمجھ لے۔

★ مرزا منصور بیگ — احمدی۔ کویت

سوال :۔ زندگی کا سب سے بڑا المیہ؟

ج :۔ جانتے ہوئے بھی انجان بننا۔

سوال :۔ اپنے پرائے کب بن جاتے ہیں؟

ج :۔ جب اپنوں سے ناقابلِ برداشت بوجھ کا اندیشہ ہو۔

سوال :۔ خوش حالی کا کیا راز ہے؟

ج :۔ عزمِ صمیم اور جہدِ مسلسل

★ نعیم عبداللطیف ناگلیکر — رتناگری

سوال:۔ ایران اور عراق ایک ہی دھرم کے ماننے والے ہوتے ہوئے بھی کیوں لڑتے ہیں؟

ج:۔ سیاست مذہب پر غالب ہے۔

سوال:۔ دنیا میں ایسا کون سا ملک ہے جہاں صحیح معنوں میں خوشحالی ہے. بتا سکتے ہیں؟

ج:۔ ہم بھی اس ملک کی تلاش میں ہیں۔ مگر ابھی تک نہیں ملا۔

★ شرف النساء خلیل احمد ڈشیکر — ہریالی ولیج ممبئی

سوال:۔ جوانی اور بڑھاپے میں کیا تعلق ہے؟

ج:۔ شاعر کہتا ہے پیری شباب ہے جو تمنا جوان ہے

سوال:۔ نفس کی تعریف کیا ہے؟

ج:۔ نفس کی تین قسمیں ہیں (۱) نفس امّارہ۔ جو صرف شیطان صفت لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ جو نیکی کی طرف راغب نہیں ہوتے (۲) نفس لوامہ جو عام لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ تیسرا نفس مطمئنہ جو معرفتِ خدا اور بزرگانِ دین کو بخشا جاتا ہے۔

★ احمد بی ایم پرکار — ماہم ممبئی

سوال:۔ سچے اللہ والے کی کیا پہچان؟

ج:۔ وہ کسی کو تکلیف نہیں دیتے۔

سوال:۔ تقدیر کو کس نے دیکھا ہے؟

ج:۔ تقدیر دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ نیک و بد اس تقدیر کا اللہ میاں کی طرف سے ہے۔

★ صدیق عبدالرزاق بڑھیسے — منامہ۔ بحرین

سوال:۔ الف اللہ کا ہوگا نظارہ۔ ب کے نقطے میں ہے بھید سارا۔ وہ کون سا بھید ہے؟

ج:۔ بزرگی کا۔

سوال:۔ انسان دولت کو بیدردی سے کب لٹاتا ہے؟

ج:۔ جب وہ اسے کوڑیوں کے مول ملے۔

سوال:۔ مہاراشٹر کے فسادات میں کتنے بے گناہ مسلمان موت کی آغوش میں سو گئے، کتنے زخمی ہیں اور وہ کس اسپتال میں زیر علاج ہیں؟

ج:۔ اس کے اعداد و شمار نہیں تو کیا حکومت مہاراشٹر کو بھی معلوم نہیں ہوں گے۔

★ عطیہ بیگم نذیر احمد خان — کوسہ ضلع تھانہ

سوال:۔ کبھی تو دن بڑے ہوتے ہیں کبھی راتیں۔ آخر رات اور دن کس وقت برابر ہوتے ہیں؟

ج:۔ سال میں دوبار ۲۱ مارچ اور ۲۳ ستمبر کو۔

سوال:۔ بیوی کا جاہل ہونا تکلیف دہ ہے یا ماڈرن؟

ج:۔ جاہل بیوی شوہر کیلئے وبالِ جان بن سکتی ہے مگر ماڈرن بہو خاندان بھر کے لئے۔

بزم

یہ نیا کالم "نقش کوکن" کے قارئین کا اپنا کالم ہے!

اس کالم میں آپ اپنے زریں خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ایسے خیالات جن سے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچے۔ آپ کے مطالعے میں کوئی اچھی اور مفید عبارت آئی ہو یا کسی موضوع پر آپ اپنا اچھے اور مفید خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں یا اپنی زندگی کا کوئی ناقابلِ فراموش یا سبق آموز واقعہ آپ بیان کرنا چاہتے ہیں تو اس بزم میں آپ کر سکتے ہیں۔

آپ اس پتے پر خط و کتابت کیجئے۔

ایڈیٹر "بزم"
ماہ نامہ نقش کوکن ۴۴ جیل روڈ (ایسٹ) بمبئی ۹

نماز

قرآنِ پاک میں سب سے زیادہ اہمیت کے ساتھ جس عبادت کا حکم دیا گیا ہے وہ نماز ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ نماز ادا نہ کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(سورہ مدثر)

نماز کی حقیقت کیا ہے اور کون سی نماز اللہ تعالیٰ کی نظر میں نماز ہے اس سلسلہ میں تمام تفصیلات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ قرآنی آیات کے مطالعہ سے ان کو واضح طور پر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ نماز کی حقیقت اور اس کے آداب سے متعلق قرآن پاک کے کچھ حوالے ملاحظہ فرمائیے:

- ہر نماز کا ایک وقت ہے اور اس کی ادائیگی میں وقت کی پابندی ضروری ہے۔

(سورہ نساء)

- جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے اٹھے تو پہلے اپنے آپ کو پاک صاف کرلے۔ (سورہ مائدہ)

- نماز کی ادائیگی کے وقت نمازی کو اپنے ماحول سے الگ ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

(سورہ مزمل)

- نماز پڑھنے والا نماز اس طرح پڑھے کہ اس کا شعور پوری طرح نماز میں شامل ہو جائے۔

(سورہ نساء)

- نماز کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا نمازیوں کے لئے باہم مل کر رہنے کا سبق ہے۔

(سورہ بقرہ)

- نماز ایک واسطہ ہے جس کے ذریعہ آدمی اللہ تعالیٰ سے اس کی مدد مانگتا ہے۔

(سورہ بقرہ)

- نماز کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح تم اپنے مال کی حفاظت کرتے ہو۔

(سورہ بقرہ)

- نماز میں آدمی کھڑا ہو تو اس کو ایک عاجز اور محتاج بندہ کی طرح کھڑا ہونا چاہئے۔ (سورہ بقرہ)

(محمد عبدالصمد منیار، ہنسوپ، کیلاش — چپلون)

وقت:-

۱۔ وقت کے قدموں کی آہٹ سُنی نہیں جاسکتی۔ موجودہ وقت خام مصالحہ کی مانند ہے۔ جس سے آپ جو کچھ بھی چاہیں بنا سکتے ہیں۔

۲۔ وقت کا دھارا ہر چیز کو بدل دیتا ہے۔ اونچی پرواز سے اڑنے والے پرندے کو بہر حال گرنا بھی پڑتا ہے۔

۳۔ بعض اوقات ایک لمحہ کیلئے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لینا زندگی بھر کے تجربے سے اچھا ہوتا ہے۔

۴۔ وقت ایک ایسا مرہم ہے جو گہرے سے گہرے گھاؤ کو بھی بھر دیتا ہے۔

۵۔ قسمت کا شکوہ کرنے سے قسمت نہیں بدلا کرتی ہے۔ بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ چلنے والے ہمیشہ کامران رہتے ہیں۔

۶۔ حوصلہ یہ ہے کہ انسان گر کر بھی اسی طرح اُٹھے۔ گویا وہ گرا ہی نہیں۔ وقت کے تھپیڑے اُسے سنبھلنا سکھا ہی دیں گے۔

۷۔ عالم سے محض ایک گھنٹے کی گفتگو دس برس کے مطالعہ سے بہتر ہے۔

(مرسلہ: محمد عرفی مصباح بھٹکل، کرناٹک)

جواہر ریزے:-

* زیادہ علم والے سے علم سیکھو اور کم علم والے کو سکھاؤ۔
* ہزاروں دوستوں کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔
* علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔

(مرسلہ: محمد نصیر الدین۔ بہار)

اقوال زریں:

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے خیر و بھلائی اور اعمال کے رشد ہونے کی پوری امید رکھو۔

۲۔ خاموش رہنے میں ہر پریشانی سے نجات کی پوری امید رکھو۔

۳۔ تمام بری باتوں سے پرہیز میں اعلیٰ عزت کی پوری امید رکھو۔

۴۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اعتدال قائم رکھنے میں کامیابی کی پوری امید رکھو۔

۵۔ سخاوت اور خوش خلقی اختیار کرنے میں ہر دلعزیزی کی پوری امید رکھو۔

۶۔ اللہ کیلئے تواضع اختیار کرنے میں رفعت و مرتبہ کی پوری امید رکھو۔

۷۔ سچائی پہ قائم رہنے میں انجام بخیر کی پوری امید رکھو۔

(مرسلہ: جمشید روحی، فریدہ ناز۔ بمقام بھٹکل)

مُفید معلومات

۱۔ دنیا کا سب سے بڑا مکان رامیشور کا مندر ہندوستان میں ہے۔

۲۔ دنیا کی سب سے بڑی سُرنگ "ہیملنہ" جاپان میں ہے۔ جس کی لمبائی ۳۳½ میل ہے۔

۳۔ دنیا کی سب سے لمبی نہر بالٹک نہر ہے۔ یہ روس میں واقع ہے۔ جس کی لمبائی ۵۲ میل ہے۔

۴۔ دنیا میں سب سے اونچا باندھ یا جونٹ باندھ اٹلی میں ہے جس کی اونچائی ۸۴۰ فٹ ہے۔

۵۔ دنیا میں سب سے بڑی ندی جنوبی امریکہ کی امیزن ندی ہے۔

۶۔ دنیا کا سب سے گھنی آبادی والا جزیرہ مالٹا ہے۔

۷۔ دنیا کا سب سے بڑا اپلی فہرنا ہے جو اسکاٹ لینڈ میں واقع ہے۔

(مرسلہ: رضوان اختری۔ نارا روڈ۔ مالدہ کھیلا)

احمد ابراہیم بلوشے

رنجی ٹرافی

ہم لوگ اکثر رنجی ٹرافی کے بارے میں پڑھتے ہیں، لیکن ہم میں سے بہت کم یہ جانتے ہیں کہ رنجی ٹرافی کیا ہے؟ یہ سال رنجی ٹرافی کی گولڈن جوبلی کا سال ہے۔

یہ ٹرافی راجکمار رنجیت سنگھ جی کے نام پر رکھی گئی ہے۔ جو جام نگر (کاٹھیاواڑ) کے راج کمار تھے اور بہت اچھی کرکٹ کھیلتے تھے۔ انگلینڈ میں بھی وہ بہت مقبول کھلاڑی رہے۔ ان کے سبھی دوست اور رشتے دار پیار سے ان کو رنجی کہتے تھے۔ اور اس طرح کرکٹ ٹرافی کا نام بھی رنجی ٹرافی بن گیا۔

رنجیت سنگھ وہ پہلے ہندوستانی کھلاڑی تھے جنھوں نے کسی کھیل میں مہارت دکھا کر شہرت حاصل کی۔ نوانگر کے مہاراجہ بننے سے پہلے انھوں نے بہت سے ملکوں کا دورہ کیا اور انگلینڈ میں سیکس ٹیم کے لئے کرکٹ کھیلتے رہے۔ وہ بہترین بلے باز تھے۔ انھوں نے ۱۸۹۶ء میں آسٹریلیا کے خلاف انگلینڈ کی ٹیم میں رہ کر میچ کھیلا۔ پہلی باری میں انھوں نے ۶۲ رن بنائے۔ اور دوسری میں ۱۵۴ اور آؤٹ نہیں ہوئے۔

۱۸۹۶ء میں ہی جب وہ یارکشائر ٹیم کے خلاف سیکس ٹیم میں کھیلے تو انھوں نے ایک دن میں ۲ سنچریاں بنائیں۔ اپنی کرکٹ زندگی کے دوران انھوں نے ۲۴۹۲ رن بنائے تھے۔ ۱۹۳۴ء جب رنجیت سنگھ کے نام پر رنجی ٹرافی چلانے کا فیصلہ کیا گیا تو کھیل کے رسیا لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ یہ تجویز ان کے انتقال کے ٹھیک ایک سال بعد آئی۔ مہاراجہ پٹیالہ نے فوراً ۵۰۰ پونڈ کی لاگت والا گولڈ کپ پیش کیا، جسے رنجی ٹرافی کہا گیا۔

ہندوستان میں کرکٹ کی مقبولیت رنجیت سنگھ جیسے کھلاڑیوں کی بدولت ہوئی۔ جنھوں نے اب سے ایک سو سال قبل انگلینڈ میں کرکٹ کھیلنا شروع کیا تھا۔ اور اس وقت وہ کرکٹ کے ممتاز کھلاڑی تھے۔

رنجیت سنگھ جی ایک ممتاز کھلاڑی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مثالی مہاراجہ بھی ثابت ہوئے۔ انھوں نے اپنی ریاست کے عوام کی بھلائی کے لئے بہت سے کام کئے۔ اپنی ریاست میں انھوں نے بہت سی اصلاحات کیں جنھیں آج تک یاد کیا جاتا ہے۔

کرکٹ کے عالمی ریکارڈ

★ سب سے زیادہ سنچریاں بنانے والا بلے باز

سنیل منوہر گاوسکر (ہندوستان) ۳۰ سنچریاں، ۹۹ ٹیسٹ میچ کی ۱۷۴ اننگز میں۔

(بقیہ صفحہ ۶۷)

★ سب سے زیادہ وکٹ لینے والا گیند باز
ڈینس للی (آسٹریلیا)،
۳۵۵ وکٹ ۷۰ ٹیسٹ میچ میں۔

★ ایک ٹیسٹ اننگز میں سب سے زیادہ وکٹ لینے والا گیند باز
جیم لیکر (انگلستان) ۱۰ وکٹ ۵۳ پر آسٹریلیا کے خلاف (مانچسٹر، سنہ ۱۹۵۶ء) میں۔

★ ایک ٹیسٹ میں سب سے زیادہ وکٹ لینے والا گیند باز
جیم لیکر (انگلستان) ۹۰ رن پر ۱۹ وکٹ، آسٹریلیا کے خلاف مانچسٹر کے میدان پر سنہ ۱۹۵۶ء میں۔

★ سب سے تیز رفتار سے سنچری بنانے والا بلے باز
جی ایم گیگوری (آسٹریلیا)، ۷۰ منٹ میں، جنوبی افریقہ کے خلاف سنہ ۱۹۲۱ء میں۔

★ سب سے دھیمی رفتار سے سنچری بنانے والا بلے باز
مدثر نظر (پاکستان)، ۵۵۴ منٹ۔ انگلستان کے خلاف ۱۹۷۷ء میں لاہور کے مقام پر۔

★ سب سے زیادہ کیچ لینے والا فیلڈر
گریگ چپل (آسٹریلیا)، ۱۲۲ کیچ، ۸۸ ٹیسٹ میچ میں۔

★ دو سو یا دو سو سے زیادہ وکٹ لینے والے گیند باز (بالر)

بالر کا نام	ملک	ٹیسٹ	وکٹ
ڈینس للی	آسٹریلیا	۷۰	۳۵۵
بوب ولس	انگلستان	۸۳	۳۲۵
آئن بوتھم	انگلستان	۷۳	۳۱۰
لانس گبس	ویسٹ انڈیز	۷۹	۳۰۹
فریڈی ٹرومین	انگلستان	۶۷	۳۰۷
ڈیریک انڈر ووڈ	انگلستان	۸۶	۲۹۷
بشن سنگھ بیدی	ہندوستان	۶۷	۲۶۶
برائن اسٹاتھم	انگلستان	۷۰	۲۵۲
رچی بینو	آسٹریلیا	۶۳	۲۴۸
گراہم میکنزی	آسٹریلیا	۶۰	۲۴۶
کپل دیو	ہندوستان	۶۱	۲۴۴
چندر شیکھر	ہندوستان	۵۸	۲۴۲
ایلک بیڈسر	انگلستان	۵۱	۲۳۶
گیری سوبرس	ویسٹ انڈیز	۹۳	۲۳۵
عمران خان	پاکستان	۴۹	۲۳۲
رے لینڈ وال	آسٹریلیا	۶۱	۲۲۸
کلاری گریمیٹ	آسٹریلیا	۳۷	۲۱۶
مائیکل ہولڈنگ	ویسٹ انڈیز	۴۹	۲۰۹
اینڈی رابرٹ	ویسٹ انڈیز	۴۶	۲۰۱
جان اسنو	انگلستان	۴۹	۲۰۲
رچرڈ ہیڈلی	نیوزی لینڈ	۵۰	۲۳۵

کہتا ہوں سچ ....

اس شمارے میں جناب شرف کمالی صاحب کا مضمون شریک اشاعت نہیں ہے۔ شرف صاحب پچھلے تین مہینوں سے وسطی و جنوبی افریقہ کے دورے پر ہیں اور وہاں سے وہ مضمون بذریعہ ڈاک بھیجتے ہیں۔ ممکن ہے ڈاک کی کچھ خرابی کی وجہ سے اس مہینہ مضمون ہم تک نہیں پہنچ سکا۔ لہٰذا اس مضمون کی عدم شمولیت پر ہم معذرت خواہ ہیں۔

(ادارہ)

گوشِ بر آواز

★ ماہ نامہ نقشِ کوکن کے جنوری ۸۵ء کے شمارے میں غلط اسلامی کلینڈر" کے زیرِ عنوان راقم الحروف کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ اس خط میں سورۂ یونس آیت ۵ کے ترجمے میں سہواً ایک جملے کی کتابت نہیں ہوئی ہے — صحیح ترجمہ یوں ہے:

اللہ ہی ہے جس نے آفتاب کو چمکدار بنایا،
اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں
تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب کر لیا کرو۔

خط کشیدہ الفاظ پچھلی اشاعت میں لکھے نہیں گئے تھے جس کی وجہ سے معنی میں بڑا فرق پیدا ہو گیا تھا۔

امید ہے کہ آپ تصحیح فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

عبدالغنی خان سرگروہ
(ایڈووکیٹ)
کھیلا — بمبئی ۷

★ ماہ جولائی کے نقشِ کوکن کے شمارے میں ایک نظم شائع ہوئی تھی۔ عنوان تھا "خلیج میں مقیم شوہر کو ہندوستانی بیوی کا خط" اور لندن سے شائع ہونے والے اردو جریدہ "شفق" میں مسقط میں مقیم پاکستانی کی وہی نظم تھی اور اس کے ساتھ شوہر کے احساسات والی دوسری نظم بھی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اصل کون سی ہے [1]

محمد کامل المعروف ابجری

[1] نقشِ کوکن میں شائع شدہ نظم اصلاح طلب تھی اور اصلاح کے بعد ہی شریکِ اشاعت ہوئی لہٰذا یہ سوال ہی نہیں اٹھتا کہ وہ لندن سے شائع ہونے والی نظم کی نقل ہے۔ (ادارہ)

★ ہر ماہ مبارک کاپڑی صاحب کے صفحہ اول و آخر کی بڑی دھوم رہتی ہے۔ کئی تعریفی خطوط ہر ماہ چھپتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام الناس کی پسند ہے۔ ہم سب وقتی طور پر خوش ہوتے ہیں — نتیجہ؟ جو قوتیں کچھ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں وہ اس قسم کی تحریریں پڑھ کر لاشعوری طور پر خوش ہو جاتی ہیں — یہ صحیح ہے کہ ہمارا ملک غیر مذہبی جمہوری ملک ہے۔ جہاں تقریر اور تحریر کی پوری آزادی ہے۔ انہی تحریروں نے آج تک کوئی فساد رکوایا نہیں ہے بلکہ کروایا ہے۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ مبارک صاحب نوجوان ہیں، قلم میں زور بھی ہے اپنے قلم کو تعمیری انداز میں موڑ دیں۔ سماجی، مذہبی اور تعلیمی میدان میں کام کریں تو شاید کوئی نتیجہ بھی نکلے۔

ان کی تحریروں سے تو صرف یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مسلمان اس ملک میں بدترین اور مظلوم ترین قوم ہے۔ اگر آپ مومن ہیں تو مظلوم ہونا ٹھیک نہیں۔ نقشِ کوکن میں احادیث اور درسِ قرآن کے صفحات موجود ہیں۔ ان سے روشنی حاصل کیجئے۔ اور آگے بڑھیئے۔

دسمبر کے پہلے صفحات کی تحریر تو بہت زہریلی ہے۔ نقشِ کوکن سیاسی پرچہ نہیں ہے۔ اس کا مقصد

دیہاتوں اور شہروں میں رہنے والوں کو جگاتا تھا، بیدار کرتا تھا۔ نقشِ کوکن کے پہلے صفحات مسلمانوں کو لاشعوری طور پر اس ملک سے زیادہ دور کر دینگے اور ہو سکتا ہے کہ خواہ مخواہ کی کوئی مصیبت بھی کھڑی ہو جائے۔

رقیہ نائیک
باندرہ، بمبئی ۵۰

نقشِ کوکن کا جنوری ۸۵ء کا پرچہ موصول ہوا۔ مگر یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کہ فہرست میں پہلا اور آخری صفحہ کا ذکر تو ہے مگر درحقیقت دونوں صفحے غائب ہیں۔ آخری صفحہ پر پہلا والا اشتہار ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ آخری صفحہ اشتہار کی نذر ہو گیا۔ یعنی اشتہار ملا اس لئے وہ صفحہ روک دیا گیا یا وہ سب کچھ اشتہار تھا جو آج تک اس صفحہ پر شائع ہوتا رہا ہے۔

جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے جناب مبارک کاپڑی صاحب سنجیدہ غور و فکر کے مالک ہیں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان سے آپ کی رشتہ داری ہے۔ تو اس حالت میں نقشِ کوکن کے صفحات سے وقتاً فوقتاً ان کی غیر حاضری ادارہ کے لئے نیز خود مبارک کاپڑی کے لئے نقصان دہ ہے۔

پرچہ میں دلوائی صاحب کی تصویر دیکھی۔ حالیہ الکشن میں دلوائی صاحب کی کامیابی نے امیدوں کی نئی شمعیں جلائی ہیں۔ سیاست میں کوکن کے جو ستارے چمک رہے ہیں ان میں بیرسٹر انتولے اور ڈاکٹر رفیق زکریا کا جو حال ہے اس پر تبصرہ کرنا نہیں چاہتا البتہ دلوائی صاحب سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ کوکن کی ترقی اور فلاح و بہبود میں ذاتی طور پر دلچسپی لیں۔ صرف کارکنان کو چھٹیاں دینے پر اکتفا نہ کریں۔

کوکن قوم کی ساری امیدیں اب ان سے وابستہ ہیں۔

یعقوب حمزہ دلوی
اندھیری۔ بمبئی

نوٹ: عین وقت پر مبارک صاحب کی دفعتہً طبیعت علیل ہو جانے سے پہلا اور آخری صفحہ ترتیب اشاعت نہ ہو سکا۔ اور اس خالی جگہ کو پُر کرنے کیلئے اس جگہ پر اشتہار ڈالنا پڑا۔ (ادارہ)

آج کل ہمارے بھارت دیش میں ہر ملازمت پیشہ شخص خلیج کی ملازمت کو پسند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنی اچھی اچھی ملازمتوں کو چھوڑ کر خلیج کی زمین پر قدم رکھا جس کا مجھے بھی تلخ تجربہ ہوا ہے۔

خلیج کے باشندے ہم پردیسی لوگوں کو ہندی کہہ کر پکارتے ہیں۔ ان کا سلوک اچھا نہیں ہوتا۔ بھارتی لوگ تکلیف سے دن نکالتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا بھی اچھی نہیں ہے۔ سردیوں میں سخت سردی اور گرمی میں جھلسا دینے والی حرارت۔ ہم لوگ کتنی محنت و مشقت یہاں کرتے ہیں اس کا احساس کسی کو نہیں ہوتا البتہ بھارت میں ڈرافٹ کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔

لوگوں نے کفایت شعاری پر دھیان دینا چھوڑ دیا ہے۔ یہاں پر کیرالا، بنگلہ دیش، فلپائن اور تھائی لینڈ کے لوگ کم تنخواہ میں کام کرتے ہیں۔ گردش ایام کے ساتھ عید، دیوالی کے تہوار آتے ہیں مگر اس کی خوشی ان کے لئے ہے جو اپنے خاندان کے ساتھ تہوار مناتے ہیں۔

زندگی میں پیسہ سب کچھ نہیں ہے۔ پردیسی جا کر منی سے اس کسان مزدور کی زندگی اچھی ہے جو اپنے وطن میں رہ کر زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔

محمد ولے حمید پتوڈی

مقابلہ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۵

شرائط :-

پچاس روپے نقد انعام

۱۔ آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں اس مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں۔

۲۔ ایک کورے کاغذ پر اس خط کی نقل کر کے اسے روشنائی سے بھر کر روانہ کریں۔

۳۔ کٹے پھٹے، مشکوک اور پنسل سے بھرے ہوئے حل ناقابلِ قبول ہوں گے۔

۴۔ ایک شخص ایک ہی نام اور پتے سے چاہے اتنے حل روانہ کر سکتا ہے۔

۵۔ اس مقابلے میں نقوکن کی کوئی قید نہیں۔

۶۔ ہر حل کے ساتھ صرف پچیس پیسے کے غیر استعمال شدہ ڈاک ٹکٹ روانہ کرنے پڑیں گے۔

۷۔ ایک حل کے ۲۵ پیسے کے حساب سے آپ کئی حلوں کے ڈاک ٹکٹ ایک ہی لفافے میں بھیج سکتے ہیں۔

۸۔ اس پہیلی میں استعمال ہونے والے سبھی اشارے اردو کتب میں شائع شدہ ہیں۔

۹۔ پچاس روپے کا نقد انعام صحیح حل پر دیا جائے گا۔ صحیح حل موصول نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم غلطیوں والے حل پر یہ انعام دیا جائیگا یا برابر تقسیم کیا جائے گا۔

۱۰۔ سبھی حل ۲۰ مارچ ۱۹۸۵ء سے قبل اس پتے پر روانہ کیجئے۔ کمپٹیشن ایڈیٹر ماہنامہ نقش کوکن ۳۳ جیل روڈ ویسٹ ناگپاڑہ ممبئی ۴۰۰۰۰۸

۱۱۔ ہر صورت میں کمپٹیشن ایڈیٹر نقش کوکن کا فیصلہ آخری قطعی اور ناقابلِ قبول ہوگا۔

حل وصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۸۵ء

۱ ع		
۲ ع		
۳ ع		
۴ ع		
۵ ع		

اشارے (دائیں سے بائیں)

۱۔ ـــــ سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

۲۔ کامیابی کی محراب جس پتھر پر ٹھہرتی ہے وہ ان تین اشیاء سے بنتی ہے ـــــ صحت اور استقلال۔

۳۔ یہ ـــــ ہی تو ہے جس کے ذریعہ تم نے غیروں کو اپنا ہم خیال و ہم نوا بنا لیا۔

۴۔ ـــــ کے بغیر زندگی ایسی ہے جیسے خوشبو کے بغیر پھول۔

۵۔ موجودہ وقتوں میں سیاست میں ـــــ سے زیادہ دیانت داری کی ضرورت ہے

نقش کوکن ادبی پہیلی ۳ کا جمہوری نتیجہ

صحیح حل

■	ا	ے	ج ۱
■	م	ل	ع ۲
■	ے	ٹ	ڈ ۳
ے	ت	ل	پ ۴
ے	سر	ع	ن ۵

نقش کوکن ادبی پہیلی نمبر ۳ کے ہمیں کل ۹۲ حل موصول ہوئے البتہ کوئی بھی صحیح حل نہیں نکلا۔ ایک غلطی والے حلوں کی البتہ کافی بھرمار تھی۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ نقش نواز انعام کے مستحق ہوئے۔

ایک غلطی والے ۱۸ حل موصول ہوئے۔ ان حلوں میں انعام کی رقم پچاس روپئے بحساب دو روپئے اسّی پیسے برابر تقسیم کی جارہی ہے۔ دو غلطی والے حلوں پر اگرچہ کوئی انعام نہیں تھا۔ البتہ ان کے نام بھی شائع کئے جارہے ہیں:

ایک غلطی والے حل (دو روپئے اسّی پیسے فی حل)

۱۔ انصاری حفیظ الرحمن، چیلون، رتناگری (۲) رضوانہ خان، واکولہ، سانتاکروز، بمبئی ۵۵ (۳) آمنہ خاتون کارٹر روڈ کرلی بمبئی ۹۷ ۴۔ جمیل سرے سونس (رتناگری) ۵۔ شہناز خان سرگرده بیہاپے (رتناگری) ۶۔ انصاری حفیظ الرحمن چیلون (رتناگری) ۷۔ زاہد بری راجے واڑی، رائے گڑھ (۸) منہاج کاپڑی، راجے واڑی رائے گڑھ (۹) اقبال بامنے کرلا، بمبئی ۷ (۱۰) محمود غالب ملا، ساکھرترہ، رتناگری (۱۱) اقبال بامنے کرلا بمبئی ۷ (۱۲) جاوید ٹھوکن، وڈالا، بمبئی ۳۷ (۱۳) منافہ دلوی، کرجی کھیڈ (۱۴) جاوید ٹھوکن، وڈالا بمبئی ۳۷ (۱۵) جاوید ٹھوکن وڈالا بمبئی ۳۷ (۱۶) زاہد لامبے، دمام سعودی عربیہ (۱۷) جاوید ٹھوکن وڈالا بمبئی ۳۷ (۱۸) روحی فاطمہ حیدر آباد

دو غلطی والے حل:

۱۔ للنی پردیپ دیشمکھ، بدلاپور، الہاس نگر (تھانہ) ۲۔ توفیق بھادے، اپرتوڑیل، مہاڈ ۳۔ شیخ افضل، ورلی، بمبئی ۱۸ (۴) مسلم دلوی دیوآگر، شری وردھن (۵) سلمیٰ عثمان بھی، مجگاؤں، بمبئی (۶) حافظ شاہد خان، آراکی، شری وردھن (۷) اقبال بامنے، کرلا بمبئی (۸) منافت دلوی، کرجی رتناگری (۹) شاہین دیشمکھ، بدلاپور، الہاس نگر (۱۰) منافہ دلوی کرجی، رتناگری (۱۱) مشتاق احمد، مزگاؤں بمبئی ۵۹ (۱۲) ساجد قاضی شری گاؤں (۱۳) عبدالحمید مادرے وڈالا بمبئی ۳۷ (۱۴) زاہد لامبے دمام سعودی عربیہ (۱۵) عبدالحمید مادرے وڈالا بمبئی ۳۷ (۱۶) محمود غالب ملا ساکھرترہ رتناگری (۱۷) اقبال بامنے کرلا بمبئی ۷ (۱۸) محمود غالب ملا ساکھرترہ رتناگری۔ ۱۹۔ اقبال بامنے کرلا بمبئی ۷ (۲۰) رشیدہ قاضی بمبئی ۸ (۲۱) اقبال بامنے کرلا بمبئی ۷ (۲۲) اقبال بامنے کرلا، بمبئی ۷ ۲۳۔ محسن خان، ڈونگری، بمبئی

تبصرہ

نام کتاب : "بچے کی التجا اپنے ماں باپ سے"
مرتبہ : فیض العلوم ... عین یاؤ شکر
ناشر : فیض العلوم - دینی لائبریری
۱۲ ایس وی پی روڈ
ڈونگری، بمبئی ۴۰۰۰۰۹

۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۸۴ کو رتن بائی ہال، کھڑک، بمبئی ۹ میں مدرسہ فیض العلوم بمبئی کا دوسرا انعامی جلسہ ہوا جس کو تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد صدر جلسہ حضرت مولانا محمود دریابادی خطیب شافعی مسجد ڈونگری اور مولانا شوکت علی خطیب و امام جامع مسجد بمبئی نے مخاطب کیا اور مسلمان بچوں کی دینی تعلیم و تربیت پر بہترین تقریر کی۔

اس کے بعد ایک بچی سیدہ نور محمد نے

"بچے کی دعا ماں باپ سے"

کے عنوان پر ایک پرکشش تقریر کی۔ یہ تقریر اتنی موثر تھی کہ فیض العلوم دینی لائبریری نے اسے کتابچہ بنا کر شائع کیا ہے۔

بچی نے اپنی تقریر میں ماں باپ کے احساسات، ان کے مناقب و فضائل کا تفصیل سے ذکر کیا۔

تقریر کی ابتدا اس شعر سے کیا:

الفاظ کے پتھر ہیں نہ معانی کی چٹانیں
احساس کا قصہ ہے چلو تم کو سنا دیں

اس کے بعد بچی نے پہلے تو والدین کے ان احسانات کا ذکر کیا جو وہ بچی کی پیدائش سے شادی تک کرتے ہیں۔ اس کے دوران ایک نکتہ بیان کیا - وہ یہ کہ زندگی اور موت کا اتنا وقفہ ہے جتنا اقامت اور نماز کے درمیان ہوتا ہے

اس حدیث کا بھی ذکر کیا کہ ماں کے پیروں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے۔

بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت سے جو گریز کرتے ہیں ان پر تعریض کی پھر یہ شعر پڑھا:

دکھ سہنا ماں باپ کی خاطر فرض تو ہے احسان نہیں
قرض ہے ان کا تیرے سر پر بھکشا یا کوئی دان نہیں

یہ بھی بتایا کہ ہم جیسا سلوک اپنے والدین سے کریں گے ہماری اولاد بھی ہمارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے گی۔ اور اس پر ایک مثال دی۔

حضرت علقمہ کا واقعہ بھی بیان کیا جن کی روح محض اس بنا پر قبض نہیں ہو رہی تھی اور وہ سخت اذیت میں مبتلا تھے کہ ان کی والدہ ان سے ناراض تھیں۔ معافی کے بعد ان کی روح آسانی سے قبض ہو گئی۔

والدین کو بھی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف دھیان دلایا، جس کے باعث وہ جنت میں بلند ٹیلوں پر ہوں گے۔ خصوصاً وہ جن کی اولاد حافظ قرآن ہوگی۔

اس کے مقابل ان والدین کا بھی ذکر کیا وہ اپنی اولاد کو محض دنیوی تعلیم دلاتے ہیں۔ اور دین سے بے بہرہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک ایسے لڑکے کا ذکر کیا جس کو چوری کے باعث جج نے سزائے موت دی تھی۔ اس نے پھانسی کے وقت اپنے دانتوں سے اپنی ماں کی زبان نوچ لی اور کہا کہ مجھے چوری کی عادت انھیں کے باعث ہوئی۔

یہ تقریر شروع سے آخر تک نہایت موثر اور دلپذیر ہے ہر والدین کو چاہیے کہ اولاد کو مطالعہ کیلئے دیں۔ (م۔ س)

جواہر الحدیث : (مراٹھی ترجمہ)

ترتیب : شمس پیرزادہ
ترجمہ : محمد شفیع انصاری
صفحات : ۱۸۴
قیمت : دس روپئے
پتہ : ادارہ دعوت القرآن
۵۹ ـ محمد علی روڈ، ممبئی ۴۰۰۰۰۳

اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا اہم ترین فریضہ انجام دینے والے اداروں میں دعوت القرآن کو نمایاں، منفرد، بلند و بالا اور باوقار مقام حاصل ہے۔ اسلام سے متعلق غیر اردو داں حضرات خصوصاً غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں شہ پاگئی ہیں ان کو دور کرنے اور اسلام کی حقیقت کو سلجھے ہوئے انداز میں مراٹھی داں طبقہ تک پہنچانے کا سہرا دعوت القرآن کے سر بھی جاتا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی نیک مقصد اور مخلصانہ جذبہ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

جواہر الحدیث کو مراٹھی زبان کے نہایت سادہ، سلیس اور سلجھے ہوئے لہجہ کا زیور محمد شفیع انصاری صاحب نے عطا کیا ہے۔ اس کتاب میں احادیث نبوی نہایت ہی چھان بین کے بعد ترجمہ کر کے شائع کی گئی ہیں پہلے عربی میں حدیث پیش کی گئی ہے پھر اس کا مراٹھی ترجمہ ہے۔ اور بعد میں اس کی تشریح کی گئی ہے تاکہ مراٹھی کا ایک عام قاری بھی اسے سمجھ سکے۔

عربی کی بے نقص چھپائی
مراٹھی کی صاف ستھری طباعت اور پلاسٹک کوٹیڈ سرورق نے کتاب کی ظاہری خوبیوں کو دوبالا کر دیا ہے۔

غ۔ غ

اردو ڈائجسٹ : شبستان جنوری ۸۵ء

مدیران : یونس دہلوی - ادریس دہلوی - الیاس دہلوی
قیمت : فی شمارہ چھ روپئے
صفحات : ایک سو چھیالیس
پتہ : آصف علی روڈ۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

یوں تو ہندوستان بھر میں سینکڑوں ادبی و نیم ادبی رسالے اور ڈائجسٹ شائع ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں چند ایسے ہیں جن کی انفرادیت مسلّم ہے۔ اردو ڈائجسٹ "شبستان" یوسف دہلوی صاحب کی زیر نگرانی شائع ہونے والا معلوماتی ڈائجسٹ ہے۔

جنوری ۸۵ء کا شمارہ مختلف النوع مضامین سے آراستہ ہے۔ شریمتی اندرا گاندھی پر پُر از معلومات اور بصیرت افروز مضمون، راجندر سنگھ بیدی کا سوانحی خاکہ، ان کی لازوال تصاویر اور ان پر لکھے گئے مشاہیر کے مضامین اس شمارہ کی وقعت کو بڑھاتے ہیں۔

اسلامیات، سائنس، شکاریات، تاریخ، علم طب کے علاوہ کچھ اس قدر دلچسپ مضامین شامل ہیں جن سے ایک عام قاری بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

(غ۔ غ)

گھر آنگن

آج کی عورت اگر
بیوی، ماں اور پڑوسن
کے فرائض اچھی طرح بیک وقت
دیانت داری اور خوش اسلوبی سے انجام دے تو اسے سوشل ورکر بننے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ اس لئے کہ سماج میں اس کو کرنے کیلئے کچھ باقی ہی نہ رہے گا وہ اپنے گھر کے آنگن ہی میں بیٹھ کر سارے سماج، ساری قوم اور پورے ملک کو سدھار چکی ہوگی۔

اخبار و افکار

مرتبہ: نفیس احمد صاد

تین مشاہیر اردو
نقش کوکن کا خراج عقیدت

۱۳ جنوری ۸۵ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے جہانگیر کالج لائبریری ہال بمبئی ۸ میں بزم اردو اور نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ بمبئی کے زیر اہتمام مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی، پرنسپل غلام احمد اور عزیز ربانی عزیز ان تینوں مرحومین کے لئے جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض ڈاکٹر شیخ فرید صاحب نے انجام دئیے۔ مقررین میں قاضی اطہر مبارک پوری، ڈاکٹر عبدالکریم نائیک، فیروز عثمانی، پروفیسر اعجاز مدنی، عثمان غنی عادل، محمود سروشی، غنی غازی اور ڈاکٹر شیخ فرید کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ بزم اردو کے صدر جناب مستقیم احسن اعظمی صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دئیے۔ قاضی اطہر مبارک پوری کی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

دماغی امراض کے علاج سے متعلق
بمبئی میں عالمی اجلاس

دماغی امراض کے علاج سے متعلق عالمی کانگریس کا چار روزہ اجلاس ۱۹ سے ۲۲ جنوری ۸۵ء تاج محل ہوٹل بمبئی کے کرسٹل ہال میں منعقد ہوا جس میں امریکہ، سوئٹزرلینڈ، کنیڈا، سعودی عربیہ، نیوزی لینڈ، آئرلینڈ، ملیشیا، جاپان، نیدرلینڈ، تیونیشیا اور ہندوستان کے ماہرین امراض دماغیہ نے شرکت کی اور مقالات پڑھے۔

مقالات پڑھنے والوں میں ملیشیا سے ڈاکٹر زیڈ اسماعیل، ہندوستان سے ڈاکٹر ریحانہ گھڑیالی، سعودی عربیہ سے ڈاکٹر محمد آئی پیرزادہ، ان تینوں مسلم ماہرین نے نمائندگی کی۔

درج بالا اجلاس کے انعقاد میں بمبئی کے مسلم ڈاکٹرس میں جناب ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب نے نمایاں رول ادا کیا۔ آپ مذکورہ اجلاس کی مجلس استقبالیہ کے رکن بھی تھے۔

جماعت المسلمین
سارنگ کا انتخاب نو

۱۳ جنوری ۸۴ء کی صبح جماعت المسلمین سارنگ مقیمان بمبئی کا سالانہ انتخابی جلسہ دفتر جماعت واقع ۳۱ ہرجیون اسٹریٹ بمبئی ۱۰ زیر صدارت عالی جناب فقیر محمد مستری انعقاد پذیر ہوا۔ سالانہ رپورٹ اور حساب و کتاب کی منظوری کے بعد نیا انتخاب عمل میں آیا۔ جو حسب ذیل ہے:

صدر: جناب عبدالقادر حسام الدین بانگی۔
نائب صدر: عبدالرحمٰن حاجی علی بھاردے۔
جنرل سیکریٹری: نور محمد ابو میاں مقدم
جوائنٹ سیکریٹریز:
(۱) عبدالغنی حاجی علی بھاردے
(۲) حنیف اسحاق گنار
خازن: عبدالمجید اسماعیل بھاردے
اراکین مجلس انتظامیہ:
— مجید حسن مقدم۔ علی میاں حسین میاں بھاردے۔ اکبر سلیمان مقدم۔ محمد عباس مقدم۔ حسن محمد مقدم۔

نئی مرکزی کابینہ

نمبر شمار	وزراء کے نام	محکمہ جات
۱۔	شری راجیو فیروز گاندھی	وزیر اعظم
۲۔	" پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ	دفاع اور منصوبہ بندی
۳۔	" شنکر راؤ چوہان	وزارت داخلہ
۴۔	" پی۔ شیو شنکر آنند	آبپاشی اور توانائی
۵۔	" بوٹا سنگھ	زراعت اور دیہی ترقی
۶۔	" وسنت ساٹھے	فولاد، کان کنی
۷۔	" وشوناتھ پرتاپ سنگھ	مالیات
۸۔	" بنسی لال	ریلوے
۹۔	" اشوک سین	قانون اور عدلیہ
۱۰۔	" ہری کشن لال بھگت	پارلیمانی امور
۱۱۔	شریمتی محسنہ قدوائی	صحت عامہ، سماجی فلاح و بہبود
۱۲۔	شری ویریندر پاٹل	کیمیکل اور کھاد
۱۳۔	" عبدالغفور	تعمیرات عامہ اور ہاؤسنگ
۱۴۔	" ویریندر سنگھ	اناج اور محصولات
۱۵۔	" کے۔ سی۔ پنت	محکمہ تعلیمات
۲۴۔	شری ارون نہرو	توانائی
۲۵۔	" غلام نبی آزاد	پارلیمانی امور
۲۶۔	" جناردن پجاری	مالیات
۲۷۔	" خورشید عالم خان	وزارت خارجہ
۲۸۔	" عارف محمد خان	صنعت و کمپنی امور
۲۹	" کے۔ پی۔ سنگھ دیو	کلچر، انتظامیہ اور محنت
۳۰۔	" ایچ۔ آر۔ بھاردواج	قانون و عدلیہ
۳۱۔	" کے۔ آر۔ نارائن	منصوبہ بندی
۳۲۔	" مادھو راؤ شندے	ریلوے
۳۳۔	شریمتی سروگر بیٹے الوا	پارلیمانی امور
۳۴۔	شری نٹور سنگھ	خوراک
۳۵۔	شریمتی رام دلاری سنہا	وزارت داخلہ
۳۶۔	شری رام پاٹل	سائنس ٹیکنالوجی، توانائی۔ بحری ترقی اور خلائی امور
۳۷۔	شری آر۔ کے۔ جے چندر سنگھ	اسپورٹس اور یوتھ
۳۸۔	" یوگیندر مکوانا	صحت عامہ
۳۹۔	" اشوک گہلوٹ	سیاحت، شہری ہوابازی

وزرائے مملکت

نمبر شمار	وزراء کے نام	محکمہ جات
۱۶۔	شریمتی مارگاتھم چندر شیکھر	خواتین اور سماجی بہبود
۱۷۔	شری ٹی انجیا	محنت (لیبر)
۱۸۔	" رام نواس مردھا	مواصلات
۱۹۔	" نول کشور شرما	پیٹرولیم
۲۰۔	" ضیاء الرحمٰن انصاری	جہاز رانی
۲۱۔	" وٹھل راؤ گاڈگل	معلومات و نشریات
۲۲۔	" چندو لال چندراکر	دیہی ترقی
۲۳۔	" پی۔ اے سنگما	تجارت، سول سپلائی

نابینا اور ناتواں ووٹرس

ہرنئی، ضلع رتناگری نے آٹھویں لوک سبھا چناؤ میں کافی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ یہاں پر کانگریس آئی کے جناب حسین ایم دلوائی صاحب اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے ڈاکٹر ناتو میں مقابلہ تھا۔ اس الکشن میں مجموعی طور پر ۶۶ فیصد ووٹنگ ہوئی۔ لیکن مسلم ووٹرس کا اوسط ۹۰ فیصد رہا جن میں قابل تعریف وہ آنکھ نابینا اور ناتواں ووٹرس کا مظاہرہ تھا۔ ایک ۹۲ سالہ بڑھیا نے بھی آکر ووٹ دیا۔ تقریباً ۱۰۰ کے اوپر ووٹرس کو کام واپس لوٹنا پڑا جن کے نام فہرست میں نہیں پائے گئے۔ نتیجہ میں دلوائی صاحب کی کامیابی کا شاندار جلوس رات ۱ بجے نکلا اور صبح ۴ بجے ختم ہوا۔

ماہانہ طرحی نشست اور انتخاب

بزم شعر و ادب کوکن (ممبئی) کی ماہانہ طرحی نشست مورخہ ۱۹ جنوری ۸۵ء کی شب گورڈن ہال اپارٹمنٹ میں زیر صدارت عالی جناب تہر مہسلائی منعقد ہوئی۔ جس میں بطور خاص جناب نیقر محمد مستری، جمال کاپڑی اور شریف قاضی صاحبان نے شرکت کی جائے کے وقفے کے دوران سالانہ حساب پیش کیا گیا اور انتخابات عمل میں آئے۔ اتفاق رائے سے صدر و سیکریٹری اور جوائنٹ سیکریٹری کے عہدے کیلئے علی الترتیب تہر مہسلائی، سعید کنول اور یعقوب ساغر کا تقرر کیا گیا۔ حساب کی پیشی پر جناب نیقر محمد مستری نے سو روپئے اور مشراجی نے تیس روپے عطیہ دیا۔ نظامت کے فرائض سعید کنول نے انجام دیئے۔

شعری انتخاب مندرجہ ذیل ہے

مصرعہ طرح تھا: "اتنے ہوئے قریب کہ ہم دور ہو گئے"

تہر مہسلائی: تعلیم دیں کا ادنیٰ نمونہ نماز ہے
شانہ بہ شانہ صاحب و مزدور ہو گئے

تیصر رتناگری: جلوے دکھا کے آپ تو مستور ہو گئے
لیکن چراغ آرزو بے نور ہو گئے

عزیز آذر: دنیا کے عیش و رنگ نے بہلایا جنھیں
عقبیٰ کے خوف سے وہ بہت دور ہو گئے

سعید کنول: اظہار عاشقی پہ جو مجبور ہو گئے
تبریز بن گئے کہیں منصور ہو گئے

یعقوب ساغر: داد وفا نہ مل سکی ہم کو جہان میں
ان کی جفا کے سلسلے منظور ہو گئے

نامہ نگار: یعقوب ساغر

اظہار تشکر

قاضی برادرس ہرڈی گورے گاؤں کے مالک جناب محمود سیٹھ قاضی نے اردو اسکول تارنہ تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ کے طلبہ کو یونیفارم کے لئے کپڑے عطا کئے اور سوپر ٹیلر کے عظیم یوسف عُلبی مورب نے مفت سی کر دیئے۔ اس سلسلہ میں دونوں مخیر حضرات کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

ممنون کرم: نوکل بھارتی
وڑولی۔ رائے گڑھ

ورسوا میں
نئے پبلک ٹیلیفون بوتھ کا افتتاح

حکومت مہاراشٹر کے ہیوم منسٹر جناب شیواجی راؤ دیشمکھ صاحب کے ہاتھوں مورخہ ۱۳ جنوری ۸۵ء کو جی ڈاک اپارٹمنٹ کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے کمپاؤنڈ سات بنگلہ اندھیری۔ ورسوا میں اس نئے بوتھ کا افتتاح ہوا جلسہ کی صدارت جناب گھوپرے سامنت چیرمن ممبئی ڈسٹرکٹ فیڈریشن نے انجام دی سوسائٹی کے چیرمن جناب میاں عبداللطیف حاجی کی انتھک کوششوں سے اس بوتھ کو جناب عبدالرحمن شیخ جو NAB (یہ ادارہ قومی سطح پر اندھوں کے لئے کئی اسکیمیں تیار کرتا ہے) کا تربیت یافتہ نابینا ہے اس کے سپرد کر دیا گیا۔ جناب عبدالرحمن شیخ کو ایک ہزار ایک روپے کی مدد دے کر اس کی بہت افزائی کی گئی مہمان خصوصی جناب (لائق) غلام دستگیر پرکار جو اس حلقہ کے سوشیل ورکر ہیں آپنے ایک ٹیبل فین اور کرسی بوتھ کے لئے عنایت فرمائی۔

(نامہ نگار: علی میاں عباس کرنیکر)

دلوائی صاحب کے اعزاز میں
تہنیتی جلسہ

۱۰ جنوری کو ہندوستان کے ایوان زیریں کے عام انتخابات میں رتناگری حلقہ سے منتخب شدہ رکن پارلیمان عزت مآب حسین ایم دلوائی کے اعزاز میں کرجگرام پنچایت کے زیر اہتمام

تہنیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت جناب وہاب علی (ریٹائرڈ اسسٹنٹ پولیس کمشنر بمبئی) نے فرمائی۔

اس موقع پر کرجی سرپنچ جناب اے۔ ایس۔ تانبے، جناب اے۔ آر۔ ڈی خطیب اور جناب عقیل صاحب کی پر اثر تقاریر ہوئیں۔ جناب اے۔ ایس۔ تانبے نے کرجی کی تکلیفوں سے آگاہ کرتے ہوئے جناب حسین دلوائی صاحب کو گلہائے عقیدت پیش کی۔ اس جلسہ میں اطراف و اکناف کے معزز حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دلوائی صاحب نے اظہار تشکر کے ساتھ لوگوں کو یقین دلایا کہ جن نیک ارادوں اور تمناؤں کو لئے آپ نے مجھے رکن پارلیمان منتخب کیا ہے میں اس کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کروں گا۔

حافظِ قرآن کے اعزاز میں جلسہ

جماعت المسلمین بنوا نگا ہرنئی ضلع رتناگری کے زیر اہتمام ۲۳ر دسمبر ۸۴ء کو زیر صدارت الحاج قاضی صاحب ایک جلسہ الحاج احمد واڈکر صاحب کے صاحبزادہ نونہال عبد العزیز کے حافظ قرآن بننے پر منعقد کیا گیا۔ جناب الحاج عبد الرحمٰن بانکوٹکر نے تلاوت قرآن شریف سے جلسہ شروع کیا۔ حاضرین جلسہ کے علاوہ گاؤں کے لوگوں نے اس کم سن حافظ قرآن کو تحفہ تحائف اور انعامات سے نوازا۔ جناب قادر میاں ڈھینکر، جناب عبد الغنی عثمان پاؤسکر، جناب نذیر علوی، جناب اسحاق گاڈ کر، جناب عباس شیگلے نے تقریریں کیں۔

جناب علی میاں بانکوٹکر اور ڈیسلے جناب نے علی الترتیب پروگرام کو ترتیب دیا۔ اور شکریہ ادا کیا۔

جناب قاضی صاحب نے مذہبی تعلیم پر زیادہ سے زور دیا اور اس کی اہمیت پر پُرجوش تقریر کی۔

اخلاق احمد حسین میاں ڈاورے

جناب اخلاق احمد حسین میاں ڈاورے، موضع انبیت ضلع رائے گڑھ کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے S.S.C. تک کی تعلیم مجندار ہائی اسکول ہوزنیں سے حاصل کی۔ بعد میں انھوں نے سرکاری طفر شیخانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ مرڈ میں داخلہ لیا۔ وہاں اول درجہ میں کامیابی حاصل کی۔ اور سلور میڈل بھی حاصل کیا۔ یہ ہمیشہ کھیل کود میں بھی آگے رہتے ہیں۔ حال ہی میں روزگار کے لئے کویت چلے گئے ہیں۔

(نامہ نگار: محمد سعید کمینگے دہولہ)

گوے ہائی اسکول ہرنئی میں سالانہ تقریب

ہرنئی تعلقہ داپولی کی این ڈی گوے ہائی اسکول نے مورخہ اس ر دسمبر ۸۴ء کی شب کو اسکول کے گراؤنڈ پر اپنی سالانہ تقریب زیر صدارت جناب دادا جوشی منعقد کرائی۔ تقریب میں اسکول کے طلبہ، طالبات اور ان کے والدین اور گاؤں کے لوگوں نے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ اور رات گئے تک ڈرامے اور رقص و سرود سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ سنہ ۱۹۸۴ء کے ایس ایس سی کے امتحان میں ۵ ۸ فیصد مارکس حاصل کردہ طالب علم کیدار شرما کو انعام سے نوازا گیا۔

اسپورٹس میں اسلم علی چوگلے، عرفان عثمان مخزنکر، ناصر رکن الدین پاؤسکر اور منور تاج الدین نوشیکر کو زیادہ انعامات ملے۔ پروگرام کے خاص آئٹم میں کرانٹے کا بہترین مظاہرہ والس چوگلے، سلیم پاؤسکر اور کمار امیوڈے نے پیش کیا۔ گرام پنچایت کے سرپنچ ڈاکٹر منیدے نے صدر کا تعارف کرایا۔ اور اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب شردگوے صاحب نے شکریہ ادا کیا۔

نقش نواز

نقش کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیجئے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:

لائف ممبرس:

جناب قمرالدین عبدالعزیز قاضی — کراچی
" عبدالغنی محمد اسحاق — کراچی
" عبدالرزاق زین الدین غزالی — کراچی
جناب فضل پرکار — کرلا بمبئی
" آئی آئی کھتمالے — بمبئی ۱۷
" محمد شریف بھاجی — کراچی پاکستان

بیرون ہند سالانہ خریدار:

جناب اسماعیل نقو محمد پیٹکر — کراچی
" ڈاکٹر عبدالحمید حنیفے — کراچی
جناب عبداللطیف حاجی میاں ایسانے — کراچی پاکستان
" محمد اکبر دیشمکھ — کراچی "
محترمہ ممتاز عبدالرشید سرنگ — ممباسہ مشرق افریقہ
" محبوب اختر — لیٹن بیڈس انگلینڈ
جناب محمد ابراہیم پرکار — لیٹن بیڈس "
" سید خالد عیدروس — نیروبی مشرق افریقہ
محترمہ اشرف النساء پرکار — نیروبی " "
جناب محمد مقری — نیروبی " "
" اسماعیل نورے — دارالسلام " "
" سید ابراہیم الحداد — کیجاڈو " "
" سید عبدالرحمٰن الحداد — "

ینگ مسلم فٹ بال کلب — کراچی
جناب ابراہیم اسماعیل قاضی — کراچی
جناب نجم الدین اسماعیل گھارے — منامہ بحرین
" اسماعیل عمر جوگلے — ینبوع سعودی عربیہ
" نور محمد عبداللہ گوونکر — دوحہ۔ قطر
" سید شبیر احمد — لندن
" اسماعیل حسین پرکار — دمام سعودی عربیہ

سالانہ خریدار:

جناب انعام حسین مقدم — داپولی
محترمہ رضیہ اسماعیل سنگے — دنڈولی
" شریفہ این قریشی — اندھیری بمبئی
جناب محمد علی مقبول عمر سروے — کرجی
" منور حسن میاں چوگلے — داسگاؤں
محترمہ نور جہاں منصور گولندار — ہرنئی
جناب علی عبداللہ مانونکر — مہاپرل
" احمد رائے آر بنداری — گوندگھر
ڈاکٹر اے جی ملا — بمبئی ۳۰
جناب ممتاز اسماعیل ملا — کردھنڈا
بے بی پریہ درشنی اندراجاوید دروے — بانکوٹ
عمران جاوید دروے — مانیگاؤں

بحرین میں
"کوکن مسلم سوسائٹی"

۱۸ جنوری ۸۵ء کی شب کو سینٹ کرسٹوفر ہال میں سوسائٹی کا سالانہ اجلاس عالی جناب حسن میرکر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آغاز جناب حسین اسماعیل کھوت نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ سیکریٹری جناب قاسم پاٹنکر نے حاضرین کو پچھلی جنرل باڈی کی منٹس اور سوسائٹی کی کارکردگی پر سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد سال رواں کے لئے چناؤ ہوا۔ اور نئے عہدیداران حسب ذیل عہدوں پر فائز ہوئے۔

مجلس عاملہ:

(۱) صدر: جناب حسن میرکر (۲) نائب صدر: جناب ظہور سونڈے (۳) سیکریٹری: جناب عبداللہ زین الدین ملاجی (۴) نائب سیکریٹری: جناب کامل احمد سیکولے۔ (۵) خزانچی: جناب نور برڈے (۶) نائب خزانچی: جناب یوسف حسن فقیہ ٹھکر۔

مجلس مشاورت: (۱) جناب قاسم پاٹنکر (۲) مشتاق لانبے (۳) عمر علی سروے (۴) ابراہیم خان عمر خان دیشمکھ۔ (۵) حسین اسماعیل کھوت (۶) شریف پرکار

علاوہ ازیں نو منتخب صدر محترم نے سوسائٹی کے نصب العین پر روشنی ڈالی۔ پروگرام میں اہل کوکن کی کثیر تعداد شریک تھی۔ اظہار تشکر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(نامہ نگار: عبداللہ زین الدین ملاجی۔ سیکریٹری کوکن مسلم سوسائٹی بحرین)

اردو ہیڈ ماسٹروں کی رتناگری ضلع کونسل

۱۹ جنوری ۸۵ء کو مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون میں ضلع رتناگری میں واقع اردو ثانوی مدارس کے ہیڈ ماسٹروں کی ایک نشست منعقد ہوئی جس میں ایسوسی ایشن آف اردو سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری اسکولس بمبئی ڈیویژن کے قیام پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اور اس ایسوسی ایشن کی رتناگری ضلع کونسل کا انتخاب عمل میں آیا۔ جناب آفاق احمد قریشی ہیڈ ماسٹر انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول داجعول اس کونسل کے صدر اور جناب عبداللہ عمر خان ہیڈ ماسٹر نیشنل ہائی اسکول داپولی سیکریٹری منتخب ہوئے۔ اسی طرح ان دونوں حضرات کو ایسوسی ایشن کی ایگزیکیٹیو کمیٹی پر بھی نامزد کیا گیا۔

کوکن کے مختلف اداروں کے زیر اہتمام

ممبر پارلیمنٹ جناب حسین دلوائی صاحب کے اعزاز میں ایک تہنیتی جلسہ مورخہ ۱۷ فروری ۸۵ء بروز اتوار بوقت صبح [illegible] بمقام: الی لطیفی ہال، صابو صدیق ٹیکنیکل اسکول بمبئی ۸ میں منعقد ہونے جا رہا ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل پتہ پر پروگرام کے کنوینر سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے:

پتہ: جناب عباس ایم جیٹیا ڈوگرے کنوینر
۶۰۳ مجگاؤں کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی
بیرسٹر ناتھ پائی روڈ بمبئی ۱۰ فون: ۸۶۸۷۸۱

افتتاح مسجد و وعظ

جماعت المسلمین، کھارا ںبولی، تعلقہ منڈنگڈ ضلع رائے گڈھ کے زیر اہتمام کھارا ںبولی مسجد کا جشن افتتاح بروز اتوار بتاریخ ۲۷ جنوری ۸۵ء بوقت دوپہر ۲ بجے نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا جس میں مولانا ذی النعم صاحب نے بطور خاص شرکت فرمائی۔ اسی رات بعد نماز عشا جناب مولانا عبد الحلیم صاحب نے وعظ فرمایا جس میں برادران ملت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ جلسہ وعظ میں مستورات کے لئے علیحدہ نشست اور پردہ کا خصوصی انتظام تھا۔

قارئین
نقش کوکن کو
جشن جمہوریہ مبارک ہو

پدم شری زنگون والا
اکیڈمی کونسل کے رکن نامزد

بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو لیمیٹڈ کے مینیجنگ ڈائریکٹر پدم شری زین بی زنگون والا جنہیں سال گذشتہ حکومت ہند نے ایرانڈیا کے ایک ڈائریکٹر کی حیثیت سے نامزد کیا تھا انہیں علی گڈھ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے دو سال کے لئے اکیڈمی کونسل کے ایک رکن کی حیثیت سے نامزد کیا ہے۔

کوکن لٹریری سرکل (کویت)
کا شاندار خراجِ عقیدت

کوکن لٹریری سرکل کویت، کے زیرِ اہتمام ۲۳ جنوری ۱۹۸۱ء کو سرکل کے جنرل سیکریٹری عبداللہ ساجد کی رہائش گاہ پرار دو کے عظیم افسانہ نگار راجندر سنگھ بیدی اور مشہور ترقی پسند شاعر فیض احمد فیض کو شاندار خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز عبداللہ ساجد کے صاحبزادے ماسٹر ندیم کی تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد کوکن لٹریری سرکل کے صدر و سرپرست اور کوکنی برادری کے بہی خواہ محمد صالح بروڈ نے مہمانوں اور حاضرین کا استقبال کیا۔

جناب عبدالستار غزالی (ٹیلی ویژن اور ریڈیو، کویت) نے اس جلسے کی صدارت کی، جب کہ ریڈیو کویت اردو سروس، کی انچارج، روایت اور جدیدیت کی حامل محترمہ شاہجہاں جعفری مہمانِ خصوصی تھیں۔

جن خواتین و حضرات نے مقالات، تقاریر و نظمیں سے خراجِ عقیدت پیش کیا ان میں نئی پود کی شاعرہ محترمہ میمونہ چوگلے، ابھرتے شعراء نعیم پرکار اور فرید قریشی سحر اکبرآبادی، معتبر صحافی و ناقد تجتیار ملک، ہم عصروں کے نمائندہ شاعر عبداللہ ساجد، ممتاز شاعرہ محترمہ نسیم قاضی، مقبول شاعر باقی احمد پوری، معروف مستند مصنف ادیب و شاعر نور پرکار، بزرگ شاعر محبوب ابیق نجمی، تعلیم بالغان کے ماہر و ناقد ایم۔ اے۔ شیخ، پرکار، معتبر صحافی اور ناقد سعید صفدر، پاکستانی سفارت خانے کے قونصلر جناب عبدالحق، ہندوستانی سفارت خانے کے قونصلر جناب ہارون الزعارفی اور جلسے کے صدر جناب عبدالستار غزالی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

مہمان خصوصی محترمہ شاہجہاں جعفری نے کوکن لٹریری سرکل کی ادبی کاوشوں کو بے حد سراہا۔

"بحرین میں کوکن کرکٹ کلب کی سرگرمیاں"

سرزمین بحرین پر اہل کوکن کے باہمی اتفاق سے ستمبر ۱۹۷۸ء میں ایک کلب وجود میں آیا جو کوکن کرکٹ کلب کے نام سے مقبول و معروف ہے۔ فی الوقت کرکٹ ہی کو ترجیح دی جارہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں کرکٹ کے علاوہ دیگر کھیل (اندرون و بیرون چہار دیواری) بھی زیر غور ہوں گے۔ پچھلے سال ہی بحرین میں سرکاری سطح پر جونیئر کرکٹ لیگ میں نمایاں کامیابیاں تھیں اور کسی نئے کلب کے لئے اس کے اولین سال ہی میں فتوحات تھا خوش آئند مستقبل کی نوید ہیں۔ امسال بھی جبکہ کرکٹ کا نصف سیزن مکمل ہونے کو ہے فتوحات کے اندراج میں کلب سر فہرست رہا۔

ہماری بہترین کارکردگی پر جونیئر کرکٹ لیگ نے ہماری دوسری ٹیم "کوکن الیون" کو بھی امسال لیگ میں شمولیت دی ہے کوکن کرکٹ کلب کی قیادت یوشع حسن فقیہ کر رہا اور

کوکن الیون کی قیادت فیض انور احمد برڈے کے سپرد رہے کلب کی جنرل باڈی ۹۰ شعبوں پر مشتمل ہے ۔

"مجلس انتظامیہ"

(۱) چیرمین :۔ عثمان عبد اللہ شردے (۲) سیکریٹری: عبداللہ زین الدین ملاجی (۳) نائب سکریٹری :۔ محمد صدیق اسمٰعیل خطیب (۴) خزانچی :۔ اقبال ابراہیم دلوی (۵) اقبال قاسم ترسے منیجر :۔ فیض انور احمد برڈے

"مجلس انتخابیہ"

(۱) چیرمین :۔ بشیر پادسکر (۲) عبدالغفار عبداللہ میمع بولے (۳) وزیر محمد علی برڈے (۴) قاسم شرف الدین کھوت (۵) سلیم اسمٰعیل برڈے

نامہ نگار عبداللہ زین الدین ملاجی

جناب محمد ابراہیم پرکار کو اعزاز

انگلستان کے شہر لوٹن (LUTON) میں لیونیٹی ویشن کونسل نامی ایک سرکاری تنظیم ہے جس کی رکنیت چالیس ہزار سے زائد افراد پر پھیلی ہوئی ہے ۔ حال ہی میں اِس کونسل کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں جناب محمد ابراہیم محمد علی پرکار کو خازن منتخب کیا گیا ۔

جناب محمد ابراہیم پرکار کا آبائی وطن فردس تعلوقہ کھیڈ ہے ۔ آپ نے نیروبی (کینیا) میں سینئر کیمبرج تک تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد کینیا پلیس میں بھرتی ہوئے ۔ چند سال کے بعد آپ نوکری سے دستبردار ہوئے اور مستقل طور پر کینیا سے ہجرت کرکے انگلستان میں منتقل ہوئے ۔

نامہ نگار شیخ اسمٰعیل ۔ نیروبی

فروری ۱۹۸۵ء

پہلا آل انڈیا ولی ایوارڈ

اردو کے نامور اسکالر ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی کو گجرات کے وزیر اعلیٰ مادھو سنہہ سولنکی نے پہلا آل انڈیا ولی ایوارڈ عطا کیا یہ خبر گجرات اردو بورڈ کے صدر جناب احسن جعفری نے دی ہے ۔

نیروبی میں عید میلاد النبیؐ

سنیچر مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۴ء کو نیروبی کے کوکنی مسلم ایسوسی ایشن ہال میں مقامی کوکنی مسلم خواتین نے نہایت تزک و احتشام سے جشن میلاد النبیؐ منایا ۔

نامہ نگار شیخ اسمٰعیل نیروبی

صوفی بانکوٹی یادگار نقرئی کپ

بزم اردو چپلون کی طرف سے ارضِ کوکن کے ممتاز اردو شاعر صوفی بانکوٹی مرحوم کی یاد میں غزل خوانی کے لئے جاری کیا گیا صوفی بانکوٹی یادگار نقرئی کپ سال رواں (۸۵-۱۹۸۴) کے لئے اردو اسکول داگھیورے (تعلقہ چپلون) نے حاصل کیا ہے ۔

"بحرین میں عید میلاد النبیؐ"

بحرین میں کوکن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام "جشن عید میلاد النبیؐ" زیر صدارت جناب حسن میرکر کے منعقد ہوا ۔ ہونہار اناونسر جناب عمر علی شردے نے کوکنی سامعین کو کامیاب حد تک محظوظ فرمایا پروگرام کا آغاز ہونہار نصرت گھنا رنے تلاوت قرآن پاک سے کیا ۔ تلاوت کے بعد جناب مبارک خان نے اپنی سحر انگیں آواز میں حمد پیش کی اور جناب

ابراہیم مقدم نے نعت شریف پیش کی۔

پروگرام کے اغراض و مقاصد جناب عبدالحمید مقدم نے سامعین کو پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں دس بچوں کا تقریری مقابلہ دو درجوں میں منعقد ہوا۔ اس طرح اوّل دوم اور سوئم آنے والے "پہلے درجے میں" انعام پانے والے (۱) رفیعہ یوسف فنسوپکر (۲) قاصد پرکار (۳) نزہت کمرانی۔

"دوسرے درجے میں" (۱) منزہ پلوکر (۲) جاسمہ پرکار (۳) منظر حسن میرکر کو۔

کوکن مسلم یوتھ سوسائٹی کی جانب سے انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ تقریری مقابلے میں حصّہ لینے والے ہر بچوں کو بھی خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔

پروگرام کے اہم پہلو میں جناب عبدالرزاق سردار نے سیرۃ النبیؐ پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اور سوسائٹی کے صدر جناب حسن میرکر نے خطبۂ صدارت کے علاوہ سامعین کا سوسائٹی کی طرف سے شکریہ ادا فرمایا جنہوں نے اپنا بیش بہا وقت اس بزم کے انعقاد میں وقف کیا۔ پروگرام کے اختتام پر کافی اور منتخب ریفریشمنٹ سے حاضرین مجلس کی تواضع کی گئی۔

نامہ نگار

عبداللہ زین الدین ملاجی نائب سیکریٹری - برائے کوکن مسلم سوسائٹی

بذریعے

بورلی پنچتن میں خصوصی پروگرام

راڈل ایجوکیشن سوسائٹی بورلی پنچتن تعلقہ شری وردھن ضلع رائے گڑھ کے زیر اہتمام ۲۶ جنوری ۸۵ء کو قوالی کا کامیاب اور عظیم الشان پروگرام منعقد ہوا جس میں مشہور فنکار عزیز نازاں اور دلشاد بانو نے اپنے بہترین فن کا مظاہرہ کیا۔ اس پروگرام سے کوکن میں تعلیم کے فروغ اور اسکول عمارت کی تعمیر کے لیے عطیات و اشتہارات سے تقریباً تین چار لاکھ روپے اکٹھا ہوئے۔

یہ پروگرام کی صدارت فلمی اداکار جناب یوسف خان (دلیپ کمار) نے فرمائی جب کہ ان کی اہلیہ سائرہ بانو مہمان اعزازی تھیں۔

شری رویندر راوت (سابق وزیر حکومت مہاراشٹر)، ڈاکٹر اے ایس منشی (پرنسپل مہاراشٹر کالج)، ڈاکٹر عبدالستار دلوی (پروفیسر کرشن چندر اردو چیئر بمبئی یونیورسٹی)، جناب احمد پٹنی (پی اے او بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک) اور جناب صدیقی (اردو بلٹز) نے اس موقع پر اظہار خیال فرمایا۔

جناب عبدالرزاق عثمان خان صاحب اس پروگرام کے لئے بطور خاص تشریف لائے موصوف نے عطیات کے حصول میں کمیٹی کی خاصی مدد فرمائی۔ مقررین اور حاضرین نے ڈاکٹر انڈے صاحب کی بے لوث خدمات کو سراہا کہ ان کی اور احباب کی جد و جہد سے پروگرام کامیابی سے ہمکنار ہو سکا ہے۔ اس پروگرام کی نظامت کے فرائض جناب ریاض آفندی نے بحسن و خوبی انجام دیئے۔

بعد ازاں شاہد بجنوری صاحب نے ممکری آئٹم پیش کیے۔ اور سامعین رات بھر قوالی سے محظوظ ہوتے رہے۔

داپولی کے سابق طلبہ

۲۵ جنوری ۸۵ء کو منتل شاہد نریمان پوائنٹ بمبئی میں مسلم ایجوکیشن سوسائٹی داپولی کے زیر اہتمام نیشنل ہائی اسکول کے چند سابق طلبہ کی مختصر سی میٹنگ زیر صدارت جناب اے ڈی ساونت (صدر کوکن بینک) منعقد ہوئی جس میں درج ذیل حضرات پر مشتمل ایک ایڈہاک کمیٹی تشکیل دی گئی جو مارچ ۸۵ء میں نیشنل ہائی اسکول (سابقہ اینگلو اردو ہائی اسکول) داپولی کے سابق طلبہ و طالبات کا ایک اجتماع منعقد کرنے کا اہتمام کرے گی تاکہ ہائی اسکول سے متعلق ٹیکنیکل کلاسوں میں زیادہ سے زیادہ کورسس جاری کرنے کے لئے جد و جہد کی جائے۔

ایڈہاک کمیٹی۔ جناب محمد سعید دادکر، بیرسٹر جعفر احمد برڈے، جناب فقیر محمد مستری، جناب عبدالغنی عثمان پاؤسکر، جناب اے ڈی ساونت، جناب عثمان عبداللہ پنچی، پرنسپل عبدالرحمٰن سوئیکر [illegible]

شادی خانہ آبادی

ممباسہ (مشرقی افریقہ) کے میمن ویلفیئر ہال میں ۲۲ دسمبر ۸۴ء کو ایک ہی محفل میں بیک وقت مندرجہ ذیل شادیاں انجام پائیں:۔

• جناب سلیم اسحاق کھاننے کا عقد نرگس بنت مرحوم آدم کھاننے کے ساتھ • جناب اسماعیل حسن کھاننے کا عقد مہرالنساء بنت مرحوم حسین بھگیا کے ساتھ • جناب محمد حسین بھگیا کا عقد حافظہ بنت اسحاق کھاننے کے ساتھ۔
• جناب محمد اسلم کھاننے کا عقد گلشاد بنت مرحوم حسین کھاننے کے ساتھ۔
• جناب اقبال عثمان کاسو کا عقد عصمت بنت نقیر محمد کاسو کے ساتھ۔

★ جناب حنیف احمد سنگرار کی شادی رخسانہ بنت داؤد کھاننے کے ساتھ ۶ جنوری ۸۵ء کو پیپلز کلب نیروبی میں انجام پائی۔

مُبارکباد

جناب عبدالحمید خان سرگروہ
(ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ بمبئی پورٹ ٹرسٹ)
کی دختر
صادقہ کا عقد مسعود
جناب حاجی محمد صالح پرکار
(ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ بمبئی پورٹ ٹرسٹ)
کے فرزند
حاجی عبدالقادر کے ساتھ
۵ جنوری ۱۹۸۵ء کو
قیصر باغ بمبئی میں
انجام پایا۔

★ ممباڈ میں باوا چیکپر کے یہاں ان کی بھتیجی ریحانہ چیکپر کی شادی سنگرڈی والے جناب عبدالرشید لوگڑے کے ساتھ بروز اتوار ۱۳ جنوری ۱۹۸۵ء کو ہوئی۔ نکاح ٹھیک ۱۱ بجے ہوا۔
(نامہ نگار، قاضی شوکت علی)

★ جناب عبداللہ برڈے (الخوبر سعودی عربیہ) کی صاحبزادی مہر نگار کی شادی مولانا عبدالرزاق تیمالی کے برخوردار خلیل اللہ کے ساتھ جدہ کے انڈین ایمبیسی ہال میں ۲۳ جنوری ۸۵ء کو ہوئی۔ دوسرے دن ۲۴ جنوری ۸۵ء کو اعلیٰ پیمانے پر استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں طعام کا بندوبست کیا گیا تھا۔

★ کوکن بنک کے ڈائریکٹر، کوکن ایمبولنس سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری اور مشہور سوشل ورکر جناب علی ایم شمسی کی بھتیجی اور جناب عمر کھیڈکر (جو دوبئی میں مڈل ایسٹ فینانس کارپوریشن کے افسر اعلیٰ ہیں) کی دختر یٰسین کا عقد مسعود جناب ابراہیم حسن کونڈکری (مالک: ملن انڈسٹریز بمبئی) کے فرزند افتخار کے ساتھ۔ اور کونڈکری موصوف کے دوسرے فرزند ڈاکٹر امتیاز کونڈکری کا عقد مسعود وحیدہ بنت عباس انوارے کے ساتھ جامع مسجد بمبئی میں انجام پایا۔ اس تقریب سعید میں عمائدین اور معززین شہر کثیر تعداد میں شریک تھے۔

★ جناب عثمان مالونکر (ڈائریکٹر کوکن بنک اور مالدار انٹرپرائزس کے پارٹنر) کے برادران عبدالحمید اور عبداللطیف کی شادی خانہ آبادی ۹ دسمبر ۸۴ء کو ان کے وطن بیلوری ضلع رتناگیری میں بتزک و احتشام انجام پائی۔

ترقیٔ کوکن پر سیمینار

بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک لمیٹڈ کے زیر اہتمام یک روزہ سیمینار فروری یا مارچ میں منعقد ہونے جارہا ہے۔ اس بامقصد سیمینار میں شرکت کے خواہشمند حضرات ۵۰ روپئے بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر بنام ایم ایم ٹھاکر (کنوینر) سیمینار کمیٹی ارسال فرمائیں۔ مزید معلومات کیلئے بنک کے ہیڈ آفس میں جناب ایم ایم ٹھاکر صاحب سے رابطہ قائم کیجئے۔

ابوظہبی میں
انجمن اتحاد المسلمین کوکن

ابوظہبی میں برسرروزگار کوکن کے چند باشعور حضرات نے مل کر ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا نام ہے "انجمن اتحاد المسلمین کوکن"۔ جس کے خاص مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔ جو لوگ ابوظہبی میں ذریعۂ معاش کے لئے جاتے ہیں مگر وہاں جانے کے بعد پریشانی کا شکار ہوتے ہیں ان کی مدد کرنا۔
۲۔ کوکن میں تعلیمی معیار بڑھانے کیلئے باہمی امداد کرنا۔
۳۔ دینی و ادبی کام اعلیٰ پیمانے پر انجام دینا۔
۴۔ کوکنی سماج کی ترقی کیلئے کوشش کرنا۔
۵۔ امارات المتحدہ کے علاوہ سعودی، کویت، عمان، قطر، بحرین وغیرہ گلف میں بھی برسرروزگار کوکنیوں کو ایسے کاموں کی طرف راغب کرنا۔

یہ کمیٹی ابوظہبی انڈین سوشل منسٹری کی بھی ممبر بن چکی ہے۔ کمیٹی کی جنرل باڈی کا انتخاب جلد ہی عمل میں آئے گا۔ فی الحال اس کمیٹی کے سربراہوں میں جناب رحیم قاضی، نذیر میلکر اور صلاح الدین پرکار صاحبان کے اسم گرامی شامل ہیں۔

نامہ نگار:
شکیل سلطان ابوظہبی

اناوڑے بمبئی ایس ٹی شروع

۲ر فروری ۸۵ء سے اناوڑے بمبئی ایس ٹی سروس شروع ہو رہی ہے۔ یہ گاڑی رات پونے دس بجے پریل سے نکلے گی جو بمبئی سینٹرل ہو کر صبح پونے ۶ بجے کھیڈ ہوتے ہوئے اناوڑے پہنچے گی۔ اناوڑے سے یہ گاڑی دوپہر ۱۲ بجے نکلے گی اور رات ۸ بجے بمبئی پہنچے گی۔ یہ گاڑی شروع کروانے میں جناب رشید احمد وزیر پربھولکر نے حکومتِ مہاراشٹر میں ٹرانسپورٹ کے وزیر پر وقفلیر

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ جناب محمد نور ابن عبدالعزیز ٹنگیکر کا ۲۷ نومبر ۸۴ء کو کراچی میں طویل علالت کے بعد انتقال ہوا۔ مرحوم اورن ضلع رائے گڑھ کے مشہور محمد ابراہیم محمد جعفر عرف بابو سیٹھ کے پوتے اور جناب محمد یوسف مقبہ کے داماد تھے۔

★ یکم دسمبر ۸۴ء کو جناب وفا راجے واڑی کی چاچی کالان کے وطن ضلع رائے گڑھ میں انتقال ہو گیا۔

★ رائے گڑھ ضلع پریشد کے صدر مدرس جناب حسین احمد لوکھنڈے کے ماموں محمد قاسم لوکھنڈے کا ۱۹ دسمبر ۸۴ء کو وڈولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ میں انتقال ہو گیا۔

★ نقش نواز جناب قمر کالوکھے کے عم محترم اور بمبئی کے فائر بریگیڈ آفیسر جناب محمد علی سرکھوت کے ماموں عبدالغفور کالوکھے کا ان کے وطن شری وردھن ضلع رائے گڑھ میں طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔

★ جناب عبدالغنی شیخ احمد سنگرار کا ۲۰ دسمبر ۸۴ء کو نیروبی (مشرقی افریقہ) میں انتقال ہو گیا۔

★ تجانی عائشہ کی زوجہ مرحوم حاجی یوسف کھانبے ۲ جنوری ۸۵ء کو ممباسہ (مشرقی افریقہ) میں راہی عدم ہو گئیں۔

★ گونلکوٹ تعلقہ چپلون کے جناب شہاب الدین گوکھلے کے والد ریاض الدین گوکھلے انتقال فرما گئے۔

★ عبدالاحد نردیل مالک ہوٹل کین کین ٹھانہ، سابق صدر ٹھانہ میونسپلٹی، ایڈوکیٹ اسحاق نردیل، عبدالاحد نردیل کی والدہ محترمہ وزیر بیگم غلام نبی جو کچھ دنوں سے ناناوتی اسپتال میں بغرض علاج داخل تھیں ۱۰ جنوری ۸۵ء کو انتقال کر گئیں۔

★ نیشنل گولڈ اینڈ سلور ریفائنرز اور وائبر ڈینک کے پارٹنر، بمبئی کے فعال روٹیرین، مخیر اور بے لوث سماجی کارکن جناب داؤد شیخ علی خلفے موطن لاٹھون ضلع رتناگری کا ۲۰ دسمبر ۸۴ء کو کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم نقش کوکن کے سرپرست تھے۔ چند مہینے قبل علالت طبع کی وجہ سے جسلوک اسپتال میں زیر علاج رہے۔ کچھ افاقہ ہوا تو افریقہ کے دورے پر گئے تھے جہاں ان کے خاندان کے بیشتر افراد مقیم ہیں۔

★ جواں فکر شاعر جناب پرویز باغی کی خوشدامن حمیدہ ہنیر کر کا ۱ جنوری ۸۵ء کو کراچی میں انتقال ہو گیا۔

★ ۳ جنوری ۸۵ء کو محمد ابراہیم پرکار عرف ایم آئی پی مقیم قاضی محلہ بمبئی کا حرکت قلب بند ہو جانے سے بانکوٹ میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم اکاؤنٹنٹ جنرل آفس بمبئی میں سینیئر آفیسر کے عہدہ پر فائز تھے۔

★ محترمہ امینہ زوجہ ابراہیم خان دیشمکھ رئیس گانڈہ تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ کا ۲۹ دسمبر ۸۴ء کو کراچی میں انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ۹۶ سال تھی۔ وہ مہاڈ تعلقہ کے تاریخی شہر ناگوٹھنا میں پیدا ہوئیں اور گانڈہ میں بیاہی گئیں۔

۱۹۴۶ میں جب فرقہ وارانہ فسادات میں ان گاؤں نذر آتش کیا گیا تو ۱۲ دیگر اشخاص کے ساتھ ان کے شوہر ابراہیم خان دیشمکھ بھی راہی عدم ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ اپنے بیٹے عبدالستار خان دیشمکھ جو کراچی کے مشہور و معروف سماجی کارکن ہیں کے ساتھ پاکستان چلی گئیں۔ وہ ایک نیک خاتون تھیں اور قصے کہانیاں بیان کرنے میں ماہر تھیں۔

★ دابھول ضلع رتناگری کے سابق سرپنچ اور بمبئی نیری کارپوریشن کے پارٹنر جناب اسماعیل احمد ملا کا ۱۵ جنوری ۸۵ء کو انتقال ہوا۔ مرحوم مخیر اور ہمدرد قوم سماجی کارکن تھے۔

★ جناب عبداللہ گولندازکن ادارہ نقش کوکن کی والدہ جمیلہ بی محمد گولنداز کا ۲۳ جنوری ۸۵ء کو ان کے وطن ونگوری ضلع رتناگری میں ضعیف العمری میں انتقال ہو گیا۔

پہلا صفحہ

فروری ۸۵ء

اپوزیشن کی نا اہلی ، اندرا کی "شہادت" اور آر ایس ایس کی کرپا سے
راجیو گاندھی الکشن میں تاریخی فتح سے ہم کنار ہوئے.
اچھا ہوا کہ اس ملک کی قیادت سڑے گلے ذہنوں (واجپائی ، چرن سنگھ ، بہوگنا وغیرہ) کو حاصل نہیں ہوئی.
البتہ راجیو گاندھی کے سامنے مشکلات کا ایک پہاڑ کھڑا ہے.
خود ان کی پارٹی والے ، ان کے رفقاءِ کار ، سینئر لیڈران وغیرہ ان کے خون کے پیاسے ہیں.

راجیو گاندھی کے برسرِ اقتدار آتے ہی ملک کا سب سے بڑا جاسوسوں کا گروہ بھی پکڑا گیا ہے.
ایک ایسا گروہ جس کی کاروائیوں کو سن کر دل دہل جاتا ہے ، اور سر شرم سے جھک جاتا ہے.
اس کی کاروائیوں کے تعلق سے صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ آج ہندوستان کا کوئی راز راز نہیں رہا
عزت لوٹ لی گئی اس ملک کی!
ہندوستان کے سارے دفاعی منصوبے ، تنصیبات ، اس کے سارے خفیہ معاملے و معاہدے ،
اس کی خارجہ پالیسی ، پنجاب ، آسام وغیرہ اندرونی معاملات کے تعلق سے پالیسیاں ،
کابینہ کی بیٹھکوں کی مکمل روداد ، غرض کی کوئی راز راز نہیں ہے.
ملک کے ہر منصوبے اور ہر پالیسی کے تعلق سے ہر فائل کی کاپیاں عام تقسیم ہوتی رہیں.
اس ملک کی عظمت ، اس کی طاقت ، اس کی تہذیب ، اس کی یکجہتی اور اس کی پالیسیوں پر میں ہمیشہ فخر کرتا آیا ہوں.
آج پہلی مرتبہ اس ملک کا شہری ہونے پر شرمندگی محسوس کر رہا ہوں.
اس ملک کا شہری جس کے انتہائی اہم راز بھی بازار میں بیچے گئے.
اس ملک کا شہری جس کی عزت کھلے عام لوٹی گئی.
اس ملک کی انتظامیہ اور انٹلی جنس کے منہ پر تھوکنے کو جی چاہتا ہے.
وہ مجرمانہ خاموشی کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھتے اور برداشت کرتے رہے.

اللہ کا شکر ہے کہ اس مرتبہ بھی اس گروہ میں ایک بھی مسلمان شامل نہیں ہے.
بال ٹھاکرے! تم کہاں ہو؟ دیکھ لیا کہ ان دیش دروہیوں کی فہرست میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے.
اگر چند نادان مسلمانوں نے پاکستان کی جیت پر پٹاخے چھوڑے ، تو اس سے ملک کو کتنا نقصان ہوا؟
البتہ ان جاسوسوں نے اس ملک کو وہ ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے ، وہ تمھاری کھوپڑی میں نہیں آسکتا.
نہ جانے انٹلی جنس کو کتنے کوڈ بدلنے ہوں گے ،
کتنی ہزار فائلیں بدلنی ہوں گی.
غرض کہ تلافی برسوں تک نہ ہوگی.

لہٰذا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان سارے جاسوسوں کو پھانسی کی سزا دے.
ان سے کوئی لحاظ رعایت کئے بغیر ان سارے جاسوسوں ، ان کے ساتھیوں کو (ہو سکتا ہے کوئی منسٹر بھی
اس میں شامل ہو ، کسی بڑے منسٹر کی بیوی بھی شامل ہو) فوراً سزائے موت دی جائے.
تاکہ اس ملک کی عزت کے ساتھ پھر کوئی کھیلنے کی کوشش نہ کرے.

مبارک کاپڑی

آخری صفحہ

اُردو پڑھئے، اُردو اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کیجئے وغیرہ وغیرہ
ہم آپ ایک طویل عرصے سے سنتے آ رہے ہیں۔
مگر یہ زبان کس قدر غریب ہے، اس کا اندازہ ہم نے کبھی نہیں کیا۔

یہ میں اپنے مشاہدے کی بنا پر لکھ رہا ہوں کہ اردو ذریعۂ تعلیم سے آنیوالے طلبہ کا جنرل نالج بالکل نہیں کے برابر ہوتا ہے۔
مختلف مقابلہ جاتی امتحانات کی رہنمائی کیلئے آپ آنیوالے گریجویٹ طلبہ سے کچھ ایسے جوابات سننے مل جاتے ہیں۔
"ہندوستان کی پارلیمنٹ کا نام ہے مہا گر پالیکا، ہندوستان میں کل ۲۴ ریاستیں ہیں،
جن من گن گیت مہاتما گاندھی نے لکھا، بھارت کے پہلے صدر کا نام معلوم نہیں، وغیرہ وغیرہ"
اور جب دوسرے ذریعۂ تعلیم کے طلبہ سے پوچھتا ہوں تو وہ امریکہ کے وزیر خارجہ کا نام بھی بتاتے ہیں،
اور امریکہ کی اقتصادی پالیسی بھی بیان کر سکتے ہیں۔ وہ یورپ کی کرنسی بھی بتاتے ہیں۔
وہ نائجیریا کے بجٹ کی تفصیل بھی بتا پاتے ہیں اور جنرل اسمبلی میں زیر بحث موضوعات پر بھی بحث کر سکتے ہیں۔
آخر اس کی وجہ کیا ہے؟
ہمیں آج تک جنرل نالج پر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی جب کہ انگریزی میں اس موضوع پر لاتعداد کتابیں ہیں۔
دیگر زبانوں میں خصوصاً انگریزی میں جنرل نالج، مقابلہ جاتی امتحانات جیسے موضوع پر لاتعداد ماہنامے شائع ہوتے ہیں۔
اُردو میں اس موضوع پر ایک بھی رسالہ شائع نہیں ہوتا۔
اُردو میں سوائے شاعری اور افسانے کے مجموعے کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔
جس کے نتیجے میں ہمارے طلبہ کا جنرل نالج بالکل نہیں کے برابر ہوتا ہے۔
یہاں ایک کامرس کا طالب علم بھی ریزرو بینک کے گورنر کا نام یا ایک سائنس کا طالب علم بھی اٹامک انرجی کے چیئرمین کا نام نہیں جانتا۔
ہمارے بچوں کے لئے ریڈیو کا مصرف ہے فلمی گانے اور ٹی وی کا مصرف ہے انکوا تک فلم اور فلمی گانوں کے پروگرام۔
ریڈیو یا ٹی وی سے نشر ہونے والے معلوماتی پروگراموں سے انھیں بلا کا بیر ہے۔

ہماری بے عملی اور غیر دُور اندیشی کے باعث آج ہم نے اپنی قوم کو بانجھ بنا دیا ہے
اور ہماری زبان میں معلوماتی لٹریچر نہ ہونے کے باعث
اُردو غریبی سے بھی نچلی سطح پر جی رہی ہے

———— مبارک کاپڑی

CHILDREN RECITING NAAT SHAREEF AT THE KOKNI MUSLIM ASSOCIATION HALL IN NAIROBI ON 29TH DEC. 1984 ON OCCASION OF THE "ID-E-MILADUN NABI" FUNCTION ORGANISED BY THE KOKNI MUSLIM CLUB.

"SUCCESS OFTEN COMES TO THOSE WHO DARE AND ACT, IT SELDOM GOES TO THE TIMID WHO ARE AFRAID OF CONSEQUENCES." - NEHRU

"COMING TOGETHER IS A BEGINING; KEEPING TOGETHER IS PROGRESS; WORKING TOGETHER IS SUCCESS." - HENRY FORD

NEWS/HAPPENINGS

"WORLD PSYCHIATRY CONGRESS CONFERENCE" IN BOMBAY

The World Psychiatry Congress Conference was held from 19th to 22nd of January, 1985 at Crystal hall, Taj Mahal Hotel, Bombay.

OLD STUDENT'S MEETING

A meeting of old students of National High School, Dapoli, Ratnagiri, will be held on 24th of March 1985 in Bombay. Please, contact Mr. A. R. Motlekar, Principal, Mohammadia High School, Masjid Street, Bombay 400 003 (Tel : 861216) or Mr. Ibrahim Rakhange, Emety International, 105, Mittal Towers, Nariman Point, Bombay 400 021 for further details

INAUGURATION OF MOSQUE

An Inauguration function of a Mosque at Khar Amboli was held on 27th January 1985 by 'Jamatul-Muslimeen Khar Amboli, Tahsil Murud, District Raigad Maulana Abdul Halim spoke at the function

MR. MOHD. IBRAHIM PARKAR

Mr. Mohd. Ibrahim Parkar was elected treasurer of Community Relation Council, Luton, England. Mr. Parkar's native place is Furus in Ratnagiri.

ANJUMAN ITTEHADUL MUSLIMEEN, KOKAN

Anjuman Ittehadul Muslimeen, Kokan, has been established in Abu Dhabi by the Kokani people of Abu Dhabi

Three Muslim Psychiatrists Dr. Z. Ismail (Malaysia), Dr. Rehana Ghadyali (India), Dr. Md. I. Peracha (Saudi Arabia), read their papers on Psychiatry.

Dr. Abdul Karim Naik, a member of the Reception Committee helped a lot in the organisation of the function.

QAWALI PROGRAMME FOR FIRST ENGLISH SCHOOL IN RAIGAD.

A Qawali Programme of Aziz Nazan and Dilshad Banoo, to raise funds for the first English Medium School in Raigad district, to be built at Borli Panjatan, was organised by the Royal Education Society under the presidentship and able efforts of Dr. Undre on 26th Jan. 1985.

Matinee idol Dilip Kumar presided over the function and Saira Banu was the Chief Guest. Mr. Abdur Razzak Osman (Murtuza) of Cape Town was a great help in raising funds for the R E. Society. 4 lakh rupees were collected out of advertisements, donations and sale of tickets.

KOKAN MUSLIM SOCIETY OF BAHRAIN

A new executive body was formed at the Annual general meeting of the Kokan Muslim Society of Bahrain held at St Christofort hall, Bahrain.

AZHARUDDIN'S 3 CONSECUTIVE TEST CENTURIES

Mohd. Azharuddin of Hyderabad established a new world record on 1st Feb 1985, by being the first person to score three consecutive test centuries in the three India v/s England Test Matches played at Delhi, Madras and Kanpur. These were also his first three tests for India.

" AND HOLD FAST ALL OF YOU TOGETHER TO THE CABLE (ROPE) OF ALLAH, AND DO NOT SEPERATE "

QURAN : S. 3-103

ONE LEARNED MAN IS HARDER ON THE DEVIL THAN A THOUSAND IGNORANT WORSHIPPERS.

- HADITH

LATE PRINCIPAL GULAM AHMED

A welknown educationist, economist and principal of Burhani College, Bombay, Mr. Gulam Ahmed expired on 20th of Dec. 84 due to an heart attack. Late Mr. Gulam Ahmed was a great personality who worked for promotion of Education, Urdu Language, as well as our "Naqsh-e-Kokan.

AWARDS

1. Mr. Naushad Ali noted music director was awarded the first Lata Mangeshkar Award in Bhopal recently.
2. Mr. Mukhtar Ali, constable West Bengal Police was posthumously awarded the president's medal for consperious Gallantry. He was the only Muslim among the 15 recipients of ' Sangeet Natak Academy Award' for 1984.

SELECTIONS

1. Mr. Fazlur Rahman, Ex-Union Minister appointed president of Bihar Dalit Mazdoor Kisan Party.
2. Mr. Syed Haider Abbas, elected president of Shea-Wakf board Lucknow.
3. Mr. Ziauddin, elected president of Hindustani football federation, Bangalore recently.
4. Mr. Abdul Rahman Motlekar, principal Mohamadia High School, Bombay, elected president of Urdu Headmasters Association for Bombay and Kokan Division
5. Mrs. Rashida Qazi, Principal Anjuman Islam Girls High School, elected secretary of Bombay district council of Urdu Headmasters Association, Bombay.

cessful, but are not sociable and don't mix with people or hear their problems you are bound to have a downfall gradually.

If some one comes to you for advice you should give correct suggestions and guidance; you should never mislead a person. Only when we help others we feel really satisfied with ourselves. This feeling has to be felt personally to be appreciated in its true sense.

Our basic moral sense is developed in the childhood and further developed as we growup with the hardships and competition of higher education, profession and life. Social development depends on your upbringing, your nature and the profession in which you are engaged. A surgeon needs to be sociable to rise in his profession and should help the needy in society.

I feel economic development comes as a reward for the work we do.

What message do you have for our aspiring students hoping to be great doctors, engineers, Chartered Accountants, Teachers, etc. one day?

I would always tell ambitious students never to loose courage and their faith in GOD. Never mind if the first time you are not successful; try again and again with full concentration and determination and Insha-Allah you will succeed. But in life don't ever cheat yourself, nor others. Never run after money. If you are sincere in your work you will definitely rise one fine day with flying colours, but don't lose hope.

I wish all the aspiring students all the best. There is no substitute for hard work and dedication in studies, along-with the interest ofcourse

Thank you Dr. Nasreen for sharing your views with us for our readers.

DISAPPOINTED at not seeing an event of your area reported in Naqshe Kokan ? It's not intentional. We were not aware of it. Inform us in writing immediately.

DEADLINE 20TH

Items should reach us not later than 20th of the month prior to publication, and much earlier if a good position is desired Late arrivals are held over for the following issue. Editor.

When I was in the 4th standard, I remember, I used to cut open dead pidgeons, dissect them and bury them behind my school building as my friends looked on with curiosity and awe. My mother infused into me a spirit for hard study. I give her all the credit for moudling me and my success. If my mother was not the firm determined lady she was, may be today I would have been just another ordinary girl.

After my marriage, my husband, Dr. Khalid, deserves much credit for being so considerate towards me and fully supporting and coaxing me into completing my final M.B.B.S. and M.S.

Now a days we find girls entering various challenging fields of study available to them Considering our present set-up of society what suggestions would you give to these girls parents, relatives and friends who play a very vital role in setting and reinforcing standards which, it is observed, psychologically makes or breaks many of our girls ambitions and aspirations?

If a child wants to study he or she should be allowed to do so without unnecessary interference. They should be encouraged and guided by showing examples of other successful ladies. When I took up surgery I was told by many of my friends that "it is not suitable for females", but now my practice speak for itself and we find almost as many girls taking up surgery as boys.

You have to keep up with the the busy schedule of your work as a promising surgeon and at the same time look after your house and your two children. Do you manage to do justice to both ?

Yes! Ofcourse, I do justice to both, for a simple reason that at home I am only a mother and a simple house wife. In fact if I fall sick-say I have cold or fever, my husband, treats me. In my professional work I am a sincere surgeon. I see to it that neither my children and husband, nor my patient suffer.

From your trials, tribulations and turmoils, and the experience thereof, how important do you feel is the moral, social and economic development and progress of a person as he or she progresses and achieves much educationally and professionally?

Moral, Social and economic development is certainly quite important in life. If you are educated and professionally suc-

"...NEVER LOOSE COURAGE AND FAITH IN GOD"

INTERVIEW : DR. NASREEN SHAIKH

Dr. Nasreen Khalid Shaikh is the first lady amongst Muslims to become a surgeon (with a M. S. in general surgery) from Maharashtra. She did her schooling at St. Joseph's, Dongri (where she was head girl of the school), her Inter-Science studies at St. Xaviers College, Bombay (where she was chosen as Best Cadet in the N.C.C Girls Division, Maharashtra), and finally graduated with an M.B B.S. in 1979 and later on post graduated with a "Masters in Surgery" in 1983 from Grant Medical College, Bombay.

At present she is attached as an Honorary Surgeon to three Hospitals in Bombay and has her Consulting Room at Diamond Clinic, Nagpada, Bombay.

Our correspondent interviewed her at her home. EXCERPTS...

Dr. Nasreen, you are the first Muslim lady from Maharashtra to become an M.S. in General Surgery. How do yo feel about it ?

Oh ! I feel very happy about it. It's like being a 'foundation stone' amongst our muslim women and I wish many more of our muslim ladies will aspiringly, with courage and determination, become surgeons in all other branches of surgery.

How do your patients accept you as a surgeon in comparision to your male counterparts ?

An equal number of male and female patients come to me Don't female patients get operated by male surgeons ? They don't have problems. Then why should I ?

When patients whether male or female develop a faith in surgeon they do come time and again to him or her for operative problems. Not only that, they also recommend and bring alongwith them other partients. Here sex is no bar, through I must relent that women as compared to men are more at ease with me.

If your work and the results are good, then "Masha Allah" people will come to you.

What were the major factors in your life that helped mould and achieve your ambition of becoming a surgeon ?

Surgery always interested me right from my childhood and I always felt it could do wonders for the human body.

Editorial :

TAKING ROOTS....

All praise and gratitude is due to Almighty Allah! Here's the English Supplement of Naqshe-Kokan as announced in our previous issue. To recap its object: to establish a link with the younger generation in our Community; to acquaint them with their glorious heritage, to create an affinity with their roots. We owed this to them long ago. Few may appreciate what an uphill task this is, even to have retained the Urdu version for the last 24 years, month after month.

As pointed out in our last issue, survival and development will depend upon reader reaction and support.. their criticism and suggestions, We'll welcome both.

We can't help repeating our earlier plea to parents and elders: it would now be your responsibility to pass on this Supplement to your yonger one. You should'nt fail them!

Letters to the Editor for publication are welcomed provided these are without malice, not directed at persons but their views, non-partisan, to the point and brief. The Editor may abridge.

Pen-names are allowed for publication but proper names and addresses must be supplied for our confidential records.

LATE MR. DAWOOD KHALFE

Born on 22-12-1932 and died on 20-1-1985 Cape Town. South Africa. Most of his life was spent in India.

Mr. Dawood Khalfe passed his S.S.C. from Anglo Urdu High School - Dapoli, Int. Sc. from Gogate College, Ratnagiri, B. Sc. from Ismail Yusuf College, Bombay and Dip. in Pharmacology from Bombay.

He was a very popular student and bagged many prizes. He was very sociable and a helping hand to many a poor student.

He worked with M/s. National Gold Industries & M/s Vilronics Pvt. Ltd. He was director of a few companies, a trustee of F. M. Mistry Trust, Committee Member of Kokan Ambulance Society. He was selected as the Best Rotarian of Bombay East Club in 1980 and became a Paul Harris Fellow in Jan. 1985. He was honoured by the Govt. of Maharashtra and appointed as a Special Executive Magistrate.

He was a friend to all and enemy to none.

He leaves behind his wife, one son and two daughters.

He has many relatives including his brother Hasanmia, in South Africa.

May Allah grant him Jannat.

View expressed by contributers not necessarily those of the Editorial Board.

قائم شدہ: ۱۹۶۲ء

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپر ایسوسی ایشن بمبئی

جلد نمبر ۲۴ / مارچ ۱۹۸۵ء / شمارہ نمبر ۳

اعزازی نمائندے:

• بشیر پاؤسکر (کراچی) • ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
• عباس سرودے (سعودی عربیہ) • عبدالرزاق سردار (بحرین)
• جمال الدین جمال مقدم اور سید محسن (جنوبی افریقہ)
• شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر: ایس۔ اے رحیم قیصر

قیمت فی پرچہ: ۳ روپے
سالانہ خریداری: ۳۰ روپے
بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپے
" " تاعمر: ۱۵۰۰ روپے

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشنز ٹرسٹ (E 3006)

فون: 861572 / 865384

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:
۴۴ جیل روڈ ایسٹ۔ ڈونگری بمبئی ۹

مقامِ طباعت: اجمل پریس بمبئی ۳

مقامِ اشاعت: ۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری۔ بمبئی ۹

تاریخ اشاعت: یکم مارچ ۱۹۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس ماہ کے

نقوش

مُنتَخِبَاتُ الْقُرْاٰن

★ فِیْمَا حُرِّمَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ صَیْدُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

مسلمانوں کو دریائی اور جنگلی شکار کس حالت میں

(۳) وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰهُ ۫ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝

ترجمہ:

(اے پیغمبر!) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کیلئے حلال کی ہیں تو ان کو سمجھادو کہ (کھانے کی) ستھری چیزیں حلال کردی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سدھار رکھے ہیں او (شکار کا طریقہ) جیسا تم کو خدا نے سکھا رکھا ہے ویسا ہی تم نے ان کو سکھا دیا ہو جو (شکار) تمھارے لئے پکڑ رکھیں (اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو) اس کو (بے تامل) کھا لو مگر اتنی احتیاط کرو کہ جس طرح ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو اسی طرح جانور کو چھوڑتے وقت) خدا کا نام لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

(پ ۶ المائدہ)

★ اِطْعَامُ اَهْلِ الْکِتَابِ حِلٌّ لِّلْمُسْلِمِیْنَ

کیا مسلمان اہل کتاب کے یہاں کھا سکتا ہے؟

• اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ص

ترجمہ:

آج تمام پاکیزہ چیزیں تمھارے لئے حلال کردی گئیں اور اہلِ کتاب کا کھانا تمھارے لئے حلال ہے۔

(پ ۶ المائدہ)

یہ خصوصی پیش کش جناب ای ایچ۔ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ پیش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے آمین

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرقاق

عن المستورد بن شداد قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول والله ما الدنیا فی الآخرۃ الا مثل ما یجعل احدکم اصبعہ فی الیم فلینظر بم یرجع
(رواہ مسلم)

ترجمہ:

مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ
اللہ کی قسم کہ نہیں ہے دنیا آخرت کے مقابلے میں مگر مثل اس کے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے تاکہ دیکھے کہ انگلی کیا لے کر لوٹتی ہے۔
(مسلم)

اس حدیث شریف میں دنیا اور آخرت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔
آخرت کے مقابلے میں دنیا کی وہی حیثیت ہے جو پانی میں انگلی ڈالنے کے بعد ہوتی ہے۔ یعنی انگلی صرف بھیگ جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں بہت حقیر چیز ہے۔ خواہ آرام ہو یا تکلیف ہر چیز آخرت کے مقابلے میں حقیر ہے۔ اگر اسی طرح آدمی پانی میں انگلی ڈال کر دنیا و آخرت کا مقابلہ کرتا رہے تو اس کی نگاہِ بصیرت روشن ہو جائے گی۔

اس خصوصی پیش کش کیلئے جگہ ملک حسین بخشی کی طرف سے بطور عطیہ پیش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے آمین

نقش نواز

نقشِ کوکن کے نئے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے ان کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے، لیجئے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے :-

لائف ممبر :-

جناب محمد سلیم عبداللہ نائیک — گوریگاؤں
" عبدالغفور قادر کاسو — مجگاؤں بمبئی
" داؤد محمد علی پرکار — مجگاؤں بمبئی
" اسماعیل ایم کے مقدم — بھیونڈی
محترمہ رضیہ بیگم دلبر چوگلے — بمبئی (ٹرامبے)

سالانہ خریدار :-

جناب عباس ایم فقیہ — مظفرآباد دروڈھنڈ
" نثار احمد عمر کاسکر — کمبلہ
ڈاکٹر ایم۔ اے کوکاٹے — جنجیرہ مروڈ
جناب ادیب ساغر — بمبئی ۳
" بی۔ اے شیکاسکر — بوریولی بمبئی
مس تمیزہ اے۔ آر شیخ — بمبئی ۱۱
جناب عبدالرزاق حسین سنگے — موربہ
" عبداللہ محمد علی الیمانے — وہور
" عبدالرحیم علی میاں سوکر — بمبئی ۳
محترمہ حمیدہ بانو قاسم گڈکری — بمبئی ۳
جناب سعید احمد خان — [illegible]
• انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول مدنپورہ بمبئی
• بزم شاہین پابراہ — ضلع رائے گڑھ
• اردو اسکول بورڈ نڈھی — ضلع رتناگری
جناب عبدالرحمن کمال الدین موٹلیکر — ماہم بمبئی
" آر۔ اے۔ قادری — باندرہ بمبئی
" طاہر احمد عمرانی — بمبئی ۹
اردو جونیر کالج آف ایجوکیشن — پونہ

بیرونِ ہند سالانہ خریدار :-

جناب عبدالستار اسماعیل خلفے — ظہران سعودی عربیہ
" عبدالغفور عبدالقادر کاسو — دوحہ قطر
" عبدالغنی محمود الڈے — دوحہ قطر
" احمد خان مہاڈیک — الخوبر سعودی عربیہ
" شبیر حسین پالوجی — دوحہ قطر
" رمضان علی ابراہیم صالح — دوحہ قطر

الیکشن اور ہم

یہ ایک حقیقت ہے کہ ۱۹۸۴ء کے لوک سبھا کے الیکشن کے وقت ملکی مصالح پر مسز اندرا گاندھی کی ہمدردی کا جذبہ غالب آگیا تھا۔ اسی لئے اربابِ حکومت نے مسز اندرا گاندھی کی جگہ فوراً ان کے بڑے بیٹے راجیو گاندھی کو ماں کی گدی پر بیٹھا دیا۔ یہ کانگریس آئی کے اربابِ حل و عقد کی نبض شناسی تھی کہ انھوں نے لوک سبھا الیکشن کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور ۱۹۸۴ء کے لوک سبھا الیکشن میں کانگریس آئی کو اتنی اکثریت مل گئی جتنی اس سے پہلے کبھی نہیں ملی تھی۔ اس اکثریت سے ملک میں اور بیرون ملک بھی کانگریس آئی کے وقار میں اضافہ ہوا۔ اور ان کی ذمہ داریوں میں بھی کچھ اضافہ ہوا۔ کیونکہ مسز گاندھی کی آخری زندگی میں ملک کی سیاست انتہائی پیچیدہ ہوگئی تھی۔ افسرانِ بالا کی جاسوسی، حکومت کے اہم شعبوں میں خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں جنھیں راجیو گاندھی کو دور کرنا ہے۔

۱۹۸۴ء کے لوک سبھا کا الیکشن ملک کی سالمیت کے نام پر لڑا گیا، ہر جگہ اس کا پروپگنڈہ کیا گیا۔

بمبئی عظمیٰ سے لوک سبھا کے لئے منتخب ممبران میں سے دو نے ٹی وی انٹرویو کے دوران صاف کہہ دیا کہ "ہم نے رائے دہندوں سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔" اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے ممبران پارلیمنٹ کا ذہن فرقہ وارانہ فسادات کے تصور سے بالکل پاک و صاف ہے۔ حالانکہ فرقہ وارانہ فسادات ملک کے لئے ایک ناسور ہے، ملک کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ مزدوروں، صنعت کاروں اور تاجروں وغیرہ کے لئے ہمت توڑنے والی بات ہے۔ وہ آدمی اپنی خوشی کے لئے کیوں دن رات محنت کرے جو یہ جانتا ہے کہ ایک دن لٹیرے ہمارا سارا مال و اسباب لوٹ کر لے جائیں گے۔ صرف مال ہی نہیں بلکہ ہماری جان اور عزت آبرو کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔

جاسوسی

وطن کے ساتھ غداری کی ایک قسم جاسوسی بھی ہے۔ یعنی اپنی حکومت کے معاملات اور اسرار سربستہ کی چپکے چپکے کسی غیر ملک کو اطلاع فراہم کرنا۔ خواہ وہ ملک کے اندرونی معاملات سے متعلق ہوں یا بیرونی معاملات سے۔

یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ مسز اندرا گاندھی کے دورِ حکومت میں جاسوسوں کی ایک ٹولی ان کے گرد جمع ہو گئی تھی۔ یہ سارے محکمۂ دفاع اور دیگر اندرونی و بیرونی محکمات کے اعلیٰ عہدوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان جاسوسوں کا پتہ مسٹر راجیو گاندھی کے دورِ وزارت میں لگا۔ یہ ایک ایسا سنگین معاملہ ہے کہ اس سے مسز گاندھی کی سیاسی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ کیا پنجاب، کشمیر اور آندھرا پردیش کا بحران انھیں جاسوسوں نے

پیدا کھلایا تھا، اور مسز گاندھی معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکیں۔ یہ سوال ہر سیاسی مفکر کے سامنے آتا ہے، اور اس سے مسز گاندھی کی سیاسی بصیرت متاثر ہوتی ہے۔

دوسری بات جو ہر محب وطن ہندوستانی کو چونکا دیتی ہے، یہ ہے کہ ان جاسوسوں میں ایک بھی مسلمان نہیں۔ حالانکہ غداری وطن کا جب سوال آتا ہے تو عوام اور خواص کا ذہن سب سے پہلے مسلمانوں کی طرف جاتا ہے۔ یہ اور کہیں کے جاسوس ہوں یا نہ ہوں پاکستان کے جاسوس تو ضرور ہوں گے۔ لیکن حالیہ انکشاف سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کو خفیہ اطلاعات فراہم کرنے والے بھی یہی اعلیٰ ذات کے ہندو تھے۔ وہ پہاورانِ وطن جو مسلمانوں کے خلاف زور زور سے غداری کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں: ان کی آنکھیں اب تو کھل جانی چاہئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آنکھیں تو ان کی پہلے بھی کھلی تھیں مگر وہ سب دیکھی ان دیکھی کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ روس کے جاسوسوں نے ان کو بے نقاب کر دیا۔

ایک اور اہم سوال جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ روس جو ہندوستان کا سب سے قابلِ اعتماد دوست ہے اس کو مسز گاندھی کے دورِ حیات میں ان جاسوسوں کا پتہ نہیں چلا لیکن مسز گاندھی کے بعد یکایک جاسوسوں کا اس ٹولی کا پتہ لگ گیا۔ اہلِ نظر کو یہ معمہ مسز گاندھی کی سیاسی زندگی پر ایک نئے انداز سے غور و فکر کی دعوت دیتا ہے؟

"اے شرف تجھ کو خوش آمد کہتے ہیں اہلِ وطن"

جمال الدین جمال

پھول برساؤ سبھی ہے محفلِ ساز و سخن
یہ وطن سے کیمپ میں لائے ہیں پیغامِ وطن
اولیاء اللہ کے مرکز صوفیوں کے دیس میں
صبحِ کوکن میں رہی شامِ دکن بھی موجزن

ہم کو نازِ اِن پر ہے ہمدم، شاعرِ کوکن ہیں یہ
اللہ سے تابندہ ہماری محفلِ شعر و سخن
نام شرف الدین اِن کا اور تخلص ہے شرف
"کوکن" کو جو کہیں ہم پلۂ گنگ و جمن

ناریل کی باڑیوں میں، آم کے باغات میں
دیکھئے گا جلوہ گر حسنِ ازل کا بانکپن

کیمپ کی رنگیں فضاؤں نے نکھارے ہیں چمن
اے شرف تجھ کو خوش آمد کہتے ہیں اہلِ وطن

کیمپ ٹاؤن میں جناب شرف کے اعزاز میں منعقدہ جلسۂ عام میں پڑھی گئی۔

مہاراشٹر کی ۲۵ ویں سالگرہ
عظیم الشان پروگرام کی تیاریاں

یکم مئی ۸۵ء کو مہاراشٹر کی ۲۵ ویں سالگرہ کا سلور جوبلی تقریبات کے موقع پر ریاست مہاراشٹر کی ترقی کے سلسلے میں مشہور اداکاروں کے ذریعہ کلچرل پروگرام پیش کئے جائیں گے، جس کا اعلان راج بھون میں گورنر مہاراشٹر جناب ادریس حسن لطیف صاحب کی صدارت میں منعقدہ میٹنگ میں کیا گیا۔ اس موقع پر بمبئی میں پی ٹی اوشا کی دوڑ کے انعقاد کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ اس موقع پر شیواجی پارک اور شہر کے دیگر مقامات پر آتش بازی کا مظاہرہ بھی کیا جائے گا۔ ریاست کی معروف پارٹیوں کے ذریعہ لوک ناچ کا ثقافتی پروگرام بھی منعقد ہوگا۔ میٹنگ میں مشہور اداکاروں کے ذریعہ ریاست کے مختلف حصوں میں سلسلہ وار ثقافتی پروگرام کے انعقاد کا فیصلہ بھی کیا گیا۔

[illegible] ۸۵ء

نامہ نگار انقلاب کوکن بمبئی

ہندوستان میں آب رسانی کا نظام اور کوئلہ

ہندوستان میں بڑے بڑے دریا ہیں جو مغرب و مشرق اور جنوب و شمال کی طرف بہتے ہیں۔ ہندوستان کی قدیم آبادیاں انہیں دریاؤں کے کنارے آباد ہیں۔ ہندوستان کی پرانی قوم دراوڑین بھی دریائے سندھ کے کنارے آباد تھی۔ موہنجوداڑو، ہڑپا اور ٹکسلا کے آثار دریا ہی کے کنارے پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی قدیم تہذیب دریاؤں کے کنارے پھلی پھولی تھی۔ آریہ جب ہندوستان آئے تو وہ بھی گنگا جمنا کے کنارے ہی آباد ہوئے۔ اس زمانے میں ہر دریا کی ایک مستقل حیثیت تھی۔ البتہ اس کی کچھ شاخیں بھی تھیں۔ جو چھوٹی چھوٹی ندیوں کی شکل میں بہتی تھیں۔ بڑے بڑے دریاؤں کا راستہ الگ الگ تھا۔ گنگا اور جمنا گنگوتری اور جمنوتری سے نکل کر سینکڑوں میل الگ الگ بہنے کے بعد الہ آباد آکر پریاگ کے مقام پر مل گئی ہیں۔ جہاں دور تک دونوں دریاؤں کا پانی کا رنگ الگ الگ نظر آتا ہے۔ ان دریاؤں کے الگ الگ بہنے کے باعث ایک کا پانی سے دوسرے علاقے کے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے اب بھارت کے محکمہ آب رسانی کا یہ منصوبہ ہے کہ نہریں کھود کر ہندوستان کے تمام دریاؤں کو ایک دوسرے سے ملا دیا جائے اور اس منصوبے پر عمل اپریل کے مہینہ ہی سے شروع کیا جائے۔ یہ ایک بڑا منصوبہ ہے۔ اس سے ہندوستان قحط و خشک سالی کی آفت سے بچ جائے گا۔ اس لئے کہ اس صورت میں ایک ندی کا پانی نہروں کے ذریعہ دوسرے علاقے میں پہنچا دیا جائے گا۔ محکمہ آب رسانی کا یہ کارنامہ یقیناً السنٹ بی اور انسلا کٹیک کے کارناموں سے ہزار درجہ بہتر اور کارآمد ہوگا۔

کوئلہ:

آج سے چند سال پہلے کوئلہ صرف ایندھن کے کام آتا تھا۔ لیکن اب جدید تحقیقات نے ایسے راز کھولے ہیں کہ اس کالی شے کی قدر و قیمت بڑھ گئی ہے۔ پہلے رنگ صرف پودوں اور درخت کی چھالوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اب جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ کوئلے میں پانچسو رنگ پائے جاتے ہیں۔ پہلے بادشاہوں کے کپڑے رنگنے کے لئے ایک سمندری کیڑے کا جو رنگ استعمال کیا جاتا تھا وہ رنگ بھی کوئلے میں پایا جاتا ہے۔

طبی نقطۂ نظر سے کئی دواؤں کی تیاری میں کوئلوں سے مدد ملتی ہے۔ سلفا دوائیں اور اسپرین کوئلے ہی سے تیار کی جاتی ہیں۔ جراثیم مارنے کے لئے جو دوائیں تیار کی جاتی ہیں ان میں بھی کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔ آج کوئلے سے خوشبو بھی حاصل کی جا رہی ہے۔ وینیلا خوشبو جس کا استعمال آج کل آئسکریم میں عام ہے کوئلے ہی سے ملتی ہے۔ اب شکر سے زیادہ شیریں اسکرین کوئلے ہی سے تیار کی جاتی ہے۔ اور یہ تو سب کو معلوم ہے ہی کہ ہیرا بھی کوئلے ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

ابھی تک قدرت کے یہ سارے خزینے زمین میں مدفون تھے مگر قرآن کریم نے کہا تھا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب زمین اپنے دفینوں کو اگل دے گی۔ والقت ما فیہا و تخلت وہ وقت آگیا اور قرآن کی صداقت ثابت ہو گئی۔

ڈاکٹر رشمی میور سے ایک ملاقات

(نمائندہ خصوصی نقش کوکن کے ذریعے)

ڈاکٹر رشمی میور، اربن ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ہیں۔ گذشتہ ۹ برسوں میں وہ ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لئے تین سو مضامین اور تین ضخیم کُتب لکھ چکے ہیں اور دو ڈاکیومنٹری فلمیں بھی اس ضمن میں تیار کر چکے ہیں۔ حال ہی میں ڈاکٹر میور اقوام متحدہ کی جانب سے پندرہ ممالک کا دورہ مکمل کرکے بمبئی لوٹے ہیں۔ آپ اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام کے ایڈوائزر رہے ہیں

بھوپال کے سانحہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر میور نے جذباتی انداز میں بتایا کہ ہزاروں افراد کے ہلاک ہو جانے کے بعد یونین کاربائڈ کو جرمانہ کیا جا سکتا ہے لیکن ہماری سرکار بھی اس کی ذمہ دار ہے کہ اس قدر خطرناک گیس کا کارخانہ ہندوستان میں کھولنے کی کیونکر اجازت دی گئی؟

انہوں نے بڑے افسوسناک لہجہ میں کہا کہ اگر صنعتی حفاظتی اقدامات نہ کئے گئے تو بمبئی میں نہ صرف بھوپال بلکہ ہیروشیما جیسا کوئی حادثہ خارج از امکان ہرگز نہیں ہے کیونکہ یہاں تو کیمیکل اور گیس کے کئی کارخانے اور ساتھ ہی ساتھ تارپور پلانٹ بھی موجود ہے آپ نے مزید زور دیا اور کہا کہ اگر بمبئی میں خدانخواستہ کوئی اس قسم کا حادثہ رونما ہوا تو لوگ بھوپال کو بھلا دیں گے۔ لہٰذا اس سے قبل ہی عوام اور سرکار کو حفاظتی اقدامات کرنے چاہیں۔

حفاظتی اقدامات سے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں میور صاحب نے بتایا کہ سب سے پہلے تو لوگوں کو ان کے آس پاس موجود کارخانوں ایشنوں سے متعلق جانکاری ضروری ہے اور انہیں اُن تمام سے حفاظت کے طریقے بھی بتائے جانے چاہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو علم ہونا چاہئے کہ کارخانے سے کتنی، کون سی اور کس قسم کی گیس فضا میں تحلیل ہو رہی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک متعین تناسب سے زیادہ گیس ہوا میں تحلیل ہو کر فضا کو آلودہ کر رہی ہے؟ عوام کو ماحولیاتی آلودگی کی رپورٹ روزآنہ ملنا چاہئے ایک چبھتے ہوئے سوال کے جواب میں کہ کیا سرکاری نیم سرکاری از نجی کمپنیاں صنعتی حفاظتی قانون کی پابندی کرتی ہیں؟ ڈاکٹر رشمی میور نے تلخ لہجہ میں کہا کہ نجی یا نیم سرکاری فیکٹریاں تو دور کی بات ہے خود سرکاری کمپنیاں بھی احتیاطی تدابیر اور حفاظتی قوانین کی برائے نام ہی پابندی کرتی ہیں۔

ڈاکٹر میور نے بتایا کہ اربن ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ وہ ماحولیاتی آلودگی کو دور کرنے کیلئے تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنے خیالات عوام تک پہنچا رہے ہیں۔ ان کے مضامین ہندی مراٹھی انگریزی کے روزناموں ماہناموں میں شائع ہوتے ہیں انہوں نے مزید ظاہر کی کہ وہ اردو داں حضرات تک بھی اپنا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں بشرطیکہ اردو کے صحافی حضرات ان تک پہنچیں، گفتگو کریں اور [illegible] دارے سے استفادہ حاصل کریں

پتہ:- اربن ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ،

۳۸- الف- میکر ٹاور، کف پریڈ- بمبئی ۴۰۰۰۰۵

کھلا پیچ

وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنا محاسبہ کرنا جانتی ہیں !

شمسہ کنول

ایک پٹھان تھے۔ حالات کی مار نے ایسا مارا کہ کھانے کے لالے پڑ گئے۔ مجبور ہو کر بھیک مانگنے لگے مگر اس انداز سے کہ مونچھیں تاؤ کھائے ہوئے تھیں، کمر میں تلوار بندھی تھی اور دستِ سوال دراز تھا۔ راہ میں ایک شناسا نے پوچھا کہ خاں صاحب! سائل بننا تو آپ کی مجبوری ہے مگر یہ تلوار کیوں؟ "اگر بھیک مانگے پر جھگڑا ہو گا تو!" یہ خاں صاحب کا جواب تھا!

آج کی دنیا میں تجارت صرف تین قوموں کے ہاتھ میں ہے یعنی یہودی، انگریز اور ہندو کاروبار میں سب سے آگے ہیں۔ دنیا میں ۳۰ ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اور حکومت کی باگ ڈور بھی مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں ہے مگر ان مسلم ملکوں کی تجارت پر بھی وہاں کے اقلیتی فرقوں ہی کا قبضہ ہے۔

دنیا کی تجارت پر دوسروں کا قبضہ کر لینا نہ کوئی سازش ہے اور نہ کوئی دھاندلی۔ بلکہ ہر تاجر قوم کا ہر فرد اس راز سے واقف ہے کہ تجارت میں سکوں کی دولت سے زیادہ اخلاق کا سرمایہ لگانا پڑتا ہے۔

چنانچہ قدیم چین کی ایک مشہور کہاوت ہے کہ "جسے مسکرانا نہیں آتا اُسے دکان پر نہیں بیٹھنا چاہئے۔"

دستور یہی ہے چلنے کا !

یہ بات چینیوں ہی پر منحصر نہیں بلکہ ہر غیر مسلم دکاندار اپنے گاہک کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتا ہے اور اگر گاہک کچھ خریدے بغیر اس کی دکان سے لوٹ جائے تب بھی اس کی پیشانی پر شکن نہیں آتی۔ وہ اپنے گاہک کی فرمائش پر مطلوبہ مال کے مختلف رنگ و ڈیزائن دکھاتے نہیں تھکتا بلکہ اس کی زبان پر یہی کلمہ رہتا ہے کہ "دیکھئے صاحب، ضرور دیکھئے دیکھنے کا کوئی پیسہ نہیں!" دکاندار کے اس صبر و تحمل اور اچھے اخلاق کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گاہک اس دکان کے کسی نہ کسی مال پر ریجھ [illegible] ہی جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ خرید ہی لیتا ہے یعنی، دکاندار کی خوش اخلاقی رائیگاں نہیں جاتی ـــ مگر مسلمان دکاندار کی پہلی ادا تو یہ ہو گی کہ کچھ دیر تک تو وہ گاہک کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو گا، اگر اخبار پڑھ رہا ہے تو اخبار پر سے نظریں نہیں اٹھائے گا، کسی دوست سے بات کر رہا ہے تو بات جاری رکھے گا اور اگر نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے تو گاہک سے جھڑک کر کہے گا "دیکھتے نہیں نماز کا وقت ہے!" یعنی دل ڈھا کر کچھ بتانا مسلمان دکاندار کا شیوا ہے۔ اگر وہ اپنے گاہک کی طرف متوجہ بھی ہو گا تو گاہک کی فرمائش پر ایک بار مال دکھانے کے بعد مال کی دوسری کوالٹی دکھاتے ہوئے کوفت محسوس کرے گا اور اگر گاہک نے ذرے چھان پھٹک سے کام

لیا تو چڑھ کر کہے گا خریدنا ہے یا نہیں ؟

پھل پھلار اور سبزی بیچنے والے مسلمان دکان دار تو بداخلاقی میں پی ایچ ڈی کئے ہوتے ہیں۔ جب ان کا گاہک ان کے مال یا ان کے بھاؤ سے مطمئن نہ ہو کر آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ اس پر آوازے کستے ہیں "ارے سیب کبھی کھائے بھی ہیں! ارے! تم یہ آم کیا کھاؤ گے! وغیرہ وغیرہ

یہ اس امت کا ذکر ہے جس کے نیک و عظیم پیغمبرؐ نے خوش خلقی کو نصف ایمان قرار دیا تھا!

مغربی ممالک میں دکان دار اپنی مرضی پر اپنے گاہک کی خوشی کو ترجیح دیتا ہے اور وہ اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ بادشاہ کی طرح گاہک بھی کبھی غلطی نہیں کرتا۔ مسلمان دکاندار کے سامنے اس کے گاہک کو شکریہ ادا کرنا پڑتا ہے جب کہ مغرب میں خود دکاندار اپنے گاہک کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مغربی ممالک کے دکاندار سال کے شروع ہونے پر اپنے مستقل گاہکوں کو کوئی کارآمد تحفہ ضرور دیتے ہیں اور آئندہ سال کے لئے بھی وہ اپنے اور گاہک کے رشتے کو مستحکم بنا لیتے ہیں۔ مسلمان دکان دار وقتی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور ایک ہی سودے میں محل بنانے کی سوچتا ہے جب کہ دوسرے اپنے عارضی گاہک کو بھی عمر بھر کے لئے اپنا گاہک بنائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں!

دراصل دکان داری میں صبر و تحمل اور قوت برداشت کی بڑی ضرورت ہوتی ہے اور افسوس یہ کہ یہ مال مسلمان کی دکان میں نہیں پایا جاتا۔

مسلمان دکاندار کو جاننا چاہئے کہ اسلام میں تجارت کو ایک پسندیدہ روزگار قرار دیا گیا ہے اور جب کہ تاجر اپنے معاشرے کا جزو اعظم ہوتا ہے اور اسلامی معاشرے کا معیار اخلاق ہی ہے۔ عربی کہاوت ہے کہ "درخت اپنے پھل سے، انسان اپنے دوست سے اور قوم اپنے اخلاق سے پہچانی جاتی ہے"! مسلمان نے اس عربی کہاوت سے کبھی سبق نہیں لیا مگر ہندو دکاندار رامائن میں کہی ہوئی اس بات پر آج بھی عمل پیرا ہے کہ "حسن اخلاق سے بہتر تقرب کا کوئی ذریعہ نہیں"! اسی لئے وہ راہ گیر کو بھی اپنی دل خوش کن آواز سے اپنی طرف متوجہ کر کے اپنے مال کے قریب لے آتا ہے اور اپنے مال کا مستقل گاہک بنا لیتا ہے۔

کارلائل نے بڑی اچھی بات کہی تھی کہ انسان کا اخلاق قانون سے زیادہ طاقت ور ہے! چنانچہ عیسائی اور یہودی اپنے اخلاق ہی کو اپنی سب سے بڑی قوت سمجھتے ہیں اور تمام دنیا میں اپنا کاروبار پھیلائے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کو اور خصوصی طور پر ہندستانی مسلمان کو یہ بات اپنی گرہ میں باندھ لینا چاہئے کہ مقابلے کی اس دنیا میں کامیابی کے لئے لازم ہے کہ میدان تجارت میں جب اترے تو پوری تیاری سے اترے تمام ساز و سامان کے ساتھ میدان میں آئے اور سامان وقت کی ضرورت کے مطابق ہو اور دکان میں حسین و جمیل مال سے زیادہ اپنے پاس حسن اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔

اس سعی و عمل کی دنیا میں دستور ہی ہے کہ
اخلاق سے جیتا کئے ہیں احسان سے مارا کرتے ہیں

خود چراغ بن اپنا!

ایک صاحب امریکا کے ایک ڈپارٹمنٹل اسٹور میں انسان کا دماغ خریدنے گئے۔ وہاں ہر ملک ہر مذہب اور ہر فرقے کے انسانوں کے دماغ موجود تھے۔ اسٹور کے سیلزمین نے انھیں بتایا کہ یہودی دماغ کی قیمت صرف ایک ڈالر ہے، انگریز دماغ کے دام چار ڈالر ہیں اور مسلمان دماغ ۲۹ ڈالر کا ہے! وہ صاحب یہ سن کر حیران رہ گئے۔ سیلزمین

ے کہنے لگے کہ یہودی قوم سے زیادہ ذہین دنیا میں دوسری کوئی قوم نہیں مگر یہودی دماغ اتنا سستا کیوں ہے؟ سکالر نے جواب دیا "اس میں حیرت کیا بات ہے۔ مسلمان نے زبور کی ایجاد کے بعد سے اپنے دماغ کو خرچ ہی کب کیا ہے۔ ان کے دماغ کا سارا مغز محفوظ ہے!"

ہندوستان کے مسلمان پچھلے کچھ برسوں سے بڑے جوش و خروش اور زور شور سے عید میلاد النبی مناتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو مسلم محلوں میں جلوس نکلتا ہے۔ جلوس بہت سے ٹرکوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ٹرک پر گندے، کثیف اور بے ترتیب کپڑوں میں ملبوس نوعمر چھوکرے ہوتے ہیں اور کم سن بچے بھی۔ ان سب کے حلیے بتاتے ہیں کہ وہ جھونپڑ پٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا مسلمانوں کے پسماندہ محلوں سے ــ انتہائی مکروہ آواز میں اور جارحانہ انداز میں وہ پیغمبر اسلام اور حضرت غوث پاک کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ جلوس کی قیادت عموماً نیم مذہبی اور مکمل طور پر سیاسی مسلم رہنما کرتے ہیں۔ اس طرح برس کا ایک دن بغیر کسی مقصد یا تعمیری بات کے شور و ہنگامے کی نذر ہو جاتا ہے اور دوسرے فرقوں کے لوگوں پر ایک برا تاثر چھوڑ جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بھیروی سدا بہار راگ ہے وہ کسی وقت بھی گایا جا سکتا ہے۔ وہ اپنا وقت آپ بنا لیتا ہے۔ اسی طرح اسلام میں نہ سالگرہ کی کوئی اہمیت ہے، نہ برسی کی اور نہ کسی یوم کو کوئی مقام دیا گیا ہے۔ پیغمبروں اور خلیفاؤں کی یاد کے لئے کسی ماہ و سال و وقت یا یوم کو مخصوص نہیں کیا گیا۔ ان کی یاد ہر وقت کے لئے موزوں ہے بلکہ ان کی تقلید کی ضرورت ہر لمحہ ہے۔

ہم میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو کہ جس نے ۲۵ دسمبر، گڈ فرائی ڈے یا کسی اتوار کی صبح کو عیسائی مرد عورتوں اور بچوں کو چرچ جاتے ہوئے نہ دیکھا ہو۔ سب نہائے دھوئے، زمانے کے فیشن کے مطابق صاف ستھرا، دیدہ زیب اور نگل لباس پہنے ہوئے اپنے علاقے کے چرچ میں عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ ان کے جانے اور آنے میں نہ شور ہوتا ہے نہ ہنگامہ اور نہ نعرے بازی ہی۔ وہ مہذب انداز میں خوش دلی کے ساتھ سرگوشیاں کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ ان کو دیکھنے والے ان کے وقار اور ڈسپلن سے مرعوب بھی ہوتے ہیں اور متاثر بھی۔

سوال یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی تیوہار یا فرائض اتنے صاف ستھرے اور باوقار انداز میں کیوں نہیں انجام دے پاتے؟ لفظ "محمد" قابلِ احترام ہے اور لاکھوں سلام کا مستحق ہے لیکن مسلمان صرف اس "لفظ" ہی پر زور دیتے ہیں اور اسی ایک لفظ کا جلوس سڑکوں پر نکالتے ہیں مگر "محمد" کا نعرہ لگانے والے مسلمان برس میں ایک بار بھی پیغامِ محمدؐ پر غور نہیں کرتے۔ محض محمدؐ کی امت سے ہونا نہ فخر کی بات ہے اور نہ مفید ہی۔ بلکہ محمدؐ کی بتائی ہوئی راہ پر چلنا باعثِ فخر بھی ہو سکتا ہے اور مفید بھی۔

بات دراصل یہ ہے کہ قدرت کے قانون میں نہ لچک ہے اور نہ رعایت۔ وہ تو اٹل ہے، وہ لیبل کی جانب دار نہیں وہ تو حق کی طرف دار ہے۔ اس کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ کون موسیٰؑ کی امت میں سے ہے اور کون عیسیٰؑ کی اور نہ اس کو اس سے غرض ہے کہ کون محمدؐ کا نعرہ لگا کر عید میلاد مناتا ہے اور کون رام کا نام لے کر رام نومی ــ قدرت جس کو اہل پاتی ہے اس کو دنیا کی نیابت سونپ دیتی ہے۔

دراصل ضرورت اس بات کی تھی کہ جو رہنما ہر برس عید میلاد جیسے جلوسوں کے محرک ہوتے ہیں وہ نادار اور تعلیم سے بے بہرہ مسلمانوں کو صراطِ مستقیم دکھاتے مگر وہ تو بھولے بھالے مومنوں کو تنگ و تاریک اور پیچ دار محلوں میں گھٹا کر ان کی زندگی کو اور زیادہ بھول بھلیاں میں گم کئے ہوئے رہتے ہیں۔ ادھر

اُمتِ محمدی کی یہ بھول بھی قابلِ افسوس ہے کہ وہ اپنے جن
رہنماؤں کو عالم سمجھتی ہے وہ عالم نہیں ہیں وہ تو اس کی جہالت
سے فائدہ اٹھانے والے تاجر ہیں۔ دوسری یہ بھول تو اور بھی
زیادہ افسوناک ہے کہ مسلمان صدیوں سے اپنی ہر تباہی کا
ذمہ دار اور دوسروں کو سمجھتا آیا ہے جب کہ اس کو تباہ کرتے
والے اس کے اپنے ہی ہیں غیر نہیں۔

دراصل قوم کی تعمیر میں محنت و مشقت، جاں سوزی
اور تپا مارنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جلوس، جلسے اور چراغاں
میدانِ عمل سے راہِ فرار دکھاتے ہیں اور مذہب کی غلط تفسیر
پیش کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ آج سے ایک صدی پہلے ہندوستان کا مسلمان
ترقیاتی فرقے سے ایک سو برس پیچھے تھا اور آج بھی وہ اپنے
پڑوسیوں سے ہر اعتبار سے ایک صدی پیچھے ہے۔ ہونا یہ چاہئے
کہ عیدِ میلاد سے متعلق جلسوں، جلوسوں اور چراغاں پر تمام
ملک میں ہر برس مجموعی طور پر جو خرچ ہوتا ہے اُس سے ہر سال
مسلمانوں کے لئے ایک پروجیکٹ کو عملی شکل دی جائے۔ ہندوستان
کی تقریباً ہر بستی میں خصوصی طور بمبئی جیسے بڑے شہر میں
مسلمانوں کی ہندو ریلیف کمیٹی جیسی کوئی مستقل جماعت
نہیں ہے جو کسی اجتماعی حادثے کے نتیجے میں لاوارث مسلمان
میتوں کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرسکے۔ نہ مسلمانوں میں
اجیتھانی مہیلا منڈل جیسا کوئی سماجی ادارہ ہے جو
مسلمان گھرانوں تک پہنچ کر غیر ضروری رسموں، رواجوں
بدعتوں اور تیوہاروں کے نام پر فضول خرچیوں نیز تلک
یعنی جوڑے اور ٹیکے جیسی تباہ کن رسم کو ختم کرنے کی کوشش
کرے اور نہ کوئی ایسی جماعت ہے جو غریب بستیوں میں رہنے والی
طلاق شدہ، بیوہ اور لاوارث عورتوں کو با روزگار اور کفیل بناسکے۔
آج کا مسلمان جب اپنوں ہی کے لئے کچھ نہیں کر پاتا تو پھر اُس

میں مانو سیوا سنگھ جیسی سبھا کہاں ہوگی جو انسانیت کے ناطے ہر فرقے
اور ہر برادری کی بروقت ضرورت سیوا کے لئے مستعد رہے۔

چنانچہ سڑکوں پر چراغاں کرنے سے پہلے مسلمانوں کو چاہئے
کہ پہلے اپنے اندھیرے گھر میں چراغ جلائے اور تب ہی ممکن
ہوگا کہ اپنے ہادی کے نام کا اندھیرے سے پہلے ہادی کے دیئے ہوئے
پیغام پر عمل کرے ؎

تو اے مسافرِ شب! خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی۔

عباس حسین، امروہوی
ایم۔ اے

زہریلی ادویہ - ایک لمحۂ فکریہ

دوسری جنگِ عظیم کے بعد دنیا میں زرعی پیداوار کو بڑھانے میں اگر کسی کیمیا نے اثر دکھایا ہوگا، وہ اس وقت کی تعجب خیز دریافت ڈی ڈی ٹی تھی۔ جسے ابتدا میں امریکی کاشتکاروں نے اپنی گندم کی کاشت کو ضائع کرنے والے کیڑوں کو ختم کرنے کیلئے استعمال کیا اور پہلے ہی سے کثیر زرعی آمدنی دنیا کی مارکیٹ میں چوگنی ترقی دلوانے میں کامیاب رہے۔ ساتھ ہی ملیریا جیسی مہلک بیماری کو ختم کروانے کے لئے مچھر مار یہ آزما کر ساری دنیا کو اس متعدی مرض سے راحت دلا کر عظیم کارنامہ انجام دیا تھا۔ وجہ تھی کہ امریکہ کی چند اہم عالمگیر کرشمہ ساز کمپنیوں نے جن میں ڈو [illegible] اور یونین کاربائیڈ قابل ذکر ہیں، ایک دوسرے کو کم تر بنانے کے لئے دنیا کے جریدوں اور روزناموں میں اشتہار بازی سے اپنی نئی جراثیم کش دواؤں کو الڈرین اور ڈائیلڈرین کے ناموں سے سر بازار لا کر اپنی تجوریاں بھرنی شروع کیں۔ اور مختلف کیمیائی کرشموں کی طرف دنیا کو صرف راغب ہی نہیں کیا بلکہ اپنی ذہانت کا لوہا بھی منوایا۔

تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک نے بھی امریکہ کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی زرعی پیداوار بڑھانے میں ان کیمیا کی صرف درآمد ہی نہیں کی بلکہ آہستہ آہستہ ان امریکی سرمایہ داروں کو اپنے ممالک میں ان کمپنیوں کی شاخیں کھولنے کی اجازت دینا شروع کی، جن میں یونین کاربائیڈ، [illegible]، گلیکسو وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے چند تو مضر صحت دواؤں کی تیاری تک ہی محدود نہیں ہیں۔ کاربائیڈ کمپنی پیٹرو کیمیکل کامپلیکس کے بعد ایگرو کیمیکل یعنی زرعی کیمیا بنانے میں آگے بڑھی۔

بھارتی سرمایہ دار جو چند سالوں سے چند برٹش کمپنیوں کا ساتھ دے کر امریکی سرمایہ داروں کا مقابلہ پیٹرو کیمیکل کے میدان میں کر چکے تھے اب جراثیم کش دوا کی فیکٹریاں بنانے پر [illegible] ہوئے۔ ان میں اروند مفت لال سر فہرست ہیں۔

امریکی صحت عامہ کی ۱۹۷۵ء کی سالانہ رپورٹ کے مطابق اس وقت کی کل ۲۱۶ ملین امریکی آبادی میں سے ہر چار میں ایک فرد کینسر جیسے مہلک مرض میں مبتلا پایا جاتا ہے۔ یہ مرض جو انیسویں صدی میں مہلک بیماریوں میں آٹھویں نمبر پر تھا اس بیسویں صدی میں دل کی بیماریوں کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ جان ہیگنسن جو کینسر کی عالمی ریسرچ ایجنسی کے ڈائریکٹر ہیں۔ اپنی رپورٹ میں ڈی ڈی ٹی، الڈرین اور ڈائیلڈرین جیسے جراثیم کش دواؤں کو یا Pesticides کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

۱۹۶۲ء کے اوائل میں ایک خاتون ریچل کارسن اپنی مشہور کتاب "خاموش بہار" میں لکھتی ہیں "یہ کیمیا، جو زرعی پیداوار کے کیڑے مارنے کیلئے استعمال ہو رہی ہیں وہ صرف ان کیڑوں تک ہی محدود نہیں بلکہ سود مند کیڑوں

پھیلیں۔ آندھرا پردیش میں ان دواؤں کو ہلاک کر دینے والے انسانی اجسام تک بھی ان کی رسائی مختلف ذرائع سے ہو رہی ہے۔

ذی حس امریکی باشندوں نے اس بڑھتی ہوئی بیماری کو روکنے کے لئے ان آدم کش امریکی سرمایہ داروں کے خلاف مقدمات دائر کئے۔ U.S.A (متحدہ ریاستہائے امریکہ) کی عدالت کے ججوں کو ڈی ڈی ٹی کے خلاف فیصلہ دینے میں مختلف ماہرین کی رپورٹوں کا سہارا لے کر مکمل سات سال لگے تب کہیں اس کے استعمال کو امریکہ کے اندر پابندی لگانے کا حکم صادر کرنے میں کامیابی ہوئی۔ تو ایلڈرین اور ڈائلڈرین کو ممنوع قرار دینے میں چھ سال کا عرصہ لگا۔

۱۹۷۵ء کا وہاں کے فاضل جج PERL MAN کا فیصلہ اگر تفصیل سے پڑھا جائے تو ان آدم کش دواؤں یا بظاہر پانی جانے والی ہر ملک نت نما Pes کے زیر پردہ آدم زاد پر ہونے والے اثرات کا پردہ فاش ہونے میں کافی مدد ملتی ہے۔

چند ہی سالوں میں عالمی صحت عامہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ یہ جراثیم کش کیمیا تیسری دنیا میں ہر منٹ پر ایک فرد کو زہر آلود کر رہی ہے، اور کینسر جیسی مہلک بیماریوں کی طرف گھسیٹ رہی ہے، لہٰذا امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر نے اپنی کرسی صدارت کو چھوڑنے سے صرف پانچ دن قبل یونین کاربائیڈ، شیورلین، ڈوہ جیسی کمپنیوں کے برآمد کرنے کے پروانے منسوخ کروائے۔ اس طرح یہ کیمیا تیسری دنیا میں نہ بھیجنے پر پابندی عائد ہوئی۔

ڈی ڈی ٹی، ایلڈرین اور ڈائلڈرین کو امریکہ میں مضر صحت قرار دیا گیا۔ مگر ہمارے ماہرین کی رائے اس کے برخلاف اب بھی قائم ہے۔ گذشتہ سال کے اکتوبر میں ہریانہ کے تقریباً دس ہزار کاشتکاروں کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے وہاں کے Head of Entomology نے یہ ادویہ استعمال کرانے پر زور ہی نہیں دیا بلکہ سرکار سے مانگ کی کہ شاید انھیں دلوائی

ضلع رتناگری کے ایگریکلچر یونیورسٹی کے ڈاکٹر ساوی سے اتفاق نہیں جنھوں نے کھیتوں میں پائے جانے والے مینڈک اور چھوٹی مچھلیوں کی حفاظت پر زور دیتے ہوئے ایسی زہر آلود کیمیا کے استعمال کروانے پر اپنی رپورٹ جون ۱۹۸۲ء میں شائع کی تھی۔

کھیتوں میں یہ کیمیا پھیلانے کا کام عام طور پر غیر ذمہ دار، کم اُجرت والے غریب مزدوروں کو سونپا جاتا ہے۔ جو بیچارے ناتجربہ کار ہی نہیں بلکہ لاعلم بھی ہوتے ہیں۔ نہ انھیں دستانے مہیا کئے جاتے ہیں نہ پاؤں کی حفاظت کے لئے خصوصی جوتے اور نہ ہی ناک و سانس کی حفاظت کیلئے خصوصی جالی دار کپڑا۔

ایک جگہ تو بیچارے ان غریب مزدوروں نے خالی ڈبوں کو پینے کے پانی کے لئے استعمال کیا اور جام اجل ہی نوش کر گئے۔

جب یہ ادویہ کھیتوں میں پھیلائی جاتی ہیں اس وقت ہوا میں بھی پھیل کر دور دور تک پہنچ جاتی ہیں اور پینے کے پانی کے کنویں اور چھوٹی ندی نالوں میں بہہ کر اس پانی اور ہوا کو زہر آلود کرتی ہیں۔

جو فیکٹریاں ایسی زہر آلود کیمیا پیدا کرتی ہیں ان کے آس پاس کا ماحول بھی زہر آلود ہو جاتا ہے۔ کام کرنے والے مزدور چند دنوں کے اندر مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ انھیں جلدی امراض اور کینسر جیسے مہلک امراض قابل ذکر ہیں۔

یونین کاربائیڈ اور نوسل کارخانہ کے اطراف پائی جانے والی ہریالی چند دنوں کے اندر ہی غائب ہو گئی تھی۔ تراپے میں یونین کاربائیڈ سے باہر جانے والا غیر استعمال شدہ پانی آس پاس رہنے والے جھونپڑپٹی کے باشندوں کو کتنے مہلک امراض بخشتا جا رہا ہے یہ وہاں کام کرنے والے اور رہنے والے مزدور بخوبی جانتے ہیں۔

اگر لوٹے مال پر شیورام ہیتے گمشدہ تھی نوسل کمپنی کیلئے

زہر آلود پانی جگ بوڈی یا وشسٹی میں چھوڑا جائے گا تو وہاں مچھلی پکڑ کر روزگار حاصل کرنے والے ماہی گیروں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ اسی طرح باشندگانِ ساحل جگ بوڈی یا وشسٹی والوں کو ذائقہ دار مچھلیوں سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

زہر آلود TOXI گیس چھوڑنے والی چمنی کے دھوئیں سے فیکٹری کے آس پاس بسنے والے انولوبل داجبل پیٹے ازگنی پرشورام لوٹے پورنگی شیوں موررونڈے اور دوسرے گاؤں کے لوگوں کے اپنی محنت کی کمائی سے پروان چڑھائے ہوئے کاجو، کوکم اور ہاپوس آموں کے باغوں کا کیا حشر ہوگا یہ ہم اور آپ بہتر جانتے ہیں۔

جن خطوط، مراسلات، مضامین اور سوالات وغیرہ میں بھیجنے والے کا پورا نام و پتہ درج نہ ہو ادارہ انہیں شائع کرنے سے قاصر ہے۔

مہر مرصلائی

سورۂ فاتحہ

مہر صاحب ایک کہنہ مشق اور صاحبِ دیوان شاعر ہیں۔ آپ کی عمر عزیز کا بڑا حصہ دشتِ شاعری ہی کی سیاحی میں گذرا ہے۔

مہر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ "نقشِ کوکن" کیلئے ہر ماہ ایک نظم عنایت فرمائیں گے، جس میں تاریخی واقعات اور مقامات کا ذکر ہوگا۔ اس ماہ سورۂ فاتحہ کے منظوم ترجمے سے اس سلسلہ کی ابتدا ہو رہی ہے۔

امید ہے کہ یہ سلسلہ پسند کیا جائے گا۔

ہم تھامتے ہیں دامن اللہ کی اماں کا
شیطان سے۔ جو ہے دشمن، ایمان و جسم و جاں کا
(اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم)

عزم و یقیں کو لے کر آغاز کر رہے ہیں
لیتے ہیں نام نامی، رحمٰن و مہرباں کا
(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حمد اس کی پوری پوری ممکن نہیں کسی سے
خالق، قدیر، رازق، رب ہے وہ دو جہاں کا
(الحمد للہ رب العٰلمین)

رحم و کرم میں اس کا ثانی نہیں ہے کوئی
(الرحمٰن الرحیم)
روزِ جزا کا مالک، مختار این و آں کا
(مالک یوم الدین)

شانِ عبودیت سے جھکتا ہے اس کے آگے
(ایاک نعبد)
محتاج سارا عالم ہے اس کے آستاں کا
(و ایاک نستعین)

دنیا کے اس سفر میں مل جائے راہ سیدھی
(اھدنا الصراط المستقیم)
یعنی جو راستہ ہے انعام جاودان کا
(صراط الذین انعمت علیھم)

غیظ و غضب کی منزل ہو جائے دُور اتنی
سایہ پڑے نہ ہم پہ گمراہ کارواں کا
(غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین)

ایجاب اور دعا میں، اے مہر، ہو نہ دوری
فضلِ خدا سے اُٹھے یہ فرق درمیاں کا
(آمین)

Film star Dilip Kumar presided over and Saira Banu was the chief guest at the Royal Educational Society's fund raising programme held at Borli Panchatan Dist. Raigad on 26-1-85. (L to R) Dr. Undre (society's president), Dilip Kumar, Saira Banu & Principal Dr. A. A. Munshi.

Mr. A. Razak Osman with cap on, seen with Dilip Kumar and Dr. Undre. Mr. Osman belonging to Borli Panchatan specially came for this function with his family from Cape Town. He played an important role in organising the fund raising for the School.

Mrs. Asima Javed Darway inaugrating a section of "Fun Fair & Exhibition", organised by the Progressive Education Society, Malegaon, on 15th Dec. 1984.

Asif Mushtaque Naik, who comfortably emerged a trimphant champion at the St. Peter's School Annual Athletic Meet, being congratulated by the Chief Guest Mr. J. Riberio. the police commissioner of Bombay.

A. R. Y. SURVE

SHEHNAZ SHAIKH
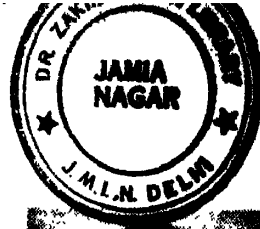
(See Page No 43)

DR. RASHMI MAYUR

(See Page No. 8)

اڑن طشتریاں

تلخیص و ترجمہ: مقداد اوکئے مہلہ

چند اہم ہستیاں جیسے جمی کارٹر، کیپٹن لارنس اور باب ٹیلر وغیرہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے اڑن طشتریوں کو بذاتِ خود دیکھا ہے۔ دوسری جانب بعض افراد اڑن طشتریوں کو محض بکواس سمجھتے ہیں۔ امریکہ جیسے بڑے ملک کی ہوائی افواج، جدید سائنسی آلات سے لیس ہونے کے باوجود بھی اس راز کو مٹانے میں ناکام رہیں۔

پہلی مرتبہ ایک امریکی تاجر کینتھ ارنالڈ نے واشنگٹن میں اڑن طشتری دیکھی۔ اس کے بعد بہت سارے دیگر افراد بھی مختلف مواقع پر اڑن طشتری دیکھنے کا متضاد دعویٰ کرتے رہے۔

بعد ازاں خلائی دور شروع ہوا۔ مختلف ممالک اپنے اپنے مصنوعی سیارے خلاء میں بھیجنے لگے، تحقیقات ہوئیں اور یہ سمجھا جانے لگا کہ زمین کی مخلوق کے علاوہ خلاء میں کسی سیارے پر کوئی اور مخلوق آباد ہے اور یہ اڑن طشتریاں مخلوقاتی دنیا والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے چھوڑتے ہیں۔ لیکن اس خیال کو تسلیم نہیں کیا گیا کیونکہ اگر یہ طشتریاں خلاء سے زمین کی حدود میں داخل ہوتی ہیں تو اتنے سارے مصنوعی سیاروں کی مشینیں، راڈر وغیرہ کیا اس بارے میں زمین کے مراکز میں اطلاعات فراہم نہیں کرتیں؟ لہٰذا ان ساری چیزوں سے الگ سائنسدانوں نے اپنی اپنی تحقیقات کیں اور مختلف نظریات پیش کئے۔ جن میں سے دو اہم نظریات ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

پلازمہ کا نظریہ:-

سوویت روس کے سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے پیش کیا کہ ایک بڑے ہال میں، جسے بیرونی ماحول سے بالکل الگ کیا گیا تھا، مصنوعی طور پر اسی طرح کا ماحول بنایا گیا تھا۔ اس مصنوعی ماحول میں سے الٹرا وائلیٹ شعاعیں گزاری گئیں جس کے نتیجے میں اندر موجود تمام گیسیں ایک نقطہ پر مرکوز ہوتے لگیں۔ مسلسل شعاعیں گزارنے پر یہ گیسیں پہلے کرہ کی شکل اختیار کرتیں اور پھر آہستہ آہستہ طشتری نما ہالے بنتے جاتے یہ ہالے بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتے جاتے تھے ساتھ ہی ساتھ نیچے کی جانب کو آرہے تھے۔ لیکن جیسے ہی زمین کو چھو جاتے یہ ہالے یکایک غائب ہو جاتے۔ کیونکہ یہ گیسیں ایک خاص برقی بار رکھتی تھیں جو زمین کے چھو جاتے ہی معتدل ہو گئی اور یہ ہالے غائب ہو گئے۔

ان تمام شواہد کے بعد بھی ایک مسئلہ یہ آتا ہے کہ اگر الٹرا وائلیٹ شعاعیں فضا میں سے گذرنے پر اس قسم کا ردعمل ہوتا ہے تو کرہ ہوا کے اوپری حصے میں جہاں مسلسل یہ شعاعیں اثرپذیر ہوتی ہیں تو وہاں اس قسم کی طشتریاں کیوں نہیں بنتی؟ اس کے جواب میں یہ پیش کیا گیا کہ ایسی طشتریاں بنتی ہیں لیکن بہت چھوٹی اور کم روشن جو ہماری نظروں سے اوجھل رہتی ہیں صرف جو بڑی بڑی طشتریاں بنتی ہیں وہی ہی ہمیں نظر آتی ہیں۔

پتنگوں کا نظریہ :-

یہ نظریہ ڈاکٹر فلپ اور ڈاکٹر مائکن جو ریڈ اگی حیاتیاتی تحقیقات کی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں انہوں نے پیش کیا۔

اس نظریہ کے مطابق اڑن طشتریاں ایک قسم کا سراب (نظروں کا دھوکہ) ہیں۔ جب ایک خاص قسم کے پتنگے، جو اکثر غول کی صورت میں پائے جاتے ہیں خلاء میں اڑتے ہیں تو برقی میدان کی وجہ سے ان میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو صرف سطحی حد تک ہوتا ہے جس سے نیلی نیلی روشنی ایک طشتری نما صورت میں ہمیں دکھائی دیتی ہے اور جسے ہم نے اڑن طشتری کا نام دے رکھا ہے۔ اس کے جواز میں ان دونوں کا کہنا ہے ۱۹۶۵ اور ۱۹۶۸ کے عرصہ میں بہت مرتبہ اڑن طشتریاں نظر آئی تھیں اور اسی عرصہ میں امریکہ اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں میں اس قسم کے پتنگے بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اپنے پیش کردہ نظریے کو ثابت کرنے کے لئے ان دونوں سائنس دانوں نے اس قسم کے پتنگوں کو مصنوعی برقی میدان میں چھوڑ دیا جیسے جیسے یہ پتنگے برقی میدان سے گذرتے تھے ارتعاش پیدا ہوتا تھا اور جس سے نیلی روشنی پیدا ہوتی تھی۔

برقی طوفانوں کے دوران یہ پتنگے اونچے مقامات پر ہوائی جہازوں کے بازوؤں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ اڑ کر بھاگ جاتے اور جیسے ہی خلائی برقی میدان سے ہو کر گذرتے وہی نیلی روشنی پیدا ہوتی اور جب کبھی یہ ہمیں نظر آئے ہم اڑن طشتریاں کہنے لگے۔ جیسے ہی یہ برقی میدان پار کر لیتے یہ روشنی غائب ہوتی اور ہم سمجھتے رہے اڑن طشتری واپس اپنے مرکز پر پہنچ گئی۔ اس تجربہ کے دوران ایک اور مشاہدہ یہ کیا گیا کہ جب ایک پتنگا برقی میدان میں آجاتا تو جو نیلی روشنی پیدا ہوتی اسے ۷۰۔۶ میٹر کے فاصلے سے آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے لہٰذا جب اس

جناب ساحرؔ شیوی سے انٹرویو

انجم عباسی

ساحرؔ صاحب کا پورا نام عبداللہ محمد پالیکر ہے۔ وہ ضلع رتناگری کے ایک گاؤں تعلقہ کھیڈ میں ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ اُردو کے ایک منفرد انداز کے شاعر داؤد غازی مرحوم کا آبائی وطن بھی یہی گاؤں تھا۔ ساحرؔ ابھی دو ڈھائی سال ہی کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی ماں اور شفیق چچا نے انھیں پالا پوسا۔ نیشنل ہائی اسکول داپولی ضلع رتناگری سے ۱۹۵۳ء میں ایس ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ چونکہ ساحرؔ کی ابتدائی زندگی بڑی کس مپرسی کے عالم میں گزری، اس لئے وہ سلسلۂ تعلیم کو آگے جاری نہ رکھ سکے، اور تلاشِ معاش میں ۱۹۵۵ء میں مشرقی افریقہ چلے گئے۔ مشرقی افریقہ میں نیروبی میں کچھ عرصہ قیام رہا۔ پھر فکرِ معاش نے انھیں Kisumu پہنچایا، جو کینیا میں لیک وکٹوریہ کے کنارے آباد ہے۔ اسی شہر سے ان کی کاروباری زندگی کا آغاز ہوا۔ آج وہ وہاں کی مشہور ٹرانسپورٹ سروس کے حصہ دار ہیں اور بڑی آسودہ و کامیاب زندگی گذار رہے ہیں۔ "نیم شگفتہ" اور "وقت کا سورج" ان کے دو شعری مجموعے ہیں جو اہلِ قلم سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

انجم عباسی: آپ نے شاعری کا آغاز کب کیا؟ آپ کی شاعری کے آغاز کے محرکات کیا تھے؟ آپ نے کس سے مشورۂ سخن کیا؟

ساحرؔ شیوی: میں نے اپنی پہلی غزل اس وقت کہی جب میں نویں درجے میں پڑھتا تھا۔ اس وقت میری عمر سترہ سال تھی۔ اس غزل کا محرک فردوس ہائی اسکول کا سالانہ جشن تھا۔ اس جشن میں ایک طرحی مشاعرہ بھی شامل تھا۔ غزل کے اشعار بے وزن تھے۔ مگر میں نے انھیں مشاعرے میں سنائے۔ اس وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں نے کوئی معرکہ سر کر لیا ہو۔ وہی غزل میں نے جناب حسرتؔ علی شیوی کو دکھائی۔ جب میں تلاشِ معاش میں بمبئی پہنچا تو مولانا قمرؔ نعمانی صاحب کی صحبت نصیب ہوئی۔ افریقہ جانے کے بعد بھی ڈاک کے ذریعہ ان سے مشورۂ سخن لیتا رہا۔ ۱۹۶۲ء میں محترم کالی داس گپتا رضاؔ سے ملاقات ہوگئی۔ قمرؔ صاحب کی اجازت سے میں اپنا کلام رضاؔ صاحب کو دکھانے لگا۔

انجم عباسی: آپ کن کن شعراء سے متاثر رہے ہیں؟

ساحرؔ: حضرت قمرؔ نعمانی، جناب کالی داس گپتا رضاؔ، علامہ سیمابؔ اکبرآبادی، فیض احمد فیضؔ اور سلام مچھلی شہری کے کلام نے کافی متاثر کیا۔

انجم عباسی: کیا شاعری کیلئے علم عروض کا جاننا ضروری ہے؟

ساحرؔ: ویسے علم عروض کو جانے بغیر بھی کچھ لوگ شاعری کر لیتے ہیں مگر وہ اس راہ کے پیچ و خم سے ناواقف رہتے ہیں۔ انھیں خود اپنی غلطیوں کا علم نہیں ہوتا۔ مجھے خدا کے فضل و کرم سے حضرت قمرؔ نعمانی اور کالی داس گپتا رضاؔ جیسے قابل اور علم عروض پر دسترس رکھنے والے اساتذہ ملے۔ علامہ سیمابؔ اکبرآبادی کی علم عروض اور جوشؔ ملسیانی کی اصلاحی کتابوں سے بھی میں نے استفادہ کیا

اوران کتابوں کے مطالعے سے ہی میں نے یہ شدت سے محسوس کیا کہ شعر گوئی کیلئے علم عروض کی واقفیت ضروری سی ہے۔

انجم عباسی: آج ادب کے تقاضے کیا ہیں؟

ساحر شیوی: زندگی کے مسائل کی عکاسی ادب کا سب سے بڑا تقاضہ ہے۔ سماج کے مختلف طبقات میں معاشی تفریق، سیاسی وسماجی ناہمواریت کے خلاف آواز اٹھانا اور انسانی اقدار کی ترویج وبقا کی کوششیں کرنا عصری تقاضے ہیں۔

انجم عباسی: جدید شاعری میں آپ کن شعراء کو پسند کرتے ہیں؟

ساحر شیوی: جناب ن م راشد، میراجی، مظہر امام وغیرہ میرے پسندیدہ جدید شعراء ہیں۔

انجم عباسی: کیا آزاد نظم کو شاعری کا نام دیا جاسکتا ہے؟

ساحر: جس شاعری میں وزن نہ ہو اسے کسی صورت میں شاعری کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ آزاد نظم میں قافیے کی پابندی لازم نہیں مگر وزن کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تجربہ ہو، لَے نہ ہو تو وہ صرف نثر ہے شاعری نہیں۔ چاہے پھر وہ آزاد نظم ہو یا آزاد غزل۔

انجم عباسی: کوکن اردو رائٹرز گلڈ کا قیام کب عمل میں آیا؟ اس گلڈ کے مقاصد کیا ہیں؟ کوکن اردو رائٹرز گلڈ (شاخ نیروبی) کے تحت کون کون سی کتابیں شائع ہوئی ہیں؟

ساحر: مرحوم داؤد غازی کا مجموعۂ کلام میں نے اکٹھا کیا اور اس کی اشاعت کے سلسلے میں کوششیں شروع کیں۔ اور اردو رائٹرز گلڈ کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۸۳ء میں اس کی ایک شاخ نیروبی میں قائم کی گئی۔ کوکن کے ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کی اشاعت کیلئے یہ رائٹرز گلڈ وجود میں آیا ہے۔ نیروبی شاخ ۸ ممبران پر مشتمل ہے۔

تشعاع ادل، ہمارا نشر کی ادبی و تہذیبی قدریں وقت کی حیات، پتھر اور لہو کے چراغ یہ کتابیں شائع ہو گئی ہیں۔ کوکن کے بزرگ شاعر جناب عارف بانکوٹی اور جناب پرویز باغی کے شعری مجموعے طباعت کے مرحلے میں ہیں۔

پروفیسر غلام محمد جیلانی خادم صبا

”بیادِ داؤد“

تو مداوائے غمِ امروز و فردا تو نہ تھا
تو مگر تھا ایک مخلص مونسِ بے چارگاں

تو نہ تھا علیسی النفس، یہ اک حقیقت ہی سہی
تو ہمیشہ رہا ہے دردمندِ بے کساں

تو نہ تھا سقراط و افلاطون نہ بطلیموس تھا
تھی مگر واضح تیرے افکار کی گہرائیاں

تو بشر تھا، عیب سے آزاد ہو سکتا نہ تھا
تھا مگر تو پردہ دارِ عیب و نقصِ دیگراں

تو سراپا عشق تھا ہر حال میں ہر رنگ میں
آج بھی تو ہے تیری جا درقطارِ عاشقاں

ہم نے ہر اک موڑ پہ پائی ہے تجھ سے رہبری
تھی صدا تیری جرس برگوشِ ”ہم آوارگاں“

تُو تو ہر محفل میں بزلہ سنج و نغمہ ریز تھا
اب ہے عالم یاس کا، اب لحنِ داؤدی کہاں

ہے حدودِ عالمِ امکاں میں شوریدہ صبا
اور تم محوِ سفر ہو از مکاں تا لامکاں

نہ حلقہ یارانِ داؤد خلیفے

اِصلاحِ سخن

از: واحد محسن

اس غزل کی اصلاح ناگپور کے مشہور و معروف بزرگ شاعر مرحوم طرفہ قریشی صاحب نے اس وقت فرمائی تھی جب مرحوم بقیدِ حیات تھے۔ محمود شاہد صاحب "عصری آگہی" کے ادیب ہیں۔ ساتھ ساتھ شاعری سے بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے تحریر کردہ افسانے "شب خون" جیسے موقر جریدہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ بہت کم لکھتے ہیں بہت خوب لکھتے ہیں۔ بزم شعر و ادب کوکن کی ماہانہ نشستوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ گو کہ ان کا تعلق کوکن سے نہیں ہے۔ ان کا آبائی وطن کرپہ (آندھرا پردیش) ہے۔

(واحد محسن)

غزل — محمود شاہد | توجیہ و اصلاح — مرحوم طرفہ قریشی

غزل	توجیہ و اصلاح
تربتر جسم ہو گیا ✓ وہ لہو میں ڈبو گیا ✓ انقلابی تھکا ہوا ✓ نرم بستر پہ سو گیا ✓	تمام اشعار درست ہیں محمود شاہد کی فکرِ شعر اور کوشش قابلِ دید ہے
عہدِ رفتہ کا آدمی ✓ ~~کن سرابوں میں کھو گیا~~ کن خلاؤں میں کھو گیا	سرابوں سے زیادہ خلاؤں میں قریب المعنی ہے۔
زندگی اور موت کا ✓ فاصلہ ختم ہو گیا ✓	یہ غزل فاعلن مفاعلن کے درمیان ایک کلمۂ سبب بروزن "فع" کا اضافہ کر کے تیار کی گئی ہے۔ اور غزل محمود شاہد کی اپنی ایجاد کردہ بحر میں ہے۔ مگر محمود نے اسے اول تا آخر پوری ذمہ داری کے ساتھ نبھایا بھی۔ یہ بھی کمال ہے۔
مل کے سب سے گلے ملے بیج نفرت کے بو گیا	
مجھ کو شاہد نہیں پتہ میرا کیوں نام ہو گیا	پوری غزل تاثر سے خالی ہے۔ شعر کا تاثر ہی شاعر کو زندہ رکھتا ہے۔ اس کے لئے شاہد کو خیال رکھنا چاہئے ط۔ ق (مرحوم)

افسانچہ

ٹھوکر

نوگل بھارتی
دڑدلی ـ ضلع رائے گڑھ

ہمارے پڑوس میں ایک رئیس رہتے تھے۔ ان کے گھر اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ اگر کچھ کمی تھی تو اک اولاد کی۔ انھوں نے اولاد کی خاطر کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آخر کار پروردگارِ عالم کو رحم آ ہی گیا۔ اس نے رئیس کو ایک چاند سی بیٹی عنایت کی۔ گھر میں گھی کے چراغ جل اٹھے۔ شادیانے بجنے لگے۔ دریا سخاوت رقص کرنے لگی۔ غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلایا گیا۔ رشتے داروں کو انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ الغرض اس روز محلّے کا ہر کوئی شاداں و فرحاں تھا۔ والدین نے چاند سلطانہ نام رکھا۔

چاند سلطانہ واحد اولاد ہونے کی بدولت ماں باپ کی بے حد پیاری تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چاند سلطانہ کا مزاج ہفت افلاک پر پہنچ گیا۔ وہ اپنے رشتے داروں سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتی تھی۔ محلے کا کسی لڑکی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ اپنے خادموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا گویا وہ اپنی توہین سمجھتی تھی۔

چاند سلطانہ کے اس رویے سے ہر کوئی نالاں تھا مگر کیا کرتے۔ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے۔ جب کوئی خیر خواہ چاند سلطانہ کے متعلق شکایت کرتا تو ماں باپ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے، ایک دن خود بخود راہ پر آ جائے گی۔ آخر تنگ آ کر رشتے داروں نے کچھ کہنا ہی چھوڑ دیا۔

ابھی چاند سلطانہ نے جوانی کے میدان میں قدم رکھا ہی تھا کہ گاؤں میں چیچک کی وبا پھیل گئی۔ چیچک کی زد سے کوئی نہ بچ سکا۔ ہزار ہا احتیاط کے باوجود چاند سلطانہ بھی چیچک میں مبتلا ہو گئی۔ اور ایسی مبتلا ہوئی کہ اس کا بچنا بھی محال ہوا۔ سب کو فکر لاحق ہو گئی کہ کہیں پھر گھر بے چراغ نہ ہو جائے۔ والدین نے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

سلطانہ بیماری سے تو بچ گئی مگر اس کے چہرے کے بدنما داغ نہ مٹ سکے۔ جب چاند سلطانہ نے غسلِ صحت کے بعد قدِ آدم آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر زلفوں کو سنوارنا چاہا تو آئینہ میں اپنا سراپا دیکھ کر اپنا چیچک زدہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ چاند سلطانہ کا رونا کسے پسند تھا۔ سب لوگ اس کی جانب دوڑ پڑے۔ اور رونے کی وجہ پوچھنے لگے۔ جب سلطانہ نے اپنے رونے کا سبب بتایا تو ماں نے بیٹی کے سر پر نہایت شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: بیٹی! دنیا میں جینے کیلئے صرف صورت کا ہونا ہی ضروری نہیں ہے۔ آج بھی دنیا میں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو صورت سے زیادہ سیرت پسند ہے۔ جیسے نگینہ سے انگوٹھی کی زینت بڑھتی ہے اسی طرح سیرت سے انسان کی قدر و قیمت بڑھتی ہے۔ تم پرانا سلوک بھول کر لوگوں سے محبت کا برتاؤ کرو تو یہی لوگ تم کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ اور تمھیں کبھی بدصورتی کا احساس نہیں ہونے دینگے۔ چاند سلطانہ اپنی ماں کی نصیحت سے بہت متاثر ہوئی۔ اس نے پرانی روش چھوڑ کر لوگوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ شروع کیا۔

پہلے سلطانہ جب کسی راہ سے گزرتی تھی تو دیکھنے والا نفرت کی نظر سے نظر انداز کرتا تھا اور آج اس کے حسنِ سلوک کے باعث تعریف کرتا ہے۔ کتنا فرق ہے آج اور کل کی سلطانہ میں!

مثالی بیوی

سید نصیر الدین فہمی
کھلنا ـ بنگلہ دیش

ایک اچھی بیوی قدرت کا وہ عطیہ ہے جس پر بندہ جتنا بھی نازاں ہو، کم ہے۔ اچھی بیوی کی شان ایسی ہے جیسے جنت الفردوس۔ جہاں پلک جھپکتے ہی جنتوں کی ہر خواہش کی تکمیل ہوجائے گی۔ اگر شریک حیات اچھی اور سلیقہ شعار ہو تو انسان کو دنیا ہی جنت کا نمونہ معلوم ہوتی ہے۔ اور زندگی کا سفر اسطرح گذر جاتا ہے جیسے خواب اور بیداری کی مدت۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فی الدنیا حسنۃ کی تفسیر اچھی زوجہ سے کی ہے۔ ان کا ارشاد گرامی ہے۔ "اچھی بیوی کی بازیابی ہی انسان کے لئے اس مادی دنیا کے حسن کے خزانے کا حصول ہے۔" یہی وجہ ہے کہ خاتون جنت، شاہزادیٔ اسلام بنت پیغمبر آخر الزماں، ام الامام الشہداء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رفاقت پر بادشاہ ولایت، داماد خاتم نبوت، امیر المومنین جناب علی مرتضی ساری زندگی ناز فرماتے اور دوسروں کو ان کی مثالیں پیش کرتے رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل نعمت المرأۃ الصالحہ یعنی اچھی زوجہ ہے۔ اصحاب رسول نے خدمت اقدس میں استفسار کیا — یارسول اللہ المرأۃ الصالحہ یا اچھی بیوی کی تعریف کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، جس عورت میں یہ تینوں خصائل موجود ہوں اسے اچھی زوجہ، اور مثالی زوجہ کہلانے کا حق حاصل ہے۔

اولاً: شوہر، جب بھی اس کی طرف متوجہ ہو وہ مسکراتی آنکھوں اور خندہ روئی سے اس کا استقبال کرکے اُسے مطمئن کرے اور اس کا دل خوشیوں سے بھر دے۔

ثانیاً: شوہر جب بھی اُسے کوئی (جائز اور اس کے حقوق کے ماتحت) حکم کرے، اُسے خندہ پیشانی اور توجہ سے سنے اور فوراً اس کی تعمیل کردے۔

ثالثاً: شوہر، جب باہر رہے تو اس کی تمام املاک (بالخصوص اپنی پاکیزگی) کی حفاظت کرے۔

کسی عورت کے اس کی دولت مندی، نسلی بڑائی، خوبروئی اور دلکش قدوقامت کا ہونا یا زیورات و ملبوسات کے فراوانی ہی وجہ افتخار نہیں۔ بلکہ اس کی وسعت افکار، عقل سلیم، وسیع النظری، شیریں گفتاری، ملاحت روئی، ملنسار طبیعت فیض دستی اور سلیقہ شعاری ہی اُسے اپنی ہم جنسوں اور معاشرے میں ممتاز کرسکتی ہے اور وہ لائق تحسین ہے۔ مگر اللہ کے رسول نے ان اوصاف کو بھی اچھی بیوی کا معیار نہیں ٹھہرایا بلکہ ان کے نگاہوں میں معیار کی پیمائش کچھ یوں ہے۔

ایک زوجہ کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کی راحت و سکون کا باعث ہو۔ اس کا شوہر جب بھی اس کی طرف متوجہ ہو تو اس کا دل خوشی اور طمانیت سے لہرا اٹھے اور اس کی ہر تھکن کا ازالہ ہوجائے۔ اس زوجہ کے چہرے پر کبھی اکتاہٹ کی لکیر نہ ابھرے جس میں عکس نہ تُو ہو اور نہ ہی غصے، ناراضگی اور غیر اطمینانی کی کیفیت اجاگر ہو۔ اس کے سینے میں شوہر کی معمولی سی تکلیف

ہر سے چین ہو جاتے والا دل دھڑکتا ہو، قناعت پسندی اس کا شعار ہو اور اپنی خوشی پر شوہر کی خوشی کو مقدم سمجھتی ہو۔ اپنے ناز و انداز اور تمام خواہشات کو شوہر کے مزاج کے ہم آہنگ بنا کر اس کی پسند کے مطابق خود کو ڈھال لے۔

ایک مثالی بیوی کی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ اپنے شوہر اور مجازی خدا کی فرمانبردار اور اس کے احکام کے طابع ہو وہ شوہر کے احکامات بجالانے میں خوشی محسوس کرتی ہو اسے فرض سمجھ کر انجام دیتی ہو۔ غلط اور غیر شرعی احکام کی مخالفت کرے اور اس کے اچھے اور برے پہلو کو دلیل و برہان کے ذریعے پیش کرے۔ مگر اچھے اور فائدہ بخش کام کے سلسلے میں تکرار اور لیت و لعل سے ہمیشہ گریزاں ہو۔

مرد باہر کا ایک فرد ہے اور اس کا کام ہی محنت مزدوری کر کے کنبہ کا پیٹ پالنا ہے۔ اُسے زیادہ تر گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے۔ بسا اوقات دنوں اور ہفتوں بھی ایک شوہر گھر سے باہر رہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کی جانشین ہوتی ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کے املاک کی دیکھ بھال اور حفاظت، خاندان کے افراد کی اور بال بچوں کی نگہداشت ان کے افعال کی نگرانی غلط اور بے جا خراجات سے حتی الامکان گریز، اپنی اور سوتیلی اولادوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ وغیرہ۔ اس کے فرائض میں شامل ہیں خاص طور سے شوہر کی عدم موجودگی کے دوران اپنی پاکیزگی اور اس کی عزت و حرمت کا خاص خیال اور شوہر کے حقوق کی پامالی سے پرہیز ایک اچھی بیوی کیلئے ضروری ہے اور المراۃ الصالحہ کے تمام اقدار کا احترام اس کیلئے لازمی ہے۔

اور یہی ہے اس معیار کی پیمائش جس کی طرف مصلح اعظم، رحمت عالمین، ملجائے ہر دو عالم، انسانیت کے خیر خواہ امت مسلمہ کے غمخوار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی ہے اور جس عورت نے ان تینوں خصوصیات پر اپنا اور اپنی زندگی کی بنیاد استوار کی اس کی زندگی دنیا و آخرت لوٹ علی نور ہیں۔ وہی بیوی اسلام کی نظر میں قدر و منزلت کی مستحق ہے۔ یہی وہ دنیاوی سرمایہ ہے جس پر ایک بندہ خداوند بزرگ و برتر کا جتنا بھی شکور ہو کم ہے انہیں اوصاف کی زوجہ کو شوہر کی دائمی رفاقت کی اہل اور افضل سرمایۂ حیات کہلانے کا شرف حاصل ہے۔

بقیہ: اُڑن طشتری صفحہ ۸ سے آگے

طرح کے بہت سارے پتنگے یکجا ہوں گے تو ایک بہت بڑی روشنی پیدا ہوگی جو کافی فاصلے سے بھی دیکھی جا سکتی ہے بس یہی ہے حقیقت اڑن طشتریوں کی جس کے بارے میں بڑے بڑے سائنسدان پریشان تھے۔

روحِ عمل

رشید ثمان • صدر شعبہ اردو
نجیب آباد کالج بھوپال

خدا کے نام سے کرتا ہوں ابتدا بےشک | اُسی کے فضل و کرم سے ہے سب عطا تک
اسی نے دی ہے ہمیں یہ حیات کی نعمت | اسی نے بخشی ہمیں کائنات میں عظمت
کرم ہے اس کا کہ انسان کا روپ بخشا ہے | یہ فضل اس کا مسلمان کا روپ بخشا ہے
ہمارے ذہنوں میں اُنس وفا کی تدبیریں ، | عطا اسی سے ہوئی ہیں بلند تقدیریں
ہماری قوم ہے دنیا میں امن کی ضامن | ہماری ہستی اخوت کی بن گئی ضامن
ہمارے دل ہیں کہ نازک سے آبگینے ہیں | برادرانہ محبت کے سب خزینے ہیں
وفا ہمارا وطیرہ تو دوستی ہے شعار | ہمارے دم سے ہے یکجہتیٔ وطن کی بہار
کسی کی آنکھ میں آنسو ہوں ہم نہیں چاہتے | کسی کے واسطے ہرگز بھی غم نہیں چاہتے
تعلقات ہمیشہ بحال رکھتے ہیں ، | خدا کے فضل سے سب کا خیال رکھتے ہیں
یہی سبب ہے کہ اک کاز لے کے اٹھتے ہیں | دل و نظر کے حسین ساز لے کے اٹھتے ہیں
دلوں میں بغض دماغوں میں نفرتیں نہ پلیں | انا کے نام سے ہم میں عداوتیں نہ پلیں
کہیں خلل ہو اگر امن اور اخوت میں | تو ہم بڑھیں گے محبت سے راہِ الفت میں
لڑائی جھگڑا نہ فتنہ فساد ہو کوئی ، | نہ اختلاف نہ طیش و عناد ہو کوئی
ہمارے مسئلے جو بھی ہوں مل کے طے کر لیں | شگفتہ کامی سے دامنِ مراد کا بھر لیں
خدا نے بخشی ہے عقل و خرد تو کام بھی لیں | ہم اپنے ہاتھوں میں روحِ عمل کا جام بھی لیں

غزلیں

اقبال آصف

زندگی تو ہمارے پاس رہی
عمر بھر پھر بھی تیری آس رہی

شاخ سوکھی بھرم چھپا نہ سکی
سبز پیڑوں میں بھی اداس رہی

کیوں شبِ غم تو اس قدر آخر
میرے حق میں وفاشناس رہی

جس کی اک عمر تھی تلاش مجھے
وہ میرے دل کے آس پاس رہی

ہم ہی آصف یہ کر سکے نہ یقین
زندگی موت کا لباس رہی

نفیس پرویز
مسرور گنج

میرے اشکوں سے جواں رات کہاں تھی پہلے
رنگ لائی ہوئی برسات کہاں تھی پہلے

روز نظروں سے گزرتے ہیں ہزاروں چہرے
سامنے دل کے یہ سوغات کہاں تھی پہلے

آج سے پہلے کوئی درد جواں ہی کب تھا
آج جو بات ہے وہ بات کہاں تھی پہلے

اہمیت دینے لگے آپ مجھے ورنہ یہاں
قابلِ داد میری ذات کہاں تھی پہلے

زلف لہرائی جو اس نے تو اندھیرا پھیلا
ورنہ پرویز سیاہ رات کہاں تھی پہلے

پروفیسر تاج الدین تاج

جب کتابوں میں میرے نام کو دیکھا ہوگا
میں سمجھا ہوں کہ تو نے مجھے چاہا ہوگا

میں نے اک بار تجھے خواب میں دیکھا تھا قریب
اور خوش تھا کہ میرا خواب یہ سچا ہوگا

کر چکا ہوں میں تیرے نام سے منسوب حیات
دیکھنا اب کہ میرے عشق کا چرچا ہوگا

میں بھی تم سب کی طرح نقش فنا ہوں یارو
ایک دن دنیا مجھے چھوڑ کے جاتا ہوگا

مجھکو پرواہ نہیں پھر بھی یقیں ہے تاج
تاک میں میری جہاں آج بھی رہتا ہوگا

مومن خان شوق (حیدرآباد)

محبت ہوگی

آپ کو پہلے پہل جس سے محبت ہوگی
ہاں اسی شخص سے پھر اور بھی نفرت ہوگی

ایسی حالت میں مناسب نہیں اظہار خلوص
[illegible] کل انہیں ضرورت ہوگی

ٹھیک ہے جانے دو چھوڑ دو

کتنی باتوں کو بھلا یاد رکھو گے [illegible] کسی کی خاطر
دشمنی تو نہیں ہلکی سی کدورت ہوگی

میری خاطر ہی اور [illegible] کو زحمت ہوگی

آپ کو آنا ہے [illegible] آنے دو
[illegible] ماحول بدل جائے [illegible] ہوگی

[illegible]

بزم

اس کالم میں آپ اپنے زریں خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں
ایسے خیالات جن سے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچے۔ آپکے مطالعہ میں کوئی اچھی چیز اور مفید عبارت آئی ہو یا کسی موضوع پر آپ اپنے اچھے اور مفید خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں یا اپنی زندگی کا کوئی ناقابلِ فراموش یا سبق آموز واقعہ آپ بیان کرنا چاہتے ہیں تو اس بزم میں آپ کرسکتے ہیں۔
آپ اس پتے پر خط و کتابت کیجئے:

ایڈیٹر بزم
ماہ نامہ نقش کوکن ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری
بمبئی ۴۰۰۰۰۹

نماز:۔

★ نماز میں جب آدمی پوری طرح مشغول ہو جاتا ہے تو اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔
(سورہ علق)

★ جب نماز کا وقت آجائے تو دوسرے تمام کام چھوڑ کر نماز کی طرف دوڑ پڑو۔
(سورہ جمعہ)

★ نماز کی حقیقت، آخرت کے ڈر کی وجہ سے اللہ کے سامنے گر پڑنا ہے۔
(سورہ زمر)

★ نماز اس بات کا پیغام دیتی ہے کہ آدمی تمام جاہلانہ طریقوں کو چھوڑ دے۔
(سورہ ہود)

★ نماز وہ ہے جو آدمی کے اوپر اس طرح چھا جائے کہ وہی اس کی پہچان بن جائے۔
(سورہ فتح)

★ نماز کسی آدمی کے لئے اس کی تنہائیوں کی بہترین ساتھی ہے۔
(سورہ فرقان)

★ خشوع نماز ہر آدمی پر قیامت تک کے لئے فرض کر دی گئی ہے۔
(سورہ معارج)

★ نماز کے وقت اس طرح اللہ تعالیٰ کا استحضار ہونا چاہئے کہ آدمی کے اوپر پستی کا احساس طاری ہو جائے۔
(سورہ مومنون)

★ نماز کی جانچ کا معیار یہ ہے کہ وہ آدمی کو اللہ کی یاد کرنے والا بنا دے۔
(سورہ طٰہٰ)

(مرسلہ: محسن اطینہ اسٹوپ کیلاش دہلی)

آب زر سے لکھئے:۔

★ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو روکتے ہیں۔ (قرآن کریم)

★ علم کے بغیر عمل انسان کو سیدھی راہ سے گمراہ کرتا ہے۔ (نبی کریمؐ)

★ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے لیکن علم خرچ سے بڑھتا ہے۔ (حضرت علیؓ)

★ نعمت و عافیت کے باوجود زیادہ طلبی بھی شکوہ و شکایت ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

★ شر کو شر سے رفع کرنا اچھی بات ہے لیکن شر کو خیر سے رفع کرنا احسن ہے۔ (ارسطو)

★ صبر اور ضبط انسان کی زندگی کے مقصد کا دروازہ کھولتا ہے کیونکہ صبر اور ضبط کے سوا اس دروازے کی اور کوئی کنجی نہیں ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

(مرسلہ: شہناز اختر بی کھادگی پڈیہ بہار)

عبادت :-

★ "......... تمھاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں انھیں نصیب ہوں۔ مگر حیوانوں اور چوپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہونے کے سوا وہاں کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمھارا اللہ تمھارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں۔ اور اگر پاؤں پر کھڑے رہنا ہی عبادت ہے تو درختوں کے جنگلوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے........" (مولانا ابوالکلام آزاد)

اقوالِ زریں :-

★ کامیاب وہی ہوتے ہیں جن کو اپنی طاقت پر بھروسہ ہے۔

★ پریشانی و غم سے نہیں گھبرانا چاہیے۔ چقماق پتھر ضرب کھاکر ہی روشنی دیتا ہے۔

★ دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح اور سب سے آسان کام دوسروں پر نکتہ چینی کرنا ہے۔

★ جس میں ادب نہیں اس میں برائیاں ہی برائیاں ہیں۔

★ خیرات اللہ کے غضب کو ختم کر دیتی ہے۔

★ جس کے دل میں انصاف اور معانی کی اعلیٰ صفات موجود ہوں لوگ اس کی قدر کریں گے۔

★ چغل خور کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور رسوا کرتا ہے۔

★ جو شخص دوسروں کی غیبت تمھارے سامنے کرے وہ دوسروں کے نزدیک تمھاری برائی بھی کر سکتا ہے۔

★ بد عادات والا انسان نیکوں کا سایہ قبول نہیں کرتا۔

(مرسلہ: ممتاز علی۔ جیبب پور بھاگلپور)

آپ کچھ چاہتے ہیں :-

★ کرنا چاہتے ہیں تو فرض کو پورا کیجئے۔

★ بولنا چاہتے ہیں تو سچ بولئے۔

★ پہننا چاہتے ہیں تو بھلائی کا جامہ پہنئے۔

★ کھانا چاہتے ہیں، تو محبت کی مسرت اور بڑوں کی دعا حاصل کیجئے۔

★ مارنا چاہتے ہیں تو بری آرزوؤں کو مار دیجئے۔

★ جیتنا چاہتے ہیں تو چنچل دل کو جیتیے۔

★ پینا چاہتے ہیں تو اللہ کی بندگی کا میٹھا رس پیجئے۔

★ جانا چاہتے ہیں تو مقدس مقام یا نیک صحبت میں جائیے۔

★ سننا چاہتے ہیں تو مفلسوں کی آہ و پکار سنئے۔

★ کھڑے ہونا چاہتے ہیں تو اپنے پیروں پر ہی کھڑے ہوئیے۔

★ آنا چاہتے ہیں تو مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کو آئیے۔

★ ترک کرنا چاہتے ہیں تو بری صحبت کو ترک کیجئے۔

★ سیکھنا چاہتے ہیں تو اچھے فرائض اور اچھی باتیں سیکھئے۔

★ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو دینی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

★ ماننا چاہتے ہیں تو اپنے استاد اور بڑوں کا کہنا مانئے۔

★ اپنانا چاہتے ہیں تو انسانیت اور خلوص کو اپنائیے۔

(مرسلہ: دانا افروز، بھوپلا (بہار))

از: مسٹر تابر ٹورڈ

- ایسے سوالات پوچھئے جن سے ایک عام قاری مستفیض ہو سکے اور جن میں مفادِ عامہ پوشیدہ ہو۔
- انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظر انداز کر دیجئے۔
- فحش، مہمل اور لامقصد سوالات سے گریز کیجئے۔
- نقش کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ (ادارہ)

★ محمد حنیف خان عبداللہ خان سرگروہ ضلع پربھنی گری

سوال:۔ ہندوستانی کرکٹ ٹیم کا پہلا کپتان کون بنا؟

ج:۔ کے سی نائیڈو۔

★ ظہیر احمد شبیر احمد سونس تعلقہ کھیڈ

سوال:۔ کپل دیو، بوتھم، عمران خان اور ویوین رچرڈ کی تاریخ پیدائش بتائیے۔

ج:۔ کپل دیو ۶ جنوری ۱۹۵۹ء۔ بوتھم ۲۴ نومبر ۱۹۵۵ء، عمران خان ۲۵ نومبر ۱۹۵۲ء اور ویوین رچرڈ ۷ مارچ ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئے۔

★ انیس احمد عبدالرحمٰن رومانے چاندوڑہ تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ

سوال:۔ تھیٹر (ناٹک) کے کیا معنی ہیں؟

ج:۔ ایسا ہال جہاں ڈرامہ یا فلم دکھائی جائے۔

سوال:۔ مہاراشٹر کے کتنے ڈویژن ہیں؟ اور رائے گڑھ کس ڈویژن میں ہے؟

ج:۔ چار ڈویژن ہیں: کوکن، خاندیش، ودربھ اور مراٹھواڑہ۔ رائے گڑھ کوکن ڈویژن میں ہے۔

★ اسحاق سروے غضنفر انجینئرنگ کالج وہور ضلع رائے گڑھ

سوال:۔ پروڈینشل ورلڈ کپ میں سب سے زیادہ سنچریاں کس کی ہیں؟

ج:۔ ویوین رچرڈز کی تین سنچریاں۔

سوال:۔ آئندہ کا ورلڈ کپ میچ کہاں ہوگا اور کب؟

ج:۔ اگلا ورلڈ کپ میچ انشاء اللہ ہندوستان اور پاکستان میں مشترکہ طور پر ہوگا کیونکہ دونوں ملکوں نے ایسی درخواست کی تھی۔ یہ ۱۹۸۶ء میں ہوگا بشرطیکہ حالات اچھے ہوں۔

★ عبدالرزاق یوسف چوگلے آشٹی کھیڈ ضلع رتناگری

سوال:۔ SITE سے کیا مراد ہے؟

ج:۔ سیٹلائٹ انسٹرکشن ٹیلی ویژن ایکسپیریمنٹ۔

سوال:۔ SSM کے کیا معنی ہیں؟

ج:۔ سروس سلیکشن مینوئیل۔

★ اقبال احمد قاضی منامہ بحرین

سوال:۔ عوامی خدمت کے پیش نظر نقش کوکن میں رشتہ مطلوب ہے کیا ایسے پیغامات شائع کئے جا سکتے ہیں؟

ج:۔ ضرور شائع کئے جا سکتے ہیں، البتہ پیغامات نہیں بلکہ اشتہارات کی صورت میں۔

سوال:۔ وقت مسرور لوگوں کے لئے تیز رفتار اور انتظار کرنیوالوں کے لئے گیلیز ٹرا سست ہے تو محبت کرنیوالوں کیلئے کیا ہے؟

ج:۔ فل اسٹاپ۔

★ اقبال احمد حسن میاں مومن　　بھانڈوپ بمبئی

سوال۔ آج تک مہاراشٹر کے جو چیف منسٹر بنے ان کے نام بتائیے؟

ج۔ یشونت راؤ چوہان، وسنت راؤ نائک، شنکر راؤ چوہان، وسنت دادا پاٹل، شرد پوار، عبدالرحمٰن انتولے، بابا صاحب بھوسلے اور وسنت دادا پاٹل (دوبارہ)

سوال۔ آزادی کے بعد ہندوستان میں کون کون وزیر اعظم بنا، ان کے نام بتائیے۔

ج۔ جواہر لال نہرو، لال بہادر شاستری، اندرا گاندھی، مرار جی ڈیسائی، چرن سنگھ، اندرا گاندھی (دوبارہ) اور راجیو گاندھی ۔ نہرو اور شاستری کی موت کے بعد چند دنوں کے لئے گلزاری لال نندہ قائم مقام وزیر اعظم تھے۔

سوال۔ آزادی کے بعد ہندوستان میں جو صدر ہوئے ان کے نام بتائیے؟

ج۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد، ڈاکٹر رادھا کرشنن، ڈاکٹر ذاکر حسین، وی وی گری، فخرالدین علی احمد، سنجیوا ریڈی اور ذیل سنگھ۔

★ منصوری بیگ　　احمدی کویت

سوال: اگر سخت محنت کے باوجود کامیابی نصیب نہ ہو تو؟

ج: ہمت نہ ہاریے۔ امید پہ دنیا قائم ہے۔

سوال: زندگی کا صحیح مصرف؟

ج: خلق خدا کی خدمت۔

دوسروں پر مہربانی کرو
تعریف بھی ہوگی اور صلہ بھی ملے گا۔

گوش برآواز

★ جنوری ۸۵ء کو نقش کوکن نئی اور خوشگوار تبدیلی کی خوشگوار خبر لے کر جلوہ افروز ہوا کہ اب اس میں انگریزی صفحات کا بھی اضافہ کیا جانے والا ہے۔ اس خبر سے جتنی خوشی ہوئی اتنی ہی فکر بھی۔ اس فکر سے کہ کیا اس اضافہ کا بوجھ اردو پڑھنے والوں پر بوجھ ڈالا جائے گا؟ یعنی انگریزی کی شمولیت سے قیمت میں اضافہ کیا جائے گا؟ حالانکہ قیمت ابھی ابھی ڈھائی روپیہ سے بڑھا کر تین روپیہ کر دی گئی ہے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا انگریزی میں بتایا ہے کچھ ترجمہ کر کے شائع کیا جائے گا جو اردو میں شائع ہوا ہے؟ اگر ایسا ہے تو صرف انگریزی پڑھنے والوں کے لئے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر اردو اور انگریزی دونوں زبانیں جاننے والوں کیلئے اضافہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

میں نقش کوکن کا پرانا قاری ہوں، خریدار ہوں۔ بلکہ میرے حلقۂ احباب میں اس کے کافی خریدار ہیں۔ لہٰذا یہ سوال میرا ہی نہیں بہت ساروں کا ہے۔ امید کہ ادارہ تحریر اس بات پر غور فرمائے گا۔

سلطان حسین عبداللہ قاضی
کرلا - بمبئی ۷۰

م ۔ انگریزی کا اضافہ اردو والوں کیلئے کوئی بوجھ نہیں ثابت ہوگا۔ بلکہ ان کی دلچسپی اور بڑھ جائے گی۔ اس لئے کہ وہ بالکل منفرد انداز کا حامل ہوگا۔

★ دسمبر ۸۴ء کا شمارہ موصول ہوا۔ جس میں شمس کنول صاحب کا "کھلا سچ" قابل تعریف ہے۔ مگر خلاف توقع کابڑی صاحب کا صفحہ اول (بلکہ متعدد صفحات) پڑھ کر حیرانی ہوئی۔ خیر پسند اپنی اپنی۔ اندرا جی، گاندھی نہیں بن سکتی تھیں۔ مگر بھلا اس پیکر انسان کو کبھی کسی نے بخشا تھا؟ بہرحال ان دو عظیم رہنماؤں کی قربانیاں ہمیں انسانیت کی سالمیت کا درس دیتی ہیں۔

ابراہیم بغدادی ۔ انگلینڈ

★ ماہ فروری کا نقش کوکن نظر نواز ہوا۔ رسالہ ماشاءاللہ ہمہ جہت خوبیوں کا حامل ہے۔ خاص کر مضامین جو کوزے میں سمندر سمیٹے ہوئے معلوماتی ہوتے ہیں۔ صحت سے متعلق مضامین کا سلسلہ جاری رکھئے اور ابھی میں عام قاری کیلئے مفید اور معلوماتی موضوع کا انتخاب کیجئے۔

مبارک کاپڑی صاحب جس خوبصورت انداز میں سیدھی سچی جرأت اور بے باکی کے ساتھ کہہ جاتے ہیں وہ ان کا ہی حصہ ہے۔ ہر چند کہ سر تسلیم خم ہے "قسم کے کچھ لوگ اپنی بزدلی کو دلائل کے ساتھ ہوشمندی باور کرانا چاہتے ہیں لیکن ان کے جواب میں مجھے اس وقت عظیم ہاشمی کا ایک شعر یاد آرہا ہے ؎ ہم بہت دیوانوں کو دیوانگی کیا سمجھے عظیم
ہم نے پکے سورج کے تقابل میں قدم رکھا ہے

ماجد عقیل ۔ ساکنزہ ۔ بمبئی

★ نقشِ کوکن کے معیار اور مضامین کو دیکھ کر دل کو خوشی کی جگہ اُداسی ہوئی کہ ابوداؤد قیصر نے اڑن کھٹولے میں بیٹھا کر دنیا کی سیر نہیں کرائی۔ اڑن کھٹولے کی جگہ آثار علیہ نظر سے گذرا۔ خیر! انجم عباسی کی نئی اور پرانی نسلیں، قربتیں اور فاصلے قابلِ تعریف ہیں۔

اسحاق ساونت
راجیواڑی؛ ضلع رائے گڈھ

★ فروری کا شمارہ زیرِ مطالعہ ہے۔ دو جدید کالم کا اضافہ اور انگریزی صفحات کی شمولیت پرچے کی مقبولیت میں اضافہ کا باعث ہوں گی۔ دعا کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ بفضل اللہ ہے۔
شفیع عباس بجارے۔ دوحہ قطر

★ کوکن میں ٹیکنیکل تعلیم کے وسائل قطعی معدوم ہیں، منجملہ پانی اسکول داپولی میں کچھ ٹیکنیکل کورسیز پر مشتمل ایک شعبہ کا اجرا ر دانشوران قوم کے زیرِ غور ہے۔ وقت کی سب سے بڑی اور کافی اہم ضرورت پر ہماری قوم کے ممتاز معماروں نے توجہ دے کر ایک عظیم کارنامہ انجام دینے کا عہد کیا ہے۔ اس تعلق سے مذکورہ اسکول کے سابق طلبہ سے رابطہ قائم کرکے اس عظیم کام کو کامیاب بنانے میں تعاون کی التجا کی جارہی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس اسکول کے صرف ماضی کے طلبہ ہی کیوں؟ یہ تو پوری کوکنی برادری کے لئے دعوتِ مسرت ہے۔ اور کوکن کا ہر فرد یقیناً اس کارِ عظیم میں ہاتھ بٹانا اپنا فرض سمجھے گا۔
میں جناب شریف کھوت، جناب عبدالرحمٰن موٹلیکر، جناب فقیر محمد مستری اور جناب ابراہیم کھانگی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ساتھ ہی میں اپنی مقدور بھر تعاون کا وعدہ کرتا ہوں۔

جاوید دروے
بانکوٹ

★ نقشِ کوکن فروری کے شمارے میں محترمہ رقیہ نائیک صاحبہ کی چند تنقیدی سطور اور مشورے جناب مبارک کاپڑی صاحب کے پہلا اور آخری صفحہ سے متعلق نظر سے گذرا۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ موصوفہ نے جناب مبارک کاپڑی صاحب کے تمام تحریروں کا بغور مطالعہ، اور باریک بینی سے تجزیہ کیا ہوگی۔ اور نتیجہ میں انھیں یہ اندیشہ (یا خوف) نظر آیا ہوگا کہ کاپڑی صاحب کی یہ تحریری تحریک تعمیری کم اور تخریبی زیادہ ثابت ہوسکتی ہے۔ بہرحال وہ نوجوان صحافی کے زورِ قلم کو سماجی، مذہبی اور تعلیمی میدان میں کام کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کسی نتیجہ کی امید رکھتی ہیں۔
ایک منکسرانہ بے باکی، بلند صحافت میں ایک صحافی کو شیر بنا دیتی ہے۔ خدا کرے کاپڑی صاحب میں یہ ساری خوبیاں موجود ہیں، لہٰذا انھیں شیر کی چال چلنے دیجئے۔ اور ویسے بھی شیر کو لومڑی کی چال اپنانا دشوار ہے۔

عبدالغنی عثمان پانسکر
جنجیرہ — بمبئی

٭ قارئین کے خطوط ... ماہ کے خطوط کا جواب ...

گزشتہ ماہ کے محترمہ رقیہ نایک کے شائع شدہ خط میں لکھا گیا ہے کہ ہم سب ذہنی طور پر خوش ہوتے ہیں (مجھی یا ذہنی طور پر خوش ہوتے بھی کیوں ہیں؟) اور سماجی و مذہبی اور تعلیمی میدان میں کام کرنے پر بھی انھیں شبہ ہے کہ شاید کوئی نتیجہ نکلے۔ اگر آپ مومن ہیں تو مظلوم ہونا ٹھیک نہیں۔ یہی بات تو میں اپنی قوم کے افراد کو سمجھا رہا ہوں۔

جس وقت سماجی خدمت کی غرض سے میں نے قلم اٹھایا اس وقت میرے سامنے اس کے دو مقاصد تھے۔ ایک تھا بیداری اور دوسرا تھا مسلمانوں کو تاریخ یا معلومات فراہم کرنا۔ اس لئے میں اپنی تحریروں میں یہ بتا کر کہ کس طرح لیڈران، مسلمانوں کو بے وقوف بناتے ہیں اور ان کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں، انھیں بیدار کرنے کی ادنیٰ کوشش بھی کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ معلومات بھی فراہم کرتا ہوں۔ (خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی بھی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش نہیں کی۔ ایک سائنس کا طالب علم ایسا کر بھی نہیں سکتا)۔ جہاں تک اندرا جی کے بارے میں لکھے ہوئے میرے "پہلا صفحہ" کا تعلق ہے۔ اس کا میرا پہلا مقصد یہ تھا کہ اندرا جی کے حالاتِ زندگی کو چند صفحات میں بیان کرتا جاؤں۔ کیا اس تحریر سے ان کی معلومات میں اضافہ نہیں ہوا؟ مثلاً یہ کہ اندرا جی کس دن وزیر اعظم بنیں، ہند پاک جنگ کتنے دن چلی، اندرا جی کو نااہل قرار دینے کا فیصلہ سنانے والے جج کا نام کیا تھا؟ عالمی مارکیٹ میں روپے کی قیمت کس طرح گھٹتی بڑھی بہت شاید یہی لوگ کہیں کہ یہ سب تو انھیں پہلے ہی سے معلوم تھا۔ ان عقلی بجھکڑ لوگوں سے چند سوالات میں اور پوچھتا ہوں۔ وہ لکھ کر بھیجیں۔ بقیہ کومن کے قارئین ان کے ان معلومات فراہم کرنے کی بنا پر ان کے ممنون ہوں گے۔ (۱) اندرا جی نے کیمبرج میں کہاں تک تعلیم حاصل کی؟ (۲) شانتی نکیتن میں انھوں نے کون سی تعلیم حاصل کی؟ (۳) شاستری جی کی حکومت میں وہ کس روز وزیر بنیں تھیں؟ (۴) ۱۹۷۱ء میں ہندوستانی فوج کا سربراہ کون تھا اور اس کا مدمقابل کون تھا؟ (۵) پاکستانی فوج کون سے محاذ پر لڑی تھی؟ (۶) بینکوں کو قومیانے کا بل پاس ہونے کے بعد کن بینکوں کو سب سے پہلے قومیایا گیا؟ اس سے معیشت پر کیا اثر ہوا؟ (۷) وہ کون سی ریاستیں ہیں جن کو اندرا جی نے بھارت میں شامل کیا؟

یہ ہیں وہ چند سوالات جن کے جواب سے وہ قارئین کو نوازیں۔ نکتہ چینی سے بھرے خط لکھنے بیٹھنے کے بجائے یہ معلومات فراہم کریں تو قارئین آپ کے ممنون ہوں گے۔

ایک بات اور — میں نے اندرا جی کے تعلق سے جو لکھا ہے کل وہی تاریخ میں پڑھایا جائے گی (کیونکہ یہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ کسی بڑی ہستی کے ذاتی مسئلے کو بھی معاف نہیں کرتی)۔ ویسے یہ تو صحیح تاریخ ہے جو میں نے درج کی ہے۔ انتہائی غلط اور زہریلی تاریخ آج بچوں کو پڑھائی جا رہی ہے۔ اس پر وہ احتجاج کیوں نہیں کرتے۔ یا احتجاجاً مستعفی کیوں نہیں ہوتے؟

مجھے موصول ہونے والے تنقیدی خطوط میں سے اکثر میں سنجیدگی سے سوچتا ہوں اور اپنی غلطیوں کا جائزہ لیتا ہوں۔ البتہ چند نکتہ چینی کرنے والے خطوط ایسے ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر مجھے یقین ہوتا ہے کہ میں نے کوئی غیر معمولی تحریر لکھی ہے۔ گزشتہ ماہ کا خط مجھے موصول ہوا تب مجھے یقین ہوا کہ میں نے واقعی کوئی غیر معمولی تحریر لکھی ہے۔

ایک اور بات — اپنے قارئین کے جذبات پر میں نے اس خط کا جواب دیا ہے۔ ضروری نہیں مستقبل میں بھی ہر کسی خط کا جواب دیا جائے۔ البتہ قارئین کی دلچسپی کیلئے ایسے سارے خطوط شائع ضرور ہوں گے۔

جاوید کاپڑی۔

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن

★ ہم سمجھتے ہیں کہ ہے شمع فروزاں لیکن
موم کے جسم میں دھاگے کا جگر جلتا ہے
(مرسلہ: صادق مسعود محمد صادق مدنپورہ)

★ ہمارے ناخداؤں کو تو شاید یہ بھی نہیں معلوم
کبھی خاموش ساحل بھی پتہ دیتے ہیں طوفاں کا
(مرسلہ: فرقان نعمانی، انجمن خان بھیونڈی ۸)

★ چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے
(مرسلہ: راہی زرقا ...)

★ اے موج بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں
(مرسلہ: عبدالوہاب پٹھان، بمبئی ۹)

★ وہ تو بتا رہا تھا کئی روز کا سفر
زنجیر کھینچ کر جو مسافر اتر گیا
(مرسلہ: نورجہاں شیخ بمبئی ۸)

★ آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک
(مرسلہ: ہنس مبارک، بمبئی ۹)

★ ایک خواہش ہے مجھے خود سے زیادہ چاہوں
تم بہار رہوں نہ رہوں میری وفا رہ جائے
(مرسلہ: ساجدہ شیخ بمبئی ۸)

★ مت چھین اپنا نام میرے لب سے اس طرح
بے نام زندگی میں ترا نام ہی تو ہے
(مرسلہ: پروین شیخ، بمبئی ۸)

★ احساس عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اس لب کا تبسم ہیرا ہے اس آنکھ کا آنسو موتی ہے
(مرسلہ: محمد سعید کھنکے، بھیونڈی)

★ کانٹوں میں جو کھلتا ہے، شعلوں میں جو پلتا ہے
وہ پھول ہی گلشن کی تاریخ بدلتا ہے
(مرسلہ: کسریٰ خان بمبئی ۷)

★ نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
(مرسلہ: نورجہاں حسین قاضی آشتی کھیڈ رتناگری)

★ نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
(مرسلہ: زرینہ احمد قاضی، وڈالا بمبئی ۳۷)

★ تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
(مرسلہ: منظور نعمانی (مالیگاؤں))

شمعِ فروزاں

مبارک کاپڑی

احساس کمتری کا دوسرا نام موت ہے۔ یہ انسان میں تجسس، بلند خیالی اور نیک جذبے کو ختم کر دیتا ہے۔ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے پر انسان اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے، کبھی کبھو چھوٹی سی چوٹ بھی اسے اس مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ پھر یہ احساس اس کے ہر اس قدم کو جو کامیابی یا ترقی کی جانب اٹھنا چاہتا ہے، آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی جینے کی خواہش تک چھین لیتا ہے۔

احساس کمتری محرومیوں اور ناکامیوں کا نتیجہ ہے "میں کچھ نہیں کر سکتا" جیسا موذی خیال اس کے دل میں سر ابھارتا ہے، اور رفتہ رفتہ اس کے ہر مثبت جذبے پر حاوی ہو جاتا ہے۔ نتیجۃً اس کی صلاحیتیں ختم ہو کر رہ جاتی ہیں۔ وہ آگے قدم بڑھانا چاہتا ہے مگر بڑھا نہیں پاتا۔ بالآخر ناکامیاں اور محرومیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں ـــ احساس کمتری میں انسان تنہائی پسند بن جاتا ہے۔ وہ میل جول، محبت و رفاقت سے [illegible] نہیں رکھتا بلکہ اس کے لئے یہ سب غیر ضروری چیزیں بن جاتی ہیں۔ وہ دوسروں پر بھروسہ نہیں رکھتا، اسے کوئی اپنا دوست یا مخلص نظر نہیں آتا۔ اس میں خود اعتمادی کا جذبہ بالکل باقی نہیں رہتا۔ وہ دوسروں کے سہارے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، اور ہمیشہ اوروں کے رحم و کرم پر رہتا ہے۔ وقت اسے آواز پہ آواز دیتا ہے، اس کی غیرت کو للکارتا ہے، مگر اس کا ضمیر بہت پہلے ہی مردہ ہو چکا ہوتا ہے۔ آخر کار وقت کے ظالم ہاتھ اسے مٹا ڈالنا چاہ کر گمنامی کی گہری کھائی میں دھکیل دیتا ہے:

وقت کی آندھی صدیوں سے ہی بکھرے پڑے گھروں کو کھنڈر بناتی رہتی ہے۔ مگر لاکھوں طوفانوں کے باوجود ساحل تک پہونچنے کی ہمت جن لوگوں نے خود میں پیدا کر لی وہ زندگی کی بازی جیت گئے۔ البتہ حوصلہ پست کرنے والے لوگ ناکام ہوئے اور احساس کمتری میں مبتلا ہو کر کس مپرسی، محتاجی اور بے کسی کا شکار ہو گئے۔ احساس کمتری ہی انسان میں جلن کو جنم دیتی ہے۔ بقول شخصے چتا کو پہونچا دیتی ہے۔ قوموں کے تنزل و ادبار میں بھی احساس کمتری کا اہم کردار رہتا ہے۔ احساس کمتری کا شکار ہو کر کئی سربرآوردہ قومیں پستی کے دلدل میں پھنستی چلی گئیں۔ حتیٰ کہ نیست و نابود ہو گئیں۔ جن افراد نے شکست کو شکست سمجھا مگر اپنی ہار پہ وہ نالاں نہیں ہوئے بلکہ اسے آئندہ ترقی کا ایک ذریعہ سمجھتے رہے، اور اس شکست پر مسکراتے ہوئے تازہ دم ہو کر آگے بڑھتے ہی رہے، انھیں احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی مہلت ہی نہیں ملی۔ اس لئے انھوں نے فتح و نصرت کی منزلوں کو پا لیا۔ ایسے افراد اپنی قوموں کے لئے ہمت و استقلال، اولوالعزمی، [illegible] مزاجی، دھن اور لگن، حق پرستی و حق گوئی جیسے اوصاف ورثے میں چھوڑتے آئے، جن سے ان کی آنے والی نسلیں فیض اٹھاتی رہیں، اور انھیں قوموں کی داستانیں تاریخ کے صفحات کی زینت بنتی رہیں۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو بڑی سے بڑی شکستوں سے دوچار ہونے کے باوجود بھی پست ہمت نہیں ہوئے، قسمت پر الزام دے کر جنھوں نے گوشہ نشینی اختیار نہیں کی، توہمات کا شکار ہو کر جنھوں نے ترقی کی منزلوں تک پہونچنے کے لئے کسی معجزے کا انتظار نہیں کیا۔ انھوں نے دراصل احساس کمتری کو اپنے دل میں کوئی جگہ نہیں دی۔ اسی لئے وہ کامرانیوں سے ہمکنار ہوتے رہے۔

از: مولوی سمیع اللہ

لکھنے بیٹھا تھا رقعہ لکھا گیا دفتر
شوق نے بات کیا بڑھائی ہے

بحمد اللہ ادارہ نقش کوکن میں بہت سی کتب تبصرے کے لئے موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں ہر صنف اور موضوع کی کتابیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں ہر صنف اور موضوع کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے میرا طریقہ تھا کہ ترتیب وار ان کتب پر تبصرے کر دیا کرتا تھا لیکن اب میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ جو کتاب زیادہ اہم ہو اس پر پہلے تبصرہ کیا جائے۔ چنانچہ آج میں

"القرآن الکریم"

مطبوعہ تاشقند (روس) پر اظہار کرتا ہوں —

قرآن کریم کا یہ نسخہ چھوٹے سائز کا ہے جسے ہم حمائل شریف کہتے ہیں۔

اکتوبر ۸۲ء میں جناب اصغر علی انجینئر صاحب عالمی امن کانفرنس میں شرکت کے لئے ماسکو دارالسلطنت روس گئے تو ان کو تاشقند روس کے ادارہ سلامی نے قرآن کریم کے تین نسخے دیئے۔ جو تاشقند ہی میں طبع ہوئے ہیں۔ پہلا نسخہ بڑے سائز کا ہے، دوسرا درمیانہ سائز کا اور تیسرا چھوٹے سائز کا۔ تیسرا نسخہ انھوں نے ازراہ ذرہ نوازی مجھے عنایت کر دیا۔

تاشقند کی اور مطبوعات جو انھیں "تحفتہً" دی گئیں وہ یہ تھیں: بخاری شریف مکمل، شمائل ترمذی، الادب المفرد (مصنفہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ)۔

یہ ساری کتابیں اپنی نفاست، خوب صورتی اور دلکشی کے اعتبار سے قابل دید ہیں۔ طباعت، کاغذ اور روشنائی ایسی اعلیٰ درجے کی ہے کہ آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ الفاظ الگ الگ اور صاف صاف ہیں۔ پڑھنے میں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی۔

یوں تو ساری مطبوعات بار بار اپنے حسن و جمال کے نظارے کی دعوت دے رہی تھیں۔ لیکن میرا دل سب سے زیادہ "القرآن الکریم" نے اپنی طرف مائل کیا۔ ہند و پاک میں ایک سے ایک قرآن کریم کے نسخے شائع ہوتے ہیں۔ مگر نسخہ تاشقند کی نفاست، سادگی اور دلآویزی کا کوئی جواب نہیں۔

سارے صفحات خوب صورت چوکھٹے کے اندر ہیں — کنارے پر ربع، ثلثہ وغیرہ کی علامات نہایت دیدہ زیب طور پر لگائی گئی ہیں۔ قرآن کریم ۸۴۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ باقی دس صفحات دعا ختم قرآن۔ سورتوں کی فہرست اور تبویب آیات احکام القرآن کے ہیں۔ تبویب آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ کون کون سے احکام کن کن سورتوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ایک مکمل فہرست ہے۔ اور اس سے احکام قرآنی کے ڈھونڈنے میں بہت سہولت ہو گئی ہے۔ آخری صفحے پر ان سورتوں کی فہرست ہے جن میں شکر، مناجات اور تسبیح و استعاذہ کی تعلیم دی گئی ہے۔

یہ تفصیل اس حمائل شریف کی ہے جو جناب انجینئر صاحب نے مجھے ہدیتہً عنایت فرمایا۔ ان کے پاس اور جو دو نسخے ہیں ان میں ایک نسخہ مصحف عثمانی کی طرز کا ہے۔ طباعت، کاغذ، سادگی اور نفاست کے اعتبار سے جو تعریف میں نے حمائل شریف

کی کو۔ یہی خوبیاں صحیح بخاری، شمائل ترمذی اور ادب المفرد میں بھی پائی جاتی ہیں۔

میں سنا کرتا تھا کہ قرآن کریم کی سب سے اچھی طباعت ہالینڈ اور تاشقند میں ہوتی ہے۔ ہالینڈ کا مطبوعہ نسخہ میں نے پہلے دیکھا تھا۔ نسخہ تاشقند اب دیکھنے کا موقع ملا۔ جو یقیناً نسخہ ہالینڈ سے بہت اعلیٰ و برتر ہے۔ اور اس کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ ایک ایسے ملک میں شائع ہوا ہے جو کمیونسٹ ملک ہے۔ یعنی جہاں حکومت کی بنیاد دہریت پر ہے۔

میں یہ بھی سنا تھا کہ تاشقند میں قرآن کریم کا جو نسخہ چھپتا ہے وہ سیاحوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔ مجھے یہ بات پہلے بھی نامعقول معلوم ہوتی تھی مگر جناب اصغر صاحب انجینئر کی زبانی تو معلوم ہوا کہ تاشقند میں باقاعدہ عربی مدرسہ ہے۔ جس میں چار سو طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ بعض تو اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعۂ ازہر مصر بھی جاتے ہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ اس سلسلے میں حکومت ان کی کوئی مدد نہیں کرتی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی برداشت نہیں کرتی کہ مذہب کو سیاست میں داخل کیا جائے۔ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مدارس میں عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور دوسروں کو اپنے دین کی باتیں بھی بتا سکتے ہیں۔ مگر درمیان میں سیاست یا حکومت کے قوانین نہیں لا سکتے۔ ایسا کرنے والوں کو حکومت سختی سے کچل دیتی ہے۔

آئینی اعتبار سے وہاں مذہب کی اتنی آزادی ہے کہ ازبکستان اور تاجکستان جو مسلم علاقے ہیں، وہاں بہت سی عورتیں برقع بھی پہنتی ہیں۔ حکومت اس میں کچھ مداخلت نہیں کرتی۔ ماسکو میں بھی ایک بڑی مسجد ہے۔ جہاں نماز ہوتی ہے۔

انجینئر صاحب نے وہاں نمازِ جمعہ ادا کی۔

ایک خاص بات جو ان کی زبانی معلوم ہوئی وہ یہ کہ اتنے انقلابات آجانے اور دہریت کے چھا جانے کے باوجود اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا جذبہ ابھی تک ان میں باقی ہے۔ جب کوئی مسلمان اس علاقے میں آتا ہے تو سارے مسلمان اسے اپنا بھائی سمجھ کر اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور یہی بات روسی حکومت کو بہت کھٹکتی ہے۔

یہ سارے اسلامی ادارے خود مسلمان اپنے چندے سے چلاتے ہیں۔ حکومت کچھ مدد نہیں کرتی۔ وہاں حکومت ہر شخص کو ایک سو ستر (۱۷۰) روپیہ وظیفہ دیتی ہے۔ ضروریات زندگی کی قیمتیں سارے روس میں ایک ہیں۔ شراب نوشی عام ہے اسی لئے جرائم جیسے چوری اور پاکٹ ماری وغیرہ ہوتی رہتی ہے۔ وہاں پرائیویٹ کاریں بھی نہیں۔ نقل و حرکت کے لئے حکومت کی طرف سے بسوں اور ٹرینوں کا انتظام ہے۔ جس میں ہندوستانی سکے کے لحاظ سے صرف پانچ پیسے دے کر روس کے جس گوشے میں جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔ کپڑے اور جوتے بہت مہنگے ہیں۔ مگر علاج اور تعلیم مفت ہے۔

وہاں ایک بات یہ بھی محسوس کی گئی کہ روس پر دراصل حکمرانی یورپین روس کی ہے۔ جیسے ماسکو، لینن گراڈ وغیرہ۔ ازبکستان اور تاجکستان کے باشندے یہ بات خوب محسوس کرتے ہیں۔ مگر حکومت کی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ کچھ بول نہیں سکتے۔

یہ عالمی امن کمیٹی جس میں شرکت کے لئے جناب انجینئر صاحب بطور خاص مندوب کے گئے تھے، عیسائیوں نے بلائی تھی کہ اس طرح تمام مذاہب کی طرف سے دنیا کو امن قائم کرنے کا پیغام دیا جائے۔ روس جنگ سے بہت خوف زدہ ہے۔ دوسری جنگِ عظیم میں اس کے دو کروڑ آدمی مر چکے ہیں۔ اب وہ

جنگ نہیں چاہتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہتھیاروں کی تیاری پر بے دریغ دولت خرچ کر رہا ہے۔ اس کی قومی آمدنی ہتھیاروں کی تیاری پر خرچ ہوتی ہے یا غلے کی درآمد پر۔ روس غلے کے معاملے میں ابھی تک خود کفیل نہیں۔

نوٹ:- القرآن الکریم مطبوعہ تاشقند پر کہیں تاشقند کا نام نہیں ہے بلکہ اس ادارے کا نام ہے جس نے یہ شائع کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

طبع على نفقة الادارات الدينية
الاربع لمسلمي الاتحاد السوفياتي

یعنی یہ نسخہ مسلمانوں کے چار دینی اداروں الاتحاد السوفیاتی کے خرچ پر طبع کیا گیا ہے۔

شلبھ اردو پڑھیے (اردو کا آسان تعارف)

مصنف : ابن حسنین
قیمت : تین روپئے
پتہ :- ۱۰۸۳ سدا شیو پیٹھ۔ پونہ ۔ ۴۱۱۰۰۲

ابن حسنین پونہ کی ایک جانی پہچانی، فعال اور سرگرم شخصیت کا نام ہے۔ بنیادی طور پر آپ ایک مدرس ہیں۔ اور گذشتہ سال ہی اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ پیشہ تدریس سے منسلک رہتے ہوئے موصوف نے اردو کی ترقی و ترویج کے لئے بھی نتیجہ خیز کوششیں کی ہیں۔ جس کا بین ثبوت زیر تبصرہ کتاب "شلبھ اردو پڑھیے" (اردو کا آسان تعارف) ہے۔ ڈیمائی سائز کے چالیس صفحات پر مشتمل اس کتاب میں نہایت ہی سہل انداز میں ہندی کے ذریعے اردو سکھائی گئی ہے۔ بالخصوص اردو سیکھنے والے غیر اردو داں حضرات کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا چالیس صفحات کی یہ کتاب اردو کی ترویج و اشاعت کے ضمن میں وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

صاف ستھری طباعت، سہل انداز تفہیم اور بالخصوص کتابت (اردو مراٹھی) کے باعث کتاب کی ظاہری خوبصورتی بڑھ گئی ہے۔

اردو کی ترویج و بقا کے نعرے لگانے والوں سے پرزور اپیل ہے کہ وہ اس کتاب کو خرید کر غیر اردو داں حضرات میں تقسیم کریں۔ کہ اردو کی اس سے بڑی خدمت اور کیا ہو سکتی ہے؟

محی غازی

بیان بابت ملکیت و دیگر تفصیلات
فارم نمبر ۴ ۔ رول نمبر ۸

۱۔ مقام اشاعت : ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ۔ بمبئی ۹
۲۔ وقفہ اشاعت : ماہانہ
۳۔ طابع کا نام : ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک
قومیت : ہندوستانی
پتہ : ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ۔ بمبئی ۹
۴۔ ناشر کا نام : ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک
قومیت : ہندوستانی
پتہ : ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ۔ بمبئی ۹
۵۔ ایڈیٹر کا نام : ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک
قومیت : ہندوستانی
پتہ : ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ۔ بمبئی ۹
۶۔ ملکیت : نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ
رجسٹرڈ نمبر E3006 بمبئی

میں ڈاکٹر عبدالکریم محمد نائیک اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کے مطابق صحیح ہیں۔

دستخط
عبدالکریم محمد نائیک
پرنٹر پبلشر

مورخہ یکم مارچ ۱۹۸۵ء

جاوید درویش
بانکوٹ

مسکراہٹوں کا محافظ داؤد

داؤد خلیفے ایک محبوب دوست، ایک عظیم انسان اور اخلاص و انسانیت کا روشن مینار تھا۔ مجلسی میں طویل علالت کے بعد اپنی جاندار مسکراہٹوں کے بل پر موت کو شکست دے پایا۔ اپنی لافانی مسکراہٹوں کی کہکشاں بکھیرے سنوارتا رہا۔ زندگی مسکراتی ہوئی ہونٹوں پر آگئی۔ پھر نہ جانے کیوں اپنوں کی قربت کا بہانہ کر کے ہم سے دور کچھ دنوں کے لئے افریقہ چلا گیا۔ اور یہ دوری کبھی ختم نہ ہونے والی دوری ہو کر رہ گئی!

داؤد آسمانوں کے اس پار جنت سے قریب اور ہم سے بہت دور چلا گیا۔ کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔ بے رحم موت کے سفاک ہاتھوں نے بالآخر مسکراہٹ کو گھائل کر ہی دیا۔ داؤد کی ناقابلِ یقین اور ناقابلِ برداشت اندوہ ناک رحلت نہ جانے کتنوں کو کربناک منجدھار میں چھوڑ گئی ہے۔ یہ تو ہمارا سچا اعتراف ہے کہ اسے مرحوم کہتے ہوئے ہماری رگیں دم توڑنے لگتی ہیں۔ زندگی عذاب سی محسوس ہوتی ہے۔

"داؤد" زندگی کے احساس ہی کا تو پیارا نام تھا۔ وہ زندہ ہے، وہ ہم میں موجود ہے۔ ہمارے دل کی حرکتوں اور خون کی روانی میں شامل ہے۔ وہ ہماری سانسوں میں رچ بس گیا ہے۔ وہ ہمارے قلب و جگر کا حصہ ہے۔ اسی طرح چہکتا، مہکتا، مسکراتا — ہمارا ہاتی کمانڈر، ہمارا مشیر، ہمارا رہبر، محسن اور ہمارا دوست لافانی مسکراہٹوں کے روپ میں سدا زندہ رہے گا۔

داؤد، جو مجسم اخلاص تھا، انسانی قدروں کا احترام اس کے لئے عبادت تھی۔ اور جاندار مسکراہٹیں لٹاتے رہنا اس کے لئے فرض بن گیا تھا۔ اس کا بے لوث، بے باک اور بے خوف اندازِ بیان کیسے کیسے سورماؤں کو بھی "سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے" کہنے پر مجبور کرتا رہا۔ یہی ستھری اور حیات افروز مسکراہٹ زندہ ضمیر کی ترجمان اور عکاس ہوتی ہے، یہ اس نے ثابت کیا تھا۔ دل آزاری کو کافر کہتا رہا۔ اور دلداروں پر اپنی جان نثار کرتا رہا۔

مسکراہٹ امن و آشتی کا پرچم ہے، اور اسی پرچم کو بلند رکھنے کیلئے وہ اپنا خون جلاتا رہا۔ تاکہ مسکراہٹ زندہ رہے روشن رہے خلوص اور پیار کی چاندنی بکھرتی رہے۔ ہر انسان اپنے وجود سے نفرتوں اور اذیتوں کے بے رحم احساس کو نکال دے۔ دفنا دے۔ تاکہ انسانیت ہر خوف سے بالاتر ہو کر پورے اعتماد کے ساتھ بلند اور مقدس انسانی قدروں کو اپنائے۔

داؤد مسکراہٹوں کا محافظ بنا رہا۔ اس کا جینا زندگی پر احسان تھا۔ زندگی کا درد لئے نہ جانے کتنی چلتی پھرتی لاشوں کے دلوں میں داؤد کی مسکراہٹ زندگی کی حقیقی روح پھونکتی رہی۔ پر وہ عظیم مسکراہٹ اب خاموش ہے

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مقابلہ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۶

۵۰ روپے نقد انعام

۱ م			ت
۲ م			ت
۳ م			ت
۴ م			ت
۵ م			ت

اشارے: (دائیں سے بائیں)

۱۔ یقیں محکم عمل پیہم ـــــ فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

۲۔ میری نظر میں تو ـــــ کے بغیر زندگی بے کار ہے۔ بے سود ہے، بے مطلب ہے۔

۳۔ میں کہتا ہوں زندگی میں ـــــ ہی تو سب کچھ نہیں ہے۔

۴۔ ـــــ ہی زندگی کا مقصد ہے۔ خالی خولی جینے میں کیا رکھا ہے۔

۵۔ میرے خیال میں دنیا میں ـــــ نام کی کوئی چیز نہیں۔ اور دنیا صرف مبتلائے فریب ہے۔

شرائط:

۱۔ آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں اس مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں۔

۲۔ ایک کورے کاغذ پر اس خاکے کو نقل کر کے اسے روشنائی سے بھر کر روانہ کریں۔

۳۔ کٹے پھٹے، مشکوک اور پنسل سے بھرے ہوئے حل ناقابلِ قبول ہوں گے۔

۴۔ ایک شخص ایک ہی نام اور پتے سے جا ہے اتنے حل روانہ کر سکتے ہیں۔

۵۔ اس مقابلے میں عمر کی کوئی قید نہیں۔

۶۔ ہر حل کے ساتھ صرف پچیس پیسے کے غیر استعمال شدہ ڈاک ٹکٹ روانہ کرنے ہوں گے۔

۷۔ ایک حل کے پچیس ۲۵ پیسے کے حساب سے آپ کئی حلوں کے ڈاک ٹکٹ ایک ہی لفافے میں بھیج سکتے ہیں۔

۸۔ اس پہیلی میں استعمال ہونے والے سبھی اشارے اردو کتب میں شائع شدہ ہیں۔

۹۔ پچاس ۵۰ روپے کا نقد انعام صحیح حل پر دیا جائے گا۔ صحیح حل موصول نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم غلطیوں والے حل پر یہ انعام دیا جائے گا یا برابر تقسیم کیا جائے گا۔

۱۰۔ سبھی حل ۲۰ اپریل ۱۹۸۵ء سے قبل اس پتے پر روانہ کیجئے:
کمپیٹیشن ایڈیٹر ماہ نامہ نقش کوکن ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری بمبئی ۹

۱۱۔ ہر صورت میں کمپیٹیشن ایڈیٹر نقش کوکن کا فیصلہ آخری، قطعی اور قابلِ قبول ہوگا۔

نقش کوکن ادبی پہیلی ۲ کا نتیجہ صحیح حل

■	ا	ف	۱ د
■	■	ج	۲ ا
ل	ہ	ا	۳ ک
ل	م	ہ	۴ م
■	ن	ل	۵ ج

نقش کوکن ادبی پہیلی ۲ کے سو سے زائد حل موصول ہوئے۔ البتہ ان میں سے ایک بھی حل صحیح نہیں تھا۔ ایک غلطی والے بھی صرف دو حل موصول ہوئے۔ ان ایک غلطی والے دو حلوں پر پچاس روپے انعام کی رقم بحساب پچیس ۲۵ پچیس روپے تقسیم کئے جائیں گے۔

دو غلطی والے حلوں پر اگرچہ کوئی انعام نہیں تھا مگر پھر بھی ہم ان کے نام شائع کر رہے ہیں

ایک غلطی والے حل: (فی حل پچیس ۲۵ روپئے)

(۱) سید محمد اکبر۔ انٹرنیشنل آڈیٹ آفس علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱ (۲) م۔ غالب۔ ساکھر ترہ رتناگری ۶۱۲ ۔۔ مہاراشٹر

دو غلطی والے حل:۔

(۱) شبنم اسماعیل پرکار۔ ماہم۔ بمبئی ۱۶ (۲) رضوانہ اسحاق کاپڑے۔ وڈالا۔ بمبئی ۳۷ (۳) سید محمد اکبر۔ علی گڑھ۔
(۴) سید محمد اکبر علی گڑھ (۵) م۔ غالب۔ رتناگری (۶) م۔ غالب۔ رتناگری (۷) عتیق تابش۔ داپولی۔ رتناگری۔
(۸) عتیق تابش۔ داپولی۔ رتناگری (۹) شیخ اشرف جمال۔ وڈالا۔ بمبئی ۳۱ (۱۰) ساجدہ عبدالرزاق پرکار۔ چپلون۔ رتناگری۔

ایک ضروری اعلان

نقش کوکن ادبی پہیلی ۳ کے انعام یافتگان (شائع شدہ فروری ۱۹۸۵ء) سے درخواست ہے کہ وہ براہ کرم اپنے مکمل پتے ایک پوسٹ کارڈ پر لکھ کر روانہ کریں تاکہ انھیں انعام ارسال کیا جاسکے۔
ان کے پتے دفتر سے گم ہو گئے ہیں۔

(ادارہ)

غیر ملکی قارئین سے

آپ ادبی پہیلی کے اپنے حل ہندوستان میں مقیم کسی رشتے دار کو بھیجیں تاکہ آپکے حلوں کے ساتھ وہ ٹکٹ کے ساتھ ہمیں بھیجیں۔ انعام کی رقم جس ہندوستانی رشتہ دار یا دوست کو روانہ کرنا چاہیں اس کا نام و پتہ بھی لکھئے۔

(ادارہ)

ایک جائزہ

گرانی کل اور آج

اگر یہ آج کہا جائے کہ دوسری عالمی جنگ سے پہلے ۱۹۳۹ء میں گیہوں ایک روپے کا ۱۶ سیر، چاول ایک روپئے کا ۸ سیر، گھی دو گوشت ۔ آنے سیر اور بکری کا گوشت ۳ آنے سیر فروخت ہوتا تھا تو کیا موجودہ نسل اسے باور کرے گی؟ ۔ ذیل میں ایک نقشہ درج کیا جاتا ہے جس سے پتہ چل سکے گا کہ دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے، اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں اور آزادی ملنے کے وقت ۱۹۴۷ء میں اشیاء خوردنی کی کیا قیمتیں تھیں اور اب کیا ہیں؟

نام اشیاء	نرخ قبل از جنگ ۱۹۳۹ء	نرخ ۴۶ ۱۹ء	نرخ ۴۷ء بوقت آزادی
گیہوں	۱۶ سیر فی روپیہ	۴ سیر فی روپیہ	۲½ سیر فی روپیہ
چاول	۸ 〃 〃	۲¼ 〃 〃	۱½ اور ۱¾ 〃 〃
دال	۸ 〃 〃	۳ 〃 〃	۱½ سیر 〃 〃
دال مونگ	۷ 〃 〃	۲½ 〃 〃	۱½ 〃 〃 〃
دال مسور	۷ 〃 〃	۳ 〃 〃	۲ 〃 〃 〃
دال چنا	۹ 〃 〃	۳½ 〃 〃	۲ 〃 〃 〃
گوشت بڑا	۳ آنے فی سیر	۸ آنے فی سیر	۱۲ آنے فی سیر
گوشت بکرا	۶ 〃 〃 〃	۱½ روپئے فی سیر	۱½ روپئے فی سیر
نمک	۱۴ سیر 〃 روپیہ	ایک روپئے فی سیر	۳/۵ سیر فی روپیہ
ہلدی	۳ 〃 〃 〃	۱½ سیر فی روپیہ	۱۲ چھٹانک فی روپیہ
مرچ	۳ 〃 〃 〃	۱۲ چھٹانک فی روپیہ	۸ 〃 〃 〃
دھنیا	۳ 〃 〃 〃	۱۲ 〃 〃	ایک سیر فی روپیہ
پیاز	فی من ایک روپیہ	۲ روپیہ من (عمدہ)	۱۲ روپئے من
لکڑی	تین من 〃 〃	۹ پنسیری فی روپیہ	۴ پنسیری فی روپیہ
دودھ	۱½ آنے فی سیر	۸ آنے فی سیر	۱۲ آنے فی سیر
ڈبی گھی	ایک سیر فی روپیہ	۴ چھٹانک فی روپیہ	۲ چھٹانک فی روپیہ

نام اشیاء	نرخ قبل از جنگ ۱۹۳۹ء	نرخ ۱۹۴۶ء	نرخ ۴۷ء بوقت آزادی
روغن سرسوں	۴ سیر فی روپیہ	۱۲/۱ چھٹانک فی روپیہ	۷ چھٹانک فی روپیہ
بناسپتی	۱¾ 〃 〃 〃	۱۰ چھٹانک فی روپیہ	۴½ 〃 〃 〃
[illegible]	۳ 〃 〃 〃	۲½ روپئے سیر	۳ روپئے سیر
کتھا	۴ 〃 〃 〃	۱/۷ روپئے سیر	۱/۷ 〃 〃
تمباکو خوردنی	۴ 〃 〃 〃	۴ 〃 〃	۲½ 〃 〃
چینی	۶ آنے فی سیر	۱½ آنے سیر	۹½ آنے سیر
کھوپرا	۵ 〃 〃 〃	۲½ روپیہ 〃	۳ روپیہ 〃
بادام	۸/۷ 〃 〃 〃	۲½ 〃 〃	۲¾ 〃 〃
کشمش	۵ 〃 〃 〃	۲¼ 〃 〃	۲ روپئے ۵ آنے 〃
گرم مسالہ	۱½ روپیہ فی سیر	۷ 〃 〃	۵ روپے 〃
پستہ	۲½ روپیہ 〃 〃	۱۰ 〃 〃	۸ 〃 〃
عمدہ ململ	۵ آنے فی گز	—	—
لٹھا [illegible]	۵ 〃 〃 〃	—	—
چائے	۱/۳ آنے پیکٹ	۱/۳ آنے پیکٹ	۵/۶ آنے پیکٹ
ماچس	ایک آنے فی درجن	۳ پیسے فی ڈبیہ	ایک آنے فی ڈبیہ

★ ★ ★ ★

عبدالرحمٰن یعقوب سروے

دیار غیر میں تقریباً ۳۴ سال گذارنے کے بعد سفیون تعلقہ کھیڈ (رتنا گیری) کے جناب عبدالرحمٰن یعقوب سُروے ۳۰ دسمبر ۸۴ء کو اپنے آبائی وطن روانہ ہو گئے۔ موصوف نے جون ۱۹۲۲ء کو ایک غریب خاندان میں جنم لیا۔ صرف کم ہی دنوں میں والد محترم کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ ماں بھی بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئیں۔ لہٰذا چچا نے آپ کی پرورش کی۔

اردو۔ مراٹھی کی ابتدائی کتب پڑھ پائے تھے کہ روزگار کے سلسلے میں بمبئی آنا پڑا۔ کڑی محنت و مشقت کے بعد آپ ڈیزل میکانک بن سکے، اور ۱۹۵۱ء میں آرامکو (سعودی عربیہ) میں داخل ہوئے۔ جہاں امریکی اور دوسرے یورپی ممالک کے ٹیکنیکل ماہرین کے ساتھ صرف کام ہی نہیں کیا بلکہ اپنی ذہانت اور جفا کشی کا لوہا بھی منوالیا۔ نو سال آرامکو میں کام کرنے کے بعد دو سال کویت میں بھی قسمت آزمائی۔ پھر آرامکو کے پرانے ساتھیوں نے نئی امریکن کمپنی جی ایم اے میں ورکشاپ فورمین کی جگہ کیلئے منتخب کر لیا جہاں سے عبدالرحمٰن صاحب ۱۷ سال سروس کے بعد سبکدوش ہوگئے۔ یہاں پرانے انڈو پاک کے لوگوں میں موصوف بھائی کے نام سے اور نئی نسل میں چچا کے نام سے مشہور تھے۔ واقعی انھوں نے ہر کسی کو ایک بڑے بھائی کا پیار اور بزرگ کی شفقت سے نوازا۔ ان کا دروازہ ہر کسی کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا۔ ہر کسی کو خوش آمدید کہتے۔ کوئی ان کے یہاں اجنبی نہیں ہوتا۔ سحر خیزی موصوف کا مشغلہ تھا۔ اخبار و کتب بینی کا بھی شوق تھا۔ موصوف کے یہاں اردو اور مراٹھی کے اخبارات، رسائل اور ڈائجسٹ وہ جنون آتے تھے۔ اور بڑی بات تو یہ کہ وہ اخبارات و رسائل سرسری کر پڑھنے کے عادی تھے

جہدِ مسلسل کی زندہ مثال شہناز شیخ

شہناز شیخ، محترمہ نور جہاں (جونیئر لیکچرار، انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ بمبئی) اور ابراہیم شیخ (برانچ منیجر یونین بنک بمبئی) کی صاحبزادی ہیں۔ کوکن کی پہلی مسلمان اسپیچ تھیراپسٹ اور آڈیولاجسٹ ہیں۔ شہناز نے اپنی تعلیم کا آغاز بائیکلہ کے گلوریا کانونٹ اسکول سے کیا۔ ایس ایس سی میں فرسٹ کلاس پانے کے بعد بھونس (Bhowans) کالج سے انٹر سائنس کیا اور نائر اسپتال بمبئی سے شعبہ اسپیچ تھیراپی اور آڈیولاجی میں بی ایس سی (B.Sc.) کی ڈگری حاصل کر کے پھر اسی اسپتال میں بطور "اسپیچ تھراپسٹ اور آڈیولاجسٹ" کام شروع کر دیا۔

اس کے علاوہ ـــ اکتوبر ۱۹۸۱ء میں آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف اسپیچ اینڈ ہیرنگ میسور کے ورکشاپ "ایڈ فار دی اور ہی ہینڈی کیپڈ" میں اور جنوری ۱۹۸۲ء میں میسور میں اسپیچ اینڈ ہیرنگ کی چودھویں سالانہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور جنوری ۸۳ء میں دہلی میں منعقدہ پندرہویں اسپیچ اینڈ ہیرنگ کانفرنس میں Experiences in the domiciliary speech therapy Project کے عنوان پر۔ اور جنوری ۸۴ء میں مدراس میں منعقد ہونے والی سولہویں اسپیچ اینڈ ہیرنگ کانفرنس میں Timitus Masking کے عنوان پر پُر مغز مقالہ پیش کیا۔

۱۳ اگست ۸۴ء کو بمبئی میں اپنا ذاتی کلینک شروع کیا۔ جس کا افتتاح ہندوستان کے مشہور اسپیچ تھیراپسٹ اور آڈیولاجسٹ ڈاکٹر وجے شاہ کے ہاتھوں ہوا۔ کلینک

بمبئی سینٹرل کے قریب گلڈر روڈ پر مہتا س کورٹ میں واقع ہے۔ جہاں موصوفہ کے بھائی ڈاکٹر شیخ (ماہر امراض الرجی اور استحال) کا کلینک موجود ہے۔

ہرکسن داس اسپتال کے علاوہ شہناز آج کل طبیہ کالج اسپتال ناگپاڑہ بمبئی، جے جے اسپتال بمبئی اور آر کے نرسنگ ہوم میں بھی اسپیچ اور ہیرنگ کی خامیوں کے مریضوں کی خدمات انجام دیتی ہیں۔

شہناز کی زندگی جہدِ مسلسل اور محنت ولگن سے عبارت ہے۔ کوکن جیسے خطہ سے تعلق رکھنے والی اس باوقار خاتون نے خواتین کے لئے جدوعمل کی ایک نئی مثال قائم کی ہے۔ ان کی کامیابیاں اور کامرانیاں قابلِ تحسین اور لائق صد ستائش ہے۔ امید ہے کہ وہ اپنی خدمات کے ذریعہ ملک وقوم کا نام روشن کریں گی۔

مرتبہ: فی بن صاد

عطیہ

یوم جمہوریہ کے موقع پر جناب عثمان داؤد راول اور جناب یاسین عبدالکریم بخاری نے آشٹی اردو اسکول کو "ایڈیو مع اسپیکر" بطور عطیہ دیا ہے۔

(نامہ نگار: اے آر غزالی)

ساکھر میں جشن جمہوریہ

اردو اسکول ساکھر میں جشن جمہوریہ منایا گیا۔ جلسے کے صدر ضلع پریشد کار سنگھ کے ممبر اور سنت سعود گ سے تعلق رکھنے والے مراٹھی روزنامے نوکن کے چیف ایڈیٹر شری بالا صاحب بھیسے تھے۔ اور ٹرن اگری سیوک کے ایڈیٹر جناب علی میاں قاضی مہمان خصوصی تھے۔ جلسے میں اسکول کے سالانہ قلمی رسالے "بہار" کی رسم اجرا عمل میں آئی۔ بچوں نے اپنی تقاریر میں یوم جمہوریہ کی اہمیت بیان کی۔ زبیر عبدالستار جگنوکر نے انگریزی میں تقریر کی۔

غیر سودی بنک کا رہی

آزادی کے بعد ہمارے ملک میں تقریباً تمام فرقوں نے اپنے بنک قائم کر لئے صرف مسلمان ہی اپنا بنک قائم نہیں کر پائے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ مسلمان سود کو حرام سمجھتے تھے۔ عالم اسلام کے علماء دین اور ماہرین معاشیات و اقتصادیات نے پہلی بار ملکر غیر سودی بنک قائم کرنے کی طرف توجہ دی۔ اور آج کئی اسلامی ممالک میں غیر سودی بنک نہایت کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔

بمبئی کے چند ماہرین اقتصادیات و معاشیات نے قرآن حکیم اور شریعت اسلامی کو پیش نظر رکھتے ہوئے بمبئی میں بھی بیت النصر اربن کو آپریٹیو سوسائٹی لمیٹڈ قائم کی۔ جس کا مقصد مسلمانوں کو سود خوروں کے چنگل سے بچانا اور چھوٹے طور سے تجارت کرنے والوں کو بچت کے مواقع فراہم ہے۔ آج بیت النصر غیر سودی بنک کے انداز پر سرمایہ کاری کرنے والی دو کمپنیاں فلاح انوسٹمنٹس لمیٹڈ اور اتفاق انوسٹمنٹس لمیٹڈ کے نام سے قائم کی ہیں۔ یہ کمپنیاں صرف ساکھ والی شیئرز کا ہی کاروبار کرتی ہیں۔ بیت النصر نے مسلمانوں کے لئے ایک ہاؤسنگ ڈیولپمنٹ سوسائٹی قائم کی ہے جس کے تحت نالہ سوپارہ میں بیت النصر کے دو ہاؤسنگ پلان شروع ہو چکے ہیں۔

(تاریخ ۱۹۸۵ء)

ناراض نہ ہوں

آپ کے حلقہ کی کوئی خبر رپورٹ، تذکرہ، رحلت، کامیابی یا اسی قبیل کی کوئی خبر نقش کوکن میں شائع نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ ادارہ کو اس کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں بلکہ ادارہ کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ادارہ)

سائنس پریکٹیکل پر سمینار

اردو ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن بمبئی ڈویژن کے زیر اہتمام باندرہ ہائی اسکول اور جونیئر کالج بمبئی میں ایس ایس سی کے نئے نصاب کے مطابق سائنس پریکٹیکل پر سمینار منعقد ہوا۔ جس میں کوکن اور بمبئی کے تقریباً پچاس سائنس ٹیچرز نے شرکت کی۔ ایسوسی ایشن کے سیکریٹری اور

مردل اردو ہائی اسکول کے پرنسپل یعقوب راہی صاحب نے اساتذہ کا خیر مقدم کیا اور ایسوسی ایشن کے صدر و محمدیہ ہائی اسکول کے پرنسپل عبدالرحمٰن موٹلیکر صاحب نے اس سیمینار کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔

دوسرے سشن میں پرنسپل جناب سید موسیٰ صاحب، جناب شمیم عثمانی صاحب اور جناب حنیف خان صاحب نے سائنس پریکٹیکل کی نئی اسکیم کی وضاحت کی اور عملی تجربات سے اساتذہ کو مستفید فرمایا۔

● شام ۴ بجے ایک جلسہ ہوا جس کی صدارت ایجوکیشن انسپکٹر جناب اے بی صدیقی صاحب نے فرمائی۔ سائنس ٹیچرس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بمبئی عظمیٰ ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن کے صدر جناب کھنڈو بھائی ڈیسائی نے بھی جلسے سے خطاب کیا۔

اردو ہیڈ ماسٹرس، بمبئی ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے مسز زیب النساء بیکری والا (پرنسپل فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول برائے طالبات، جوگیشوری) بمبئی کو بحیثیت چیئرمین اور مسز رشیدہ قاضی (پرنسپل انجمن اسلام ہائی اسکول برائے طالبات) بمبئی کو بحیثیت سیکریٹری بالاتفاق رائے منتخب کیا گیا۔

ایسوسی ایشن ہٰذا کے جنرل سیکریٹری جناب یعقوب راہی صاحب کے اظہار تشکر پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

قطر میں
مزاحیہ طرحی مشاعرہ

قطر کے مشہور مزاح نگار شاعر صبا شیخانی صاحب کی قیام گاہ پر قاضی فراز احمد کے تعاون سے ایک مزاحیہ طرحی مشاعرہ کا انعقاد ہوا۔ اس مشاعرے کے دو دور ہوئے۔ غیر طرحی دور کے صدر محترم بشیر صحرائی اور ناظم مشاعرہ ممتاز راشد رہے۔ دوسرے دور میں جناب صبا شیخانی صدر نشیں اور نظامت رشید نیاز صاحب نے سنبھالی۔

انتخاب کلام :-

برخیا بوترابی :- من من کو ہم نے دیکھا زلیخا کے روپ میں
بڑھتی ہے جب بھی خون میں شوگر کبھی کبھی

بشیر صحرائی :- انسان کیا گدھوں کی بھی عزت کریں حضور
ان کو بھی لوگ کہتے ہیں فادر کبھی کبھی

قاضی فراز احمد : عورت ہے شیر نر کے برابر کبھی کبھی
بنتی ہے وہ بھی رشک مذکر کبھی کبھی

ممتاز راشد : ہم کی طرح گر کے خطابت بگاڑ دیں
کرتے ہیں یہ بھی کام مشاعر کبھی کبھی

گوہر نواب گوہر : پکوان تو لذیذ ہیں اونچی دکان کے
لیکن چبانے پڑتے ہیں کنکر کبھی کبھی

امان اللہ عارض اعظمی :- ضعفِ بدن کا رکھ دیا اسرار کھول کر
پکتی ہے دال روز، چقندر کبھی کبھی

صفات علی صفات رامپوری :- بچوں نے سدا ہی رکھتے ہیں بیدار خواب سے
جلادِ خواب ہوتا ہے مچھر کبھی کبھی

سہیل اختر سہیل :- دیکھا انھیں تو ہم نے بھی رستہ بدل دیا
چوہے یہاں ہیں شیر سکندر کبھی کبھی

اخلاص لئیق علی :- بادا تو خوش رہے کہ یہ پوتا شرارتی
بزنس میں سب کو دیتا ہے چکر کبھی کبھی

رشید نیاز :- جی چاہتا ہے ناک پہ رومال باندھ لوں
اتنا قریب ہوتا ہے دلبر کبھی کبھی

صبا شیخانی :- ہم تو تمام زندگی چکر میں ہی رہے
بیگم کو آیا کرتے ہیں چکر کبھی کبھی

(نامہ نگار: تاث احمد ۔ دوحہ قطر)

بیرسٹر انتولے لندن جائیں گے

مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے کو جنھیں دل کے امراض کے سلسلہ میں دوسری مرتبہ گذشتہ ماہ بمبئی اسپتال میں داخل کیا گیا تھا گھر جانے کی اجازت دی گئی۔ اطلاع ملی ہے کہ انتولے صاحب طبی معائنہ کے لئے لندن جائیں گے۔ معائنہ کے بعد معمولی سرجری کی نوبت آسکتی ہے۔ اگر سرجری ضروری سمجھی گئی تو لندن میں قیام کے دوران اس کام کی تکمیل ہوگی۔

اسمبلی چناؤ کیلئے امیدوار

مارچ ۸۵ء میں منعقد ہونے والے ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں ہر پارٹی امیدواروں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

پارٹی کا نام	امیدواروں کی تعداد
انڈین نیشنل کانگریس (آئی)	۲۸۸
انڈین کانگریس (ایس)	۱۲۶
بھارتیہ جنتا پارٹی	۶۷
جنتا پارٹی	۶۱
کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا	۳۰
سی پی آئی (ایم)	۱۵
لوک دل	۳۶
کسان مزدور پارٹی	۲۹
ریپبلکن پارٹی آف انڈیا	۵۱
آر پی آئی (کھوبر گڑے)	۱۷
فارورڈ بلاک	۳
مسلم لیگ	۱۳
آزاد امیدوار	۱۴۹۴
	۲۲۳۰

دو ہزار روپئے کا گرانقدر عطیہ

انجمن اسلام ہائی اسکول بوری بندر بمبئی کے ریٹائرڈ آرٹ ماسٹر (ڈرائنگ ٹیچر) جناب اے۔ ای ملّا صاحب نے نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کے جلسۂ تقسیم انعامات منعقدہ ۲۴ فروری ۸۵ء میں اپنی بیگم مرحومہ طاہرہ ملّا کے نام سے دو ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کو عطا کیا ہے۔ ٹیلنٹ فورم کے زیر اہتمام آئندہ منعقد ہونے والے ڈرائنگ اینڈ آرٹ کے مقابلوں میں انعام پانے والے طلبہ و طالبات میں یہ رقم تقسیم کی جائے گی۔

ادارہ نقش کوکن ملّا صاحب کا ممنونِ احسان ہے کہ انھوں نے ادارہ کی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے اپنی جیب خاص سے یہ گرانقدر عطیہ دے کر ادارہ کے ساتھ ساتھ مسلم طلبہ و طالبات کی بھی ہمت افزائی فرمائی ہے۔

ماڈرن اردو ہائی اسکول گونڈ پورا کے لئے امدادی پروگرام

ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے ماڈرن اردو ہائی اسکول گونڈ پورا ضلع رتناگیری کی مالی امداد کے لئے ۲۳ فروری ۸۵ء کو سینٹ پیٹرس ہائی اسکول ہال بمبئی میں تفریحی پروگرام منعقد ہوا جس میں ممتاز گلوکار مہیندر کپور نے اپنی سحر آفریں آواز سے اور جناب نذیر مہاتمے اور ان کے ساتھیوں نے کئی دلچسپ آئیٹم کے ذریعہ سامعین کو محظوظ کیا۔ پروگرام کی صدارت جناب ریاض پرکار صاحب نے فرمائی جبکہ بطور مہمانِ خصوصی ایم۔ ڈی نائیک صاحب اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ فلمی دنیا کے مشہور اداکار آغا اور معروف صحافی ایم۔ ایم ملّا صاحب مہمانِ اعزازی تھے۔ مذکورہ سوسائٹی کے صدر جناب مبارک کاپڑی صاحب نے مہمانان کا تعارف اور اسکول کی مختصر مگر جامع رپورٹ پیش کی۔ پروگرام کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب تھے۔ نظامت

سیکریٹری الحاج جناب نقیر محمد مستری صاحب نے انجام دیئے۔

مسز روشن آرا نائیک نے اپنی مترنم آواز میں حمد پیش کر کے پروگرام کا آغاز کیا۔ سوینیر کی رسم اجراء جناب ایم۔ ڈی نائیک صاحب کے دست مبارک سے انجام پائی۔ آپ نے ایک گرانقدر رقم سے ادارہ کی اعانت فرمائی۔

اکبر پیر بھائی کالج کا مجلہ

انجمن اسلام اکبر پیر بھائی کالج آف کامرس کے سالانہ میگزین ۸۵ء "النجم" کا اجراء ڈاکٹر ایس۔ اے ملنشی صاحب (چیرمین اردو اکیڈیمی مہاراشٹر) کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ جلسہ اجراء میں پرنسپل سید عبدالباری نے استقبالیہ تقریر کی۔ اس تقریب میں عطاء الرحمن طارق (مدیر) سید ذوالفقار (نائب مدیر) شمیم خان، سراج الدین پٹیگے، انتظار عالم، سید حبیب، ندیم عثمانی کو سرٹیفکیٹ دے گئے۔

نئے چیرمین

شری ایچ۔ کے۔ ایل کپور کو یونین پبلک سروس کمیشن کا چیرمین مقرر کیا گیا ہے۔ ساٹھ سالہ شری کپور گجرات کے چیف سیکریٹری تھے، اور اس سے قبل پلاننگ کمیشن میں ایڈوائزر کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔

کے ایم ای ایس ہائی اسکول پڈگھا

۱۰ر فروری ۸۵ء کو کے ایم ای ایس ہائی اسکول پڈگھا بوریولی کا سالانہ بزم تقریب منعقد ہوئی۔ صدارت کے فرائض عبدالحمید ناچن صاحب نے فرمائے۔ جناب اکبر پھوت، جناب فیضان اعظمی اور جناب مرتضی نقیہ (سکریٹری کے ایم ای سی) نے بطور خاص شرکت کی تھی۔ پنچایت سمیتی کی جانب سے ایک لاکھ روپے کی امداد اسکول کو منظور ہونے کی خوشی میں

فرانسیسی نومسلم کو استقبالیہ

فرانسیسی نومسلم مفکر مسٹر راجر گارودی کے اعزاز میں دعوت القرآن بمبئی کی جانب سے استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جناب شمس پیرزادہ صاحب نے مہمانان کا تعارف کرایا۔ جناب محمد ارشد ندوی صاحب نے موصوف راجر گارودی اور ان کی اہلیہ محترمہ سلمیٰ کو عربی میں خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر دعوت القرآن کی پیش کش تفسیر سورہ آل عمران و سورہ النساء کے انگریزی ترجمہ کی رسم اجراء بھی جناب راجر گارودی کے ہاتھوں انجام پائی۔

حکومت ہند کے مسلم وزراء

- کابینی وزراء (کل وزراء پندرہ)
  ۱۔ جناب عبدالغفور (ورکس اینڈ ہاؤسنگ)
  ۲۔ محترمہ محسنہ قدوائی (صحت اور خاندانی منصوبہ بندی)
- ریاستی وزراء (کل وزراء ۲۵)
  ۱۔ جناب ضیاء۔ آر۔ انصاری (شپنگ اینڈ ٹرانسپورٹ)
  ۲۔ جناب عارف محمد خان (انڈسٹری اینڈ کمپنی امور)
  ۳۔ جناب غلام نبی آزاد (پارلیمانی امور)
  ۴۔ خورشید عالم خان (خارجی امور)

آل کوکن مسلم کانفرنس

۳ر فروری کو ایس آئی ایم آف انڈیا کی جانب سے چپلون میں آل کوکن مسلم کانفرنس منعقد ہوئی۔ افتتاح پروفیسر ابراہیم شیخ نے کیا۔ اس کانفرنس میں تحریک طلبائے اسلامی کے جناب حافظ محسن الدین اور جناب طاہر جمال کے علاوہ ڈاکٹر ایم۔ اے شیخ (مدیر ہفت روزہ سودھن) بھی شریک رہے۔

ننھی منی شائستہ مقری

۱۹ر جنوری کو بھیونڈی میونسپل اسکولوں کے طلبہ و طالبات کے جشن جمہوریہ کے متعلق تقریری مقابلے منعقد ہوئے جس میں شائستہ معین الدین مقری نے پہلا انعام اور شیلڈ حاصل کی۔ جناب عبدالرؤف مومن نے انعامات تقسیم کئے۔

پروگریسو ایجوکیشن سوسائٹی، مالیگاؤں

سوسائٹی نے اپنے زیر تعمیر ایجوکیشنل کیمپس میں مورخہ ۱۵ دسمبر ۸۴ء کو ایک شاندار فن فیئر اینڈ "ایگزیبیشن" کا انعقاد کیا، جس میں والدین، طلبہ اور مہمانان کثیر تعداد میں شریک رہے۔ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جناب مشرف صاحب نے کرسی صدارت کو زینت بخشی اور میونسپل ایڈمنسٹریٹر جناب دیویندر صاحب بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ "فن فیئر اینڈ ایگزیبیشن" کے ایک شعبے کا افتتاح محترمہ اسیماں جاوید درو صاحبہ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

یک بابی ڈراموں کا مقابلہ

مورخہ ۱۱ فروری ۸۵ء کو مہاراشٹر اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام یک بابی اردو ڈراموں کا سالانہ مقابلہ سدنہم کالج بمبئی میں منعقد ہوا جس میں آٹھ ڈرامے پیش کئے گئے۔ جج کے فرائض جناب نریندر بلّل (ایڈیٹر محاذ و مجبور) اور جناب غنی غازی (پرنسپل انجمن خیرالاسلام بمبئی ۸) نے انجام دیئے۔ ڈاکٹر اے اے فیضی صاحب نے انعامات تقسیم کئے جب کہ جناب عبدالستار دلوی نے استقبالیہ تقریر کی۔

مبارکباد

مہاراشٹر کالج کی طالبہ مس عارفہ شیخانی جو کہ ٹی وائی بی ایس سی میں زیر تعلیم ہے، کو اس سال یعنی ۸۵-۱۹۸۴ء کی مس مہاراشٹر کے خطاب سے نوازا گیا۔

بمبئی میں آرکسٹرا پروگرام

گذشتہ ماہ بمبئی مسلم ایجوکیشنل سوشل ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام بمبئی کی مشہور جیون کلا آرکسٹرا پارٹی نے ایک شاندار پروگرام پیش کیا جس میں تقریباً ۲ ہزار لوگوں نے رات گئے تک پروگرام کا لطف اٹھایا۔ اس پروگرام کی کامیابی [illegible] جناب [illegible]

اسحاق گاؤنکر، جناب شیخ علی چوگلے، جناب وپیلے صاحب اردو اسکول کے اساتذہ کے علاوہ گاؤں کے سادات نوجوانوں نے گاؤں گاؤں جاکر پروگرام کے ٹکٹ فروخت کرکے ایک خطیر رقم اکٹھا کی۔ اس ہونے والی آمدنی سے اردو اسکول کی عمارت میں ایک آفس تعمیر کرکے دیا گیا۔

"رتناگری سیوک" کا نیا روپ

رتناگری سے شائع ہونے والے مراٹھی ہفت روزہ "رتناگری سیوک" نے مورخہ ۱۰ فروری ۸۵ء سے شام کے اخبار کا روپ دھار لیا ہے۔ اس کے پہلے شمارے کی رسم اجرا کی تقریب مہاراشٹر کے وزیر مملکت شری سادت کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ جبکہ تقریب کی صدارت رتناگری کے ایم پی شری حسین دلوائی نے کی۔ رتناگری سیوک کے مالک و مدیر شری علی میاں قاضی ہیں، جو رتناگری کے ایک قریبی گاؤں شیر گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔

"آکاش وانی" کی شعری نشست

۱ فروری ۸۵ء کو آکاش وانی رتناگری کی طرف سے ایک شعری نشست منعقد کی گئی جس میں جناب عارف سیمابی، جناب گوہر راجپوری، جناب پرویز باغی، جناب اعجاز فیض آبادی، جناب شبیر قمر، جناب عبدالرزاق ... جناب ابراہیم نور، جناب صابر وفنگاؤنوی اور جناب مضطر سجے گدھی نے اپنا کلام سنایا۔ اس شعری نشست میں باذوق سامعین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

اضلاعِ کوکن میں اسمبلی چناؤ

تھانہ، رتناگری، سندھو درگ اور رائے گڑھ میں تیس اسمبلی حلقے ہیں۔ جہاں ۲۱۶ امیدوار چناؤ لڑ رہے ہیں۔ ان میں مسلم امیدواروں کی تعداد صرف گیارہ ہے۔

سٹی زن اسکول اُرن میں سالانہ تقریب

۱۳ جنوری ۸۵ء کو سٹی زن اسکول اُرن ضلع رائے گڑھ کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ صدارت کنفر انصاری جناب معین الدین ٹھاکر نے کی۔ اہتمام و نیز جلسہ کمیٹی کے دیگر ممبران جناب محمد علی تحصیلدار، جناب نذیر کھتی اور جناب شفیع نورنگے صاحبان بطور خاص موجود تھے۔

ہیڈ ماسٹر صاحب نے اسکول کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ طلبہ و طالبات نے ڈرامے، رقص، مشاعرہ و دیگر مختلف آئٹم پیش کئے۔ صدر جلسہ کے دستِ مبارک سے اول تا دہم جماعتوں میں اول و دوم آنے والے طلبہ کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے تمام اساتذہ نے بڑی محنت و لگن کا مظاہرہ کیا۔

بیسٹ ٹیچر ایوارڈ

S.S.C. سن ۱۹۸۴ء کے نتائج کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اُردو ذریعۂ تعلیم کے ہائی اسکولوں سے ہر مضمون میں بہترین استاد کا انتخاب کر کے نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم نے ۲۴ فروری ۸۵ء کو مسالہ والا ہال بمبئی میں منعقدہ ایک پروقار تقریب میں بیسٹ ٹیچر (BEST TEACHER) ایوارڈ تقسیم کئے۔ ایوارڈ میں زرِ نقد کے علاوہ سند اور ٹرافی بھی شامل ہے۔

عالی جناب مصطفےٰ فقیہ صاحب نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی اور جناب محمد علی بھیونڈیکر کے ہاتھوں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالستار دلوی اور جناب ایم ڈی نایک بطور معزز مہمان شریک تھے۔

مولانا اکبر سلیمان کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب ابراہیم سند ملکر سکریٹری ٹیلنٹ فورم نے اپنی حالیہ سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ جناب غنی غازی، جناب غنی پاڈیکر، جناب مبارک کاپڑی، جناب عباس حسین سورت، جناب علی ایم شمسی اور ڈاکٹر فرید الدین شیخ نے [illegible] صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

درج ذیل اساتذہ نے ایوارڈ حاصل کئے ہیں۔

(۱) جناب اکبر اے آرائی (کنڈوی) برائے سائنس

(۲) جناب یوسف اے پرکار (کالستہ) برائے انگلش۔

(۳) جناب شمس القمر (کنڈوی) برائے ریاضی۔

(۴) جناب اے ڈی بخشی (کنڈوی) برائے اردو

(۵) جناب اے اے شیخ (مہسلہ) برائے سوشیل سائنس

(۶) جناب اے اے فسوکیہ (رتناگیری) برائے ہندی

(۷) جناب اے آئی خطیب (رتناگیری) برائے مراٹھی

(۸) محترمہ زکیہ اے شیخ (مہسلہ) ریاضی کا خصوصی انعام

S.S.C. ۸۴ء کے موصولہ نتائج کو فاروقی ہائی اسکول کے پرنسپل جناب آئی وائی خان طالب، مہاراشٹر کالج کے پرنسپل ڈاکٹر عبدالقدوس منشی اور ولسن پرنسپل پروفیسر کوکنی، والا انجمن اسلام اردو ریسرچ سینٹر کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر فرید الدین شیخ اور ٹیلنٹ فورم کے جناب مبارک کاپڑی، جناب ابراہیم سند ملکر، جناب نیفر محمد مستری اور ڈاکٹر عبدالکریم نایک صاحب نے جانچ پڑتال کر کے بہترین استاد کا انتخاب فرمایا۔

حاضرین نے ٹیلنٹ فورم کی بامقصد اور ٹھوس سرگرمیوں کو سراہا۔ پروگرام کے کفیل جناب محمود مستری نے مہمانوں کی گلپوشی فرمائی اور ڈاکٹر نایک صاحب نے شکریہ ادا کیا۔

طلبہ کو انعامات

انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول و جونیئر کالج گورے گاؤں میں ۲۶ جنوری ۸۵ء کو پنجم تا دہم جماعتوں میں اول، دوم و سوم درجات سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔

(نامہ نگار: ضمیر الدین اسسٹنٹ ٹیچر)

شادی خانہ آبادی

★ کپتان عبدالرزاق بھونبل (متوطن سیلواڑہ ضلع رتناگری) کی دختر زینہ عبدالمجید کی شادی کے استقبالیہ کی تقریب ۱۰ فروری ۸۵ء کو انجمن اسلام ہائی اسکول بوری بندر میں بشرکت واحتشام انجام پائی۔

★ یکم فروری ۸۵ء کو کھیڈ ضلع رتناگری کی معروف شخصیت جناب اے آر ڈی خطیب کی دختر فرزانہ کی شادی انور لالا میاں پہلکار کے ساتھ انجام پائی۔

★ آئیڈیل پیپر بکس اور ڈائمنڈ اسٹیشنری بمبئی کی مالکہ محترمہ زرینہ بیگم شریف حسین کی دختر حسن آرا کی شادی عمر خان ابن محمد احمد خان کے ساتھ ۱۲ فروری ۸۵ء کو نورباغ بمبئی میں انجام پائی۔

★ جناب عبدالرزاق حسین سنگے متوطن مورڈ ضلع رائے گڑھ کی شادی کوثر حسن گوارے، متوطن بھیونڈی کے ساتھ ۱۰ فروری ۸۵ء کو بھیونڈی ضلع تھانہ میں انجام پائی۔

★ مشہور خوش نویس قاسم (کاتب) ابن ابراہیم گلدکری کا عقد مسعود راجواڑہ رتناگری کے انجینئر نظام الدین ہیرتے کی ہمشیرہ حمیدہ بانو سے ساتھ شافعی مسجد چار نل ڈونگری میں ۳ فروری ۸۵ء کو انجام پایا۔

★ گوونکوٹ چپلون کے سوشیل ورکر جناب ابراہیم چوگلے کی بھتیجی اور جناب حسین چوگلے کی دختر فرزانہ کا عقد مسعود جناب ادریس محمد چوگلے (متوطن بہیرولی) کے فرزند غیاث الدین کے ساتھ ۱۷ فروری ۸۵ء کو بمقام خلافت ہاؤس بمبئی میں شان و شوکت کے ساتھ انجام پایا۔

★ جناب رضوان حارث کی دختر عائشہ اور ڈاکٹر ظہیر تمیمی کی شادی کی تقریب ۲۳ فروری ۸۵ء کی شام ہوٹل ریسیڈنسی میں انجام پائی جس میں عمائدین شہر اور کوکن کی معزز ہستیاں شریک تھیں۔

سوپارہ میں انگلش اسکول

۹ فروری ۸۵ء کو بدر الفساد زین الدین قاضی کے ہاتھوں زلیخا بیگم زکریا انگلش میڈیم اسکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس پر ۱۲ لاکھ روپئے خرچ ہوں گے۔ اس اسکول کا اجرا یکم جولائی ۱۹۸۵ء سے ہوگا۔

اس موقع پر جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے احمد زکریا نے اپنی والدہ صاحبہ کے نام سے اسکول کا سنگ بنیاد رکھنے پر خوشی ظاہر کی اور تین لاکھ روپئے دینے کا اعلان کیا ــــ انشاء اللہ یہ اسکول ایک مثالی اسکول ثابت ہوگا۔ جسے مسلم ایجوکیشن اینڈ میڈیکل ٹرسٹ سوپارہ چلائے گا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی شری بھاؤ صاحب ورتک جنرل سیکریٹری شیواجی نوجوان چندرشاہ ایم پی و شریمتی تارا بائی ورتک ایم ایل اے اور اسکول کمیٹی کے صدر جناب رضوان حارث نے تقریریں کیں۔ جناب انور منشی جنرل سکریٹری نے رپورٹ پڑھی۔

نیشنل سیکورٹی ایکٹ کے ملزمین کی امداد

بھیونڈی فساد کیس کے سلسلے میں نیشنل سیکورٹی ایکٹ کے تحت زیرحراست عیسیٰ محمد یعقوب اعظمی اور محمد ہارون خالق محمد کوناسک اور پونا کی جیلوں میں رکھا گیا تھا لہٰذا ان کو تھانہ جیل میں منتقل کرنے کے لئے مرکزی ملی ریلیف کمیٹی کی جانب سے ایڈوکیٹ ہائی کورٹ جناب شیخ عبدالرحمٰن عبداللطیف نے ملزمین کی پیروی کی۔ ایڈوکیٹ شیخ صاحب کے مدلل بیان پر جسٹس شری جاگیردار اور جسٹس شری چاندرا نے ملزمین کو تھانہ سینٹرل جیل میں منتقل کرنے کا حکم صادر کیا۔ مظلومین کی بروقت امداد کے لئے مرکزی ملی ریلیف کمیٹی کے ساتھ ایڈوکیٹ شیخ عبدالرحمٰن عبداللطیف صاحب کا جذبہ بھی قابل قدر و تحسین ہے۔

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

• کینیا (مشرقی افریقہ) کے مشہور عالم دین جناب [illegible] پرکار کے والد صاحب ساکھروی (تعلقہ کھیڈ) والے جناب ابراہیم علی پرکار نکورو میں ۳۰ جنوری ۸۵ء کو انتقال فرما گئے۔

• نقش کوکن کے دیرینہ خریدار نمبر ۱۵۰ والے جناب شرف الدین احمد پرکار کی والدہ محترمہ عائشہ بی بی احمد پرکار فردوس، تعلقہ کھیڈ میں مورخہ ۱۳ جنوری ۸۵ء کو راہی عالم ہوگئیں۔
نامہ نگار: شیخ اسماعیل پیرتلی

• حجانی مریم اسحاق دھنفیے متوطن موربہ ۲۹ جنوری ۸۵ء کو بعمر ۸۲ سال انتقال ہوگیا۔

• شرگاؤں رتناگیری کے جناب محمود ادریس میاں عبدالغفور شیخ (نتھوا) کی والدہ فاطمہ بی ماہ جنوری ۸۵ء کے اواخر میں انتقال ہوگیا۔

• فلمی ماہنامہ شگوفہ کے ایڈیٹر اور عمر کھاڑی تعلقہ کانگریس (آئی) کے صدر شری آئی ایم چودھری (علیم الدین نصیر الدین چودھری) ۱۳ فروری ۸۵ء کو جسلوک اسپتال میں حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔ آپ کی عمر ۷۵ سال کی تھی۔

• جواں سال محترمہ لطیفہ بی بی زوجہ مرحوم شبیر احمد پرکار متوطن فردوس (کھیڈ رتناگیری) ایک مہلک بیماری کی وجہ سے ۱۲ فروری ۸۵ء کو ناگہانی طور پر اس دنیا سے کوچ کر گئیں۔

• ۸ فروری ۸۵ء کو شمیم احمد کاظمی ایکزیکیٹیو آفیسر حج کمیٹی انڈیا مختصر سی علالت کے بعد سرینگر میں انتقال فرما گئے آپ کی عمر صرف ۴۷ سال تھی۔ حج کمیٹی میں ایکزیکیٹیو آفیسر کے عہدے پر تقرری سے قبل آپ کئی سرکاری عہدوں پر فائز تھے
مارچ ۸۵ء

آپ نے بمبئی میں [illegible] سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کی حج کمیٹی میں تقرری کے بعد حج ہاؤس کا کام جو کافی دنوں سے رکا ہوا تھا، زور و شور سے شروع ہوا۔ حجاج کرام کی سہولت کے لئے دہلی سے حج پروازیں شروع ہوئیں اور ہندوستانی حاجیوں کے لئے مکہ میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔

• پابرہ ضلع رائے گڑھ کی معزز ہستی جناب عبدالغفور ائی راد کا ۲۶ جنوری ۸۵ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔ مرحوم بالغ نظر سیاستدان اور مہسلہ تعلقہ پنچایت کے فعال رکن تھے۔ نہایت ہی منکسر المزاج اور ہمدرد انسان تھے۔

• مرکہ پاڑہ رتناگیری کے قادر اینڈ کمپنی کے پارٹنر جناب اسماعیل ہوڑیکر (برادر) کے جوان سال فرزند علاء الدین اور ان کے ایک بھتیجے مجید داؤد ہوڑیکر ۲۰ جنوری ۸۵ء کو ٹیمپو اور ڈمپر کے ٹکراؤ کے حادثے میں فوت ہوگئے۔

• نقش کوکن کے اعزازی نمائندہ برائے سعودی عربیہ جناب عباس حسین سرورے کے بھائی مشتاق کا ۲۷ جنوری ۸۵ء کو بمبئی میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم جسمانی طور پر معذور اور کافی دنوں سے علیل تھے۔

• جناب حسین میاں کھوت موضع کانجے کے ماموں شیخ حسن گڑوتکر ۲۶ جنوری ۸۵ء کو ان کے گاؤں کھیرڈی میں بعمر ۱۱۵ سال راہی عدم ہوگئے۔

• نقش نواز جناب عبدالوہاب پرکار جو سعودی عربیہ میں برسر ملازمت ہیں، کی والدہ محترمہ عائشہ بی یکم فروری ۸۵ء کو ان کے وطن فردوس ضلع رتناگیری میں بعمر ۷۵ سال راہی عدم ہوگئیں۔

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

معلومات

★ **ہوسٹل (قیام گاہیں)**

بمبئی میں طلبہ کے لئے مندرجہ ذیل دو مسلم قیام گاہیں ہیں ۔ (۱) جعفر سلیمان اسٹوڈنٹس ہوسٹل واڈی بندر بمبئی ۹ (۲) انجمن اسلام سیباقی ہوسٹل بوری بندر بمبئی ۱ ۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل قیام گاہیں محدود طبقے کے لئے ہیں۔

(۱) جینا بائی بورڈنگ کھڑک روڈ ڈونگری بمبئی ۹

(۲) انجمن خیر الاسلام مدنپورہ بمبئی ۸

★ **اسکالرشپ (وظائف)**

مندرجہ ذیل ادارے مسلم طلبہ کو اسکالرشپ سے نوازتے ہیں :

(۱) داؤد فاضل بھائی مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ کھڑک بمبئی ۹

(یہ ٹرسٹ بڑے مسلم ٹرسٹوں میں سے ایک ہے۔ ٹرسٹ تعلیم کی خاطر قرض بھی مہیا کرتا ہے۔ اگر آپ کا تعلیمی ریکارڈ اچھا ہے تو آپ دو معزز افراد کا حوالہ دے کر آپ کو تعلیم کے لئے ضروری خرچ کے واسطے قرضہ بھی دیتا ہے۔ جب آپ کو ملازمت مل جائے گی تو یہ رقم آپ کی تنخواہ میں سے ہر ماہ (بلا سود) کاٹی جائے گی۔

(۲) بوتا والا چیریٹیبل ٹرسٹ ۱۸۴ بھنڈی بازار اسٹریٹ بمبئی ۳

(۳) فاطمہ بائی بنت ناخدا دگھے ٹرسٹ ۹۲/۹۴ قاضی اسٹریٹ بمبئی ۳

(۴) پیر بغدادی درگاہ اور ٹرسٹ جسٹس چیمبرس نزد زکریا مسجد بمبئی ۳

(۵) حاجی ہارون صدیق چیریٹیبل ٹرسٹ حسن چیمبرس نزد زکریا مسجد اسٹریٹ بمبئی ۳

(۶) کھتی ٹرسٹ کھتی ہاؤس محمد علی روڈ بمبئی ۳

(۷) میراداتار ٹرسٹ کھار بمبئی

(۸) آگبوٹ والا چیمبرس بمبئی ۳

(۹) ماہم درگاہ ٹرسٹ درگاہ روڈ ماہم بمبئی ۱۶

(۱۰) انجمن اسلام گروپ آف ٹرسٹ بوری بندر بمبئی ۱

(۱۱) رتناگری مسلم ایجوکیشن سوسائٹی (رتناگری کے طلبہ کیلئے)

(۱۲) تھانے مسلم ایجوکیشن سوسائٹی (ضلع تھانہ کے طلبہ کیلئے)

(۱۳) قلابہ مسلم ایجوکیشن سوسائٹی (ضلع رائے گڑھ کے طلبہ کے لئے)

(۱۴) سیٹھ عباس بھائی لال جی چیمبرس ۲۲۰ ڈی این روڈ تیسرا منزلہ بمبئی ۱

(۱۵) عبد الحسین یوسف بھائی منصور ٹرسٹ ۱۴۰ عبد الرحمن اسٹریٹ بمبئی ۳

(۱۶) احمد عمورا محمد ابراہیم چیریٹی ٹرسٹ ۱۴۰ شامل دیپی اسٹریٹ بمبئی ۳

(۱۷) اللہ رکھا رحیم کلکتہ والا فنڈ ۷۰/۷۲ بیسویں ٹیل اسٹریٹ بمبئی ۲

۱۸ سورتی بہرہ یوتھ ٹرسٹ ۹ ویر بکھت وائڈ لین بمبئی ۳

۱۹ انجمن حیدری سانتا کروز معرفت ایس ستار والا حسن آباد چیپل گلی بمبئی ۲۳

۲۰ انجمن تعلیم المسلمین کلارک روڈ جیکب سرکل بمبئی ۱۱

۲۱ بمبئی مسلم ہیلتھ ایسوسی ایشن ۳۰۳ لمگٹن روڈ بمبئی ۷

۲۲ کلیر روڈ چیریٹیز ۹۰ ماگارڈن ویلینگ اسٹریٹ سورتی محلہ بمبئی ۸

۲۳ ڈائمنڈ جوبلی ٹرسٹ آغا ہال نسبت روڈ مجگاؤں بمبئی ۱۰

۲۴ حاجی جان محمد قاسم چیریٹیبل ٹرسٹ احمدی مسجد فرسٹ مرین اسٹریٹ دھوبی تالاب بمبئی ۲

۲۵ حاجی داؤد بھائی اسماعیل مستری ٹرسٹ ۱۰/۱۲ ای ایس روڈ گرگام بمبئی ۴

۲۶ حاجی جیواجی کا بیساو قف فنڈ ۱۵/۳ تواتین بمبئی ۳

۲۷ حکیم الدین طاحسن بھائی سنگاپور والا ٹرسٹ ۸۹ مورلینڈ روڈ بمبئی ۸

۲۸ مدرسہ میر محمد ابراہیم مقبہ وقف ۹۹ مورلینڈ روڈ بمبئی ۸

۲۹ مدرسہ نظامیہ ۲۹ میمن واڑہ روڈ بمبئی ۳

۳۰ محول مسجد ٹرسٹ معرفت عبدالمجید ابراہیم بیکر ۲۸۲ عبدالرحمٰن اسٹریٹ دوسرا منزلہ بمبئی ۳

۳۱ سر محمد یوسف چیریٹیبل ٹرسٹ نہاوا ہاؤس ۶۵ کوئنس روڈ، بمبئی ۲

۳۲ ملا نجم الدین اینڈ حسین بھائی کلکتہ والا ٹرسٹ ۱۰۰/۱۰۲ ناگدیوی اسٹریٹ بمبئی ۳

۳۳ ملا طیب علی ٹرسٹ معرفت نجمی عباس بھائی طیب علی ۵۰۴ ناکھدا اسٹریٹ بمبئی ۳

۳۴ نوساری پروگریسیو ٹرسٹ معرفت عثمان اسماعیل بناتی والا عثمان آباد تل روڈ بینک آف انڈیا کے پیچھے بمبئی ۵۰

۳۵ مخدوم صاحب ٹرسٹ درگاہ اسٹریٹ بمبئی ۱۶

۳۶ پروگریسیو یوتھ سرکل معرفت عباس امریلی والا ۱۳۰ عبدالرحمٰن اسٹریٹ بمبئی ۳

۳۷ رحیم ابراہیم کریم چھتری والا ٹرسٹ معرفت ابراہیم کریم اینڈ سنز بزنس اسٹریٹ بمبئی ۳

۳۸ صالح بھائی قادر بھائی خلیل ٹرسٹ ۶۸ محمد علی روڈ، بمبئی ۳

۳۹ شیخ محمد بیر بھائی فیضی ٹرسٹ ۱۷۸ ناگدیوی اسٹریٹ، بمبئی ۳

۴۰ یوسف ابراہیم کارڈی چیریٹی ٹرسٹ معرفت یوسف ابراہیم کارڈی ۷ ارسکن روڈ بھنڈی بازار بمبئی ۳

★ ان کے علاوہ کئی پرائیویٹ ٹرسٹ ہیں جو مسلم طلباء کو بھی اسکالرشپ دیتے ہیں۔

★ ہر کالج یا ادارے کی جانب سے بھی پرائیویٹ اسکالرشپ دیئے جاتے ہیں، کالجوں میں کئی گورنمنٹ کے اسکالرشپ بھی دیئے جاتے ہیں۔ ان کی لسٹ کالج یا تعلیمی ادارے سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

پہلا صفحہ

ایک بچہ
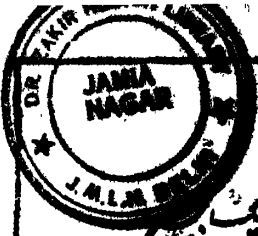
راستے پر پتنگ اُڑا رہا ہے۔

ٹریفک، راہگیر، ہر کسی کے لئے دشواری پیدا کرتے ہوئے اُڑاتے جا رہا ہے۔

کبھی کسی ضعیف خاتون سے ٹکرا کر اُسے گرا دیتا ہے۔ کبھی کسی گاڑی کے سامنے آجاتا ہے۔

کسی نے ٹوک دیا ——— تو اس پر گالیوں کی بوچھار کر دیتا ہے۔

ایسی ایسی گالیاں جنھیں سُن کر سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

کبھی کسی کے جسم پر تھوکتا ہے۔ تو کبھی کسی بڑے بزرگ تک کو پتھر کا نشانہ بناتا ہے۔

اس کے شرٹ میں بٹن نہیں ہیں۔

اسکول جانے کے بہانے گھر سے نکل آیا ہے۔ البتہ بستہ گٹر میں دبا رکھا ہے۔

اس کی جیب میں سگریٹ بھی ہے۔

کہتا ہے کہ ابا کی سگریٹ پیکیٹ سے اُڑا لیا ہوں۔

اپنی بیاض چنے والے کو بیچ کر اس کی پتنگ خریدی ہے۔

ابھی ابھی ہوٹل میں کچھ کھا پی لیا۔ اور بغیر پیسے دیئے آنکھ بچا کر ہوٹل سے باہر آیا ہے

چلتی ہوئی بس پکڑ لیتا ہے اور بغیر ٹکٹ لئے اگلے سگنل پر اتر جاتا ہے۔

سائیکل والے کو ایک چپت تھما کر سائیکل لے اُڑتا ہے۔

اور ساری سڑکوں پر ہوا سے باتیں کرتا ہوا سائیکل چلاتا ہے۔

تاش کے سارے کھیلوں سے واقف ہے۔

اسے درسی کتاب کا کچھ یاد نہیں ہے۔ وہ بھارت کے وزیر اعظم کا نام تک نہیں جانتا۔

ہاں سارے فلمی گلوکار ہیرو ہیروئن کے نام اسے یاد ہیں۔

کہتا ہے وہ بڑا ہو کر فلم کا ہیرو بنے گا — ڈھشم، ڈھشم۔

کسی اللہ کے بھکاری کی رہنمائی نہیں کرتا بلکہ اسے ٹھوکریں لگنے پر کھلکھلا کر ہنستا ہے۔

ایسا بچہ کس کا ہے؟

مجھے معلوم ہے آپ کہیں گے: "نہیں نہیں ــ یہ ہمارا بچہ نہیں ہے۔"

پھر بھی میں آپ کے سامنے سوال رکھتا ہوں کہ "یہ بچہ آپ کا نہیں تو کس کا ہے؟"

مبارک کاپڑی

آخری صفحہ

کچھ روز قبل چند نوجوانوں سے ان کے حالاتِ زندگی سن رہا تھا
ان سبھوں کے حالات ناگفتہ بہ تھے۔
ان میں سے ایک کا حال سن لیجئے۔
اس نوجوان نے انٹر آرٹس کے بعد کسی کے کہنے پر کامرس میں داخلہ لیا۔
ایک سال کے بعد وہ بھی چھوڑ چھاڑ کر کسی ٹکنکل کورس کی طرف لپکا۔
پھر اس کورس کو خیرباد کہہ کر کسی کمرشیل کورس میں داخلہ لیا۔
پھر کسی بھلے آدمی نے اسے رائے دی کہ آج کل سائنسی کورس کو زیادہ اہمیت ہے کہنداوہ لوگ بھی جوائن کیا۔
آہ رے!
عمر کے تیس سال میں بھی نہ وہ کوئی گریجویٹ بن سکا اور نہ کوئی کورس کر سکا۔
اور اس کی زندگی بکھر کر رہ گئی۔

پہلی جماعت کی درسی کتاب میں ایک کہانی ہے
ایک آدمی اور اس کا بیٹا ایک خچر لئے جا رہے تھے۔ بیٹا خچر پر سوار تھا اور باپ پیدل چل رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر چند راہ گیر کہنے لگے: دیکھو کیسا بے ادب بیٹا ہے۔ باپ پیدل چل رہا ہے اور خود خچر پر سوار ہے۔ یہ بات سن کر بیٹا خچر سے اترا اور باپ سوار ہوا۔ دوسری طرف ایک اور مجمع ملا۔ اب وہ باپ پر تنقید کرنے لگے: کیسا باپ ہے۔ بیٹے کا خیال ہی نہیں۔ خود بڈھا خچر پر سوار ہو گیا۔ یہ بات سن کر باپ نے بیٹے کو بھی خچر پر سوار کر لیا۔ ایک موڑ پر پھر سے لوگوں نے نکتہ چینی شروع کی: کیسے بے رحم باپ بیٹے ہیں۔ ایک جانور پر دونوں سوار ہیں۔ یہ سن کر دونوں نیچے اترے اور خچر کے ساتھ ساتھ خود بھی پیدل چلنے لگے۔ اگلے موڑ پر ایک اور مجمع ملا۔ وہ ان پر ہنسنے لگا: کیسے بے وقوف باپ بیٹے ہیں۔ خچر لئے ہوئے پیدل چل رہے ہیں۔ اب انھوں نے خچر کو دو لکڑیوں سے الٹا لٹکا دیا اور کندھے پر لئے چل دیئے۔ اب تو اور ہی شور غل مچا۔ لوگوں کے شور و غل میں خچر بھی ہڑبڑایا۔ اور جب وہ ایک پل پر سے گزر رہے تھے ان کے ہاتھوں سے لکڑیاں کھسک گئیں اور خچر پل سے نیچے گر کر مر گیا۔

کیا اس کہانی کو کالج کے نصاب میں بھی شامل کر لینا چاہیے۔
مبارک کاپڑی

MARRIAGE

- **Dr. Imtiyaz** Ibrahim Kondkari to **Wahida** Abbas Anware on 26-1-1985 in Bombay.
- **Zafar** Dilawar Dalvi to **Yasmeen** Jamaluddin Khatib on 27-1-1985 in Bombay.
- **Tajuddin** Yusuf Bawasaheb Mukadam to **Naseema** Yunus F. M. Dhamaskar on 3-2-1985 at Mazagaon, Ratnagiri.
- **Abdul Majid** S/o. Captain A. R. E. Bhombal to **Roshan Ara** D/o. Late Capt. Valimohd E. Fadra on 10-2-1985 in Bombay.
- **Farzana** Husein Chougle (Govalkot) to **Giyasuddin** S/o. Idris Mehmood Chougle on 17-2-1985 in Bombay.
- **Ayesha** Ridwan Harris to **Dr. Zaheer** Mohd. Ishaque Kazi, M.D. (Radiology), on 23-2-1985 in Bombay.
- Actress **Shabana Azmi** to writer **Javed Akhtar** recently in Bombay.

OBITUARIES

- **Mushtaque**, the brother of Naqshe Kokan's representative in Saudi Arabia **Mr. Abbas Husain Surve**, expired on 27th Jan. 1985 in Bombay.
- The father of Mr. Abbas Parkar the renowned journalist of Kenya (East Africa), **Mr. Ibrahim Ali Parkar of Sakharoli**, Dist. Ratnagiri passed away on 30th Jan. 1985 at Nikaru.
- **Mrs. Ayeshabi Ahmed Parkar**, mother of Sharfuddin Ahmed Parkar of Nairobi, passed away on 31st Jan. 1985 at Furus, Tal. Khed, Dist. Ratnagiri.
- **Abdul Gaffar Khan**, son of Khuda Bakhsh Khan, founder of the famous library in Patna passed away on 31st Dec. 1984 in Calcutta.

PERSONALITIES

Miss Amina Chougle hailing from Behroli, Taluka Khed, Dist. Ratnagiri, graduated from K. C. College, Bombay.

She alongwith her academic interest was keenly interested in sports, Basket-ball and Kabbadi being her favourite. She captained her college's basket-ball team which won many medals in various competitions.

In the **All India parashoot jump competition** held in Agra, among the 468 competitiors **she stood first** and was awarded the gold medal by the Defence Minister. She got a scholarship from the Govt of Maharashtra for the **best N.C.C. Cadet in 1983.**

VISITORS FROM ABROAD

(in the last month)

- ☐ **Abdulla Kazi** (of Dapoli) from Cape Town.
- ☐ **Mr. & Mrs. A. Razzak Osman** (Murtaza) from Cape Town.
- ☐ **Mrs. Mumtaz Iqbal** and her daughters **Farhat** and **Sarwat** from Islamabad.
- ☐ **Mr. Mohd. Saghir Betkar** from Karachi.
- ☐ **Zainuddin Mukadam** from Balantyre, Malawi.
- ☐ **Dr. A. Wahab Barday** from Cape Town.
- ☐ **Mr. Anwar Shaikh** from Amsterdam, Netherlands.

FOREIGN WELLWISHERS

When visiting Bombay are requested to call on Naqshe Kokan office to exchange views. Your visit will help us to consolidate our community links.

□ **MUSLIM MINISTERS IN THE GOVERNMENT OF INDIA**

Cabinet Ministers:

Mr. Abdul Ghafoor (Works & Housing).

Mrs. Mohsina Kidwai (Health & Family Welfare).

Ministers of State:

Mr. Z. R. Ansari (Shipping & Transport).

Mr. Arif Mohd. Khan (Industry & Company Affairs).

Mr Gulam Nabi Azad (Parliamentary Affairs).

Mr. Khursheed Alam Khan (External Affairs).

Muslim M.P.'s from Maharshtra:

Mr. Gulam Nabi Azad.
Mr. Hussain Dalwai.

□ **Mehmud bin Mohammed,** IPS (Retd.), appointed Indian Ambassador to Saudi-Arabia.

□ **Khwaja Ahmed Abbas** awarded the prestigious Ghalib award for 1984.

□ **Barrister A. R. Antulay,** Ex-Chief Minister of Maharashtra, who was recently admitted to Bombay Hospital for his serious heart ailment shall proceed to London for further treatment.

□ A felicitation meeting was held in honour of **Mr. H. M. Dalwai** to meet him and discuss plans for the welfare of Kokan on 17th Feb. 1985 at Alma Latifi Hall, Bombay.

Mrs. Najma Heptulla, Deputy Chairman Rajya Sabha, presided over the function which was organised by a Felicitation Committee of 51 organisations and wellwishers.

□ The **'Naqshe Kokan Talent Forum'** held an **awards distribution function** in honour of the best teachers in each subject selected from the Urdu medium schools of Kokan on Sun. 24th February 1985 at Masalawala Hall, Bombay.

Mr. Mustafa Fakih presided over the function. **Mr. Mohd. Ali Fajandar, the** Chief Guest, distributed the awards and **Dr. A. Sattar Dalvi** and **Mr. Mehmood D. Naik** were the guests of honour. Mr. Mehmooa D. Mistry sponsored the programme.

□ **Zaheer Sangrar** and **Hanif Sangrar** won the 1985 Kokani Mulim Club's Treasure hunt on February 10, 1985 in Nairobi, Kenya. A total of 13 cars took part in the Hunt.

Bahauddin Parkar, driving with his wife **Rafiqa,** was the runner-up. The two crews of Hanif Khan and his wife Rafia, and Rashid Khambiye with Rauf Sangrar as his navigator tied for the third position.

□ **Asif Mushtaque Naik** set four new school records as he finished first in the 100 metres run, long jump and high jump and second in the 200 metres run and shot put in the Annual sports of St. Peters School, Bombay Recently, representing his school, Asif stood second in the 100 meteres run, third in the long jump and won a gold medal in the relay at the Inter-school championships.

□ **Arabic Text Translation and commentary** on Sura Al-Imran and An-Nisa by **Shams Pirzada** and its English translation by Abdul Karim Shaikh has been printed and published by Idara-e-Dawatul Quran. This commentary has been written for laymen and would prove useful for Non-Muslims too. Its language is simple, logical and identifies with the modern times.

In Bombay on 18th February 1985 the inauguration of this book was done at the hands of **Mr. Roger Garoudy (Geneva),** a prominent French personality, who embraced Islam three years back.

LETTERS

● **CABLE**

Congratulations on presenting the English supplement. It will enhance the interest of non Urdu readers. Best wishes and Duas.

Hasan Sayed (Cape Town, South Africa)

● I had since many years seen our community magazine, and gone through its pages and pitied the fact that I could not read Urdu. I always wanted to know what's going on in and around Kokan, and only this magazine reaches out to the people living out of Kokan and keeping them in touch with Kokan. Now with the new English supplement even the younger generation, not knowing Urdu, can keep in touch with their own people and region.

I am sure many will appreciate this noble innovation and encourage it to go ahead along with its Urdu edition.

I wish you a grand success.

Tajammul Pawaskar (Bombay)

● The introduction of the English pages is a welcome addition to this family magazine of ours and a step in the right direction. I am sure the pages will grow in volume in the course of time and that it will go a long way in achieving the desired object, especially in Africa, Australia, Europe and the United States where Urdu readership is on the wane.

I wish you all the best.

Sheikh Ismail (Nairobi, Kenya)

● You deserve praise for your vision and concern for our community's ever changing needs.

Your introduction of the English section in Naqshe-Kokan is a real service to the community. Keep it up; and may God reward you.

Advocate Haider Pathan (Bombay)

● The headings could be made more catchy and proof reading done seriously. As your readers are mostly Koknis the "News/Happenings" page should bear the Kokni readership in mind. Quran and Hadith quotes would be much more suitable than general quotes which are also available in many other magazines.

My sincere best wishes and appreciation of your good work

Samad Mukadam (Singapore)

● I am very glad to see the English pages in "Naqshe-Kokan". Please don't use the bold type, but small type letters so that you will be able to furnish more matter to readers.

Gani Usman Pawaskar (Bombay)

● Your Magazine has contributed largely in highligting various educational Social and Economic activities and progress of our talented scholars and professional men and women all over the world.

I hereby request you to continue with the February 1985 English version of 'Naqshe Kokan'. I would personally like to promote your URDU & ENGLISH versions in South-Africa.

Wishing you success in your new ENGLISH EDITION. May ALLAH Guide You and Bless you.

Gulam Habib Sirkhot
(Johannesburg, South Africa)

LETTERS TO THE EDITOR

for publication are welcomed provided these are without malice, not directed at persons but their views; non-partisan; to the point and brief. The Editor may abridge.

Pen-names are allowed for publication but proper names and addresses must be supplied for our confidential records.

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

March 1985

CORRESPONDENCE:

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East),
Dongri, Bombay-400009
(INDIA).

Editorial

SPROUTING UP!

READERS REACTION to the first English Supplem Naqshe-Kokan was simply overwhelming! It seems hidden shoots were waiting for a heavenly downpo sprout up!

If only space could have permitted, we would have to publish every note and cable we received. We nevertheless, give you their gist — the encouragement appreciation and the suggestions received in the LETT section.

WE'D LIKE OUR READERS TO KNOW: it is not well-written, well-phrased or beautiful paper that matter to us, but your very desire to express affection concern, your effort to establish your spiritual bond us that would bind our affinity to you, for the lang of the heart knows no decorum. Say it in the way know best, however simple, no matter how brief. matters most is your saying it. Express yourself, do contain it; caste aside that feeling of doubt: Believe are capable, and you will be.

Pick up that pen and scribble a few lines. Just for fun of it. Would you, please!

Affectionately yours,
Editor

DEADLINE 15TH

Items should reach us not later than 15th of the prior to publication, and much earlier if a good is desired. Late arrivals are held over for the follo issue (Editor).

DISAPPOINTED

at not seeing an event of your area reported in N Kokan? It's not intentional. We were not aware Inform us in writing immediately.

Allah changes not the condition of a people until change that which is in themselves! (Qur'an, 13

* * * *

He who goes forth in search of knowledge is way of Allah till he returns. (Hadith)

قائم شدہ: ۱۹۶۳ء

ماہنامہ **نقش کوکن** بمبئی

رکن انڈین نیوز پیپرز سوسائٹی (بمبئی)

جلد نمبر ۲۳ ـ شمارہ نمبر ۲ ـ یکم اپریل ۱۹۸۵ء

ایڈیٹر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر: ایم۔ اے۔ رحیم کھتری

اعزازی نمائندے:

• بشیر داؤ گے (کراچی) • ابراہیم بوبائی (انگلینڈ)
• عباس سرگوے (سعودی عرب) • عبدالرزاق شرزاد (بحرین)
• جمال الدین جمال اور سید حسن (جنوبی افریقہ)
• شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)
• عبدالرزاق عثمان (جنوبی افریقہ)

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:

۴۴ جیل روڈ (ایسٹ) ڈونگری، بمبئی ۹

فون: 865384 — 861572

قیمت فی پرچہ: ۳ روپئے
قیمت سالانہ: ۳۰ روپئے
قیمت تاحیات: ۳۰۰ روپئے

بیرونی ممالک سے سالانہ: ۵۰/۲۵! روپئے
〃 〃 تاحیات: ۱۵۰۰ روپئے

تاریخ اشاعت: یکم اپریل ۱۹۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس ماہ کے نقوش

صفحہ نمبر

خصوصی پیش کش

منتخبات القرآن

★ مِنْ بُيُوتِ مَنْ يَجُوزُ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَّاكُلَ

مسلمان کس کس کے یہاں کھا سکتا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ط لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ط

(النور)

ترجمہ: نہ (تو) اندھے (آدمی) کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے (آدمی) کے لئے کچھ مضائقہ اور نہ بیمار کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ (عموماً) تم مسلمانوں کے لئے (اس میں کچھ مضائقہ ہے) کہ اپنے گھروں سے (کھانا) کھاؤ یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے پاس ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اور اس میں بھی) کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔

★ اَلتَّوْكِيْدُ تاکید

(المائدة)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ

مسلمانو! خدا کے (ٹھہرائے ہوئے دینی) آداب (و احکام) کی بے توقیری نہ کرو

جناب ای۔ ایچ۔ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے (آمین)

پڑوسی کی اہمیت

عربی زبان کا ایک مقولہ ہے "اُنظُرُ الجَار قبلَ الدّار" یعنی گھر خریدنے سے پہلے پڑوسی کو دیکھ لو ... حدیث شریف میں پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی اتنی تاکید فرماتے کہ بعض اوقات مجھے شبہ ہوتا کہ کہیں پڑوسیوں کو جائداد کا وارث نہ بنا دیا جائے۔

قرآن کریم میں بھی پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا کہ ہر معاملے میں پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھتے تھے۔ واقعی نیک ہمسایہ خدا کی ایک نعمت ہے۔ ہمارے مشاہداتی تجربے اور روزمرہ کے واقعات نے اسے سچ کر دکھایا ہے۔

اس رہبرانہ تعلیم کو اگر ہم وسعت دے کر اس کا اطلاق ریاستوں اور ملکوں پر بھی کریں تو اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ ریاستوں اور ملکوں میں امن و سکون کے ساتھ جینے کا یہی راز ہے کہ نیک اور امن پسند ہمسایہ بن کر رہیں۔

ہم مشرقِ وسطیٰ کو دیکھتے ہیں تو وہاں جو بدامنی اور بے اطمینانی پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ عرب اور اسرائیل دونوں حقوقِ ہمسائگی کی پامالی کر رہے ہیں۔ اسرائیل کی امریکہ سے تو دوستی ہے جو اس کا ہمسایہ نہیں، لیکن عرب ممالک جو اس کے ہمسایہ ہیں ان سے جنگ ہے۔

یہی حال ہندوستان کا ہے۔ اس کے جتنے ہمسایہ ممالک ہیں سبھی ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ جیسے پاکستان، سری لنکا، بنگلہ دیش اور چین۔ یہ سارے ہمارے ہمسایہ ہیں — اس کے مقابل روس، افغانستان، ملیشیا، انڈونیشیا اور جاپان وغیرہ ہیں، ان میں سے کوئی ہمارا ہمسایہ نہیں، مگر ان ممالک سے ہماری دوستی ہے۔

یہ واقعی ہمارے ملک کا ایک المیہ ہے کہ جتنے ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں سبھوں کو ایک دوسرے کو ہمیشہ شکوہ شکایت رہتی ہے۔ تخریب کاری اور اندرونی امور میں مداخلت تک کے الزامات لگائے جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان ممالک سے تعلقات کشیدہ رہتے ہیں۔ خوف و ہراس طاری رہتا ہے۔ لہٰذا ملک کی سالمیت کے لئے فوج کو نئے نئے ہتھیاروں سے مسلح رکھنا پڑتا ہے، جس سے ہمارے اقتصادیات پر بھاری بوجھ پڑتا ہے اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبے متاثر ہوتے ہیں۔

★ ★
★

خوش ذائقہ مشروبات
ہوا بند قیمتلے
جام، مُربے
وغیرہ کیلئے
یاد رکھئے
رتنا
رتنا کیننگ انڈسٹریز
انڈسٹریل اسٹیٹ رتنا گری
فون:- 2201

اے۔ ایس۔ غنی
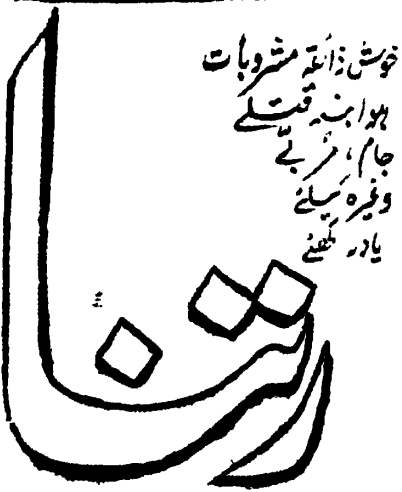
دیارِ غیر میں اپنے لوگ

جنوبی افریقہ کے مشہور پریٹوریا کے مشہور تاجر جامع پرائیویٹ لمیٹیڈ کے ڈائریکٹر جناب عبدالستار غنی صاحب نے گذشتہ دنوں مشرقِ وسطیٰ، پاکستان اور ہندوستان کا سفر کیا۔ دورانِ سفر جن مختلف شخصیات سے اُن کی ملاقات ہوئی اور جن اداروں کا انھوں نے دورہ کیا۔ ان تمام کے متعلق غنی صاحب کے تاثرات قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

جدہ

جناب عبدالستار خطیب :-

جناب عبدالستار خطیب صاحب جدہ میں اپنی ذاتی ٹیکسی چلاتے ہیں۔ آپ نہایت ہی منکسر المزاج، اور خوش مزاج واقع ہوئے ہیں۔ فراٹے سے انگریزی بولتے ہیں۔ ان کی باوقار اور بااعتماد شخصیت ان کے خاندان کے لئے ایک "آئیڈیل" کی حیثیت رکھتی ہے۔

(فون جدہ: ۶۸۔۹۵۸۱)

جناب عبدالوہاب شرف الدین :-

جناب عبدالوہاب شرف الدین صاحب کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ سے منسلک ہیں۔ سادہ مزاجی، خود اعتمادی اور اخلاص و خوش خلقی آپ کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

ڈاکٹر ایم۔ اے۔ منّان :-

ڈاکٹر ایم۔ اے۔ منّان صاحب کی شخصیت جدید مسلسل جدوجہد سے عبارت ہے۔ آپ اسلامک ڈیولپمنٹ ریسرچ سینٹر سے وابستہ ہیں۔ آپ نے مسلم قوم کو معاشی طور پر خود کفیل بنانے کیلئے ایک عظیم پروجیکٹ بنگلہ دیش میں شروع کیا ہے۔ آپ کی محنت، لگن اور مسلمانوں کیلئے نیک جذبات کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے لئے ان کی شخصیت "باقیات الصالحات" میں سے ہے۔

جناب ابراہیم حسین ملباری :-

اسلامک فاؤنڈیشن ٹورنٹو کے نائب صدر جناب ابراہیم حسین ملباری ایک مخلص و خلیق انسان ہیں۔ آپ کا پتہ ۱۸۲۔ روڈیس ایوینو، ٹورنٹو، اونٹیریو ایم۔۴۔ ایل۔۳۔اے آئی۔ کینیڈا، ہے

جناب امتیاز علی :-

مسلم کریڈٹ یونین، ٹرینی ڈاڈ، کے صدر، جناب امتیاز علی صاحب حرکت و عمل کا مکمل ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر ایف۔ آر۔ فریدی :-

کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ سے وابستہ ڈاکٹر

الیف۔ آر۔ فریدی، کالج آف انجینئرنگ کے چیئرمین بھی ہیں۔ آپ اسلامی معاشیات پر گہری گرفت رکھتے ہیں، اور اس موضوع پر آپ نے کئی مقالات تحریر کئے ہیں۔

پاکستان

جناب عثمان خان :-

کراچی کے عثمان صاحب شریف النفس انسان ہیں۔ آپ پھلوں کے مشہور تاجر ہیں۔ اور پھلوں کی مٹھاس کو نہ صرف اپنے ہم وطنوں میں بلکہ غیر ملکی باشندوں میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ پھلوں کی طرح آپ شیریں بیان واقع ہوئے ہیں۔

جناب بیتکر ایم صغیر :-

جناب بیتکر ایم صغیر صاحب ٹریڈ ٹرسٹ انٹرنیشنل کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ یہ کمپنی سوتی اشیاء تیار کرکے غیر ممالک کو برآمد کرتی ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ فہیم خان :-

ڈاکٹر ایم فہیم خان صاحب ایک فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ جنوبی افریقہ کا سیر کرنے کے خواہشمند ہیں۔

جناب سید طاہر حجازی :-

سید طاہر حجازی صاحب انسٹی ٹیوٹ آف اسٹینڈرڈ بینز اسلام آباد کے معاون پروفیسر ہیں۔ آپ دیگر ممالک سے تجارتی رابطہ قائم کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد منظر :-

ڈاکٹر محمد منظر صاحب ریسورس سینٹر کے ہیڈ ہیں۔ اور انسٹی ٹیوٹ اور پالیسی اسٹڈیز سے منسلک ہیں۔

ہندوستان

ڈاکٹر عبدالکریم نائیک :-

ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب ایک میڈیکل پریکٹیشنر، دماغی امراض کے ماہر ہیں۔ آپ کی ذات کسی ایک تحریک یا ادارہ تک محدود نہیں بلکہ آپ ہر ضرورت مند کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ آپ کی طبی خدمات بھی ایک اصلاحی تنظیم سے کم نہیں۔ آپ کی زندگی ہندوستانی مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کو بیدار کرنے کے لئے وقف ہے۔

جناب محمد حسین کھٹکھٹے :-

جناب محمد حسین کھٹکھٹے صاحب کی کوششوں سے بیت النصر اربن کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی لمیٹیڈ بمبئی، بار آور ہوئی۔ آپ اس سوسائٹی کے منیجر بھی ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار روپئے کے سرمایہ سے اس سوسائٹی کو دو پارٹ ٹائم ملازمین کے ہمراہ شروع کیا تھا اور فروری ۱۹۸۴ء تک اس کا سرمایہ پچیس لاکھ روپیہ تک پہنچ گیا۔ اور آج اس سوسائٹی میں ۳۶ ملازمین اور ۱۶ ڈپازٹ کلکٹرس ہیں۔ اور ایک ہاؤسنگ پروجیکٹ بھی تکمیل کے مراحل میں ہے۔

آل انڈیا کونسل آف مسلم اکانومکس اپلفٹمنٹ لمیٹیڈ :-

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب مذکورہ ادارہ (AICMEU) کے روح رواں ہیں۔ یہ ادارہ بھی بیت النصر کے خطوط پر کام کررہا ہے۔ ان دونوں اداروں میں باہمی روابط نہیں۔ حالانکہ دونوں ایک ہی مقصد کے تحت کام کررہے ہیں۔

جماعت اسلامی ہند :-

جناب رشید عثمانی صاحب، امیر جماعت اسلامی ہند، ناگپور نے جامعہ کی سرگرمیوں میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ آپ نے خواہش ظاہر کی کہ جنوبی افریقہ میں اسلامی تحریک اور جامعہ کی سرگرمیوں کی انھیں اطلاع ملتی رہے۔

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرقاق

یعنی "دلوں کو نرم کرنیوالی باتیں"

عَنْ جَابِر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْیٍ اسک میت قال ایکم یحبُّ ان لہٗ ھٰذا بدرھم فقالوا ما نحب انہٗ لنا بشئ قال فواللّٰہ الدنیا اھون علی اللّٰہ من ھٰذا علیکم (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیڑ کے ایک مُردہ بچے کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم میں کون یہ پسند کرتا ہے کہ اس کو یہ مُردہ بچہ ایک درہم کے بدلے مل جائے۔ تو صحابہ کرام نے کہا کہ ہم میں سے کوئی یہ پسند نہیں کرتا۔ یہ تو ہمارے کسی کام کا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم دُنیا اس سے بھی زیادہ ناکارہ ہے اللہ کے نزدیک جتنا یہ مُردہ بچہ تم لوگوں کے نزدیک ناکارہ ہے۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

تشریح:-

اللہ کے نزدیک دنیا کتنی حقیر اور بے قیمت چیز ہے اس حدیث سے ظاہر ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان بالکل تارک الدنیا بن جائے۔ اس لئے کہ کسب معاش اور اہل و عیال کی کفالت ہر مومن مرد کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ حقوق العباد سے فرار کی مذمت کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا یہ کہا گیا ہے کہ انسان کو دنیا میں باعزت زندگی گزارنی چاہئے اور اللہ کی نعمتوں سے صرف فائدہ ہی نہیں اٹھانا چاہئے بلکہ تحدیث نعمت یعنی اللہ نے اس کو جو نعمت دی ہے اس کا اظہار بھی کرنا چاہئے۔ مگر دنیا سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ اور اللہ کے مقابلے میں دنیا کو بھیڑ کے ایک مُردہ بچے کی مانند سمجھنا چاہئے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے دنیا کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنا اس حدیث کے منافی نہیں۔

جناب ملک حسین بخشی کی جانب سے بطور عطیہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے (آمین)

نقش نواز

نقش کوکن کے نئے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم وادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔

لیجئے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:-

لائف ممبر:-

نام	مقام
مصطفٰے خدمتِ خلق لائبریری	بہار
جناب فیروز داؤد کاروِنکر	داسگاؤں
جناب عبداللطیف محمد اقبال بھاجگی	بمبئی ۳
ڈاکٹر زید اے جی خواجہ	بمبئی ۵
جناب سید قاضی	بمبئی ۱۰
پروفیسر داؤد دلوی	باندرہ
جناب سمیع خطیب	اندھیری

بیرونِ ہند سالانہ خریدار:-

نام	مقام
جناب محمد علی حسن مقدم	بحرین
جناب ڈی۔ ٹی۔ پرکار	دمام
جناب حمزہ ٹی پرکار صنم	دمام
جناب حمید ایس۔ پرکار	دمام
جناب عبدالوہاب پرکار	دہران
جناب عنایت اللہ محمد ابراہیم	دمام
جناب اشرف ذازہ کر	جُبیل
جناب بشیر احمد بالاچا فیکر	جدہ

سالانہ خریدار:-

نام	مقام
جناب حاجی جہانگیر خان	بمبئی ۱
جناب اسماعیل علی کجلے	بمبئی ۱۱
جناب ٹی۔ اے۔ محمد ولے	پنویل
جناب اے۔ ایچ۔ ذبیح	گھاٹ کوپر
آزاد اُردو واچنالیہ	کاٹلی
محترمہ سکندری محمد سلیم کر کیکر	کھرسی
جناب بی ابو جید عبدالکریم پرکار	اندھیری
جناب رضوان کاروِنکر	داسگاؤں
جناب ندیم تامبے	آرڈا
جناب عبدالشکور عبدالرحمٰن قادری	دیگھی
جناب سرفراز نواز کڈو	ناندوی
جناب صلاح الدین مسنگے	فردوس

اردو، فارسی اور عربی زبانوں کی اہمیت و افادیت

ہندوستان کی ریاستوں میں مہاراشٹر وہ فراخدل اور وسیع النظر ریاست ہے جس نے اردو کے ساتھ فارسی اور عربی زبانوں کو ثانوی مدارس کے نصابات میں شامل کیا ہے۔ خواہ ان زبانوں کی حیثیت لازمی ہو خواہ اختیاری، خواہ ان کا درجہ فوقانی ہو خواہ تحتانی۔ بہرکیف حکومت مہاراشٹر نے زبانِ اردو کے علاوہ عربی اور فارسی زبانوں کو ہندوستان کی کلاسیکی زبانوں کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے اور ان کو وہی اہمیت اور عظمت دی ہے جو حکومت نے سنسکرت، پالی اور ماگدھی کو بخشی ہے کیونکہ انہیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ان زبانوں کا تعلق ہندوستان کی تاریخ سے جہاں قدیم ہے وہاں ہندوستان کی تہذیب دیرینہ بھی ہے۔ یہ وہ زبانیں ہیں جو ہندوستانی تاریخ کے آثار و نشانات کے اظہار، ہندوستانی ثقافت کے تار و پود کی نشاندہی اور ہندوستانی معاشرے کے خدوخال کی عکاسی میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں اور یہ وہ زبانیں ہیں جن کے اثرات سے ہندوستان کا کلچر ایک مشترکہ اور مثالی کلچر بن گیا ہے جس کی جھلک زندگی کے ہر شعبے میں نظر آتی ہے۔

اردو معنی لشکر اگرچہ ترکی لفظ ہے لیکن بقول پنڈت دتاتریہ کیفی لفظ "اردو" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "ار" سنسکرت میں "دل" اور "دو" فارسی کا عدد "دو" ہے اور اس اعتبار سے دو دلوں کا اتحاد یا دو قوموں کا ملاپ یعنی ہندو اور مسلمان کے اتحاد کی نشانی ہے کیونکہ یہ زبان بالعموم ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول اور باہمی مساعی کا نتیجہ ہے۔ پس یہ زبان نہ صرف قومی اتحاد کا ذریعہ بلکہ قومی یکجہتی کا سرچشمہ بھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس عوامی بلکہ مشترکہ زبان کی ترویج و اشاعت اور فروغ و تحفظ میں کشمیر کے برہمن، پنجاب کے سکھ، اتر پردیش کے کایستھ، بمبئی کے پارسی، کلکتہ اور مدراس کے عیسائی اور تمام ریاستوں کے مسلمان سب برابر کے شریک ہیں اور بالفعل اس مثالی زبان کے ذریعے ایک طرف ملک کی سالمیت اور توانائی برقرار رکھی جا سکتی ہے تو دوسری جانب قوموں میں ایکتا اور یکجہتی کے جذبات کو ابھارا جا سکتا ہے۔

ہماری ریاست کے اردو ذریعۂ تعلیم ثانوی مدارس میں ایک بڑی تعداد مسلمان طلبہ کی ہوتی ہے اور اس لحاظ سے ہماری زبان اردو ہمارے طلبہ کے لیے تین حیثیتوں سے اہم ہوتی ہے۔ اول تہذیبی ورثہ کے ناطے، دوم مذہبی سرمایہ کے تعلق سے اور سوم بین الریاستی عوام سے رابطہ قائم کرنے کی غرض سے۔ زبانِ اردو میں ہماری تاریخ مضمر ہے جس کی مدد سے ہماری ثقافت اور تہذیب کی عکاسی ہوتی ہے۔ اسی اردو میں ہمارا بیشتر مذہبی سرمایہ عربی اور فارسی سے منتقل ہو چکا ہے اور اسی زبان کے ذریعے اس ریاست کا مسلم شہری دوسری ریاست کے باشندے سے اپنا رابطہ قائم کرتا ہے۔ اس ضمن میں یہ کہنا ضروری ہے کہ اس زبان میں مکمل قدرت یا عبور اسی وقت حاصل ہوگا جب ایک طالب علم عربی یا فارسی میں سے کسی ایک زبان کو اضافی زبان کی حیثیت سے سیکھتا ہے کیونکہ ضرب الامثال و محاورات، اصطلاحات و تلمیحات، استعارات و تشبیہات، اصول و تراکیب صرفی و نحوی، قواعد، الفاظ و معانی کی تفہیم و ادراک ان زبانوں کی جانکاری کے بغیر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے اور پس اردو میں قدرت بھی

حاصل نہیں کی جا سکتی اور نہ میر تقی میر اور مرزا غالب جیسے مشاہیر شعرا شبلی نعمانی اور ابوالکلام آزاد جیسے شہرۂ آفاق انشاپردازوں کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

عربی اور فارسی زبانوں کی واقفیت اس لئے بھی لابدی ہے کہ ان زبانوں سے ناواقفیت کی وجہ سے دورِ متوسطہ کی ہندوستان میں مسلم دورِ حکومت کی بیشتر تاریخیں لکھی گئی ہیں جو بقول مستند مورخین تاریخ اور واقعہ کے لحاظ سے قابلِ اعتبار تسلیم کی جاتی ہیں اگرچہ کہیں واقعات اور حالات میں غلو پایا جاتا ہے۔ ان زبانوں کی لاعلمی کے باعث ہمارے فرمانرواؤں اور حکمرانوں کی تاریخ کو مسخ کیا گیا ہے اور اس طرح بدگمانی پیدا کی گئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اداروں میں ان زبانوں کی تعلیم کا بھی اہتمام کریں اور اپنے سرمائے کو نہ صرف محفوظ رکھیں بلکہ ان زبانوں کی جانکاری کی بدولت بہت ساری غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کو رفع کریں اور اصل ہماری تاریخ، ہماری تہذیب اور ہماری ادبی کاوشوں کا صحیح جائزہ لیں اور صحیح تصویر پیش کریں۔

علاوہ برایں دورِ حاضر میں مشرقِ وسطیٰ سے روابط اور تعلقات زیادہ استوار اور مستحکم ہونے کی وجہ سے مشرقِ وسطیٰ میں ہمارے بے روزگار نوجوانوں کے لئے ملازمت و روزگار کے دروازے ہیں اور اگر یہ نوجوان عربی یا فارسی زبان سے آشنا ہوں تو مغربی ایشیا کے عربی ممالک میں یا فارسی بولنے والے ملکوں میں روزگار یا معیشت بآسانی حاصل کر سکتے ہیں اور اس طرح ہمارے نوجوان اپنے خاندان اور اپنے ملک و قوم کا بڑا سہارا بن سکتے ہیں۔

حکومت مہاراشٹر کا ریاستی ثانوی و اعلیٰ تعلیمی بورڈ جدید زبانوں کے نصابی کتب کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کے ساتھ ساتھ سنسکرت، پالی، عربی اور فارسی کے نصاب کی کتابیں آٹھویں جماعت سے لیکر بارہویں جماعت تک ایک مجلس ادارت کی نگرانی میں شائع کرتی رہتی ہے۔ عربی کی نصابی کتب آٹھویں جماعت سے دسویں تک تعلیم العربیہ (اول، دوم، سوم) اور گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کی نصابی کتابیں فرائد الادب (اول و دوم) کے نام سے موسوم ہیں اور اسی طرح فارسی کی نصابی کتب آموزگار فارسی (اول دوم سوم) اور ارمغان فارسی (اول و دوم) کے نام سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اردو کی کتابیں تو ابتدائی جماعت سے لے کر بارہویں تک بال بھارتی، کمار بھارتی اور یووک بھارتی کے ناموں سے باقاعدہ شائع کی جاتی ہیں نصابی کتب کی مجلس ادارت میں مستند اور جانکار ادبی شخصیتوں کو نامزد کیا جاتا ہے جو بڑی محنت سے عربی، فارسی اور اردو کی کتابیں ترتیب دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہماری ریاست میں اردو ذریعۂ تعلیم کے ابتدائی مدارس تو ہزاروں ہیں اور ثانوی مدارس بھی تقریباً ڈھائی سو سے زائد ہیں اور اسی طرح بمبئی، پونا، ناگپور، امراوتی شیواجی اور مراٹھواڑہ جامعات میں سال اول سے ایم اے تک اردو مضمون بحیثیت لازمی یا اختیاری، فوقانی یا تحتانی درجہ پر لیا جا سکتا ہے بلکہ اردو میں ڈاکٹریٹ یعنی پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے کے لئے سہولتیں بھی بہم پہنچانے کا خاص اہتمام ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس عربی اور فارسی کے ساتھ اسلامیات کے شعبے بھی ان یونیورسٹیوں سے ملحق چند کالجوں میں ہیں جہاں ان مضامین میں ایم اے تک تعلیم دی جاتی ہے بلکہ ڈاکٹریٹ کے لئے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

اخیر میں مختصراً چند باتیں بطور مشورہ پیش کی ہیں۔

(اول) اردو ثانوی مدارس میں عربی و فارسی کے مضامین پڑھانے کا خاطر خواہ اہتمام کیا جائے تاکہ ان زبانوں کے توسط سے ہم اپنے مذہبی سرمایہ تہذیبی ورثہ اور قومی اثاثہ کو محفوظ رکھ سکیں اور اس طرح یہ مضامین مہاراشٹر کی یونیورسٹیوں اور ملحقہ کالجوں اور تحقیقاتی اداروں میں جاری رہ سکیں۔ (دوم) اردو طلبہ اگر عربی یا فارسی کا اختیاری مضمون کی حیثیت سے پڑھتے ہیں تو یقینی طور پر ان کے نمبرات زیادہ ہو جاتے ہیں اور ان کے فیصد نمبرات بڑھ جاتے ہیں اور اچھے کالجوں اور تعلیمی اداروں میں ان کا داخلہ مل جاتا ہے۔

ماہِ اپریل —

تاریخ کے جھروکوں سے

* یکم اپریل ۱۸۶۹ء میں آغا حشر کاشمیری بنارس (یوپی) میں پیدا ہوئے۔
* یکم اپریل ۱۹۲۸ء کو ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ چاٹگام کو بندرگاہ تسلیم کیا گیا۔
* ۴ اپریل ۱۸۷۲ء انگریزی زبان میں قرآن پاک کا بہترین ترجمہ کرنے والے علامہ یوسف علی سورت میں پیدا ہوئے۔
* ۶ اپریل ۱۸۹۰ء کو جگر مراد آبادی، مراد آباد میں پیدا ہوئے۔
* ۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ صحت کی بنیاد رکھی گئی۔
* ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر کے جلیانوالا باغ میں جنرل ڈائر نے نہتے لوگوں پر گولیاں چلوائیں۔
* ۱۵ اپریل ۶۲۵ء کو ابوسفیان نے مکہ سے کثیر فوج لے کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ یہی معرکہ جنگِ اُحد کے نام سے مشہور ہے۔
* ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء کو محمد علی جناح اور گاندھی جی کا اعلان شائع ہوا جس میں آسام اور نواکھالی کے فسادات کی مذمت کی گئی۔
* ۱۶ اپریل ۱۶۲۷ء کو شیونیر کے قلعے میں مہاراجہ شیواجی کا جنم ہوا۔
* ۱۸ اپریل ۱۱۱۸ء کو سلجوقی فرمانروا سلطان محمد کا انتقال ہوا جس کے عہد میں صلیبی جنگ شروع ہوئی۔ وہ امام غزالی کا ہم عصر تھا۔
* ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء کو شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا لاہور میں انتقال ہوا۔
* ۳۰ اپریل ۱۷۸۹ء کو امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کا انتخاب ہوا۔

غزل

نورجہاں نورؔ

ان کے انکارِ محبت پہ تو کہہ "کن" نہ سکے
وہ بھی اقرارِ وفا ہم سے کبھی سن نہ سکے

یوں تو گلشن میں کئی رنگ کے ہزاروں گل تھے
ہم ہی بدذوق تھے کانٹوں کے سوا چن نہ سکے

تانے تقدیر کے اُلجھے میری ہر سانس کے ساتھ
تا لبِ مرگ بجز ایک کفن بُن نہ سکے

تا دمِ زیست یوں گاتے رہے نغمے ہم بھی
دل بھی ویراں کسی لے پہ کبھی دُھن نہ سکے

نورؔ اس دل نے کیا رسوا زمانے میں عبث
پہنچے اس در پہ مگر کچھ بھی تو کہہ سُن نہ سکے

قاضی فراز احمد - دوحہ قطر

حیرت انگیز سچائیاں

چار آنکھیں

"کتاب چین" میں انگریز مورخ ہربرٹ اے طز نے چند حیرت انگیز حقائق پیش کئے ہیں جس میں ایک واقعہ "یو تھونگ" کا ہے جو ۱۵۵۵ء میں برسر اقتدار آیا۔ اس کی چار آنکھیں تھیں دو اپنی اصلی جگہ پر اور دو پیشانی پر۔

دوہری آنکھیں: اسی مصنف نے لکھا ہے کہ چین ہی میں سوہشی کا گورنر اور وزیر اعلیٰ "لیو من" تھا جس کی آنکھیں دوہری تھیں یعنی ہر ایک آنکھ کے ڈھیلے میں دو دو پتلیاں تھیں مگر یہ بڑا بدقماش شخص تھا۔

عجیب آنکھیں: کیوی کولا نٹا (اٹلی) کی آنکھیں اُلو کی تھیں اسے دن کے وقت کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا لیکن رات کو وہ ہر چیز بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اپریل ۱۹۲۸ء میں وہ فرانس کی سرحد عبور کر رہا تھا۔ اور پکڑا گیا۔ مگر اپنی خصوصیت کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہو گیا۔

دو آنکھیں دو رنگ: ڈبلیو جے برسرڈ (امریکہ) کی آنکھیں خوبصورتی اور انفرادیت کا عجیب شاہکار تھیں اس کی ایک آنکھ بالکل نیلی تھی اور دوسری آنکھ بڑی زرد تھی۔

آنکھوں سے محروم: پیرس کی میڈیکل گزٹ میں شہر چیرٹی کی ایک لڑکی کا تفصیل سے ذکر ہے۔ جس کی آنکھوں کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ اس لڑکی کے چھ بھائی بہنیں تھے مگر وہ سب عام حالت میں تھے۔

کان کا کام منہ سے: قدرت کی ستم ظریفی کا نشانہ اینسری شیل لیڈ (نیویارک) تھا۔ جس کے سرے سے کان ہی نہیں تھے۔ اس کو آوازیں سننے کے لئے منہ کھولنا پڑتا تھا۔ چنانچہ کان کے بجائے اس کو ہمیشہ منہ کھلا رکھنا پڑتا تھا۔ اس کا انتقال ۱۸۸۸ء میں ہوا۔ امریکہ کا ڈاکٹر ایلن بھی کان کے بغیر پیدا ہوا تھا وہ بھی ہر بات منہ کے ذریعہ سن سکتا تھا۔

دو ناک: فرانس کا ایک کاشتکار ربیدا آلت قدرت کی فیاضی کا نمونہ تھا اللہ نے اس کو دو ناک عطا فرمائی تھیں۔

ناک لمبی۔ گویائی سے محروم: پارک شائر کے ٹام ووڈ کی ناک کی لمبائی ساڑھے سات انچ تھی مگر افسوس کہ وہ بول نہیں سکتا تھا۔

بلند گوئی: ابراہیم لنکن بھی بلند آواز تھا۔ مگر فریڈمیٹ زل کے بولنے کا ریکارڈ کوئی نہیں توڑ سکا۔ اس کی آواز تین میل کے فاصلے پر بھی ریکارڈ کی گئی۔ مگر فریکفرٹ کا گرل میز دو دو زبانیں رکھنے کے باوجود بولنے کی صلاحیت سے محروم تھا۔

دو دل۔ ایک جسم: نیپال کے جنرن ڈی مالن سنئے کہ اس کے سینے میں دو دو دل دھڑکتے ہیں۔ یہ دونوں دل اب کوئی نہیں خرید سکتا۔ ان دلوں کو سائنسی تحقیقات کے لئے اکیڈمی آف میڈیسن کو تین ہزار ڈالر میں فروخت کیا جا چکا ہے۔

آدمی کے سینگ: بشل ویگن نے اپنی کتاب جلدی امراض میں چند نادر واقعات جمع کئے ہیں۔ اس کے مطابق فرانس لڑوی لو کے ماتھے پر سینگ اُگ آئے تھے اس شخص کا انتقال ۱۶۹۸ء میں ہوا۔ تبت کے ایک لامے کے سر پر بھی سینگ تھے جو تیرہ انچ ہو چکے تھے۔ یہ شخص ۱۹۲۷ء تک زندہ رہا۔ سینگوں کا وجود بیماری یا مرض کا وجود ہے یہ سینگ جلد کے کسی بھی حصے میں ابھر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مرزا انور بیگ

کچھ کینسر (سرطان) کے بارے میں

مرض سرطان آج ساری دنیا میں موضوع بحث ہے،
اور ہر سال تقریباً سات لاکھ مضامین اس پر لکھے جاتے ہیں۔
اس کے باوجود منزل کا پتہ نہیں ملتا۔ ڈاکٹر [illegible]
کہتے ہیں کہ جب میں یہی نہیں جانتا کہ طبعی خلیہ Normal
cell کیسا ہوتا ہے تو یہ کیونکر کہہ سکتا ہوں کہ سرطانی
خلیہ Cancer cell کیسا ہوتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ Pre
Cancerous or Pre neoPlastic stage
یعنی علامات ماقبل سرطان کی بنیاد پر اس مرض کی تشخیص
ناممکنات میں سے ہے۔

سرطان کی تشخیص کو چار درجات میں تقسیم کرتے ہیں
(۱) صفر گریڈ (۲) اول گریڈ (۳) دوم گریڈ (۴) سوم گریڈ —

ایک مریض کا جس کا معدہ سرطان کے شبہے کی بنا پر
کاٹ کر اس قدر چھوٹا کر دیا گیا کہ اس میں بمشکل ایک لقمہ
سما سکتا ہے۔ نتیجتاً اس بیچارے کو زندہ رہنے کے لئے
مسلسل کھانا پڑتا ہے۔ اس مریض کا سرطان کے سبب کم،
اور بھوک کی وجہ سے مرنے کا امکان زیادہ ہے۔ سرطان کا
ایک مریض سرطان زدہ صورت میں زیادہ دنوں تک زندہ
رہ سکتا ہے بمقابلہ اس کے کہ سرطان زدہ عضو کو آپریشن
کے ذریعہ نکال دیا جائے۔

ایک نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر سرطان کے متعلق لکھتا ہے
کہ گذشتہ صدی اور تقریباً ۴۰ کروڑ ڈالر کے صرف کے بعد بھی
ہماری معلومات اتنی ہی ہے جتنی ہمارے آباؤ اجداد کی تھی۔

ٹاٹا اسپتال کے ڈاکٹر جسّا والا فرماتے ہیں کہ کینسر
کو ابتدائی مراحل میں شناخت کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسری طرف
ڈاکٹر چیسٹلے کہتے ہیں کہ کسی طرح کا کینسر چاہے جس درجہ میں ہو
اگر تشخیص کر لیا جائے تو یہ تشخیص بعد از وقت ہی ہوگی۔

جرمنی کا سائنس داں ڈاکٹر ہمسلط (بی ایچ) کہتا
ہے کہ ہم جو کچھ بھی سرطان کے بارے میں جانتے ہیں وہ
مریض کے پروانۂ موت کے نیچے لکھ دینا چاہیے۔

دسویں صدی کے ماہر علم الجراحت ابوالقاسم زہراوی
نے لکھا ہے کہ "سرطان پر عمل جراحی سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ
نتائج بد سے بدتر ہوں گے۔"

۱۹ ویں صدی کے عظیم امریکی طبیب ڈاکٹر جیمس ٹامسن کینیڈے
کہتے ہیں کہ کسی ایک حصہ کے کینسر کو اگر عمل جراحی سے نکال دیا
جائے تو سرطانی مادہ اس محدود حصے کے علاوہ سارے
اعضا میں سرایت کر جاتا ہے

یہی وجہ ہے کہ سرطان کا مریض آپریشن کے بعد نیند،
بھوک، چین سب کچھ ہی کھو دیتا ہے۔ ایسے مریض کو قدموں
کی ہلکی چاپ بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ نتیجے کے طور پر
انھیں مسلسل نیند کی گولیاں استعمال کروائی جاتی ہیں۔

★

نیوٹران بم کیا ہے؟

دنیا کے ترقی یافتہ ممالک امریکہ اور روس ہر لمحہ اس کاوش میں لگے ہوئے ہیں کہ مہلک سے مہلک ہتھیاروں کے بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ یہ ممالک آئے دن اپنی کاوشوں میں کامیاب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور جوہری بموں سے لیس میزائیل کا دنیا میں اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ جانے یا انجانے طور پر یہ آتش بازی اگر چھوٹنے لگے تو دنیا دیکھتے دیکھتے روئی کے گالے کے مثل فضا میں تحلیل ہو جائے۔

آخر یہ آتش بازی چھوٹتی کیوں نہیں؟ اس کی صرف ایک وجہ ہے۔ بڑی طاقتیں جوہری جنگ کو محدود پیمانے پر لڑنے کی اپنے کو اہل نہیں سمجھتی ہیں۔ مگر یہ بات اب غلط ثابت ہونے جا رہی ہے۔ امریکہ کے ماہرین دسیوں سال کی کاوش اور محنت کے بعد اس نکتے پر پہنچ گئے ہیں کہ محدود پیمانے پر استعمال کیا جانے والا ایک انتہائی مہلک جوہری بم بنا سکیں۔ یہ بم نیوٹران بم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جسے فوج کے سرکردہ سربراہ موقع پڑنے پر استعمال کر سکیں گے۔ اور محاذ جنگ بکتربند گاڑیوں اور دشمن کی افواج کے خاتمے کے لئے استعمال میں لا سکتے ہیں۔

نیوٹران بم، جیسے یورپ میں دفاعی مقاصد کی غرض سے لگایا جائے گا، لانس میزائیل پر بخوبی لگایا جا سکے گا، بنیادی طور پر ایک چھوٹے ہائیڈروجن بم کے مثل ہے۔

نیوٹران بم کئی معنوں میں ہائیڈروجن سے مختلف ہے۔ روایتی ہائیڈروجن بم کی ساخت دو مختلف جوہری ردعمل (Atomic Reaction) فشن اور فیوزن جوہر کے مرکزوں کے انشقاق اور ملاپ پر ہوتی ہے۔ نیوٹران بم کا اس کے برخلاف جوہری ردعمل صرف فیوزن تک محدود ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ہائیڈروجن بم کے دھماکے میں نیوٹران کے اخراج پر قابو رکھنے کے لئے یورانیم 236 کا جیکٹ فلٹر کے مثل کام کرتا ہے۔ اور جو نیوٹران فضا میں نکل بھی آتے ہیں وہ خفیف توانائی کے حامل ہوتے ہیں۔ اور یہ باسانی تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس نیوٹران بم کے دھماکے کی صورت میں خارج ہونے والے نیوٹران تعداد میں کثیر انتہائی سے زیادہ توانائی کے حامل ہوں گے اور بہت تیز رفتار بھی۔ جوہری توانائی کے یہ نیوٹران جہاں دشمن کی فوجوں اور بکتربند گاڑیوں کا صفایا منٹوں میں کر دیں گے وہیں نیوٹران بم کا دھماکہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے مقابلہ میں کم ہونے کی وجہ سے املاک، عمارتوں اور شہری آبادی کو نقصان نہیں کے برابر ہوگا۔

نیوٹران بم کے دھماکہ کی صورت میں تابکاری کا مسئلہ بھی ہائیڈروجن اور ایٹم بم کے مقابلہ میں کم ہوگا۔ اور جو کچھ بھی تابکاری ماحول میں پیدا ہوگی اس کا انحصار دھماکہ میں خارج ہونے والے تیز رفتار نیوٹران اور گاما شعاعوں پر ہوگا۔ اور خود بم کی تشکیل میں کام آنیوالے ٹریٹم (TRITUM) کو اس میں دخل ہوگا۔

ایک اندازے کے مطابق ایک کلوٹن نیوٹران بم کے دھماکے سے ۳۰۰ میٹر کے رقبہ میں موجود سوٹینکوں کی صف بھی اور ایک ہزار فوجی کلی طور پر نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اور جو لوگ ایک کلو میٹر کے دائرے میں ہوں گے وہ منٹوں میں ناکارہ ہو جائیں گے اور دو ایک دن میں فوت ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ شہری آبادی کا وہ حصہ جو دھماکہ کی جگہ سے دو کلو میٹر دوری پر ہوگا وہ ایک ہفتہ میں ختم ہو جائے گا...

ایم۔ ایم۔ ٹھاکر
(اورن)

تعلیم وترقی کے لئے چند مشورے

ترقی کے لئے تعلیمی معیار بلند کرنا اور طلبہ کا کردار سنوارنا اشد ضروری ہے۔ اور اس کے لئے سکنڈری اور اعلیٰ تعلیم اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے پوری کوشش کرنا ضروری ہے۔ اخباروں سے ظاہر ہے کہ آج گورنمنٹ کو بھی اس کی کمی کا احساس ہوا ہے۔ اس بارے میں ہر سطح پر کافی غور وخوض ہو رہا ہے، ہمیں ان جزوں کو غور سے پڑھنا ہوگا۔ اور اس میں ہمارا کیا کردار ہے اس پر سوچنا ہوگا۔ اور اس کے حصول کے لئے حسب ذیل اقدام کرنا ضروری ہے۔

پرائمری تعلیم: ہمارے اسکولوں میں پرائمری تعلیم میں ایک انقلاب لانا ہوگا۔ آج جس طرح سے پرائمری تعلیم دی جاتی ہے وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے رکاوٹ بھی بن جاتی ہے۔ یہ فرض اساتذہ اور والدین کا ہے کہ وہ تعلیم اس طرح دیں کہ بچوں کے دلوں میں ترقی کا جذبہ پیدا ہو۔ بدقسمتی سے والدین یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کو اسکول میں داخلہ دلاکر ہی فرض پورا ہوگیا۔ بچہ اسکول سے واپس آنے کے بعد کیا کرتا ہے اس پر کچھ بھی دھیان نہیں دیتے۔ اور ہمارے اساتذہ یہ سمجھتے ہیں کہ کتابی اسباق پڑھا کر ان کا فرض پورا ہوگیا۔ وہ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کے خیالات کو ان کے کردار کو کس سمت میں موڑنا ہے۔

سکنڈری تعلیم: یہ اعلیٰ تعلیم کی پہلی سیڑھی ہے۔ اس دوران اساتذہ، طلبہ، والدین اور منتظمین کو پوری کوشش کریں کہ ہمارے طلبہ ایس۔ ایس۔ سی کے امتحان میں نہ صرف کافی تعداد میں کامیاب ہوں بلکہ امتیازی نمبر لے کر کامیاب ہوں تاکہ ان کو اعلیٰ ٹیکنیکل تعلیم کے کالجوں میں داخلہ ملے۔ کم از کم ۲۵ فیصدی بچے ایسے ضرور کامیاب ہوں۔ اس میں اساتذہ اور طلبہ کی ذمہ داری زائد ہوگی۔ مگر اساتذہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف نصابی کتابوں ہی کی تعلیم نہ دیں بلکہ اس کے ماسوا کردار، حوصلہ اور خیالات وسیع کرنے کے لئے غیر نصابی سرگرمیوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ تقریری، تحریری، ڈرائنگ، مصوری، صفائی، خوش خطی، اور کھیل کود میں بچوں کو زیادہ سے زیادہ شریک کروانا اور بہتر نتائج کے لئے کوشاں رہنا از حد لازمی ہے اور بچوں کو مادری زبان میں تعلیم دلانا فطری امر ہے۔

چند ضروری اصلاحات بھی عرض کردوں جو کہ بے محل نہ ہوں گی۔ گر قبول افتد ـــــ

(الف) ہر ضلع یا ڈیویژن میں جہاں اردو اسکول ہوں وہاں ان اسکولوں کی فیڈریشن یا ایسوسی ایشن بنائی جائے، جس کے انتظامیہ کمیٹی میں منتظمین اور اساتذہ کے نمائندہ ہوں۔

(ب) اساتذہ کے تقرر کے لئے ایک کامن سلیکشن

کمیٹی بنائی جائے۔ وہ اسکول کی ضرورت کے حساب سے اساتذہ کا تقرر کرے۔

(ج) اسکولوں کی ساتویں سے دسویں تک امتحانات کے لئے ایک ایگزامینیشن بورڈ ہو۔ وہ سب اسکولوں کو ایک ہی پرچہ نکالے۔ اور اسی طرح ان جوابی پرچوں کی جانچ کے لئے الگ، الگ بندوبست ہو تاکہ بچوں کے تعلیمی معیار کا برابر اندازہ ہو سکے۔

(د) یہ فیڈریشن ایک ایجوکیشنل بورڈ بھی قائم کرے جس کا کام ہر اسکول کی تعلیم کی وقتاً فوقتاً جانچ پڑتال کرتا ہو۔ اور اس کام کے لئے ایک سپروائزر مقرر کرے جو سال میں ۲/۳ بار ہر اسکول کا معائنہ کرے۔

(ہ) یہ فیڈریشن ہر ایک ضلع میں سیمینار، مضمون نویسی، تقریر و دیگر مقابلے منعقد کرے۔ اور اسی طرح اسپورٹس اور ایتھلیٹکس کا بھی بندوبست الگ الگ اسکول میں کرے تاکہ بچوں کے دلوں میں ایک اتحاد اور حوصلہ پیدا ہو۔

(و) ممکن ہو تو ہر ضلع اور ڈویژن میں ایک ٹیکنیکل اسکول قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ میں ۲۷ نومبر کے اکنامک ٹائمز میں ایک مضمون آیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ آئندہ چند سال میں مہاراشٹر میں ۵۵ پرائیویٹ انجینیرنگ کالج اور ۱۰۰ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ قائم ہوں گے۔ اور جس میں سے ایک خاص طور پر طالبات کے لئے ہوگا۔ چونکہ یہ پرائیویٹ ہوں گے اس لئے اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنا چاہئے۔

بھوک کے سبب:-

- ہر روز بھوک کی وجہ سے ۳۵۰۰۰ افراد مر جاتے ہیں۔
- ہر منٹ میں بھوک کی وجہ سے ۲۴ افراد مر جاتے ہیں جن میں ۱۸ بچے ہوتے ہیں۔
- ہر سال ایک سو تئیس لاکھ تا ایک سو اسی لاکھ افراد بھوک سے مر جاتے ہیں۔

ابوالکلام قاسمی

فنِّ خطّاطی

خوش خطی کے نمونے یوں تو دنیا کی ہر زبان میں ملتے ہیں مگر زیادہ تر زبانوں میں ٹائپ کے حروف کی مقبولیت اور چھاپے خانے کی ترقی نے اس فن کو انسان سے چھین کر مشین کے حوالے کر دیا۔ اس طرح تحریر کی دیدہ زیبی اور دلکشی کا سہرا مشینوں کے سر بندھ گیا۔

عربی، فارسی اور اردو میں عرصۂ دراز تک یہ روایت انسان کی دست کاری کے طور پر محفوظ رکھی گئی۔ مگر بیسویں صدی میں طباعت کی سہولتوں اور ذرائع ابلاغ کی اہمیت کے سبب عربی اور فارسی زبانوں میں بھی ٹائپ کے حروف کو مقبولیت حاصل ہوئی، اور اب ان زبانوں میں بہت کم کتابیں ایسی نظر آتی ہیں جن میں ٹائپ کا استعمال نہ کیا گیا ہو۔ اس سلسلے میں اردو زبان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں آج بھی خطاطی کے نت نئے نمونوں اور کتابت کے مختلف اسالیب رائج ہیں ـــ خطاطی کے نت نئے نمونوں اور کتابت کے مختلف اسالیب ہماری زبان کا ناگزیر حصہ ہیں۔ اردو والوں نے آج تک ٹائپ کے حروف کو پورے طور پر کیوں نہ اپنایا؟ اس کا اسباب مختلف اور متنوع ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اردو میں ٹائپ کا سہارا نہ لینے کی وجہ سے اردو کے مصنفین کو غیر معمولی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر اسے کیا کیجئے کہ اردو ٹائپ ہنوز خط نستعلیق کا نعم البدل نہ پیش کر سکا۔ ہندوستان اور پاکستان میں اکا دکا ایسی کوششیں ہوئیں مگر کامیاب نہ ہو سکیں۔ پاکستان میں نوری نستعلیق کی ایجاد بھی ان ہی کوششوں میں سے ایک ہے، جس کی مقبولیت کے امکانات مستقبل بعید میں ہو سکتے ہیں۔ سردست نوری نستعلیق پر آنے والے غیر معمولی صرفے کے سبب اردو دنیا میں اس کی مقبولیت آسان نہیں معلوم ہوتی۔ اردو میں جو ٹائپ زیر استعمال ہے وہ دراصل عربی ٹائپ ہے، جس سے خط نستعلیق سے آشنا اور اس کی عادی نگاہیں آسانی سے مانوس نہیں ہو پاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربی ٹائپ میں آج تک اردو کا کوئی روزنامہ یا ہفتہ وار شائع نہیں ہو پاتا۔ بعض جرائد نے یہ کوشش بھی کی تو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ان معروضات سے اندازہ ہوتا ہے کہ خطاطی اور کتابت آئندہ بھی اردو زبان وادب کا ناگزیر حصہ رہے گی۔ خطاطی کے فن کو برقرار رکھنے اور اس کی روایت کے سلسلے کو آگے بڑھانے کے سبب خواہ اردو والوں کی بعض مجبوریاں ہی کیوں رہی ہوں مگر یہ بات اپنی جگہ بہت اہم ہے کہ آج اس فن شریف کی عظمت و حرمت اردو داں طبقے کی سرپرستی کے سبب برقرار ہے۔

جب مسلمانوں کی ملّی جبیں زندہ تھی، اور مسلمانوں کے منفرد معاشرے کا شیرازہ نہیں بکھرا تھا، تب سے فنون،

صرف مسلمانوں سے مخصوص تھے، اور مسلمان ہی ان فنون کی روایت کے امین اور محافظ تھے۔ خطاطی کا فن بھی ان ہی فنون میں سے ایک رہا ہے۔ زمانے کی تیز رفتار ترقی اور زندگی گزارنے کی نت نئی شرطوں نے نہ صرف مسلمانوں سے بہت سے فنون کو چھین لیا۔ بلکہ فی نفسہ ایسے فنون کا شمار ہی آثار قدیمہ کے نمونوں میں کیا جانے لگا۔

خطاطی کا فن ان محدود سے چند دست کاریوں میں سے ایک ہے جو روزی روٹی سے وابستہ ہونے کی وجہ سے آج بھی باقی ہے۔ مگر بہت اچھے خطاط اور کاتب امتداد زمانہ کے ساتھ کم ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں اگر اردو داں طبقہ ٹائپ کر حروف کو پورے طور پر اپنا لے تو اس سے نہ صرف اس فن کی روایت کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ یہ خطرہ بھی لاحق ہے کہ کاتبوں اور خطاطوں کا طبقہ اپنے ذریعہ معاش سے محروم ہو جائے گا۔

اردو زبان میں خط نستعلیق، اردو کی وہ تحریر ہے جس میں بیشتر فارسی اور اردو کی کتابیں شائع ہوتی رہی ہیں۔ اسے فارسی رسم الخط کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ ٹائپ کے حروف نے خط نسخ کی عمدہ سے عمدہ شکلیں پیش کر دی ہیں، جب کہ نستعلیق میں ٹائپ کے ڈھالنے کی کوئی سبیل ہنوز نہ نکل سکی۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ابھی بہت دنوں تک اردو کے اخبارات و رسائل اور تصنیفات، کتابت کی مدد سے شائع ہوتی رہیں گی۔ شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کتابت اور خطاطی کے ان امکانات کی موجودگی میں اس فن کے ماہرین کی قدر و منزلت اور ضرورت بڑھے گی۔ مزید برآں یہ کہ یہ فن گھر بیٹھے بیٹھے معاش کے حاصل کرنے میں معاون ہے۔ یہ ایک ایسی دست کاری ہے جس کے لئے مرد و زن کی کوئی تفریق نہیں۔ دونوں یکساں طور پر اس دست کاری میں کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اپنی مشق و مہارت سے جس قدر اچھے کاتب ہونے کا ثبوت دیں گے اسی قدر معاوضے کے اعتبار سے ان کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

گذشتہ کئی برسوں سے اچھے کاتبوں کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ ادھر پورے ملک میں خطاطی کے مراکز کھولے گئے ہیں۔ اگر ان مراکز نے اچھے فنکار پیدا کئے تو نہ صرف اس فن کی عظمت برقرار رہے گی، بلکہ بے روزگاری کا مسئلہ بھی، بالخصوص مسلمانوں کے لئے کسی حد تک حل ہو سکے گا۔

ہند و پاک کے علاوہ اور کئی ممالک سے اردو کے اخبارات اور جرائد نکلتے ہیں۔ اچھے خطاط کی ضرورت وہاں بھی محسوس کی جاتی ہے۔ مگر ضرورت کے مطابق ہند و پاک میں عموماً اعلیٰ پائے کے خطاط نہیں مل پاتے۔ اگر ہم فنی اور معاشی دونوں ہی نقطہ ہائے نظر سے خطاطی کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس کے سیکھنے، اور فن کو معراج کمال تک پہنچانے کی لگن اپنے اندر پیدا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس دست کاری میں امتیاز حاصل کرنے کے ساتھ ہم میں سے بہت سے لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائے •••

گذارش

نقش کوکن کی ترویج و اشاعت
کے لئے اپنی گراں قدر رائے سے ہمیں نوازیئے
اس کی خامیوں سے ہمیں آگاہ کیجئے۔

یہ پرچہ آپ کا ہے
قوم کا آرگن ہے۔
اسے خوب سے خوب تر بنانے میں
ہم آپ سے تعاون کے خواستگار ہیں۔

(ادارہ)

آئینۂ محمدیؐ

مہر مہسلائی

مہر صاحب ایک کہنہ مشق اور صاحبِ دیوان شاعر ہیں۔ آپ کی عمرِ عزیز کا بڑا حصّہ دشتِ شاعری کی سیاحی میں گزرا ہے۔ اس وقت آپ بزمِ شعر و ادب کوکن کے صدر ہیں، جس کے زیرِ اہتمام پچھلے ڈھائی سالوں سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ بمبئی میں شعر و سخن کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں — مہر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ نقش کوکن کے لئے ہر ماہ ایک نظم عنایت فرمائیں گے، جس میں تاریخی و حدیثی واقعات کا ذکر ہوگا۔ اس سلسلہ کی دوسری نظم کے طور پر "آئینۂ محمدیؐ" پیشِ قارئین ہے۔ امید کہ یہ سلسلہ پسند کیا جائے گا۔ اپنی رائے سے نوازیں......(ادارہ)......

ایک دن ابوجہل دربارِ محمدؐ میں گیا
یعنی تھوڑی دیر کو وہ عقل کی حد میں گیا

عقل کے سایہ میں بھی وہ جہل ہی بکنے لگا
فہم ششدر رہ گئی، ادراک منہ تکنے لگا

بحث کچھ ایسی چھڑی اور بات کچھ اتنی بڑھی
جہل نے اک اک دلیل اوچھی سے بھی اوچھی گڑھی

تھی غلط ساری دلیلیں، بے تکی ہر بات تھی
جہل کے بیمار کی کتنی زبوں اوقات تھی

موجبِ طعنہ نہ ہو سکتی تھی سیرت آپؐ کی
جو کھٹکتی تھی نظر میں جہل کے اس باپ کی

دین اور دنیا کی رحمت، صورتِ خیر البشرؐ
معرفت رکھتی نہ تھی بوجہل کی خیرہ نظر

صاحبِ لولاک کی صورت پہ آوازے کسے
نور کیا دیکھے وہ جس کی آنکھ میں ظلمت بسے

صاحبِ معراجؐ نے بوجہل کی تائید کی
حضرتِ بوبکرؓ نے بے ساختہ تردید کی

آپ نے اپنے نبیؐ کے حسن کی توثیق کی
نورِ سبحانی نے یارِ غارؓ کی تصدیق کی

موجبِ حیرت ہوئی تائید یوں اضداد کی
اور پھر تائید کس کی، صاحبِ ارشاد کی

غیر فطری بات تھی شانِ نبوت کے خلاف
عین فطرت کے مطابق تھا جواز اختلاف

آپؐ نے فرمایا میں آئینۂ شفاف ہوں
اس میں جو دیکھے وہ خود اپنے کو دیکھے جوں کا توں

حضرتِ بوبکرؓ نے دیکھی شبیہ مصطفیٰؐ
سامنے بوجہل کے شیطان کا نقشہ کھنچ گیا

جیسی جو جس کی طبیعت جیسی طینت، جو سرشت
ویسے اس کے سامنے آئیں خود اس کے خوب و زشت

مہر، تجھے صدیقؓ آئینِ محمد کے غلام
پا یا آئینہ میں خود آئینہ والے کا مقام

ڈائنا کا مندر

قدیم مورخوں نے دنیا کی سات عجیب چیزوں میں سے کسی کے متعلق بھی اس قدر نہیں لکھا جس قدر اس مندر کے متعلق لکھا ہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں مسٹر ہوگارٹ نے تحقیق کے بعد یہ بیان دیا ہے کہ یہ مندر تین پرانے مندروں کے کھنڈروں پر تعمیر ہوا تھا۔ مندر کے دیوار کے نیچے تقریباً تین ہزار آثار دبائے گئے جو مشرقی طرز کے ہیں اور اس بات کی زندہ شہادت ہیں کہ یونان کی صنعتی ترقی دراصل مشرق ہی کی تقلید سے شروع ہوئی تھی قدیم یونانی شہر افسس جہاں یہ مندر واقع تھا اب بالکل برباد ہو چکا ہے اس کی جگہ اب ایک ترکی شہر ایاسولوگ آباد ہے اور ایشائے کوچک میں واقع ہے۔

مندر کی تاریخ سنہ ۷۰۰ قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ بن سنہ ۶۶۰ ق.م میں یورپ کی ایک وحشی قوم نے اس علاقہ پر حملہ کیا اور یہ عمارت برباد کر کے از سرِ نو اس کی تعمیر کی مگر ناقص مسالہ کی وجہ سے زیادہ مدت قائم نہ رہ سکا۔ یہ ابھی تک معلوم نہ ہو سکا کہ دوسری مرتبہ اس کی تعمیر کس زمانے میں ہوئی تھی چھٹی صدی قبل مسیح میں یہ مندر پھر بگڑ پڑا۔ پانچویں صدی میں اہل یونان نے تیسری بار اس کی تعمیر کی۔

پورا مندر سنگ مرمر کا ہے اور ان قدیم مندروں سے جن کی بنیادوں پر قائم ہوا ہے چار گنا زیادہ وسیع ہے۔ چاروں طرف سنگ مرمر کے ستونوں کی قطاریں ہیں سامنے والے حصہ میں آٹھ آٹھ فٹ پر ستون ہیں۔ ہر ستون کی بیٹھک یونانی تصویروں سے آراستہ کی ہے۔

سنہ ۳۵۶ میں مشہور ظالم بادشاہ ہیراسٹراٹس کو خیال ہوا کہ اس مندر کو برباد کر کے وہ تاریخ میں ہمیشہ زندہ ہو جائے گا لہٰذا اس نے اس مندر کو تباہ کر دیا۔ اسی وقت یونانی زبان میں یہ ضرب المثل مشہور ہو گئی ہے۔ "اگر شہرت کے لئے ڈائنا کا مندر تعمیر نہیں کر سکتے تو اسے برباد کر ڈالو۔"

لیکن یونانیوں کو یہ معبد اس درجہ عزیز تھا کہ وہ اس کی عدم موجودگی برداشت نہ کر سکے اور قومی سرمائے سے از سرِ نو اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ عورتوں نے اپنے زیور تک چندے میں دے دیئے تھے۔ اسی زمانے میں سکندر اعظم کا گذر اس شہر میں ہوا اس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنے جیب خاص سے پورا عبادت خانہ بنوا کر دیوی کی نذر کرنا چاہتا ہے۔ مگر شہر کے باشندوں نے یہ ذلت برداشت نہ کی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سن ۳۲۳ ق.م میں یہ عمارت مکمل ہو گئی۔ یہ ۴۲۵ فٹ لمبی تھی سنگ مرمر کے ۱۲۷ کھمبے تھے اور ہر کھمبا ۶۰ فٹ بلند تھا۔ پورا عبادت خانہ بڑی سلیقہ سے آراستہ کیا گیا تھا۔ بڑے مصوروں نے تصویریں بنائی تھیں۔ اس کے در و دیوار کے لئے بطور چڑھاوے کے پیش کی تھیں ایک تصویر سکندر اعظم کی بھی تھی۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار دکھایا گیا تھا کہا جاتا ہے کہ سکندر نے یہ تصویر ناپسند کی تھی لیکن جب وہ قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا ہنہنا اٹھا اس پر مصور نے طنز یہ کہا "حضور کا گھوڑا اپنے سوار سے کہیں بہتر فن کی شناخت رکھتا ہے" یہ قول یونانی زبان میں ضرب المثل ہو گیا تھا۔ یونانی سے یورپ کی زبان میں منتقل ہو گیا۔

اس کے بعد سنہ ۲۶۲ میں یہ مندر عیسائیوں نے ڈھایا اور اس پر گرجا بنا دیا تھا مگر یہ گرجا بھی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا۔ تھوڑے عرصہ بعد نام و نشان ہو گیا۔

ڈائنا ایشیائی دیوی ارٹیمیس کی مورت ہے۔ اشوریوں نے اسے مونث یعنی مامتا کے جذبات کا مظہر قرار دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے سینے پر بہت سے پستان دکھائے گئے تھے لیکن جب یونانیوں نے اس کی عبادت شروع کی تو اس کی شکل بدل دی۔ انہوں نے اسے ایک ذہین، قوی اور جوان عورت کی صورت میں تیار کیا تھا۔

• رسولِ اکرمؐ کی چچی

حضرت فاطمہ بنت اسد

حضرت فاطمہ بنت اسد پوتی ہاشم بن عبد مناف ان کا نکاح ابو طالب بن عبد المطلب سے ہوا۔ اس لئے رسول اللہ صلعم کی چچی تھیں۔ اور حضرت علی مرتضےٰ کی والدہ حافظ عبد الرب لکھتے ہیں یہ پہلی ہاشمی خاتون تھیں جن سے ہاشمی اولاد ہوئی۔

ابو طالب بن عبد نے اسلام قبول نہ کیا تھا لیکن بیٹوں کی طرح رسول اکرم سے محبت کرتے تھے کفار مکہ جن میں قریش بکے بڑے بڑے سردار تھے آنحضرت کی تبلیغ دین کے سلسلے میں مسلسل رکاوٹیں ڈالیں کھلم کھلا آپ کی مخالفت کی۔ لیکن باوجود ایمان نہ لانے کے ابو طالب آپ کے چچا نے کفار مکہ کا ساتھ نہ دیا۔ اور آپ پر جو شفقت تھی اس میں فرق نہ آیا۔

ابولہب رسول اللہؐ کا چچا تھا۔ قریش کا سرکردہ سردار تھا۔ بھتیجے کا سخت مخالف تھا۔ اس کی مخالفت نے شدت اس لئے اختیار کی تھی کہ اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب جو امیہ کے خاندان میں سے تھی۔ وہ آپ کی پڑوسن تھی۔ اس کی دشمنی کی یہ کیفیت تھی جس راستے سے آپ کا گذر ہوتا اس میں گڑھے کھود کر گھاس پھونس ڈال دیتی۔ آپ ان گڑھوں میں گر جاتے تو وہ خوب ٹھٹھے لگاتی۔ اس کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کا نکاح رسول اللہ کی دو بیٹیوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم سے ہوا تھا۔ (رخصتی نہیں ہوئی تھی) ام جمیل نے بیٹوں سے کہہ کر ان دونوں کو طلاق دلوا دی اس سے بھی اس کی دشمنی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے سورہ تبّت یدا ابی لهب میں بھی اس کا ذکر اس طرح ہے کہ ابولہب کی جو لکڑیوں کو اٹھاتی پھرتی ہے (یعنی لگائی بجھائی کرنے والی اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی ہے۔

ایک چچی تو یہ تھی ام جمیل جس نے اپنے شوہر ابولہب کو بھتیجے کا دشمن بنا دیا تھا۔ اور ایک چچی تھیں فاطمہ بنت اسد جن کی شرافت نفسی اور فطری نیکی نے یتیم بھتیجے پر اپنے شوہر ابو طالب کی شفقت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا۔

ان چچی یعنی حضرت فاطمہ بنت اسد کی وفات نے بھی مدینہ ہجرت کی۔ اور دوسرے سال ان کے بیٹے حضرت علی کی بنت اسد خود کرتی تھیں ہجرت کی اور دوسرے سال ان کے بیٹے حضرت علی کی بنت رسول فاطمۃ الزہرا سے شادی ہوئی۔

ابو طالب خوشحال نہ تھے۔ گھر کا کام فاطمہ بنت اسد خود کرتی تھیں ہجرت کے بعد بھی مالی حالات بہتر نہ ہوئے۔ غلام لونڈی کا تو ذکر گھر کا ہر کام خود ہی انجام دیتی تھیں۔ اور اس کی تائید ان کے بیٹے حضرت علی مرتضیٰ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو انہوں نے اپنی ماں سے کہے تھے۔

" میں پانی بھروں گا اور گھر سے باہر کا کام کروں گا۔ اور فاطمہ بنت رسول اللہؐ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کا ہاتھ بٹائیں گی"۔

ان کے چار بیٹے تھے۔ طالب، عقیل، جعفر اور علی مرتضیٰ اور ان چاروں کی عمر میں بقول مورخین دس دس کا فرق تھا۔ اور ۳ بیٹیاں تھیں۔ ام ہانی۔ جمانہ اور رائطہ۔ مدینہ میں وفات پائی۔ رسول اکرم کو ان کی شفقتیں ایک ایک کر کے یاد آئیں۔ بہت رنج ہوا اور فرمایا "ابو طالب کے بعد مجھ پر سب سے زیادہ مہربان تھیں" حضورؐ نے اپنی قمیض میں ان کو کفنایا اور دفن کے وقت قبر میں لیٹ گئے۔ ○○○

اصلاحِ سخن

از:- واحد محسن

اِس بار میں اپنی غزل اس کالم کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ یہ غزل میرے جدید شاعری کے سفر کی پہلی منزل ہے۔ اس غزل کی اصلاح شان بھارتی صاحب نے ۱۹۷۰ء میں کی تھی جب وہ ایک اہم تقریب میں شرکت کی غرض سے خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے۔ موصوف نوجوان جدید شعراء کی صف میں اپنی پہچان دے چکے ہیں۔ ان کا ایک مجموعۂ کلام "بلیسویں صلیب" کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے

واحد محسن

غزل

از: واحد محسن

اصلاح کار: شان بھارتی

غزل	اصلاح
۱ چند سانسوں کی عمارت زندگی ایک دن یہ ٹوٹ کر گر جائے گی	لفظ "یہ" حشو ہوگیا تھا۔
۲ ~~ہائے~~ حیف آج یہ ~~لڑکی ہے کیوں~~ پاگل ~~ہوگئی~~ بنی؟ کل اسے دیکھا، یہ تھی اچھی بھلی	دوسرے مصرعہ میں لفظ کل کا تقاضہ تھا پہلے مصرعہ میں آج ہو۔ سو پہلے مصرعہ میں تبدیلی ضرورت اور تقاضے کے لئے کی گئی۔
۳ شام آئی بوڑھا سورج چل دیا اُس کے کاندھے پر اسی کی لاش تھی	شعر درست ہے۔
۴ کوئی پارکھ ہو تو وہ پہچان لے ~~یہ فرشتے ہیں~~ میں فرشتہ ہوں یا کوئی آدمی	"یہ فرشتے ہیں" سے اشارے کا مفہوم پیدا ہوتا تھا۔ اور اشارہ جس جانب کیا گیا ہے تو اس کا کوئی مادی یا غیر مادی وجود سامنے ہونا ضروری ہے۔ جب کہ واحد کے شعر میں ایسا نہیں تھا۔ اس لئے اشارہ خود شاعر کی اپنی ذات کی طرف کردیا ہے۔
۵ جانتے ہیں سب مجھے واحدؔ مگر پھر بھی سب کے درمیاں ہوں اجنبی	شعر درست ہے

(ش۔ب)

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز

جناب فقیر محمد مستری

از: انجم عباسی

ایک دوشیزہ بڑی نٹ کھٹ، بڑی چنچل، بڑی نازک اندام، بڑی گلفام ـــ زبان میں وہ جادو کہ سب لٹو ہو جائیں، چال ایسی متوالی کہ جدھر سے گذرے سب دل ہار بیٹھیں ـــ سہیادری کی آغوش میں پلی اور شمال کی وادیوں میں انگڑائیاں لے کر چلی۔

اس دوشیزہ کے سبھی چاہنے والے۔ کوئی اس کے گداز سے پُرسوز دنغمہ، تو کسی کو بس اسی کا سودا۔ کسی پر اس کی چاہت کا رنگ ایسا غالب کہ صاحب ذوق کا بھی زہرہ گداز ہو جائے۔ اس کے عاشق جانے کتنے اور کیسے کیسے روپ لئے ہوئے ہیں ـــ کہیں تو کوئی نسیم ہے کہیں کوئی آتش۔ کہیں شکستوں سے چور رہ کر بھی سراپا ظفر و امیر کارواں تو کہیں حسینۂ وطن کے عشق سے آراستہ ہو کر بھی محروم ـــ اگر کوئی یک لخت سیماب بن کر محو رقص ہوا تو دوسرے بھی بے خودئ عشق میں بے خود و مخمور بن گئے ـــ اور کوئی بہت اونچا اٹھا تو اتنیس زمک کہکشاں بن کر اقبال بن گیا۔ غرض اس دوشیزہ نے سب کو مسحور کر رکھا ہے۔ کرشن کی مرلی میں، استہ دار کی گھن گرج میں، ملاّ کے وعظ میں مجاز کی آوارگی میں، فیض کی قلندری میں اور فراق کی نغمگی میں اسی کی دھن اور اسی کا چرچا۔ اسی کا ذکر۔ اسی کا نغمہ ـــ نہ اس میں مذہب کی تمیز نہ رنگ و نسل کا امتیاز ـــ نہ صوبائی عصبیت اور نہ فرقہ واریت ـــ

مگر اس ہمہ گیریت کے باوجود گردش لیل و نہار نے اس دوشیزہ یعنی اردو کے انگ میں ادبار کے ناخن گاڑ دیئے، اور جب اس کے عاشقوں نے اسے اس طرح گھائل دیکھا تو مسیحائی کے لئے جگہ جگہ محاذ بنائے۔ ایک محاذ نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ بھی ہے، جس کے تحت نقش کوکن نام کا ماہ نامہ گذشتہ ۲۳ برسوں سے جاری ہے، اور جو وقتاً فوقتاً اردو کتابوں کی اشاعت کا بار اٹھاتا ہے ـــ اردو کی کئی تحریکات کو سرفروشانہ انداز میں انجام دیتا ہے ـــ اور یہ سب کارگزاریاں ڈاکٹر عبدالکریم نائیک اور کیپٹن فقیر محمد مستری کے شب و روز کے جہد و عمل کا نتیجہ ہیں ـــ کیپٹن فقیر محمد مستری ایک طویل عرصہ تک جہاز کے کیپٹن رہے اور اب اپنے عہدے سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ مگر وہ ابتدا ہی سے نقش کوکن عملے کے کیپٹن ہیں اور آج بھی اسی مقام بلند پر فائز ہیں ـــ یہ ان کی گوناگوں شخصیت کا بڑا وصف ہے۔

میری بیوی جب پہلی مرتبہ ان سے ملی تو اس نے ان کے مستری سرنام پر مجھ سے پوچھا تھا "کیا یہ بلڈنگیں بنانے کا کام کرتے ہیں؟" میں نے اس کے اس سوال کا جواب جناب فقیر محمد مستری اور ان کی بیگم صاحبہ

یعنی میرے محترم بھائی حکا صاحب کے سامنے دیا تھا: "یہ لیڈر تو نہیں بناتے مگر مختلف سوسائٹیاں بناتے ہیں اور کوکن کی ترقی اور ارتقار کا ملبہ تیار کرتے ہیں۔" ان دنوں مستری صاحب بی بی ٹی کوارٹرس ڈونگری میں رہتے تھے۔ اور نقش کوکن اور دوسری سوسائٹیوں کی ذمہ داریاں انجام دینے کے علاوہ ڈونگری کے نیم مردہ سماجی ماحول میں سماجی بہبود کے امور انجام دے کر اُسے زندگی بخش رہے تھے ـــ ویسے مستری صاحب خود مستری کی وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے والد صالح محمد مستری برما شیل کراچی میں جنرل فورمین تھے ـــ اس لئے مستری کہلائے۔ پھر ان کے بڑے بھائی ابراہیم المعروف لالہ مستری اسی کمپنی میں فورمین تھے۔ اس لئے پورا خاندان مستری کے نام سے پہچانا جانے لگا۔ ورنہ اصل میں ان کا خاندانی نام بھارنے ہے۔

جناب فقیر محمد مستری ۹ مارچ ۱۹۲۶ء میں بمقام سارنگ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری میں پیدا ہوئے۔ سارنگ، جہازی عملداری کا ایک عہدہ بھی ہے، اور شاید اسی نام کی نسبت سے مستری صاحب انجینئرنگ لائن اختیار کرنے کی بجائے دوسری جنگِ عظیم میں ہندوستانی بحریہ کے خلاصی بنے۔ ترقی کر کے ماسٹر بنے۔ جنگ کے خاتمے پر کوکن کے مسافر بردار جہاز پر کپتان رہے ـــ ۳۲ سال پورٹ ٹرسٹ میں سروس کی اور ڈریجنگ ماسٹر کے طور پر خدمات انجام دینے کے بعد اب اپنے عہدے سے سبکدوش ہو گئے ہیں ـــ وہ بمبئی میں جس محلّے میں رہتے ہیں اس کا نام تانڈیل اسٹریٹ ہے۔ یعنی جہازی عملداری کے تینوں عہدے سارنگ، کپتان اور تانڈیل ان کے نام کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنا اور اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کا جذبہ بچپن ہی سے ان میں موجود ہے اس لئے وہ برسوں گودی مزدوروں کی یونین کے نائب صدر رہے۔ غرض مستری صاحب کی تمام زندگی جہازی عملداری میں گذری۔ مگر وہ صرف اسی کے ہو کر نہیں رہے۔ انھوں نے اپنی شخصیت کو الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا ـــ وہ تقریباً نصف صدی سے ملک و ملّت اور سماج کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ وہ ابتدا ہی سے نقشِ کوکن کارواں کے سالار ہیں۔ کئی سماجی تنظیموں کے روحِ رواں بھی ہیں۔ فرد فرد کو اکٹھا کرنا ، اسے سماجی بہبود کے کاموں کی ترغیب دینا اور پھر اسے کسی ایک سوسائٹی کے سائے تلے لانا، ان کاموں میں انھیں ید طولیٰ حاصل ہے۔ اور دُور دُور تک اس میدان میں اس مردِ غازی کا کوئی ہمسر دکھائی نہیں دیتا۔ میں نے اسی نسبت سے ایک سوال ان کے سامنے پیش کیا: "آپ نے سماجی کاموں میں کب سے حصہ لینا شروع کیا؟ اور کن کن سوسائٹیوں سے وابستگی رہی۔؟"

مستری صاحب ایک متبسّم انداز میں گویا ہوئے "عمر کے اٹھارہویں سال ۱۹۴۴ء میں اپنے گاؤں کی ایک انقلابی تنظیم انجمن خادمانِ اسلام کا جنرل سیکریٹری چُنا گیا۔ تب سے اس خانہ زاد کی سیّاحی مقدّر بنی ہے۔ کوکن مسلم ویلفیر ایسوسی ایشن کا بانی جنرل سیکریٹری بنا۔ کوکنی برادری احساس کمتری کا شکار رہی ہے اس لئے کھولی کھولی جا کر بھائی کو بھائی سے واقف کرایا۔ کوکن کے کھلاڑیوں کو یکجا کر کے کوکن اسپورٹس کلب کی بنیاد رکھی۔ کوکن کے سی مین (جہازی) بھائیوں کی بھلائی کے لئے سی مین ویلفیر بورڈ قائم کیا۔ بمبئی میں مقیم کوکنی شعراء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انھیں منظم کیا۔ اور بزم شعر و ادب کوکن کے زیر اہتمام ماہانہ نشستوں کا انعقاد کیا۔ باشندگانِ کوکن میں رابطہ اور یگانگت پیدا کرنے کے لئے ۱۹۶۱ء میں ایک انفارمیشن بلیٹن کا آغاز کیا۔ جسے ۱۹۶۲ء میں نقشِ کوکن کا

روپ ملا۔ نقش کوکن کو قابلِ وقار بنانے کے لئے رات دن ایک کئے۔ کوکن کے رجسٹرڈ اداروں کی وفاقی انجمن کوکن انرنیشنل کا بانی جنرل سیکریٹری اور گاؤں کی جماعت المسلمین سازمگٹ کا پچھلے کئی سالوں سے صدر ہوں، اور کوکن ایمبولنس سوسائٹی، کوکن ہاؤسنگ کمپلیکس، کوکن بینک، کوکن مسلم ایجوکیشن سماجی رہنماگری، ان اداروں کے انتظامیہ میں سرگرم عمل ہوں۔"

مستری صاحب کا جواب پورا ہوا تو میں نے دوسرا سوال داغ دیا: "آپ نقش کوکن سے شروع سے وابستہ ہیں: آپ نے اسے موجودہ روپ دینے تک بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ اس حقیقت کا ادراک بیشتر قارئین کو نہیں ہے، اس لئے کہ نقش کوکن کی مجلس مشاورت میں کہیں آپ نے اپنا نام شامل نہیں کیا۔ اس کے کیا اسباب ہیں؟ کہیں آپ احساس کمتری کا شکار تو نہیں؟"

قدرے بجلی کی سی سرعت کے ساتھ جواب فضا میں اُبھرا: "احساس کمتری کا کوئی معاملہ نہیں۔ احساس کمتری کا شکار ہوتا تو نقش کوکن کی داغ بیل ڈالنے میں پیش پیش نہ ہوتا۔ میں محمد بن صادق، ابوالمنصور، تابش توڑا ان ناموں سے نقش کوکن کی محفل میں شریک رہتا ہوں۔ چونکہ میں لازمی گورنمنٹ سروس میں رہا تھا اس لئے ادارۂ تحریر میں نام دینا قانونی طور پر مناسب نہیں تھا۔ کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتیں۔ اور پھر۔ کام کرنے والے نام کے لئے نہیں مرتے۔"

میرا اگلا سوال تھا: "سماجی زندگی میں آپ کو کن کن تجربات سے دوچار ہونا پڑا۔؟"

مستری صاحب: کوکن کے لوگوں میں قومی شعور کا فقدان سب سے بڑا مسئلہ تھا جس کی وجہ سے لوگوں کے عدم تعاون کا بیشتر اوقات تلخ تجربہ رہا۔ لوگ نجی معاملے کو قومی معاملے کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں جس سے قومی مسائل حل کرانے میں کافی وقت لگتا ہے۔ کوکن کے لوگوں کی اقتصادی پس ماندگی بھی ترقی کی رفتار کو سست بنا دیتی ہے۔"

مستری صاحب نے میرے ایک سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ انھوں نے کوکن کے کھلاڑیوں کو یکجا کر کے کوکن اسپورٹس کلب کی بنیاد رکھی۔ اس لئے میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا: "کیا طالب علمی کے زمانے سے اسپورٹس سے آپ کو دلچسپی رہی ہے؟"

مستری صاحب: زمانۂ طالب علمی میں فٹ بال اور کبڈی کا اچھا کھلاڑی رہا۔ بمبئی آکر کھیل کے مقابلوں کے سلسلے میں بیرونِ بمبئی بھی جاتا رہا۔ ویسے کھیلوں سے دلچسپی آج بھی برقرار ہے۔ مگر عمر کی اس منزل میں ہوں کہ کھیل کود میں حصہ لینا مشکل ہے۔"

جواب ختم ہوتے ہی میں نے اگلا سوال ان کے سامنے پیش کیا: آپ کا اور کون سے محبوب مشغلہ ہے؟

ج: میرے بڑے بھائی لالہ مستری اچھے فنکار تھے۔ فلموں میں بھی کام کیا تھا۔ اور کراچی میں اسٹیج پر بھی اپنی اداکاری کے جوہر چمکاتے رہے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی مجھ میں بھی ایکٹنگ کا شوق اُبھرا، بچپن میں "صید ہوس"، اور "خون کا خون" ان ڈراموں میں کام کیا تھا۔ لہٰذا بمبئی میں کلچرل کیمپ نام سے ایک ادارہ قائم ہوا تو "ٹائمز آف انڈیا" بمبئی کے بزنس منیجر جناب پی کے رائے ادارہ کے صدر منتخب ہوئے۔ فلم ساز ہدایت کار سہراب مودی نائب صدر اور میں آرگنائزنگ سیکریٹری چنا گیا۔ اسی ادارے میں رہ کر ڈراموں میں کام کیا۔ جن میں "زمانہ" اور "لمبے ہاتھ" بے حد کامیاب رہے۔ رنگ بھون، بھارتیہ ودیا بھون میں اس کے کئی شو ہوئے۔ فلمی دنیا کی نامور ہستی جناب الیس کرجی ہدایتکاری

کے فرائض انجام دیا کرتے تھے جیل بھی گئے اور انہی بسواسن سمرپستوں میں شامل تھے۔"

مستری صاحب کی عقابی نظریں میرے اگلے سوال پر گڑی تھیں۔ مگر میں سوچ رہا تھا اس نقلی چہروں کی دُنیا سے اپنا اصلی چہرہ بچا لائے یہی اچھا ہوا۔ ممکن ہے فلمی دنیا کی چکا چوند اور دولت کی ریل پیل مستری صاحب کو نصیب ہوتی مگر آج گلزارِ مستری (مستری صاحب کے بڑے صاحبزادے کا نام گلزار ہے، جو ایک اچھے انجینئر ہیں اور انھیں کے نام کی نسبت سے میں خانوادۂ مستری کو گلزارِ مستری کہتا ہوں) جس سرفرازی اور تکریم تحریم سے ہمکنار ہے۔ وہ انہیں نصیب نہ ہوتا۔ مشہور مفکر کارلائل کا ایک مشہور مقولہ ہے: "اگر ہر شخص اپنے آنگن میں ایک چراغ جلائے تو خود بخود جشنِ چراغاں ہو جائے گا۔" مستری صاحب کے تینوں صاحبزادے انجینئرنگ اور ڈاکٹری لائن اختیار کر کے کامیابی سے ہمکنار ہیں۔ زندگی کی صحت مند قدروں سے واقف ہیں اور یہ بڑی چیز ہے۔ ورنہ بیشتر مسلم گھرانے انتشار اور بے راہ روی کا شکار ہیں۔ مستری صاحب کو اس المیے کا ادراک حاصل تھا۔ اسی لئے وہ ہر مقتلِ ناز سے رقص کرتے ہوئے گزرے اور جہاں دامن سمیٹنا مناسب سمجھا، سمیٹ لیا۔

خیالات یکے بعد دیگرے سطحِ ذہن پر اُبھر رہے تھے مگر سوالنامہ میرے ہاتھ میں تھا۔ وقت تیزی سے دوڑ رہا تھا اس لئے میں اگلے سوال پر اُتر آیا: آپ کی سماجی خدمات پر حکومت نے آپ کو کن اعزازات سے نوازا؟

ج: حکومتِ مہاراشٹر نے مجھے اسپیشل ایگزیکیٹو مجسٹریٹ کا اعزاز عطا کیا ہے۔ لوگوں کی سہولت کے لئے میں روزانہ تین گھنٹے پابندی کے ساتھ دفتر نقشِ کوکن میں بیٹھتا ہوں۔ دس سال پہلے حکومتِ مہاراشٹر کے محکمۂ راشننگ نے بی وارڈ میں مجھے ویجیلنس کمیٹی کا رکن مقرر کیا تھا تاکہ اپنے حلقے میں راشننگ دکانوں پر ہونے والی دھاندلیوں اور بدعنوانیوں پر کڑی نظر رکھی جا سکے۔"

مستری صاحب سے یہ انٹرویو میں نے نقشِ کوکن آفس میں لیا تھا۔ نقشِ کوکن آفس ان کا سابرمتی آشرم ہے۔ وہ رات دن نقشِ کوکن کی نوک پلک درست کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ۴۲ سالوں سے وہ اس کارزارِ ادب میں نقوشِ تاباں بکھیر رہے ہیں۔ صحافت ان کا پیشہ نہیں ہے۔ صحافتی سند بھی ان کے پاس نہیں ہے۔ مگر جنونِ عزم و عمل نے ان کے تیشہ میں جوئے شیر بہانے کی بہترین صلاحیت پیدا کی ہے۔ نقشِ کوکن کی کامیابی کا اصل سبب یہی ہے۔

تاریخ ادب کے اوراق شاہد ہیں کہ مہاراشٹر کے سابق وزیر مرحوم قاضی غیاث الدین کا ہفتہ وار رسالہ "دورِ حیات" بڑی آب و تاب سے نکلا تھا۔ مگر جلد ہی بجھ کر رہ گیا۔ زمانے کی کساد بازاری نے روزنامہ اجمل، جناب عبدالحمید انصاری کے روزنامہ شام، جناب شکیل خلیاش کے روزنامہ آج کو بھی ہڑپ کر لیا۔ بنتے ہوئے کہکشاں نقوش کتنے خوب صورت رسالے اردو قارئین کی بے اعتنائی کا شکار ہو گئے۔ مگر نقشِ کوکن کے نقوش عمر کے ساتھ ساتھ گہرے اور دیرپا بنتے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک اُسے ٹانک (TONIC) پلاتے ہیں اور کیپٹن مستری اسے خونِ دل ●●●

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے اجمل پریس بمبئی ۹ میں چھپوا کر دفتر نقشِ کوکن، ۴۳ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی ۹ سے شائع کیا۔

ملکیت: نقشِ کوکن پبلی کیشنز ٹرسٹ (E 3006)

مُبارک کاپڑی

شمعِ فروزاں

انسانیت کی سربلندی کے لئے نئی قدروں کی تلاش اور نئے خیالات سے آگاہی فطرتِ انسانی کی خصوصیت رہی ہے، اور اس مقدس فریضے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل و دماغ کو بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے مزین کیا ہے۔ ان میں سب سے حسین وصف خودی کا ہے۔

خودی کیا ہے؟ بے نیازی اور دھن دلگن سے اُن فرائض کی ادائیگی میں خود کو مصروف رکھنا جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ خود میں ڈوب کر زندگی کے سُراغ کو پالینا خودی ہے۔ اور خود اعتمادی اور خودداری کا نام بھی خودی ہی ہے۔ ایک مغربی مفکر نے کتنے جامع انداز میں خودی کے بارے میں کہا ہے کہ " خودی انسان کو خدا تک پہنچا دیتی ہے "۔

زندگی کے تپتے ہوئے ریگزار میں برہنہ پا چل کر اپنی منزلوں کو پانے والے کو مجاہد کہتے ہیں۔ اور خودی ہی نے ان کو یہ حوصلہ اور ہمت بخشی ہے۔ جس انسان میں خودی ہوتی ہے وہ کبھی ظاہری چمک دمک سے مرعوب نہیں ہوتا۔ اس کی خودی اسے محتاج و لاچار کہلا کر دنیا کی ہمدردی کا محتاج بننے سے روکتی ہے۔ ایسے انسان زندگی کو انفرادیت سے پرکھتے ہیں۔ وہ ہر لمحے کو ایک لمحۂ جاوداں تصور کرتے ہیں، اس لئے وہ کبھی زندگی سے تھک ہار کر مایوس نہیں ہوتے۔ ظلمات کے اندھیرے سلئے ان کی انا اور غیرت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایسے افراد حق گو اور حق پرست ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے دانش وروں نے انسان کی تکمیل کے لئے خودی کو ضروری قرار دیا ہے۔

قوموں اور تہذیبوں کے زوال کا محرک دوسرے عناصر کے ساتھ ساتھ شخصیت پرستی اور غلامانہ ذہنیت بھی ہے۔ مگر یہ خودی ہی ہے جو ان عناصر کو انسانی دل سے نوچ کر پھینک دیتی ہے۔ خوددار انسان کا ذہن ایک بحرِ بیکراں ہوتا ہے۔ جس میں ہمہ وقت دوسروں کے لئے چاہت و محبت کی موجیں موجزن رہتی ہیں۔ وہ دوسروں میں غم اور دکھ نہیں بانٹتا بلکہ ہمت، خوشیاں تقسیم کرتا ہے۔ کیونکہ غموں اور دکھوں کے تودے اس کی خودی کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتے رہتے ہیں۔ زلزلے، پہاڑوں کے ثابت قدموں کو ہلا دیتے ہیں۔ آندھیاں ان کی آن میں بھری پُری بستیوں کو اجاڑ کر رکھ دیتی ہیں مگر زمانے کی یہ ساری نیرنگیاں کسی انسان کی خودی پر ہمیشہ بے اثر رہتی ہیں۔

خودی خود کو پرکھنے کی ایک انمول کسوٹی ہے۔ یہ انسان کو رموزِ زندگی سے آگاہ کرتی ہے۔ اسی لئے ایک دانشور نے کہا ہے کہ جس انسان میں خودی نہیں اسے اشرف المخلوقات کہنا تو درکنار انسان کہنا بھی توہینِ انسانیت ہے۔

کیونکہ ایسے انسان تخلیقی ذہن کے حامل نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ تخلیق کے سوتے انسانی ذہن میں اس وقت تک نہیں پھوٹ سکتے جب تک اس کا دل خودی سے سرشار نہ ہو جائے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اس وصف کی قدر کرے۔ کیونکہ نہ جانے کس موڑ پر اسے ٹھوکر لگے، کب غموں کی سیاہی اس کی زندگی کا اُجالا چھین لے۔ یہ خودی اس کے اندر رہے تو وہ محتاجی اور کس مپرسی سے زمانے کی بے ثباتی کا شکوہ تو نہ کرے۔

جب انسان اندھیروں سے گھری ہوئی بے مقصد اور مجبور زندگی گزارنا چاہتا ہے تو وہ اپنی خودی کو بیچ دیتا ہے۔ اور پھر دنیا کے لئے بوجھ اور دنیا اس کے لئے بوجھ بن جاتی ہے۔ کیونکہ اہل نظر نے دیکھا ہے کہ وہ زندہ قومیں جن کے سروں پہ کامرانی کے تاج آب و تاب دکھاتے ہیں، جن کی تواریخ انقلابات اور فکر و ادراک کے بے مثال خزانوں سے مزین ہے، جنھوں نے انصاف و رواداری کی نئی قدریں قائم کی ہیں، بے شک خودی ہی اس کا محرک ہے۔

خراماں خراماں چلتی ہوئی یہ تقسیم سحر مُسکراتی اور گنگناتی ہوئی فضائیں، چٹکتی اور مہکتی ہوئی یہ کلیاں، انقلاب کا پیغامبر یہ آفتاب، فلک کی یہ وسعتیں اور زمین کی یہ نعمتیں سب کے سب اس پیکر خاکی سے یہی کہہ رہے ہیں کہ

عمر خودی میں ڈوب کر ضرب کلیم پیدا کر

اختصار

اختصار آج کے عہد کی مانگ ہے۔ آپ بھی اپنی تخلیقات یا روداد یں مختصر مگر پُر اثر اور چھوٹی مگر جامع پیش کریں۔ یاد رہے کہ کئی بہت اچھی تخلیقات محض طوالت کی بنا پر شائع ہونے سے رہ جاتی ہیں۔

(ادارہ)

سوال آپ کے جواب ہمارے

از: مسٹر جابر توڑ

● — ایسے سوالات پوچھیے جن سے ایک عام قاری مستفید ہو سکے، اور جن میں مفادِ عامہ پوشیدہ ہو۔

● — انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظر انداز کر دیجئے۔

● — فحش، مہمل اور لامقصد سوالات سے گریز کیجئے۔

● — نقشِ کوکن آپ کا جریدہ ہے۔ سوال پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ (ادارہ)

★ **زاہد عثمان پنجی** — ڈاکیارڈ روڈ بمبئی ۱۰

سوال۔ قوی الجثہ جانور کون سا ہے۔

ج:۔ ہاتھی۔

سوال ۔ بسوں پر BEST کیوں لکھا جاتا ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

ج:۔ یہ مخفف ہے بمبئی الیکٹریکل سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ کا۔

سوال:۔ قسمت میں جو ہوتا ہے وہی ملتا ہے پھر لوگ کوشش کیوں کرتے ہیں؟

ج:۔ اسلئے کہ بغیر کوشش کے اللہ میاں کچھ نہیں دیتے۔ بے عمل کی تقدیر بھی بدل جاتی ہے۔

★ **اسد حسین خان ساکھرکر** — بانکوٹ

سوال:۔ شمع کے جلنے میں اور پروانے کے جلنے میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ شمع کے جلنے کو جفا کاری کہا جاتا ہے جبکہ پروانہ کا جلنا وفاداری کہلاتا ہے۔

سوال:۔ خزاں کے بعد بہار نہ آئے تو؟

ج:۔ موسم برشگال کیلئے دعا کرنا چاہئے۔

★ **احمد ابراہیم بامنے** — ٹرامبے، بمبئی ۸۸

سوال:۔ دنیا اگر ایک ہی مذہب کو مانتی تو کیسا ہوتا؟

ج:۔ مذہب کے نام پہ فتنہ و فساد برپا کرنے والے بیروزگار ہو جاتے۔

سوال: بھارت میں پہلا ریڈیو اسٹیشن کب اور کہاں قائم ہوا؟

ج:۔ ۱۹۲۷ء کو مدراس میں۔

سوال:۔ ٹیلی ویژن کی ایجاد کس نے کی اور بھارت میں اس کی شروعات کب ہوئی؟

ج:۔ جے۔ ایل۔ بیرڈ — بھارت میں بیسویں صدی میں پہلے اس کی شروعات ہوئی ہے۔

★ **اشرف داؤد بجلے** — آنجنی تعلقہ کھیڈ

سوال:۔ انگلینڈ کا مشہور ڈرامہ نگار کون ہے؟

ج:۔ برنارڈ شاہ

سوال:۔ مشہور مصور یونارڈو ڈاونسی کا شاہکار زمانہ تصویر کون سی؟

ج:۔ مونالیزا

★ **نعیم بیگ** — السورے تعلقہ کھیڈ

سوال:۔ کوکن کا مشہور تاریخی مقام؟

ج:۔ جزیرہ جلتان — قلعہ جنجیرہ

سوال:۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو باپ کے؟

ج:۔ جنت کی کنجی۔

★ رضوانہ کاپڑے وڈالا۔ بمبئی

سوال:۔ انسان اگر انسانیت کے دائرہ سے باہر نکلے تو؟

ج:۔ حیوان بن جائے۔

سوال:۔ قومی فسادات کو روکنے کی کوشش؟

ج:۔ اہلِ سیاست جانیں۔

★ عبدالاحد عبدالرزاق خطیب کالسہ چپلون

سوال:۔ دنیا کے چار آل راؤنڈر کے نام اور بلے بازی میں ان کا ریکارڈ بتائیے۔

ج:۔ کپل دیو = ۷۰ ٹیسٹ ۲۷۴۶ رن ۲۵۴ وکٹیں

عمران خان = ۵۱ ٹیسٹ ۲۰۲۳ رن ۲۳۲ وکٹیں

آئین بوتھم = ۶۰ ٹیسٹ ۴۲۰۲ رن ۳۱۰ وکٹیں

رچرڈ ہیڈلی = ۷۴ ٹیسٹ ۳۰۱۵ رن ۲۱۵ وکٹیں

سوال:۔ نیوزی لینڈ کا بلے باز جس نے سب سے زیادہ سنچریاں بنائیں؟

ج:۔ گلین ٹرنر

سوال:۔ کرمانی نے اب تک کل کتنے کیچ لئے ہیں نیز دنیا کا مانا ہوا وکیٹ کیپر کون ہے؟

ج:۔ ۸۴ ٹیسٹ میں ۱۵۵ کیچ اور ۳۵ اسٹمپ۔ راڈنی مارش (اسٹریلیا) دنیا کا مانا ہوا وکٹ کیپر ہے۔

★ قمر النساء عبدالرحمٰن شیخ (متوطن پونہ) بمبئی ۸۶

سوال:۔ دنیا میں سب سے بڑا دن کون سا ہے؟

ج:۔ اپنا جنم دن۔

سوال:۔ غزل، نظم، نعت، قطعہ وغیرہ میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ یہ اصنافِ سخن ہیں۔ یہاں تفصیلی طور پر جواب دینے کا موقع نہیں ہے۔ کسی قادر الکلام شاعر سے پوچھ لیجئے۔

سوال:۔ انسان کے کتنے بہروپ ہیں؟

ج:۔ انسان کا تو ایک ہی روپ ہے "انسانیت" کوئی بہروپیا ہو تو اس کے روپ ہم کیونکر جانیں۔

★ حسین عبدالرحمٰن ملاڈ (متوطن نوشہ) دوحہ۔ قطر

سوال:۔ خاموشی کا دوسرا نام؟

ج:۔ نیم رضا (کبھی کبھی حماقت بھی)

سوال:۔ ٹی بی کا فل نام کیا ہے؟

ج:۔ ٹیوبرکلس بیکلس Tuberculus Bacillus

سوال:۔ دنیا کے عجوبے کتنے ہیں اور کون کون سے؟

ج:۔ یوں تو سات عجوبے مانے گئے ہیں مگر ان میں متعدد تو حوادثِ روزگار کا شکار ہو کر قصۂ پارینہ بن چکے ہیں۔

★ جعفر حسن سروے سونس۔ تعلقہ کھیڈ

سوال:۔ داپولی (ضلع رتناگری) میں سب سے اچھا کیا ہے؟

ج:۔ آب و ہوا۔

سوال:۔ ہندوستان میں سب سے پہلے کون سی فلم بنی؟

ج:۔ راجہ ہریش چندر

سوال:۔ سب سے اچھا ہیرا کون سا ہے؟

ج:۔ کوہِ نور

★ اقبال کاسکر یانبو سعودی عربیہ

سوال:۔ فیشن، عریانی کا رخ کیوں بنتی جارہی ہے؟

ج:۔ نئی تہذیب کے ماننے والوں کی مہربانی ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے بہت پہلے کہا تھا:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

سوال:۔ آج کے سیاست دان آپ کی نظر میں؟

ج:۔ خود غرض اور اقتدار کے بھوکے

سوال:۔ مسلمانوں کا مستقبل؟

ج:۔ بہت شاندار بشرطیکہ وہ مسلمان بن کر رہیں۔

★

نوٹ: آئندہ [illegible]
صرف دو اشعار شائع ہوں گے
[illegible] شعراء کرام کے نام
(ادارہ)

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن

★ خلوصِ شوق نہ جوشِ عمل نہ دردِ وطن
یہ زندگی ہے خدایا کہ زندگی کا کفن
(مرسلہ: شمیم سراج حجازی ـ کرلا ـ بمبئی)

★ اپنا ملنا محال ہے اے دوست
ہم سمندر کے دو کنارے ہیں
(مرسلہ: انیس خان سرگروہ ـ [illegible] وڈی مرہیہ)

★ زندگی جرم سہی اس کی سزا مت مانگو
دوست کہتے ہیں کہ مرنے کی دعا مت مانگو
(مرسلہ: اقبال احمد قاضی ـ مہاڈ ـ گجرات)

★ نورِ حق شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون
(مرسلہ: نور جہاں حسین قاضی ـ آنشیم ـ کھیڈ)

★ گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت دعا نہ مانگ
یعنی بغیر یک دلِ بے مدعا نہ مانگ
(مرسلہ: زینہ احمد قاضی ـ وڈالا ـ بمبئی)

★ خوش نصیبی ساتھ ہو تو ساتھ میں آتے ہیں لوگ
جب بگڑ جاتی ہے قسمت غیر بن جاتے ہیں لوگ
(مرسلہ: سرگروہ شہناز شریف خان ـ پنہالے)

★ تو حسینہ کی امانت سپنوں پر ہے جماعت
آسماں نہیں مٹا نام و نشاں ہمارا
(مرسلہ: حسینہ بی بی الیاس چوگلے ـ آرشی)

★ میری روح کی حقیقت مرے آنسوؤں سے پوچھ
مرے قہقہوں کی دنیا مری ترجماں نہیں ہے
(مرسلہ: رفیق غلام حسین تانبو ـ بمبئی ۳)

★ زندگی کیا ہے مفلسی کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کا پیوند سیا جاتا ہے
(مرسلہ: اعجاز اسحاق قاضی ـ کوکرے ـ چپلون)

★ بیش قیمت ہیں یہ غم ہائے محبت مت بھول
ظلمتِ یاس کو مت سونپ خزینہ اپنا
(مرسلہ: نور محمد چودھری ـ کرلا بمبئی)

★ ہیں ساز پہ موقوف نوا ہائے جگر سوز
ڈھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مضراب
(مرسلہ: بجرنگ جوالا ـ کولی واڑہ بمبئی)

★ نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے
(مرسلہ: شہناز بیلد ـ بھیونڈی)

بزم

تین چیزیں

★ تین چیزیں آزمائش کی ہیں:۔
اموال، اولاد، زندگی۔

★ تین چیزیں منافق کی علامت ہیں:۔
عہد شکنی، خیانت، کذب گوئی۔

★ تین چیزیں سب کو پیاری ہیں:۔
دولت، عورت، شہرت۔

★ تین چیزیں دانش مندی کی علامت ہیں:۔
کم بولنا، کم کھانا، کم ہنسنا۔

★ تین چیزیں انسان کی کامیابی کی ضامن ہیں:۔
ایمانِ کامل، عملِ صالح، تلقینِ حق و صبر۔

★ تین چیزیں عورت کی فطرت میں داخل ہیں:۔
شرم، صبر، محبت۔

★ تین چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھو،
اللہ، قرض، موت۔

★ تین چیزیں عظیم گناہ ہیں:۔
شرک، تہمت، قتلِ مسلم۔

★ تین چیزیں انسان کو ہمیشہ فائدہ پہنچاتی ہیں:۔
نیک کام، نیک بیوی، نیک اولاد۔

★ تین چیزیں قبول نہیں ہوتیں:۔
دعویٰ بغیر دلیل کے، دُعا بغیر خلوص کے، عبادت بغیر تقویٰ و ریاضت کے۔

جواہر ریزے

۱۔ جو شخص زیادہ سوچنے والا ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ صحیح کام کر سکتا ہے۔

۲۔ منزل تک وہی پہنچتا ہے جسے حق کی تلاش ہو۔

۳۔ تصوّف، حق تعالیٰ کی دوستی اور دُنیا کی دشمنی ہے۔

۴۔ حقیقی خوب صورتی کا چشمہ دل ہے۔ اگر یہ سیاہ ہو تو چمکتی آنکھیں کچھ کام نہیں دیتیں۔

۵۔ جو زیادہ پوچھتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے۔ اور زیادہ سکون پاتا ہے۔

۶۔ صحیح الکلام، شیریں زبان اور فصیح البیان ہونا انسان کی بہترین صفات میں ہیں۔

۷۔ جہالت کی راہ پر چلنا انسان کے لئے بہت بڑی بربادی ہے۔

۸۔ ہر شخص صرف اپنے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے، بلکہ دوسروں کی مدد کرنے کے لئے۔

۹۔ خاموش رہنا غصہ کا بہترین مداوا و علاج ہے۔

۱۰۔ محنت، وقت کو بڑھاتی ہے، اور سستی وقت کو گھٹاتی ہے۔

۱۱۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ کسی انسان کا خوف اپنے دل میں نہیں لاتا۔

۱۲۔ اس انسان سے زیادہ غریب اور کوئی نہیں جس کے پاس صرف دولت ہی ہے۔

گوشِ بر آواز

★ ایک طویل عرصے سے نقشِ کوکن کا مطالعہ کر رہا ہوں ہر ماہ نئے رنگ اور نئے روپ میں دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ نقشِ کوکن بھی تیز رفتاری سے کامیابی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ نقشِ کوکن کا تازہ شمارہ بھی خوب ہے۔ امید ہے کہ آپ اسے مزید سنوارنے اور سجانے کی ہر ممکن کوشش کرینگے۔

منصور بیگ
احمدی کویت

★ برسوں سے نقشِ کوکن زیر مطالعہ رہا ہے۔ میری بمبئی میں موجودگی میں یہ پرچہ شروع ہوا تھا۔ بمبئی، کراچی کے علاوہ غیر ممالک میں یہ پرچہ شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ مگر اس کا کاغذ، چھپائی اور کتابت ذوقِ نظر پہ بار ہے۔ کبھی کبھی درمیانی صفحات پر چھپائی ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو شکایت ہوتی ہے۔ امید ہے آئندہ کاغذ، چھپائی اور کتابت کی طرف دھیان دیکر پرچے کی خوب صورتی میں اضافہ کریں گے۔ اگر صفحات میں کمی کرنا پڑے تو آپ کر سکتے ہیں۔ مگر پرچہ خوب صورت بنانے کی ضرور کوشش کریں۔

محمد اسحاق معظم۔ کراچی

★ نقشِ کوکن میں کچھ نئے کالموں کا اضافہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ خصوصاً اصلاحِ سخن کا کالم فکر انگیز ہے۔ مبتدی شعراء کے لئے یہ سلسلہ کافی سود مند ہوگا۔ اس سلسلہ کو جاری رکھئے

بشیر شناس
سیوڑی۔ بمبئی

★ مبارک کاپڑی صاحب کی جاندار تحریر طلبہ پر بے بنیاد اور بھونڈی منطق کو بحث میں لاکر ایک کارآمد بات سے چشم پوشی بلاوجہ کی تنگ نظری کے انکشاف کے سوا اور کچھ نہیں ہمارے معزز نقاد دشرت صاحب والے کوکنی کیکڑوں سے سبق لینے ہی میں عافیت جانیں تو بہتر ہوگا تاکہ پھر نہ ہی کاپڑی صاحب کا رجحان ڈسٹرب ہوگا اور نہ ہی نقشِ کوکن کے صفحات پھیکے......

جاوید دروے۔ بانکوٹ

★ ایک طویل عرصہ تک نقشِ کوکن سے محروم رہا۔ البتہ نفیس صاحب کے کرم سے چند شمارے نظر نواز ہوئے۔ رسالہ کا ادبی معیار کافی ترقی کر گیا ہے۔ یہ ہمارے دانا اردو کی جہاں ... ڈاکٹر صاحب کی اردو سرپرستی کا ثبوت ہے۔ مبارک ہو۔

خدا کرے شرت صاحب جیسے چند لکھنے والوں کا اضافہ ہو۔ رسالہ کی مجلسِ مشاورت میں سبھی باشعور قلم کار ہیں۔ جو نقشِ کوکن کی رعنائیوں اور معیار کو اور بڑھا سکتے ہیں۔

رسالہ کے چند صفحات انگریزی کے لئے بخشے گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری افریقی نئی نسل بہت کچھ حاصل کر سکے گی۔ خدا کرے رسالے کا رنگ نکھرتا رہے اور نقشِ کوکن قائم دائم رہے

جمال الدین جمال۔ کیپ ٹاؤن
ساؤتھ افریقہ

★ گذشتہ دو برسوں سے میں سعودی عرب میں مقیم ہوں۔ اور اپنے ہمراہ اپنے ساتھیوں کی شکستہ حالی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ایجنٹ حضرات جن کمپنیوں سے ویزا لے جاتے ہیں وہ ان کمپنیوں کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جاتے ہیں، پھر بھی خود کا پیٹ بھرنے کے لئے وہ غریب ہندوستانی باشندوں سے سولہ سترہ ہزار روپئے لے کر انھیں سبز باغ دکھاتے ہیں۔ ان کی لغو باتوں پر یقین کر کے غریب ہندوستانی اپنا گھر اور رشتہ داروں کے زیورات رہن رکھ کر دو پیسے کمانے کی امید میں بارہ تیرہ سو ریال تنخواہ والا ایگریمنٹ لے کر سعودی عربیہ ایئرپورٹ پر اترتے ہیں۔ مگر یہاں پانچ چھ سو ریال کا ایگریمنٹ بنا کر بیچارے ہندوستانیوں کو دستخط کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس لیٹر پر دستخط نہ کرنے کی صورت میں پھر سے ہم کو ہندوستان واپس بھیجا گیا تو سود پر نکالی ہوئی رقم کی واپسی ہمارے لئے ناممکن ہوتی ہے۔ اس خوف کے مارے ہم اس لیٹر پر دستخط بحالت مجبوری کر دیتے ہیں۔ پھر مہینہ کی تنخواہ برابر وقت پر نہیں ملتی۔ آفس کا مسلسل چکر لگانے کی صورت میں ہمارے نگراں تنخواہ منہا کر دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔

ہم سے وہاں کہا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کے رہنے کا معقول انتظام ہے۔ مگر یہاں آکر ہم سب ساتھیوں کو جنگل میں سونا پڑتا ہے۔ وہاں بجلی اور پانی کا کوئی انتظام نہیں۔ رات کے وقت کوئی مر گیا تو منہ میں ٹپکانے کے لئے ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملتا ہے۔

اس طرح کے مظالم اگر یوں ہی ہم غریبوں پر ڈھائے جاتے رہے تو سود سے نکالی ہوئی رقم ہم واپس کیسے کر سکیں گے۔ حکومت کو اس ضمن میں مداخلت کرنی چاہئے۔

آپ کا شکر گذار: شبیر علی بانعکر سعودی عربیہ

"شعلۂ نو" (بچوں کا ادب)

زیر اہتمام : بزم فروغ ادب کوکن، مہاڈ (رائے گڑھ)
قیمت : تین روپئے

اردو کی ترویج و ترقی اور بقا و سلامتی کی بات چلتی ہے تو بچوں کے معیاری ادب کے فقدان پر پریشان ہوتی ہے۔ بلاشبہ اردو کو زندہ جاوید رکھنے کے لئے نئی نسل میں اردو کا ذوق پیدا کرنا بیحد ضروری ہے لیکن فی زمانہ اس ضمن میں کسی نے تعمیری قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔

بزم فروغ ادب کوکن کے عہدیداروں و اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے آنیوالی نسلوں میں اردو کا صاف ستھرا ذوق پیدا کرنے اور مطالعہ کی عادت ڈالنے کی اپنے طور پر کوشش کی ہے — زیر نظر کتابچہ کے اڑتالیس صفحات پر بچوں کی دس کہانیاں، ایک حمد، ایک نعت اور چھ نظمیں آراستہ ہیں۔ کہانیاں سبق آموز اور نظمیں دلچسپ ہیں۔ کتابت نفیس اور طباعت گوارا ہے۔

"بچوں کا ادب" ایک ایسا خارزار ہے جس میں قدم قدم پر چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مصنف اور شاعر کی ذراسی چوک بھی ایک نسل کو گمراہ کر سکتی ہے۔

اراکین بزم فروغ ادب، اگر کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ سنجیدگی سے جاری رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں کسی زباں داں، باشعور ادیب، شاعر یا ایڈیٹر کا تعاون حاصل کرنا چاہیئے۔

(غنی غازی)

نام کتاب : وجد شاعر اور شخص

مرتب : جناب یوسف ناظم
شائع کردہ : ماہنامہ کتاب نما۔ جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵
صفحات : ۱۴۴
کاغذ، کتابت، طباعت : عمدہ اور معیاری

اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں جناب سکندر علی وجد کی شاعری اور فن پر دس مضامین ہیں۔ پہلا مضمون خود سکندر علی صاحب وجد کا ہے۔ باقی مضامین جانے اور مانے ہوئے ادیبوں اور شاعروں کے ہیں — جیسے ڈاکٹر ظ۔ انصاری، ڈاکٹر رضی الدین اور عصمت چغتائی وغیرہ۔ پیش لفظ خود یوسف ناظم صاحب کا ہے۔

ہر مضمون نگار نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے جناب سکندر علی وجد کا تعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ اور ان کی مشہور نظموں پر اظہار خیال کیا ہے۔

دوسرے حصے میں حالات، تاثرات اور یادیں ہیں۔ اس حصے میں بھی دس مضامین ہیں۔ آخری مضمون خود یوسف ناظم کا ہے — اس کے بعد اشفاق حسین اور یوسف ناظم کے تبصرے ہیں — جناب سکندر علی وجد اجنتا اور ایلورا کے شاعر کی حیثیت سے معروف ہیں حالانکہ ان کی نظموں میں سب سے بہتر اور شاعرانہ و فلسفیانہ نظم "کاروان زندگی" جس میں انھوں نے تخلیق کائنات کے ارتقائی ادوار کو منظوم کیا ہے اور یہ غالباً ڈاکٹر رضی الدین کی کتاب "نظریۂ اضافیت" سے ماخوذ ہے۔

وجد نے آٹھ سال میں اجنتا اور انیس سال

میں ایلیو ا نظم لکھی ہے۔ اس نے اجنتا اور ایلورا کے مجسموں تک
حسن و کشش پر روشنی ہیں کیا کوتاہی کی ہوگی؟
اجنتا اور ایلورا کے علاوہ سکندر علی وجد کی جو
اور نظمیں ہیں وہ تاج محل، بیاضِ مریم اور کاروانِ زندگی
وغیرہ ہیں۔ مضمون نگاروں نے ان تمام نظموں پر اپنے تاثرات
کا اظہار کیا ہے۔

حالاتِ زندگی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ ۲۶ سال سول سروس کے مختلف عہدوں پر
رہے۔ پھر لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبر
چنے گئے۔ ناولد تھے۔ تنفس کا عارضہ تھا۔ اسی عارضہ
میں فوت ہوئے۔ (مولوی سمیع اللہ)

مضمون نگار حضرات سے گزارش ہے کہ مضامین صاف، خوش خط، کاغذ کی ایک جانب، ایک سطر چھوڑ کر، مختصر اور جامع ارسال فرمائیں۔ غیر ضروری طوالت سے گریز کیجئے۔

مرتبہ
فی بن صباح

مستری ہائی اسکول رتناگری کو سرکاری امداد

ضلع رتناگری میں بہترین اور نمایاں تعلیمی کارکردگی کو سراہتے ہوئے مستری ہائی اسکول رتناگری کو شعبۂ تعلیمات مہاراشٹر سرکار کی جانب سے دس ہزار روپے اور کھیلوں کی ترقی کے لئے مبلغ چھ ہزار روپے اضافی امداد کے طور پر منظور کئے گئے ہیں۔

قطر میں اعزازی مشاعرہ

جناب فیروز بر ہانپوری کی قیام گاہ پر شمیم حیدر صاحب کے اعزاز میں جناب عبد القوی صاحب کی زیر صدارت ۲۸ر فروری کو ایک غیر طرحی مشاعرہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں بزم اردو قطر اور قطر کے دیگر شعرائے کرام موجود تھے۔ نظامت جناب قاضی فراز احمد نے فرمائی۔

جناب برقی ابو ترابی، بشیر صحرائی، قاضی فراز احمد، ممتاز راشد، باسط ہاشمی، انور آفاقی، گوہر نواب گوہر، رشید نیاز، جاوید اکرم بھٹی، فیروز برہانپوری، صفات علی صفات، اور صبا شیخانی نے اپنا کلام سنایا۔

خالد انصاری کو "مین آف دی ایئر" کا ایوارڈ

انقلاب، مڈ ڈے اور سپورٹس ویک کے مینجنگ ایڈیٹر خالد انصاری کو "مین آف دی ایئر" کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔ خالد انصاری صاحب اس کے مستحق ہیں۔ آپ نے انقلاب اور مڈ ڈے میں ایکشن انسٹرا ایکشن (اقدام) کا جو کالم شروع کیا ہے اس سے لوگوں میں ڈائریکٹ ایکشن لینے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ اور لوگوں میں ہمت پیدا ہوئی کہ کس طرح ناانصافی کے خلاف لڑا جا سکتا ہے۔

الوداعی جلسہ

رائے گڑھ ضلع پریشد اسکول کے صدر مدرس جناب عبد اللہ عبد الرحمٰن مقادم صاحب کی سبکدوشی پر ۱۰ر فروری ۸۵ء کو موربہ کیندر کے اساتذۂ کرام نے اردو اسکول موربہ میں ایجوکیشنل انسپکٹر ڈھکلے نی صاحب کے زیر صدارت الوداعی جلسہ منعقد کیا جس میں تعلقہ پنچایت سمیتی مانگاؤں کے عہدیداران اور افسران نے شرکت فرمائی۔

(مرسلہ: نوگل بھارتی)

ساہتیہ سیوا منڈل کی تشکیل

۱۸ر فروری ۱۹۸۵ء کو گورے گاؤں تعلقہ مانگاؤں، ضلع رائے گڑھ میں جناب نوگل بھارتی کے زیر صدارت ریاست مہاراشٹر کے مختلف اضلاع کے اردو ہندی اور مراٹھی کے قلم کاروں پر مشتمل ساہتیہ سیوا منڈل کی تشکیل عمل میں آئی۔

لیاقت شیخ مجلس عاملہ کے ممبر منتخب

سہیادری ودیالیہ نارنگی تعلقہ مہاڈ کے مدرس جناب لیاقت شیخ کو شرقی تعلقہ ضلع ہائی اسکول شکشک سنگھ کی مجلس عاملہ کا رکن منتخب کیا گیا ہے۔

جناب شرف کمالی کے اعزاز میں استقبالیہ

۲۷ جنوری ۸۵ء کو ساؤتھ افریقہ کیپ ٹاؤن میں بزم ادب کیپ اور خورشید الاسلام انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے ہانگ کانگ کے نامور شہر دعوت شاعر جناب شرف کمالی کے اعزاز میں استقبالیہ جلسہ و مشاعرہ جوزف سٹون تھیٹر میں منعقد کیا گیا تھا۔ جلسے کا آغاز شرف صاحب کی حمد سے ہوا۔ جسے کیپ ٹاؤن کی مشہور گلوکارہ آمنہ حسین اور گلوکار غلام چلکٹے نے ترنم میں پیش کیا۔

بزم ادب کیپ کے صدر جناب حسن سید نے شرف صاحب کا تعارف پیش کیا۔ جناب حشمت خان نے مہمان کی گلپوشی کی۔ مریم حسین نے جمال الدین جمال کی اعزازی نظم ترنم میں پڑھی۔ محترمہ رقیہ صاحبہ نے بیگم شرف صاحبہ کی گلپوشی کی۔ بعد ازاں مشاعرہ شروع ہوا جس کی صدارت جناب گلزار خان صاحب نے فرمائی۔ عبد المطلب زاہد، جمال الدین جمال نے اپنے کلام سے سامعین کو نوازا۔ اور جناب ابراہیم داہی صاحب نے حیرت گونکی مرحوم کی غزل سنائی۔ محترمہ رفیہ نے شمشیر مقدم (کوردی) کی غزل پیش کی۔ شرف صاحب کے کلام کو سامعین نے خوب سراہا اور بار بار سنا۔

مشاعرہ کے بعد کیپ ٹاؤن کے گلوکار ڈاکٹر صدیق پرکلہ، غلام چلکٹے، علی میاں چلکٹے اور مہمان گلوکار عمر ونٹ (جو فی الحال کیپ ٹاؤن میں بطور مہمان تشریف فرما ہیں) نیز گلوکارہ آمنہ حسین، مریم حسین اور ضیا بانو نے غزل و گیت سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ (نامہ نگار: جمال الدین جمال)

ڈاکٹر مدنی کو ولی ایوارڈ

گذشتہ دنوں سورت میں گجرات ساہتیہ اکیڈمی گاندھی نگر کے زیر اہتمام منعقدہ ایک عظیم الشان مشاعرہ ہوا جس کی صدارت سردار علی جعفری نے فرمائی تھی، ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی صاحب کو پانچ ہزار روپئے نقد انعام سے نوازا گیا۔

الوداعی اور اعزازی جلسہ

یکم فروری ۸۵ء کو مہرنیسا اردو اسکول اور اینگلو پرشیا ہائی اسکول ایسٹ و یلینڈ مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام جناب عزیز ملا پانچ پور اور محترمہ رقیہ بزمہ احمد جیا فیکر کے تبادلے کے سلسلے میں الوداعی جلسہ اور جناب عبد الستار زردیلے کی گذشتہ پندرہ سالہ تعلیمی و سماجی خدمات کے اعتراف میں اعزازی جلسہ جناب عبد القادر ڈھینگر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ دیگر افراد نے اس موقع پر اظہار خیال فرمایا۔

داپولی تعلقہ شکشک سنگھ کے نئے صدر

گذشتہ دنوں آل مہاراشٹر پرائمری شکشک سنگھ تعلقہ داپولی ضلع رتناگری کی میٹنگ میں تعلقہ صدر کے عہدے پر جناب عبد اللہ عبد القادر دیلے (معاون مدرس ہرنی اردو اسکول) کو منتخب کر لیا گیا۔

امین کھنڈوانی حج کمیٹی کی صدارت سے مستعفی

جناب امین کھنڈوانی صدر حج کمیٹی نے وزارت خارجہ کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ انھوں نے اپنے تمام رفقاء کار، پریس، ٹیلی ویژن، ممبران حج کمیٹی، پولیس کمشنر، وزارت خارجہ اور ان دیگر اداروں اور افراد کا شکریہ ادا کیا ہے جنھوں نے حج کمیٹی کے کاموں کو بخوبی انجام دینے اور بیت الحجاج کی تعمیر میں اعانت فرمائی ہے۔

نقش کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ اس کے مضامین نظم و نثر کے متعلق آپ کی آراء ہیں آراء کے لئے نقش کوکن کے صفحات حاضر ہیں۔ (ادارہ)

تصویریں

ڈاکٹر شفیق پٹیل

ڈاکٹر شفیق احمد غلام محمد پٹیل کا جنم ۱۴ جون ۱۹۶۲ء کو ڈہور تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ میں ہوا۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم انہوں نے اپنے گاؤں ہی میں مکمل کی۔ ۱۹۷۹ء میں جھنجھنیا جونیر کالج ڈہور سے بارہویں (سائنس) کا امتحان پاس کیا اور آندھرا پردیش کے شہر کرنول میں سلاجیہ میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے پانچ سال تک زیر تعلیم رہے۔ مارچ ۱۹۸۵ء میں وینکٹیشور یونیورسٹی تروپتی (آندھرا پردیش) سے فرسٹ ڈویژن میں ۱۷ مضامین پاس کیا ہے۔ اس طرح ایک کامیاب ڈاکٹر بن کر اپنے گاؤں لوٹے۔ اور والدین کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔

ڈاکٹر شفیق پٹیل مجتبیٰ ہائی اسکول ڈہور کے باصلاحیت معلم اور اسکول انتظامیہ کے سیکریٹری جناب غلام محمد پٹیل کے فرزند ہیں۔ جناب غلام محمد پٹیل ضلع پریشد رائے گڑھ کے ایوارڈ یافتہ مثالی معلم ہیں۔ اپنی کمزور مالی صورت حال کے باوجود جناب غلام محمد پٹیل نے غیر معمولی اعتماد کے ساتھ اپنے فرزند کی تربیت کی۔ اور تعلیمی میدان میں ایسے آگے بڑھایا جو یقیناً ایک قابل تقلید اقدام ہے۔

یہاں یہ ذکر اظہار تشکر کے لئے ضروری ہے کہ ڈاکٹر شفیق پٹیل کی تعلیم کے لئے عالی جناب الحاج عبدالرحیم صاحب پٹیل (نیرول) نے شفقت اور مہربانی کے ساتھ جملہ مصارف برداشت کئے۔ نیز الحاج عبدالغنی مجتبیٰ صاحب نے بھی عملاً حصہ لیا اور مالی تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ ہم ڈاکٹر شفیق پٹیل کو ان کی اس کامیابی پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور عملی زندگی میں کامیابی کے لئے پُرخلوص دعائیں۔

غنی غازی کو اردو اکیڈمی ایوارڈ

ادارہ نقش کوکن کے ایک رکن انجمن خیرالاسلام کے ٹیچر جناب غنی غازی کو ان کی بچوں کی کہانیوں پر مشتمل کتاب "شبنم کے موتی" کو مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی نے امسال ترجیحی انعام سے نوازا ہے۔ یہ کتاب مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے مالی تعاون سے شائع ہوئی تھی۔

اس سے قبل غنی غازی صاحب کی بچوں کے لئے لکھی ہوئی کتاب "ریت کے گھروندے" بھی مہاراشٹر اردو اکیڈمی کے مالی اشتراک سے شائع ہوئی تھی، اور اسے بھی مذکورہ اکیڈمی نے ایوارڈ سے نوازا تھا۔ ادارہ نقش کوکن موصوف کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

غالب انسٹی ٹیوٹ کی نئی مجلس عاملہ کی تشکیل

غالب انسٹی ٹیوٹ کے متولیوں کا ۲۱ فروری ۸۵ء کو ایوان غالب نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں نئی مجلس عاملہ کی حسب ذیل تشکیل عمل میں آئی۔ ۱۔ بیگم عابدہ احمد ایم۔ پی: چیرمین ۲۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر: وائس چیرمین ۳۔ جناب محمد شفیع قریشی: سیکریٹری ۴۔ پروفیسر نذیر احمد، پروفیسر سید امیر حسن عابدی، جناب محبوب احمد، خواجہ حسن ثانی نظامی، جناب مہیشور دیال۔

نجمہ ہبت اللہ عراق کے دورہ پر

راجیہ سبھا کی ڈپٹی چیرمین ڈاکٹر نجمہ ہبت اللہ بغداد کیلئے روانہ ہوگئیں جہاں وہ عراقی خواتین کی ۱۶ ویں سالگرہ کی تقریبات میں شریک ہوئیں۔ فیڈریشن نے بین الاقوامی یوم خواتین منایا ہے۔ مسز ہبت اللہ نے عراق کی ۵ روزہ تقریبات میں شرکت کیلئے ۱۱ خواتین پر مشتمل ایک وفد کی قیادت کی۔ دنیا کے مختلف ممالک کے مندوبین ان تقریبات میں شریک تھے۔

ماہانہ طرحی نشست

بزم شعر و ادب کوکن (بمبئی) کی ماہانہ طرحی نشست مورخہ ۱۷ مارچ ۸۵ء کو عالی جناب باقی بانکوٹی صاحب کی صدارت میں گورڈن ہال اپارٹمنٹ میں منعقد ہوئی۔ سعید کنول صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

انتخاب حسب ذیل ہے:

جناب باقی بانکوٹی: شہر خوباں میں ہجوم شور و غوغا ہے سدا
حال بد سے ہوگیا بدتر ترے دلگیر کا

[illegible] پھسلائی: عزم راسخ ہو، یقیں کامل ہو، نیت نیک ہو
پھر نہ ہو تو کیسا اثر ہو نعرۂ تکبیر کا

قیصر رتناگری: میرے آڑے آ نہیں سکتا کوئی تخریب کار
بڑھ رہا ہوں لے کے عزم و حوصلہ تعمیر کا

ناچیز قیصری: آج قائل ہو گئے وہ قوتِ تقدیر کے
کل تھا جن کے ذہن پر پردہ پڑا تدبیر کا

خطیب شہابی: تیری رحمت کا تصور اپنی بخشش کا یقیں
یہ محرک بن گیا میری ہر اک تقصیر کا

شاداب رتناگری: ہے یقیناً اس طرح یہ تل ترے رخسار پہ
جیسے پہرے دار ہو یہ حسن کی جاگیر کا

سعید کنول: رشتۂ الفت نبھانا زندگی بھر کے لئے
اتنا ہی مشکل ہے جتنا لانا جوئے شیر کا

عزیز آذر: دوستی ہے دشمنی اور دشمنی ہے دوستی
دوسرا ہی رخ ہوا کرتا ہے ہر تصویر کا

حمید قاضی: اب ضرورت کیا رہی باقی مجھے تقریر کی
کام خاموشی نے پورا کردیا تقریر کا

واحد محسن: حوصلوں پر بندشیں ہر موڑ پر ناکامیاں
دائرہ بڑھتا گیا حالات کی زنجیر کا

کاوش مارولوی: آنکھ کی پلکوں سے چھنے جب اشک مانند گہر
یاد آیا مجھ کو بھولا مسئلہ تقطیر کا

یعقوب ساغر: لیتے لیتے کاش وہ انگڑائی رک جائے یہیں
ہوگا منظر سامنے محراب کی تصویر کا

جام کنجی: ہاتھ میں پتھر لئے تھے کل جو خوبانِ جہاں
پیرہن شیشے کا تھا ہر پیکر تصویر کا

پرویز مقادم: وہ بھی دشمن، دوست دشمن اور زمانہ بھی خلاف
جانے کیا انجام ہوگا اس دلِ دلگیر کا

فاروق راسخ: ان کی آنکھوں میں چمک ہے اور رخ پر ہے نکھار
ہو نہ ہو یہ ہے کرشمہ حسن کی تنویر کا

ڈاکٹر محمود انجم صاحب بھی نشست میں شریک تھے۔

نامہ نگار: سعید کنول
سکریٹری بزم شعر و ادب کوکن (بمبئی)

تعلیمی سیمینار اور ورکشاپ

گذشتہ دنوں نیشنل جونیئر کالج آف ایجوکیشن کلیان کے زیر اہتمام ایک روزہ سیمینار اور ورک شاپ برائے درجۂ چہارم منعقد ہوا۔ صدارت محترمہ فاطمہ انیس صاحبہ نے فرمائی۔ بلاک ایجوکیشن آفیسر آر این بھوسلے صاحب، جناب سردار پٹھان (امام باڑہ ٹریننگ کالج بمبئی) پرنسپل سید موسیٰ (تھانہ) اور پرنسپل قاسم رضا (بھیونڈی) نے پر مغز تقریریں کیں۔ پرنسپل سجاد صاحب نے رسم شکریہ ادا کی۔

مہاراشٹر کیسری ہاشم پہلوان

دھولیہ کے ہاشم کھو پہلوان نے ناگلی سکھالیہ کشتی کے آل مہاراشٹر ۷۵ کلوگرام وزن کے مقابلوں میں تواتر چھ کشتیوں میں فتح حاصل کی۔ اور مہاراشٹر گورنمنٹ کی جانب سے وظیفہ کیلئے منتخب کرلئے گئے۔

مہاراشٹرا اسمبلی کے مسلم اراکین

حالیہ اسمبلی الیکشن میں مہاراشٹر میں درج ذیل مسلم ایم۔ ایل۔ اے منتخب ہوئے ہیں:۔

نمبر شمار	نام	پارٹی کا نام	انتخابی حلقہ
۱	پروفیسر جاوید خان	کانگریس آئی	ٹرامبے بمبئی
۲	سیّد احمد	"	ناگپاڑہ بمبئی
۳	شمیم قریشی	"	مانڈوی بمبئی
۴	موسیٰ موڈک	"	سنگمیشور رتناگری
۵	بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے	بھارتیہ کانگریس	شری وردھن رائے گڑھ
۶	اختر علی قاضی	کانگریس آئی	بھساول
۷	سراج الدین صدر علی دیشمکھ	"	بیڑ
۸	قادر وکیل قاضی	"	عمبر گاؤں
۹	شوکت رحمٰن قریشی	"	ناگپور سینٹرل
۱۰	محمد عثمان مولوی	جنتا پارٹی	مالیگاؤں ناسک
۱۱	نہال احمد	"	مالیگاؤں ناسک
۱۲	امان اللہ موتی والا	کانگریس ایس	اورنگ آباد ویسٹ
۱۳	ایمانداز شمس الدین شیخ لال	آزاد (IND)	شری رام پور

— ان اراکین میں پروفیسر جاوید خان کو وزارت تفویض کی گئی ہے۔

نامہ نگار: ابراہیم باسنے
ٹرامبے۔ بمبئی ۸۸

نیشنل ہائی اسکول داپولی کے سابق طلبہ

۲۴ مارچ ۸۵ء کی صبح نیشنل ہائی اسکول داپولی کے سابق طلبہ کا جلسۂ عام انجمن اسلام ہائی اسکول کے اکبر پیر بھائی ہال میں منعقد ہوا جو کہ ۱۹۳۹ء میں قائم ہونے والے اردو ذریعۂ تعلیم کے اس اولین ادارہ میں ضلع رائے گڑھ کے تہہ ژیل و بور مہاڈ سے لیکر ضلع رتناگری کے سیطورہ بے گڑھ جیسے دور دراز مقامات سے بھی طلبہ آکر زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ تعداد ہزاروں میں ہے۔ مگر چونکہ سابق طلبہ کی موجودہ پوزیشن اور پتے نامعلوم۔ اسلئے بذریعہ اخبارات دعوت دی گئی پھر بھی سابق طلبہ کی خاصی تعداد شریک جلسہ تھی۔ اس میں ادارۂ ہٰذا کی انتظامیہ کے اراکین نے داپولی سے آکر شرکت کی، اور جلسہ کو کامیاب کیا۔

چالیس سال کے طویل عرصہ میں ایک مادرِ علمی سے کامیاب ہوکر نکلنے والے طلبہ ایسے ہی خوش ہوکر اس طرح مل رہے تھے جیسے بچھڑے ہوئے بھائی برسوں بعد مل رہے ہوں۔

ایک سابق طالب العلم مولانا اکبر سلیمان مقدم نے سنت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز فرمایا۔ اور حاضرین کی درخواست پر جناب محمد سعید دارکر (منیجر مغل لائن) نے کرسی صدارت کو زینت بخشی۔ جناب حسن محمود مقدم نے مادرِ علمی کے عنوان سے ایک خوب صورت نظم پڑھ کر سنائی اور جناب عبدالرحمٰن موٹلیکر (پرنسپل محمدیہ ہائی اسکول بمبئی) نے جلسے کی غرض و غایت بیان کی اور حاضرین کا استقبال فرمایا۔

نظامت کے فرائض جناب فقیر محمد مستری نے انجام دیئے۔ صدر کے اصرار پر کھلے طور پر بحث و مباحثہ ہوا اور بالآخر سابق طلبہ کی انجمن کا قیام عمل میں آیا۔ جو ادارہ کے زیر اہتمام کھلنے والے نئے ٹیکنیکل شعبہ کی بہتری کے لئے ہر ممکن تعاون دیگی۔ انجمن کے انتظام و انصرام کے لئے ۱۷ اراکین منتخب کئے گئے جو آپس میں عہدیداران منتخب کرکے انجمن کے لئے دستور العمل تیار کرینگے۔

شرکاء مجلس کی تواضع کے لئے مالدار انٹرپرائز کے مالکان جناب عثمان مالدار اور نسیم دارکر (دونوں سابق طلبہ) کی جانب سے ظہرانہ (لنچ) کا انتظام کیا گیا تھا۔

ادارہ نقش کوکن بمبئی
اپریل ۸۵ء

راجندر سنگھ بیدی پر سیمینار

۱۲ فروری ۸۵ء کو تھیوسوفیکل ہال (پبلک) بمبئی یونیورسٹی میں کرشن چندر اردو چیئر یونیورسٹی آف بمبئی کے زیر اہتمام مشہور افسانہ نگار آنجہانی راجندر سنگھ بیدی پر ایک سیمینار منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض دہلی یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو ڈاکٹر قمر رئیس صاحب نے انجام دیئے۔

ڈاکٹر قمر رئیس (دہلی)، پروفیسر وارث علوی (احمد آباد)، باقر مہدی (بمبئی)، فضیل جعفری اور جناب یونس اگاسکر صاحبان نے اپنے گراں قدر، پُر مغز اور سیر حاصل مقالات سے سامعین کو نوازا۔ کرشن چندر اردو چیئر کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار دلوی صاحب نے نظامت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ اس سیمینار میں صحافتی و علمی دنیا کے معززین اور ادب نواز حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

فاروق ہائی اسکول کا سالانہ جلسہ

۳۱ جنوری ۸۵ء کو ستار عمر بھائی ہائی اسکول بنا کے طلبہ اور طالبات، جوگیشوری، بمبئی کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات و اسناد، عیسیٰ عزیز ہال میں منعقد ہوا۔ عالی جناب محمد یوسف پٹیل صاحب (صدر دی بمبئی مینس ایجوکیشن سوسائٹی) نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اسکول ہٰذا کے سرپرست عالی جناب سیٹھ عبدالستار احمد عمر بھائی مل والا صاحب اور عالی جناب محمد یونس اگھاڑی نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی۔ دیگر معزز مہمانوں میں جناب آدم نور، جناب سلیمان بھیونڈی والا، جناب احمد مکلائی، جناب ہارون بھائی، جناب ہاشم چھاپرا، جناب نور محمد موتی والا، اور جناب ابو بھائی ملکانی صاحبان کے علاوہ بچوں کے والدین اور سرپرستوں نے شرکت کی۔ طالبات نے استقبالیہ نظم سے معزز مہمانوں کا استقبال فرمایا۔ طلبہ اور طالبات نے تقاریر، نظمیں، قوالی، فاروق ہائی اسکول کا ترانہ اور ڈرامے وغیرہ پیش کئے۔

بعد ازاں عالی جناب سیٹھ ستار احمد عمر بھائی مل والا، جناب سلیم داؤد آگیوٹ والا اور جناب ابو بھائی ملکانی کی جانب سے ایس ایس سی امتحان میں ہر جماعت میں اول، دوم اور سوم نمبر پر کامیاب ہونے والے، سال بھر اسکول میں حاضر رہنے والے طلبہ و طالبات اور ایس ایس سی امتحان میں ہر مضمون میں ۷۰ فیصد یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات نیز ان مضامین کو پڑھانے والے اساتذہ کو بھی نقد انعامات سے نوازا۔ پرنسپل مسز زیب النساء ریکری والا صاحبہ کی رسمِ شکریہ پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسۂ تقسیم انعامات

خیر ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی بمبئی کے زیر اہتمام ۲۴ فروری ۸۵ء کو بمقام خیرا خورد ضلع رائے گڑھ ایک جلسۂ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب ریاض آفندی صاحب نے فرمائی۔ جلسہ کا آغاز مولانا صغیر احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سوسائٹی کے نائب صدر ڈاکٹر محمد بابا میاں کھوت صاحب نے معزز مہمانان کا خیر مقدم کیا۔ عبداللہ محمد دھنسے صاحب نے تعارف پیش کیا۔ اور صدر سوسائٹی جناب قاسم علی دھنسے نے معزز مہمانان کی گلپوشی کی۔ سوسائٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب حسن علی دھنسے صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ مہمانِ خصوصی عالی جناب شرف الدین یونس قاضی صاحب (مالک کوکن اور نور نگ ٹیکسٹائل) کے ہاتھوں طلبہ اور طالبات کو

پروفیسر گوریکر کا مقالہ

صفحہ ۹ پر "اردو فارسی اور عربی زبانوں کی اہمیت اور افادیت" کے عنوان سے شائع شدہ مقالہ پر پروفیسر نظام الدین گوریکر صاحب کا نام سہواً تحریر نہ ہوسکا۔

شادی خانہ آبادی

★ الحاج عبدالغنی نجیدار کے بھتیجے جناب شمس الدین کی شادی محمد سعید مقادم (ہواری) کی دختر اور نقش کوکن کے نمائندہ خصوصی جناب محمد سعید کنکنے کی خالہ زاد بہن ساجدہ بیگم کے ساتھ ۳ فروری ۸۵ کو دبئی میں بحسن وخوبی انجام پائی۔

★ ادارہ نقش کوکن کے ہمدرد جناب عبداللطیف حاجی (بادشاہ بھائی) کے دوست محمد یسین تقی شش کی دختر وحیدہ خاتون کی شادی رانچی کے جناب عبدالباری ابن عبدالغنی کے ساتھ ۱۶ مارچ ۸۵ کو باوڑہ کلکتہ میں انجام پائی۔

★ جناب عبدالرزاق حسین دھامسکر کی دختر طاہرہ بی کا عقد مسعود جناب عبدالحمید ابراہیم فعدار کے ساتھ ۱۷ مارچ ۸۵ کو ڈاکیارڈ روڈ مسجد میں انجام پایا۔

★ جناب یوسف حسن دھامسکر کے فرزند لقمان کا عقد جناب عبدالوہاب سید کی دختر نورالنساء کے ساتھ ۳ مارچ ۸۵ کو ڈاکیارڈ روڈ مسجد میں انجام پایا۔

★ ہندوستانی ہاکی کے کپتان ظفر اقبال کی شادی علی گڑھ میں ۲ مارچ ۸۵ کو فوزیہ کے ساتھ انجام پائی جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ کیمسٹری میں ریڈر ڈاکٹر سلیم صدیقی کی صاحبزادی ہیں۔ فوزیہ خود بھی ایم ایس سی (آنرز) کیمسٹری کے آخری سال کی طالبہ ہیں۔ ظفر اقبال کے والد پروفیسر شہاب الدین احمد شعبہ کیمسٹری کے سربراہ ہیں۔ اس طرح یہ رشتہ ازدواج کیمیکل امتزاج بن گیا ہے۔

ہرنئی میں ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی

ہرنئی تعلقہ داپولی کے مسلم باشندگان کا ایک جلسہ عام زیر صدارت جناب زین الدین ڈھینکر ۱۶ فروری ۸۵ کو منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے ۸۶-۱۹۸۵ کے لئے ہرنئی کے آنجمن علم ملون کی مشترکہ سوسائٹی "ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی" کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ جنہیں جون ۸۵ سے بانی اسکول کے اجراء کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ عہدیداران حسب ذیل ہیں:۔ صدر: عبدالرحمن کمال الدین موٹلیکر۔ نائب صدر: زین الدین اسماعیل ڈھینکر۔ جنرل سیکریٹری: عبدالغنی عثمان پاؤسکر۔ جوائنٹ سیکریٹری: حشمت علی غلام محی الدین سنگمیشوری۔ خازن: قاسم جگاؤنکر۔

ممبران: شیخ علی چولے۔ غلام حسین دہالدار۔ عباس سینگلے۔ الحاج داؤد شہود حینکر۔ سنذیر ملوی۔ علی خان عباس خان۔ دادامیاں جمعدار۔ قاسم جیرکر۔ حاجی رکن الدین کوتواکر۔ احمد موبکر۔

کویت میں جوش اور فراق کی یاد

کوکن لٹریری سرکل (کویت) کے زیر اہتمام ۱۲ فروری ۸۵ کو شب میں محترمہ نسیم قاضی کی رہائش گاہ پر جوش ملیح آبادی اور فراق گورکھپوری کی برسی کے موقع پر ایک یادگار تقریب منعقد کی گئی۔ صدارت پاکستانی سفارت خانہ کے قونصلر جناب عبدالحق نے کی اور جناب عبدالستار قریشی مہمان خصوصی تھے۔ جناب نور پرکار نے جوش پر اور جناب ایم ایچ پرکار نے فراق گورکھپوری کی شاعری پر مقالہ پیش کیا۔ اور کوکل اللہ آبادی، یونس طالب، محمد حنیف رانا، نجم عکاشی، نعیم پرکار، رشید میواتی، کمال اظہر، جبیر سنگھ دھیان، حامد کرتارپوری، فریدہ قریشی، سحر اکبرآبادی، نذیر عباس، عبدالستار عاصی، خورشید مظفر، محترمہ نسیم قاضی، منصور گیلانی، حفیظ سیکریں، عبداللہ ساجد، نور پرکار، گوپال کرشن سکسینہ، باقی احمد پوری، محبوب امین نجمی، طاہر کیفی، نیاز جلالپوری اور عبدالحمید وغیرہ شعرائے کرام نے اپنے اپنے کلام پیش کئے۔ جسے حاضرین نے بیحد پسند کیا۔

★

بھارت پاکستان ٹیسٹ ریکارڈ کے آئینے میں

نمبر شمار	سنہ	جگہ	ہندوستانی کپتان	پاکستانی کپتان	ٹیسٹ	ہند کی جیت	پاک کی جیت	ڈرا
۱۔	۱۹۵۲-۵۳ء	ہندوستان	لالہ امرناتھ	عبدالحفیظ کاردار	۵	۲	۱	۲
۲۔	۱۹۵۴-۵۵ء	پاکستان	ونومنکڈ	عبدالحفیظ کاردار	۵	صفر	صفر	۵
۳۔	۱۹۶۰-۶۱ء	ہندوستان	ناری کنٹریکٹر	فضل محمود	۵	صفر	صفر	۵
۴۔	۱۹۷۸ء	پاکستان	بشن سنگھ بیدی	مشتاق محمد	۳	صفر	۲	۱
۵۔	۱۹۷۹-۸۰ء	ہندوستان	سنیل گاوسکر	آصف اقبال	۶	۲	صفر	۴
۶۔	۱۹۸۲-۸۳ء	پاکستان	سنیل گاوسکر	عمران خان	۶	صفر	۳	۳
۷۔	۱۹۸۳ء	ہندوستان	کپل دیو	ظہیر عباس	۳	صفر	صفر	۳

ینگ فرینڈس ویلفیر سوسائٹی

ینگ فرینڈس ویلفیر سوسائٹی شری گاؤں رتناگری (مقیم بمبئی) کا اجلاس عام مورخہ ۲۴ مارچ ۸۵ء کو گوورڈن ہال اپارٹمنٹ ناگپاڑہ بمبئی میں عالی جناب ایڈوکیٹ عبدالرحمٰن یوسف قاضی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سوسائٹی کے تمام اراکین و عہدیداران نے شرکت فرمائی۔

ہندوستانی کرکٹ ٹیم

ہندوستانی کرکٹ ٹیم نے بین الاقوامی مقابلوں میں لگاتار تیسری مرتبہ چمپئن شپ حاصل کرکے جو شاندار مثال قائم کی ہے اس کے اس قابل فخر کارنامے پر ہم اپنی جانب سے کپتان سنیل گاوسکر اور ان کے ساتھیوں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

نثار بھائی متوجہ ہوں

آپ نے شادی اور رحلت سے متعلق بھیجے گئے کارڈ کے ذریعہ نقش کوکن کو مطلع فرمایا۔ لیکن کارڈ پر آپ کا مکمل پتہ نہ ہونے کے سبب ہم ان خبروں کی اشاعت سے قاصر ہیں۔ علاوہ ازیں نقش کوکن بغیر مصدقہ خبریں نیز ایسے خطوط شائع نہیں کرتا جن پر مکمل پتہ درج نہ ہو۔ شادی سے متعلق خبروں کی اشاعت کے لئے کم از کم ۲۵ روپئے چندہ لیا جاتا ہے۔ آپ کے خط پر پتہ درج نہیں ہے۔ لہٰذا ہم آپ سے رابطہ قائم کرنے سے قاصر ہیں۔ کھلا خط تحریر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ (ادارہ)

الوداعی جلسہ

بمبئی میونسپل کارپوریشن کے محکمہ تعلیم کے سرگرم ٹیچر اور پنت نگر میونسپل اردو اسکول کے صدر مدرس اور فنکشنل کمیٹی کے چیئرمین جناب عبدالعزیز نشتر یکم مارچ ۸۵ء کو ۳۵ سالہ شاندار تدریسی خدمات کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ کے اعزاز میں گھاٹ کوپر کی مقامی تنظیموں کی جانب سے پنت نگر میونسپل اسکول کے ہال میں ایک الوداعی جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت میونسپل اردو مدارس کی سابق سپرنٹنڈنٹ محترمہ عائشہ خان نے کی۔ جلسہ میں شہر کی معزز تعلیمی شخصیات نے شرکت کی۔ دوستوں اور سماجی اداروں

موت اِک زندگی کا وقفہ ہے

★ ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء کو عزیز قوم جناب حاجی اسماعیل ابراہیم پالیکر کے بھتیجے احمد ابوبکر پالیکر کا عنفوانِ شباب میں وڈولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہوا۔

★ تھانہ ضلع (دیہی) فلاحی مسلم تنظیم کے صدر اور تھانہ ضلع میں کوکنی برادری کے معزز رکن رئیس اعظم جناب محمد یوسف رئیس کے پوتے عامر انجم (عمر ۳ سال) کا لندن میں دماغ کے ایک آپریشن کے بعد انتقال ہوا۔

★ جناب ابراہیم خان طالب پرنسپل فاروق ہائی اسکول کے ہم زلف اور علی قاضی صاحب (جج سشن کورٹ بمبئی) کے بہنوئی جناب محمد ابراہیم عبدالکریم قاضی (دادا قاضی) ۱۲ مارچ ۸۵ء کی شب میں حرکت قلب بند ہو جانے سے رحلت فرما گئے۔

★ ماہمی ڈیکوریٹرس باندرہ کے مالک آدم عبدالقادر ماہمی کا ۷ مارچ ۸۵ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔

★ ضلع رائے گڈھ میں نوآپل ہائی اسکول کے نامور پرنسپل جناب نصیر الدین پلوکر کا حرکت قلب بند ہو جانے سے ۲۸ مارچ ۸۵ء کو بمبئی کے اسماعیل ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔

★ محترمہ حبیبہ زوجہ امیر حکیم کا ۴ مارچ ۸۵ء کو بعمر ۹۰ سال بازار پیٹھ رتناگری میں طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔

★ ممبئی آرٹ پرنٹرز کے پارٹنر جناب حسن ابراہیم مہاڈیک کا ۲۸ مارچ ۸۵ء کو دل کا اچانک دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا۔

★ میمن برادری کی نامور شخصیت سیٹھ میاں احمد حاجی قاسم جونا والا کا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ میاں احمد سیٹھ ان گنت اداروں سے وابستہ تھے۔ مرحوم کے متعلقین میں آپ کے چھوٹے صاحبزادے محمد شفیع جونا والا (مرحوم ابراہیم جونا والا کے بھائی) اور سات صاحبزادیاں ہیں۔

★ ۷ مارچ ۸۵ء کو عالمی شہرت یافتہ پاکستانی پہلوان جو کہ بھولو پہلوان کے نام سے مشہور تھے، حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ مرحوم ۶۲ برس کے تھے۔ کئی دہائی سے انھوں نے یونانی اور رومن طرز کی کشتیوں کے عالمی چیمپئن شپ کے ٹائٹل پر راج کیا تھا۔ اپنی پہلوانی کی زندگی میں انھوں نے سب کو چیلنج کیا مگر پوری زندگی میں انھیں کوئی شکست نہ دے سکا۔ آخر کار موت نے شکست دیدی۔

بھولو پہلوان، رستم پہلوانوں کے خاندان میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ یہ خاندان ۲۰ ویں صدی میں کشتی کی دنیا میں راج کرتا رہا۔ ان کے والد رستم ہند کے نام سے پہچانے جاتے تھے ان کے چچا گاما پہلوان بھی عالمی شہرت یافتہ تھے۔

★ ادارہ اردو ٹائمز کے اہم رکن اور ملک کے ممتاز شاعر و صحافی جناب انجم رومانی صاحب کی والدہ، مرحوم محمد حسن عبداللہ کی زوجہ حفیظہ بی طویل علالت کے بعد ۱۳ مارچ کو رحلت فرما گئیں۔

★ مہمانِ حرم کے مالک و مدیر جناب محمد رشید اللہ (بمبئی مرکنٹائل بنک) کی والدہ رقیہ بی ۴ مارچ ۸۵ کو اچانک رحلت فرما گئیں۔

★ جناب عبدالقادر مستان۔ آفیسر اسٹیٹ بنک مسجد بندر کی والدہ اور جناب عبدالحمید یعقوب حسان کی خوشدامن کا انتقال ۲۱ مارچ ۸۵ء کو بمبئی میں ہوا۔

★ داؤد رائیکر (بجلی والے) چارج ہینڈ مجگاؤں ڈاک کا انتقال ۲۵ مارچ ۸۵ء کو سانٹی اسپتال بمبئی میں ہوا۔

★

آخری صفحہ

والدین سے جدائی
اپنے گاؤں کی یادیں، اسکول کی سرگرمیوں کے
نقوش، اسکول کے ساتھیوں کی باتیں، شہر کا تجربہ، اجنبی
چہرے، اپنوں کی عدم توجہی، پیسوں کی قلت، شہر کی مہنگائی،
اور رہائش کا مسئلہ۔ ماں کے زیورات گروی رہنے کا خیال اور ان کے
بک جانے کا ڈر، شہر کا اجنبی ماحول، اونچی اونچی بلڈنگیں، سڑکوں پر رنگینی
ہوتی رنگ برنگی کاریں، کالج کی جگمگ، انگریزی میڈیم کے طلباء کی
بیہودگیاں، انگریزی سمجھنے کی دشواریاں، فرقہ وارانہ فسادات میں رہنے کا
نقصان، گھر کے مسائل، آنے والے کل کا ڈر۔ ساری پریشانیاں دور ہونے
کے کسی کرشماتی حل کی تلاش، مذہب کا غلط تصور، گریجویٹ بیروزگار اور
پوسٹ گریجویٹ کلرکوں کا منظر، بدمعاش اور بگڑے ہوئے ساتھی، کسی
ہمدرد اور سچے دوست کی تلاش، ہزار منہ لاکھ باتیں، زندگی
کا غلط تصور اور غیر یقینی مستقبل کا خوف!

یہ بوجھ ہے کہ جب ایک طالب علم حصولِ تعلیم کی خاطر گاؤں سے شہر کی جانب کوچ کرتا ہے
تو والدین کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟
تھوڑی سی پھٹکار اور غلط رہنمائی اس کی زندگی تباہ کر سکتی ہے
اسے آپ کا پیار چاہیے اور صحیح رہنمائی، اور آپ کا یقین کہ اسے ایک کیریئر عطا ہونے تک آپ صبر کر سکتے ہیں
بچپن میں چاہے آپ نے لوریاں نہ سنائی ہوں یا لوک کہانیاں نہ کہی ہوں
مگر لڑکپن کے جس نازک راستے پر وہ کھڑا ہے وہ راستہ بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے
اس موڑ پر آپ کی انتہائی عاقلانہ رہنمائی کی ضرورت ہے۔ نصیحتوں کی صورت میں نہیں
آپ کے اعتماد، آپ کی بلند خیالی اور آپ کی بلند حوصلگی کی شکل میں
مگر ہمارے یہاں تو والدین خود زندگی بھر خود کی خاطر نہیں کماتے اور پھر اپنا گذر بسر ہونے کے لئے چاہتے ہیں
کہ ان کے بچے جلد از جلد نوکریاں کرنے لگیں چاہے انہیں کوئی کیریئر یا زندگی میں کوئی رتبہ نہ ملے۔
چاہے وہ پلمبر بنے یا ہیلپر، ڈرائیور بنے یا فٹر۔ بس جلد از جلد نوکری کرے۔
کوئی حق نہیں پہنچتا آپ کو ——— کہ اپنی کوتاہیوں کی سزا اپنے بچوں کو دیں۔
اور اپنا گذر بسر ہونے کے لئے اس کے کیریئر کا گلا گھونٹیں
والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچے کی تعلیم مکمل ہونے اور اسے ایک کیریئر ملنے تک (چاہے اس میں کئی سال گزر جائیں) اسے پڑھنے دیں، خوش رکھیں۔
اور بچوں کا فرض ہے کہ اس کے بعد وہ ساری زندگی والدین کی خدمت کریں۔
مجھے پورا یقین ہے کہ اس صورت میں نہ کوئی ماں باپ ناکام ہوں گے اور نہ کوئی بچہ نافرمان بردار۔
مبارک کاپڑی

...SONALITIES

...r. Fakirmohamed Husein Lala popu... known as Lala Saab has been a great, ... and unassuming social worker in ... He was born at Ratnagiri City on ... Oct. 1911, in the well known family of ... His father was an inspector of the ... Bombay Steam Navigation Co., (now ...n as Mogal Lines Ltd.) for 25 years.

After doing his Matriculation at Ratnagiri, ...passed B.A. (Hons) from Elphinstone Colle... and studied Law at Kolhapur. After prac...ng law successfully from 1935 to 1942 ... Ratnagiri, he joined the Govt. Judical ...ice as subordinate Judge at Satara. Then ... worked as Sub Judge at Kumta, Alibag, ...na, Bassein, Borivli; and then was ...moted as a Civil Judge at Surat and as ... Assistant Judge & Additional Session ...ge at Ahmednagar, Ahmedabad, Kolhapur, ... and Nagpur from 1956 to 1960. Again ... was promoted as District Judge & ...sion Judge and worked at Yeotmal and ...g from 1960 to 1964. He was trans...red to Bombay and worked as Industrial ...unal Member of Industrial Court, Maha...ra from Jan. 1966 to April 1974. He ... selected as a member on the Advisory ... Bombay for the MISA & COFEPOSA ... from 1975 to 1977 and then as a ...ber on the Advisory Board of Preven... of Communal and Anti Social Ordinan... from Sept. 1980 to 1981.

Mr. Lala is interested in the Educa... and social activities of Muslims in ...ular and others in general. He has ... one of the founders of Mistry High ..., Ratnagiri, which is run by Talimi ...ya Committee, Ratnagiri. Mr. Lala ... present the President of the Com... He has been very active worker of ... Muslim Education Society, Ratnagiri (General Secretary from [illegible] to [illegible]) & associated with many socio educational institutions.

Though retired from the Govt. Service and now aged 74, he yet looks young, jolly and enthusiastic and is active in work. Now, off and on he is working as an Inquiry Officer in the inquiries of arbitrary disputes in Bombay Port Trust, Bombay Dock Labour Board and other Companies.

His devoted wife Rukaya takes keen interest in the welfare of Muslim women and children. His son Rafique is an intelligent business magnate and his son-in-law Mr. Ali Cazi is a Session Judge in Bombay. His brother-in-law Dr. I. Mahmud (from Saitavda, Ratnagiri), a retired Judge, of the High Court of Sind, Pakistan, is also a very active social worker in Karachi.

We wish Lalasaab all the best and pray for his long, happy & healthy life.

OBITUARIES

● **Mr. Hasan Ibrahim Mahadik,** Partner of Mubbin Art Printers, expired after an heart attack on 2nd March 1985 in Bombay.

● **Aamir Anjum,** the three year old grandson of Mohd. Yusuf Raees, died after an unsuccessful operation last month in London.

● **Mr. Mohd. Ibrahim Abdul Karim Kazi** alias **Dada Kazi,** the brother in law of Judge Ali Cazi and Ibrahim Khan Talib, died of an heart attack on 12th March 1985 in Pune.

● **Mr. Mohamed Husein Lambay,** aged 72, brother of advocates M. H. Lambay & U. H. Lambay & Mrs. Dave died of an heart attack in Mumbra on 20th March 1985.

● **Mr. Naseeruddin Palavkar,** Principal of Tudil High School, Dist. Raigad, expired in Prince Aly Khan Hospital, Bombay, on 22nd March 1985.

☐ Kokan Mercantile Co-Op. Bank Ltd. organized a Seminar on "**Development of Kokan**" on Sunday the 31st March 1985 at Hotel Poonam, Worli, Bombay.

Mr. Fakhruddin Khorakiwala of Akbarally's Group of Companies was the Chairman of the seminar. Many Government and I. A. S. Officers including those of MSSIDC, MSFC, DCK, SICOM, UBD, IDB, RBI, took part in the Seminar. More than 250 delegates (mostly buinessmen) from Kokan attended the Seminar.

The welcome speech was given by Mr. A. D. Sawant, Chairman of the Kokan Bank. Main Seminar paper was read by Mr. M. M. Thakur, the Industrial Cell Officer of the Kokan Bank. Organisation was looked after by Mr. A. K. S. Mukadam, Secretary of the Bank. Mr. Mustufa Fakih and Mr. A U. Shaikh also spoke on the subject. The vote of thanks was given by Mr. M. A. Parkar. The programme was compered by Dr. A. M. Naik, Director of the Kokan Bank.

☐ A "MUSHAIRA" was organised in honour of Mr. Firoz Burhanpuri in Qatar. Dr. A. Qawi presided over the function. Mr. Qazi Faraz Ahmed was the compere.

☐ A **Sahitya Seva Mandal** has been organized by the Urdu, Marathi and Hindi writers under the presidentship of Mr. **Naugal Bharati**.

PRESENTATION of trophies by Mrs. Rukhsana Rashid Khambiye at Nairobi's Sir Yusuf Ali Sports Club on Sunday, March 10, was the culmination of Kokni Muslim Club's activities during 1984-85. Following were the winners and runners-up of the various events :-

Single-cricket : Winner : Sayed Zahoor Ahmed. Runner-up : Arshad Dalvi.

Table tennis *Juniors' singles* : Winner : Arshad Khan. Runner-up : Asif Khan.

Table tennis Juniors' doubles : Winners : Asif Khan and Arshad Khan. Runners-up : Sajid Herwitkar and Sabbar Mahtey.

Table tennis Seniors' singles : Winner : Shakil Khan. Runner-up : Akil Parkar,

Table tennis seniors' doubles : Winners : Alim Dalvi and Arshad Dalvi. Runners-up : Hanif Khan and Akil Parkar

Table tennis Khan League : Winner : Shakil Khan. Runner-up : Alim Dalvi.

Snooker singles : Winner : Altaf Kazi. Runner-up : Shakil Khan.

Snooker doubles : Winners : Shakil Khan and Alim Dalvi. Runners-up : Ashfaq Kazi and Hanif Khan.

Treasure Hunt : Winners : Zaheer Sangrar and Hanif Sangrar. Runners-up : Bahauddin Parkar and Mrs. Rafiqa B. Parkar.

Carrom singles : Winner : Farooq Khambiye. Runner-up : Wahab Khambiye.

Carrom doubles : Winners : Alim Dalvi and Arshad Dalvi. Runners-up : Shiraz and Naeem.

Darts singles : Winner : Wahab Mukadam, Runner-up : Alim Dalvi.

Darts doubles : Winners : Habib Parkar and Mushtaq Kazi. Runners-up : Shakil Khan and S. Zahoor Ahmed.

Sportsman of the year : Ashfaq Kazi."

(Reporter : SHEIKH ISMAIL)

MARRIAGE

☐ Mr. A. Ahad G. Narvel's daughter Shaheen, (D. Pharm) got married to Dr. Arshad (M.S. Bom) S/o. Late Principal Gulam Ahmed on 22nd March 1985, in Bombay.

LETTERS

● Congratulation on the introdution of the English supplement of Nakshe Kokan, which makes a great difference for person like me knowing little of Urdu.

Insha Allah, now Naqshe Kokan will have broader horizons and scope.

Mohammed Husain Kazi (Kenya)

● You very much create more space for the enhancement of community links for people like us in South Africa and other foreign countries having our original roots in Kokan but our present base in an English oriented Society.

My best wishes and support are with you in this new venture.

Hasan Sayed (Cape Town, South Africa)

● The innovation in the outlay of the Naqsh Kokan matter is really commendable. It would be more appreaciable having more space for the personalities column.

Jafar Dashti (Belgaum)

DEADLINE 15TH

Items should reach us not later than 15th of the month prior to publication, and much earlier if a good position is desired. Late arrivals are held over for the following issue (Editor).

LETTERS TO THE EDITOR

for publication are welcomed provided these are without malice, not directed at persons but their views; non-partisan; to the point and brief. The Editor may abridge.
Pen-names are allowed for publication but proper names and addresses must be supplied for our confidential records.

NEWS / HAPPENINGS

☐ **MUSLIM M. L. A.s in MAHARASHTRA**

Congress (I): Prof. Javed Khan, (also given post of Minister of State for Housing, Slum Development, Protocol and Aukaf) Mr. Sayed Ahmed, Mr. Shameem Quraishi, Mr. Moosa Modak, Mr. Akhtar Ali Qazi, Mr. Sirajuddin S. Deshmukh, Mr. Qadar Wakeel Qazi, Mr Shawkat R. Quraishi.

Bharatiya Congress: Barrister A.R. Antulay

Janata: Mr. Mohd. Usman Maulvi, Mr. Nehal Ahmad.

Congress (S): Mr. Amanullah Motiwala.

Independent: Mr. Inamdar S. Shaikh.

☐ **Mistry High School**, Ratnagiri has been given an additional grant of Rs. Ten thousand for promoting Education and Rs. Six thousand for Sports by the Education Department, Govt. of Maharashtra.

☐ **Shri Bhai Sawant**, Cabinet Minister in the Govt. of Mahrashtra, will inaugurate the **Water Supply Scheme Project** of the State Government at **Veswi**, Taluka Bankot, Dist. Ratnagiri on 8th April 1985. Mr. **Husain Dalwai**, M. P. will preside over the function.

☐ **Mr. Khalid Ansari**, Managing Editor, Inquilab, Mid-day and Sports week awarded the "Man of the Year" for 1984 by Advertising Club.

☐ **Mr. Yusuf Nazim** awarded the Prestigious Ghalib award for 1984.

☐ Prominent writer **Mr. Qazi Athar Mubarakpuri** awarded the President's award for 1984.

☐ **Mr. Ghani Ghazi**, Teacher A. K. I. Urdu High School, Bombay, was awarded Urdu Academy award for his book "Shabnam-ke-Moti'.

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

April 1985

CORRESPONDENCE:

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East),
Dongri, Bombay-400 009
(INDIA).

Editorial

SERIES ON KOKAN DEVELOPMENT

A new series is being introduced in the May 1985 issue to place before the readers of Naqshe Kokan' the potential of the Kokan region.

After the finding of Oil in Bombay High, the Kokan region has acquired an increased importance in the National Economy. Yet compared to what Kokan gives to the National Gross Income it gets very little by way of **Asset Generating Investment.** We therefore have to analyse very earnestly the reasons for this negative development.

No region has developed with its own human resource not participating in its growth. If we wait for others to develop our own house it will only be exploited. Hence we need to understand our Region; its History, Resources and Human Capability.

In the articles to be published in this series we will consider aspects which will present to you the anatomy and diagnosis of Kokan.

- Why it has remained backward?
- How we can vitalize its resources?
- How the inherent resources, both material and human capabilities can be integrated with developmental finances?

Awaiting your comments and suggestions on the introduction of this new series and the bettering of the Naqshe Kokan English Supplement.

Earnestly yours,
Editor

DISAPPOINTED

at not seeing an event of your area reported in Naqshe Kokan? It's not intentional. We were not aware of it. Inform us in writing immediately.

Whatever good befalls you, it is from God; and whatever ill, from yourself. *(Al-Qur'an, 3:79)*

* * * *

Shall I not inform you of a better act then fasting, alms and prayers? Making peace between one another; enmity and malice tear up heavenly rewards by the roots. *(HADITH)*

قائم شدہ: ۱۹۶۲ء
ماہنامہ نقش کوکن بمبئی
رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپرز ایسوسی ایشن بمبئی
جلد نمبر ۲۴ شمارہ نمبر ۵ - مئی ۱۹۸۵ء
ایڈیٹر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
معاون مدیر: ایس۔ اے۔ رحیم قیصر

اعزازی نمائندے:
● بشیر باوا (کراچی) ● ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
● عباس مرچنٹ (سعودی عربیہ) ● عبدالرزاق سربراہ دلوی (کویت)
● جمال الدین جمال اور سید حسن (جنوبی افریقہ)
● شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)
● عبدالرزاق عثمان (جنوبی افریقہ)

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:
۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی ۹
فون: 865384-861572

قیمت فی پرچہ: ۳ روپئے
قیمت سالانہ: ۳۰ روپئے
قیمت تاحیات: ۳۰۰ روپئے
بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپئے
" " تاحیات: ۱۵۰۰ روپئے

تمام تنازعہ امور میں حق سماعت عدالت ہائے بمبئی کو ہوگا

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر عبدالکریم نائیک نے اقبال پریس بمبئی ۳ میں چھپواکر ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری بمبئی ۹ سے شائع کیا۔۔۔

تاریخ اشاعت: یکم مئی ۱۹۸۵ء

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس ماہ کے نقوش

صفحہ نمبر

خصوصی پیشکش

مُنتخبات القُرآن

كَيْفَ يَحْصُلُ الْفَضْلُ وَالْعِزُّ وَالرِّزْقُ وَالْمَالُ

رزق، عزت، دولت، فضیلت کیسے ملتی ہے۔

★ مَا لِلْإِنْسَانِ اِذَا سَعٰى

کوشش کرنے سے کتنا ملتا ہے؟

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ (النجم)

اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی کہ اس نے کوشش کی ہے

★ مَنْ يُّعْطِي الْغِنَاءَ

انسان کو مالدار کون بناتا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ (النجم)

اور یہ کہ وہی (اللہ ہی لوگوں کو) مالدار اور صاحب سرمایہ بناتا ہے

★ قِسْمَةُ الرِّزْقِ

روزی کی تقسیم

۱۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ (الرعد)

اللہ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔

۲۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل)

(اے پیغمبر!) تمھارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر (اور ان کی ضرورتوں کو) دیکھنے والا ہے۔

جناب ای۔ ایچ۔ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ — اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے (آمین)

پہلا صفحہ

۱۶ مارچ ۱۹۸۵ کو ۸۶-۱۹۸۵ء کے لئے لوک سبھا میں بجٹ پیش کیا گیا جو پچھلے ۳۰ سالوں کے بجٹ سے الگ تھلگ
ہندوستان کا پہلا بجٹ ۱۹۴۷ء میں ایک انگریز مسٹر ... نے پیش کیا تھا، البتہ اس بجٹ کو ہندوستان کا پہلا بجٹ کہیں گے
ایک اچھا بجٹ، ایک تعمیری بجٹ، ملک نواز اور عوام نواز بجٹ، نئے ہندوستان کا بجٹ

اس بجٹ کے ذریعہ ۴۰ کروڑ روپئے دیہی ملازمت پر خرچ ہوں گے۔ پولس کی حالت ۵۷ روپئے سے ۱۶۰ روپئے کی گئی۔
غذائی اعانت پر ۱۱۰۰ کروڑ روپئے خرچ ہوں گے۔ ۱۰۶۸ کروڑ روپئے سائنس اور ٹکنالوجی پر خرچ ہوں گے۔
کل ۸۰ ٹیلی ویژن ٹرانسمیٹر ہوں گے جن سے ملک کی ۷۰ فیصد آبادی فیضیاب ہو سکے گی۔
۱۵ ہزار روپئے کے بجائے ۱۸ ہزار روپئے تک کی سالانہ آمدنی پر ٹیکس لگے گا جس سے کل ۱۴۵۵۰ کروڑ روپئے حکومت کو حاصل ہوں گے۔
یہ ہے مختصر جائزہ اس بجٹ کا۔ البتہ اس تعلق سے کئی باتیں ایسی ہیں جن پر اس ملک کے سربراہان کو سنجیدگی سے سوچنا ہے۔
پہلی بات یہ ہے کہ دوسرے ملکوں کے ساتھ ہماری تجارت اتنی کم کیوں ہے۔
مثلاً ہانگ کانگ کی آبادی ہندوستان کی آبادی کا ۱ء۳ فی صد ہے۔ البتہ اس کی دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارت ہماری تجارت سے دگنی ہے
ہماری آبادی دنیا کی آبادی کا ۱۵ء۵ فی صد ہے۔ جبکہ ہماری آمدنی دنیا کی آمدنی کا صرف ۱ء۰۵ فیصد ہے۔
ملک میں قائم ۶۶۳ ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں ۲ کروڑ ۳۴ لاکھ بیروزگار افراد رجسٹرڈ ہیں۔
(اس سے دوگنی بے روزگار آبادی کو ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے پتے نہیں معلوم ہیں)
علاوہ ازیں ۱۵ ہزار روپئے کے بجائے ۱۸ ہزار روپئے سالانہ آمدنی پر ٹیکس لگے گا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا
کیونکہ پندرہ ہزار روپئے تک کی ٹیکس کی شرح ۱۹۸۱ میں رکھی گئی تھی۔ ۱۹۸۱ کے ۱۵ ہزار ساڑھے بائیس ہزار روپئے کے برابر ہیں
دراصل انکم ٹیکس کی چھوٹ ۲۵ ہزار روپئے تک ہونی چاہئے تھی۔ آپ یقین کیجئے اس سے فائدہ ہوگا
آپ جتنا کم انکم ٹیکس عوام سے لیں گے اتنی زیادہ آمدنی ملک کو ہوگی۔ بھاری ٹیکس ایماندار شہریوں کو بے ایمان بنا دیتی ہے۔
میرا چارٹ یہ کہتا ہے کہ ۳۰ فیصد تک انکم ٹیکس لینے سے ملک کو اتنی آمدنی ہوگی جتنی ۷۰ فیصد انکم ٹیکس لینے سے۔
میں یہاں مثالیں یہ دوں گا کہ تباہ شدہ معیشت کو بچانے کے لئے کینیڈی نے امریکہ میں ۸۳ فیصد انکم ٹیکس کی حد کو ۶۰ فیصد کر دی۔
برطانیہ میں ۵۵ فیصد تک کی شرح گھٹا کر ۳۵ فیصد کر دی گئی۔
جہاں تک پٹرول کی قیمتوں کا تعلق ہے یہ سب ہماری حماقت سے ہو رہا ہے۔
اس لئے کہ ہمارے یہاں روزانہ ۶ ملین مکعب میٹر قدرتی گیس خارج (ضائع) ہو رہی ہے۔
اس قدرتی گیس کو مصنوعی طور پر زمین میں داخل کر کے پھر بطور ایندھن استعمال کیا جا سکتا ہے (جیسا کہ الاسکا میں ہوتا ہے)
ہمارا ایک بڑا نقصان پبلک سیکٹر کمپنیوں کے باعث ہو رہا ہے۔ جہاں ہم نے ۳۰۰۰۰ کروڑ روپیہ لگا رکھا ہے اور مزید ۱۸۰۰۰ کروڑ روپئے لگا رہے ہیں
یہ سرمایہ دراصل ہر سال آگ کی بھٹی میں ڈال رہے ہیں۔ کاش ہم نے پرائیویٹ سیکٹر کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کی ہوتی۔
اور اب ایک آخری بات —— میں یہ پورے یقین سے لکھ رہا ہوں کہ یہ بجٹ وزیر مالیات وی پی سنگھ نے نہیں تیار کیا ہے۔
(حالانکہ ایسا لکھ کر میں اپنے سر بڑی مصیبت مول لے رہا ہوں مگر) یہ بجٹ مشہور ماہر معاشیات نانی پالکی والا نے تیار کیا ہے
ایسا کر کے راجیو جی نے حلف رازداری توڑا ہے کہ ایک غیر سرکاری آدمی کو ملک کی سلامتی کی باتیں اور فائلیں معلوم کرائیں
البتہ آئین کی مقدس کتاب کو بالائے طاق رکھ کر، قانون کو توڑ کر ہی سہی، سیاست دانوں کے خالی دماغوں کے بجائے
ماہرین کی مدد لینا اس پر راجیو جی کو مبارکباد پیش کی جانی چاہئے۔

مبارک کاپڑی

معارف الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرقاق

(یعنی دلوں کو نرم کرنے والی باتیں)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مومنوں کیلئے قیدخانہ ہے اور کافروں کیلئے جنت ہے.

(یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے)

تشریح:۔ اس جگہ سجن سے مراد وہ پابندی کی زندگی ہے جو ایک قیدی قیدخانے میں گزارتا ہے.

قیدی قیدخانے میں آزاد نہیں ہوتا. بلکہ ان کے اعمال وفرائض متعین ہوتے ہیں۔ اور ہر کام کے اوقات بھی مقرر ہوتے ہیں. جیسے نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ۔ ان کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ اور فرائض بھی۔ نماز۔ روزہ اور حج کی بات تو یہی ہے، زکوٰۃ کے متعلق بھی "حولان حول" یعنی ایک سال گزرنے کی شرط ہے۔ پھر روپے پیسے۔ سونے چاندی مویشی اور بارانی وغیر بارانی زمین کی زکوٰۃ اور عشر وغیرہ کی شرط مقرر ہے ـــــ غیر مسلموں کے لئے عبادت کے کوئی اوقات مقرر نہیں۔ جب جی میں آیا مندر، گرجا اور گوردوارے چلے گئے اور عبادت کرلی۔ یہی حال دان اور پن کا ہے ـــــ پھر مومن کی زندگی پر دو حقوق ہوتے ہیں حقوق العباد اور حقوق اللہ۔ بیوی سے حسن معاشرت۔ اولاد کی صحیح تربیت۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ پڑوسیوں اور شہریوں سے اچھا برتاؤ۔ یہ حقوق العباد ہیں۔ اس اعتبار سے مومن کیلئے دنیا ایک قیدخانہ ہے۔ اور کافر پر حقوق اور اوقات کی کوئی پابندی نہیں۔ اس اعتبار سے دنیا ان کے لئے جنت ہے.

(اس حدیث کی پوری شرح کی جائے تو مضمون بہت طویل ہوجائے گا)

جناب ملک حسین گنجنی کی جانب سے بطور عطیہ ـ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے (آمین)

اداریہ

مسلمان اور سائنس و ٹکنالوجی

اس وقت دنیا میں تین ہی اسلامی ممالک ایسے ہیں جہاں سائنس و ٹکنالوجی یا علم و صنعت و حرفت کا کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ یعنی مصر، پاکستان اور انڈونیشیا۔ لیکن ترقی یافتہ ممالک کے مقابل یہ ابھی سینکڑوں سال پیچھے ہیں۔ پھر ایک بات جو خداداد ہوتی ہے۔ یعنی ان علوم کی تحصیل کا ذوق۔ وہ بھی ان ممالک کے شہریوں میں مفقود ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا یہ واقعی اتنے کند ذہن ہوتے ہیں کہ ان میں سائنس و ٹکنالوجی کی صلاحیت ہی نہیں۔

جناب پروفیسر عبدالسلام صاحب (نوبل پرائز یافتہ) نے یہ شکایت کی ہے کہ دولت مندترین اسلامی ممالک میں بھی سائنس و ٹکنالوجی کی طرف کوئی رجحان نہیں پایا جاتا۔ ٹیکنالوجی کی دو قسمیں ہیں۔ تعمیری اور تخریبی — ایٹم۔ ہائیڈروجن بم، نائٹروجن بم، راکٹ، میزائیل، خلائی اسٹیشن، اسٹار وار وغیرہ ایجادات جو دنیا کو آناً فاناً فنا کر سکتی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک نے جو تعمیری کارنامے انجام دیئے ہیں وہ بھی ان تخریبی ایجادات کی زد میں ہیں۔ آج اگر جوہری جنگ چھڑ جائے تو وہ صور اسرافیل سے کم نہیں ہوگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کی تمام آبادی اپنی تمام ایجادات و اکتشافات کے ساتھ ہبائً منثوراً اور نسیاً منسیا ہو جائے گی۔ شاید خدا نے اسی لئے امت مسلمہ کے دل میں ان علوم کی رغبت پیدا نہیں کی — فضا میں جنگی جہازوں کو جنگی مشقیں کرتے ہوئے دیکھئے تو افسوس ہوتا ہے کہ پٹرول جو ایک قیمتی دریافت ہے تخریبی مقاصد کیلئے، جیسے ہم دفاع کہتے ہیں۔ کہ بے دریغ برباد کیا جا رہا ہے اور قومی آمدنی کا ننانوے فیصد حصہ کس بیدردی سے ضائع ہو رہا ہے۔ مسلمان طبعاً ان علوم کی طرف راغب نہیں۔ مسلمان ایجادات و اکتشافات میں اسی وقت تک اپنی صلاحیت و قابلیت کے جوہر دکھاتے رہے جب تک دنیا ان سے تعمیری کام لیتی رہی۔ لیکن جب یاجوج و ماجوج کا دور شروع ہوا، اور یہ قومیں سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے منصوبے بنانے لگیں تو خدا نے مسلمانوں کو اس راستے سے ہٹا دیا، تاکہ ان پر دنیا کی تہذیب و ثقافت، علوم و فنون اور ایجادات و اکتشافات کو برباد کرنے کا الزام عائد نہ ہو۔

قرآن کریم میں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے تذکرے میں ان صنعتوں اور حرفتوں کا ذکر ہے جن سے ان دونوں پیغمبروں نے انسانی تہذیب و ثقافت کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

لیکن سورہ رحمٰن اور سورہ جن میں ایسے لیزر اور شعلوں کا ذکر کیا گیا ہے جو دنیا کو بھی تباہ کرے گی اور بنی نوع انسان کو خدا کا پیغام سننے سے بھی باز رکھے گی۔ مسلمانوں کو علم طب، علم زراعت، طبعیات و ریاضی میں خوب ترقی کرنی چاہئے۔ مگر یہ بات ہر دم مدنظر رہے کہ ہمارے یہ سارے علوم جوہری جنگ کی زد میں ہیں۔ اور اب تو اسٹار وار کے ذریعہ زمین پر ویسے ہی شعلے پھینکے جائیں گے جیسے شہاب ثاقب جنوں پر پھینکتے ہیں۔

عبادت خالص

قمر مہسلائی

رابعہ بصریؒ جو اک دن گھر سے نکلیں اس طرح
ان کے دہنے ہاتھ میں تھا ایک پانی کا قدح

اور بائیں ہاتھ میں چھوٹا سا آتشدان تھا
ان کی اس ہیئت پہ ہر اک دیدہ ور حیران تھا

کتنا عالی تھا تخیل دختر اسلام کا
جو تھا قاطع رشتۂ اندیشہ و انجام کا

آگ تھی جنت کے باغوں کو جلانے کیلئے
اور پانی آتش دوزخ بجھانے کیلئے

تا کہ حرص و خوف سے دل کو نہ رسم و راہ ہو
اور بندہ کی عبادت خالصاً للہ ہو

اوقات
رمضان المبارک
سنہ ۱۴۰۵ھ
انتہائی سحری اور افطار کا صحیح وقت

یوم	رمضان المبارک	مئی جون ۸۵ء	وقت ختم سحری کلاک	وقت ختم سحری منٹ	وقت افطار کلاک	وقت افطار منٹ
بدھ	۱	۲۲ مئی	۴	۳۱	۷	۱۲
جمعرات	۲	۲۳	۴	۳۱	۷	۱۳
جمعہ	۳	۲۴	۴	۳۱	۷	۱۳
سنیچر	۴	۲۵	۴	۳۰	۷	۱۳
اتوار	۵	۲۶	۴	۳۰	۷	۱۴
دوشنبہ	۶	۲۷	۴	۳۰	۷	۱۴
منگل	۷	۲۸	۴	۳۰	۷	۱۵
بدھ	۸	۲۹	۴	۲۹	۷	۱۵
جمعرات	۹	۳۰	۴	۲۹	۷	۱۶
جمعہ	۱۰	۳۱	۴	۲۹	۷	۱۶
سنیچر	۱۱	یکم جون	۴	۲۹	۷	۱۶
اتوار	۱۲	۲	۴	۲۸	۷	۱۷
دوشنبہ	۱۳	۳	۴	۲۸	۷	۱۷
منگل	۱۴	۴	۴	۲۸	۷	۱۷
بدھ	۱۵	۵	۴	۲۸	۷	۱۷
جمعرات	۱۶	۶	۴	۲۸	۷	۱۸
جمعہ	۱۷	۷	۴	۲۸	۷	۱۸
سنیچر	۱۸	۸	۴	۲۸	۷	۱۹
اتوار	۱۹	۹	۴	۲۸	۷	۱۹
دوشنبہ	۲۰	۱۰	۴	۲۷	۷	۱۹
منگل	۲۱	۱۱	۴	۲۷	۷	۱۹
بدھ	۲۲	۱۲	۴	۲۷	۷	۲۰
جمعرات	۲۳	۱۳	۴	۲۷	۷	۲۰
جمعہ	۲۴	۱۴	۴	۲۷	۷	۲۰
سنیچر	۲۵	۱۵	۴	۲۷	۷	۲۰
اتوار	۲۶	۱۶	۴	۲۷	۷	۲۱
دوشنبہ	۲۷	۱۷	۴	۲۷	۷	۲۱
منگل	۲۸	۱۸	۴	۲۷	۷	۲۱
بدھ	۲۹	۱۹	۴	۲۷	۷	۲۱
جمعرات	یکم شوال	عید الفطر				

روزہ رکھنے کی نیت: نَوَیْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ اَدَاءِ فَرْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى

روزہ کھولنے کی دعا: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّي

نقش نوا

نئے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ
قوم وادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی
اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔
لیجئے، اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:-

سالانہ خریدار:

جناب محمد عبدالبتیر — گونڈی، بمبئی
" حسن علی دلوی — پنگاری حویلی
" ابراہیم رکھانگے ایڈوکیٹ — بمبئی ۲۱
" محمد اسلم نذیر محمد — بمبئی ۸
" حسین میاں عبدالرزاق چلنے — کرلا، بمبئی
" ایس۔ ایم۔ بشیخ — بمبئی ۳
" ایچ آئی کمی — سیشنوے
ڈاکٹر ذاکر حسین آدرش لائبریری — کرجی
جناب علی صاحب فقیر ساوتت — وڈالا بمبئی
ڈاکٹر آدم حسین ناڈکر — سنگلٹ

جناب بشیر اے دلوی — کلوا
" بدیع الدین اسحاق دلوی — بمبئی ۳
" عبدالرزاق عباس پیر بھونکر — گوونکوٹ

بیرون ہند سالانہ خریدار:

جناب ابراہیم داؤد مہاڈک — ام بشوی عربیہ
" بشیر صلاح الدین سنگے — دہران۔ سعودی عربیہ

لائف ممبر:-

جناب مسعود ایم رابکھے — بمبئی ۳۴
" جناب ایچ اے حسینی ایڈوکیٹ — ام بمبئی
محترمہ زینب ایوب فرفرے — موربہ
ڈاکٹر کھنڈ کملک — بمبئی ۸
جناب کامران اقبال مقادم — مگاؤں، بمبئی ۱۰

درد کی صوفیانہ شاعری

ہندوستان میں صوفی تحریک کے بانی حضرت مخدوم سید علی تھے۔ جنہوں نے سنہ [illegible]ء میں وفات پائی۔ حضرت خواجہ معین چشتی کی آمد کے بعد اس کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ وحدت الوجود تصوف کا بنیادی فلسفہ ہے اور اس فکرِ فلسفہ کا محور خدا کی ذات ہے صوفیوں کے عقیدہ کے مطابق خدا کی ذات ہی سب سے اہم ترین ہے۔

تصوف کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام نے اپنی فکر کی اساس رسول اکرم کی اس حدیث پر رکھی ہے کہ نہ گورا کالے پر فضیلت رکھتا ہے نہ عراقی عجمی پر۔ سب اولادِ آدم ہیں اور آدم خاک سے بنے تھے۔ رسول اکرم کے اس ارشادِ مبارک پر صوفیوں نے اپنی فکر کی بنیاد رکھی۔ اور اس نقطۂ نظر کی تبلیغ ہی تصوف کی تاریخ ہے۔ صوفیائے کرام کا یہ لافانی کارنامہ ہے کہ انھوں نے انسانی قدروں کی تزئین میں تاریخی رول ادا کیا ہے۔ تصوف اور بھگتی تحریک نے انسانی معاشرہ کی شیرازہ بندی میں اہم حصہ لیا ہے۔ ان تحریکوں نے بنی نوع انسانوں میں پیار محبت، ایثار و قربانی، عدل و انصاف، مساوات اور بھائی چارگی کے جذبہ کو مستحکم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

شاعری صوفیائے کرام کے نقطۂ نظر کی تبلیغ کا اہم وسیلہ رہی ہے۔ انھوں نے اپنے خیالات کو اشعار کے ذریعہ عوام تک پہنچانے کی کوشش کی ہے تاکہ ان کے بیان میں اثر آفرینی اور گہرائی پیدا ہو جو عوام کے دلوں کو گرما دے۔ تصوف میں ایسی ہی کچھ کشش تھی کہ اردو کے اہم شعراء یعنی غالبؔ سے لیکر اقبال تک اس سے متاثر رہے ہیں۔ گو کہ وہ صوفی نہیں تھے لیکن ان کے بہت سے اشعار میں تصوف کا رنگ جھلکتا ہے۔ اس صف میں خواجہ میر دردؔ کا نام بھی نظر آتا ہے وہ سنہ ۱۱۳۳ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد خواجہ محمد ناصر عندلیب ایک متقی اور پرہیزگار اور درویش صفت بزرگ تھے جن کی عمر کا بیشتر حصہ یادِ الٰہی میں گذرا تھا انھوں نے بیٹے کی تعلیم و تربیت اپنی نگرانی اور سرپرستی میں کی تھی یہی وجہ ہے کہ خواجہ میر دردؔ کے کردار میں ان کے والد کی شخصیت کا پرتو نظر آتا ہے۔ ان کی مالی حالت کچھ زیادہ ٹھیک نہیں تھی۔ اس لئے ان کو دربار کی ملازمت اختیار کرنی پڑی لیکن وہ درباری ملازمت سے زیادہ عرصے تک وابستہ نہ رہ سکے۔

طبیعت میں استغنا اور خودداری تھی درباروں کی راہ و رسم سے نباہ نہ کر سکے اور ملازمت سے دست بردار ہو کر گوشۂ تنہائی اختیار کر لی۔ اپنی ذات کو یادِ الٰہی کے لئے وقف کر دیا کہ عالم رنگ و بو کی ناپائیداری پر کثرت میں وحدت کی جلوہ آرائی غالب آتی جا رہی تھی۔ اس لئے بھی کہ ان کا فطری رجحان تصوف کی جانب مائل تھا چنانچہ وہ دلی خلوص اور سچائی کے ساتھ یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ صوفیائے کرام نے جس مسلک کو اپنایا وہ صرف عبادت

پرہیزگاری، تقویٰ اور تزکیۂ نفس کا ہی راستہ نہیں تھا ——
بلکہ انھوں نے ایک ایسے نقطۂ نظر کو اپنایا جس نے انسانی سماج کی
شیرازہ بندی میں اہم رول ادا کیا ہے۔ ان کے پیغام میں اتنی طاقت
اور قوت تھی کہ عوام کا قابلِ لحاظ طبقہ اس سے متاثر ہوا ہے ——
چنانچہ اونچ نیچ، ذات پات، اور ادنیٰ و اعلیٰ کی بنیاد پر سماج
میں جو برائیاں اور ناانصافیاں پھیلی ہوئی تھیں بڑی حد تک ان
کا اثر کم ہوگیا۔ کیونکہ انھوں نے فلسفۂ وحدت الوجود کو فکری ہم آہنگی
جذباتی اتحاد، نظریاتی قربت، ذہنی افہام و تفہیم، بھائی چارگی اور
محبت و رواداری کے مسلک سے پیش کیا تھا، اگر ہم تصوف کو آفاقی
قدروں کا نقطۂ اتصال کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ چونکہ اس نے ایک
ایسے نقطۂ نظر کی تبلیغ و اشاعت کی جس نے ذات پات، رنگ و نسل
حسب و نسب، اور علاقے والوں کے رجحانات کی سختی سے نفی کی ہے۔ جیسا
کہ امیر خسرو کہتے ہیں ؎

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست

یا خواجہ میر درد کے خیال کے مطابق ؎

شیخ کعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو
درد منزل ایک تھی کچھ راہ ہی کا پھیر تھا

تصوف کا یہ ایک امتیازی وصف ہے جو انسان کو صحیح
معنوں میں انسان بننے کی تلقین کرتا ہے، صوفیوں کا یہ ایک ناقابل
فراموش کارنامہ ہے کہ انھوں نے انسانی سماج کو ایک ایسا رجحان
دیا جو نئے سماج کی تعمیر میں ذہنی و فکری انقلاب کا باعث بنا
خواجہ میر درد اپنے پیشرو صوفیائے کرام کے خیالات
نظریات اور رجحانات سے کافی متاثر ہوئے ہیں اس پس منظر
میں ان کی صوفیانہ شاعری کا جائزہ لیا جائے تو اس میں معرفت
و طریقت، عبادت و طاعت اور عرفانِ نفس جیسے مضامین ملتے
ہیں وہ اس مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے تھے جو خدا تک رسائی پانے
کے لئے جذب کو اولیت اور اہمیت دیتا ہے چنانچہ انھوں نے
اپنے اس نقطۂ نظر کی اس طرح ترجمانی کی ہے۔ کہتے ہیں ؎

ڈھونڈھے ہے تجھے تمام عالم
ہر چند کہ [illegible] تو کہاں نہیں

سنتے ہیں یوں کہ آد[illegible] ہے چھپ رہا کہیں
اپنی [illegible] سے غرض ہم کو ترا سراغ ملا

اے درد مثلِ آئینہ ڈھونڈا اسے کو آپ میں
بیرونِ در تو اپنی قدم گاہ ہی نہیں

دونوں جگہ میں معنی مرا ہے جلوہ گر
غافل ایاز کون ہے محمود کون ہے

ان کی شاعری میں ایک رجحان بھی ملتا ہے، جس میں صوفی
اس نکتہ کو پانے کی کوشش کرتا ہے کہ جزو کو کل سے یا خالقِ عالم سے
کائنات کو کیا نسبت یا تعلق ہو سکتا ہے۔ اسی رجحان کو تنزلات
کے حقائق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نظریہ کو انھوں نے اپنے اشعار
میں اس طرح پیش کیا ہے ؎

ہر جزو کو کل کے ساتھ ہے معنی ہے اتصال
دریا سے دور جدا ہے یہ ہے غرقِ آب میں

جلوہ گر ہے تجھی میں اے ذرہ
جس کی خاطر تجھے تگاپو ہے

مذہبی مسائل بھی ان کی شاعری کا موضوع رہے ہیں اس سلسلے
میں انھوں نے ایک رسالہ "اسرار الصلوٰۃ" لکھا جس میں نماز کے ارکان
وغیرہ کے تعلق سے وضاحت کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے بعد
دوسرا ایک رسالہ "وارداتِ درد" لکھا۔ جس کا موضوع معرفت و
حقیقت کے مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ ان پر "علم الکتاب" میں تفصیل

ایک آنکھ والوں کے لئے

آرٹ آئی لیب

بھارت میں غیر ممالک کی بہ نسبت ایک آنکھ والوں کی تعداد زیادہ ہے ہمارے ملک میں تقریباً پچاس لاکھ لوگ ہیں اور ہر سال اس تعداد اعداد و شمار میں اضافہ ہوتا ہی جاتا ہے۔ اگر ایک آنکھ والے لوگ بڑے شہروں میں رہتے ہیں تو اپنی خراب آنکھ کو چھپانے کے لئے شیشے کا استعمال کرتے ہیں یا پھر پلاسٹک سرجری والی آنکھ لگوا لیتے ہیں۔ کچھ لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں جو اپنی آنکھ کی فکر نہیں لیتے اور اس کی خالی جگہ یا (CAVITY) کو کھلی ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

اس نئے اصول سرجری کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک آنکھ والے افراد کی کار آمد آنکھ کا بھی فوٹو گراف لیا جاتا ہے اور بے کار آنکھ کی اندرونی ساخت کا جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر اس لحاظ سے مصنوعی آنکھ کی مولڈنگ کا کام کیا جاتا ہے۔ اور ضروری سرجری کے بعد خراب آنکھ کی جگہ اس مصنوعی آنکھ کو لگا دیا جاتا ہے لیکن یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ مصنوعی آنکھ کونسی ہے اور اصلی آنکھ کونسی ہے۔

ڈاکٹر شاہ ولایت سے آنے کے بعد سے کلکتہ میں رسل اسٹریٹ پر رہتے ہیں تو آپ نے "آئی آرٹ لیب" سے متعلق ہی الگ ایک تجربہ گاہ بنائی ہے۔ بھارت کے کونے کونے سے آنکھوں کے ماہرین ڈاکٹر اپنے مریضوں کو یہاں لاتے ہیں اور آج تک اعداد کے مطابق اس ایجاد سے تقریباً تین لاکھ مریض فیض پا چکے ہیں۔

اعداد و شمار میں بتایا گیا ہے کہ ۳۱ فیصد لوگوں کی آنکھیں چیچک کی وجہ سے خراب ہوتی ہیں اور ۱۴ فیصد لوگ اپنی آنکھ نا واقفیت کی وجہ سے کھو دیتے ہیں۔ اور حادثات کی وجہ سے ۴۴ فیصد لوگوں کی آنکھیں اس کا شکار ہو جاتی ہیں۔

امریکہ میں تقریباً دس لاکھ بیس ہزار لوگ ایک آنکھ والے ہیں۔ سویڈن میں ایسے لوگوں کی تعداد آٹھ ہزار بتائی جاتی ہے۔ آسٹریلیا میں اس قسم کی آنکھ والے بارہ ہزار افراد ہیں۔ پولینڈ میں اسی طرح ۲۶ ہزار لوگ ایک آنکھ سے محروم ہیں اور بھارت میں ایسے افراد کی تعداد پچاس لاکھ بتائی گئی ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں ایک آنکھ سے محروم اشخاص کی آنکھوں میں جو نقائص ہیں وہ زیادہ تر کارخانوں میں کام کرنے والوں سے منسوب ہیں۔ اور اکثر حادثات کی وجہ سے وہ اپنی ایک آنکھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔

آنکھ کے مرض کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلی قسم کے مریض وہ ہیں جنہیں جسمانی بیماریوں کی وجہ سے آنکھ میں السر ہو جانے سے یا کوئی چوٹ لگنے سے آنکھ پر سفیدی آ جاتی ہے۔ آنکھ کا آپریشن کرنے کے بعد بھی یہ سفیدی ظاہر ہوتی ہے۔ اس نقص کو دور کرنے کے لئے ڈاکٹروں کے مشورے کے بعد کاسمیٹک کونٹراکٹ شیل ایک قسم کا غلاف اس نقص کو دور کرنے کے لئے چڑھا دیا جاتا ہے ہی آنکھ کا مولڈ کہتے ہیں یہ مولڈ اسی طرح ہوتا ہے جیسے نقلی دانت لگوانے سے پہلے ایک دندان ساز اس جگہ کا جائزہ لے کر

ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد اچھی آنکھ کا فوٹوگراف لیا جاتا ہے اور اس مولڈ سے BASIC ART EYE یا بیسک آرٹ آئی بنا کر مریض کو پہننے کو دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آنکھ کی پتلی یا [illegible] کہاں رکھنا ہے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد باہر کا سفید حصہ بنانے کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

جب پوری آنکھ کا نمونہ تیار ہو جاتا ہے تو وہ تین چار گھنٹے تک مریض کو پہنا دی جاتی ہے۔ اور پھر ہر طرح اس کی جانچ کرکے اسے اصلی آنکھ جیسی بنانے پر توجہ دی جاتی ہے۔ اور جب یہ کام مکمل ہو جاتا ہے تو مریض کو پہننے اور دھونے کا طریقہ بتا دیا جاتا ہے چونکہ ایسی آنکھ کے ٹوٹنے یا برباد ہونے کا کوئی ڈر نہیں ہوتا اسے مناسب طریقے پر استعمال کرنے سے یہ بہت دنوں تک چل سکتی ہے۔

ایک ہفتے تک اس کو بخوبی استعمال کر لینے کے بعد آرام سے ہر انسان صبح سے شام تک بغیر کسی تکلیف کے استعمال کر سکتا ہے اور جب اسے آپریشن کے ذریعہ خراب آنکھ کی جگہ لگا دیا جاتا ہے تاکہ وہ بھی آنکھ اصل آنکھ کی طرح حرکت کر سکے۔ چاروں طرف گھوم سکے۔ جب یہ نقص دور ہو جاتا ہے۔ مگر نقلی آنکھ پر ایک دباؤ بڑھ جاتا ہے دونوں آنکھوں کا کام جب ایک ہی آنکھ انجام دیتی ہے تو ایسی آنکھ والوں کو اپنی آنکھ کی حفاظت بھی کرنی چاہیے ●●

بقیہ: "درد کی شاعری"

سے روشنی ڈالی ہے۔ قطع نظر اس کے انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ درسِ اخلاق بھی دینے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں ؎

شاہی کی اور عیش کی ہے دنیا میں ایک شکل
بندے پہ نہ ہو کوئی بندہ شکستہ دل
گزرے گی اس طور سے اے درد جہاں میں
خاطر پہ کسی شخص کی تو بار نہ ہووے

خواجہ صاحب کا دور سلطنتِ مغلیہ کے زوال اور سیاسی انتشار کا دور تھا۔ دلی کی سیاسی مرکزیت اور شاہی وقار لوٹ چکے تھے۔ ہندوستان کے سیاسی افق پر مغربی تہذیب کا سورج طلوع ہو رہا تھا۔ انھوں نے ملک کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کے تیور دیکھ لیے تھے۔ نوشتہ دیوار پڑھ لینا ان جیسے دوراندیش انسان کے لیے کچھ زیادہ مشکل نہ تھا چنانچہ انہوں نے گوشۂ تنہائی اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ ان کا مزاج چونکہ عافیت پسند اور صلح کن تھا اس لیے انھوں نے ان ساری تبدیلیوں سے اپنے آپ کو الگ رکھنا ہی مناسب سمجھا۔ گوشۂ تنہائی اختیار کرنے کے بعد وہ ہمہ تن عبادت، ریاضت اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

درد نے اردو کو اپنا جو شعری سرمایہ دیا ہے وہ زہد و تقویٰ، نیکی و پرہیزگاری، صبر و قناعت، عزم و استقلال، انسانی مساوات، بھائی چارگی اور درسِ اخلاق کی خوشبو سے لبریز ہے۔ مسائلِ تصوف کو اپنے اندازِ بیان میں جس سادگی اور پرکاری سے بیان کیا ہے، یہ ان کا اہم کارنامہ ہے۔ اپنی اردو شاعری کے ساتھ ساتھ انھوں نے فارسی میں بھی شعر کہے ہیں اور ایک مکمل دیوان بھی لکھا ہے لیکن ان کی فارسی شاعری میں ایسی چونکا دینے والی بات نہیں ہے۔ ان کے فارسی کے کلام کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے رواجاً فارسی میں طبع آزمائی کی ہے۔ ورنہ فطرتاً ان کا شعری میلان اردو کی جانب مائل تھا، اور اپنی شاعری میں انھوں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ یقیناً ایک قیمتی اضافہ ہے

غزلیں

پرویز باغی

خون میں جوشش وحرارت چند پل
دوستوں کی ہر نوازشات چند پل
جانے کیوں آتا ہے اس پہ پیار پھر
جاگتی ہے دل میں نفرت چند پل
جھوٹ دیتا ہے سہارا عمر بھر
اپنی نہیں تھی صداقت چند پل
لوگ صدیوں تک نہ بھولیں گے اسے
گرچہ ہے میری جسارت چند پل
فکر بستی کی کوئی کرتا نہیں
بھول کر ذاتی کدورت چند پل

محمد اقبال بیجاپوری

کوئی مخلص ہو تو ہم درد کا اظہار کریں
آپ کے شہر میں ہم کس کا اعتبار کریں
چاہے اقرار کریں یا کہ وہ انکار کریں
فرض لازم ہے محبت میں کہ اصرار کریں
چند سکے ہیں تمناؤں کا بیوپار کریں
غم کے بازار میں آسودہ افکار کریں
خون پھر خون ہے اپنا ہو کہ پرائے کا
آؤ پھر امن کا اور صلح کا اقرار کریں
کسی رہبر کی صدا ہو نہ ہو، رہزن کا خلل
اک نئی راہ چلو، چل کے اختیار کریں

رفیق وستا

کہیں آ تو آنے میرے سر ہوا ؤ!
نام کا کسی کے ' پتھر ' ہوا ؤ!
بدل ڈالا ہے کالے بادلوں نے
ہمارے گاؤں کا منظر ہوا ؤ!
کھو اب تو مری تنہائیوں سے
مرا گھر بھی ہے کوئی گھر ہوا ؤ!
مجھے قتل کر کے وہ سوچتا ہے گا
تمہارے ہاتھ میرا سر ہوا ؤ!
وستا اسے نہ بیگانہ سمجھتے
نہ ہوتا کوئی جو کھل کر ہوا ؤ!

شوقی جلیام پوری

وہ شمعیں جلاؤ جو ظلمت کو مٹا دیں
دہر کے ہر گوشے کو الفت کی ضیا دیں
حسرت کے سلاسل میں ذی عزم کو جکڑ
تقدیر کے صفحوں سے وہ لفظ مٹا دیں
گونج کر سے صدیوں جو حق و صداقت کی
خاموش فضاؤں کو ایک ایسی صدا دیں
آؤ کہ یار ذرا سا جو بچھڑے سماں باندھے
زہریلی فضاؤں سے وہ نغمہ جگا دیں
جو آج کی خوشیوں کو برباد کریں کل کے
ان گزرے ہوئے لمحوں کا شوق جگا دے

ولایتی کتا

مشتاق یوسفی
(لندن)

"ہائے اللہ! یہ ہاتھی کا ہاتھی کتا کاہے کو لے آئے؟"

"چوکیداری کے لئے۔"

"کس کی؟"

"گھر کی"

"اِس گھر کی؟"

"ہاں! بہت ہی ہوشیار کتا ہے۔ گھر میں کچھ نہ ہو تب بھی چوکیداری کر سکتا ہے۔"

اس ازدواجی مکالمے سے ہمیں یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تنخواہ ملتے ہی ہم نے گھر گرہستی کا ضروری سامان خرید ڈالا تاکہ وہ اس کی چوکیداری کر سکے۔

لیکن والدین کی سمجھ میں آنے والا جو فوری فائدہ ہم نے سردست بیان کیا وہ یہ تھا کہ یہ ایک انگریز کتا ہے۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ ہمارے ہاں ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی بھی اپنے کتے کا نام انگریزی رکھتا ہے اور انگریزی ہی میں اس سے بات چیت اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اشارۃً توجہ دلائی کہ اس کی صحبت سے بچوں کو انگریزی بولنا آجائے گی۔

یہ سنتے ہی بیگم نے کتے کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور زنجیر ایسے فیصلہ کن جھٹکے کے ساتھ ہمارے ہاتھ سے چھین لی جیسے لیڈی میکبتھ نے میکبتھ کے ہاتھ سے خنجر چھینا تھا۔

سیرۃً ہر اعتبار سے ہماری توقعات سے بڑھ کر نکلا۔ اس کا سراپا کھینچ کر ہم وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے

اس کے ڈیل ڈول کا سرسری اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے دیرینہ کرم فرما پروفیسر عبدالقدوس کی سالم ران اس کے منہ میں آجاتی تھی۔

قاضی عبدالقدوس نے کچھ غلط نہیں کہا تھا کہ بڑا کتا بڑی ہی مشکل سے سدھایا جاتا ہے۔ نیا گھر [illegible] نئی بو باس۔ نتیجہ یہ کہ پہلی رات خود سویا نہ دوسروں کو سونے دیا۔ رات بھر ایک سانس میں منہ [illegible] بھونکتا رہا۔ دوسری رات بھی وحشت کا یہی عالم رہا۔ البتہ چوبیس گھنٹے کی تربیت سے اتنا فرق ضرور پڑا کہ فجر کے وقت اراکین خاندان کی آنکھ لگ گئی تھی، ان کے منہ چاٹ چاٹ کر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ تیسرے روز جگنے سے پہلے ہم نے اسے ایک سونے کی گولی دی۔ کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ چوتھی رات دو دیں۔ مگر صاحب! کیا مجال جو ذرا چپکا ہو جائے۔ زچ ہو کر مرزا سے رجوع کیا تو کہنے لگے، میری مانو، آج اسے کچھ نہ دو۔ خود تین گولیاں کھالو۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ اس رات وہ بالکل نہیں بھونکا۔ لیکن حیرت اس بات پر ہوئی کہ صبح دس بجے ہمارے بہرے ہمسایہ خواجہ شمس الدین نے جو نئے پڑوسی آئے تھے، ہمیں بڑی بدتمیزی سے جھنجھوڑ کر جگایا، اور شکایت کی کہ رات بھر آپ کا کتا میرے گھر کی طرف منہ کر کے خوب بھونکا اور (ہیرنگ ایڈ یعنی سننے کا آلہ اپنے کان میں فٹ کرتے ہوئے) کہا دیکھئے، اس وقت بھی جی لگا کر بھونک رہا ہے۔ ہم نے کہا: آپ کا ریڈیو

بھی تو سارے دن محلے کو سر پر اٹھائے رکھتا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ جس دن سے آپ پڑوس میں اٹھ کر آئے ہیں ہم نے اپنے ریڈیو پروگرام سُننا بند کر دیا ہے۔ پھر کر ہمارے پاس [illegible] کا لائسنس بھی ہے۔

لائسنس کا نام آتے ہی [illegible] پڑوسی کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں وہ اور ان کا ریڈیو تین ہفتے تک خاموش رہے۔ البتہ ان کے چوکیدار کی زبانی معلوم ہوا کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنی ہیرنگ ایڈ کان سے لگا کر سنتے ہیں کہ ہمارا کُتا بھونک رہا ہے یا سو گیا ہے۔ ہمارے کانوں میں یہ بھنک بھی پڑی کہ اب وہ ہر ایک سے یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ بعض نادہندہ اپنے قرض خواہوں سے بچنے کیلئے کتے پال لیتے ہیں۔

تین ہفتے بعد دیکھا کہ پھر منہ پھلائے کلبۂ احزان کی طرف چلے آرہے ہیں۔ ہمارے پُرجوش السلام علیکم کے جواب میں فرمایا: "دیکھئے، اس سؤر کے بچے نے کیا کیا ہے؟" مرزا بیچ میں بول اُٹھے: "منہ سنبھال کر بات کیجئے۔ وہ کُتے کا بچہ ہے۔" اس جملۂ معترضہ کے بعد ہم بھی کچھ سخت بات کہنے والے تھے کہ مرزا نے جو ہم سے لوڈو کھیل رہے تھے، ہمارے کہنی مار کر اپنی بھنچی داڑھوں کی جنبش سے خواجہ شمس الدین کی بائیں ٹانگ کی طرف اشارہ کیا، جو گھٹنے تک پائنچے سے بے نیاز تھی۔ ہم نے کنکھیوں سے دیکھا تو زخم واقعی اتنا لمبا تھا کہ زپ لگا کر با آسانی بند کیا جا سکتا تھا۔

مرزا کو مبداء فیض نے حد درجہ محتاط اور وہمی طبیعت ودیعت کی تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ انہیں آب حیات بھی پینا پڑے تو بغیر اُبالے نہیں پئیں گے۔ اسی وضع احتیاط کے باعث انھوں نے سیزر کے آنے کے بعد ہمارے ہاں آنا جانا اتنا کم کر دیا کہ کبھی بھولے بھٹکے نکلتے تو ہم سب ان کی ایسی خاطر مدارات کرتے، ایسی گرم جوشی سے ملتے کہ انھیں خدشہ ہونے لگا کہ ہم قرض نہ مانگ بیٹھیں۔

بعض ہمارے احسان فراموش ہمسایوں کی گرتی ہوئی صحت پر سیزر کی موجودگی، خصوصاً اس کے بھونکنے کا نہایت خوش گوار اثر پڑا۔ جس کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ غریب خانے کے سامنے سے گزرتے ہوئے لڑھڑ سے لڑھڑ پڑوسی کی چال میں ایک عجیب سا چوکنا پن، ایک عجیب سی چُستی اور لچک پیدا ہو جاتی تھی۔ سیزر منٹوں کا فاصلہ لمحوں میں طے کروا دیتا تھا۔ اوروں کا کیا ذکر، خود خواجہ صاحب شمس الدین جو کہنے کو سیزر سے نالاں تھے، اس کے فیضان صحت سے اپنے کو نہ بچا سکے۔ سیٹھ صاحب موصوف کم و بیش پندرہ سال سے لو بلڈ پریشر کے لاعلاج مریض تھے، لیکن ہمارے پڑوس میں آنے کے تین مہینے کے اندر ان کا بلڈ پریشر بڑھ کر نارمل ہو گیا۔ بلکہ بفضلہ اس سے بھی پندرہ بیس درجے اوپر رہنے لگا۔

ان واقعات کا تعلق اسی دورِ نا واقفیت سے ہے جب ہم کُتّے پالنا کھیل سمجھتے تھے...

شخصیت کا نکھار

خوبصورت دانت قدرت کا بہترین عطیہ ہیں اور کسی خاتون کی شخصیت کے نکھار میں دانتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خوبصورت چمکیلے اور صحت مند دانت دیکھنے والوں پر اچھا تاثر قائم کرتے ہیں۔ خوبصورت سے خوبصورت چہرے کا تاثر اگر کوئی چیز بالکل ختم کر سکتی ہے تو وہ ناصاف بدوضع اور گندے دانت ہیں۔ ایسی خواتین بھی دیکھنے میں آتی ہیں جو اتنی حسین تو نہیں ہوتیں لیکن پرکشش اور متاثر کن شخصیت کی مالک ہوتی ہیں اور ان کی اس خوبصورتی کا راز یقیناً ان کے موتی جیسے دانت ہی ہوتے ہیں۔

بہنوں کو شروع ہی سے اپنے دانتوں کی جانب توجہ دینی چاہیے۔ دانتوں کی ہموار بناوٹ کو بدلنا آپ کے بس میں نہیں لیکن بڑی وضع کے دانت بھی باقاعدگی سے صاف کئے جائیں تو یقیناً جاذب نظر آتے ہیں۔ بہرحال سونے سے قبل دانتوں کو ضرور برش کریں اور خیال رہے کہ برش ہمیشہ اوپر سے نیچے کیا جائے۔ اس طرح دانتوں کے درمیان موجود خوراک کے ذرات نکل جائیں گے اور دانت بالکل صاف ہو جائیں گے۔

دانتوں کی صفائی کے علاوہ مسوڑھوں کی ورزش بھی انتہائی ضروری ہے اور ان کی ورزش کے لئے گاجر وغیرہ بغیر چھیلے کھانا بہت سود مند ہے اور ہاں دانتوں کی صحت کے لئے اچھی خوراک مثلاً دودھ انڈے مختلف قسم کے پھل ضرور کھائیں۔ ایسے پھلوں کو ترجیح دیں جن میں وٹامن سی اور وٹامن اے ہو کیونکہ یہ دونوں وٹامنز مسوڑھوں کی نشوونما اور صحت کے لئے بہت مفید ہیں۔

بعض اوقات دانتوں پر سیاہ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں ان سے نجات کے لئے ایک گھریلو نسخہ یہ ہے کہ تلی کے پتے لے کر انہیں ابالیں اور صبح سویرے اس کے پانی سے کلیاں کریں۔ دانتوں کی چمک کے لئے لیموں کا رس بھی بہت مفید ہے۔ اس کے لئے پہلے برش کو لیموں کے رس میں بھگوئیں اور اس کے بعد سوڈا بائی کاربونیٹ میں ڈبوئیں۔ اب دانت برش کریں، آپ کے دانت موتی کی طرح چمکنے لگیں گے۔

بہنیں اپنے دانتوں کی صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کے دانتوں کی صحت کا خیال رکھیں۔ اور انہیں ہر وقت ٹافیاں مٹھائیاں اور آئس کریم وغیرہ سے باز رکھیں۔ کیونکہ ان چیزوں کی زیادتی دانتوں کو کمزور اور بدوضع بنا دیتے ہیں۔ اس لئے شروع ہی سے بچوں کو بھی برش کرنے کی عادت ڈالیں کیونکہ صحت کی علاوہ دانتوں کی باقاعدہ صفائی کا یہ عمل آپ کے گھرانے کی ساکھ کو صاف ستھرا اور پرکشش بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا ●●

• صاف ستھرے رہو
کیونکہ اسلام صاف ستھرا مذہب ہے
(ابن حبان)

ماہر علم طیور
ڈاکٹر محمد سالم علی

دنیا میں جہاں کہیں پرندوں کا ذکر آتا ہے وہاں ڈاکٹر سالم علی کی شخصیت ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ڈاکٹر سالم علی طوطا اور مینا کی طرح علم طیور میں ایک بین الاقوامی شخصیت بن گئے ہیں۔

بیسویں صدی کی ابتدائی دہائی میں باغوں میں غلیل سے پرندوں کا شکار کرتے ہوئے ایک چھوٹے سے بچے کو دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ لڑکا مستقبل میں عالم گیر شہرت کا مالک بنے گا۔ عام لوگ اسے آوارہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے تھے۔ لیکن یہ ڈاکٹر سالم کی خوش نصیبی تھی کہ انہیں ایک دوراندیش سرپرست ملا جو ان کا چچا بھی تھا۔ اس بچے کی دلچسپی دیکھ کر ان کے چچا نے انہیں چھوٹی سی بندوق خرید کر دی۔ شوق کو اور جلا ملی۔ یہ آٹھ سال کا بچہ بندوق لئے صبح سے شام تک ہر موسم میں صحرا بہ صحرا گھومتا رہا۔ پرندوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا۔ ان کے آشیانوں کی انجینئرنگ کو دیکھ کر حیرت کرتے۔ انہیں شکار کر کے گھر لاتا اور آپریشن ٹیبل پر رکھ کر ان کا مختلف لحاظ سے جائزہ لیتا۔ اس چھوٹی سی عمر میں ان کا کمرہ پرندوں کا میوزیم بن گیا۔

یہ وہ دور تھا جب ہندوستان میں چند یورپین کے علاوہ کسی کو علم طیور کا ذوق نہ تھا، اور لوگ بھی جو فطرت شناس تھے محض دل جوئی طبع یا شغل کے طور پر پرندوں اور جانوروں کی زندگی کا مطالعہ اور بحث و مباحثہ کرتے تھے۔ ان لوگوں نے ۱۵ ستمبر ۱۸۸۳ء کو Bombay natural history سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ ڈاکٹر سالم علی کو پہنچا۔ اس سوسائٹی میں پہنچ کر چند ہم مذاق مل گئے۔ ان کا ذوق اور بڑھا۔

لیکن جلد ہی ان کے چچا نے انہیں تجارت کی غرض سے برما بھیج دیا۔ وہ تجارت بھول کر دن بھر دوربین لئے اس علاقے کے پرندوں کا مشاہدہ کرتے۔ تجارت برباد ہوئی لیکن ذوق نے جلا پائی۔ کسب معاش کی مجبوری نے انہیں پیشہ ور فطرت شناس بننے پر مجبور کر دیا۔ وہ بمبئی نیچرل ہسٹری میوزیم میں گائیڈ لیکچرار کے عہدے پر فائز ہو گئے۔

اس ادارے سے وابستگی نے انہیں سیاحت کے مواقع فراہم کئے۔ مطالعہ کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ اس کے بعد برٹش میوزیم میں پرندوں کے خاندان کا مطالعہ کرنے لگے۔ Texonomy پر انہوں نے ہندوستان میں عظیم کام انجام دیا۔ ہندوستان کے بیشتر قدیم پرندوں پر ریسرچ کر کے ان کی Texonomy مرتب کی۔ جس کی حیثیت پرندوں کی انسائیکلوپیڈیا جیسی ہے۔

جب وہ بمبئی لوٹے تو بدقسمتی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ انہیں معلوم ہوا کہ فنڈ کی کمی کے باعث ان کی پوسٹ ختم کر دی

گئی۔ کسب معاش کی فکر دامن گیر ہوئی۔ یہ لمحہ ان کی زندگی میں صبر و تحمل کا امتحان تھا۔ ایک طرف بیوی بچے اور دوسری طرف ذوق و شوق۔ وہ سمندر کے کنارے ایک معمولی سے جھونپڑے میں منتقل ہو گئے۔ ساحل پر بسنے والی چھوٹی چھوٹی چڑیوں اور ہجرت کرنے والی چڑیوں کا مشاہدہ کرنے لگے۔

مانسون کے موسم میں انھیں بیا (weaver bird) کی کالونی کا مشاہدہ کرنے کا موقع مل گیا۔ ان کی قوت مشاہدہ اور گہرائی فکر نے اس معمولی سی چڑیا پر وہ بے مثال ریسرچ انجام دی، جس کی بدولت ساری دنیا کی نظریں ان پر مرکوز ہو گئیں۔ بیا کی زندگی پر ان کا کام جتنا حیرت انگیز ہے اتنا ہی دلچسپ بھی ہے۔ ڈاکٹر سالم علی نے پتہ لگایا کہ بیا اپنے آشیانوں کی تعمیر چاول کے بھوسے اور دوسرے تنکوں سے بڑی سوجھ بوجھ اور مہارت سے کرتا ہے۔ اس کی تکنیک اور تعمیر فن تعمیرات اور طرز تعمیر ڈیزائننگ کے لحاظ سے مکمل ہے۔ اس کا بوتل نما آشیانہ ہر موسم میں مکمل آرام اور تحفظ کا نمونہ ہے۔ بیا چونکہ فطرتاً کئی بیویاں رکھنے کا شوقین ہے اس لئے وہ کبھی ایک گھونسلہ نہیں بناتا۔ وہ آشیانے میں ہوا اور روشنی کے انتظام کے ساتھ رات کا اندھیرا دور کرنے کیلئے کیچڑ کی مٹی جس میں فاسفورس کی آمیزش ہوتی ہے آشیانے کے اندر لگا کر نائٹ بلب کا بھی انتظام کرتا ہے۔ آشیانہ بنانے سے پہلے نر بیا پورے علاقے کا جائزہ لیتا ہے۔ پھر ایک جگہ کو پسند کر کے آشیانوں کی تعمیر کرتا ہے۔ جب آشیانے تیار ہو جاتے ہیں تو وہ مادہ بیا کے پاس جا کر آشیانوں کو پسند کراتا ہے۔ جب آشیانہ بیا کو پسند آ جاتا ہے تو نر اور مادہ دونوں بیا مل کر اس میں FINAL TOUCHES دیتے ہیں۔ اس کے بعد مادہ بیا اپنے پسندیدہ آشیانے کی مکین بن کر انڈے دیتی ہے۔

نر بیا یہ عمل پھر دوسری مادہ بیا کے ساتھ دہراتا ہے۔ وہ شہنشاہوں کی طرح اپنے حرم میں رہتا ہے۔ دوسرے پرندوں کی رہائش پسند نہیں کرتا۔ کبھی کبھی رہائشی مسئلہ آپسی جھگڑے اور قتل و غارت گری کا سبب بن کر برڈ کالونیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

ہجرت کرنے والی چڑیوں پر انھوں نے حیرت انگیز کام انجام دیا ہے۔ پرندوں کی یہ قسم قاز، مرغابی، سرخاب وغیرہ کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ یہ تمام چڑیاں بطخ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ لاکھوں میل کی مسافت طے کر کے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں آنے والی چڑیوں کی زندگی کے واقعات انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز ہیں۔

ڈاکٹر سالم علی کی عظیم خدمت کے صلے میں انھیں مختلف ممالک نے اعزازی ڈگریوں سے نوازا ہے۔ مختلف ممالک نے ان کے ریسرچ پروجیکٹ پر فنڈ فراہم کئے ہیں۔ ہندوستان میں انھیں پدم شری اور پدم بھوشن کے خطابات سے نوازا گیا۔ حکومت نیوزی لینڈ نے انھیں دی آرڈر آف دی گولڈن آرک کا اعزاز دیا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انھیں سائنس کا سب سے بڑا اعزاز ڈی ایس سی پیش کیا۔

ڈاکٹر سالم علی کافی ضعیف ہونے کے باوجود بھی آج اپنے عالم گیر ریسرچ پروجیکٹ میں بڑی لگن سے کام کر رہے ہیں۔ ●●

ضیاء الاسلام فضلانی
چپلون (رتناگری)

مسلم صحافت

دورِ اول میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان کیلئے اسلام سب سے بڑی نعمت تھا۔ اس کے برعکس موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے پاس جو چیز ہے وہ صرف یہ احساس ہے کہ اسلام نے تاریخ میں ان کو جیسی اعلیٰ اور قومی حیثیت دی تھی اس کو دوسری قوموں نے اس سے چھین لیا۔ اس وجہ سے موجودہ زمانہ کے مسلمان سارے دنیا میں احساس مظلومی میں مبتلا ہیں۔ دوسری قوموں کو ظالم اور اپنے کو مظلوم سمجھے ہوئے ہیں۔ کہیں امریکی، کہیں روسی، کہیں ہندو، کہیں یہودی اور کہیں اور قوم انھیں اپنے موجودہ مسائل کی ذمہ دار نظر آتی ہے۔ اس نفسیات کا نتیجہ یہ ہوا کہ موجودہ زمانہ میں ان کی تمام سرگرمیاں محض بے فائدہ احتجاج بن کر رہ گئیں۔

اس کا اثر مسلمانوں کی صحافت پر بھی ہے۔ موجودہ زمانہ کی مسلم صحافت کا کوئی ایک مشترک نام دینا ہو تو وہ یقینی طور پر احتجاج ہوگا۔ آج مسلمانوں کا ہر اخبار اور رسالہ ایک قسم کا احتجاج نامہ بن کر رہ گیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی صحافت کا واحد مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے قومی کیس کی وکالت کرے۔ جب کہ صحیح مسلم صحافت وہ ہے جو اسلام کی وکالت کرنے والی ہو۔ جو اصولی بنیادوں پر چلائی جائے نہ کہ قومی بنیادوں پر۔

قومی وکالت میں قومی مسائل توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام کی وکالت یہ ہے کہ خدا کے دین کو خدا کے بندوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے پچھلے زمانوں میں بے شمار رسول بھیجے اور ان کے ساتھ کتابیں اتاریں۔ مگر یہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکیں۔ اس کے بعد پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ ان پر جو کتاب اتری اس کو خدا نے کامل طور پر محفوظ کر دیا۔ اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ اس صحیح آسمانی ہدایت (قرآن) کو تمام انسانوں اور تمام قوموں تک پہنچائیں۔ مسلم صحافت حقیقتاً وہی ہے جو اس طرز کی اسلامی دعوت کی نمائندہ ہو۔

مسلم صحافت اور اسلامی صحافت دونوں میں بظاہر تھوڑا فرق نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت کے اعتبار سے دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ایک قومی صحافت ہے اور دوسری اصولی صحافت۔ ایک انسان کی نمائندہ ہے اور دوسری خدا کی نمائندہ۔ ایک کا مرکز توجہ دنیا کے مسائل ہوتے ہیں اور دوسری کا مرکز توجہ آخرت کے مسائل۔

مسلم قومی صحافت دوسری قوموں کو حریف کے روپ میں دیکھتی ہے جبکہ اصولی اسلامی صحافت

کے لئے دوسری قومیں مدعو کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مسلم قومی صحافت کے نزدیک دوسری قومیں ہم سے ہمارا اثاثہ چھیننے والی ہیں۔ جبکہ اسلامی سیاست کے نزدیک اصل واقعہ یہ ہے کہ ہمارے پاس دوسری قوموں کیلئے خدا کی ایک امانت ہے جس کو ہمیں ان قوموں تک پہنچانا ہے۔

پہلی صورت میں ہمارے اندر دوسری قوموں کے لئے نفرت کے جذبات ابھرتے ہیں۔ جب کہ دوسری صورت میں تمام قومیں ہمارے لئے محبت کا موضوع بن جاتی ہیں۔

یہ موجودہ زمانے کی سب سے بڑی فکری غلطی ہے جس میں دنیا کے تمام مسلمان مبتلا ہیں۔ اس وقت مسلمانوں پر دوسری قوموں کی طرف سے جو کچھ بیت رہا ہے وہ حقیقتاً ہماری اس کوتاہی کی خدائی سزا ہے۔ جب تک مسلمان اپنی اس غلطی کی اصلاح نہ کریں گے وہ اسی طرح دنیا میں بے قیمت بنے رہیں گے۔

مسلم قیادت موجودہ زمانہ میں سب سے زیادہ ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اس کی وجہ قیادت کی یہ غلطی ہے کہ اس نے مسلمانوں کے مستقبل کو تعمیر کے بجائے سیاست میں تلاش کیا۔ سیاست کا مطلب عملی طور پر یہ ہے کہ اپنے مسائل کیلئے دوسروں کے خلاف مہم چلائی جائے جب کہ تعمیر یہ ہے کہ اپنے مسائل کیلئے خود اپنے اوپر بھروسہ کیا جائے۔

کرنے کا اصل کام یہ تھا کہ قوم کو اس حیثیت سے تیار کیا جائے کہ لوگوں کا شعور بیدار ہو۔ ان کے اندر کردار کی طاقت پیدا ہو۔ وہ تعلیم میں اونچے ہوں۔ وہ باہم ایک ہو کر رہنا جانیں۔ اقتصادی شعبوں میں انھوں نے اپنی جگہ بنائی ہو۔ صحافت اور ابلاغ عام میں وہ دوسروں سے پیچھے نہ ہوں۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کو یہ فکر دی جائے کہ صاحب نظریہ ہیں۔ اور انھیں بامقصد انسان کی حیثیت سے لوگوں کے درمیان رہنا ہے۔

انھیں چیزوں کے اوپر کسی قوم کی زندگی کا دارومدار ہے۔ مگر مسلم قیادت نے موجودہ زمانہ میں یہ کیا کہ اپنی تیسرے درجہ کی صحافت میں صرف دوسروں کے خلاف احتجاج اور مطالبہ کی مہم چلائی۔ اس نے خود اپنی تعمیر کے لئے وقت کے تقاضوں کے مطابق کوئی کام نہیں کیا ●●

ایک خوبصورت تصویر

تحریر: وی اس کھانڈیکر

ترجمہ - احمد عباسی ممبئی

خاص نمبر کے لئے تصویر کی فرمائش؟ اور وہ بھی سب سے زیادہ معیاری رسالے کی جانب سے —— تو پھر —— اس سے بڑھ کر خوشی اور کیا ہوگی! کسان کی خوبصورت لڑکی کو اپنی خوبصورتی کا احساس نہیں ہوتا لیکن —— اچانک شادی کا پیغام لے کر آ جائے تو پھر اس کے دل کی گہرائیوں میں تعجب اور تحیر کی لہریں موجزن نہیں ہوتیں کیا؟ اس نوجوان مصور کی حالت بعینہ یہی ہوئی۔

اس کے چشم تصور کے سامنے فلک بوس مندر کھڑا ہو گیا۔ "اس خوبصورت مندر کی بنیاد آج مجھے ڈالنی ہے تصویر اتنی دلکش ہو کہ ——

صبح و شام وہ سمندر کے کنارے جا کر بیٹھنے لگا۔ دوسرے پاکھ کی اشٹمی (آٹھویں تاریخ) کا عین آدھی رات کا طلوع ماہتاب اس نے دیکھا۔ پہاڑی پر سے نظر آنے والی بھیانک زمین کا بھی اس نے مشاہدہ کیا لیکن اس کا دل کہیں بھی نہیں لگا۔ شیر خوار بچے کو اگر بھوک لگی ہو اور خالہ چاچی یا بہن اسے کتنی ہی شفقت سے گلے لگائے تب بھی اس کا رونا کیسے بند ہوگا! اسے تو ماں ہی اپنی آغوش میں۔

اس کی تشنہ فنکارانہ نگاہ کو آغوش مادر ملا۔ کھیت میں سے گزرنے والی پگڈنڈی سے گزرتے وقت اس نے غیر ارادی طور بائیں جانب دیکھا۔ بوائی بس ابھی ختم ہو گئی تھی۔ سرسبز کیاری کے درمیانی حصے میں چند کبوتر بڑے دلنشین انداز میں بیٹھے تھے۔ دور سے دیکھنے والے کو گمان ہوتا کہ میدان میں کسی نے سفید پھولوں کا ڈھیر لگا رکھا ہے۔ مصور کے قدم آہستہ آہستہ اس جانب بڑھے۔ کبوتر بیچ بیچ میں گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ اور چونچ سے کچھ اٹھا رہے تھے۔ ہرے قالیچے کے درمیان ان کے آہستہ آہستہ خرام سے جو رقص پیدا ہو رہا تھا اسے دیکھ کر مصور مبہوت ہو گیا۔ ناریل کے اونچے درختوں کا پس منظر، حال ہی میں اُگے ہوئے چاولوں کے پودوں کا ہرا رنگ، سفید کبوتر، کتنا خوبصورت سین ہے۔ امریکہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہوئے کولمبس کو کتنی خوشی ہوئی ہوگی اس کا اندازہ مصور کو ہوا۔

اپنے شاعر نہ ہونے کا اسے افسوس ہوا، کتنا خوبصورت سین تھا وہ! اور ان کی حرکتیں دلنشیں! اس خوبصورت تصویر کی سحر کاری بانجھ عورت معصوم بچے کی طرف جس حسرت بھری نظر سے دیکھتی ہے وہ حسرت اس وقت اس کی فنکارانہ نگاہ میں دکھائی دے رہی تھی۔

"ہُو ہُو ہو" ان کھٹور الفاظ سے اس کے فنی مراقبے میں خلل پیدا ہو گیا۔ لنگوٹی پہنے ہوئے ایک کالا کلوٹا آدمی دور سے ہی ان کبوتروں کو ڈراتے ہوئے مصور کی جانب آ رہا تھا۔ وہ دل خراش آواز سن کر اپنے مراقبے میں خلل ڈالنے والے آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔ کسان کی طرح دکھائی دینے والا وہ آدمی قریب آتے ہی مصور غصے سے بولا "ارے پاگل ——"

"میں پاگل اور تم بڑا عقلمند رے کیا؟" وہ غیر مہذب زبان میں نفرت سے بولا۔

"کیسے خوبصورت انداز میں بیٹھے تھے پرندے!"

"بالکل اپنا پیٹ کا خاطر بیٹھا نہیں تھا کیا؟"

"میں ان کی تصویر بنانے والا تھا"

"تمہارا تصویر ہوگا لیکن میرا مال بچا مر جائے گا ان کا کیا؟"

معلوماتی

عبدالستار انصاری

اشیائے خوردنی میں ملاوٹ

زہر خورانی کا سب سے آسان طریقہ اشیائے خوردنی اور ادویات میں ملاوٹ کا ہے اب لوگ اس کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ اس کی کوئی شکایت بھی نہیں کرتے۔ اگرچہ دھیرے دھیرے ان کی صحت گرتی جا رہی ہے۔ قویٰ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ بینائی کم ہوتی جاتی ہے اور وہ مختلف امراض کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔

ہمارے ملک میں پورا معاشرہ اس طرح کی زہر خورانی کا شکار ہے۔ اشیائے خوردنی اور ادویات کے ذریعہ جو زہر رسانی کی جاتی ہے، وہ زہر رسانی ہی نہیں سمجھی جاتی۔ اور اس سنگین جرم کے مرتکب سماج میں بالکل معصوم اور بے گناہوں کی طرح رہتے ہیں — جو اشیاء خوردنی اور ادویات ہم روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس کس میں اور کتنا زہر ملا ہوا ہے،

آئیے چند اشیاء کا تجزیہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ ان میں ملاوٹ کس طرح کی جاتی ہے۔ اور اس کے کیا کیا مضر اثرات ہوتے ہیں۔

۱۔ آٹے میں پسا ہوا پتھر یا سیل کھڑی ملائی جاتی ہے جس سے آنتیں چھلنی ہو جاتی ہیں، اور پیٹ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ ارہر کی دال میں کھیساری کی آمیزش سے اس کے استعمال کرنے والے اپاہج ہو جاتے ہیں (ان دونوں دالوں میں بہت مماثلت ہوتی ہے، اور عام نظر سے دیکھنے میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا) قانوناً کھیساری کی خرید و فروخت ممنوع ہے۔

۳۔ سرسوں کے تیل میں بھٹ کٹیلا (ایک جنگلی خودرو پودا ہوتا ہے) کے بیجوں کا تیل ملایا جاتا ہے، جس سے بیری بیری مرض ہو جاتا ہے۔ اور بینائی کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

۴۔ کٹی ہوئی پان کی سپاری جسے چھالیہ بھی کہتے ہیں، اس میں چھوہارے کی گٹھلی کاٹ کر ملائی جاتی ہے۔ جو آسانی سے دانتوں سے چبتی ہے لہٰذا نہ ہضم ہوتی ہے۔ اس سے بھی آنتیں چھلنی ہو جاتی ہیں اور (APPENDICITIS) کا مرض ہو جاتا ہے۔ جس میں آپریشن نہ کرانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

۵۔ چاندی کے کٹے اوراق کی جگہ جستے یا ٹن کے ورق دیے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال سے بھی آنتیں خراب ہو جاتی ہیں۔

پسے ہوئے مسالے تو اکثر ملاوٹی ہوتے ہیں۔ چند نمونے حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیاہ مرچوں میں پپیتے کے بیج۔

۲۔ پسی ہوئی لال مرچوں میں پسی ہوئی اینٹ۔

دیسی ادویہ میں عام طور پر شہد اور زعفران کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ شہد میں گڑ یا شکر ملائی جاتی ہے، اور زعفران میں مکا بھٹے کی رنگی ہوئی بالیاں۔ یہی وجہ ہے کہ ان قیمتی ادویہ کے استعمال سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔

ایلوپیتھک کی اصلی ادویات کی جگہ نقلی اور مصنوعی ادویات کا بازار میں انبار ہے۔ اصلی ادویات کا لیبل لگا کر مصنوعی ادویات خوب فروخت ہوتی ہیں۔ جن کے استعمال سے مرض کا ازالہ تو کجا اور نقصان ہوتا ہے۔ مریض کو طرح طرح کے نئے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔

اشیاءِ خوردنی کے ضمن میں مٹھائیوں کا ذکرہ گیا ہے۔ مٹھائیوں میں عموماً نقصان دہ رنگوں کی آمیزش کی جاتی ہے جو مضرِ صحت ہوتے ہیں۔

آج کل کی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بازار میں کئی طرح کے سامانِ آرائش و افزائشِ حسن ملتے ہیں۔ ان میں اصلی بھی ہوتے ہیں اور نقلی بھی۔ اصلی بہت مہنگے ہوتے ہیں۔ اور عام گھرانوں کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ نقلی سستے ہوتے ہیں جن کو نچلے اور متوسط طبقے کی مستورات کثرت سے استعمال کرتی ہیں، جن میں ان کے قدرتی حسن میں اضافے کے بجائے ان کی جلد کو بہت نقصان پہنچتا ہے، اور وہ بدصورت ہو جاتی ہیں۔ نقلی سستی اور خراب لپ اسٹک لگانے سے ہونٹوں پر سفید داغ ہو جاتے ہیں۔ سستے غازے لگانے سے چہرہ کی جلد خراب ہو جاتی ہے۔ اور سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں۔

ملاوٹی اشیاء سے بچیئے، ان کے استعمال پر روک لگانے اور ان کے بنانے پر پابندی عائد کرنے کیلئے افراد، سماجی انجمنوں اور حکومت وقت کو ایک دوسرے سے تعاون کر کے تدابیر کرنا پڑیں گی۔ جس میں وقت لگے گا۔ فوری طور پر ہر فرد ملاوٹی اشیاء کے استعمال سے بچ سکتا ہے اگر مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل پیرا ہوا جائے۔

۱۔ پسے ہوئے آٹے کی جگہ گیہوں پسوا کر استعمال کیا جائے
۲۔ پسے ہوئے مسالوں کی جگہ کھڑے مسالے لے کر پسوا لئے جائیں۔
۳۔ رنگین مٹھائیوں کے استعمال سے بچا جائے۔
۴۔ آرائشِ جمال اور افزائشِ حسن کا سامان خود گھر میں شہناز حسین صاحبہ کے نسخوں کے بموجب تیار کر کے استعمال کیا جائے۔ جہاں تک ہو سکے اشتہاری اور بازاری سامان نہ خریدا جائے اگر خریدا ہی جائے تو اچھے کارخانوں کا خریدا جائے ــ۰ــ

سمندر میں ہمالیہ سے اونچے نمک کے پہاڑ

دُنیا کے سب سے اونچے پہاڑ کبھی کسی نے نہیں دیکھے۔ پہاڑوں کا ایک ایسا سلسلہ جو ماؤنٹ ایورسٹ سے دگنا بلند ہے لیکن یہ سمندروں کے اندر ہے دھرتی کے اوپر نہیں۔

یہ دکھائی نہ دینے والی چوٹیاں دُنیا میں صرف سب سے اونچی ہی نہیں بلکہ یہ نمک قدرتی گیس اور خام تیل کا سب سے بڑا واحد اہم وسیلہ بھی ہیں۔

یہ کوئی ۳۰ چوٹیاں ہیں جو ایک وسیع پہاڑی سلسلے پر مشتمل ہیں اور قریب قریب خالص نمک کی بنی ہوئی ہیں اور یہ میکسیکو کی خلیج میں تقریباً ۳ میل چوڑی اور ۲۵ میل لمبی کھائی میں دبی ہوئی ہیں۔

نمک کے یہ پہاڑ نہ صرف بلندی کا سا ریکارڈ قائم کر رہے ہیں بلکہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ انوکھی اور عجیب و غریب شکل و صورت کے ہوں گے ایک مثالی چوٹی ۴۰ ہزار فٹ یا اس سے زیادہ بلندی تک جائے گی اور یہ نمک کی ایک ایسی نازک سی ٹھنڈی پر کھڑی ہے جس کا قطر صرف آدھا میل ہوگا۔ چوٹی کی اوپر کی سطح قریب تین یا اس سے بھی زیادہ میل پھیلی ہے کھمبی یا ککرمتے کی مانند اوپر پھیلی ہوتی ہے۔

دُور سے پہاڑ اور چوٹیاں لہروں کی مانند ہیں اور پانی کی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے آنسو کا دیو قامت قطرہ ریتلے پتھروں میں معلق ٹھہرا ہوا ہو۔ جو لوگ قدرتی مظاہرات وغیرہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے لئے جہاں اُن پہاڑوں کی عجیب و غریب جسامت اور شکل و صورت تسلی بخش ہوگی وہاں قدرتی وسیلوں کے ماہرین ان میں پائے جانے والے مالامال ذخیروں سے بہت خوش ہیں۔ ان سے جو خام تیل نکالا جائے گا صرف اسی ایک چیز کی سالانہ مقدار کی قیمت ایک ارب ڈالر ہوگی۔

قدرتی گیس اور قدرتی سیال گیس بھی ان چوٹیوں میں بہتات موجود ہے۔

نمک کے ان پہاڑوں کی گول چوٹیوں سے تیل کی نکاسی جنوری ۱۹۰۱ء میں بیو ماؤنٹ (ٹیکساس) کے نزدیک مشہور سپنڈل ٹاپ فیلڈ سے شروع ہوئی تھی جب اس کی کھدائی کا آغاز ہوا تو لوگ اس کا تمسخر اڑاتے تھے لیکن ان کے عدم یقین والی تمسخرانہ باتیں جلد ہی دریافت کئے ہوئے کنوؤں سے اُمڈ اُمڈ کر آنے والے تیل کے سیلاب میں غرق ہو گئیں۔

نمک کی ان چوٹیوں اور ان کے مالامال ذخیروں کی دریافت میں مدد دینے کے لئے ماہرین ارضیات نے نمک کے پہاڑوں کی ساخت کے متعلق تاریخ نئے سرے سے مرتب کی ہے۔

کوئی ۱۵ کروڑ برس پہلے میکسیکو کی خلیج ایک اُتھلا سمندر تھی۔ جو بالآخر کئی ہزار فٹ گہرے نمک کے وسیع ذخیرے چھوڑ کر خشک ہو گئی خلیج میں گرنے والے قدیم دریاؤں نے گارے اور ریت کی تہیں اس نمک کی تہہ پر جما دیں۔ یہ ذخیرے بڑھتے بڑھتے مسی سی پی۔ لوئی زیانا ٹیکساس اور میکسیکو کی ریاستوں کے بڑے بڑے حصے بن گئے۔

اربوں برسوں کے بعد ریت اور گارے کا بوجھ اس قدر بڑھ گیا کہ قدیم سمندری خلیج کی تہہ دھنس گئی۔ اس سے ایک ایسی کھائی بنی ہے جو سمندر کی سطح سے اوسطاً ۵ میل نیچے چلی گئی ہے۔

یہ بوجھ نمک کے لئے بھی ناقابل برداشت ہو گیا جو پگھلنے اور بہنے لگا شدید دباؤ سے بچنے کی کوشش میں یہ پگھلا ہوا نمک سطح پر پڑی ہوئی چٹانوں کے کمزور حصوں میں داخل ہو گیا۔ یہ چٹانیں بڑے بڑے ٹکڑوں کی صورت میں ٹوٹ پھوٹ گئیں جو تیل اور قدرتی گیس کے ذخیروں کے لئے ایک بھنڈار (حوض) سا بن گئیں۔

غالباً انہی انسان کی نظروں سے چھپے ہوئے دنیا کے اونچے پہاڑ اب سائنسی آلوں کے ذریعہ بالواسطہ طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ ●●

> نقش کوکن کے مضامین نظم و نثر سے متعلق آپ کی زریں آراء کا ہمیں انتظار رہے گا۔ (ادارہ)

• ڈاکٹر مرزا انور بیگ

فن شناس، سخن فہم، مہمان نواز اور مخیر ہستی

جناب محمد کمال

چند روز قبل بمبئی شہر کے ادبی و ثقافتی حلقوں میں یہ خبر گرم ہوئی کہ شہر میں ایک معزز ہستی جو بیک وقت سخن فہم بھی ہے اور غریب پرور بھی کچھ دنوں کیلئے یہاں قیام پذیر ہے۔ — دیار غیر ہانگ کانگ میں مستقل سکونت رکھتے ہیں اور وہیں اردو کی شمع روشن کرنیوالی ادب شناس اور سخن نواز اس ہستی کا نام محمد کمال ہے۔ ان کا شمار دنیا کے چند امیر ترین اشخاص میں ہوتا ہے۔ ہانگ کانگ میں آپ کے محل نما بنگلہ میں اکثر و بیشتر ادبی و شعری نشستیں منعقد ہوتی رہتی ہیں اور ہند و پاک کے شعراء کرام اور غزل سرا حضرات کا قیام نیز شعر و سخن کی محفلوں کا انعقاد روزانہ کا معمول ہوگیا ہے۔ آپ فنکاروں، ادیبوں اور شاعروں کی خوب حوصلہ افزائی کرتے ہیں، ان کی خاطر مدارات کا انتظام کرتے ہیں اور اپنے مہمانوں کو انعام و اکرام سمیت رخصت کیا کرتے ہیں۔

ظاہر ہے ایسی شخصیت کے بمبئی میں قیام کی خبر یاران علم و ادب کے حلقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور کچھ دوستوں نے ان کے شایان شان ایک شاندار تہنیتی و خیر مقدمی جلسہ کا انعقاد کیا جس میں شہر کی سربرآوردہ علمی، ادبی، سماجی، سیاسی و دیگر معزز ہستیوں نے شرکت کی۔

جناب کمال صاحب اپنی عمر کی چھٹی دہائی پار کر چکے ہیں۔ آپ کی دلکش شخصیت کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ اپنی جوانی میں کافی خوبصورت اور پرکشش رہے ہوں گے ان کی نرم مزاجی، خاکساری اور نرم گفتاری کو دیکھ کر کوئی بھی ان کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

شاعروں، ادیبوں، صحافیوں اور معزز شخصیتوں کے درمیان گل پوشی کی رسم ادا ہوئی۔ سپاسنامہ دیا گیا۔ لوگوں نے تحائف پیش کئے۔ شاعروں و ادیبوں نے اپنے شعری مجموعے اور ادبی شاہکار نذر کئے۔ مقررین نے آپ کی شخصیت پر اظہار خیال کیا۔ ویڈیو اور فوٹو کیمرے اس شام کے یادگار لمحوں کو قلم بند کرنے میں منہمک تھے — لیکن وہاں پر موجود تمام اراکین میں سے شاید ہی کوئی جناب کمال کی زندگی کے ابتدائی ایام سے واقف تھا۔ ورنہ لوگوں کی عقیدت کسی قدر اور بڑھ گئی ہوتی۔

ہند و پاک کی آزادی کے بعد جناب کمال کا سارا خاندان فرقہ وارانہ فسادات کی نذر ہو چکا تھا۔ ان کے لئے کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا تھا اور نہ ہی زندگی کا کچھ مقصد۔ یقیناً ان دنوں انہیں خودکشی کرنے کا خیال ضرور آیا ہوگا۔ ایسے وقت میں ان کے ایک دوست نے ان کی پذیرائی کی۔ وقت نے مرہم رکھا۔ جب حالات سازگار ہوئے تو دونوں حضرات نے اپنا مشترکہ بزنس شروع کیا۔ ان کے کاروبار میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کا بزنس ہندوستان کی حدود سے باہر سنگاپور، ہانگ کانگ سے ہوتا ہوا یورپ اور امریکہ تک پھیل گیا۔ اسی دوران موت نے ان کے رفیق کار کو ان سے چھین لیا۔ آپ نے اپنے دوست کے تمام اہل و عیال پر

اپنا دستِ شفقت رکھا۔ اور ان کے بچوں کو اپنی اولاد کی طرح پالا۔ خود شادی نہیں کی کہ شاید غرض سے کوتاہی ہو۔ سچ ہے ایسی ہستی سے یقیناً کسی کو بھی عشق ہو جائے گا۔

غریب پروری کا اندازہ اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ جب کبھی اپنے آبائی وطن آتے ہیں تو ضرورت مند حضرات کا تانتا سا بندھ جاتا ہے اور ہر فرد اپنی ضرورت سے زیادہ پاتا ہے۔

رسمِ گلپوشی کے بعد شعری نشست کا آغاز ہوا جس میں ممبئی کے نوجوان اور کہنہ مشق شاعروں نے سامعین کو اپنے بہترین کلام سے نوازا اور خوب داد و تحسین حاصل کی۔ چائے کے وقفے کے بعد رات میں تقریباً ایک بجے محفل کا دوسرا دور شروع ہوا۔ جو محفلِ سماع کی شکل میں تھا۔

اس مضمون کو لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ فن و سخن نواز کمال صاحب کی شخصیت کو نذرانۂ محبت و خلوص پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ بھی اس تربیت کے توسط سے جو نقشِ کوکن کے نام سے ۲۵ برسوں سے اردو ادب کی خدمت کر رہا ہے۔ اس رسالہ میں بہترین معیاری، ادبی اور دوسرے معلوماتی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس رسالہ کے سرپرست و نگراں جناب ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب کاروباری شخص ہونے کے باوجود ...سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اب تک ہزارہا خواہشوں کے باوجود بہترین آفسیٹ پرنٹنگ اور گیٹ اپ کے بجائے یہ رسالہ مجبوری میں پرانی طرز پر لیتھو پرنٹنگ پر چھپتا ہے۔

ساغر ملک

نغمۂ مہاراشٹر

میرا مہاراشٹر میرا مہاراشٹر

دیش کی آن ہے

دیش کی شان ہے

میرا مہاراشٹر میرا مہاراشٹر!!

اس کی ندیوں کا پانی چمکتا ہوا

سینہ آنچل ساہر سو لہراتا ہوا

میرا مہاراشٹر!

عظمتوں کا نشاں کوہِ سہادری

کہ مہاراشٹر کا یہ ہے سنتری

میرا مہاراشٹر!

سب ہی پیارے اسے شیخ اور برہمن

بھومی سنتوں کی یہ صوفیوں کا وطن

میرا مہاراشٹر!

اس کی الفت مرا جزوِ ایمان ہے

میرا دل، میری جاں اس پہ قربان ہے

میرا مہاراشٹر!

بقیہ: ایک خوبصورت تصویر

مصور تعجب سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔ فن کو زندگی دینے والے کبوتروں کا اور اس جاہل آدمی کے بال بچوں کی موت کا کیا تعلق ہے؟

"تم پھر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا ہے" وہ نفرت بھرے لہجے میں کسان بولا۔ تو مجھے پڑنا ہی ہے بیچ پر۔ آیا ٹیم موئے گھر سے ہوا اور ایک پنچھی بھی تم بھگا نہیں سکے کل اپنے تو یہ بیج۔ سن لو بابا اگر یہ دانے کبوتر کھا لیتے تو بھوکے ہی مرت جاتے میرے بچے بالے"

★

خاص نمبر میں مصور کی اسی خوبصورت جگہ کی تصویر چھپی وہ لوگوں کو بہت پسند بھی آئی۔ لیکن اس تصویر میں کبوتروں کو جوار کے کھیت میں بیٹھے دکھایا نہیں گیا بلکہ وہ پھر سے آسمان کی طرف اڑ رہے تھے۔ ●●●

شمع فروزاں

گھٹا ٹوپ اندھیرے جب سطح عالم پر محیط ہو جاتے ہیں ۔۔۔ حوصلوں کے قلعے منہدم اور خواہشوں کے محل جب مسمار ہو جاتے ہیں اور پست ہمتی دلوں کو جکڑ لیتی ہے تو ۔۔۔ مایوسی کا جنم ہوتا ہے۔ مایوسی کا دوسرا نام جمود ہے۔

اور ۔۔۔ جمود ہی کو موت کہتے ہیں ۔۔۔

جب انسان کا ایمان ناپختہ ہوتا ہے ۔۔۔ جب اس میں خود اعتمادی کا فقدان ہوتا ہے ۔۔۔ زندگی کی تلخ حقائق کا جب وہ سامنا کر نہیں پاتا ۔۔۔ اور دراصل جب وہ کاہل اور بے عمل رہ کر زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اپنے اوپر مایوسی کو لاد لیتا ہے۔

پھر ۔۔۔ وہ ہر وقت بیزار سا رہتا ہے، ہر کام اس کے لئے جوئے شیر لانے کے مترادف بن جاتا ہے۔ اس لئے زندگی اسے بے مزہ، بے لطف اور بے مقصد نظر آتی ہے ۔۔۔ مایوس انسان کو لاشعور میں دراصل حسد و جلن کا جذبہ پوشیدہ رہتا ہے ۔۔۔ مذاہب عالم نے مایوسی کو گناہ عظیم قرار دیا ہے ۔۔۔ کیونکہ یہی تمام گناہوں کی ماں ہے ۔۔۔ انسان جب بغیر کسی کوشش و جد و جہد کے کامیابی کا خواہاں ہوتا ہے تو بہر حال اسے ناکامی ہوتی ہے ۔۔۔ اور مایوسی اسی ناکامی کی دین ہے ۔۔۔

کبھی کبھی ۔۔۔ باوجود کوشش کے بھی کامیابی دور دور رہتی ہے۔ مگر اپنے اوپر مایوسی طاری کرنے سے تو مزید ناکامیاں ہی میسر ہوں گی ۔۔۔ انسان کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ سکھ دکھ کی آنکھ مچولی تو ہوتی رہتی ہے ۔۔۔ مشکلات پر ماتم کرنا اپنی خوشیوں کو نیلام کرنے کے مترادف ہے ۔۔۔ ذرا سنجیدگی اور وسیع النظری سے مطالعہ کریں تو خوشیاں و ناکامیاں انسان کو اس کے قریب ہی نظر آئیں گی۔

مفکروں کا کہنا ہے کہ مایوسی تمام ذہنی امراض کی جڑ ہے ۔۔۔ وہ انسان کو احساس کمتری، بزدلی اور پست ہمتی جیسی چیزیں تو دیتی ہے اور ۔۔۔ اور اس میں سے زندہ رہنے اور زندگی کے حسن سے فیضیاب ہونے کے جذبے تک کو نکال دیتی ہے۔ دوسروں کی دھن، لگن اور جد و جہد اس کے لئے گراں بن جاتی ہے۔ اسے دنیا میں ہر چیز بے مقصد نظر آتی ہے اور ۔۔۔ وہ اپنی زندگی کے قیمتی اوقات محض یہ سوچنے میں گنوا دیتا ہے کہ آخر زندگی کا مقصد کیا ہے ۔۔۔ انہیں خیالات میں کارواں اس سے بچھڑ جاتا ہے ۔۔۔ خود کو تنہا پا کر اس کے قدم لڑکھڑاتے ہیں اور منزل تک پہنچنے کا حوصلہ کھو دیتا ہے ۔۔۔ اور مایوس انسان کو ہر گلستاں میں خزاں نظر آتی ہے۔

وہ افراد یقیناً قابل ستائش ہیں جنھوں نے زندگی کو جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں سمجھتے ہوئے بھی مایوسی کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیا ۔۔۔ انہی افراد نے اپنے قوموں کی تاریخ بنائی ۔۔۔

ورنہ ۔۔۔
مایوسی کے اندھیرے میں گھٹ گھٹ کر تو کئی قوموں نے دم توڑ دیا ۔۔۔ اور کئی تہذیبیں فنا ہو گئیں ۔۔۔

مبارک کاپڑی

تصویریں

ڈاکٹر ساجدہ نسرین

مجھند ارجونیر کالج دہیور ضلع رائے گڑھ کے پرنسپل جناب اے ۔ اے ۔ واحد کی دختر نیک اختر ڈاکٹر ساجدہ نسرین نے امسال ڈاکٹر عبدالحق یونانی میڈیکل کالج کرنول سے بی یو ایم ایس کی ڈگری حاصل کی ۔ ۱۹۶۲ء میں دہیور ضلع رائے گڑھ میں پیدا ہونے والی یہ ہونہار طالبہ ۱۹۷۹ میں دہیور سے بارہویں کا امتحان پاس کر کے اپنے آبائی وطن کرنول آندھرا پردیش پہنچی تاکہ اپنے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کر سکے ۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے کامیابی عطا فرمائی اور فرسٹ کلاس آئی ۔ میڈیکل کے چوتھے سال ڈاکٹر نسرین نے امراض نسواں GYNACLOROGY میں سب سے زیادہ نمبرات حاصل کئے اور ایک ریکارڈ قائم کیا ۔ اب B.U.M.S. میں کامیابی کے بعد مستقبل میں ان کا ارادہ ہے کہ امراض نسواں میں M.D. کریں اور ایک مثالی ڈاکٹر بن کر عوام کی بالخصوص مستورات کی خدمت انجام دیں ۔

آپ کے قبلہ والد صاحب ایک ماہر تعلیم ہیں اور پرنسپل کی حیثیت سے برسوں کوکن میں خدمت انجام دی ہے ۔ آپ کے بھائی ڈاکٹر این اے واحد ایک نوجوان سائنس داں ہیں اور کینیڈا میں اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں ۔ آپ کی بھابھی پروفیسر نفیسہ مہاراشٹر کالج میں نرگس کی استاد تھیں جو فی الوقت امریکہ میں ہیں ۔ دیگر بھائی بہنوں میں متعدد گریجویٹ ہیں ۔ اس طرح ایک تعلیمی ماحول نے ڈاکٹر ساجدہ نسرین کو اپنے ارادوں میں آگے بڑھنے میں اور خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے میں کافی مدد دی ہے ۔

ڈاکٹر ساجدہ کے بلند عزائم و جواں ہمتی کو دیکھ کر آس بندھتی ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود کو پا کر نہ صرف اپنے آباء و اجداد بلکہ قوم و ملت کے لئے بھی باعث صد افتخار ہوں گی ۔ ۔ ۔

عبدالرزاق پربھولکر

گودلکوٹ حلقہ نمبر ۸ ، جس میں گوکھلے ، سیوڑنے اور ناخدا محلہ شامل ہے ۔ مشہور و معروف ہستی جناب عبدالرزاق پربھولکر چپلون میونسپل کارپوریشن کے لئے بلا مقابلہ منتخب کر لئے گئے ہیں ۔

عبدالرزاق پربھولکر اپنے گاؤں کی فلاح و بہبود کے لئے ہر آن کوشاں و سرگرم عمل رہتے ہیں ۔ چپلون میونسپل کارپوریشن کی تاریخ میں پہلی بار گودلکوٹ کا فرد اس حلقہ انتخاب سے نہ صرف چن لیا گیا بلکہ بلا مقابلہ منتخب ہوا ہے ۔

پربھولکر صاحب ایک مخلص ، خلیق ، ملنسار اور سرگرم عمل شخص ہیں ۔ ان کا دل قوم کے درد پر دھڑک اٹھتا ہے ۔ اور وہ ہمیشہ اپنے گاؤں والوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں ۔ میونسپل کونسل میں ان کی موجودگی سے گاؤں والوں نے بہت ساری امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں ۔ اور ان کی ذات سے امید قوی ہے کہ وہ اپنے گاؤں والوں کی امیدوں پر پورے اتریں گے اور ان کی مشکلات کو حل کرنے میں پیش پیش رہیں گے ۔

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن

صالحہ رحمٰن ۔ ایوت محل

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی (اقبالؔ)

پروین شیخ ۔ بمبئی ۔ ۸

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا (چکبستؔ)

صادق مسعود ۔ مدن پورہ ۔ بمبئی

کیا خوب حسن و عشق کا ہے یہ مقدمہ
میں چپ کھڑا ہوں لوگ تمہارے گواہ ہیں {سلام مچھلی شہری}

ریحانہ پروین ۔ گیلگاؤں

وہ بچپنے کی نیند تو اب خواب ہو گئی
کیا عمر تھی کہ رات ہوئی اور سو گئے (پروین شاکر)

عبدالمطلب پٹوی ۔ بمبئی

وہ تو بتا رہا تھا کئی روز کا سفر
زنجیر کھینچ کر جو مسافر اتر گیا (ہوش نعمانی)

رفیق غلام حسین تانبو ۔ کوکرے

زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کا پیوند سیا جاتا ہے (فیض احمد فیض)

احمد اقبال قاضی الحورہ ۔ بحرین

دھوپ کو جھوٹا نہیں بولتا یارو
جلتے شہر میں بستی کوئی جلی تو ہے (قتیل شفائی)

فاطمہ عبدالغنی جوگلے ۔ بہشتی کھیڈ ۔ رتناگری

آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں
ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں (غالبؔ)

محمد سعید کنگے ، دھور ، رائے گڑھ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں (اقبالؔ)

سید ظریف عبداللہ ۔ کردہ ۔ داپولی

مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں (غالبؔ)

سیدہ فرح دیبا عابدی ۔ امراوتی

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر (اقبالؔ)

اعجاز اسحاق قاضی ۔ کوکرے ۔ چپلون

ہر نفس عمرِ گذشتہ کی ہے میت فانیؔ
زندگی نام ہے مر مر کے جئے جانے کا (فانیؔ)

سعید محمد صدیق بمبئی ۸

نازکی اس کے لب کی کیا کہئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے (میر تقی میرؔ)

فرقان خان ۔ بمبئی سینٹرل

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد (محمد علی جوہرؔ)

نقش کوکن ادبی پہیلی ۵ کا نتیجہ

۱	ع	م	ل
۲	ع	ق	ل
۳	ع	ط	ل
۴	ع	ش	ق
۵	ع	ق	ل

نقش کوکن ادبی پہیلی نمبر ۵ کے کافی حل نہیں موصول ہوئے۔ البتہ یہ پہیلی قارئین کے لئے کافی مشکل ثابت ہوئی۔ اور کوئی بھی صحیح حل یا ایک غلطی والا حل موصول نہیں ہوا۔ ۲ دو غلطی والے چھ حل موصول ہوئے۔ انہیں پچاس روپے کا انعام بحساب آٹھ روپے پینتیس ۳۵ پیسے فی حل تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

۲ دو غلطی والے حل (فی حل ۳۵/۸ روپئے)

(۱) فرزانہ شیخ، شیخ برہان اسٹریٹ، بمبئی ۸

(۲) انصاری حفیظ الرحمٰن، بہار اسٹریٹ ہائی اسکول چپلون

(۳) مختار مُلّا، آستی، کھیڈ، رتناگری

(۴) عبدالقادر شاہ، کوناپورہ، تعلقہ سنگمیشور

(۵) محمد صادق چنر، آئیڈیل کالج، مہاڈ (رائے گڑھ)

(۶) عفت بیگم سروے، ایس وی ڈی روڈ۔ شریف مینشن بمبئی نمبر ۹

نقش کوکن ادبی پہیلی ۶ کا نتیجہ

۱	م	ح	ب	ت
۲	م	ش	ق	ت
۳	م	ر	و	ت
۴	م	ح	ن	ت
۵	م	س	ر	ت

نقش کوکن ادبی پہیلی ۶ کے بھی نہیں کافی حل موصول ہوئے۔ البتہ یہ پہیلی قارئین کے لئے کافی مشکل ثابت ہوئی۔ اور کوئی بھی صحیح حل، ایک غلطی والے حل یا دو غلطی والے حل موصول نہیں ہوئے۔ تین غلطی والے سات حل موصول ہوئے انہیں پچاس روپے کا انعام بحساب سات روپے پندرہ پیسے فی حل تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

تین غلطی والے حل (فی حل ۱۵/۷ روپئے)

(۱) افتخار النساء انصاری، جان خان چال، مہسلہ، رائے گڑھ

(۲) شوکت قاضی، بابرہ، مہسلہ، رائے گڑھ

(۳) زرینہ کچیلے، کالستہ، چپلون، رتناگری

(۴) الیاس دلاور سرگرو، پوسٹ بکس ۶۸۰۶ ابوظبی

(۵) محمد عارف نائیبے، کرجی، کھیڈ، رتناگری

(۶) افتخار النساء انصاری، جان خان چال، مہسلہ ضلع رائے گڑھ

(۷) شبنم سالوت، راجیواڑی، مہاڈ، رائے گڑھ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۲

۵۰ روپے نقد انعام

حل موصول ہونیکی آخری تاریخ ۲۰ جون ۸۵ء

۱ ک	
۲ ک	
۳ ک	
۴ ک	
۵ ک	

اشارے (دائیں سے بائیں)

۱) بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے ـــــ آب
اور آزادی میں بحر بے کراں ہے زندگی

۲) اصل بات یہ ہے کہ آدمی ـــــ بگاڑنا یا
بنانا عورت کے ہاتھ میں ہے۔

۳) بے وفا کا سر کاٹ دینا اس ـــــ زندہ
چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

۴) ایسی دعوت میں تو سب آنا چاہتے ہیں۔ ـــــ کو
بلانا ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

۵) مجھے معلوم ہے کہ غصے میں آدمی سب کچھ ـــــ سکتا
ہے۔

شرائط:-

۱۔ آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں اس مقابلے میں
حصہ لے سکتے ہیں۔

۲۔ ایک کورے کاغذ پر اس خاکے کو نقل کر کے اسے روشنائی
سے بھر کر روانہ کریں۔

۳۔ کٹے پھٹے، مشکوک اور پنسل سے بھرے ہوئے حل
ناقابلِ قبول ہوں گے۔

۴۔ ایک شخص ایک ہی نام اور پتے سے چاہے اتنے حل
روانہ کر سکتا ہے

۵۔ اس مقابلے میں کوپن کی کوئی قید نہیں۔

۶۔ ہر حل کے ساتھ صرف پچیس ۲۵ پیسے کے غیر استعمال شدہ
ڈاک ٹکٹ روانہ کرنے پڑیں گے۔

۷۔ ایک حل کے پچیس ۲۵ پیسے کے حساب سے آپ کئی حلوں کے
ڈاک ٹکٹ ایک ہی لفافے میں بھیج سکتے ہیں۔

۸۔ اس پہیلی میں استعمال ہونے والے سبھی اشعار اردو کتب
میں شائع شدہ ہیں۔

۹۔ پچاس روپئے کا نقد انعام صحیح حل پر دیا جائے گا۔
صحیح حل موصول نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم غلطیوں والے
حل پر یہ انعام دیا جائے گا یا برابر تقسیم کر دیا جائے گا

۱۰۔ سبھی حل ۲۰ جون ۱۹۸۵ء سے قبل اس پتے پر روانہ کیجیے:
کمپیٹیشن ایڈیٹر ماہنامہ نقش کوکن ۲۴ جیل روڈ ایسٹ
ڈونگری، بمبئی ۹

۱۱۔ ہر صورت میں کمپیٹیشن ایڈیٹر نقش کوکن کا فیصلہ
آخری، قطعی اور قابلِ قبول ہوگا

ڈاکٹر عبدالعلی
ایم ڈی ایف اے سی

امراضِ قلب کا آپریشن بائی پاس کے ذریعے علاج

امراضِ قلب کے آپریشن کے ذریعہ علاج کو بائی پاس سرجری کہا جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں کینسر کے علاوہ موت کی سب سے بڑی وجہ مرضِ قلب ہے جس کا علاج یا تو ادویات سے کیا جاتا ہے یا پھر آپریشن کے ذریعے۔ سب سے پہلے مرضِ قلب کی صحیح تشخیص ضروری ہے۔ سینہ یا چھاتی کا درد سب سے اہم اور پہلی علامت ہے جس کی بنا پر مرضِ قلب کی تشخیص ہوتی ہے۔ سینہ کا درد عام طور سے جسمانی محنت اور تھکن کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یہ درد سینہ سے شروع ہو کر گردن، بائیں ہاتھ یا پیٹ کی طرف پھیلتا ہے۔ اس کے ساتھ عموماً سانس چڑھ گیا، پسینہ آنے لگا نیز سر میں چکر ہوگا۔ دل کی حرکت تیز ہو سکتی ہے۔ اگر دو یا تین منٹ سے زیادہ درد کی شدت باقی رہے تو مریض کو چاہئے کہ وہ فوری لیٹ جائے اور طبی مدد حاصل کرے۔ کیونکہ یہ دل کے دورے کی پہلی علامت ہو سکتی ہے۔

مرضِ قلب کو پہچاننے کیلئے حسبِ ذیل امتحانات کئے جاتے ہیں:۔

۱- ELECTRO CARDIOGRAM جس سے کسی پرانے حملہ قلب اور نبض کی تیز رفتاری یا سست روی کا پتہ چلتا ہے۔

۲- STRESS TEST جس میں مریض کو مشین پر دوڑایا جاتا ہے۔ اس سے قلب کی حرکت کی جانچ ہوتی ہے۔ اگر اس ٹیسٹ میں مریض کے قلب کی بیماری نمایاں ہو جائے تو پھر (۳) CARONARY ARTERIO GRAM کیا جاتا ہے جس سے خون کی نالیوں میں رکاوٹ کا پتہ چلتا ہے۔

جب کسی مریض کے مرضِ قلب کا پتہ چل جائے تو اس کا علاج دو طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ ایک طریقہ ادویات کے ذریعہ اور دوسرا طریقہ آپریشن کے ذریعے۔ ادویات میں INDROL- NITRO- GLYCERINE - SORBITRATE وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے۔ معمولی جسمانی ورزش اور کھانے پینے میں پرہیز ضروری ہے۔ ایسے کھانے کھائے جائیں جن میں آدمی کا وزن کم ہو جائے۔ چربی والے کھانوں سے احتراز کیا جائے۔ شکر، نمک اور ایسے کھانے جن میں CHOLESTEROL زیادہ ہو پرہیز کیا جائے۔ سگریٹ نوشی کی ممانعت، بکرے اور بچھڑے کے گوشت کے بجائے مچھلی اور مرغ کا گوشت کھایا جائے۔ دماغی الجھن سے دور رہے اور انتہائی وزنی چیزیں نہ اٹھائی جائیں۔ آپریشن اس وقت کیا جاتا ہے جب ادویات سے کوئی فائدہ نہ ہو۔ آپریشن کو CORONAR ARTARY BY PASS کہتے ہیں۔ آپریشن میں خون کی ورید دوسرے پیر میں سے کاٹ کر نکالا جاتا ہے۔ اور دل میں اس طرح لگاتے ہیں کہ دل کی شریان کی رکاوٹ کے اطراف سے خون پھر بہنے لگ جائے۔ ایک بار یہ آپریشن کامیاب ہو جائے تب مریض کا سینے میں درد باقی نہ رہے گا اور آئندہ کسی حملہ قلب کا بھی خوف نہ ہوگا۔ اس کے کامیاب آپریشن امریکہ میں بہت عام ہو گئے ہیں۔ یہ آپریشن عموماً ۲ یا ۳ گھنٹے کا ہوتا ہے ——●●

از: واحد محسن

اصلاحِ سخن

اس بار میں نے ابھرتے ہوئے نوجوان شاعر منور عبدالقیوم کی غزل پر فخرِ کوکن قبلہ قیصر رتناگیری صاحب سے بذاتِ خود اصلاح و توجیہ لکھوائی ہے۔ قبلہ قیصر صاحب کی ذاتِ گرامی قارئین کے لئے محتاجِ تعارف نہیں موصوف اپنی ہمہ گیر شخصیت کے باعث کوکن کے شعراء میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ منور قیوم کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ اس نوجوان شاعر میں مجھے آنیوالے کل کا تابناک ستارہ نظر آتا ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ——..

واحد محسن

غزل

منور عبدالقیوم

اصلاح کار: قیصر رتناگیری

خلوص و چارہ (پیار) کی دولت سنبھال کر رکھنا
~~ہر ایک اشک ندامت~~ (جو ہو سکے یہ امانت) سنبھال کر رکھنا

مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اول کا کوئی ربط نہیں تھا۔ لفظ "چارہ" کی جگہ "پیار" کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مصرعۂ ثانی میں "ہر ایک اشکِ ندامت" سے شعر کو کوئی تقویت نہیں پہنچی تھی۔ اصلاح کے بعد یہ خامی دور کر دی گئی ہے۔

سنبھل کہ وقت دکھائے نہ جانے کیا منظر
ملی ہے تجھ کو جو شہرت سنبھال کر رکھنا

شعر درست ہے

ہیں بکھری چاروں طرف کرچیاں وفاؤں کی
~~تو بے وفا کی~~ (تو اپنی خوئے) مروت سنبھال کر رکھنا

وفاؤں کی کرچیاں بکھرنا ہی بے وفائی کی دلیل ہے پھر "بے وفا کی مروت" سے کوئی مطلب اخذ نہیں ہوتا۔ اصلاح نے شعر کی اہمیت بڑھا دی ہے۔

تری تلاش میں ہیں روشنی کے ہنگامے (مینارے)
~~نقوش شب کی یہ تربت~~ (شبِ خموشی کی ظلمت) سنبھال کر رکھنا

مصرعۂ اول میں "ہنگامے" کی جگہ "مینارے" زیادہ موزوں ہے۔ مصرعۂ ثانی میں "یہ" حشو قبیح ذاتی ہے اور شعر بھی غیر مربوط سا تھا۔ اصلاح سے شعر کی تمام خامیاں دور ہو گئی ہیں۔

~~ہزار لہ~~ (زمانہ) تجھ سے منور ~~کرے ہیاں~~ (کیا کرے) نفرت
تو اپنے پیار کی ~~دولت~~ (عظمت) سنبھال کر رکھنا

مقطع میں شاعر کے خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فنی خامیاں دور کر دی گئیں جس سے شعر موزوں ہو گیا اور خوب صورت بھی۔

(ق۔ ر)

سوال آپ کے جواب ہمارے

از:۔ مسٹر تابش توڑ

● ۔۔۔ ایسے سوالات پوچھئے جن سے ایک عام قاری مستفید ہو سکے۔ اور جن میں مفاد عامہ پوشیدہ ہو۔

● ۔۔۔ انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظر انداز کر دیجئے۔

● ۔۔۔ فحش، مہمل اور لا معقد سوالات سے گریز کیجئے۔

● ۔۔۔ نقش کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ (ادارہ)

★ ساجدہ — بمبئی ۸

سوال:۔ زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے
یہ شعر کس کا ہے؟

ج:۔ ثاقب لکھنوی

★ عرفانہ پروین — بمبئی

سوال:۔ اردو کا مشہور ڈرامہ نگار کون ہے؟

ج:۔ آغا حشر کاشمیری

★ صادق مسعود محمد صدیق — مڈھورہ بمبئی

سوال:۔ چٹکنا اور چٹخنا میں صحیح کون ہے؟

ج:۔ دونوں اپنی جگہ صحیح ہیں بشرطیکہ انھیں استعمال کرنے والا بھی صحیح ہو۔ کلی چٹکتی ہے اور چوڑیاں چٹخائی جاتی ہیں۔

★ محمد عارف عبد الستار لالانے — کرجی رتناگری

سوال:۔ علم انسان کو شہرت و عزت دلاتا ہے تو قلم۔۔۔۔؟

ج:۔ بد تہذیبی اور بے حیائی سے

سوال:۔ ہندوستان میں ہونے والے فسادات کا اصل مقصد کیا ہے؟

ج:۔ قتل عام

★ امتیاز اسماعیل چوگلے — بہرولی، کھیڈ

سوال:۔ ہندوستان کے کس شاعر کو نوبل پرائز ملا تھا؟

ج:۔ رابندر ناتھ ٹیگور کو۔

★ اسماعیل طاہر ہمکار — دمام، سعودی عربیہ

سوال:۔ انسان اپنے ماضی کو کیوں فراموش کرتا ہے؟

ج:۔ حال کی رنگینیوں اور مستقبل کے اندیشوں کی وجہ سے

★ عثمان محی الدین چوگلے — آشٹی۔ رتناگری

سوال:۔ کیا یہ سچ ہے کہ کھانا کھاتے وقت سلام کرنا یا جواب دینا ممنوع ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ اس لئے کہ کھانا کھاتے وقت بات کرنا منع ہے۔

★ محمد صدیق عبد الرزاق برڈے — منار۔ بجرپا

سوال:۔ انسان کے پاس ایسی کونسی دو چیزیں ہیں جس کو کوئی چرا نہیں سکتا؟

ج:۔ ۱۔ علم ۲۔ عمل

سوال:۔ بلند بانگ دعویٰ کرنے والا انسان خود شرمندہ کب ہوتا ہے؟

ج:۔ جب وہ اپنے منہ کی کھاتا ہے۔

سوال:۔ زندگی کا صحیح مصرف کیا ہے؟

ج:۔ دوسروں کے کام آنا۔

علامہ اقبال

پیدائش : سیالکوٹ جمعہ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء
بی۔ اے : گورنمنٹ کالج لاہور ۱۸۹۷ء
پہلی مرتبہ مشاعرے میں شرکت : لاہور ۱۸۹۶ء
ایم۔ اے (فلسفہ) : گورنمنٹ کالج لاہور ۱۸۹۹ء
پہلی تصنیف علم الاقتصاد کی اشاعت : لاہور ۱۹۰۳ء
نظم : "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" کی تخلیق : ۱۹۰۴ء
پی ایچ۔ ڈی : میونخ یونیورسٹی جرمنی ۱۹۰۷ء
بار ایٹ لا : لندن ۱۹۰۸ء
بیرسٹری کی ابتدا : لاہور میں ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء
اسرار خودی کی اشاعت لاہور ۱۹۱۵ء
رموزِ خودی کی اشاعت لاہور ۱۹۱۸ء
سر کا خطاب لاہور یکم جنوری ۱۹۲۳ء
بانگِ درا کی اشاعت لاہور مارچ ۱۹۲۴ء
"زبورِ عجم" کی اشاعت لاہور ۱۹۲۷ء
ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاہور ۴ دسمبر ۱۹۳۳ء
بالِ جبریل کی اشاعت لاہور ۱۹۳۵ء
ضربِ کلیم کی اشاعت " " ۱۹۳۶ء
وفاتِ اقبال لاہور ۱۹۳۸ء
ارمغانِ حجاز کی اشاعت (اقبال کے انتقال کے بعد) ۱۹۳۸ء

ہندوستان کی پہلی مرکزی کابینہ (۱۹۵۲ء)

ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریۂ ہند
ڈاکٹر رادھا کرشنن نائب صدر جمہوریہ

۱۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم
۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیم
۳۔ بابو جگجیون رام وزیر محنت
۴۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل وزیر داخلہ
۵۔ سردار بلدیو سنگھ وزیر دفاع
۶۔ چنتامن دیو رگنا تھ دیشمکھ وزیر مالیات
۷۔ شیام پرساد مکرجی وزیر صنعت
۸۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر وزیر قانون
۹۔ ڈی۔ جی۔ مالونکر اسپیکر

جواہر پارے

استاد : استاد کی عزت کرو۔ یہ وہ ہستی ہے جو تمہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی کی راہ دکھاتی ہے۔
(حضور اکرمؐ)

حفاظت : راستی سے نیکی کی ۔ حفظ لیے سے علم کی ۔ نیک روی سے حسن کی ۔ نیک طریق سے خاندان کی ـــــــ سادہ لباسی سے عورت کی عصمت کی حفاظت ہوتی ہے۔
(یحییٰ برمکی)

کردار : کردار ایک ایسا جوہر ہے جو پتھر کو کاٹ سکتا ہے۔
(ورجل)

بادل : بادل کی طرح رہو۔ بادل پھولوں پر ہی نہیں کانٹوں پر بھی برستا ہے۔ (ہارون رشید)

سبق : میں زندگی میں کبھی ناکام نہیں رہا کیونکہ میں نے ہر ناکامی سے کچھ نہ کچھ فائدہ اور سبق ضرور حاصل کیا۔ (ایڈیسن)

کتاب : سب سے قابل قدر ساتھی ہے۔ بشرطیکہ وہ کتاب جو خوب غور کرکے منتخب کی جائے ! ایسی کتاب آدمی کی بہترین دوست اور مشیر ہوتی ہے۔ (ہیرالڈ)

تبصرہ

کتاب: عربک فور ایوری ڈے یوز

- مصنف: یونس اگاسکر
- ناشر: جیکو پبلشنگ ہاؤس بمبئی
- صفحات ۱۰۸، قیمت ۲۲ روپے
- مبصر: ڈاکٹر حامد اللہ ندوی (بمبئی یونیورسٹی)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب انگریزی میں ہے اور مبتدیوں کو عربی زبان سکھانے کے لئے لکھی گئی ہے۔ مصنف نے اس کو چار چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا ہے جن کے عنوان ہیں۔

۱۔ حروف ہجا اور لکھاوٹ

۲۔ بنیادی قواعد

۳۔ بات چیت

۴۔ دنیائے عرب کا سفر

پہلے دو حصوں میں فاضل مصنف نے عربی زبان کے حرف کو ملا کر الفاظ بنانے کے طریقے اور ان الفاظ کو چھوٹے چھوٹے جملوں میں ڈھالنے کے قواعد پر روشنی ڈالی ہے۔ ویسے عربی قواعد ایک وسیع سمندر ہے جن کا احاطہ کرنا اچھے اچھوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسی لئے اس کتاب میں صرف اسی قدر اصول و قواعد دیئے گئے ہیں جن کا ایک مبتدی کے لئے جاننا ضروری ہے۔

دوسرے دو حصوں میں مختلف موضوعات پر بات چیت کی صورت میں متعدد آسان اور چھوٹے چھوٹے جملے ہیں جو روزمرہ کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دیئے گئے ہیں اور کسی بھی عرب سرزمین میں اپنے بنیادی اظہار مدعا کے کام آسکتے ہیں۔

اس طرح بحیثیت مجموعی اس کتاب میں عربی سے متعلق وہ ساری ضروری معلومات دیدی گئی ہیں جو ابتدائی مرحلے میں کام چلانے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لے اور اس میں دیئے ہوئے روزمرہ کی ضرورت کے جملوں کو یاد کر لے تو وہ کسی بھی عرب سرزمین میں پہنچ کر اپنے آپ کو بے ذات اور بے بس محسوس نہیں کر سکتا۔ ٹوٹی پھوٹی زبان ہی میں سہی اپنے دل کی بات سامنے والے تک پہنچا سکتا ہے۔

یونس اگاسکر نے اپنی عملی زندگی کا آغاز درس و تدریس کے پیشے سے کیا ہے۔ سینٹ زیویرس کالج سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ سال رئیس ہائی اسکول بھیونڈی میں مدرس رہے، پھر اردو ریسرچ فیلو کی حیثیت سے مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سنٹر میں ملازمت کی اور پھر مہاراشٹرا کالج کھلا تو وہاں بھی درس تدریس ہی ان کا پیشہ ہے۔ عام طور پر زبانوں کی تدریس کے معاملے میں اسکولوں کا تجربہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے جو فاضل مصنف کو حاصل ہے۔ اسی طرح وہ جب مہاتما گاندھی ریسرچ سنٹر میں فیلو تھے۔ تو ادارہ کی خواہش پر انھوں نے عوام کو ہندوستانی سکھانے کی غرض سے پہلے سے پانچویں جماعت تک کے لئے ہندوستانی ریڈروں کا ایک سیٹ مرتب کیا تھا جو کسی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا، علاوہ ازیں ایس ایس سی بورڈ پونا بھی اردو میں اپنی درسی کتابیں مرتب کرنے کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً کبھی مرتب کی صورت میں کبھی مترجم کی صورت میں اور کبھی مبصر کی صورت میں ان کی خدمات حاصل کرتا رہتا ہے، ظاہر ہے جو شخص پڑھنے پڑھانے کا اور اسکولوں کے لئے درسی کتابیں مرتب کرنے کا اس قدر وسیع تجربہ رکھتا ہو اس کے لئے ایک مفید اور سائنٹفک عربی ریڈر مرتب کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہو سکتی۔

البتہ لوگ یونس اگاسکر کو زیادہ تر اردو کے ایک اچھے استاد اور ادیب اور مراٹھی زبان و ادب کے ماہر و مترجم کی حیثیت سے جانتے ہیں، انھیں جب پہلی بار معلوم ہوا ہوگا کہ یونس اگاسکر نے مبتدی کے استعمال کے لئے ایک عربی ریڈر بھی مرتب کی ہے تو انھیں یقیناً حیرت ہوئی ہوگی کہ اردو کا ایک ادیب عربی کی ریڈر کیسے مرتب کر سکتا ہے کیونکہ دونوں زبانیں نسلی، خاندانی اور لسانیاتی اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل ہی مختلف ہیں۔ لیکن مجھے جب میں

کا علم ہوا تو مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یونس اگاسکر عربی بھی جانتے ہیں اور اس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ میرے اس یقین کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اور عرفان فقیہ جو صدر شعبۂ عربی مہاراشٹر کالج، جب رئیس ہائی اسکول بھیونڈی سے ایس ایس سی کرکے سینٹ زیویرس کالج میں داخلہ لینے کے لئے بمبئی آئے تھے تو انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں میرا ان دونوں سے سامنا ہوگیا۔ میں بھی نیا نیا ندوے سے فارغ ہوکر انجمن میں ملازم ہوا تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ ان دونوں نے ایس ایس سی میں اردو مضامین کے ساتھ عربی بھی لی تھی تو مجھے ان سے دلچسپی بڑھ گئی۔ اور میں نے ان دونوں سے عربی میں ان کی پڑھائی کے متعلق چھوٹے چھوٹے سوالات شروع کر دیئے اور میرے لئے یہ یقیناً حیرت کی بات تھی کہ ان دونوں نے میرے ہر سوال کا جواب عربی ہی میں دیا اور برجستہ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ رئیس ہائی اسکول میں ان دنوں ان کے عربی کے استاد ایک مصری عالم عبدالعزیز عزت تھے جنہوں نے طلبہ میں عربی کا بڑا اچھا ذوق پیدا کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں یونس اگاسکر کچھ سال دینی مدرسہ میں بھی تعلیم پا چکے ہیں جہاں عربی زبان پر خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔

ویسے اردو عربی کے ان جھگڑوں سے الگ ہوکر جب ہم بذات خود زیر تبصرہ کتاب کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف بڑی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہیں۔ سہل، صحیح اور شائستہ انداز میں درسی کتابیں مرتب کرنے کا ان کا جو سالہا سال کا تجربہ تھا وہ یہاں ان کے خوب کام آیا ہے۔ مجھے یہ ماننے اور کہنے میں ذرا بھر تردد نہیں ہے کہ آج بازار میں انگریزی میڈیم کے ذریعے عربی سکھانے والی جو کتابیں رائج ہیں ان میں یہ ایک اچھا مفید اور قابل قدر اضافہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ فاضل مصنف کی یہ کتاب عربی سے دلچسپی رکھنے والے عوام میں ہر طرح سے مقبول ہوگی اور لوگ اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

شمیم ۸۵ء

نام کتاب : ماہنامہ گگن مذاہب عالم نمبر
ایڈیٹر : شمس کنول
صفحات : ۱۲۴۰
قیمت : ۱۵۰ روپئے

ماہ نامہ گگن کے اس خصوصی نمبر میں ۱۳ مذاہب عالم اور ان کے ضمنی فرقوں پر مضامین ہیں۔ ہر مذہب پر مضمون اسی مذہب کے کسی پیروکار کا ہے۔ عموماً بانی مذاہب کے سوانحی خاکے خود جناب شمس کنول صاحب کے لکھے ہوئے ہیں۔

مؤلف نے صفحہ ۹۴ پر یہ لکھ دیا ہے کہ آج دنیا کو ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ضرورت ہے ایک اچھے انسان کی ـــــ اسی لئے دیگر مذاہب میں کہیں کہیں تو مذاہب کا بخیہ ادھیڑا گیا ہے یا اس کی عدم ضرورت پر زور دیا گیا ہے اور کہیں تو گریز کی گئی ہے۔ غرض مذاہب کے متعلق پریشان خیالی کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔ اس کی ترتیب میں شمس کنول صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ نے سات سال لگائے ہیں۔

مذاہب کے بعد ۱۴ متفرق مضامین ہیں، جن میں بعض تو بہت ہی کارآمد ہیں، جیسے "آستانے"۔ اس میں ہندو، مسلم، عیسائی، یہودی اور سکھ وغیرہ کی عبادت گاہوں کی تفصیل ہے۔

ایک باب "خدا آگہی" پر ہے۔ اس میں زیادہ مضامین ایسے ہیں جن سے خدا اور مذہب کی تشکیک ہوتی ہے۔

مذاہب عالم نمبر کا یہ حصہ معلومات کا خزانہ ہے۔ حسب ضرورت اس سے مذہبی، تاریخی و جغرافیائی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں ـــــ جناب شمس کنول صاحب کی یہ سات سالہ کوشش بہرحال قابل تعریف ہے۔ یقیناً دونوں میاں بیوی نے اس نمبر کو مرتب کرنے میں بہت محنت و جانفشانی سے کام کیا ہے۔ قوم کو اس کی قدر کرنی چاہئے۔

(مولوی سمیع اللہ)

گوش برآواز

★ نقش کوکن میں شائع ہونے والے تمام مضامین پڑھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ میں ان تمام قلم کاروں کو اپنی طرف سے دلی مبارک باد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قارئین اس پاکیزہ رسالے کو ہمیشہ روشن رکھیں گے

سلام لے۔ کونچالی
پانگلولی۔ راے گڑھ

★ نقش کوکن کے فروری ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں مضمون "ایک اہم سوال" جو صرف سوال ہی نہیں بلکہ سوچ سمجھ رکھنے والوں کے لئے ایک جواب بھی ہے، بہت پسند آیا۔ ادھر بحرین میں ایک صاحب حال ہی میں آپہنچے ہیں۔ اپنی دختر کی شادی کر کے جب یہاں آئے تو بڑے جوش و خروش میں تھے۔ اس لئے کہ انھیں ایک نامور برٹش کمپنی میں ملازمت ملی ہے۔ مگر آنے کے ۹ دن بعد انھیں ایک نوٹس ملا جس میں تنخواہ کم کرنے کی خبر دی گئی ہے بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر اسے منظور کرتے ہو تو رہو ورنہ واپس چلے جاؤ۔"

خلیج میں بہت ساری کمپنیوں میں ملازمین کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جا رہا ہے ۔۔۔ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے، تو کہنے لگے کہ برٹشوں کو تو سو سال پہلے معلوم ہو جاتا ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے اور اس کے لئے وہ ہر ممکن تدبیر اختیار کرتے ہیں۔ مگر ہم کو کمپنیوں کی آنکھیں بند ہیں۔ انھیں ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔" تب میں نے نقش کوکن کا وہ مضمون انھیں بتایا "ایک اہم سوال ایک اشد ضرورت" پڑھ کر کھسیانے سے ہو گئے۔

اس شمارے کی چھپائی بہتر ہے بہ نسبت پچھلے کئی شماروں کے ۔۔۔ البتہ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن کے بجائے

S.S.C کے طلبہ کیلئے جنرل نالج یا سوال و جواب میں شروع کرلیتے تو بہتر تھا۔

محمد اکمل احمد   بحرین

★ اس سے قبل ایک مراسلہ آپ کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں۔ امید ہے مل ہی گیا ہوگا۔ نقش کوکن برابر مل رہا ہے۔ انگریزی کے صفحات سے نقش کوکن میں کافی نکھار آگیا ہے۔ اور اس کی طباعت بھی آپ کی نگرانی میں کافی نکھری ہوئی ہے۔ انگریزی کے ایک دو صفحات اور بڑھا دیتے تو بیرونِ ہند رہنے والے ہمارے کوکنی اصحاب میں کافی دلچسپی کا باعث ہوتا۔ اور یہ خریدار حاصل کرنے میں کافی سہولت ہوتی۔ نئی جنریشن تو اردو سے ناواقف ہے؛ جیسے پہلا صفحہ اور آخری صفحہ انگریزی میں شائع ہو تو ہماری نئی پود کے لئے سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ اس بار مبارک کاپڑی صاحب کا پہلا اور آخری صفحہ نہایت اثر انگیز ہے۔ ان میں اگر سیاسی رنگ کم ہو تو گورنمنٹ کی بری نظروں سے بھی بچ سکتے ہیں۔ ویسے میں ان کی تحریر کا مداح ہوں۔

ساحر شیوی

★ مارچ کا پرچہ بہت ہی تاخیر سے ملا یعنی ۲۰ مارچ کو۔ یہاں آگیا تھا۔ اگر بیرونِ ہند کیلئے پوسٹنگ کا انتظام تیز تر ہو جائے تو ہماری بے تابیاں اور اضطراب کا مداوا ہو۔

معلوماتی مضامین میں شمس کنول کا مضمون، آپکا ادارِیہ، عباس حسین سرگ، زہریلی ادویہ اور مبارک کاپڑی کا جواب پسند آئے۔ الحمد للہ طباعت میں بھی نفاست محسوس ہوئی۔ انگلش کے صفحے سے متعلق زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو کہہ سکتا ہوں۔

(قاضی فراز)

★ "نقش کوکن" ریگولر کا ایک عام و مستمر اور مستقل قاری ہوں اہتمام سے ہے۔ ہمیشہ ہر رسالہ دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ ماہ فروری سے کچھ نئے کالموں کا اضافہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ خصوصاً "اصلاح سخن" کا کالم بے حد معلوماتی اور فکر انگیز ہے۔ مبتدی شعراء کے لئے یہ سلسلہ کافی سود مند ہوگا۔ اس کے مطالعہ سے فنی و لسانی شعور پیدا ہوگا۔ اس سلسلے کو جاری رکھئے۔

سبز شناس

★ میں رسالے خرید کر پڑھنے کا قائل ہوں۔ اور رسالوں کی اس فہرست میں نقش کوکن بھی پچھلے دس سالوں سے شامل ہے۔ اس میں مختلف لوگوں نے لکھا اور اپنی یاد چھوڑ گئے۔ لیکن مبارک کاپڑی صاحب کی تحریر نے صحیح معنوں میں متاثر کیا۔ ان کا قلم حق شناس ہے۔ اور میرے خیال میں مسلمان کا پہلا فرض حق گوئی ہی ہے، خواہ ظالم بادشاہ کے روبرو ہو۔

سید سبط حسن
بریلوی

★ میں ضلع رتناگری تعلقہ داپولی مقام ہرنی گاؤں کا رہنے والا ہوں فی الحال ملازمت کے سلسلے میں پانچ سال سے بحرین میں ہوں۔ میں ہر ماہ ماہنامہ نقش کوکن پابندی سے پڑھتا ہوں۔ بڑی خوشی ہوگی اگر میرے سوالات نقش کوکن میں جگہ پائیں۔

محمود قاسم پانوسکر

★ ماہ اپریل کا شمارہ ہاتھوں میں ہے۔ یہ پرچہ صوری و معنوی اعتبار سے منفرد اور ممتاز ہے۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ یقیناً نقش کوکن آسمان ادب و صحافت پر طلوع ہونے والا ایسا تابناک ستارہ ہے جو اپنی ضیا پاشیوں سے مدتوں تک ایک عالم کو منور کرتا رہے گا۔ خدائے برتر آپ کے ارادوں کو استقامت بخشے اور نقش کوکن کی پرواز بلند سے بلند تر ہوتی رہے تاکہ تشنہ کامان علم و ادب اس سرچشمہ سے برسوں تک سیرابی حاصل کرتے رہیں۔

آپ کا نیاز مند
بر کارہ تاج الدین تاج
پیوان ۔ مہاڑ گڈھ

★ مارچ کا نقش کوکن قبلہ شام بھارتی کے توسط سے پہلی مرتبہ نظر سے گزرا۔ ایک ایک چیز پسند آئی۔ بالخصوص شمس کنول کا "کھلا سچ" اس بدبخت قوم کے لئے تریاق ہے۔ جو گمراہی کا زہر عرصہ دراز سے پیتی چلی آرہی ہے۔ قرآنی آیات کی تفسیر ایمان تازہ کر دیتی ہیں۔ آخر میں انگریزی میں خبریں نقش کوکن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ کریں گی۔ "اصلاح سخن" کا سلسلہ بہت خوب ہے۔ اسے جاری رکھیں

نسیم اختر نسیم
پرانا بازار دھن باد

عباس حسین سُروے

روزہ — ایک سرسری جائزہ

ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن روزہ ہے۔ تمام عبادات میں ایک مخفی عبادت ہے۔ آدمی کا ہر نیک عمل خدا کے یہاں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے۔ ہر ایک نیکی دس گنی سے سات سو گنا تک پھلتی پھولتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں اس کا جتنا چاہوں بدلہ دیتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے"۔ آپ نے فرمایا ہے کہ "روزہ عبادات کا دروازہ ہے۔ اس واسطے کہ روزے کی حقیقت ترکِ شہوات ہے"۔ چونکہ شیطان آدمی کے باطن میں اس طرح چلتا ہے جیسے خون اس کے بدن میں رواں ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو"۔

حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ "جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو"۔ لوگوں نے پوچھا کس چیز سے؟ فرمایا بھوک سے"۔ حضرت حسن بصری رح کے قول کے مطابق حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے تاکہ اس کے بندے طاعت و عبادت میں پیش قدمی اور زیادتی ڈھونڈیں۔

عوام کا روزہ کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے تک کا ہے۔ جو روزے کا ادنیٰ درجہ ہے۔ مگر خواص کے سامنے اور شرائط ہیں۔ وہ نہ صرف کھانے پینے یا جماع کی حد تک باز رہیں بلکہ اپنے تمام اعضاء و جوارح کو حرکاتِ ناشائستہ سے بچائے خصوصاً ایسی چیزوں کی طرف نظر نہ کرے جس میں شہوت پیدا ہوتی ہو۔ اسی واسطے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے۔ جو خوفِ خدا [illegible]

کرے اس سے بچے گا اس کو ایمان کی ایسی حلاوت عطا فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت اپنے دل میں پائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات نے فرمایا کہ پانچ چیزیں روزہ کو توڑتی ہیں (۱) جھوٹ (۲) غیبت (۳) سخن چینی (۴) جھوٹی قسم کھانا (۵) شہوت سے کسی کی طرف دیکھنا۔

پس روزہ دار کو بیہودہ گوئی سے بچنا چاہئے۔ ذکرِ الٰہی یا تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو یا خاموش رہے۔ جھگڑے سے قطعی پرہیز کرے۔ جھوٹ اور غیبت بعض علماء کے نزدیک روزے کو باطل کر دیتے ہیں۔ کان کو بری بات سننے سے بچانا چاہئے۔ غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ میں شریک ہوتا ہے، ہاتھ پاؤں وغیرہ کو ناشائستہ حرکتوں سے بچائے۔ افطار کے وقت حرام اور مشتبہ چیز نہ کھائے۔ حلالِ خالص بھی بہت زیادہ نہ کھائے دو وقت کا ایک ہی وقت کھا لینا خواہش کو اور زیادہ کرتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے، جاگتا رہے۔ جس سے بھوک و پیاس اور ضعف کا اثر اپنے میں پائے۔

امام غزالی رح نصیحت کرتے ہیں کہ جو کوئی روزے میں فقط نہ کھانے پینے پر اکتفا کرے اس کا روزہ بے روح ہے۔

> وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
> ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
> (اقبالؒ)

"مراٹھی رنگ" کی اشاعت

مشہور شاعر بدیع الزماں خاور کا نیا شعری مجموعہ "مراٹھی رنگ" کے نام سے طبع ہو کر منظر عام پر آگیا ہے۔ یہ خوب صورت شعری مجموعہ منتخب مراٹھی نظموں کے اردو تراجم پر مشتمل ہے اور اسے موڈرن پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی نے معیاری طباعت کے ساتھ ڈیمائی سائز میں شائع کیا ہے۔ اس سے قبل خاور صاحب کے متعدد شعری مجموعے اور تراجم شائع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں اور کافی داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

نوشاد علی کو انعام

مشہور عالم میوزک ڈائریکٹر جناب نوشاد علی کو موسیقی کے میدان میں ان کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں مدھیہ پردیش حکومت نے ایک لاکھ روپئے کا لتا منگیشکر ایوارڈ دیا ہے۔ یہ ایوارڈ مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ شری موتی لال وورا نے ایک عظیم الشان تقریب میں نوشاد صاحب کو پیش کیا۔

سوپارہ میں سوسائٹی کا افتتاح

واجد محلہ کو آپریٹیو کنزیومرس سوسائٹی سوپارہ کے کرانہ اینڈ جنرل اسٹور کا افتتاح چیف ٹرسٹی جناب عبدالرحمن حاجی محمد میاں ملّا کے دست مبارک سے ہوا۔ اس سوسائٹی کے صدر علی میاں بوملکے، نائب صدر یعقوب قاضی، خزانچی لیاقت بوملکے، سیکریٹری محمد ایوب بوملکے اور جائنٹ سیکریٹری عبدالحی بوملکے ہیں۔

مرتبہ: فے بن صاد

بھائی ساونت کے اعزاز میں استقبالیہ

۴ر اپریل ۸۵ء کو گیٹ وے ایلی فنٹا جل وہار کمپنی بھنڈاری ستیما اور نیو نیری وارف لانچ آپریٹرس اسوسی ایشن کی جانب سے گیٹ وے آف انڈیا پر ایک آراستہ پیراستہ لانچ پر وزیر حکومت مہاراشٹر شری بھائی ساونت کو استقبالیہ دیا گیا۔ جناب عثمان پیچی (سیکریٹری) نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ حسین دلوائی صاحب (ایم پی) نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اس تہنیتی جلسہ میں شری منوہر کوتوال، شری پی کے گنیش، شری کے کے سنگھ پی، جناب اے ایم [illegible]، اے پکار راجپوت (جج)، جناب سید احمد (ایم ایل اے)، جناب علی ایم شمسی، جناب [illegible] ساونت اور سابق کونسلر جناب ڈیکروز بطور مہمان خصوصی موجود تھے۔ جناب ابراہیم بیکار نے پر مغز تقریر کی اور جناب ابراہیم موڈک نے رسم شکریہ ادا کی۔

جناب مصطفےٰ فقیہ حج کمیٹی کے چیئرمین

حج کمیٹی کی میٹنگ میں جناب مصطفےٰ فقیہ صاحب کو متفقہ طور پر حج کمیٹی کا چیئرمین چن لیا گیا ہے اور صاحب زادہ شبیر بھائی صاحب نورالدین کو حج کمیٹی کا نائب چیئرمین منتخب کر لیا گیا ہے۔

ناراض نہ ہوں

آپ کے حلقہ کی کوئی خبر، رپورٹ، تذکرہ، رحلت، کامیابی یا کسی تقریب کی کوئی خبر نقش کوکن میں شائع نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کی اطلاع ادارہ کو نہیں ملی ہے۔ عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں بلکہ ادارہ کو فوراً مطلع فرمائیں۔

(ادارہ)

اُردو ادیبوں اور صحافیوں کو مہاراشٹر اُردو اکیڈمی کے انعامات

حکومت مہاراشٹر نے جنوری سے دسمبر ۱۹۸۴ء کے دوران شائع ہونے والی اردو ادیبوں اور شاعروں کی تصانیف اور صحافیوں کو ۴۸،۰۰۰ روپے کی مالیت کے انعامات عطا کئے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نظم ، دوسرا انعام ــــ انجم عباسی (لہو کے چراغ)

" " ــــ شری ہتر انشا (شہاب ثاقب)

خصوصی انعام ــــ آنجہانی ہربنس لال گوسوامی (سمرن)

نثر : پہلا انعام ــــ انور قمر (چوپال میں سُنا ہوا قصہ)

دوسرا انعام ــــ انور خان (فنکاری)

تیسرا انعام ــــ مشتاق مومن (بہتے جگنوؤں کا زوال)

خصوصی انعام ــــ عرفان عارف (سحر کا خواب)

تعلیمی ادب : دوسرا انعام خلیل شارق نیازی (تعلیم و تنقید)

بچوں کا ادب : ترغیبی انعام ــ غنی غازی (شبنم کے موتی)

" ــ حیدر بیابانی (ننھی منی باتیں)

تنقید و تحقیق : دوسرا انعام ــ ابراہیم اختر (ہندو فلسفہ ایک مطالعہ)

سائنس و ٹیکنیکل ادب : دوسرا انعام ــ ایس ایم اے رضوی (امراض الصبیان)

تیسرا انعام ــ ایم اے واقف (مکاتب نگم)

ترغیبی انعام ــ لئیق مظہر برہانی (عام معلومات)

ڈرامہ : ترغیبی انعام ــ مجیب خان (لاچار ماں)

صحافت : شمیم طارق (بلٹز)، ڈاکٹر داؤد کشمیری (انقلاب)، حنیف اعجاز (اردو ٹائمز)، مولانا حنیف علی (گلشن مالے گاؤں)، پرویز ہاشمی (بمبئی ٹائمز)، وکیل عارف (اخوت کامٹی)، پروفیسر گرومن (شعبہ سماجیات بمبئی یونیورسٹی)، قمر اقبال (اورنگ آباد ٹائمز)، سید معین احمد (انقلاب)

ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ

اردو کے نامور ادیب، محقق اور ماہر لسانیات ڈاکٹر مسعود حسین خاں کو ان کی تصنیف "اقبال کی علمی و نظری شعریت" پر ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ دیا گیا۔ یہ انعام دس ہزار روپے اور تانبے کی ایک تختی پر مشتمل ہے۔

مس شہناز کو ایوارڈ

انسانی حقوق میں تحقیقی صحافت پر سال ۸۴ء کا ایوارڈ اسٹیٹسمین کی مس شہناز انکساریہ کو دیا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ ۲۰ ہزار روپے اور ایک ٹرافی پر مشتمل ہے، اس سلسلے میں منعقد کی جانے والی تقریب میں مدراس کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ایم ایس اسماعیل کے ہاتھوں یہ ایوارڈ دیا گیا۔

کوکن بنک کا کامیاب سیمینار

گزشتہ دنوں ترقی کوکن کے موضوع پر کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک کے زیر اہتمام ایک کامیاب سیمینار پونم ہوٹل ورلی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت البرٹ ٹیلرز کے قمرالدین خودوالا نے فرمائی۔ جناب مصطفیٰ فقیہ، شری ڈی ڈی پاٹل، شری پی ڈی کرنگابکر، شری پی ڈی کھاڈیکر، شری ایس کے کیر، شری ایم آر برہمکر، شری ایس ایل مومن، شری ایل ایس مراٹھے، ڈاکٹر اے یو شیخ، شری بی بی نولکر نے پرمغز تقاریر پیش کیں۔

جناب معین الدین ٹھاکر صاحب نے کلیدی مقالہ پیش کیا۔ ڈاکٹر عبدالکریم نایک صاحب نے نظامت کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ کوکن بنک کے چیئرمین جناب اے ڈی اے دت نے جامع تقریر فرمائی۔ سیمینار میں علمی، ادبی، صنعتی، صحافتی، طبی و سماجی حلقوں کی اہم شخصیات شریک تھیں۔

ماڈرن اُردو ہائی اسکول کی عمارت کا سنگِ بنیاد

ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی، جس کے تحت کونڈیورہ (ضلع رتناگیری) میں ایک اردو میڈیم ہائی اسکول (ماڈرن اردو ہائی اسکول) ۱۹۸۳ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کی عمارت کا سنگِ بنیاد سوسائٹی کے صدر جناب مبارک کاپڑی صاحب کے ہاتھوں ۱۰ مارچ ۸۵ء کو رکھا گیا۔ اس موقع پر قرب و جوار کے گاؤں کے افراد اور طلبہ و طالبات کی کافی بڑی تعداد موجود تھی۔

مذکورہ ہائی اسکول کی عمارت کے لیے کیپٹن عبدالقادر ابراہیم شیکاسن صاحب نے اپنی جانب سے تقریباً تین ایکڑ زمین سوسائٹی کو بطور عطیہ پیش کی۔

سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد مبارک صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ تعلیم آج کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہماری قوم پر اس کی اہمیت واضح ہو رہی ہے، اور امید ہے کہ آنے والے دنوں میں اس کی اور زیادہ اہمیت واضح ہو جائے گی۔ انھوں نے کہا: "اگر انسان کا یقین اللہ تعالیٰ پر ہو اور اس کے ارادے پختہ ہوں تو ہر خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا ہے۔" انھوں نے مزید کہا کہ جناب شیکاسن صاحب کا یہ عطیہ (پلاٹ) اور ان کی فراخ دلی کافی قابلِ تعریف اور قابلِ تقلید ہے، اور جہاں سے اب تک اناج اُگتا تھا وہاں کی خاک سے اب انسان بنائے جائیں گے۔"

پرائمری اسکول کونڈیورہ کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد

پرائمری اسکول کونڈیورہ کی نئی عمارت کی تعمیر کا کام ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت ۱۰ مارچ ۸۵ء کو شروع ہوگیا۔ اس عمارت کا سنگِ بنیاد جناب عبدالرحیم شیکاسن کے ہاتھوں رکھا گیا۔ اس موقع پر جناب مجید [illegible]، ڈاکٹر شیکاسن اور دیگر کافی تعداد اساتذہ [illegible]

طلبہ و طالبات موجود تھے۔ ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر جناب مبارک کاپڑی صاحب نے فرمایا کہ یہ عمارت جو کافی عرصہ قبل بن جانی چاہیے تھی، آج ہم اللہ کے بھروسے پر اس کا کام شروع کرتے ہیں۔

اس موقع پر جناب عبدالرحیم شیکاسن صاحب نے ایک ہزار ایک روپے کے عطیے کا اعلان کر دیا۔ اس عمارت کا کل تخمینہ تقریباً ایک لاکھ روپے ہے۔ یہ سطور چھپنے تک عمارت تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔

ماڈرن انگلش/اُردو کے جی (K.G.) کا قیام

ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت کونڈیورہ (ضلع رتناگیری) میں ایک انگلش/اردو کے جی (K.G.) کا قیام عمل میں آیا۔ اپنی نوعیت کا اس منفرد کے جی (K.G.) کا افتتاح سوسائٹی کے صدر جناب مبارک کاپڑی صاحب کے دستِ مبارک سے عمل میں آیا۔ افتتاحی تقریب کی صدارت ڈاکٹر ایم ڈی شیکاسن نے فرمائی جبکہ جناب عبدالرزاق خان جنرل سیکریٹری اور سیکریٹری علی خان بطور مہمان موجود تھے۔ مبارک صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ کے جی (K.G.) اپنی نوعیت کی منفرد ہوگی۔ اس کے جی کلاس کا ذریعۂ تعلیم انگریزی اور اردو دونوں ہی ہوں گے۔ اس طرح ان کے جی کلاسوں میں پڑھنے والے بچے انگریزی ذریعۂ تعلیم سے بھی فائدہ حاصل کر سکیں گے اور اردو ذریعۂ تعلیم سے بھی۔ یہ کے جی کلاس بہترین کتابوں اور آلات سے آراستہ ہوگا، اور ان شاء اللہ یہ کانونٹ اسکولوں سے کسی صورت میں کم نہ ہوگی۔ اور یہ ادارہ آج جس حالت میں ہے [illegible] ان شاء اللہ یہ ننھا سا پودا ایک دن تناور درخت بن جائے گا۔ ڈاکٹر شیکاسن صاحب نے فرمایا کہ پیارے بچے خوش قسمت ہیں جنھیں اس [illegible] پہنچے گی۔ مسلم بچوں کا اہم مسئلہ انگریزی کی کمزوری ہے۔ اب یہ [illegible] دور ہوگی۔ یہ انتہائی خوشی کی بات ہے۔ جناب عبدالرزاق خان [illegible] علی خان صاحب نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر جناب مبارک کاپڑی صاحب نے اپنی جانب سے پانچ سو ایک روپے، ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کی جانب سے پانچ سو [illegible] جناب عبدالرزاق خان کی جانب سے ایک سو پچیس روپے اور جناب علی خان کی جانب سے [illegible] بطور عطیہ موصول ہوئے۔

ماہانہ طرحی نشست

بزمِ شعر و ادب کوکن (بمبئی) کی ماہانہ طرحی نشست مورخہ ۲۰ اپریل کو گورڈن اپارٹمنٹ میں ڈاکٹر محمود انجم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ سعید کنول نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ انتخاب حسب ذیل ہے:

مصرعۂ طرح: "تاریکیوں میں نور کے خنجر اُتار دو"

ڈاکٹر محمود انجم : دوچار غم سے سیر نہ ہوگا دلِ حزیں
دنیا اگر ہے اس کو غم بے شمار دو

مہر مصطفیٰ ملائی: توفیق دے خدا تو ندامت سے کام لو
عصیاں کا بوجھ سر سے یہاں ہی اُتار دو

شرف کمالی: کس طرح انسٹ پُتر ہوں سوچا گیا دان کو
اُتر ہمارے پرکشن کا تم ایکبار دو
تم پیدا ہو چکے ہو مگر کہہ رہے ہو کیوں
بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار دو

فرحت اشرفی: سجدوں کا میرے کوئی صلہ تو ملے جناب
اک ایسا نقش میری جبیں پر اُتار دو

شاداب تنا گودی: فرقہ پرستی دیش سے مٹ جائے گی، اگر
ہر دل میں امن و پیار کا خنجر اُتار دو

سعید کنول : پتھر کی بستیوں میں جو ہیں مثلِ آئینہ
سوغات ان کو پیار کی دلدارانہ وار دو

خلیل شہابی: غربت مٹانا چاہتے ہو یا غریب کو
مہنگائی کا تو حاکمو! اتنا نہ بار دو

نذیر آزر : نفرت کی شورشوں کا محبت ہے اک جواب
سب سے ملو خلوص سے اور سب کو پیار دو

واحد محسن : پیہم بلندیوں پہ اڑانیں بھروں گا میں
بازو سے میرا نوچ کے شیشہ پہ اتار دو

آغا نا کیفی : گلشن میں ہے شباب پہ کانٹوں کی انجمن
دورِ خزاں کو آج سے نامِ بہار دو

واحد شاہد: میں آشنا ہوا تھا جہاں اپنے آپ سے
مجھ کو اسی چٹیل زمیں پہ اُتار دو

کاوش بارد لوی : اک اپنا نفس دوسرے توقیر کی ہوس
ہم نے بھی آستینوں میں پالے ہیں مار دو

حمید قاضی: کوئی کسی کی سنتا نہیں اس جہان میں
بس ایک ہی خدا کو صدا بار بار دو

نارمن راسخ : روزِ حساب دینگے خدا کو وہ کیا جواب
جو پوچھتے ہیں دنیا میں پروردگار دو

(نامہ نگار: سعید کنول)

اعزازی نشست

بزرگ شاعر جناب منشی عبدالکریم شیفتہ کے مجموعۂ کلام "سی پارۂ دل" کی اشاعت کا خیر مقدم کرتے ہوئے ۱۹ اپریل ۸۵ء کو مہاراشٹر کالج بمبئی میں شیفتہ صاحب کے اعزاز میں ادبی و شعری نشست منعقد ہوئی۔ صدارت جناب عبدالقدوس منشی صاحب نے فرمائی۔ ماہر اکیانی، رفیعہ شبنم عابدی، عبدالاحد ساز، نظام الدین نظام نے اظہار خیال فرمایا۔ جناب انجم رومانی، جناب عبداللطیف (ایس۔ ای۔ ایم) اور ڈاکٹر محمد رضا صاحب نے مہمانانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔ اس کے بعد ایک شعری نشست منعقد ہوئی جس میں بمبئی کے نوجوان نسل کے شعراء نے اپنا کلام سنایا۔

• • • •

پدم شری کازین ۔ جی ۔ رنگون والا شگوفہ کے چیرمین

جناب ایچ ایچ اسماعیل اور ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور کی رحلت کی وجہ سے شگوفہ کی مجلس منتظمہ از سر نو تشکیل دی گئی۔ پدم شری زین جی رنگون والا اور دادا صاحب بھاسکے ایوارڈ یافتہ جناب بی جیراج ممبران کی متفقہ رائے سے بالترتیب چیرمین اور صدر منتخب ہوئے۔ جناب مجید جلیل اور جناب ایم اے خالد بالترتیب سکریٹری اور ڈائرکٹر کے عہدہ پر ہی فائز ہیں۔

سٹی کلینک کا افتتاح

۲۸ر اپریل ۸۵ء بروز اتوار ڈاکٹر نظیر احمد عقیل جوگے کے کنسلٹنگ روم سٹی کلینک کا افتتاح پدم شری فقیر محمد جوگلے کے دست مبارک سے انجام پذیر ہوا۔

کوکن ایمبولنس سوسائٹی

۳ر اپریل ۸۵ء کو کوکن ایمبولنس سوسائٹی کی مالی امداد کے لئے برلا ہال بمبئی میں جناب شفیع النساء داد اور ملکتی بروے کا مشہور ڈرامہ "ادا" پیش کیا گیا۔ اس موقع پر ایک سوینیر بھی شائع کیا گیا۔ جس سے ایک لاکھ روپئے اکھٹا کئے گئے۔

عالی جناب پروفیسر جاوید خان (وزیر حکومت مہاراشٹر) نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری علی ایم شمسی صاحب نے مہمانان کا تعارف کرایا اور سوسائٹی کی مختصر مگر جامع رپورٹ پیش کی۔ پروفیسر جاوید خان صاحب نے سوسائٹی کے کارہائے نمایاں کو سراہا اور اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

ڈاکٹر اے۔ آر۔ اندرے، جناب شفیع النساء داد صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

● ● ●

شادی خانہ آبادی

★ جناب عبدالرحمٰن موڈک (مرحوم) (مقام کروتی ضلع رتناگری) کی دختر نکہت سلطانہ کی شادی خانہ آبادی جناب محمد یسین ابن حاجی محمد علی ساوت (مقام ڈابھیٹ ضلع رتناگری) کے ہمراہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۵ء کو شاہ جیلیس ہال ناظم آباد، کراچی پاکستان میں شان و شوکت کے ساتھ انجام پائی۔

★ عبداللہ محمد گونڈاز صاحب کی دختر رخسانہ ۱۰ اپریل ۸۵ء کو مرحوم شیخ آدم سیدار صاحب کے فرزند محمد شفیع کے ساتھ ازدواجی بندھن میں بندھ گئیں۔

★ جناب اسماعیل سلیمان حاجی کی دختر لطیفہ کی شادی جناب عبدالرشید عمر دکھانگے کے فرزند لیاقت کے ساتھ، اور دوسری بیٹی صابرہ کی شادی مرحوم قمرالدین دکھانگے کے فرزند اسماعیل کے ساتھ ۱۰ اپریل ۸۵ء کو انجام پذیر ہوئی۔

★ ڈاکٹر اے رحمٰن پی۔ امام صاحب کے صاحبزادے آصف (کراچی) کی شادی کا جناب اشرف امین کی دختر درخشاں کے ساتھ ۷ اپریل ۸۵ء کو انجام پائی۔

★ عباس رحمت اللہ صاحب کے فرزند سراج احمد کی شادی آدم شیخ کی دختر رفعت پروین سے ۸ اپریل ۸۵ء کو بحسن و خوبی انجام پائی۔

★ مشہور ادیب و صحافی، قومی راج کے ایڈیٹر اور ڈپٹی ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز جناب ریاض احمد خان کی صاحبزادی ثمینہ کی شادی جاوید صاحب سے ۱۱ اپریل ۸۵ء کو بحسن و خوبی انجام پائی۔

★ ۱۰ اپریل ۸۵ء کو جناب محمود چھاپرہ صاحب کی دختر شگفتہ عابدہ کی شادی جناب حاجی قطب الدین شمسی صاحب کے فرزند ارجمند کمال کے ساتھ سینٹ اینڈریو ہائی اسکول گراؤنڈ باندرہ بمبئی میں بحسن و خوبی انجام پائی۔

★ مرحوم حبیب ابراہیم قاضی کے فرزند شوکت علی کا عقد جناب بابا میاں احمد قاضی کی دختر ریحانہ سے ۱۲ اپریل ۱۹۸۵ء کو انجام پایا۔

★ ۱۲ اپریل ۸۵ء کو عبدالرحیم حکیم صاحب کے فرزند سلیم کی شادی جناب اے کے ایم خلفے کی دختر نسیم سے انجام پائی۔

★ ۲۶ اپریل ۸۵ء بروز جمعہ حاجی قادر اے باؤ سکر کے فرزند سلیم کا عقد مسعود حاجی آدم الوانے کی دختر ماجدہ سے انجام پایا۔

★ دابھیل۔ دابولی کے جناب اسحاق محمود دلوی (ڈپٹی ہیڈ کلیکٹر B.M.C.) کے فرزند کا عقد سلطانہ بیگم بنت مرحوم احمد دلوی کے ساتھ، اور ان کی دختر سکینہ کا عقد مشتاق احمد گھتری کے ساتھ ۷ اپریل ۸۵ء کو بیگ محمد باغ بمبئی میں انجام پایا۔

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ مہاراشٹر پردیش (آئی) کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکریٹری حج کمیٹی کے نائب چیئرمین اور امبولی حلقہ انتخاب کے سابق ممبر اسمبلی جناب یوسف حافظ صاحب ۳ اپریل ۸۵ء کی شب اس دار فانی سے کوچ کر گئے

★ جناب وجیہ الدین پربھو کر کے چھوٹے بھائی اور جناب رشید احمد پربھو لکر کے چچا جناب عبد اللطیف پربھو لکر صاحب کا ۳۱ مارچ ۸۵ء اتوار کی صبح حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔

★ ۲۶ مارچ ۸۵ء بروز منگل، ڈیور تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڈھ کے جناب معین الدین جھٹام اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

★ سیوہ بزرگ (تعلقہ کھیڈ) کے جناب معین امیر الدین پھاڈک کے جواں سال فرزند اقبال پھاڈک ۲۳ مارچ کو بمبئی میں وفات پا گئے۔

★ گوولکوٹ چپلون کے جناب عبد اللہ شمس الدین صاحب کا دل کی حرکت بند ہو جانے سے بروز اتوار ۳۱ مارچ ۸۵ء کو ۶۲ برس کی عمر میں گوولکوٹ میں انتقال کر گئے۔

★ جناب احمد صاحب مقادم (الجبرلہ) کے بڑے بھائی جناب دادا صاحب مقادم طویل علالت کے بعد ۱۲ اپریل ۸۵ء کو انتقال کر گئے۔

★ داؤد پاؤسکر صاحب کا نوجوان فرزند سلیم داؤد پاؤسکر گذشتہ دنوں موٹر حادثہ کا شکار ہو گیا مرحوم کی عمر ۲۰ برس تھی۔

★ دابھیل۔ داپولی اور کھیڈ کے قدیم سماجی کارکن جناب حسام الدین دلوی کا (جو عباس دلوی کے نام سے مشہور تھے) بروز جمعہ ۱۲ اپریل ۸۵ء کو کلوا تھانہ میں بعمر ۶۵ سال انتقال ہو گیا۔ مرحوم اردو، فارسی، مراٹھی اور انگریزی زبان کے جادو بیان مقرر تھے۔ ان کے دل میں قوم کا درد تھا۔ گذشتہ دس سال سے علیل تھے۔ خدا ان کی مغفرت کرے۔ آمین

★ ۳ فروری ۸۵ء کو کویت الجنن کے روح رواں جناب ابراہیم اسماعیل الوکر کا ڈوڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہو گیا۔

★ ینگ اسٹار سوسائٹی ڈوڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کے جنرل سیکریٹری قاسم عباس ڈلاور صاحب کی بہنوئی جناب علی ڈلاور حرت باغ والے کا ڈوڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ میں انتقال ہو گیا۔

★ ۳۰ مارچ ۸۵ء کو جناب عبد الکریم عبد الغفور کروڈی کا ڈاپولی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔

★ اردو پبلسٹی بیورو بمبئی کے جناب ایم این صدیقی صاحب کے بڑے فرزند جناب سلیم صدیقی گذشتہ دنوں دل کی دھڑکن بند ہونے کے سبب انتقال کر گئے۔

★ مشہور صحافی جناب سلامت علی مہدی کی اہلیہ کشور جہاں بیگم ۱۳ اپریل ۸۵ء کو حادثہ قلب بمقام نجف آباد وفات پا گئیں۔

★ جناب کمال الدین نوشیکر اور حسام الدین نوشیکر کی ہمشیرہ تہنوبی عرف طویل علالت کے بعد ہرنئی میں وفات پا گئیں

★ ہرنئی کے جناب روشن خان سلیمان خان پٹھان کا فروری میں انتقال ہوا۔ آپ عربی، مراٹھی، فارسی اور سنسکرت میں اچھا خاصا عبور رکھتے تھے۔

★ جناب عبد الکریم شیخ حسین برمارے ساکن مسگرر لاری کے حادثہ میں ۳ اپریل کو انتقال کر گئے۔ آپ مرحوم کپتان صاحب احمد صاحب پاؤسکر کے داماد تھے۔

★ گوولکوٹ چپلون کے جناب محمد اسماعیل طاجی کا (جو محمد ماسٹر کے نام سے مشہور تھے) بروز سنیچر ۱۳ اپریل ۸۵ء کو انتقال ہوا

★ بمبئی ڈیکوریٹرس اینڈ گورنمنٹ کنٹراکٹرس کمپنی باندرہ کے مالک جناب آدم عبد القادر ماہمی کا ۱۷ مارچ ۸۵ء کو ان کے مکان پر حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوا۔

★ بھیونڈی کی سماجی اور سیاسی دنیا کی معروف شخصیت ملطان بوبیر کے چچا نثار احمد بوبیرے کا پچھلے دنوں اچانک انتقال ہو گیا۔

★ راجواڑی محلّہ کی ہر دلعزیز شخصیت طاہر پٹیل کا گذشتہ دنوں محلّہ اسپتال میں انتقال ہو گیا۔ آپ چند ماہ سے بیمار تھے۔

★ کوکن بنک کے افسر جناب خالد کوبلیکر کی والدہ کا پچھلے مہینہ انتقال ہو گیا۔

★ ماہنامہ نقش کوکن کے تاحیات خریدار جناب آزم احمد جگلے ۔ فروری ۸۵ء کو رحلت فرما گئے۔ مرحوم اچھے سماجی خدمتگار تھے۔

★ کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک ماڈوی برانچ کے کیشیر جناب عبدالستار لالہ (کوکن کے قادر الکلام شاعر جناب قیصر رتناگری کے بھتیجے) کا کھیڈ میں غرقابی کے حادثہ میں انتقال ہو گیا۔

★ جناب علی صاحب یعقوب پوبکر سرپنچ دانگیبورے کا بعمر ۱۲ اپریل ۸۵ء کو انتقال ہو گیا۔ مرحوم عارضۂ قلب میں مبتلا تھے۔ گذشتہ ۲۵ سالوں سے آپ نے بحیثیت سرپنچ گاؤں کی بے پناہ خدمت انجام دی ہے۔

★ ردمانی ٹریولس کے مالک الحاج حسن داؤد ردمانے کے بھانجے جناب شاہ نواز عبدالغنی جبو کر متوطن دانگیبورے کا عالم نوجوانی میں ۱۶ اپریل ۸۵ء کو سانپ کے کاٹنے سے انتقال ہو گیا۔

★ جناب ملک نقیہ (ریٹائرڈ ڈپٹی سیکریٹری حکومت مہاراشٹر) حرکت قلب بند ...

حاجی داؤد اسماعیل مستری آڈیٹوریم

۹ اپریل ۸۵ء کو مستری ہائی اسکول رتناگری میں حاجی داؤد اسماعیل مستری آڈیٹوریم کا افتتاح جناب الف۔ ایچ لالا (ریٹائرڈ جج) کے دست مبارک سے انجام پذیر ہوا۔ جلسہ کی صدارت بھی موصوف ہی نے فرمائی۔

اس آڈیٹوریم کی تعمیر پر تقریباً پانچ لاکھ روپئے خرچ ہوئے جس کی تعمیر کا سہرا میفکو انجینئرنگ ورکس کے ڈائرکٹر محمود مستری اور جبار مستری صاحبان کی مساعی جمیلہ اور سرپرستی کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے اپنے والد حاجی داؤد اسماعیل مستری کی یاد میں مستری ہائی اسکول رتناگری قائم کیا تھا اور اب اسی اسکول میں وسیع و عریض آڈیٹوریم تعمیر کر کے حاجی داؤد صاحب کے دیرینہ خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا ہے۔ مستری ہائی اسکول رتناگری ضلع کی بہ لحاظ تعداد طلبہ سب سے بڑی اسکول ہے۔

اس آڈیٹوریم کی تعمیر میں مستری برادران کے علاوہ تعلیمی امدادیہ کمیٹی کے صدر جناب الف۔ ایچ لالا صاحب اور اسکول کی کمیٹی کے صدر جناب علی صاحب مقادم کی دلچسپیوں اور پیہم کوششوں کا بھی دخل ہے۔ کوکن کی کسی بھی اسکول میں اتنا وسیع و عریض ہال نہیں ہے۔ اس ہال میں ایک ہزار نشستوں کا انتظام ہے۔

افتتاحی جلسہ میں جناب آئی وائی سوبکر (پرنسپل مستری ہائی اسکول رتناگری) نے اسکول کی گذشتہ پچیس سالہ خدمات و سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ اس جلسہ میں آرکیٹکٹ اور اساتذہ کو انعامات سے نوازا گیا۔

جلسہ میں تقریباً ڈیڑھ ہزار افراد نے شرکت کی اور آڈیٹوریم کی تعمیر پر مستری برادران اور ان کے رفقاء کار کو خوب سراہا۔ یہ آڈیٹوریم ساحلی علاقہ میں تعمیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا نظارہ نظارۂ کشمیر کی یاد دلاتا ہے۔

صادق حسن قاضی کو انعام

بمبئی میونسپل کارپوریشن کے سیکیوریٹی اسسٹنٹ جناب صادق حسن قاضی کو ایڈیشنل کمشنر شری ڈی۔ ایم۔ سومن نے گیلنٹری ایوارڈ سے نوازا ہے۔ جو گیلنٹری میڈل اور نقد پانچ سو روپئے پر مشتمل ہے۔ یہ ایوارڈ بمبئی میونسپل کارپوریشن سیکیوریٹی فورس کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دیا گیا ہے۔

زولوجی میں ڈاکٹریٹ

شاہ آدم ٹیکنیکل ہائی اسکول و جونیئر کالج کے سابق ٹیچر جناب قمر الحسن صاحب کو بمبئی یونیورسٹی نے زولوجی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی ہے۔

دی کوکن ایمبولنس سوسائٹی

سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرشدہ

صدر دفتر:۔ آکاش اپارٹمنٹ

سترھواں منزلہ، اگری پاڑہ، بمبئی ۴۰۰۰۱۱/ فون نمبر 398893

بوقت ضرورت ہماری خدمات کے لئے مندرجہ ذیل پتے پر رجوع کیجئے:

ناگپاڑہ نیبرھڈ ہاؤس، بمقابل پولیس اسٹیشن، صیفہ زبیر روڈ، بمبئی ۸/ فون نمبر 893688

جہاں ایمبولنس کی گاڑی آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔

صدر:۔ اے۔ آر۔ انڈرے

اعزازی جنرل سیکریٹری: علی ایم شمسی

دہلی دربار

فون ہوٹل: ۳۳ ۶۶ ۳۳

فون دفتر: ۲۳ ۳۰ ۵۲

جس کی بریانی۔ تندوری مرغ۔ سفید مرغ۔ ڈبہ گوشت اور کھیر املک بھر میں مشہور ہیں۔

ہوٹل کے باہر بھی کھانا سپلائی کیا جاتا ہے۔ فیملی کیلئے ائیر کنڈیشنڈ کمرہ موجود ہے۔

گرانٹ روڈ۔ بمقابل نیو روشن سینما۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۴

دہلی دربار

ائیر کنڈیشنڈ ریسٹورنٹ

ہر خاص و عام کی پہلی پسند

۱۵ رہالینڈ ہاؤس، شہید بھگت سنگھ روڈ، نزد ریگل سینما، بمبئی ۴۰۰۰۳۹

آخری صفحہ

کہتے ہیں ووٹ دینا ہر شہری کا بنیادی حق ہے ـــــ میں کہتا ہوں ووٹ دینا ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔
ووٹ دینے کے تعلق سے البتہ ہمارے ذہین، تعلیم یافتہ اور سنجیدہ فکر کے افراد کا رویّہ افسوسناک بلکہ قابلِ مذمت رہا ہے۔
وہ ووٹ دینے کو تضیعِ اوقات سمجھتے ہیں، اور نتیجے میں سماج کو ایک بہت بڑے بحران اور انتشار سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔
کیونکہ ـــ جب بھی کبھی اچھے شہری ووٹ نہیں دیتے تو بُرے امیدوار چُن کر آتے ہیں۔
بمبئی میونسپل کارپوریشن کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک غنڈہ تنظیم شیوسینا کو اکثریت ملی۔
(اس سے پہلے ۷۳ء میں وندے ماترم کا موضوع لے کر ۳۹ نشستیں حاصل کر چکی تھی، البتہ اب کی مرتبہ ۷۴ سیٹیں ملیں)
اس کا سبب نہ پارٹیوں کی پھوٹ تھی نہ لوگوں کی نااتفاقی نہ "ممبئی بچاؤ" نعرے کا اثر!

اس کی صرف ایک ہی وجہ تھی کہ اچھے شہریوں نے ووٹ نہیں دیا۔ پولنگ ۳۰ تا ۳۵ فیصد ہی رہی۔
یہ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ ذہین، تعلیم یافتہ اور بڑے لوگ ووٹ نہیں دیتے ہیں
وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی چُن کر آئے ہماری زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہم بڑے ہیں

وہ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ بھی سماج کا ایک اٹوٹ حصہ ہیں۔ اور سیاست تو زندگی کے ہر شعبے میں دخل اندازی کرتی ہے۔
کیا غنڈہ گردی، مورچے، ٹریفک کے نظام کی درہمی برہمی، توڑ پھوڑ، لوٹ کھسوٹ سب ان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے
کیا یہ سب غریب عوام ہی کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں؟
اگر ورلی، ناگپاڑہ، جھونپڑپٹی اور چال میں رہنے والی غریب عوام ہی کی زندگی اس سے متاثر ہوتی ہے
تو کیا ان بڑے لوگوں کا یہ فرض نہیں ہوتا کہ ان کو ان غنڈہ عناصر اور سماج دشمن عناصر سے بچایا جائے
یہی بڑے لوگ سوشیل ورکر بن کر روٹری کلب، لائنس کلب، جیسیز وغیرہ انجمنوں میں سماج سدھارنے کی بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں
مگر ووٹ دینے نہیں جاتے، اور غریب عوام کو اور سارے شہر یا ریاست کو غنڈوں کے حوالے کرتے ہیں
غنڈوں اور تیسرے درجے کے شہریوں کی پولنگ سو فیصد (بلکہ ۱۰۰ فیصد ـ بوگس پولنگ ساتھ) ہوتی ہے
اور اس طرح ہمیشہ تیسرے درجے کے شہری چن کر آتے ہیں۔
اور پہلے درجے کے شہری صرف اخباروں میں مضمون بازی سے، سوونیئروں میں تقریریں کر کے سماجی سدھار کی باتیں کرتے ہیں
کچھ بڑے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی امیدوار اچھا نہیں ہوتا۔
کیا وہ بدترین (Worst) افراد میں بُرے (Bad) نہیں چُن سکتے؟
آپ کو سن کر تعجب ہوگا مگر حقیقت ہے کہ بمبئی میونسپل کارپوریشن کا سالانہ بجٹ کویت کے سالانہ بجٹ سے زیادہ ہوتا ہے۔
یہ شہر ہندوستان کا مالی صدر مقام ہے۔
اور آنے والے دس سالوں میں شیوسینا اتنا لوٹے گی کہ اگلے ۲۵ سالوں کیلئے وہ کافی ہوگا
بمبئی کو ممبئی کرنے کی باتیں، مراٹھی میں تختیاں لگانے، گاڑیوں کے نمبر مراٹھی میں کرنے،
مسجدوں سے اسپیکر پر اذان کو روکنے کی مانگیں ہوتی رہیں گی۔
غرض کہ اب بمبئی میں ہر روز "شیوجینتی" منائی جائے گی
اور اس کے ذمہ دار (مجرم) وہ ذہین اور بڑے لوگ ہیں جنھوں نے ووٹ نہیں دیا۔

مبارک کاپڑی

S. E. M's

Recently the following Muslims have been appointed as the **Special Executive Magistrate** by the Government of Maharashtra in Ratnagiri and Sindhudurg Districts out of 254 and 219 S.E.M's respectively of each district.

1. Dr. Mahamed Dawood Shekasan, Sangmeshwar, Ratnagiri.
2. Shri Nuruddin Husain Khalfe, Kasba, Sang Rtg.
3. Isakshet Mohamed Wagle, Dingni, Sang Rtg.
4. Mahamed Abdul Rehman Thakur, Karanjari, Sang. Rtg.
5. Mrs. Rabia Musa Modak, Kasba, Sang. Rtg.
6. Mahamed Ishaq Ahmed Kazi Kadwai, Sang. Rtg
7. Yusuf Abbas Khan, Fungus, Sang. Rtg.
8. Ibrahim Babasaheb Juvle, Dabhad, Mandangad Rtg
9. Sattar Sharif Parkar Bankot, Rtg.
10. Ibrahim Amin Modak, Vesvi, Man. Rtg.
11. M. Y. Parkar, Bankot, Man Rtn.
12. Dayimkhan Ibrahimkhan Deshmukh, Valavate, Man. Rtg.
13. Ibrahim Baba Juvle, Latvan, Man Rtg.
14. Dr. Ibrahim R. Khan, Dapoli, Rtg.
15. Rashid Umar Rakhangi, Dapoli, Rtg.
16. Yunus Haji Mastan, Burodi, Dapoli, Rtg.
17. Ibrahim Hamid Kazi, Dapoli, Rtg.
18. Abdulla Dalvi, Panhalekaji-Dapoli, Rtg.
19. B. D. Parkar, Furus, Khed, Rtg.
20. Mrs. Dr. Nurjahan N. Palekar, Khed.
21. Dawood Mohamedsale Antulay, Mumke, Khed, Rtg.
22. Husain Kakasaheb Dawood Mukadam-Shiv Khed, Rtg.
23. Ismail Tajuddin Hamdule, Shirshi, Khed.
24. Alisaheb Gulam Mohiddin-Dhansar, Khed, Rtg.
25. Shaikh Husain Yakub Rakhangi, Lanja, Rtg.
26. Yunus Fakirmahamed Nevrekar, Lanja.
27. Abdulla Mahamed Pawaskar, Nevsar, Lanja, Rtg.
28. Abdulla Mahamed Kasam Dalvi, Pangari Guhagar, Rtg.
29. Nurmahamed Abdulrehman Sale, Shringartale, Guhagar, Rtg.
30. Ibrahim Ismail Temkar, Padve, Guhagar.
31. Amirkhan Haji Saguri Matnirkhan, Petrer, Guhagar, Rtg.
32. Rafiq Mahmud Naik, Ratnagiri.
33. Razak Dawoodshet Kazi, Rtg.
34. Smt Hamidabanu D. Awate, Rtg.
35. Rashid Dhaktoba Kazi, Pavas, Rtg.
36. Razak Husain Nakade, Nevre, Rtg.
37. Mahamood Musa Mujawar, Saitwade.
38. Mahmedsaheb Aziz Takur, Rajapur. Rtg.
39. Usman Suleman Chougule, Rajapur.
40. Babasaheb-Ibrahim Musa Kaji, Rajapur.
41. Abbas Yunus Yahoo, Pendvale, Rajapur.
42. Abdullatif Ali Huna, Sakhrinate, Rajapur
43. Mahmood Mulla, Rajapur, Rtg
44. A. Rahiman Aminsaheb Thakur, Sagve, Rajapur Rtg.
45. Daryakhan Girjikhan Dalvai, Mirjoli, Chiplun, Rtg.
46. Alli Dadamiya Desai, Chiplun, Rtg.
47. Gulabbhai Mulla, Pophali, Chiplun, Rtg.
48. Shaikh Abdulgani, Sawantwadi, Sindudurg.
49. Anwar Khan, Banda, Sindhudurg.
50. Mahmud Alisaheb Thakur, Kharepatan, Kankavli, Sindhudurg.
51. Adam Yusuf Patel, Harkol, Kankavli, Sindhudurg.
52. Usman Latif Thakur, Tirlot, Devgad, Sindhudurg.
53. Shaikh Gulam Dastgir Kasam, Bharad, Malvan, Sindhudurg.
54. Shaikh Adam Abdul Rahim, Achra, Mal. Sind.

OBITUARIES

- **Mr. Malik Fakih,** Retirerd under secretary of Maharashtra died on 6th April 1985 due to an heart attack in Bombay.
- **Mr. Yusuf Hafiz,** Ex. M. L. A. and a political and social leader of Kolad in Kokan died of an heart attack in Bombay on 3rd of April 1985. He was active member of many societies and also vice president of the Haj Committee Bombay.

NEWS / HAPPENINGS

● The **HAJI DAWOOD ISMAIL MISTRY AUDITORIUM**, situated in and attached to the **Mistry High School** and managed by the **Talimi Imdadia Committee**, was *inaugurated* in Ratnagiri on Friday 19th April, 1985 by **Mr. F. H. Lala**, retired District Judge and President of Talimi Imdadia Committee.

Built in the memory of Late Haji Dawood Ismail Mistry, past President of the Kokan Muslim Education Society, an active social worker (especially in the field of education), a hall like this was a fond dream envisaged by him..........now realised and fulfilled by his two sons Mehmood and Hamid.

About 1200 persons attended the inauguration function of this hall built at a cost of Rupees Four Lakhs, the **biggest of its kind** in the whole Ratnagiri district with a seating capacity of 900. The Principal of Mistry High School, **Mr. S. Y. Solkar**, gave a summarized history of the school since its inception in 1961. Many notable speakers appreciated and commended the work of the Talimi Imdadia Committee, in which the **Mistry brothers, Naik Brothers, Mr. F. H. Lala** and the Chairman of the Committee **Mr. Ali Saheb Mukadam** are taking an active and worthwhile part.

Mr. Mehmood and Mr. Hamid Mistry were praised and congratulated by most speakers for the noble gesture of donating this hall to the school. Mr. F. H. Lala in his presidential address remnicized with his activities of the past and his friends in Ratnagiri.

The function proved to be grand success and should go down in the history of Ratnagiri as a remarkable milestone and achievement.

● **Mr. Mustafa Fakih** unanimously elected as Chairman and **Sahebzada Shabbir Bhai Sahab** as Vice President of the **Haj Committee**, Bombay.

● Prominent music director **Mr. Naushad Ali** awarded the Lata Mangeshkar Award for his *remarkable services in music*.

● **Winners of the "1984 Special Awards" by the Maharashtra State Urdu Academy**:- Mr. Khwaja Ahmed Abbas (for his life long contribution to Urdu Literature and Journalism), Mr. Shamim Tariq (Urdu Blitz), Dr. Dawood Kashmiri (Inquilab), Mr. Haneef Aijaz (Urdu Times), Maulana Hanif Milli (Gulshan, Malegaon), Mr. Parvez Hasmi (Parbhani Times), Mr. Wakeel Arif (Akhovat, Kamptee), Prof. A R. Momin of Dept. of Sociology, University of Bombay, Mr. Qamar Iqbal (Aurangabad Times) and Mr. Syed Mobin Ahmed.

● A well known Urdu writer, **Mr. Masood Husain Khan**, awarded Sahitya Academy Award for his book *regarding the* poetic thoughts of Iqbal.

● **Waja Mohalla Co-operative Consumer Society, Sopara**, inaugurated by Mr. Abdul Rahman Haji Mahmood Miya.

● Inauguration of **Dr. Nazir Ismail Juvale's** M.D; D.M; M.N.A.M.S. consulting room at "City Clinic", Land house, 1st floor, 25 Queens Rd. (Karve Marg), Bombay-4 was done on 28-4-85 by his grand father Padmashree Capt. F. M. Juvale.

● Janab **Mubarak Kapdi**, president of Modern Education Society, Kondivara, laid the foundation stone of the M. U. High School on 10-3-85 and inaugurated the K.G. classes on 24-3-85. The three acres land for the building has been donated by Captain **A. Kadir Ibrahim Shekasan** K.G. classes will have both uniqus of Urdu and English as the unique medium of instruction.

KOKAN DEVELOPMENT

Before we expand on "**Kokan Development**" let us understand the real meaning of the word "**Development**".

"Development" as defined in normal terms means growth in physical terms of resources and income.

Development in **real terms** and logistically means "**Sacrifice**". The process of development demands various sacrifices.

- Sacrifice of **Leadership.**
- Sacrifice of **Land Property**.
- Sacrifice of **Environment**.
- Sacrifice of **Leisure**.

Before any region undertakes a development, it has to be ready for a period or a process of sacrifices. This period is the most trying period in the life of the people or region. Unless people are ready to pass though this period of sacrifice, no region can develop formidably.

It is therefore important for the people of Kokan to come forward to give sacrifices to achieve progress.

Till this meaning of development is not understood we cannot achieve real development.

* * * *

"KOKAN DEVELOPMENT AGENCY"

As a first practical step to achieve an integral development of Kokan "Naqse Kokan" is plannig to formulate a body called, the "KOKAN DEVELOPMENT AGENCY".

This agency would like to assist people of Kokan to make use of their vacant land and properties with the co-operation and guidance of this agency and government assisted bodies assistance.

We are planning to have a **data bank** based on the following information :-

- Name of Property Holder :
- Address :
- Details of Land/Property :

(i) Area (ii) Native Place & District.

This **data bank** will be used to create a **viable economic programme** for the development of regions in Kokan.

Those having worthwhile suggestions for this agency may send them in to the Editor for consideration.

LETTERS

- It is outstanding of Naqshe Kokan to to introduce the English Section.

Naqshe Kokan inculcates the right type of journalistic taste in the minds of people. It is a resourceful magazine which enlightens us with religious, cultural, educational, political and other news of the community.

I must congratulate you on the success of Naqshe Kokan and the important role it fulfills for our people.

MOHD. ASHRAF BETKAR
New York (U. S. A.)

- With an intention of upliftment and betterment for our muslim students, I write to you.

At our Hamdard College of Pharmacy, due to ignorance our muslim students are not taking advantage of this premier pharmacy institute, managed by Hamdard Foundation, which offers the D. Pharm Course for S.S.C. matriculates and the B. Pharm Course for H.S.C. passed students. Muslim students from all over India with 65% marks and above have a fairly good chance of admission.

I will help those interested as far as possible.

MOHD. HASIN NOOR
106, H.C.P. Hotel,
Hamdard College of Pharmacy,
New Delhi - 110 062.

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

May 1985

CORRESPONDENCE :

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East), Dongri,
Bombay-400009 (INDIA).

Editorial

"YOU AND ME" AND DEVELOPMENT

Without adequate social, moral, educational, economic development no people as a whole can viably progress. Let us all therefore, review our weaknesses and failings to overcome them and build upon our strong points and successes to consolidate them.

We just can't sow bad habits and reap a good character; sow jealously and hatred and reap love and friendship; sow deception and reap confidence; sow neglect of religion and reap a well guided life. Our social and moral reform and true development must come from within, not from without.

The concept of the **"YOU OR ME"** world has shifted now to a **"YOU AND ME"** one in this fast changing world, if we want our world to work for everyone. If we progress and move ahead alone without caring for others in this modern world, tommorrow "these very others" will be our handicap, our burden...a problem in the way of the speed and satisfaction of our progress. Why not we instead devise and formulate and put into effect ideas and plans to develop this raw, undeveloped potential...this very "YOU"? Why not develop the **"YOU" ALONGWITH "ME"** socially, morally, educationally and economically such that instead of a burden the "YOU" becomes a support for us and we a support for the "YOU"? Social problems, specially, can be solved nowadays only by goodwill and co-operation which are the only safe basis for building a better future for all of us.

Let us therefore, learn to listen, give responsibility, try to be understanding and mantain a wholesome attitude towards life and our role in it.

Naqshe Kokan has already embarked in this context with the introduction of the **series on Kokan Development** from this issue...basically dealing with the issues concerning the economic development of Kokan.

We would appreciate your participation in our innovative cause too. Believe it! what **"WE AND YOU"** can do together, we can't do alone.

In expectation of your earnest response to us.

Yours innovatively,
Editor

"Ask those of knowledge if you do not know"
(Qur'aan)

* * * *

"The ink of a scholar is holier than the blood of a martyr".
(Hadith)

قائم شدہ ۱۹۶۲ء

ماہنامہ نقشِ کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپرز ایسوسی ایشن [illegible]

جلد نمبر ۲۴ / جون / جولائی سنہ ۱۹۸۵ء / شمارہ ۶/۷

اعزازی نمائندے:

- بشیر باوگے (کراچی) • ابراہیم [illegible] (انگلینڈ)
- [illegible] (سعودی عرب) • [illegible] (بحرین)
- جمال الدین [illegible] (افریقہ)
- شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر: ایس اے ندیم قیصر

قیمت فی پرچہ: ۳ روپے

سالانہ خریداری: ۳۰ روپے

بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپے

" " تاعمر: ۱۵۰۰ روپے

ملکیت: نقشِ کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (E3006)

فون: 865384/861572

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ: ۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی ۹

مقام طباعت: اجمل پریس، بمبئی ۳

مقام اشاعت: ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری، بمبئی ۹

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالت ہائے بمبئی کو ہوگا

تاریخ اشاعت: یکم جون ۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس ماہ کے

نقوش

تقسیم العزوالدرجات

تقسیم عزت و مدارج

۱۔ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

(اللہ) جس کو چاہتا ہے (بات کی) سمجھ دیتا ہے۔ اور جس کو (بات کی) سمجھ دی گئی تو بے شک اُس نے بڑی دولت پائی۔ اور نصیحت وہی مانتے ہیں جو سمجھدار ہیں۔

پ ۳ البقرۃ ع

۲۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دے رکھی ہے اس کا کچھ ارمان نہ کرو۔

پ ۵ النساء

۳۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

ہم جس کے چاہتے ہیں (اُس کے) مرتبے بلند کر دیتے ہیں۔ (اے پیغمبر!) بیشک تمھارا پروردگار حکمت والا (اور سب کچھ) جانتا ہے

پ ۷ الانعام

۴۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝

ہم جس کو چاہتے ہیں (حسن تدبیر میں اس کے) درجے بلند کر دیتے ہیں اور (دنیا میں) ہر ایک دانا سے بڑھ کر (دوسرا) دانا (موجود) ہے۔

پ ۱۳ یوسف

جناب ای۔ ایچ بشیر کی جانب سے بطور عطیہ — اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے۔ آمین

پہلا صفحہ

لیونگ روم، صوفہ، شوکیس، ٹی وی، بنارسی ساڑی، اسٹیریو، ویڈیو اور بچے کے گلے میں سونے کا لاکٹ!
ہر چیز کا خیال رہتا ہے ہم سب کو
اگر نہیں ہے تو صرف صرف ایک چیز کا، صرف ایک چیز کا ہم نے نام نہیں سنا ہے۔
بچوں کا کیریئر

بچہ سات سال کا ہوا، اُسے اسکول میں داخل کر دیا۔
اور ذمہ داری ختم!
پھر کبھی بچہ کتابوں اور کاپیوں کے لئے پیسہ طلب کرتا ہے تو ڈانٹ ڈپٹ۔
کبھی اسکول سے بلاوا آتا ہے تو اساتذہ کو الٹی گالیاں۔ نہ کبھی پروگریس کارڈ دیکھا، نہ پوچھا۔
اور بچہ جوں توں کر کے ایس ایس سی تک پہنچ جاتا ہے۔
اب ایک نازک دور شروع ہوتا ہے — مگر والدین اب بھی بے خبر!

جون کا مہینہ پھر آگیا ہے۔
پھر ہمارے طلبہ کی بڑی تعداد ایس ایس سی کر کے ایک کیریئر کی تلاش در بدر بھٹکتی رہے گی۔
اس زمانے میں عموماً ہوتا یہ ہے کہ بچے بچپن ہی سے اپنے لئے ایک خوبصورت کیریئر کا تصور لئے رہتے ہیں۔
مارکس کم ملنے کے باعث اگر ان کا وہ خواب پورا نہیں ہوا تو فرسٹریشن میں مبتلا ہوتے ہیں۔
انھیں چاہئے کہ کسی بھی باعزت اور پیشہ ور کورس میں داخلہ لیں۔
البتہ اگر انھیں اپنا مقام، اپنی ریاست چھوڑ کر کسی دوسری ریاست میں بھی جانا پڑے تو ضرور جائیں۔
مہاراشٹر کے طالب علم کو کرناٹک جانا پڑے یا میگھالیہ، تری پورہ یا مغربی بنگال، وہ ضرور جائیں۔
چند ہی سالوں کی تو بات ہوتی ہے جس سے انھیں ایک شاندار مستقبل مل سکتا ہے۔ (خصوصاً والدین اس سلسلے میں جذبات سے کام نہ لیں)
کم مارکس والے طلبہ کالجوں کے چکر ہی میں نہ پڑیں۔ بلکہ چھوٹے موٹے پیشہ ورانہ کورس کر لیں۔
اور اب بچے اور ان کے والدین کو کافی قربانیاں دینی ہوں گی۔ کافی تپسیا کرنی ہوگی۔ انتظار کرنا ہوگا۔
(ہم لوگ انتظار نہیں کر سکتے۔ اور ایک ذہین طالب علم کو بھی پڑھانے کے بجائے بس کنڈکٹر بناتے ہیں کہ جلد کمانے لگتا ہے)
والدین کی ایک اچھی تعداد لاشعوری طور پر بچوں کا اچھا مستقبل نہیں چاہتی۔
وہ کہتی ہے کہ ہم زیادہ نہیں پڑھ سکے تو بچے کیوں پڑھیں۔
یہ ہیں وہ چند مسائل جن سے ہمارے طلبہ دوچار ہوتے ہیں۔ البتہ انھیں ان کا مقابلہ کرنا ہے۔
کیونکہ یہ ان کی زندگی اور موت، عزت و ذلت، نیک نامی و بدنامی، ترقی و تنزلی، سرخروئی اور پستی کا سوال ہے۔

مبارک کاپڑیا

قرآن اور سائنس

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن خدا کا قول ہے۔ اور کارخانۂ عالم خدا کا فعل ہے۔ اس لئے قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں ہوسکتی جو قوانینِ قدرت کے خلاف ہو۔ ورنہ خدا کے قول و فعل میں اختلاف ہو جائے گا۔

سائنس والوں کا کام یہ ہے کہ وہ مصنوعاتِ الٰہیہ پر غور کرتے ہیں اور عملی تجربے کے ذریعے ان خواص کو معلوم کر لیتے ہیں جو ان مصنوعات میں پنہاں ہیں۔ اس لئے وہ بات جو مشاہدہ، عمل اور تجربے سے ثابت ہوگی وہ درست اور صحیح ہوگی۔ سائنس والوں کے ان عملی تجربات اور قرآن کریم کے بیان میں کبھی اختلاف نہیں ہوگا۔

ہم مسلمان جو تلاوتِ قرآن کے عادی ہیں۔ علوم قرآنیہ پر دسترس حاصل نہیں کرتے۔ نہ کسی نظریے کی صحت مستقل عمل و تجربات کے ذریعے معلوم کرتے ہیں۔ لیکن جب سائنس دانوں کے ایسے تجربات و اکتشافات کا علم ہوتا ہے جس کی طرف قرآن کریم نے انسانی خیالات کی رہنمائی کی ہے تو ہماری نظروں میں قرآن کریم کی عظمت و وقعت اور بڑھ جاتی ہے۔

ہمارے نزدیک کلام اللہ غلطی و خطا کے امکان سے بالاتر ہے۔ البتہ سائنس کا وہ شعبہ جس کی بنیاد محض نظریات پر ہے اس میں غلطی کا امکان ہے۔ اس لئے ہم محض سائنس کے نظریات کو قرآنی علوم کی صداقت کے طور پر پیش نہیں کرتے۔ البتہ تجرباتی سائنس کی صحت کے قائل ہیں۔ اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ سائنس کے عملی تجربات کے نتائج کبھی قرآن کریم کے خلاف نہیں ہو سکتے۔

معارف الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرقاق

(یعنی دلوں کو نرم کرنے والی باتیں)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
حجبت النار بالشھوات و حجبت الجنۃ بالمکارہ (متفق علیہ)
الا عند مسلم حفت بدل حجبت۔

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ
جہنم شہوات کے ذریعے ڈھانپ دی گئی ہے۔ اور جنت مشکل اعمال کے ذریعے
(بخاری و مسلم) مگر یہ کہ مسلم میں حُجِبت کی جگہ حُفّت ہے۔ (دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ سمیع اللّٰہ)

شرح:۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ
نفسانی خواہشات انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہیں۔ جیسے زنا، چوری، جوا
غیبت، اتہام اور ارکان اسلام سے دوری وغیرہ۔۔۔ اس کے مقابل جنت جانے کے
راستے وہ مشکل اعمال ہیں جن کی ادائیگی بسا اوقات طبیعت پر گراں گزرتی ہے بلکہ ان
ان اعمال کی ادائیگی کا قرآن و حدیث میں حکم دیا گیا ہے۔ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور
اخلاق فاضلہ یعنی غربا، بیوہ کی خبرگیری، بیماری عیادت، پڑوسی کی رعایت وغیرہ۔ ایسے اعمال اگر
بشاشت قلب سے ادا کئے جائیں تو بلندی درجات کا موجب ہیں لیکن اکثر ایسے اعمال کی ادائیگی میں دل تنگی اور مشقت محسوس ہوتی ہے۔
۔۔۔ اس حدیث میں مکارہ کا جو لفظ ہے اس کے معنی کراہت اور ناپسندیدگی کے نہیں۔ بلکہ تکلیف اور مشقت کے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے
حملتہ اُمہ کرہاً و وضعتہ کرہاً یعنی ماں بچے کو پیٹ میں بہت دکھ اٹھا کر رکھتی ہے اور بچہ جنتی بھی ہے تو بہت مشقت اور تکلیف سے۔ یہی حجبت الجنۃ بالمکارہ کے یہی معنی ہیں۔

جناب ملک حسین بخشی کی جانب سے بطور عطیہ۔ اللّٰہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے۔ آمین۔

عید

صرف مسلمانوں کی شان ہی نہیں اسلام کی عظمت و بلندی کی بھی پہچان ہے

اسلام میں عید کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ عید، خدا کی میزبانی کا دن ہے۔ اس لئے آج کے دن خدا اپنے یہاں ہمیں مہمان بنا کر کھانے پینے کا حکم دیا۔ اس لئے آج کے دن روزے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ گویا آج کے دن روزہ رکھنا خدا کی مہمانی کو رد کرنے کے برابر ہے۔

طلوعِ اسلام سے پہلے عرب میں دو عیدوں کا عام رواج تھا۔ یہ دونوں اس قسم کے تہوار تھے کہ آج کی گمراہ قوموں کے تہواروں سے مناسبت رکھتے تھے۔ ان میں بھی فضول خرچی غلط قسم کے کھیل اور رسم و رواج رائج تھے۔ چنانچہ جیسے ہی اسلام کا ظہور ہوا، یہ دونوں تہوار ختم کر دیئے گئے۔ اور اس کے بجائے اصلاح یافتہ تہوار مقرر کئے گئے۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے:

ابدلکم بہما خیرا منہما یوم الفطر ویوم الاضحٰی

اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ دو بہتر عید ہم کو دیئے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ عید الفطر کا دن چونکہ رمضان المبارک کے پورے مہینے میں روزے رکھنے اور تراویح ادا کرنے کے بعد آتا ہے اس لئے اس دن کو اسلامی تہذیب میں بڑی مسرت و شادمانی کا دن شمار کیا جاتا ہے۔ اور عید الاضحیٰ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ عید الفطر میں دو خاص عبادتیں ہیں۔ پہلے صدقۂ فطر اور اس کے بعد نماز دوگانہ۔ اسی طرح عید الاضحیٰ میں پہلے نماز دوگانہ اور اس کے فوراً بعد جانور کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا۔ یہ دونوں ہی تہوار مسلمانوں کے اتحاد و اجتماعیت کا مظہر ہیں۔ اور یہ ہماری اجتماعی عبادت بھی ہے۔ اس طرح اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم سب مل کر تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے رہیں گے ـــ اگر تھوڑی دیر کیلئے ہم اپنے دماغ سے ہندوستان کے جغرافیائی فاصلوں کو نکال دیں اور پورے ہندوستان کی عیدگاہ کو ایک جگہ جمع کریں تو ہم یہ تصور کریں گے کہ ملک کے پندرہ بیس کروڑ مسلمان ایک جگہ جمع ہیں، ایک ہی قبلہ کی طرف رُخ ہے، ایک ہی خدا کے لئے رکوع و سجود کر رہے ہیں ان کا خدا ایک ہے، ان کا رسولؐ ایک ہے۔ ان کا دین ایک ہے۔ اس سے بڑھ کر اتحاد و اتفاق کا اور کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کی شان نہیں بلکہ اسلام اور اس کی عظمت و بلندی کی پہچان بھی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ عید کے دن صبح صادق سے فرشتے راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں سے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اپنے رب کی طرف آؤ۔ اور خوب انعامات حاصل کرو۔ تمہیں رات کی عبادت کا اور دن میں روزہ رکھنے کا حکم ہوا تھا۔ تم نے اسے پورا کیا۔ اب اپنے رب سے انعام لے لو ـــ اور پھر جب عید کی نماز ہو جاتی ہے تو خدا کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تمھاری مغفرت ہو گئی۔ اور رشد و ہدایت کی دولت لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ آج کا دن یوم الجائزہ یعنی انعام پانے کا دن

ہے۔ اور آسمان میں اس دن کو یوم الجائزہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہم میں سے جن خوش نصیب بندوں کے لئے عید کا دن یوم الجائزہ ہو گا ان کو مبارک باد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دن کے انعام کا مستحق قرار دے۔ اور عید کی حقیقی خوشی ہمارے حصہ میں نصیب فرمائے۔ کیونکہ کپڑے اور لباس کی تبدیلی کا نام عید نہیں ہے۔ بلکہ دل و دماغ میں خوشگوار انقلاب کا نام عید ہے۔

عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچوں کی خوشی کا بہت خیال رہتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ عید کی نماز کیلئے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں چند بچے کھیل رہے تھے اور ان میں سے ایک بچہ رو رہا تھا۔ آپؐ اس بچے کے قریب گئے اور اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو۔ ان بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے؟ اس بچے نے کہا کہ یہ لوگ مجھے جانتے نہیں کیونکہ میرا باپ ایک غزوہ میں شہید ہو گیا تھا اور میری ماں نے دوسرا نکاح کر لیا اور میرے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور مجھے گھر سے باہر نکال دیا۔ اب میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ جب میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ عید کے دن نئے کپڑے پہنے ہیں تو مجھے رنج ہوا۔ اس لئے رو رہا ہوں۔" یہ سن کر حضورؐ اس بچے کو اپنے گھر لائے اور کہا کہ آج سے میں تمہارا باپ ہوں۔ حضرت عائشہؓ تمہاری والدہ ہیں۔ اور حضرت فاطمہؓ تمہاری بہن ہیں۔ آپؐ نے اس بچے کو اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ اور اس کو کھانا کھلایا۔ تب اس کا دل مسرت سے بھر گیا۔ اور ہنستے ہوئے ان بچوں کے پاس گیا تو ان بچوں کو تعجب ہوا اور کہا تم ابھی رو رہے تھے اب کیوں ہنس رہے ہو؟ تو اس بچے نے کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ ہیں، عائشہؓ میری ماں ہیں اور حضرت فاطمہؓ میری بہن۔ یہ سن کر ان میں سے ہر ایک لڑکے نے کہا کاش! ہمارے باپ بھی غزوہ میں شہید ہوئے ہوتے تاکہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آتی۔ پھر وہ لڑکا عمر بھر حضورؐ کی خدمت کرتا رہا۔

عید مومنین کے لئے انعام کا دن ہے۔ اس لئے آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں۔ یہ مبارک بادی بھی اسلام کے مزاج کے مطابق ہو اس لئے جب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں ملتے تھے تقبل اللہ منا و منکم بھی کہا کرتے تھے۔ اللہ ہمارے اور تمہارے عملوں کو بھی قبول فرمائے۔ اس لئے عید کے دن جب ہم اپنے بھائیوں سے ملیں تو سلام کے بعد اصل چیز مسرت کا پیغام لینا اور دینا ہے تاکہ ہمارے دلوں سے ایک دوسرے کے بارے میں بغض و حسد مٹتا چلا جائے اور ہم صحیح معنوں میں عید کی مسرت سے فیض یاب ہو سکیں۔

تقویٰ کی تربیت

روزوں کا موسم ختم ہوگیا۔ اکل و شرب پر جو قدغن تھی وہ اب اٹھ چکی ہے۔ حلال و طیب سامانِ خور و نوش کے ہر وقت استعمال کی اجازت مل چکی ہے۔ لیکن جو لوگ روزوں کے موسم میں نہایت پابندی کے ساتھ صوم و صلوٰۃ پر قائم رہتے تھے، وہ اس موسم کے گذر جانے کے بعد نہ صرف حلال غذا کا من پسند وقت میں استعمال شروع کر دیتے ہیں جو روزوں کی روح کے بالکل منافی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے سنجیدگی کے ساتھ کبھی غور نہیں کیا کہ جو پابندی روزوں میں ہم پر عائد کی گئی تھی وہ دراصل سال بھر کیلئے افعالِ شنیعہ سے محترز رکھنے کا ایک تربیتی کورس تھا۔ اگر اس موقع پر ہم اس اہم ترین پہلو پر غور کریں تو توقع ہے کہ روزوں کا موسم گذر جانے کے بعد بھی ہم روزہ کی روح سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

روزہ کی فرضیت کے احکام صادر فرمانے کے ساتھ ہی خداوندِ عالم نے جس مقصد کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ہے (تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو)۔ اس ارشادِ ربانی سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ بجائے خود تقویٰ نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی منزل تک پہنچنے کا ایک زینہ ہے۔

تقویٰ کی حقیقت کیا ہے، لفظ تقویٰ کی تفسیر کے لئے بہتر تفسیر۔۔۔۔۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور اولوالعزم خلیفۃ المسلام کے استفسار پر حضرت کعب بن مالکؓ نے فرمائی ہے اور وہ یہ ہے: "خاردار جھاڑیوں سے بھرے ہوئے راستہ سے اپنے دامن کو بچا کر چلنا۔ تقویٰ کہلاتا ہے!"

یہ زندگی اور دنیا دراصل رحمانی اور شیطانی قوتوں کی ایک بازی گاہ ہے۔ یہاں ہر قدم اور ہر حرکت پر انسان کو ایک عظیم کشمکش سے سابقہ ہوتا ہے۔ شیطانی قوتیں انسان کو اپنی گرفت میں لینا چاہتی ہیں، رحمانی طاقتیں اس کو شیطانی گرفت سے بچانے کی کوشش کرتی ہیں۔ شیطانی قوتیں خوشنما اور دیدہ زیب لباس میں ملبوس، انسان کو اپنی طرف کھینچنے کی جد و جہد کرتی ہیں، رحمانی قوتیں اپنی فطری سادگی کے ساتھ عقلِ سلیم کو پکارتی ہیں۔ اس کشمکش میں جو قوت انسان کو صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت بخشتی ہے وہ ایمان باللہ کی عظیم ترین قوت ہے۔ یہی طاقت ہے جو تصادم اور کشمکش کی ہر منزل پر شیطانی قوت کو پچھاڑ دیتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ روزہ کے تربیتی کورس میں اسی چیز کو اولین درجہ حاصل ہو۔

صبح پو پھٹتے ہی انسان کے لئے وہ تمام چیزیں حرام کر دی جاتی ہیں جو ابھی ابھی اس پر حلال تھیں۔ گرمی کی شدت ہو تو وہ پانی کا ایک قطرہ بھی حلق کے نیچے اتار نہیں سکتا۔ بھوک سے نڈھال ہو جائے اور کھانے کی ہر چیز سامنے رکھی ہو مگر مسلمان اس کی طرف ہاتھ تک نہیں بڑھا سکتا۔ آخر یہ کون سی طاقت ہے جو اس کو

روک رہا ہے — یہ وہی طاقت ہے جس کو "ایمان باللہ" کہتے ہیں — روزہ دار کو یقین ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے۔ اسی نے مجھے بھی پیدا کیا ہے اور اسی کا حکم ہے کہ میں ایک مقررہ وقت کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کو دبائے رکھوں، اور ان اشیاء کو بھی جو اس نے میرے لئے جائز فرمائی ہیں اپنے اوپر حرام کر لوں۔

دیکھئے اس یقین کو روزہ سے کس طرح تقویت حاصل ہوتی ہے؟ ایک شخص تنہائی میں جا کر سب کچھ کر سکتا ہے۔ کھا سکتا ہے، پی سکتا ہے، ہر وہ کام کر سکتا ہے جس سے روزہ روک دیتا ہے۔ کسی انسان کی نظر اس پر نہیں پڑ سکتی۔ روزہ توڑ کر بھی وہ روزہ دار ہی شمار ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی روزہ رکھنے والا شخص ایسا نہیں کرتا۔ اس لئے کہ جس اللہ پر وہ ایمان لایا ہے وہ اللہ حاضر و ناظر ہے۔ تنہائی میں بھی دیکھتا ہے اور لوگوں کے ہجوم میں بھی اس کی نگاہ رہتی ہے۔ وہ خلوت کا بھی نگراں ہے اور جلوت کا بھی محافظ ہے۔ انسان سے چھپ کر کوئی بھی کام کیا جا سکتا ہے مگر اس اللہ کی نگاہوں سے چھپ کر کوئی حرکت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے روزہ دار انسان کا ہر کام پر قادر ہونے کے باوصف روزہ توڑنے والی اشیاء سے پرہیز کرنا اس کے ایمان باللہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور روزہ اس ایمان و یقین کو زیادہ مستحکم اور مضبوط بنا دیتا ہے۔

اب غور کیجئے کہ روزہ ختم ہو جانے کے بعد کیا اس ایمان باللہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیا سال کے باقی گیارہ مہینوں میں ایمان اور ایقان کے بغیر زندگی خیر کی راہ پر گزاری جا سکتی ہے۔

زندگی کے ہر قدم پر ایمان باللہ کی جس قوت کی ضرورت ہے رمضان کے پورے مہینے کی مسلسل تربیت سے وہی قوت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب جو شخص رمضان المبارک میں روزہ دار بھی رہا اور رمضان کے بعد اس نے ایسے کام بھی کئے جو ایک مومن کی شایان شان نہیں ہیں، تو سمجھنا چاہئے کہ اس نے روزہ محض ایک رسم پوری کرنے کے لئے رکھ لیا تھا — روزہ سے مسلمانوں کو یہ تربیت دی جاتی ہے کہ مسلمان کا نفس اور اس کے تمام اعضاء اس کے اپنے نہیں ہیں بلکہ اس اللہ کے ہیں جس نے اسے پیدا کیا ہے، اس لئے مسلمان کے تمام اعضاء پر اللہ ہی کا اقتدار نافذ ہونا چاہئے۔ روزہ میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے اس اقتدار کامل کی مشق کی جاتی ہے۔ مسلسل تربیت سے مسلمان کے دل و دماغ میں اس بات کو راسخ کیا جاتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ صرف اسی اللہ کی صفت ہے جس نے مسلمان کو پیدا کیا ہے۔ مسلمان کو غور کرنا چاہئے کہ جب روزہ میں اپنے نفس کا حکم ماننے سے روک دیا گیا ہے، اپنے اعضاء و جوارح سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینے سے منع کر دیا گیا ہے تو پھر روزہ کے علاوہ سال بھر گیارہ مہینوں میں ایک مسلمان کیسے اپنی مرضیٔ نفس کے مطابق عمل کر سکتا ہے اور کیسے اپنے دل و دماغ اور ذہن و خیال سے اور اپنے اعضاء و جوارح سے اپنی پسند کے کام لے سکتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس طرح روزہ میں پورے رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حکم و مرضی و منشاء کے مطابق عمل کرتا رہا ہے، اسی طرح روزوں کے بعد، ماہ رمضان کے علاوہ بھی ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اور اپنا سب کچھ خدا ہی کو سمجھنا چاہئے کہ یہی راہ، دنیا میں کامرانی و عزت اور آخرت میں فلاح کی ضامن ہے — ..

★ ★ ★

عبد الاحد ساز

بہت یاد آتی ہیں عیدیں پُرانی

وہ بچّوں کی آنکھوں میں سپنے سنہرے — حسینوں کے ہاتھوں پہ مہندی کے پہرے
سجیلی دکانوں میں رنگوں کے لہرے — وہ خوشبو کی لڑیاں اُجالوں کے سہرے
اُمنگوں بھری چاند راتیں سُہانی
بہت یاد آتی ہیں عیدیں پُرانی

تقدّس میں ڈوبا وہ صبحوں کا عالم — نمازوں میں وحدت کا نقشہ مسلّم
ہر اک فرد تصویرِ ملّت مجسّم — گلے سے گلے دل سے دل ملتے باہم
اخوّت کا وہ نغمۂ جاودانی
بہت یاد آتی ہیں عیدیں پُرانی

وہ راہوں میں خوش پوش یاروں کے ہلّے — وہ رونق سے معمور گلیاں محلّے
جھروکوں میں رنگین ڈوپٹوں کے پلّے — وہ مانگوں میں افشاں وہ ہاتھوں میں چھلّے
وہ اپنی سی تہذیب کی ترجمانی
بہت یاد آتی ہیں عیدیں پُرانی

جھلکتی وہ چہروں پہ برکت گھروں کی — نگاہوں میں شفقت بڑی بوڑھیوں کی
اداؤں میں معصومیت کم سنوں کی — وہ باتوں میں اپنائیت دوستوں کی
مروّت، کرم، مخلصی، مہربانی
بہت یاد آتی ہیں عیدیں پُرانی

مگر اب کہاں سازؔ وہ دورِ راحت — لبوں پہ ہنسی ہے، نہ چہروں پہ رنگت
نہ جیبوں میں گرمی، نہ دل میں حرارت — نہ ہاتھوں کے ملنے میں اگلی سی چاہت
حقیقت تھا وہ دور یا اک کہانی
بہت یاد آتی ہیں عیدیں پُرانی

MOHD. NOOR MULLA
President
[illegible]AN MUNICIPALITY

Waziruddin S/o Abdul Razzak Khatib of Kalusta, (Chiplun) was presented a meritorious Honour plaque alongwith a Medal and Cash award by the U. S. Ambassador to Oman on 28th April, 1985 for his outstanding services rendered to the United States Information Services in its work of assisting the Omani Govt.

مترجم: پروفیسر محمد علیم
مختار سے

کمپیوٹر اور معجزۂ قرآن

کیا قرآن کی تفسیر کمپیوٹر کے ذریعہ جائز ہے؟
یہ سوال روز الیوسف نے اہلِ دین سے پوچھا ہے

عربی زبان میں قرآن کریم نازل ہوا اور اسی میں اس کی تفسیر بھی کی گئی۔ لیکن پچھلے سالوں میں قرآنی آیات کی تفسیر کا نیا سلسلہ ٹیکنالوجی طریقوں پر شروع ہوا ہے اور وہ ٹیکنالوجی کمپیوٹر یا الیکٹرونک عقل ہے۔

اس مضمون کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ علماء جو دین میں فقہی صلاحیت رکھتے ہیں وہ اس کے متعلق اجتہاد کریں اور نیا طریقۂ تحقیق اپنائیں۔ اور یہ کہ وہ اپنی رائے ان علماء کے متعلق دیں جو نئے طور سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں۔ اور نئی نئی تفسیریں اس کے ذریعے نکالتے ہیں۔

ایک اہم مطالعہ جسے روز الیوسف نے پیش کیا ہے۔ اس کی سارے عالم میں گونج ہے۔ اور ڈاکٹر رشاد خلیفہ جو امریکہ کی مسجد توسان کے امام ہیں اور ایک جید عالم ہیں اور امریکہ کے انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ٹیکنیکل ایکسپرٹ (ماہر) بھی ہیں۔ انھوں نے جب سے اس کے متعلق لکھا ہے وہ بات سارے عالم میں گونج رہی ہے۔ اور وہ اپنی رائے کے متعلق کہتے ہیں کہ قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں (قرآن میں) کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں یہی دعویٰ روز الیوسف نے قرآن کی طرف سے پیش کیا ہے۔ علماء اس پر رائے دیں تاکہ ہم مطمئن ہو جائیں۔

سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ ملاحظہ فرمائیے:

"بے شک اللہ کے نزدیک قیامت کا علم ہے، اور وہ بارش برساتا ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے۔ اور کوئی نفس نہیں جانتا کل کیا کمائے گا اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔"

یہ آیت کریمہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر نفس سے کل کے کمانے کے متعلق پوشیدہ رکھا ہے۔ اور اسی طرح علم موت کہ کس زمین پر ہوگی خفیہ رکھا ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ نے قیامت کے وقت کی معرفت کے امکان کی نفی نہیں کی ہے۔ اور نہ بارش گرنے کی جگہ اور وقت کے امکان کے علم کی نفی کی ہے۔ اور اس نے ماں کے پیٹ میں کیا ہوگا اس کی بھی نفی نہیں کی ہے۔

اب ہم بارش گرنے کی جگہ اور وقت کو جانتے ہیں۔ جس طرح ہم صحیح طور پر جانتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ بلکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جنین رحم مادر میں صحت مند ہے یا بیمار اور اگر بیمار ہے تو کون سی بیماری اسے لاحق ہے۔

اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے علم کو جتنا چاہے اور جب چاہے آشکار کرتا ہے۔ جس طرح سو سال قبل اللہ تعالیٰ

تنہا ٹیلیویژن کا علم رکھتا تھا۔ اور اسی طرح سینما کا علم بھی
اور ٹیلیفون کا علم بھی، اور مصنوعی سیاروں اور فضائی کشتیوں
کا علم بھی۔ مگر اس نے ان علوم کا اظہار وقت مقررہ پر کیا۔
قرآن کریم میں یہ بات صیغۂ مستقبل میں کہی گئی ہے کہ
اللہ عزوجل اپنے علم کو ہمارے عالم پر نازل کرتا رہے گا تا کہ
حق مکمل ہو جائے اور باطل نیست و نابود ہو جائے۔
سورۃ صٰفّٰت آیت نمبر ۵۳ ملاحظہ فرمائیے:
"ہم آفاق کی نشانیوں کو بتائیں گے اور جو ان کے
دلوں میں ہیں یہاں تک کہ حق ان پر ظاہر
ہو جائے۔"
اور جب کہ قرآن کریم سماوی پیغاموں کا آخری
پیغام ہے تو پھر یہ بات بھی معقول ہے کہ عالم کی انتہا
کا وقت اس میں شامل ہو جائے۔ اور یہ کہ یہ راز اسی وقت
تک ایک محفوظ راز رہے گا جب تک اللہ علیم و خبیر اس پر
سے پردہ ہٹا نہ دے۔ اور قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ عالم کی انتہا کا
وقت خفیہ نہیں رہے گا بلکہ جب اللہ عزوجل چاہے گا اس کا
کشف مکمل کر دے گا۔
سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵ اس سلسلے میں ملاحظہ کیجئے:
"کہ قیامت یقیناً آنے کی۔ اور یہ کہ میں اسے
عنقریب ظاہر کروں گا۔"
اس آیت میں کلمہ اَکَادُ دلیل قاطع ہے کہ عالم کی
انتہا کا وقت خفیہ نہیں رہے گا۔ اور اس میں کوئی شک
نہیں کہ عالم کی انتہا کے وقت کے کشف کی سب سے اچھی
جگہ قرآن کریم ہے ــــ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عالم
کے انتہا کے وقت کو پاور فل اوزار کے اکتشاف کے
ساتھ مربوط کیا ہے۔ جو کہ اس کے کشف کی تحقیق میں معاون ہوں گے۔
اور وہ اوزار کمپیوٹر ہیں ــــ اکادا خفیہا کی قرآنی تعبیر اس
بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عالم کے ختم ہونے
کے وقت کے کشف کو مشکل بنا دیا ہے۔ بلکہ کمپیوٹر کے آنے سے
پہلے کی ساری قوموں کے لئے اس کو ناممکن رکھا۔ یہاں تک کہ
معین وقت تک جب چاہے گا کہ عالم کے ختم ہونے کا وقت
معلوم ہو جائے ــــ بہت سارے براہین عالم کے منتہی ہونے
کے وقت کے کشف کے متعلق ایک دوسرے کی مددگار رہے
ہیں کہ جس میں انسان کے دل میں کسی شک و شبہ کی کوئی
گنجائش باقی رہ جائے۔

"راز" ــــ قرآن کریم نے خود اسے ایک مخفی راز رکھا ہے۔
اور یہ راز لوگوں کے لئے ثابت ہو جائے کہ قرآن کریم اللہ عزوجل کا
عالم کے لئے پیغام ہے۔
سورۃ الفرقان کی آیت ۴ تا ۶ تک ملاحظہ فرمائیے:
"اور یہ کہ جنھوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ
(قرآن) ایک من گھڑت بات ہے جیسے مدعیٔ
رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہے اور
لوگوں نے اس میں حضورؐ کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ
ایسا کہنے سے ظلم اور جھوٹ پر اُتر آئے ہیں۔"
جس طرح کہ قرآن نے اس راز کو پیش کیا ہے وہ
کفار کے دعووں کو رد کرتا ہے۔ اور ان کی تہمتوں کو مٹاتا
ہے۔ کیونکہ عنقریب مستقبل میں اس راز سے پردہ اٹھ جائے گا۔
اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ آشکارا نہ ہو سکا۔
کمپیوٹر سے قبل عالم کے اختتام کا کشف قرآن کریم
سے ناممکن تھا۔
سورۃ یونس کی آیت نمبر ۲۰ ملاحظہ کیجئے:
"اور وہ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف
سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی ہے۔
ــــ تو پھر کہئے کہ بے شک غیب (کا علم)

اللہ کے لئے ہے۔ اس لئے آپ سب منتظر رہئے
اور میں بھی آپ کے ساتھ منتظرین میں سے ہوں گا۔
اور قرآن کریم نے ڈائریکٹ طریقہ سے ۱۹ انکی عدد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سورۃ مدثر کی ۲۴ تا ۳۰ آیات کا بغور مطالعہ کیجئے:۔
"پھر وہ مڑا اور اس نے خود کو بڑا سمجھا (یعنی غرور کیا) اور کہا یہ صرف ایک جادو ہے جو موثر ہے۔ یہ صرف بشر کا قول ہے۔ میں اسے سقر (جہنم) میں ڈالوں گا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ سقر کیا ہے۔ وہ کسی کو باقی نہیں رکھے گی اور نہ کسی کو چھوڑے گی۔ جلدوں کو جھلسا دینے والی۔ اس پر ۱۹ داروغہ ہیں"
قرآن کے اس راز کے کشف کے لئے تنہا کمپیوٹر سینٹ کا اکتشاف ہوا۔ جس کے ذریعہ عالم کو قرآن کریم کا راز واضح ہو گیا ہے۔ جس کے متعلق ہم گفتگو کر رہے ہیں، سورۃ فرقان کی چھٹی آیت ۱۹ کے عدد پر مبنی ہے۔ اور یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا ذکر کیا جائے کہ ۱۹ کا عدد سارے عالم پر علانیہ طور پر قرآن کے سب سے جامع پیغام کو پیش کرتا ہے۔ دیکھئے وہ پیغام یہ ہے کہ "اللہ واحد ہے (یعنی ایک ہے) اس لئے ۱۹ کا عدد واحد کے کلمہ کے ابجدی عدد کی قیمت کے برابر ہے۔ اور وہ نظام ابجدی اور وہ حسابی نظام جو قرآن کریم کے نزول کے وقت چلتا تھا، عین مطابق ہے۔ اور جب قرآن کریم کا نزول ہوا اس وقت وہ ہندسے جیسے ہم آج جانتے ہیں غیر معروف تھے۔ بلکہ حروف ابجدیہ ہندسوں کی تعبیر کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ دیکھئے پہلے دس حروف ابجدیہ کی ترتیب یوں ہے:

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

پھر جب ہم واحد کلمہ کے حروف کو دیکھیں تو وہ و+ا+ح+د پر مشتمل ہے۔ و = ۶ ، ا = ۱ ، ح = ۸ اور د = ۴ جس کا مجموعہ ۱۹ ہے۔ تو یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن کریم میں سب سے بڑا قاسم مشترک یہی عدد ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۹ حروف پر مشتمل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کی سورتوں کی مجموعی تعداد ۱۱۴ ہے جو ۱۹ کے عدد کے ۶ گنا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ بسملات کی تعداد قرآن کریم میں ۱۱۴ ہے۔ یعنی ۱۹×۶ باوجود اس کے کہ سورہ توبہ میں بسم اللہ نہیں ہے لیکن اس کے عوض سورہ النمل میں آیت نمبر ۳۰ میں ایک بسم اللہ آگئی ہے۔ انہ من سلیمان وانہ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم
چوتھی بات یہ ہے کہ سورۃ التوبہ جس میں بسم اللہ نہیں ہے، اس سورۃ سے سورہ النمل جس میں ایک زائد بسملہ ہے، تک کی تعداد ۱۹ ہے۔
پانچویں بات یہ ہے کہ قرآن کی سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ ۱۹ کلمات پر مشتمل ہے: اقرأ باسم ربك الذی خلق، خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم۔
چھٹی بات یہ ہے کہ سورۃ النصر وہ بھی ۱۹ کلمات پر مشتمل ہے: اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا۔
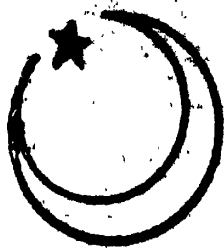
عید
مبارک
منجانب:
السمیت
انٹرنیشنل
AL-SAMIT INTERNATIONAL
ہیڈ آفس:-
کے۔ کے مینشن، تیسرا منزلہ،
۲۸۹/۹۱، ناگدیوی اسٹریٹ
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۳
ٹیلیفون:- 326686/349274
برانچ آفس:-
عربین اپارٹمینس
۱۷، ریجا گوجی کیر مارگ (پیا میرلین)
نزد پیرادائز سینما۔ ماہم، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۱۶
ٹیلیفون:- 454568/454546
ٹیلیکس:- 011-71161 OMBR IN

ساتویں بات یہ ہے کہ قرآن کی سب سے پہلے نزول آیتوں کے کلمات کا مجموعہ ۱۹ ہے اور ان کے حروف ۷۶ ہیں یعنی

۱۹ × ۴ = ۷۶

آٹھویں بات یہ قرآن کی سب سے پہلی وحی والی سورۃ العلق کی آیتیں ۱۹ پر مشتمل ہیں۔

نویں بات یہ کہ سورۃ العلق میں ۲۸۵ حروف ہیں یعنی ۱۹ × ۱۵ = ۲۸۵

دسویں بات یہ ہے کہ جو سورۃ سب سے پہلے نازل ہوئی یعنی کہ سورۃ العلق، اس کی جگہ پیچھے سے ۱۹ویں ہے۔

گیارھویں بات یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ہر کلمہ قرآن میں بار بار آتا ہے اور ہر کلمہ ہمیشہ ۱۹ کا گنا ہوتا ہے۔

کلمہ اسم قرآن میں ۱۹ بار آیا ہے۔

کلمہ اللہ قرآن میں ۲۶۹۸ بار آیا ہے جو کہ ۱۹ × ۱۴۲ ہے۔

کلمہ الرحمٰن قرآن میں ۵۷ بار آیا ہے جو کہ ۱۹ × ۳ ہے۔

الرحیم قرآن میں ۱۱۴ بار آیا ہے جو کہ ۱۹ × ۶ ہے۔

یہ حقائق ۱۹ کے عدد پر مبنی ہیں۔ جو کہ ایک معجزۃ القرآن ہے اور یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ اس معجزہ کے جزو اعظم کا تعلق حروف مقطعات (فواتح سورہ) یعنی وہ حروف جو قرآن میں کسی سورہ کا پہلا حصہ ہیں) سے مربوط ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر الم، حٰم اور کھیعص۔ اور یہ حروف عالم کے اختتام کے وقت کو متعین کرتے ہیں۔ اور ہم میں ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ حروف ۱۴۰۰ سال تک کمپیوٹر کے نقطہ نظر سے سربستہ رہے (گو تفسیری نقطۂ نظر سے خود اس کی بہت لطیف تفسیریں کی گئی ہیں۔) یہاں تک کہ کمپیوٹر کا ۱۹۷۵ء میں انہوں نے تعارف کرایا [illegible] بھی انکشاف ہوا اور پھر ان قرآنی معجزاتی حروف کی دلالت سے کشف ہوا۔

یہ ملاحظہ کیا جاتا ہے کہ فواتح سور ۱۴ ابتدائی حروف پر مبنی ہیں اور وہ حروف ہیں: ا - ح - ر - س - ص - ط - ع - ق - ک - ل - م - ن - ھ - ی۔

اسی طرح فواتح سور کی تعداد بھی ۱۴ ہے — یعنی:

ق - ن - ص - حم - یٰس - طس - طہ - عسق - طسم - الم - الر - المر - المص - کھیعص — اور یہ فواتح قرآن کی ۲۹ سورتوں میں موجود ہیں۔ اگر ہم ان کو جمع کریں یعنی ۱۴ حروف + ۱۴ فواتح سور + ۲۹ سورتیں۔ تو ان کا مجموعہ ۵۷ ہوگا۔ یعنی ۱۹ × ۳ اور یہ حروف قرآنیہ فواتح سور اور ۱۹ کے عدد میں پہلا تعلق ہے۔

قرآن کا سب سے بڑا معجزہ جو کہ شک کے لئے گنجائش نہیں رکھتا: وہ یہ کہ قرآن کریم بشر کا قول نہیں ہے اور یہ کہ صدیوں کے بیتنے کے باوجود محفوظ ہے۔ یعنی نہ اس میں تحریف ہوئی نہ زیادتی۔ اور نہ کمی — اور فواتح سورہ کا ہر حرف قرآن میں بار بار آتا ہے۔ جو کہ ۱۹ عدد کا گنا بغیر کسی استثناء کے ہے۔

اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سورہ ق میں ق کا حرف ۵۷ بار آیا ہے۔ جو کہ ۱۹ × ۳ ہے۔

۲۔ اور دوسری طرف ایک ہی سورہ ہے جو کہ حرف ق سے شروع ہوتی ہے۔ اور وہ سورہ الشوریٰ ہے اور جو کہ ق کے عدد پر خود بھی مشتمل ہے۔

۳۔ اور جب ہم ق کے بار بار آئے ہوئے ان دو سورتوں کے حروف کو جمع کریں تو ان کا مجموعہ ۵۷ + ۵۷

یعنی ۱۱۴ ہے۔ جوکہ قرآن کی سورتوں کا مجموعہ ہے۔ تو پھر حرف ق وہ قرآن کا راز ہے۔ اور ۱۱۴ ق کی تعداد ان دو سورتوں میں اعلانیہ یہ بتاتی ہے کہ ۱۱۴ سورتیں ہی قرآن ہے۔ اور پورا قرآن ہے۔ اور اس کے علاوہ غیر قرآن نہیں ہے۔

۴۔ سورۃ ق میں قرآن کریم کا وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ مجید ہے۔ (ق والقرآن المجید)۔ اس کلمہ مجید کی عددی قیمت ۵۷ ہے جوکہ ق کے بار بار آئے ہوئے حروف کی تعداد کے برابر ہے۔

یعنی کہ ۵۷

ا ۔ ب ۔ ج ۔ د ۔ ھ ۔ و ۔ ز ۔
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷
ح ۔ ط ۔ ی ۔ ک ۔ ل ۔ م ۔ ن ۔
۸ ۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰

م = ۴۰ ، ج = ۳ ، ی = ۱۰ ۔

د = ۴ =

م + ج + ی + د = ۴۰ + ۳ + ۱۰ + ۴ = ۵۷

اس طرح ہمارا خالق عز وجل ہمیں بتاتا ہے کہ اس نے قرآن نازل کیا ہے اور وہ اس کے حروف جانتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سورۃ ق کی ابتدا میں ایک چھوٹی سی علامت ہمارے لئے رکھی ہے جوکہ ہمیں بتاتی ہے کہ یہ سورۃ ۵۷ ق پر مشتمل ہے۔ اور جیسے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ۱۴۰۰ سال تک راز میں رکھا۔

۵۔ سورۃ ق کی ۱۳ ویں آیت ملاحظہ فرمائیے کہ وہ قوم لوط کے متعلق کہتی ہے کہ جنہوں نے اس سے کفر کیا اور یہ بھی ملاحظہ کیا جاتا ہے کہ انہیں ہمیشہ قوم لوط کا نام دیا گیا ہے سوائے سورۃ ق کے جہاں انہیں اخوان لوط کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کا لفظ اخوان کا اختیار کرنا حرف ق کے عدد کے عدد کو متعین کیا ہے۔ جوکہ ۵۷ ہے اور وہ ۱۹ × ۳ کے برابر ہے۔

۶۔ وہ سورۃ جو حرف ن سے شروع ہوتی ہے وہ سورۃ القلم ہے۔ جوکہ ۱۳۳ پر مشتمل ہے۔ جوکہ ۱۹ × ۷ کے برابر ہے۔ اس ملاحظہ کے ساتھ کہ حفاظ نے اصلی کتابت قرآن مجید میں ن کے حرف کو اس سورۃ کے ابتدا میں نون لکھا ہے۔ تو نظام معجزہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ اسے قرآن کریم کے اصلی صورت میں بغیر کسی تبدیلی کے ویسے ہی رکھا ہے۔

۷۔ ص کے حرف کا مجموعہ تین سورتوں یعنی سورۃ ص و سورۃ اعراف اور سورہ مریم میں ۱۵۲ ہے جوکہ ۱۹ × ۸ کے برابر ہے۔

۸۔ حرف ی اور حرف س سورۃ یٰسٓ میں ۲۸۵ بار آئے ہیں۔ جوکہ ۱۹ × ۱۵ کے برابر ہیں۔

۹۔ فواتح قرآنیہ حم ہم سات حوامیم کی سورتوں میں یعنی سورہ غافر، فصلت، الشوریٰ، الزخرف، الدخان، الجاثیہ اور الاحقاف میں پاتے ہیں۔ اور یہ کہ حرف ح اور حرف م ان سات سورتوں میں بار بار پاتے ہیں جن کا مجموعہ ۲۱۴۷ ہے جوکہ ۱۹ × ۱۱۳ کے برابر ہے۔

۱۰۔ سورہ الشوریٰ حرف عسق سے دوسری آیت میں شروع ہوتی ہے۔ اور اس سورۃ میں حرف ع، س، ق کا مجموعہ ۲۰۹ ہے جوکہ ۱۹ × ۱۱ کے برابر ہے۔

۱۱۔ سورۃ مریم کھیعص سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے حروف یعنی ک، ہ، ی، ع اور ص کا مجموعہ

اس سورہ میں ۷۹۸ ہے جو کہ ۱۹×۴۲ کے برابر ہے۔

۱۲۔ ملے جلے حروف کے الفاظ جو ٰ، طٰہٰ، طسٓ، طسٓمٓ کی طرح پانچ سورتوں یعنی سورہ مریم، طٰہٰ، الشعراء، النمل اور القصص کی مجموعی تعداد ۱۷۶۷ ہے جو کہ ۱۹×۹۳ کے برابر ہے۔

۱۳۔ الٓمٓ سے جو سورتیں شروع ہوتی ہیں وہ البقرہ، آل عمران، العنکبوت، الروم، لقمان اور السجدہ ہیں۔ ان سورتوں میں حرف ا، ل، اور م جو کہ بار بار آئے ہیں ان کی تعداد اس طرح ہے:

سورۃ البقرۃ میں ۹۸۹۹ یعنی ۱۹×۵۲۱ کے برابر ہے
" آل عمران میں ۵۶۶۲ یعنی ۱۹×۲۹۸ کے برابر ہے
" العنکبوت میں ۱۶۷۲ یعنی ۱۹×۸۸ کے برابر ہے۔
" الروم میں ۱۲۵۴ یعنی ۱۹×۶۶ کے برابر ہے
" لقمان میں ۸۱۷ یعنی ۱۹×۴۳ کے برابر ہے
" السجدہ میں ۵۷۰ یعنی ۱۹×۳۰ کے برابر ہے

۱۴۔ الٓرٓ سے شروع ہونے والی سورتیں یونس، ھود، یوسف، ابراہیم، و الحجر ہیں جن میں الٓر یعنی ا، ل، ر کی تعداد اس طرح ہے۔

سورۃ یونس میں ۲۴۸۹ مجموعی تعداد ہے یعنی ۱۹×۱۳۱ کے برابر ہے
" ھود میں ۲۴۸۹ " " " یعنی ۱۹×۱۳۱ کے برابر ہے
" یوسف میں ۲۳۷۵ " " " یعنی ۱۹×۱۲۵ کے برابر ہے
" ابراہیم میں ۱۱۹۷ " " " یعنی ۱۹×۶۳ کے برابر ہے
" الحجر میں ۹۱۲ " " " یعنی ۱۹×۴۸ کے برابر ہے

۱۵۔ الٓمٓرٓ سے شروع ہونے والی سورۃ الرعد ہے جس میں ا، ل، م اور ر کی مجموعی تعداد ۱۴۸۲ ہے یعنی ۱۹×۷۸ کے برابر ہے۔

۱۶۔ سورۃ الاعراف المٓصٓ سے شروع ہوتی ہے جس میں ا، ل، م اور ص کی مجموعی تعداد ۵۳۲۰ ہے جو کہ ۱۹×۲۸۰ کے برابر ہے۔

اس طرح ہم ۱۹ کے عدد کو بغیر کسی استثناء کے سب سے بڑا قاسم مشترک پاتے ہیں۔

اب ہم ان متعدد براہین کی طرف توجہ دیں جو عالم کے اختتام کے وقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آیت کریمہ "ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا"[۱]، سورۃ طٰہٰ کی پندرہویں آیت ہے۔ اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ عالم کے اختتام کا وقت پوشیدہ نہیں رہے گا۔ ہم قیامت کے وقت کا تعین سورۃ طٰہٰ کی پندرہویں آیت سے پاتے ہیں۔ سورۃ الحجر کی ۸۵ تا ۸۷ کی آیتیں کہتی ہیں:۔

"ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور قیامت تو ضرور آکر رہے گی۔ تو تم اچھی طرح سے درگذر کرو۔ بے شک تمہارا پروردگار ہی (سب کچھ) پیدا کرنے والا (اور) جاننے والا ہے۔ ہم نے تمہیں (اے محمد) سات دہرانے والی آیتیں (یعنی سورۃ الفاتحہ) اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے"[۲]

تھوڑا غور و فکر ہمیں السبع المثانی تک آشکارا کرے گا۔ کلمہ المثانی جمع ہے المثنیٰ کی جس کے معنی ہیں دو کے، اور سبعا من المثانی ۷×۲ کے برابر ہے۔ یعنی ۱۴۔ اور ہم نے یہ دیکھا کہ فواتح السور کی تعداد ۱۴ ہے۔ یعنی کہ سبعا من المثانی۔ اور اگر ہم یاد کریں کہ حروف ابجدیہ ارقام کی صورت میں نزول قرآن کے وقت استعمال ہوتے تھے تو پھر ملحوظ رکھیں کہ حروف ترکیبیہ

EID MUBARAK

منجانب:

امیر علی اور غلام حسین

مالکان:

ریکزیلو انڈسٹریز

REXELLO INDUSTRIES

آفس:- ۳۳/۳۳۱ ابراہیم رحمت اللہ روڈ، بمبئی ۳ ۴۰۰۰۰۳

P.O.BOX: 5029 Bombay 3

فون:- 331992 / 330104

فیکٹری: 860475

6043625

فواتح السور بھی ارقام ہیں۔ جن کی جمع رسالت محمدیہ کی عمر کے حساب سے ہے۔ اور جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے تو پھر رسالت محمدیہ کی عمر کا اختتام ہی صحیح طور پر اس عالم کا اختتام ہے۔

اور ہم تاریخ نبوی سے سیکھتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اعلان کیا تھا کہ حروف قرآنیہ فواتح السور رسالت محمدیہ کی عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ یعنی کہ دین اسلامی کی عمر کی تعیین کرتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ، البیضاوی الم حروف کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں سورۃ البقرۃ کی ابتداء کے حروف الم نازل ہوئے تو یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ہم سے کیا توقع کرتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں جب کہ اس دنیا میں صرف ۷۱ سال رہے گا؟

ہمارے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم اس عدد ۷۱ کے مصدر کی شرح کو جانیں جس کا ذکر مدینے کے یہود نے کیا تھا۔ تو یہ معلوم ہے کہ حروف ابجد کے حرف الف کی قیمت ۱، ل کی قیمت ۳۰ اور م کی قیمت ۴۰ ہے۔ اور جب ہم ا، ل، م کی مجموعی قیمت کو جمع کریں یعنی ۱ + ۳۰ + ۴۰ = ۷۱ پائیں گے — تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے یہود سے اسلام کی عمر کے ان کے اس حساب کے طریقہ پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے ان یہودیوں سے کہا کہ الم ہی حرف قرآن کے حروف نہیں ہیں بلکہ الم و کہیعص وغیرہ بھی ہیں۔

بیضاوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراض نہ کرنا اللہ دین اسلامی کی عمر کے اس حساب کے طریقۂ کار کا اقرار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ فواتح السور نے ہمیں پہلے ہی رسالت محمدیہ کی عمر کا مقیاس دے دیا ہے۔

اور یہ بات ذکر کرنا مناسب ہے کہ ہم یاد کریں کہ القرآن الکریم اس وقت تک مکمل طور پر نازل نہیں ہوا تھا۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود مدینہ کی یہ ملاقات ہوئی تھی۔ اور اس وقت تک فواتح السور کے عدد کی معلومات ممکن نہیں تھی۔

اب ہم پر یہ ضروری ہے کہ ہم السبع المثانی کی مجموعی قیمت کا حساب کریں تاکہ ہم جان سکیں کہ ہجری سال سے اختتام عالم تک کے سالوں کی تعداد کتنی ہے۔

۱ - ق = ۱۰۰

۲ - ن = ۵۰

۳ - ص = ۹۰

۴ - حم ۸ + ۴۰ = ۴۸

۵ - طہ ۹ + ۵ = ۱۴

۶ - طس ۹ + ۶۰ = ۶۹

۷ - یس ۱۰ + ۶۰ = ۷۰

۸ - الم ۱ + ۳۰ + ۴۰ = ۷۱

۹ - الرا ۳۰ + ۲۰۰ = ۲۳۱

۱۰ - طسم ۹ + ۶۰ + ۴۰ = ۱۰۹

۱۱ - عسق ۷۰ + ۹۰ + ۱۰۰ = ۲۳۰

۱۲ - المرا ۳۰ + ۴۰ + ۲۰۰ = ۲۷۱

۱۳ - المص ۱ + ۳۰ + ۴۰ + ۹۰ = ۱۶۱

۱۴ - کھیعص ۲۰ + ۵ + ۱۰ + ۷۰ + ۹۰ = ۱۹۵

مجموعہ = ۱۷۰۹

(یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اس کے بعد قیامت کبریٰ واقع ہوگی یا قیامت صغریٰ؟)

اور جب کہ قرآن کریم میں سال قمری ہیں (سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۳۶ ملاحظہ فرمائیے)

ترجمہ:- خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں ۱۲ ہیں یعنی اس

روز سے کہ اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ کتاب اللہ میں
برس کے بارہ مہینے لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں چار مہینے احترام
کے ہیں ۔)

تو پھر السبع المثانی کی عددی قیمت کا مجموعہ فواتح
قرآنیہ کے ۱۴ حروف کے برابر ہے۔ جو کہ قمری سال کے حساب
سے ۱۷۰۹ سال بنتا ہے۔ یعنی کہ رسالت محمدیہ ہجری سال کی
ابتدا سے ۱۷۰۹ میں مکمل ہو جائے گا۔ اور عالم ۱۷۰۹ کے سال کے
اختتام کے بعد ۱۷ اپریل اختتام پذیر ہوگا۔ اور یہ عدد ۱۷۱۰ ، ۱۹ کے
۹۰ گنا ہے۔ یعنی کہ ۱۹ × ۹۰ = ۱۷۱۰ ہے۔

اور یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ۱۴۰۰ ہجری کی ابتدا
سے ان حقائق کا کشف کیا ہے۔ یعنی کہ اختتام کے قبل
قرآن میں ۳۰۹ کے عدد کا ذکر ہوا ہے۔ اور یہ کہ ۱۴۰۰ اور
۱۷۰۹ کے درمیان فرق ۳۰۹ کا ہے۔ اور یہ رقم ہم سورۃ
الکہف میں قیامت کے وقت کے تعلق سے پاتے ہیں۔ جو کہ
عالم کے انتہا ہونے کا وقت ہے اور وہ رقم قرآنی ہے۔

سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۲۵ اس سلسلہ میں ملاحظہ
کیجئے: ترجمہ:۔

"اور اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین
سو سال رہے۔"

سورۃ کہف کی ۲۱ ویں آیت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے حال سے
سے خبردار کیا تاکہ وہ جانیں کہ خدا کا وعدہ
سچا ہے اور یہ کہ قیامت (جس کا وعدہ
کیا جاتا ہے) اس میں کچھ شک نہیں۔"

اور یہ ملاحظہ کیا جاتا ہے کہ ۳۰۹ عدد قرآن کریم
میں ایک طریقہ ہے جو کہ حکمت سے پُر ہے کہ اس میں کسی قسم کی
کے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے بچا ہے وہ ۳۰۹ قمری
ہوں یا شمسی۔

اور یہ کہ ۳۰۰ شمسی سال اور ۳۰۹ قمری سالوں میں
صحیح طور پر ۹ سالوں کا فرق ہے۔ اسی طرح قرآنی آیت
سورۃ الکہف نمبر ۲۵ بتاتی ہے کہ اصحاب کہف اپنے غار
میں نو اوپر تین سو سال رہے۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ عالم کے انتہا ہونے کے وقت
کا کشف ۳۰۰ سال شمسی یا ۳۰۹ سال قمری کے اختتام
سے قبل ہوگا اور ۱۴۰۰ ہجری الکشاف کا سال ہوگا۔
جو کہ شمسی یا عیسوی ۱۹۸۰ء کے مطابق ہے۔ اور جب ہم
۳۰۰ سال شمسی ۱۹۸۰ عیسوی میں جمع کریں تو وہ ۲۲۸۰
ہوگا۔ جو کہ رسالت محمدیہ کی عمر ہے اور محرم کے مہینے ۱۷۱۰
کے مطابق اپریل ۲۲۸۰ میں قیامت آئے گی۔

ان براہین کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قرآنی حروف
کے فواتح السور کی طرف اشارہ کیا جس سے رسالت
محمدیہ کی عمر کی تعیین ہوتی ہے۔ یعنی کہ ہجرت کے سال
سے عالم کے اختتام کے سال تک۔

۲۔ سورہ طٰہٰ کی پندرہویں آیت اس بات کی دلالت
کرتی ہے کہ عالم کے انتہا کا وقت خفیہ نہیں رہے گا۔

۳۔ قرآن کی پندرہویں سورت الحجر کی ۸۵ تا ۸۷ آیت
میں رسالت محمدیہ کی عمر کو ہم پاتے ہیں۔

اور ہم نے سبعا من المثانی (یعنی سورۃ الفاتحہ)
اور قرآن عظیم آپ کو عطا کیا۔

۴۔ سبع مثانی کی عددی قیمت فواتح السورۃ کے
۱۴ حروف کے برابر ہے۔ یعنی کہ ۱۷۰۹ یعنی ۳۰۹
سال کشف کے سال کے بعد اور رقم ۳۰۹ قرآنی

۵۔ رقم ۳۰۹ کے عدد کو ہم سورۃ الکہف میں پاتے ہیں اور

اور یہ کہ اس کا تعلق عالم کے اختتام کے وقت سے ہے۔ (سورۃ الکہف ملاحظہ فرمایئے۔ وکذٰلک اعثرنا علیھم لیعلموا ان وعد اللہ حق، وان الساعۃ لاریب فیھا۔)

۶۔ ۱۷۰۹ ہجری سال کے مکمل ہونے کے بعد عالم ۱۷۱۰ سال ہجری میں فنا ہو جائے گا۔ اور یہ رقم ۱۹ کے گنا ہے یعنی کہ ۱۹×۹۰ = ۱۷۱۰ ۔۔ ۱۹ جو کہ سب سے بڑا قاسم مشترک ہے۔ قرآن کے فواتح السور کا ہے۔

۷۔ ۱۷۱۰ سال ہجری سال عیسوی یا شمسی ۲۲۸۰ کے مطابق ہے۔ اور یہ بھی ۱۹ کے گنا ہے یعنی ۱۹×۱۲۰ کے برابر ہے۔

۸۔ یعنی کہ یہ بات قرآن کریم ثابت کرتا ہے کہ قرآن کے معجزہ کی بنیاد ۱۹ کے عدد پر مبنی ہے۔ جو کہ اس کے سب سے بڑے معجزات میں سے ایک ہے۔ اور سب سے بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اور ۱۹ کے عدد کے بعد اللہ رب العزت سورۃ المدثر میں فرماتا ہے کہ

ہاں (ہاں ہمیں) چاند کی قسم۔ اور رات جب پیٹھ پھیرنے لگے۔ اور صبح کہ جب روشن ہو۔ کہ وہ آگ ایک بہت بڑی آفت ہے۔ اور بنی آدم کے لئے موجب خوف۔

۹۔ قرآن کریم رسالت محمدیہ کی عمر سب سے زیادہ لمبی ثابت کرتا ہے۔ رسالت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۴۶۳ سال تھی۔ یعنی ۱۹×۷۷، رسالت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۵۷۰ سال یعنی ۱۹×۳۰ جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کا وقفہ ہے۔ اور رسالت محمدیہ کی عمر ۱۷۰۹ سال ہے۔ کچھ ثبوت سورۃ الحجر کی ۸۸ آیت میں پاتے ہیں۔

ولقد اتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم ۔ لا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہ ازواجا منھم (موسیٰ علیہم وعیسیٰ علیہ السلام) ولا تحزن علیھم واخفض جناحک للمؤمنین۔

یہ اکتشافات و براہین ۱۹۸۰ عیسوی میں ظاہر ہوئے اور اس کا رسمی اعلان پندرہویں عالمی اسلامی کانفرنس جو کہ ستمبر ۱۹۸۱ء میں الجزائر میں منعقد ہوئی، اس میں ہوا جس کا موضوع قرآن کریم تھا۔ بہت سے علماء نے اس بحث پر اعتراض اس دلیل پر کیا کہ ان الساعۃ لا تاتیکم الا بغتۃ کہ قیامت اچانک آئے گی۔ اور قرآن کریم کے اس موضوع کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ البغتۃ (اچانک) کا لفظ صرف کفار کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور بغیر استثناء کے اور یہ مومنین کیلئے نہیں بولا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کے براہین سے انھیں دکھانے کی توفیق دیتا ہے۔ تو پھر وہ قیامت کے وقت کو باذن اللہ جان لیں گے۔ اور کلمہ بغتۃ (یعنی اچانک) ۱۳ بار قرآن میں آیا ہے۔ یہ سورۃ الانعام میں ۳۱-۴۴-۴۷ آیتوں میں، سورۃ الاعراف میں ۹۵-۱۸۷ آیتوں میں، سورۃ یوسف میں ۱۰۷ ویں آیت میں، سورۃ الانبیاء کی ۴۰ ویں آیت میں۔ سورۃ الحج کی ۵۵ ویں آیت میں، سورۃ الشعراء کی ۲۰۲ ویں آیت میں۔ سورۃ العنکبوت کی ۵۳ ویں آیت میں، سورۃ الزمر کی ۵۵ ویں آیت میں، سورۃ الزخرف کی ۶۶ ویں آیت میں اور سورۃ محمد کی ۱۸ ویں آیت میں۔ اور یہ تمام آیتیں بغیر کسی استثناء کے ثابت کرتی ہیں کہ کفار کے لئے ہیں۔ اور مومنین کے لئے نہیں ۔۔۔۔

جمعۃ الوداع

اسلام ایک ایسا مذہب ہے اور ایک ایسا طریقۂ زندگی ہے جو انسان کو پاک وصاف ستھری زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی کا سبق سکھاتا ہے۔ چونکہ اسلام ساری انسانیت کو خدائے واحد کے سامنے سر بسجود ہونے اور صرف اسی کو آقا اور مالک اور سارے اقتدار و اختیار کا سرچشمہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ دنیاوی زندگی کا سارا نظام اور پورا معاشرہ اسلام کے اصولوں اور احکام کے مطابق قائم کیا جائے، اسی لئے اس میں اجتماعیت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔

اسلام کی ساری عبادت کا محور اور تصور اسی اجتماعی زندگی کے خدوخال اجاگر کرنے سے عبارت ہے۔ نماز با جماعت ادا کرنے کی تاکید اسی لئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مسجد میں با جماعت نماز ادا نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔" نماز با جماعت کی تاکید اجتماعی زندگی کے سبق ہی کا ایک حصہ ہے۔

اس کے بعد ہفتے میں ایک دن جو تمام دنوں سے افضل ہے یعنی جمعہ کے دن نماز جمعہ کی تاکید کی گئی ہے۔ یہ نماز جمعہ کی تاکید ایک بڑے اجتماع کا اہتمام ہے۔ اسی لئے نماز جمعہ کے لئے بڑی جماعت کی شرط عائد کی گئی ہے۔ اور اس کے اہتمام کی تاکید کی گئی ہے، تاکہ مسلمان ہر روز پانچ مرتبہ نماز با جماعت کے ... جو یکجا ہوتے ہیں وہ ہفتے میں نماز جمعہ کے ایک بڑے اجتماع ... ہوں۔ اسی مصلحت کے پیش نظر روز جمعہ کی اہمیت و فضیلت بیان ہوئی ہے۔

قرآن مجید میں نماز جمعہ کی فرضیت اور اس کی اہمیت کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ○ (اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کے لئے دوڑ پڑو اور خرید و فروخت بند کر دو۔ یہ تمہارے حق میں باعث خیر و فلاح ہے، اگر تم سمجھتے ہو)

اس سے نماز جمعہ کی اہمیت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ نماز جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کا کاروبار بند کر کے اللہ کے ذکر کے لئے مسجدوں کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ کاروبار بند کرنے سے نقصان ہوگا کیونکہ یہ نقصان کا نہیں نفع کا سودا ہے۔ یہ باعث خیر و برکت ہے۔ کاروبار بند رکھنے سے کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ بڑی نعمتیں اور برکتیں حاصل ہوں گی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن آدمؑ کو پیدا کیا۔ اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا۔ اسی دن آپ

جنت سے اتارا گیا۔ اسی دن قیامت آئے گی۔ اور اسی دن ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اتفاق سے کسی مومن کو یہ ساعت مل جائے اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ جائز مانگے گا وہ اسے مل جائے گی۔

ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ وہ ساعت مجھے معلوم ہے۔ اور یہ اس دن کا سب سے آخری ساعت ہے۔

عبد المنذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک عید کے دن سے بھی زیادہ عظیم ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کاہلی سے معمولی بات سمجھ کر تین نماز جمعہ چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

روز جمعہ اور نماز جمعہ کی فضیلت تو بالکل واضح [illegible] جس طرح مہینوں میں ماہ رمضان کی فضیلت اور تمام [illegible] قدر کی اہمیت بتائی گئی ہے، اسی طرح تمام جمعوں میں جمعۃ الوداع، یعنی ماہ رمضان کے آخری جمعہ کی [illegible] کی گئی ہے۔

[illegible] کا آخری جمعہ [illegible] والوں کو یہ تسکین دیتا ہے کہ انھوں نے [illegible] آزمائش آخری مرحلوں میں ہے [illegible] اس کے ختم ہونے پر اظہار افسوس [illegible] جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ [illegible] کے بعد عید الفطر [illegible]

برادر [illegible] روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] فضیلت تمام دنوں پر اسی طرح ہے جس طرح رمضان کی فضیلت تمام مہینوں پر ہے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن شریف کی چودہ[14] آیتیں ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ان آیتوں پر قرآن کریم کے حاشیہ میں سجدہ لکھا ہوتا ہے، جس وقت اس آیت کریمہ کو پڑھو تو سجدہ کرو۔ اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ اس میں کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔ صرف قبلہ کی طرف رُخ کر کے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا جاتا ہے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھا لیا جاتا ہے۔ یہی ہمارا سجدۂ تلاوت ہے۔ یہ سجدہ نماز ہی کا سجدہ ہے [illegible] کپڑے بھی صاف ہونے چاہئیں اور سجدہ کی جگہ بھی۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ سجدہ سے پہلے وضو کر لیا جائے۔

اکثر عورتیں ایسا کرتی ہیں کہ آیت سجدہ پڑھ کر قرآن پاک پر ہی ماتھا رکھ دیتی ہیں۔ اس طرح سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔ زمین یا چوکی پر ہونا چاہئے۔ جیسا کہ نماز کیلئے اہتمام ہوتا ہے۔ لڑکیاں اکثر اس سجدہ سے ناواقف ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہیں لیکن سجدہ نہیں کرتیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سجدۂ تلاوت بہت ضروری ہے۔ ایک مرتبہ قرآن پاک ختم کرنے والے پر چودہ[14] سجدے واجب ہو گئے۔ سارے سجدے اگر ایک ساتھ کئے جائیں، تو بھی درست ہے۔ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ آیت سجدہ کے آنے پر فوراً سجدہ کیا جائے۔ اور اگر قرآن کریم زور سے پڑھا جائے تو سجدہ کی آیت کو اتنی زور سے نہ پڑھا جائے کہ سننے والے پر واجب ہو جائے۔ کیونکہ ممکن ہے اس کا وضو نہ ہو تو بعد میں سجدہ کرنا بھول جائے اور گنہ گار ہو۔ مگر ایسا نہ کیا جائے کہ سجدہ سے بچنے کیلئے آیت سجدہ کو [illegible] کیا کرنا

قومی دھارا

ظہیر عباس رضوی

ہندوستان میں ایک مدت سے چند فرقہ پرست عناصر کی جانب سے اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کے اسلامی نظریہ فکر کو تبدیل کر کے انھیں ہندوازم کی طرف مائل کیا جائے۔ اس مذموم کوشش کا نام کہیں قومی دھارا اور کہیں شدھی کرن رکھا گیا۔ افسوس تو یہ کہ لفظ قومی دھارے کی اسپرٹ کو نہ سمجھتے ہوئے ہمارے کچھ سرکاری مسلمان بھی پھیری کر کے سودا بیچنے والوں کی طرح کان پر ہاتھ رکھ کر گلی کوچوں اور بھی نشستوں میں اس بات کی ہانک لگا رہے ہیں کہ مسلمانوں کو قومی دھارے میں شامل ہو کر بہہ جانا چاہئے۔ مگر انھیں اس بات کا قطعی علم نہیں کہ بہہ کر کہاں جائیں۔ میں اکثر و بیشتر اس لفظ پہ غور کرتا ہوں۔ لیکن آج تک میرے محدود فکری پیمانے میں یہ لفظ سما نہ سکا کہ اس شدھی کرن یا قومی دھارے کا مقصد کیا ہے۔ اکثر و بیشتر میں نے اس مسئلہ کو اپنے ان دوستوں سے بھی دریافت کیا جو وسیع النظر یا بہت ہی کھلے ذہن کے سمجھے جاتے ہیں مگر جواب تسلی بخش نہ مل سکا۔ میں اس لفظ کو جہاں تک سمجھ پایا ہوں اس سے یہی نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ذہنی دھلائی کی جائے۔ فکری توڑ پھوڑ، ثقافتی لوٹ مار اور تہذیبی جنگ کے ذریعے ان کے سوچنے سمجھنے کی فکری صلاحیتوں کو تبدیل کیا جائے۔ ان کی زبان کو ختم کر کے تہذیب کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ لباس اور صورت بدلو تاکہ سیرت بدل جائے، جیسے اسی طرح مسلمانوں کی اساسی زندگی پر قزاقانہ قبضہ کر لیا جائیگا تو ان کا معاشرہ، ان کی تاریخ لازمی طور پر تبدیل ہو جائے گی۔ ہندوستان کے ایک عظیم سربراہ نے آزادی کے بعد اپنی تقریر میں فرمایا کہ جس قوم کو ختم کرنا ہو سب سے پہلے اس کی زبان کو نابود کر دو۔ قوم خود بخود ختم ہو جائے گی۔ شاید یہی فلسفۂ قوم کشی مسلمانوں کے لئے آزمایا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں سوال یہ اٹھتا ہے کہ ان فرقہ پرست عناصر کے ذہن میں شدھی کرن کا تصور کیوں پیدا ہوا۔ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ کچھ اپنے ہی ناعاقبت اندیش لیڈروں کی نادانی سے دشمنوں نے فائدہ اٹھایا اور ان میں جرأت پیدا ہو گئی کہ ۲۲ کروڑ سے زائد مسلمانوں کی وطن پرستی اور وفاداری کو شبہ کی نظر سے دیکھا جائے اور ان کے گلے میں غداری کا طوق ڈالا جائے۔ روزانہ اخبارات، جرائد، میٹنگوں اور تقریروں کے ذریعے اس زہر کو پھیلایا جا رہا ہے جس کے خون آلود نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن ہمارے ہوش مند لیڈر کمپوز کی گولیاں کھائے ہوئے خواب خرگوش میں مبتلا ہیں۔ دیکھتے ہیں ان کی آنکھیں کب کھلتی ہیں۔

مگر ایوانِ حکومت کے ضمیر فروش مسلمان
تاریخ کی چکی میں پسنے کے باوجود اپنے عقیدے
اور عمل کو صبر و استقامت کے ساتھ لئے آگے
بڑھتا جا رہا ہے ۔۔۔

★ ★ ★

حبیب احمد خان رجیس کوٹی

عید کہاں اور کیسے منائی جاتی ہے!

ہر قوم نے اجتماعی اظہارِ مسرت کے لئے خاص دن مقرر کئے ہیں۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت اہلِ مدینہ نے سال میں دو دن اپنے کھیل کود کے لئے مقرر کر رکھے تھے۔ حضورؐ کے دریافت کرنے پر اہلِ مدینہ نے بتایا کہ عہدِ جاہلیت سے یہی دستور چلا آرہا ہے۔ اہلِ سیرت کی تحقیق کے مطابق یہ نوروز اور ان کے تہوار تھے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ نے تم کو ان دنوں کے بجائے بہتر دن عنایت فرمائے ہیں۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ منانے کا حکم فرمایا۔

کچھ عرصہ تک مسلمان بڑی سادگی سے عید مناتے رہے۔ لیکن ایران اور روم کے علاقوں کی فتوحات کے بعد عرب میں بھی عجم و روم کی شان و شوکت شامل ہوئی۔ ہندوستان میں عہدِ تغلق سے مغل سلطنت کے تسلط تک عید خاص اہتمام سے منائی جاتی تھی۔

عید عہدِ تغلق میں

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں عہدِ تغلق کی عید الفطر کی تصویر کھینچی ہے۔ جس میں سلاطینِ دہلی کے دور میں جشنِ عید کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا دستور تھا کہ عید الفطر کی پہلی رات کو اپنے امیروں، مصاحبوں، مسافروں اور حاجیوں، فقیہوں، افسروں، غلاموں اور اخبار نویسوں کے لئے ہر ایک کے درجے کے مطابق ہر ایک خلعت بھیجتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو ہاتھی سجائے جاتے تھے ان پر ریشم کی غلافی اور جڑاؤ جھولیں ڈالی جاتیں اور ان میں سو ہاتھی بادشاہ کی سواری کے لئے ہوتے تھے۔ ایک ہاتھی پر بادشاہ سوار ہوتا تھا۔ ان کے آگے آگے زین پوش، جن پر جواہرات جڑے ہوتے تھے، اور ایک علم بطور پرچم لیا جاتا تھا۔ ہاتھی کے آگے مملوک اور غلام ہوتے تھے۔ صدر جہاں قاضی القضاۃ کمال الدین غزنوی اور صدر جہاں خوارزمی اور تمام ذی مرتبہ قاضی، پردیسی، عراقی خراسانی، شامی اور مصری سب ہاتھیوں پر سوار ہوتے تھے، اور تکبیر کہتے ہوئے جاتے تھے۔ جب بادشاہ عیدگاہ کے دروازے پر پہنچتا تو کھڑا ہو جاتا اور حکم دیتا کہ قاضی، مؤذن امراء اور ذی مرتبہ لوگ پہلے داخل ہوں، پھر بادشاہ اپنی سواری سے اُترتا اور امام نماز شروع کرتا تھا۔

عید کے روز دربار شاہی بڑی شان و شوکت سے سجایا جاتا۔ تمام دیوان خانہ میں فرش بچھایا جاتا، صحن میں موٹے موٹے ستونوں پر بارگاہ کھڑی کی جاتی اور چاروں طرف خیمے ہوتے جن میں رنگ برنگی ریشمی پھول اور بوٹے لگائے جاتے تھے۔ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو نقیب اور حاجب بلند آواز سے بسم اللہ کہتے پھر سلام کے لئے

آگے بڑھتا۔ سب سے پہلے خاص خطیب پھر علماء، پھر سادات مشائخ پھر بادشاہ کے اعزا و اقربا پھر وزراء اور پھر فوجی عہدیدار آگے بڑھتے اور سلام کر کے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ سلام کے بعد کھانا آتا اور اس کے بعد رقص و سرود کی محفل ہوتی جو عصر تک چلتی رہتی۔ دوسرے دن دوبارہ پھر اسی ترتیب سے ہوتا اور جشن جاری رہتا۔ تیسرے دن بادشاہ اپنے رشتہ داروں کی رسم نکاح ادا کرتا۔ چوتھے دن غلام آزاد کئے جاتے۔ پانچویں دن لونڈیاں آزاد ہوتیں۔ چھٹے دن لونڈیوں اور غلاموں کے نکاح ہوتے۔ اور ساتویں دن خیرات تقسیم ہوتی تھی۔

عید فیروز شاہی عہد میں

تغلق کے بعد فیروز شاہی عہد آیا تو عید کا جشن اسی شان و شوکت سے منایا جاتا۔ بلکہ تزک و احتشام میں اضافہ ہی ہوا۔ عید کی رات شاہی محل بڑے قرینے سے سجایا جاتا، اور مطربوں اور قوالوں کی ٹولیاں آکر اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرتیں۔ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد جب بادشاہ واپس دربار میں آتا تو تمام لوگ وہاں حاضری دیتے۔ اس روز خواص و ملک کو خلعت بھی دیئے جاتے اور قوالوں اور دیگر لوگوں کو انعام و اکرام عطا ہوتے تھے۔

عید مغلوں کے زمانے میں

مغل بادشاہ کے زمانے میں جشن عید اسی روایتی شان و آن کے ساتھ منایا جاتا۔ اس موقع پر دربار کی آرائش کی جاتی اور عیدگاہ کو بڑے کر و فر کے ساتھ جاتے۔ عید کا چاند ہوتا تو مفتی اور قاضی بادشاہ کو اس کی خبر کرتے اور رویت ہلال کا اعلان توپ داغ کر کیا جاتا۔ عید منانے کے لئے کئی روز پہلے سے تیاریاں ہوتی رہتیں۔ محل اور دربار دلہن کی طرح سجائے جاتے۔ جب بادشاہ عیدگاہ کے لئے نکلتے تو پورے جاہ و جلال کا مظاہرہ ہوتا۔ ایک ہاتھی پر روپے لدے ہوتے جو راستے بھر غریبوں اور مسکینوں پر لٹائے جاتے۔ عیدگاہ تک ایک ہجوم ہوتا تھا۔ بادشاہ جہاں داخل ہوتا اس کی آمد کی ۲۱ توپوں کی سلامی دی جاتی۔ عید کی نماز سے پہلے صف بندی ہو جاتی تھی۔ اور جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر آتا تو اس کے گلے میں جواہر نگار قبضہ کی تلوار لٹکی ہوتی تھی۔ خطبہ میں جب بادشاہ کا نام آتا تو ایک توپ کا گولہ چھوٹتا تھا۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد امام بادشاہ سے آکر بغل گیر ہوتا۔ اور پھر شاہی جلوس اسی شان و شوکت سے واپس ہوتا تھا۔

اب دیوان عام میں دربار لگتا۔ کبھی عید کے دوسرے دن بھی دربار لگتا جس میں بادشاہ کی خدمت میں نذرانے اور تحفے پیش کئے جاتے۔ تمام کاریگر و صناع اپنی دستکاری کے نمونے پیش کرتے۔ اور بادشاہ ان کو طرح طرح کے انعام و اکرام سے نوازتا تھا۔

عید عالمگیری عہد میں

عالمگیر تخت نشین ہوا تو اکیسویں سال تک پوری شاہانہ روایتوں کے ساتھ جشن عید مناتا رہا۔ عید الفطر کا مسرت انگیز دن آتا تو کارپردازان سلطنت دربار کی ترتیب انعقاد کی بڑی شان و شوکت سے اہتمام کرتے۔ نوبت شادی کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھتے۔

عالمگیر ہاتھی پر سوار ہو کر عیدگاہ جاتا۔ اس کے ساتھ کوئی شہزادہ ہوتا۔ عیدگاہ سے واپسی پر دربار میں آتے۔ عطر و پان تقسیم کئے جاتے اور حسب مناسب خلعت تقسیم کئے جاتے۔ ہندو امراء بھی حصہ پاتے۔ پھر اکیسویں سال جلوس کے بعد عالمگیری عہد میں سادگی آگئی، کیونکہ ایک مذہبی تہوار کے لئے یہی مناسب تھا۔

افغانستان کی عید

افغانستان میں عید کا چاند دیکھنے کا انتظام تندہار

کی رصدگاہ کرتی تھی۔ اگر پورے ملک میں کسی جگہ بھی چاند دیکھنے کی اطلاع نہ ملے تو مفتی سعودی عرب کا احترام کرتے ہوئے دوسرے روز عید کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ عید کا سب سے بڑا اجتماع کابل کی عیدگاہ میں ہوتا ہے۔ عید کے دن تمام گھروں میں پلاؤ، بریانی اور شیرینی سے مہمانوں کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ افغانستان میں خاص دعوتیں ہوتی ہیں جن میں دوستوں اور رشتہ داروں کو مدعو کیا جاتا ہے۔

عرب جمہوریہ کی عید

مصر (عرب جمہوریہ) میں رویت ہلال کے جدید ترین انتظامات موجود ہیں۔ شہر کے مفتی اعظم اور محکمہ موسمیات کے تعاون سے رویت ہلال کا اعلان ہوتا ہے۔ جس کی پابندی پورے ملک میں کی جاتی ہے۔ غروب آفتاب کے نصف گھنٹہ کے اندر اعلان کے ذریعہ قطعی صورت حال سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔

رویت ہلال کا فیصلہ ہو جانے پر قاہرہ ریڈیو سے رویت ہلال کا اعلان نماز عشاء تک کر دیا جاتا ہے۔ شہر کے بازار پہلی رمضان سے اکثر و بیشتر حصوں میں بند رہتے ہیں۔ عصر بعد سے آدھی رات تک خرید و فروخت ہوتی ہے۔ لیکن چاند رات کو دکانوں کا منظر کچھ اور ہوتا ہے۔ تمام دکانیں قرینے اور سلیقے سے سجی ہوتی ہیں۔ چاکلیٹ مٹھائی اور کھلونوں کی دکانوں میں کافی دھوم رہتی ہے۔

رویت ہلال کا اعلان ہو جانے پر قاہرہ ریڈیو سے عرب جمہوریہ کا قومی ترانہ بجایا جاتا ہے۔ عید کی صبح کو پورے ملک میں مبارک بادی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہر بڑے چھوٹے شہر میں عید کی نماز کا خاص انتظام ہوتا ہے۔ کئی جگہ عورتوں کے لئے نماز کے اجتماع منعقد ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا اور اہم اجتماع جامعۃ الازہر کی مسجد میں ہوتا ہے جو دریائے نیل کے کنارے واقع ہے۔ مصر میں عید سے قبل طلاق ہیں کو

تنخواہیں ادا کر دی جاتی ہیں۔ جس میں حکومت دس فیصدی رقم عیدی کے طور پر دیتی ہے۔ عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کے لئے مسلمان عید کی شام کو اپنے غیر مسلم دوستوں کو دعوت پر بلاتے ہیں۔

سعودی عرب کی عید

سعودی عرب میں عید کا چاند دیکھنے کے فوراً بعد خاص تکبیر اور توپوں کی آواز سے عید کا اعلان کیا جاتا ہے۔ پہلے ریڈیو رویت ہلال کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر تلاوت کے ساتھ خاص تکبیریں شروع ہو جاتی ہیں۔ گھر گھر تکبیروں کی تلاوت ہونے لگتی ہے۔ عید کی رات بچے ٹولیوں میں نکلتے ہیں! اور کلمۂ طیبہ کی تلاوت سے پورے ماحول کو مقدس فضا میں محو دیتے ہیں۔ عید کی صبح کو مکہ مدینہ اور ریاض میں طلوع آفتاب کا اعلان توپوں کی گرج سے کیا جاتا ہے۔ فجر کی نماز کے بعد تمام لوگ اپنے اپنے گھر آجاتے ہیں اور کھجوروں سے بنائی خاص خوراک کھا کر پھر مسجد میں چلے جاتے ہیں۔

مدینے کی عید

رویت ہلال کا اعلان عشاء تک کر دیا جاتا ہے۔ رات بھر چاکلیٹ، مٹھائی اور کھلونے اہل مدینہ خریدتے ہیں اور صبح نہا دھو کر مسجد نبوی کی طرف جاتے ہیں۔ انسانی طوفان کا ایک سیلاب نظر آتا ہے تکبیر و تہلیل کی صدا گونجتی ہے۔ نماز کے بعد امام خطبہ دیتا ہے۔ پھر اہل مدینہ اپنے گھروں کو واپس آتے ہیں۔ جہاں اپنے سجے سجائے کمروں میں چاکلیٹ مٹھائی اور عطر وغیرہ لے کر بیٹھتے ہیں۔ بلائے بن بلائے اور انجان مسافر ہر مہمان کا شاندار استقبال کرتے ہیں۔ ریاض کی مسجد سے شاہ اور مسجد نبوی سے بری افواج کے سپہ سالار کی تقریریں ہوتی ہیں ۔۔۔۔ ...

* * *

قارئین نقشِ کوکن
اور مسلمانانِ عالم کی
خدمت میں
عید الفطر کی
پُرخلوص مبارکباد

منجانب :-

بمبئی آندھرا ٹرانسپورٹ کمپنی

آپ کا مال بحفاظت
منزلِ مقصود تک پہنچانے میں قابلِ اعتماد سروس

۱۱۳- بھنڈاری اسٹریٹ، بمبئی ۳۰۰۰۰۴

ٹیلیفون: 322943/327444
322027/320169
ٹیلیگرام :- BATRANS

"اصلاحِ سخن"

واحد محسن

قارئین! عزیز منطق کی غزل اس دفعہ "اصلاحِ سخن" کی کسوٹی پر پیش کی جارہی ہے اس غزل کی اصلاح ناگپور کے قادرالکلام شاعر حضرت شارق جمال صاحب نے فرمائی ہے۔ موصوف مرحوم طرفہ قریشی کے جانشین بھی ہیں۔ عزیز منطق کا تعلق اعظم گڈھ یوپی سے ہے مگر آپ عرصہ دراز سے ناگپور میں مقیم ہیں۔ بقول شارق جمال بڑے بیباک شاعر ہیں اور اپنے تخلص کی رعایت سے منطقی باتیں کرنے میں کافی آگے ہیں۔

معزز قارئین حضرات! میں اصلاحِ سخن کے سلسلے میں آپ لوگوں کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔ اپنے گرانقدر مشوروں سے بھی نوازیں ——— (واحد محسن)

غزل

عزیز منطق
سیفی نگر، مومن پورہ، ناگپور

اصلاح کار

شارق جمال
عظیم نیکر اسٹور
مومن پورہ، ناگپور

کب تجھے تقدیر ~~جب حقیقت کی کر~~ میرے رو برو کرتی رہی
زندگی ذوقِ نظر کی آرزو کرتی رہی

مطلع میں متضاد باتیں تھیں جس سے شعر دولخت ہو گیا تھا۔ جب کوئی رو برو ہوتا رہا تو ذوقِ نظر کی آرزو کیا معنی؟

کبر و نخوت سے تمہیں ہوتی رہی ذلت نصیب
اور ہم کو خاکساری سرخرو ہوتی رہی

علیٰ حالہ

شام سے ~~محو ذوقِ عبادت میں طلوعِ مہر تک~~
ہر کلی گلشن میں شبنم سے وضو کرتی رہی

لفظ ذوق کی موجودگی میں لفظ محو حشو ہو جاتا ہے۔ شام سے کا ٹکڑا رکھ دینے سے طلوعِ مہر تک کی حد کی ابتدا بھی معلوم ہو گئی جو ضروری تھی۔

مصلحت لے کر جہاں ~~پہنچی وہاں رسوا~~ پہنچے وہ رسوا ہی ہوئے
آبرو کی جستجو بے آبرو ہوتی رہی

کون رسوا کس کو آبرو کی جستجو بے آبرو کرتی رہی ہے؟ ضمیر غائب تھی۔ اصلاح میں ضمیر قائم ہو گئی۔

راس کچھ آتی نہیں ان کو چمکنے کی ہوس
خود نمائی ~~بزم میں~~ ہر جگہ بے آبرو کرتی رہی

آدمی جب خود کو نمایاں کرنا چاہتا ہے ایک محدود حلقے میں رہنا نہیں چاہتا۔ خودنمائی کا یہ جذبہ اسے ہر جگہ لے جاتا ہے۔

میری نصرت کا سبب منطق مرے اشعار ہیں
شاعری مجھ کو جہاں میں سرخرو کرتی رہی

علیٰ حالہ

(ش۔ ج)

(ماخوذ الہلال ۱۹۲۷ء)

سعد پاشا زغلول کے اقوالِ زرّیں

مرحوم سعد پاشا زغلول کو مصر میں جو رسوخ و عظمت حاصل ہوئی اس میں ان کی دیگر قابلیتوں کے علاوہ ان کی قوتِ خطابت کو بڑا دخل تھا۔ ذیل میں ان کے بعض اقوال کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جو ضرب الامثال کی طرح مشہور ہیں۔ (ادارہ)

- مصر کامل آزادی کا مدعی بن رہا ہے کیونکہ آزادی قوموں کا پیدائشی حق ہے۔
- اس وقت ہماری حالت کیسی ہی ابتر ہو مگر ہماری قوم جیسی کوئی بڑی قوم کبھی اپنی قسمت کی طرف سے ناامید نہیں ہو سکتی۔
- حاکم قوم کی مصلحت ہمیشہ اس کی محکوم قوم کی مصلحت سے متضاد ہوا کرتی ہے۔
- مادی قوت قوم کے ارادے پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔
- ہر صحیح تحریک ضرور کامیاب ہوتی ہے۔
- آزادی کے طلبگار انتہا پسند نہیں ہوتے اس لئے کہ یہ تو ایک ابتدائی چیز ہے۔ غلامی پسند کرنے والے البتہ انتہا پسند ہوتے ہیں۔ کیونکہ غلامی ذلتِ نفس کی انتہا ہے۔
- قوم کی روح نہ جنگی قوانین سے مغلوب ہو سکتی ہے نہ ظلم سے، نہ دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت کی قوت سے۔
- اگر سعد قومی اصول سے ہٹ جائے تو اسے ٹھکرا دو۔
- میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی آدمی کے لئے بھی عداوت نہیں۔ کیونکہ عداوت کمزور دل کا اخلاق ہے۔
- آزادی میری آرزو ہے۔ جو ہاتھ بھی آزادی لائے میں سب سے پہلے اس کا بوسہ لوں گا، اگرچہ وہ میرے جانی دشمن ہی کا ہاتھ کیوں نہ ہو۔
- میں اپنی ذات پر نکتہ چینی سن کر خوش ہوتا ہوں اگرچہ وہ جھوٹی ہی ہو۔
- ہر ظلم اپنے دامن میں مظلوم کے لئے خوشخبری اور ظالم کے لئے سزا چھپائے ہوتا ہے۔
- ناکامی کی اصلی علت کارکنوں کی باہمی بے اعتمادی ہوتی ہے۔
- خود اعتمادی خود اختیاری وصف نہیں بلکہ پیدائشی صفت ہے۔ خود اعتماد آدمی اگر یہ وصف دور بھی کرنا چاہے تو دور نہیں کر سکے گا۔
- ہمیں اپنی زندگی کے اعمال پر فخر کرنا چاہئے نہ کہ اپنے باپ دادا کے کارناموں پر۔
- حق کی طرف لوٹنا کبھی معیوب نہیں۔
- ہمیں زیادہ علم کی ضرورت نہیں زیادہ اخلاق کی ضرورت ہے۔

غزلیں

از: نوگل بھارتی وڈولی علی گڑھ

جونہی کسی کی زلفِ پریشاں بکھر گئی! — شامِ الم کی اور سیاہی نکھر گئی
غنچے سسک رہے ہیں ہراساں ہے گوشۂ گل — شاید چمن سے بادِ صبا چشم تر گئی
غیروں کو کیا پڑی ہے کہ وہ تبصرہ کریں — خوش ہوں کہ اپنے عیب پہ خود ہی نظر گئی
آج اپنی بے بسی پہ ہے طوفان خندہ زن — موجیں اُبھر کے ڈوبیں تو کشتی اُبھر گئی
ہم حسن پہ نثار رہے تو ہوئے خراب — وہ اور ہوں گے جن کی جوانی سنور گئی
سہرے کے پھول اب کے برس بھی کھِل سکے — فصلِ بہار آئی اور آ کر گزر گئی
واللہ تیرے حسنِ تبسّم کی نرمیاں — کتنی ملاحتوں سے مِری گذر گئی

میخانے میں تو خطرۂ ایمان تھا مگر
نوگل خدا کی یاد بڑا کام کر گئی

از: ساحر شیوی نیروبی کینیا

لگتا ہے لگنے جیون میں ٹھوکر بھی کھانی پڑتی ہے
اپنے ہی ہاتھوں اپنی تقدیر بنانی پڑتی ہے

پھولوں میں رہتے رہتے اتنے کومل مت بن جاؤ!
کانٹوں پر بھی دنیا والو سیج سجانی پڑتی ہے

آہ نکل جائے من سے یا بہہ جائے نینوں سے
مجبوراً بھی ارمانوں کی لاش اُٹھانی پڑتی ہے

چاہے امبر پھٹ جائے یا پربت ٹوٹ پڑے
بن مانجھی کے طوفانوں میں ناؤ چلانی پڑتی ہے

قرآن پہ رکھ کر ہاتھوں کو وہ جھوٹی قسم کھا سکتے ہیں
اولاد کی خاطر ایماں کی دیوار گرانی پڑتی ہے

اس کلجگ میں کھوٹے کھرے کا فرق رہا ہی نہیں
کھوٹی بات بھی منصف کی اپنانی پڑتی ہے

مُنہ پر اُن کے بھائی بھائی من میں کھوٹ بھری
ٹھیس بھی اپنوں ہی سے ساحر کھانی پڑتی ہے

از: کلیم ضیا ملکاپوری

کیا نظر نے قیامت کا سدِّ باب بہت
نظر کے زور پہ ٹالے ہیں انقلاب بہت

کتابیں دیکھتے رہنے سے کچھ نہیں ہوگا
شعورِ علم اگر ہے تو اک کتاب بہت

مٹا سکی نہ حجابات کے تسلسل کو
ہٹانے وقت اُلٹتی رہی نقاب بہت

مرا سوال ابھی تک سوال ہے لیکن
مرے سوال کے ملتے رہے جواب بہت

کمی ضرور ہے فی الوقت میرے فن میں ضیا
بفضلِ رب مری محنت ہے کامیاب بہت

از: عبدالماجد دریابادی

ماں، بہن اور بیٹی

آپ دیکھتے ہیں کہ آزادیٔ نسواں کا ہنگامہ کس زور کے ساتھ برپا ہے۔ بے شمار مضمون نکل چکے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی حق ملنے چاہئیں۔ بے گنتی تقریریں ہو چکی ہیں کہ عورت پر بہت ظلم ہو چکے ہیں۔ اسے مرد ہی کی طرح آزاد و خودمختار ہونا چاہئے۔ حقوقِ نسواں پر اب تک کیا کچھ نہیں لکھا اور کہا جا چکا ہے۔ سوال صرف اس قدر ہے کہ اس سارے ہنگامہ جوش و خروش میں نسواں سے صرف بیویوں (نکاحی اور بے نکاحی دونوں قسم کی بیویاں) ہی مراد ہیں یا نسواں کے مفہوم میں بہن، بیٹیاں اور مائیں بھی شامل ہیں؟ عورت کا رشتہ مرد سے محض بیوی ہونے کا تو نہیں ہوتا۔ عورت ماں بھی ہوتی ہے، بہن بھی ہوتی ہے، بیٹی بھی ہوتی ہے۔ پھر یہ کیا ہے کہ آپ نے سلسلۂ حقوق اصلاح کا مرکز صرف بیوی ہی کو کر رکھا ہے۔ اور ماں، بہن، بیٹی کے معاملہ میں یکسر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔

آپ نے سیکڑوں ہزاروں اصلاحی تقریروں اور تحریروں میں کہیں یہ بھی سنا یا پڑھا ہے کہ ماں کی اطاعت فرض ہے، ماں کی خدمت گزاری واجب ہے، جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے، اللہ کی خوشی ماں کی خوشی میں ہے۔ اور ماں کو ناخوش رکھ کر بڑی سے بڑی تقریریں اور بہتر سے بہتر تحریریں بے نتیجہ اور بے حاصل ہیں۔ کبھی آپ کو حقوقِ نسواں کے پرجوش وکیلوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ بہن اگر بڑی ہے تو آپ کے ادب و تعظیم کی اور اگر چھوٹی ہے تو آپ کی دلدہی کی مستحق اور بھائیوں سے زیادہ مستحق ہے۔ باپ کی جائیداد میں تنہا آپ کا نہیں اس کا بھی حصہ ہے۔ باپ کی لاڈلی اولاد صرف آپ ہی نہیں وہ بھی ہے۔ کبھی آپ کی روشن خیالی نے آپ کو یہ بھی سمجھایا ہے کہ آپ کی جائیداد کی ایک حصہ دار آپ کی بیٹی بھی ہے۔ اور اس کے ایمان و اخلاق، اس کی غیرت و ناموس کے آپ امین ہیں یا جدید تحریکِ نسواں کے لغت میں حقوقِ نسواں سے مراد صرف یہ ہے کہ چراغِ خانہ کو محفل کی شمع بنا دیا جائے اور شاعری کی دنیا میں اب تک جن کی بے زبانی کا ڈر رہتا تھا ان کی شعلہ بیانی کا شہرہ ہر طرف ہو جائے۔ اور ماں کے ادب و احترام، بہن کے پاس و لحاظ اور بیٹی کی الفت و شفقت کو حقوقِ نسواں کے دائرے سے سرے سے خارج کر دیا جائے گا۔

زنانہ پرچوں کی آج کثرت ہے، نسوانی رسالوں کی گرم بازاری ہے، زنانہ پارک ہر شہر میں بن رہے ہیں، زنانہ اسکول زنانہ کالج، زنانی یونیورسٹیاں کھل رہی ہیں، عورتیں بڑی سے بڑی تعلیمی ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں۔ عورتوں کے لئے مخصوص مدرسے ہی نہیں بلکہ لڑکے لڑکیوں کے لئے ملی جلی درسگاہیں کھل رہی ہیں۔ ○○

روزہ ڈھال ہے۔ تم میں سے جو روزہ دار ہو اس کو چاہئے کہ وہ روزہ میں بدکلامی اور دنگا فساد نہ کرے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریبات اور فضول خرچی

مقصودہ سحر

ہمارے گھروں میں آئے دن تقریبات منعقد ہوتی رہتی ہیں جن میں ہم سب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ مثلاً سالگرہ، شادی بیاہ، عقیقہ، بسم اللہ، آمین، منگنی اور دوسری اس طرح کی کئی تقریبات میں گھر صاف کئے جاتے ہیں۔ خصوصی لباس بنائے جاتے ہیں اور تحائف خریدے جاتے ہیں۔ لیکن ایک چیز جو ان تقریبات کی روح ہے اسے ہم نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ آپس میں مل بیٹھنے کا مقصد خلوص اور محبت ہونا چاہیئے۔ فیشن کی دوڑ میں آگے نکلنا نہیں۔ ہم پڑھے لکھے اور باشعور لوگ ہیں۔ ہمیں احساس ہونا چاہیئے کہ پیسہ آج کے دور کی کتنی اہم چیز ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کتنی محنت لگ جاتی ہے۔ پھر اسے خرچ کرتے وقت ہم سب باتیں کیوں بھول جاتے ہیں۔ ان تقریبات میں گھروں کو رنگ برنگی جھنڈیوں، کاغذی پھولوں اور غباروں سے سجایا جاتا ہے جو ظاہر ہے مفت تو نہیں ملتیں۔ تقریبات ختم ہوتے ہی ان سب کو اکٹھا کر کے کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اول تو صاف ستھرے اور پرسکون گھروں کو ان آرائشی مصنوعات کی ضرورت ہی نہیں ہوتی مگر صاف ہمارے دلوں میں خلوص ہو تو سادگی کافی ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہم ان چیزوں کے بغیر نہیں رہ سکتے تو پھر چاہیئے کہ تقریبات کے بعد آرائشی چیزوں کو سنبھال کر سلیقے سے رکھ دیں۔ تاکہ وہ دوبارہ کسی موقع پر استعمال ہوں۔ تقریبات میں کھانے پینے کی اشیاء کو بے دردی سے صرف کیا جاتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پلیٹوں میں اتنا کھانا نکالیں جو ہم کھا سکیں اور زائد بچا ہوا کھانا ضائع کرنے کی بجائے اپنے غریب بھائیوں کو کھلا دیں۔

تقریبات میں شامل ہونے سے ایک مسئلہ لباس کا ہوتا ہے۔ ہمارا صاف ستھرا اور سادہ لباس ہماری شخصیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ لباس اچھا پہننا کوئی بری بات نہیں۔ بری بات تو ہمارا اخلاق اور کردار کا پست ہونا ہے۔ اگر ہم میں خود اعتمادی ہو تو ہم ایک ہی لباس کو کئی تقریبات میں شرکت کرنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو قیمتی لباس اور زیورات کا سہارا لے کر تقریبوں میں شرکت کرتے ہیں در اصل احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ تقریبات کا بنیادی مقصد آپس میں مل بیٹھنا اور ایک دوسرے کی خوشیوں میں شریک ہونا ہے لیکن آج کل دیکھا گیا ہے کہ تقریبات میں بے جا اسراف کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ تحائف پیش کیا جاتا ہے اور صاحب خانہ کی شخصیت میں ہزاروں عیب نکالے جاتے ہیں۔ تعلیم یافتہ اور باشعور خواتین ہونے کے ناطے آپ کو چاہیے کہ جس تقریب میں شرکت کریں پوری خوشدلی اور سچے خلوص اور محبت سے کریں صاحب خانہ کو تحفہ دیتے وقت بے تکے بڑھیا تحفے کا انتخاب نہ کریں اپنی حیثیت کے مطابق جو کچھ دیں پورے خلوص سے دیں۔ ●●

"شتر مرغ" دراصل ایک پرندہ ہے مگر قوت پرواز سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ عرب اور افریقہ کے صحرا میں پایا جاتا ہے جب کھڑا رہتا ہے تو اس کا سر زمین سے آٹھ فٹ اونچا رہتا ہے۔ کل وزن ایک سو ساٹھ پونڈ کے قریب ہوتا ہے۔ پس زندہ پرندوں میں یہ سب سے بڑا پرندہ ہے۔ اس کی گردن اونٹ کی طرح لمبی ہوتی ہے اس کے بازو بہت چھوٹے ہوتے ہیں یہ اڑنے کے کام نہیں آسکتے ہیں۔ اس کی ٹانگیں لمبی، پتلی لیکن بہت مضبوط ہوتی ہیں اور یہ چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے۔

اس کے پیروں میں مضبوط ناخن والی دو انگلیاں ہوتی ہیں اور یہ دشمن کو زور سے لات مار کر بھگاتا ہے۔

شتر مرغ صحرا میں پائی جانے والی سخت اور کھردری سبزی کھاتا ہے چونکہ اس کے دانت نہیں ہیں۔ اور اس سبزی کو چبا چبا کر نرم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آسانی سے ہضم ہو سکے اس غرض کے لئے شتر مرغ کنکر کھاتا ہے یہ پھر معدے کے حصے میں جمع رہتے ہیں اور اس سخت سبزی کو کوٹتے ہیں۔

شتر مرغ کی مادہ دو بڑے انڈے دیتی ہے انڈے کا وزن تین پونڈ کے برابر ہوتا ہے۔ مادہ ریت میں ایک گڑھا سا کھودتی ہے اور اسی میں انڈے دیتی ہے۔ اور خود دن کے وقت ان پر بیٹھتی ہے اور نر شتر مرغ رات کے وقت ان انڈوں پر بیٹھتا ہے۔

شتر مرغ ایک مفید پرندہ ہے اس کی چھوٹی دُم اور بازو پر لمبے لمبے پر لگے ہیں۔ لوگ ان پروں کو آرائش کے لئے خریدتے ہیں۔ بارہ سال کی عمر تک اس سے یہ پر حاصل کئے جاتے ہیں بارہ سال کی عمر کے بعد اسے ذبح کیا جاتا ہے اس کے گوشت کو نمک ملا کر رکھتے ہیں۔ یہ گوشت کافی وقت ٹھیک رہتا ہے۔ اور لوگ اسے کھاتے ہیں۔

اس کی ہڈیوں کو پیس کر پوڈر بناتے ہیں اور یہ پوڈر زمین کے لئے عمدہ کھاد بنتا ہے۔ شتر مرغ ایک بہادر پرندہ ہے یہ دشمن کا بہادری سے مقابلہ کرتا ہے اور لاتوں سے اسکی جان نکال لیتا ہے۔

اس کے متعلق مشہور ہے کہ دشمن کو دیکھ کر یہ بھاگتا ہے اور ایک گڑھا کھود کر اپنا چھوٹا سا سر ریت میں داخل کر کے سمجھتا ہے کہ کوئی دشمن نہیں ہے، یہ بات غلط ہے۔ یہ کبھی اپنا سر ریت میں نہیں ڈالتا ہے البتہ اس کو گردن پھیلا کر زمین پر بیٹھنے اور آرام کرنے کی عادت ہے۔ اس حالت میں بیٹھے ہوئے یہ دور سے ایک چھوٹا ٹیلہ یا پہاڑی دکھائی دیتا ہے۔

نذر: منصور علی خان

عجیب و غریب درخت

وسطی افریقہ کی ایک بستی کی حدود میں ایک ایسا درخت دریافت ہوا ہے جو سخت سے سخت آندھی میں بھی پا بجا رہتا ہے کیونکہ اس کی جڑ تنا اور شاخوں میں گھوم جانے کی خاصیت موجود ہے۔ زور کی آندھی میں بڑے بڑے تناور درخت زمین بوس ہو جاتے ہیں لیکن یہ درخت اپنی جگہ پر کھڑا رہتا ہے۔ درخت بھی اللہ تعالیٰ کا تخلیقی شاہکار ہیں۔ ان کی تاریخ آدم کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ حضرت آدم کی جنت محرومی کا سبب بھی ایک درخت ہی بتایا جاتا ہے۔ یہ درخت ہی تھے جن کی لکڑی سے حضرت نوحؑ نے کشتی تیار کی تھی۔ حضرت ابراہیم کے امتحان کے لیے بھی ایک بہت بڑی چتا درختوں کی لکڑیوں سے ہی تیار کی گئی تھی۔ اور حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں عصا بھی کسی درخت کا مرہون منت تھا۔

حضرت عیسیٰ نے جو صلیب کاندھوں پر اٹھائی تھی وہ بھی کسی درخت کی لکڑی سے بنی تھی اور خاتم المرسلینؐ کو بیعت رضواں کا موقعہ ایک درخت ہی کے نیچے ملا تھا۔ لیکن یہ تمام درخت عام درخت تھے اس میں کوئی درخت اپنی جڑوں سمیت گھوم جانے کی خاصیت نہیں رکھتا تھا۔ یہ شرف وسطی افریقہ کے ایک درخت کو حاصل ہوا۔

درختوں کا تعلق پیغمبران ذیشان کے ساتھ ہی نہیں رہا بلکہ دانشوروں نے بھی اس پر توجہ فرمائی ہے شیخ سعدی نے طرح طرح سے درختوں کو روشناس کرایا۔ ان کا ایک شعر بہت مشہور ہوا۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اس بات کو زیادہ مدت نہیں گزری کہ جنوبی ایشیا کے ایک سائنسداں جے۔ سی۔ بوس نے اس حقیقت کا انکشاف کر کے دنیا کو حیران کر دیا کہ درخت نہ صرف احساس رکھتے ہیں بلکہ خوشی اور غم کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ خوش بھی ہوتے ہیں اور رنجیدہ بھی، سو بھی جاتے ہیں اور جاگتے بھی ہیں اور اب تو ایسا درخت بھی دریافت ہوا ہے جو آندھی سے بچنے کے لیے جڑوں کے ساتھ گھوم کر اپنی حفاظت کرتا ہے۔ • • •

التماس:-
پُر خلوص التماس ہے کہ مضامین، مراسلات اور خبریں صفحہ کی ایک جانب ایک سطر چھوڑ کر اور خوشخط لکھیں۔

کمپیوٹر

اس صدی کا سب سے بڑا عجوبہ کمپیوٹر ہے جس نے انسان کو سائنسی ترقی پر گامزن کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کمپیوٹر زندگی کے ہر میدان میں سرگرم عمل ہے۔ انسان کی ترقی کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسے مستقبل کے بارے میں ہر لمحے فکر رہتی ہے۔ اسی بنا پر وہ کوئی پیش گوئی کرنے سے ہچکچاتا نہیں۔ انسانی دماغ کائنات میں قدرت کا ایک عظیم ترین معجزہ تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جسم انسانی کے اس چھوٹے سے حصے میں وہ بے پناہ صلاحیتیں ہیں جس کے ذریعہ انسان زمین پر خلافت ربانی کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ اسی جذبہ انسانی نے کمپیوٹر کو جنم دیا۔ کمپیوٹر چند مشینوں پر مشتمل ایک ایسے نظام کا نام ہے جو ریاضی کے مشکل ترین مسائل کو فوراً حل کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کمپیوٹر ایک ایسی کارآمد مشین ہے جو سالوں کا کام منٹوں میں کر دیتا ہے۔ اسی لئے اس کو مختلف شعبوں یعنی سائنسی تحقیق، ریاضی، صنعت و تجارت اور دفتر کاری غرض زندگی کے ہر شعبے میں کثرت سے استعمال ہو رہا ہے۔

اگرچہ کمپیوٹر ایک کارآمد چیز ہے لیکن اس کا پیچیدہ نظام کسی بھی وقت الجھن میں ڈال سکتا ہے۔ کمپیوٹر کا یہ نظام انسانی دماغ کا مظہر ضرور ہے اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ کمپیوٹر خود ایک دماغ رکھتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نہ تو خود سوچ سکتا ہے اور نہ ہی یہ کسی آزاد سوچ والے دماغ کا مالک ہوتا ہے یعنی پہلے انسانی دماغ کمپیوٹر کو معلومات فراہم کرتا ہے جس کی بنا پر کمپیوٹر مطلوبہ کام سر انجام دیتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کمپیوٹر انسانی سوچ کا تابع ہے۔ بے شک کمپیوٹر برق رفتاری کا مالک ہے۔ مگر افسوس اس کی اپنی کوئی سوچ نہیں۔ کمپیوٹر کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اگلی صدی میں انسانی دماغ کے بجائے کمپیوٹر کی حکومت ہو۔

(فاروقی جمیلہ بیگم ۔ کراچی)

نیک

اور پُرخلوص تمنّاؤں کے ساتھ

عید مُبارک

منجانب:

ٹرانس ورلڈ ٹریڈ فیر سروس ایوارڈ دہلی کا انعام یافتہ

کے اے ویلڈنگ اینڈ ریپئرنگ ورکس

مالک: حاجی عبدالقادر پاؤسکر

۲۰/۲۱ باپٹی روڈ، کانچ والا بلڈنگ، پرشورام پوپالا مارگ
نزد دوٹانکی، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

از: شفیق احمد ردولوی درگاہ روڈ بھیونڈی

ایک گاؤں تھا۔ گاؤں چھوٹا سا تھا۔ اس گاؤں کی آبادی سے تھوڑی دوری پر ایک مندر تھا۔ مندر کے اطراف آم کے درخت تھے مندر کے ٹھیک سامنے سے ایک پگڈنڈی گذرتی تھی۔ اس پگڈنڈی سے گاؤں کے لوگوں اور مسافروں کی آمدورفت جاری رہتی تھی۔ تھکے ماندے مسافر اکثر ان درختوں کی چھاؤں میں آرام کرتے ساتھ میں لایا ہوا توشہ کھاتے پانی پیتے اور ساتھ ہی ساتھ مندر میں بھگوان کے درشن کرنے جاتے اور تازہ دم ہوکر اپنی منزل کے لئے روانہ ہو جاتے تھے۔ مندر میں ایک پجاری جی تھے وہ بلاناغہ مندر میں پوجا پاٹ کرنے آتے مندر کی صفائی بھگوان کی پوجا اور لوگوں کو نصیحت کرنا اور خود بھی اچھی اور نیک باتوں پر عمل کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا۔

ایک دن اس مندر میں ایک شخص آیا جو بڑا عالم اور سنیاسی تھا۔ سنیاسی پوجا کے ساتھ ساتھ آرام بھی کرنا چاہتا تھا۔ اس سنیاسی بابا کی پجاری جی نے بہت خدمت کی۔ مندر کی صفائی اور پجاری کی عقیدت کا حال دیکھ کر اس مہمان سنیاسی کو بڑی مسرت ہوئی۔

رات کا وقت تھا دوسرے روز وہ سنیاسی بابا وہاں سے چلے جانے والے تھے پجاری نے سوچا اس مہمان اور نیک سنیاسی سے خود بھی کچھ نیک اور کام کی باتیں معلوم کرنی چاہئیں۔ یہ سوچ کر اس نے سنیاسی سے گذارش کی کہ مہاراج! میرے دل میں ہمیشہ جو شک و شبہات بھرے سوالات اٹھتے رہتے ہیں اور مجھے بے چین کئے دیتے ہیں، ان کے جوابات میں آپ سے جاننا چاہتا ہوں۔ سنیاسی نے بھی بڑے نرم لہجے میں کہا، یقیناً آپ کو جو کچھ پوچھنا ہے بلا جھجک پوچھئے۔ میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ پجاری جی نے کہنا شروع کیا مہاراج زندگی کا سب سے بڑا سکھ کون سا ہے؟ کون سا عمل ایسا ہے جس کے کرنے سے روحانی سکون حاصل ہوتا ہے؟

پجاری کا سوال سن کر سنیاسی مہاراج مسکرائے اور کہنے لگے زندگی کا سب سے بڑا سکھ دوسروں کے لئے ایثار کرنا، خلق خدا کی خدمت کرنا ہے اس سے جو سکون حاصل ہوتا ہے وہی زندگی کا سب سے بڑا سکون ہے۔ ہم دوسروں کے لئے جو عمل کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں کو جو آرام اور فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی میں ہماری سب سے بڑی خوشی اور زندگی کے سکون کا راز پوشیدہ ہے۔ اسلئے ہم دوسروں کے لئے کیا کرتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں، ہمارا اسپر غور و خوض کرنا دوسروں کے لئے ذاتی مفاد کو قربان کر دینا اس طرح کے ایثار سے ہی سب سے بڑا روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔ سنیاسی مہاراج کی یہ بات سن کر پجاری کو ایک طرح سے اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی ہے۔ وہ رات جب سونے کے لئے بستر پر دراز ہوا تو اس کو نیند نہیں آرہی تھی۔ رہ رہ کر اس کے دل میں ایک ہی خیال آتا کہ میں نے اب تک دوسروں کے لئے کیا کیا، میں مخلوق کی بھلائی کے لئے کیا کچھ کر سکتا ہوں؟ پہلے سوال کا جواب اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔ کیوں کہ وہ مندر کی صفائی کرتا اس کا معمول

وہ گاؤں والوں سے حاصل کرتا تھا۔ گاؤں والے اس سے خوش ہو کر
اسے روپیہ پیسہ یا اناج دے دیتے تھے۔ اور اگر وہ مندر میں بیٹھ کر
بھگوان کی عبادت کرتا ہے تو یہ اس کا فرض ہے۔

دوسرے دن صبح سویرے بھیلوری جی اٹھے۔ روزانہ کی طرح
مندر کی صاف صفائی کا کام انجام دیا۔ اور پوجا پاٹ سے
فراغت حاصل کرنے کے بعد انھوں نے سب سے پہلے اپنے پڑوسیوں
کی حالت جاننے کی کوشش کی کہ کوئی بیمار تو نہیں۔ کسی کو کسی بات
کا دکھ یا حاجت تو نہیں ہے۔ خود اپنی طرح ان کو بھی پیٹ بھر کے
روکھی سوکھی میسر ہے یا نہیں؟ گاؤں میں جو بیمار تھے ان کی
عیادت کی۔ معذور اور اپاہج لوگوں کی خبرگیری کی۔ جو بچے مدرسے
نہیں گئے تھے ان کے والدین کو سمجھایا کہ انھیں اسکول روانہ کریں۔
اگر کسی طالب علم کو تعلیمی اخراجات میسر نہیں تھے تو اس پر غور کیا۔
کسی غریب اور فقیر کو اپنے ساتھ کھانے کیلئے لے گئے اور ان تمام
امور خدمت خلق کو اپنا روزانہ کا معمول بنا لیا۔ اس کے بعد
بھیلوری جی کو سچی زندگی کی مسرت، دل کا سچا چین اور سکون
حاصل ہو گیا۔ اس سے چہرے پر بڑا اطمینان اور تقدس
جھلکنے لگا تھا۔ اور رات جب وہ سونے کے لئے بستر پر
روانہ ہوتے تھے تو انہیں بے حد فرحت اور آرام کا احساس ہوتا۔
کہ ان کا دن عبادت اور خلق خدا کی خدمت میں بسر ہو رہا
ہے —— ••

انتہائی مسرت کے ساتھ
فرزندانِ توحید کو
عید مبارک
منجانب:
نیو بھارت
انجینئرنگ ورکس
۲۵۰ ، ے روڈ، مجگاؤں، بمبئی ۴۰۰۰۱۰
فون نمبر: 865636/882960

برادرانِ اسلام کو عید الفطر کی
پُرخلوص مبارکباد
منجانب:
نشاط
انجینئرنگ ورکس
ہمہ اقسام کے گیئرز اور
مشینری مینوفیکچرر اینڈ میکانیکل انجینئرس
پریسی سیشن ٹولس کے خصوصی ماہر
پتہ: شکلاچال، دکان نمبر ۳ اور ۴ بمقابل مانکیشور مندر،
بیرسٹر ناتھ پائی روڈ (ریے روڈ) بمبئی ۴۰۰۰۱۰
فون: 86892/8729261

سوال آپکے جواب ہمارے

از: مسٹر تابڑ توڑ

- ایسے سوالات پوچھئے جن سے ایک قاری مستفید ہوسکے۔
  اور جن میں مفاد عامہ پوشیدہ ہو۔
- انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظرانداز کردیجئے۔
- فحش، مہمل اور لامقصد سوالات سے گریز کیجئے۔
- نقش کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ (ادارہ)

★ عبدالرؤف عبدالقادر پیرکار — بمبئی ۸

سوال:۔ اولاد نالائق نکلے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے؟

ج:۔ چھنگلی یعنی چھوٹی انگلی کہ اسے کاٹو تو درد ہوتا ہے، نہ کاٹو تو عیب نظر آئے۔

سوال:۔ نیند اچھی ہے یا بیداری؟

ج:۔ ظالم کی نیند اچھی، عادل کی بیداری

★ عبدالسلام علی میاں کوبچالی — پانگلول ضلع رائے گڑھ

سوال:۔ دنیا میں سب سے زیادہ بارش کہاں ہوتی ہے؟

ج:۔ چراپونجی میں۔

سوال:۔ اگر اسکول نہ ہوتے تو؟

ج:۔ آپ یہ سوال لکھ بھیجتے اور نہ مجھے جواب دینے کی ضرورت پیش آتی۔

★ اعجاز غلام احمد کالوکھے — شرنور رحمن ضلع رائے گڑھ

سوال:۔ عمران خان کے علاوہ پاکستان میں آل راؤنڈر کون ہے؟

ج:۔ مدثر نذر

سوال:۔ ڈینس للی اور رچرڈ ہیڈلی مارشل کے ریکارڈ بتائیے؟

ج:۔ ڈینس للی نے ۷۰ ٹیسٹ میچوں میں ۳۵۵ وکٹ لئے، جبکہ رچرڈ ہیڈلی مارشل نے ۹۶ ٹیسٹ کھیل کر وکٹ کے پیچھے ۳۵۵ شکار کئے ہیں۔

سوال:۔ کپل دیو کو جارحانہ آل راؤنڈر کہیں تو روی شاستری کو ۔۔۔؟

ج:۔ چیمپئن آف دی چیمپئن

★ نیاز احمد عبدالمجید مقدم — کرلا۔ بمبئی

سوال:۔ قرآن مجید کتنے روز میں ختم کرنا چاہئے؟

ج:۔ اس بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی البتہ اتنا یاد رکھئے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جس نے تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کیا وہ کچھ نہ سمجھا۔
— امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو قرآن مجید کی گنتی پر فریفتہ نہ کرو۔ بلکہ ایک آیت کا سمجھ کر پڑھنا ساری رات میں قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔

سوال:۔ قرآن شریف کہنا صحیح ہے یا قرآن مجید؟

ج:۔ قرآن کی تین خوبیاں (۱) کریم یعنی عزت والا (۲) مجید یعنی بزرگی والا (۳) حکیم یعنی دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ لہٰذا اس کا نام لیتے وقت عربی میں عموماً بجائے قرآن کریم، قرآن مجید، قرآن حکیم کہتے ہیں۔ اردو میں قرآن شریف بھی کہا جاتا ہے۔

★ ... خان نثار یوسف سرگروہ ـــ قاضی اسٹریٹ بمبئی

سوال: میرے چھوٹے بھائی کی منگنی ہوئی مگر بری نہیں، بتائیے میں کیا کروں؟

ج: انتظار کیجئے۔ کہتے ہیں کہ رشتے آسمانوں میں طے ہوتے ہیں۔ البتہ اپنے سہرے کے پھول رکھنے کا انتظار کیجئے۔

★ ایوب محمد علی خان سرگروہ ـــ ماہم، بمبئی

سوال: ظہیر عباس کا ایک روزہ بین الاقوامی میچوں میں سب سے زیادہ اسکور کیا ہے؟ کتنی سنچریاں بنائی ہیں اور اوسط کیا ہے؟

ج: ظہیر عباس کا ایک روزہ بین الاقوامی میچوں میں سب سے زیادہ اسکور ۱۲۳ ہے۔ سات سنچریاں بنائی ہیں اور ... رنوں کا اوسط ہے۔

★ اسد حسین خان ساکھر کر ـــ بانکوٹ ضلع رتناگری

سوال: آج کل ہم چھوٹے بچوں کی آنکھوں پر بھی عینکیں دیکھتے ہیں کیا یہ بھی سائنس کی ترقی ہے؟

ج: اسے آپ میڈیکل سائنس کا فیض کہہ سکتے ہیں کہ ماہرین چشم بروقت بچوں کی آنکھوں کا معائنہ کر کے روز افزوں بڑھنے والی کمزوریٔ بینائی کو روک دیتے ہیں۔

سوال: اگر آج عالمی جنگ چھڑ جائے تو ـــ

ج: پچھلی دو عظیم جنگوں سے زیادہ مہلک ثابت ہوگی۔

★ اسماعیل طاہر برکالہ ـــ دمام سعودی عربیہ

سوال: شادی کے دن لڑکیاں کیوں روتی ہیں؟

ج: وہ میکہ جہاں زندگی کی اٹھارہ بیس یا اس سے بھی زیادہ سال گذارے ہیں چھوڑنے کا غم ہونا لازمی ہے۔

سوال: اگر دنیا میں عورت نہ ہو تو

ج: یہ دنیا بے نور ہو کر رہ جائے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ —
وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

عبدالغفور گلزار خان سرگروہ

جانوران حلال و حرام

(۱) جن جانوروں کا حرام ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے: جیسے: سور، پالتو گدھا وغیرہ بلا شبہ حرام ہیں۔

(۲) جن جانوروں میں خون بالکل نہیں ہے۔ مثلاً مکھی، مچھر، جھینگر، بچھو، جگنو، دیمک اور چیونٹی وغیرہ حرام ہیں۔

(۳) جن جانوروں میں خون رہتا ہے مگر بہتا نہیں ہے: مثلاً سانپ، چھپکلی، گرگٹ وغیرہ سب حرام ہیں۔

(۴) جو جانور حشرات الارض میں یعنی زمین پر رینگتے ہیں۔ جیسے چوہا، چھچھوندر، گھونس، نیولا وغیرہ سب حرام ہیں۔ مگر خرگوش حلال ہے (اختلافی: پنجے والا و کھر والا)

(۵) جن جانوروں میں بہتا ہوا خون ہے اور وہ گھاس کھاتے ہیں۔ دانتوں سے شکار وغیرہ نہیں کرتے۔ جیسے اونٹ، بکری، گائے، بیل، بھیڑ اور بھینس وغیرہ اور ہرن، بارہ سنگھا سب حلال ہیں۔ مگر گھوڑا مکروہ ہے۔

(۶) جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں زندگی بسر کرتے ہیں جیسے مینڈک، مگرمچھ، کچھوا وغیرہ سب حرام ہیں۔ اور مچھلی بغیر صدمے کے خود بخود مر کر پانی پر الٹ جائے جس کو طافی کہتے ہیں وہ حرام ہے۔ مچھلی (عام)، اور سیاہ مچھلی [illegible] ہے۔ جھینگے میں اختلاف ہے۔ جو اس کو مچھلی شمار کرتے ہیں ان کے نزدیک حلال ہے، اور نہیں شمار کرتے ان کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ موشی اور واگلہ مچھلی میں اختلاف ہے۔

(۷) جو پرندے دانہ چگتے ہیں، پنجے سے شکار یا زخم نہیں کرتے مثلاً چڑیا، کبوتر، تیتر، مرغ، فاختہ، بطخ، چرکوا، الوا، بگلا، مینا، طوطی وغیرہ سب حلال ہیں۔

(۸) جو پرندے زخم اور شکار کرتے ہیں۔ مثلاً باز، باشہ، بہری، سرخی، چیل، شکرہ، لٹورہ وغیرہ سب حرام ہیں۔

(۹) جو پرندے مردار کھاتے ہیں۔ مثلاً گدھ وغیرہ حرام ہیں۔

(۱۰) جو درندے دانتوں سے زخم اور شکار کرتے ہیں مثلاً شیر، بھیڑیا، لومڑی، تیندوا، چیتا، بلی، کتا، بندر، لنگور، ریچھ، گیدڑ اور بجو وغیرہ سب حرام ہیں۔

(۱۱) جن جانوروں کے ماں باپ میں سے ایک حلال و ایک حرام ہو، اس میں ماں کا اعتبار ہے مثلاً اگر ماں حلال ہے تو بچہ بھی حلال ہوگا اور ماں حرام ہو تو بچہ بھی حرام ہوگا۔ جیسے خچر حرام ہے لیکن اس کی ماں گدھی کی بجائے گائے ہو تو خچر حلال ہے۔ اور اگر ماں گھوڑی ہے تو وہ مکروہ ہے۔

خاص کر بچا پتے کے لئے لسٹ لکھی گئی ہے۔ اس میں کمی بیشی کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

★ ★ ★

مالدیپ کا اسلامی مرکز

سری لنکا سے تقریباً چار سو میل سمندر میں جنوب کی طرف ۲۰۸۷ چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں۔ ان کو مالدیپ کہتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں عرب سیاح اور مورخ اس کو "ذیبۃ المہل" کہتے تھے۔ سب سے بڑا جزیرہ مالے ہے یہی دارالحکومت ہے۔ ان میں صرف ۲۰۰ جزیرے میں آبادی ہے۔ اس ملک کا طول شمال سے جنوب تک ۸۰۰ کلو میٹر ہے۔ یہاں کی آبادی صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ جو سو فیصد شافعی المسلک مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۶۵ء میں اس کو استقلال حاصل ہوا۔ اور وہ اقوام متحدہ کا ممبر بنا۔

یہاں جمہوری حکومت ہے۔ ممبران پارلیمنٹ کی تعداد ۱۴۴ ہے۔ موجودہ صدر جمہوریہ مامون عبدالقیوم ہیں جو جامعہ ازہر کے باقاعدہ فارغ عالم ہیں۔ وہ صدر جمہوریہ بھی ہیں امامت بھی کر لیتے ہیں اور وعظ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۱۸ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء کو صدر مقام مالے میں ایک اسلامی مرکز کی بنیاد رکھی گئی ہے جس میں مسجد، قرآنی تعلیم کے لئے مدرسہ، کتب خانہ اور ایک ہال وعظ و تقریر کے لئے ہے۔ مالے میں پورے جزائر کی آبادی کا تقریباً پانچواں حصہ رہتا ہے۔ اس لئے اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

یہ عمارت تین منزلہ ہے۔ اس عمارت میں مدرسہ کے درجات، آفس، کتب خانہ، وضو خانہ وغیرہ ہے۔ پہلی منزل پر یہ سب چیزیں ہیں۔ دوسری اور تیسری منزل پر نماز ہوتی ہے۔ مرکز اور مسجد پر بہت بڑا قبہ ہے جس کی بلندی سب سے زیادہ ہے اور اس سے متصل مینار ہے جس کی بلندی ۱۴۳ فٹ ہے۔ فی الحال مالے کی سب سے بلند عمارت ہے۔ (داعی کلکتہ)

آم پھلوں کا بادشاہ

آم ایک مشہور و معروف اور لذیذ ترین پھل ہے۔ دیسی آموں میں سب سے اچھا آم وہ سمجھا جاتا ہے جس کا چھلکا اور رس پتلا ہو اور اندر سے بے ریشہ ہو۔ قلمی آموں میں سب اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں۔ ان میں انتخاب ہر شوقین کے مزاج پر ہے۔ ان سب کے کھانے کے آداب میں شرط اول یہ ہے کہ کھانے سے پہلے کچھ عرصہ ٹھنڈے پانی میں بھگو کر رکھ دیجئے۔ اگر برف کے پانی میں بھگوئے جائیں تو اور اچھا ہے۔ کھانے کے بعد خالص دودھ یا لسی پینا اس کے لوازمات سے ہے۔ اس طرح آم کھانے سے لطف بھی خوب آتا ہے اور اس سے متوقع فوائد بھی پورے پورے حاصل ہوتے ہیں۔ پکا آم خوش ذائقہ اور جسم کی غذائی ضرورت کو کما حقہ پورا کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے جسم میں صالح خون وافر مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ عصبی قسم کی سوء ہضمی اور دائمی قبض کو رفع کرتا ہے۔ یہی بھوک پیدا کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے جسم کی غذائی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ وزن بڑھتا ہے۔ حیاتین کے ماہرین نے اس کا سائنٹفک تجزیہ کرنے پر معلوم کیا ہے کہ آم کو قدرت نے حیاتین (ج) وٹامن کا ذخیرہ عطا کیا ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ سیب جس میں حیاتین (ج) کی وافر مقدار ہوتی ہے آم میں اس کے مقابلے میں ۲ گنا زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے۔ اور سنترہ جو وٹامن سی کا خزانہ سمجھا جاتا ہے آم میں اس سے ۳۰-۴۰ گنا زیادہ وٹامن پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے آم حیاتین (ج) حاصل کرنے کا ایک اچھا خاصہ ذریعہ ہے۔

آم کے رس کو کپڑے پر رکھ کر تہہ در تہہ لگائے جانے سے ایک طرح کی آم کی روٹی بن جاتی ہے۔ جسے عرف عام میں اماوٹ کہا جاتا ہے۔

جناب [illegible] کی دلی رنج کا اظہار [illegible]
کی کوکنی برادری نے نہایت رنج و ملال سے سنا۔ مرحوم کے
ایصالِ ثواب کے لئے کراچی کی کوکنی بستیوں، کوکنی سوسائٹی و
بمبئی ٹاؤن میں قرآن خوانی کی گئی جس میں برادری کی کثیر تعداد
نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں ایک تعزیتی اجلاس کوکنی سوسائٹی
میں منعقد کیا گیا جس میں مرحوم کی سماجی و دیگر خدمات کو
خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

دابھول میں جلسۂ تقسیم انعامات

انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول دابھول کا جلسہ
تقسیم انعامات برائے کھیل کود اور تعلیمی ترقی ۱۸ اپریل ۱۹۸۵ء
زیرِ صدارت ڈاکٹر چندرکانت موکل ایم۔ ایل۔ اے
نہایت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس موقع پر باشندگانِ
دابھول اور دیگر قصبات کے لوگ بڑی تعداد میں شریک تھے۔
طلبہ کو کھیل کود کے مقابلے میں اول، دوم اور سوم نمبر کے
انعامات نیز کلاسوں میں اول، دوم اور سوم نمبر سے کامیابی
حاصل کرنے پر صدر موصوف کے ہاتھوں سے انعامات دیئے
گئے۔ انعامات کے بعد جناب حسن میاں ناخواہ، جناب
عثمان عبداللہ تنبے، پرنسپل جناب آفاق احمد قریشی،
جناب جمال الدین قاضی اور آخر میں صدر صاحب جناب
ڈاکٹر موکل کی تقریریں ہوئیں۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی
طرف سے امسال کے بہترین شاگرد عبدالحمید میاں لال اور جماعت
نہم کو انعام دیا گیا۔ اسکول کے استاد جناب شمس الدین عباس
باغے اور جناب شبیر احمد [illegible] نے نظامت کے فرائض انجام
دیئے۔ آخر میں جناب عثمان عبداللہ تنبے نے
حاضرین اور صدر موصوف کا شکریہ ادا کیا۔

ڈاکٹر راحیل ناچن کی ڈسپنسری کا افتتاح

ڈاکٹر راحیل عبدالحمید ناچن (آر ایم او مینا ہاسپٹل)
کی ڈسپنسری (۲۱ اے سیموئیل اسٹریٹ ڈونگری بمبئی ۹)
کا افتتاح ۵ مئی ۸۵ء کو کرنل جی ایس گودی والا (مینا
ہاسپٹل بمبئی) کے دستِ مبارک سے ہوا۔ افتتاح کی اس
تقریب میں ڈاکٹر راحیل ناچن اور ان کے والد عبدالحمید
ناچن (سکریٹری جنرل تھانے ضلع دیہی مسلم فلاح [illegible]
ضلع تھانے) کو مبارکباد پیش کرنے کے لئے عمائدین شہر
کے علاوہ ممتاز ڈاکٹروں، سرجنوں اور طبی شعبے سے تعلق رکھنے
والے افراد اور مینا اسٹاف نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ مرود جنجیرہ

انجمن اسلام جنجیرہ اگست ۱۹۸۵ء سے اپنے ٹیکنیکل
انسٹی ٹیوٹ میں موٹر میکانکس اور ویلڈر کورسیس کے ساتھ
ڈیزل میکانکس کا نیا کورس شروع کر رہی ہے اور وائرمین
کورس کو الیکٹریشین کورس میں تبدیل کر رہی ہے۔ امید ہے کہ
زیادہ سے زیادہ طلبہ اس انسٹی ٹیوٹ سے فائدہ حاصل کریں گے
کیونکہ بورڈنگ ہاؤس کا بھی معقول انتظام ہے۔ انسٹی ٹیوٹ
کے علاوہ انجمن کے دفتر واقع گورڈن ہال [illegible] صفیہ [illegible]
ناگپاڑہ سے داخلہ فارم حاصل ہو سکتے ہیں۔ خطۂ کوکن میں انجمن
نے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ جاری کر کے ایک مثال قائم کی ہے جس کے
لئے انجمن مبارکباد کی مستحق ہے۔

ڈیری ڈپلومہ کورس

حکومت مہاراشٹر نے ۸۶-۱۹۸۵ء کے تعلیمی سال کے
دوران ڈیری سائنس انسٹی ٹیوٹ آرے بمبئی ۶۵ میں [illegible]

(ڈیری ٹیکنالوجی) کے ڈپلومہ کورس جاری کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ اس کورس کے قوانین اور ضابطے بنائے جا رہے ہیں۔ اور اس کی منظوری ڈائریکٹر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن مہاراشٹر اسٹیٹ بمبئی کی جانب سے لی جائے گی۔ اس کورس کا اہتمام ڈیری سائنس انسٹی ٹیوٹ آرے بمبئی ڈائریکٹر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن مہاراشٹرا اسٹیٹ بمبئی کے تحت کرے گا۔

جناب محمد نور ملا
اورن میونسپل کونسل کے صدر منتخب

اورن ضلع رائے گڑھ کونسل کے چناؤ میں کانگریس (آئی) نے بیس میں سے دس سیٹوں پر قبضہ جما کر شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ بعد ہٗ ایک آزاد امیدوار کانگریس (آئی) میں شامل ہوا۔ اس سے اورن بلدیہ کا کاروبار کانگریس (آئی) کے قبضہ میں آگیا۔ اب صدر بلدیہ کی حیثیت سے جناب محمد نور ملا کا انتخاب ہوگیا ہے۔

بمبئی عظمیٰ کے
مسلم میونسپل کونسلر

حالیہ بمبئی میونسپل انتخابات میں درج ذیل مسلم کونسلر منتخب ہوئے ہیں:۔

نمبر شمار	نام	جماعت کا نام
۱۔	سید محمد ہادی	کانگریس آئی
۲۔	بشیر موسیٰ پٹیل	مسلم لیگ
۳۔	شیخ زین الدین موٹر والا	آزاد
۴۔	محمد یوسف ابراہیم زیوری	کانگریس آئی
۵۔	محمد امین انصاری	آزاد
۶۔	محمد ابراہیم بیف	مسلم لیگ
۷۔	میانا محمد عبداللطیف دلو	کانگریس آئی
۸۔	اقبال پٹیل	آزاد
۹۔	سلیم عبدالرزاق زکریا	کانگریس آئی
۱۰۔	رضوان عباس خان	کانگریس ایس
۱۱۔	اسماعیل محمد مکوانہ	مسلم لیگ
۱۲۔	اشرف شیخ	دلت مسلم مہا سنگھ
۱۳۔	خان محمد عباس بستی والا	کانگریس آئی
۱۴۔	محمد اسماعیل پٹیل	کانگریس آئی
۱۵۔	شیخ رمضان علی	آزاد
۱۶۔	اسحاق بھائی سرگروہ	آزاد
۱۷۔	نور محمد انصاری	مسلم لیگ
۱۸۔	مجن	مسلم لیگ

(نامہ نگار: احمد باسنے ٹراہیے بمبئی ۸)

(نامہ نگار خصوصی بمبئی)

۲۶۴ مساجد میں نماز ممنوع ہے

ماہنامہ "مسلم انڈیا" اپنے حالیہ شمارے میں مساجد کے تعلق سے سرکاری پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ جن مساجد کو "تحفظ آثار قدیمہ" کے کنٹرول میں دیدیا ہے ان میں نماز پڑھنے کی آزادی کو برقرار رکھا جائے گا لیکن جلد ہی حکومت نے اس وعدہ کو عملی شکل دینے میں ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔

مسلم انڈیا کے مطابق مرکزی حکومت بشمول محکمہ آثار قدیمہ نے ۲۶۴ مساجد کو نمازیوں کیلئے بند کر رکھا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

آندھرا پردیش: ۸۰ — آسام، ہماچل پردیش اور بہار: ۵ — دہلی: ۲۹ — گوا: ۲ — گجرات: ۴۴ — ہریانہ، جموں و کشمیر: ۹ — کرناٹک: ۳ — مدھیہ پردیش: ۲۱ — مہاراشٹر: ۱۱ — پنجاب، راجستھان: ۴ — تامل ناڈو: ۷ — اتر پردیش: ۷۰ — مغربی بنگال: ۱۵ —

یاد رہے کہ یہ تعداد ان مساجد کے علاوہ ہے جو کسی نہ کسی بہانے سے خراب یا بے نشان کی جا چکی ہیں۔

مجلس کا یہ کہنا ہے کہ آثار قدیمہ کے تحت جو مساجد ہیں ان کی دیکھ بھال نہیں ہوتی۔ انھیں مسلمانوں کے حوالے کیا جائے تو تحفظ ہو سکتا ہے۔

دوحہ قطر میں الوداعی جلسہ

الوداعی تقریب اداسی کا ذکر دونوں ہی دلوں کو ملول و مغموم کر دیتا ہے۔ خصوصاً دیار غیر میں جب اپنے وطن کے لوگ نفسا نفسی کے عالم میں ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست بن جاتے ہیں اور پھر اچانک وہ ہم سے جدا ہونے لگیں تو بقول شخصے

قسمت پوچھ کر دل پہ کیا گذری

ہمارے ہر دلعزیز جناب خلیل سالکر صاحب (اڈیالی رتناگری) سے تعلق رکھتے ہیں اور قطر میں قطر نیشنل سیمنٹ فیکٹری میں بحیثیت کلرک تین سال کی سروس کے بعد اپنے وطن واپس لوٹتے وقت ان کے اعزاز میں یکم مارچ ۸۹ء کی شام میں عماد الیکٹریکل کے اسٹاف کوارٹرس میں منجانب دوست و احباب الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ صدارت کا فریضہ قطر کے مایہ ناز شاعر قاضی فراز احمد صاحب نے ادا کیا۔ آغاز تقریب الحاج منصور دلوی صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ جس کے بعد جناب ہاشم دادرکر صاحب نے ایک پر اثر الوداعی گیت سنا کر محفل یاراں سے ایک عزیز ساتھی کے چلے جانے کے احساس غم کو اور زیادہ تقویت دی۔ ان کا یہ شعر اس بات کی غمازی کرتا ہے

ایک مدت سے رہے شیر و شکر ہم بھی خلیل
دور ہے پاس تو غم ہی نہ کبھی پاس ہوا

جناب حسن جوگلے جو خدمت خلق کی بنا پر کافی مقبول ہیں نے اس تقریب کی نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے مہمانوں کے تفصیلی تعارف کے علاوہ خلف میں بسیر روزگار لوگوں کے مختلف پہلوؤں و مسائل پر روشنی ڈالی۔ جناب قاسم بجلے صاحب نے مختلف مسائل اور ان کے تدارک سے آگاہ کیا۔ محترمہ ہاشمانی نے ماحول کی سوگواری کو کچھ کم کرنے کی غرض سے مزاحیہ نظموں سے سامعین کو محظوظ کیا۔ عظمت اللہ ونوارے و داؤد چوگلے کی تقریروں کے بعد خلیل صاحب نے احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

(نامہ نگار: داؤد چوگلے)

ڈاکٹر نسرین شیخ مکہ معظمہ میں

بمبئی کی واحد مسلم خاتون سرجن ڈاکٹر نسرین شیخ کا حکومت سعودی عربیہ کی جانب سے مکہ معظمہ کے اسپتال میں جنرل سرجن کے طور پر تقرر ہوا۔ اور ماہ جون کے پہلے ہفتہ آپ اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوگئیں۔ وقت رخصت آپ نے اپنے تمام بہی خواہوں کا شکریہ ادا کیا۔

جدید طبی آلات کا افتتاح

بھیونڈی میں ڈاکٹر ارشد اے رئیس (ایم ڈی) کے ڈائیگنوسٹک سینٹر کی ساتویں سالگرہ کے موقع پر جاپان سے برآمد کردہ کنڈنسر ڈسچارج ایکسرے یونٹ کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقع پر الٹراساؤنڈ ڈپارٹمنٹ کا بھی افتتاح ہوا۔ اس افتتاحی تقریب میں شہر اور بیرون شہر کے ڈاکٹروں اور سربرآوردہ شہریوں نے شرکت کی اور انہیں مبارکباد دی۔ جاپان سے برآمد کردہ یہ مشین اپنی نوعیت کی واحد مشین ہے جس میں کمپیوٹر کے ذریعہ [illegible] پیش کی جاتی ہے۔

جناب شمس کنول کو ایوارڈ

اتر پردیش کی تین بہتر کار دبستانوں کی جانب سے ممتاز اردو ادیب (ماہنامہ گلشن کے مالک و مدیر) جناب شمس کنول کو ان کے قومی یکجہتی کے جذبہ کو سراہتے ہوئے اور مذاہب عالم نمبر جیسی تخلیق کو ملحوظ خاطر رکھ کر اردو ساہتیہ کار کے طور پر اردو ساہتیہ ایوارڈ (قائم چاندپوری ایوارڈ) عطا کیا گیا۔

اختصار

اختصار آج کے عہد کی مانگ ہے۔ آپ اپنی تخلیقات یا رودادیں مختصر مگر پراثر اور بھرپور طرح جامع بنا کر پیش کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محض طوالت کی بنا پر شائع ہونے سے رہ جائیں۔ (ادارہ)

نقش نواز

نقش کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف
آپ قوم و ادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے
کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔
لیجئے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:۔

لائف ممبر:۔

جناب جواہر کردمے — شریوردھن
انجمن اسلام ہائی اسکول — شریوردھن
جناب عبدالرشید ڈی برکار — نیروبی مشرقی افریقہ

سالانہ خریدار:۔

محترمہ زبیدہ محمد اسحاق راؤت — موربہ
جناب اشتیاق عثمان انوارے — داپولی
جناب اکبر ملا — تاڑدیو بمبئی
جناب عبدالقادر ایچ مقدم — بیٹھاپ جیلوت
محترمہ عائشہ شمشاد — جھوئی یوپی
محترمہ نسیمہ حسین جوانے — گودلکوٹ
مدینہ لائبریری — وائی ستارہ
ہوٹل ساتھیکار — پانگلولی
جناب عبدالغفار خواجہ صاحب پٹیل — واشی نئی بمبئی
جناب عبدالغنی اے پٹوی — وڈالا
جناب محمد نور عبدالحمید ملا — اورلی

بیرونِ ہند سالانہ خریدار:۔

جناب حسین چافیکر — انگلینڈ
جناب شریف ایچ پرکار — کویت
جناب اقبال حاجی حسین راجپورکر — کویت
جناب محبت احمد — کویت
جناب رشید کھیلے — نیروبی
جناب ابراہیم شیخ محمد — لینیں مشرقی افریقہ
جناب داؤد احمد ونیلے — انگلینڈ

پروفیسر عبدالرحمٰن انتولے کی واپسی

سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر پروفیسر عبدالرحمٰن انتولے جو عارضۂ قلب کا دورہ سے بغرض علاج ۱۱ مارچ ۸۵ء کو لندن گئے تھے ۱۹ مئی ۸۵ء کو اپنی بیگم نرگس صاحبہ کے ساتھ واپس لوٹ آئے ہیں۔ ہوائی اڈے پر آپ کے خیر مقدم کے لئے قریبی دوست اور خاندان کے اراکین کی بڑی تعداد موجود تھی۔

انتولے صاحب کا ۲۳ مارچ ۸۵ء کو آپریشن ہوا تھا جو کامیاب رہا۔ اور اب آپ صحت مند ہیں تاہم ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ آپریشن کے بعد بھی انتولے صاحب کو چھ ماہ تک آرام کرنا چاہیے۔

پرنسپل مفتی نیروبی روانہ

ڈاکٹر اے اے مفتی پرنسپل مہاراشٹر کالج آف آرٹس اینڈ کامرس یکم جون کو دوپہر ایئر انڈیا سے نیروبی گئے۔ وہاں وہ سہ روزہ بین الاقوامی تعلیمی ورکشاپ میں شرکت کریں گے ترقی پذیر ممالک میں نجی تعلیمی اداروں کے مسائل اور ان کا حل اس موضوع پر آغا خان فاؤنڈیشن جنیوا کے زیر اہتمام یہ ورکشاپ منعقد ہوا ہندوستان، پاکستان، شام، کینیا اور تنزانیہ کے نمائندوں نے اس ورکشاپ میں شرکت کی۔

جناب حسن دوسانی ایڈمنسٹریٹر مرزا شبیر علی کریم، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر اسماعیلیہ مرکزی تعلیمی کمیٹی اور جناب اے پی منگھانی ڈائریکٹر جوبلی تعلیمی ٹرسٹ ڈپٹی منیجر بھی اس ورکشاپ میں شریک ہوئے۔

جناب انجم عباسی کو دوہری مبارکباد

کوکن کے جواں فکر شاعر و ادیب جناب انجم عباسی کو ان کے مجموعۂ کلام "لہو کے چراغ" پر مہاراشٹر اردو اکیڈمی نے ڈیڑھ ہزار روپے کے دوسرے انعام سے نوازا ہے۔ یہ کتاب کوکن اردو رائٹرز گلڈ کے مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے۔ جناب انجم عباسی کو اس سے پہلے "کل الاؤ آج کی کہانیاں" اس کتاب پر مہاراشٹر اردو اکیڈمی سے ایوارڈ مل چکا ہے۔

شاکر بانکوٹی کا عطیہ

جناب شاکر بانکوٹی نے اپنے مجموعۂ کلام "چہرے" کی اشاعت پر ملنے والے ریاستی انعام کی خوشی میں کوکن اردو رائٹرز گلڈ کو مالی تعاون میں مبلغ پانچسو روپے کا عطیہ دیا ہے جس کے لئے گلڈ کے اراکین ان کے شکر گزار ہیں۔

بدیع الزماں خاور کو امتیاز میر ایوارڈ

آل انڈیا میر اکاڈمی لکھنؤ (یو پی) نے امسال "امتیاز میر ایوارڈ" کے لیے ارضِ کوکن کے ممتاز شاعر و ادیب جناب بدیع الزماں خاور کو منتخب کیا۔ مبلغ پانچسو روپے نقد اور توصیفی سند پر مشتمل یہ ایوارڈ اردو دنیا کا ایک اعلیٰ اعزاز تصور کیا

کوکن اگریکلچرل یونیورسٹی میں جلسہ تقسیم اسناد

کوکن کرشی ودیا پیٹھ داپولی کا گیارھواں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد مہاراشٹر کے وزیر برائے ٹرانسپورٹ اور نقل وحمل شیواجی راؤ دیشمکھ کی صدارت میں ہوا۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے فلکہ دیہی ترقی اور طبی تعلیم کے ریاستی وزیر شری بھائی ساونت موجود تھے۔

اس جلسہ میں زراعت کا مضمون لے کر بی ایس سی کرنے والے ۴۳ طلبہ ، ۷۶ طلبہ بی۔ ڈی۔ ایس اینڈ اے ایچ، ۷ طلبہ بی۔ ایف۔ ایس۔ سی اور ۴۳ طلبہ نے زراعت کے ساتھ ایم۔ ایس۔ سی کیا جب کہ دس طالب علم ایم وی ایس سی اور ۴ طلبہ نے پی ایچ ڈی کیا تھا۔ ان سب امیدواروں کو اسناد سے نوازا گیا۔

۸۴-۱۹۸۳ کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کو طلائی میڈل کے انعام سے نوازا گیا۔

اضلاع کوکن میں پانی کی فراہمی ۲۳۵ لاکھ کا منصوبہ

کوکن ڈویژن کے کمشنر مسٹر وی سندرم نے بتایا کہ تھانے، رتناگری، سندھودرگ اور رائےگڑھ ان اضلاع میں پانی کی قلت دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ جس کے تحت متاثرہ علاقوں میں پانی فراہم کیا جائے گا۔ اس منصوبہ پر ۲۳۵ لاکھ روپئے خرچ ہوں گے۔

ان اضلاع کے کلکٹر اور ضلع پریشد کے عہدیداران کی ایک میٹنگ حال ہی میں کوکن بھون میں ہوئی جس میں مختلف ترقیاتی منصوبوں کا جائزہ لیا گیا۔

مبارکباد

ایجوکیشنل ایلیفنٹ سوسائٹی کلیان کے موجودہ منتظمین قابل مبارکباد ہیں۔ خاص طور پر حنیف ٹانکی صاحب (صدر) اللہ شفیق ٹانکی صاحب (سیکریٹری) جن کی کوششوں سے ٹیکنیکل ہائی اسکول، جونیئر کالج اور ڈی ایڈ کالج کھل گیا ہے۔ اور اب ڈی ایڈ کالج کے لئے نئی بلڈنگ کی تعمیر کا کام بھی شروع ہوگیا ہے۔ شہر کلیان اور اطراف وجوانب کے اہل خیر حضرات کو چاہئے کہ دامے درمے قدمے سخنے تعاون فرماکر اس کام کو جلد سے جلد تکمیل تک پہنچانے میں مدد وتعاون کریں۔ (نامہ نگار: غلام نبی مومن بیجر کلیان)

کینیا کورٹ کے جج بیرسٹر عبدالرؤف

یہ امر باعث مسرت ہے کہ بیرسٹر عبدالرؤف سمانکے کی کینیا (مشرقی افریقہ) کی عدالت عالیہ میں جج کے عہدۂ جلیلہ پر تقرری عمل میں آئی ہے۔ ۵ ۔ دار مئی ۵ کو اسٹیٹ ہاؤس نیروبی میں صدر ڈینیل آرپ مائی کی موجودگی میں آپ نے حلف اٹھایا اور آپ اولین کوکنی مسلم ہیں جنھیں یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔

ہدیہ تشکر

بزم فروغ ادب کوکن مہاڈ ضلع رائےگڑھ کی پہلی پیشکش "ستارۂ نور" کی ایک جلد محترم ایچ بی مقادم صاحب کی خدمت (آئی بی ایس) میں بذریعہ ڈاک ارسال کرنے پر آپ نے بطور نذرانہ ایک سو ایک روپئے کا بیرر چیک بزم ہذا کو عنایت فرماکر جو حوصلہ افزائی کی ہے اس سلسلہ میں بزم ہذا کی جانب سے آپ کا قلب صمیم سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور تبارک و تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ آپ کو بہترین نعم البدل عنایت فرمائے۔ آمین

شکر گزار: نوگل بھارتی
ناظم ونگراں بزم فروغ ادب
کوکن مہاڈ، ضلع رائےگڑھ

تصویریں

اورن میونسپلٹی کے صدر جناب محمد نور ملاّ

اورن ضلع رائے گڑھ کے حالیہ میونسپل چناؤ میں اپنے چاروں حریفوں کی ضمانتیں ضبط کرواکر بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے والے جناب محمد نور عبدالحمید ملاّ ایک جوان عزم اور جواں سال سماجی خدمت گار ہیں۔ یہ آپ کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت کا ثبوت ہے کہ اورن میونسپلٹی کی تاریخ میں آج تک اتنے کثیر ووٹ کسی امیدوار کو نہیں ملے تھے۔ میونسپلٹی کی پہلی ہی میٹنگ میں آپ کو بلدیہ کا صدر چنا گیا اور اس طرح قومی خدمت کا جذبہ رکھنے والے ایک تعلیم یافتہ (گریجویٹ) کارکن کو اس عہدۂ جلیلہ پر منتخب پاکر اورن کے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس لئے کہ اورن، نئی بمبئی کا ایک حصہ ہوگا۔ اور اگلے پانچ سال کافی اہمیت کے حامل ہوں گے۔

جناب محمد نور ملاّ رانگاڑم ضلع رتناگیری کے تیل (گھاسلیٹ) کے سول ایجنٹ ہیں۔ پیٹرول پمپ کے مالک ہیں۔ اور نمک سازی کا کاروبار کرتے ہیں۔ آپ اورن سالٹ مینوفیکچررز سنڈیکیٹ کے صدر ہیں۔ سٹیشن ایجوکیشن سوسائٹی کی مجلس منتظمہ بھی آپ کو صدر منتخب کرنے والی ہے۔ اورن لائنس کلب کے ممبر ہیں۔ نیز پین اربن کوآپریٹیو بینک کی اورن شاخ کے ایڈوائزری کمیٹی کے رکن ہیں۔

> خوشیاں منانے کا حق صرف اس کو ہے جس نے کسی کا دکھ بانٹا ہے۔ دیئے صرف ان ہی گھروں میں مسکرائیں گے جس گھر سے کسی تاریک جھونپڑے کو روشنی ملی ہو۔

جناب ابراہیم داؤت

ابراہیم داؤت صاحب (متوطن راجوڈا، تیناگری) ایک بہترین مصور، نامور فوٹوگرافر اور شہرت یافتہ ڈیزائنر ہیں۔ آپ نے انفارمیشن فلمس آف انڈیا، تمابے اسٹوڈیوز، بیلی سٹی گلڈ اینڈ ویٹ فلمس میں چیف آرٹسٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں۔

۱۹۵۱ء میں ابراہیم صاحب نے شہرۂ آفاق کمپنی آرامکو سعودی عربیہ میں بحیثیت مصور کے اپنی ملازمت کے لافانی نقوش چھوڑے ہیں یہی نہیں بلکہ امریکہ، برطانیہ، سعودی عربیہ، پاکستان، فلپائن کے ماہر مصوروں کے درمیان رہ کر بھی اپنے فن اور اپنی کہنہ مشقی کی بنا پر کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ آپ نیویارک انسٹی ٹیوٹ (یو ایس اے) کے پروفیشنل فوٹوگرافر ہیں۔

ابراہیم داؤت صاحب کو فائن آرٹ، پورٹریٹ، لینڈ اسکیپنگ، گرافک آرٹ، خطاطی میں ید طولیٰ حاصل ہے آرامکو کے مشہور آفاق عربی رسالہ میں داؤت صاحب کی لافانی تخلیقات نے نمایاں جگہ پائی، اور عوام و خواص سے خراج تحسین بھی حاصل کیا ہے۔

آپ کی تخلیقات امریکہ، افریقہ، برطانیہ، سعودی عربیہ، فلپائن، پاکستان اور ہندوستان میں کثیر تعداد میں شائع ہوئیں اور فروخت ہوئی ہیں۔ آپ کے خطاطی کا بہترین نمونہ کلمہ طیبہ، سعودی عرب اور برطانیہ کی کتب میں شامل ہے جو دنیا کی بہترین خطاطی پر مشتمل ہیں۔ یہی طغریٰ (کلمہ طیبہ) کئی مذہبی کتب، رسائل و جرائد کی زینت بنے اور سارے گھروں، مسجدوں اور مقدس مقامات پر آویزاں بھی کیا جاتا ہے۔

ابراہیم داؤت صاحب نہ صرف میدان فن مصوری کے غازی ہیں بلکہ وہ بیک وقت سماجی خدمات کے میدان کے بھی شہسوار ہیں۔ حسن فطرت کو دیکھ کر جہاں ان کے دماغ میں اس منظر کی تصویر اترجاتی ہے اور قرطاس پر پھیل کر اپنے خالق کی انگلیاں چومتی ہیں وہیں قوم و ملت کے درد میں ان کا دل دھڑکتا ہے۔ آپ نے آئیڈیل ایجوکیشن سوسائٹی کے لئے مرد، پاکستانی اور امریکن لوگوں کو تاحیات ممبر بنا کر اپنی قومی ہمدردی کا ثبوت فراہم کیا۔ اور اب آپ کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کے صدر کی حیثیت سے کارہائے نمایاں انجام دینے میں مصروف ہیں —●●

جناب فضل الدین پرکار

فضل الدین ابن بدرالدین پرکار مقام فرس، رتناگری کے رہنے والے ہیں۔ ایس ایس سی کا امتحان کامیاب کرنے کے بعد مختلف مضامین میں بمبئی یونیورسٹی سے بی اے اور ایم اے کا امتحان کامیاب کیا۔ بعدازاں بمبئی یونیورسٹی ہی سے ایل ایل بی کا امتحان کامیاب کرنے کے بعد بحیثیت ایڈوکیٹ بمبئی سیشن کورٹ میں کام کیا۔ کئی سال سیلس ٹیکس ڈپارٹمنٹ میں کام کرنے کے بعد ۱۲ دسمبر ۱۹۷۹ء کو سعودی عربیہ چلے گئے۔ اور وہاں مدینہ میں بحیثیت امام کام کیا۔ لیکن سعودی عربیہ میں زیادہ دیر تک رہنا اس وجہ سے مشکل ہونے کے بعد آپ کا تقرر ۶ ماہ بعد مہاراشٹر میں بحیثیت انسپکٹر آف ٹیکس ہوا۔ رفتہ رفتہ اکتوبر ۱۹۸۱ء میں ترقی کرکے اسسٹنٹ کمشنر ہوئے

آف اسٹامپ ڈیوٹیز بمقرر کیا گیا۔ آپ اعزازی امام کی حیثیت سے امامت کے فرائض بھی ۱۹۸۳ء تک انجام دیتے رہے۔ تبلیغ اسلام میں آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اور اپنی کوششوں اور مصروفیات کے باوجود اپنے ملک اور گاؤں کو فراموش نہ کرتے ہوئے وطن کے عوام الناس کی خدمت کرتے رہے۔ آپ نقش کوکن کے ہمدردوں میں سے ہیں۔

جون جولائی مشترکہ شمارہ

کچھ نامساعد حالات میں جون کا شمارہ بڑی تاخیر سے یعنی ۱۰ جون کو چھپنے والا تھا۔ لہٰذا ہم نے اسے جون جولائی کا مشترکہ نمبر بنا کر پیش کیا ہے تاکہ ہماری پرخلوص دعائیں اور دلی مبارکباد عید کے موقع پر آپ تک پہنچ سکے۔ بنا بریں اب جولائی کا شمارہ نہیں نکلے گا بلکہ اگلا شمارہ یکم اگست ۸۵ء کو آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

(ادارہ)

امین کھنڈوانی حج کمیٹی کے چیرمین منتخب

۷ مئی کو حج کمیٹی نے اپنے اجلاس میں اتفاق رائے سے شری امین کھنڈوانی کو سال ۸۶ ـ ۸۵ء کے لئے حج کمیٹی کا چیرمین منتخب کر لیا۔ بتایا جاتا ہے کہ صدارت کے لئے مزید دو امیدوار تھے لیکن وہ مقابلہ سے دستبردار ہو گئے۔ پارلیمنٹ کے ممبر شری رؤدت عطاء اللہ اور مہاراشٹر اسمبلی کے ممبر شوکت رحمن قریشی اتفاق رائے سے نائب چیرمین منتخب ہوئے۔

روہا میونسپلٹی میں محمد سیٹھ نامزد ممبر

روہا نگر پالیکا کے چناؤ کے بعد پرفل پارکھے کو صدر منتخب کیا گیا۔ اس الکشن میں محمد بشیر ناڈکر بھی منتخب ہوئے ہیں ـ ۱۵ مئی کو صدر بلدیہ کا چناؤ کے موقع پر محمد سیٹھ کو نامزد ممبر چنا گیا ہے۔

گورنر ادریس حسن لطیف فرانس کے سفیر مقرر

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل عزت مآب ادریس حسن لطیف فرانس میں ہندوستان کے نئے سفیر کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے پیرس روانہ ہو گئے۔ جون کے پہلے ہفتہ میں وہ فرانس کے وزیر اعظم سے ملاقات کریں گے۔

سچی بات

صدق جدید لکھنؤ کے بانی اور مدیر مولانا عبد الماجد دریابادی کا نام اردو صحافت میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ نومبر ۱۹۴۳ء میں بمقام لکھنؤ آل انڈیا اردو ایڈیٹرس کانفرنس کے موقع پر افتتاحی اجلاس میں شرکت کا اعزاز بحیثیت مہمان خصوصی کی حیثیت سے موجود تھیں۔ مولانائے محترم نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا تھا۔ جب تک مولانا کانفرنس میں موجود رہے تب تک احتجاجاً اپنے سر پر سارٹی کا پلو رکھے رہیں۔ یہ تھا اردو کے ایک اصول پسند صحافی بزرگ کا مقام احترامیت۔

رتنا گری میں ٹی وی سینٹر

شری شوکت یعقوب خان (یوتھ کانگریس لیڈر دہلی) نے وزیر اطلاعات و نشریات شری وٹھل راؤ گاڈگل سے ۷ جون کو ملاقات کی تو آپ نے بتایا کہ جولائی ۱۹۸۵ء سے رتنا گری میں ٹی وی ریلیز سینٹر کا قیام عمل میں آئے گا۔

مہاڈک یوتھ کلب کھیڈ کی نئی منتظمہ کمیٹی

۸ مئی ۱۹۸۵ء کو کلب کے صدر جناب شمیم خان مہاڈک کی زیر صدارت میں مہاڈک یوتھ کلب کا پانچواں سالانہ جلسہ منعقد ہوا ـ جناب عبد الغفور خان مہاڈک (نگر سیوک) نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد جناب حمید ابراہیم تانبے کو آئندہ سال ۸۶ ـ ۱۹۸۵ء کے لئے صدر منتخب کیا گیا۔ بقیہ عہدیداران اور اراکین منتظمہ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

سیکریٹری : امیر علی خان مہاڈیک ـ نائب سیکریٹری: فیروز احمد خان مہاڈیک اور علیم عبد الرشید خان مہاڈیک۔

خازن : فرید خان عبد اللہ خان مہاڈیک۔

رضوان لوبیرے کامیاب

بھیونڈی ضلع تھانہ کے میونسپل الکشن میں جناب رضوان لوبیرے نہ صرف چن کر آئے بلکہ انتخاب کے بعد انہیں بلدیہ کا صدر منتخب کر لیا گیا ہے۔

شادی خانہ آبادی

★ برہانی کالج بمبئی کے پروفیسر ڈاکٹر آدم شیخ صاحب کی دختران رفعت پروین کا عقد مسعود سراج احمد صاحب کے ساتھ اور شبانہ پروین کا رئیس احمد کے ساتھ ۲۸ اپریل ۸۵ء کو انجمن اسلام ہائی اسکول بوری بندر کے گراؤنڈ پر بہت بک واحتشام انجام پذیر ہوا۔

★ یاکین ٹیکنو انٹرنیشنل کے مالک اور جناب جرمن پرکار صاحب کے بھائی جناب ریاض احمد پرکار کی دختر شگفتہ کی شادی خانہ آبادی ڈاکٹر جلیل (ابن ادج پرکار) کے ساتھ ۲۸ اپریل ۸۵ء کو انڈو پارک لان اندھیری بمبئی میں انجام پائی۔

★ مہاراشٹر کالج کے پروفیسر جناب شکیل پرپاری کی شادی وحیدہ بنت ڈی بی عاصی کے ساتھ ۱۳ مئی ۸۵ء کو کاؤسس جی انسٹی ٹیوٹ دھوبی تالاب بمبئی میں انجام پائی۔

★ کوکنی برادری کے ایک نامور صحافی جناب معین الدین ملا صاحب (انگریزی روزنامہ مڈ ڈے) کی دختر سلطانہ کی شادی محمد حنیف شرف الدین ہلدے کے ساتھ یکم مئی ۸۵ء کو ان کے وطن بدلاپور ضلع تھانہ میں انجام پائی۔

★ حالی فشریز کے پارٹنر یعقوب جو بلکر صاحب کے فرزند محمد صدیق کی شادی شاہدہ بنت سید احمد کے ساتھ ۱۲ مئی ۸۵ء کو انجمن اسلام گراؤنڈ پر بحسن و خوبی انجام پائی۔

★ ٹھاکور انجینئرنگ کے مالک اور کوکن بینک کے ڈائریکٹر جناب قاسم ٹھاکور کی دختر نعیمہ کی شادی ٹیکس کنسلٹنٹ جناب عبدالحمید قاضی کے فرزند ناظم کے ساتھ ۲۸ اپریل ۸۵ء کو اور فرزند عالمگیر کی شادی مشہور آرٹسٹ امیر الدین لنکا کی دختر حنا کے ساتھ یکم مئی ۸۵ء کو بحسن و خوبی انجام پائی۔

★ جناب نجم الدین نقیب کے فرزند طلحہ کی شادی نغمہ بنت زبیر پٹیل کے ساتھ ۱۱ مئی ۸۵ء کو بھیونڈی میں انجام پائی۔

★ مشہور کمرشیل آرٹسٹ جناب عبداللہ حمزہ زلوی (متوطن دابھیل تعلقہ داپولی) کی دختر کی شادی حنیف عمر شیخ کے ساتھ یکم مئی ۸۵ء کو نور باغ بمبئی میں انجام پائی۔

★ جناب عباس قاسم چوگلے متوطن گووکیٹ (چپلون) کی دختر زینت کی شادی کی تقریب مع ابراہیم عبداللہ پرکار (کمبلہ دامسگاؤں) بروز پیر ۲ مئی ۸۵ء کو گوریگاؤں (مغربی) بمبئی میں انجام پائی۔

★ جناب شریف کھوت کے بھائی سراج کی شادی شہناز بنت عمر عثمان رکھانگے کے ساتھ ۱۵ مئی ۱۹۸۵ء کو داپولی ضلع رتناگری میں انجام پائی۔

★ جناب عبدالحمید عباس چوگلے متوطن انجرلی تعلقہ گوہاگر ضلع رتناگری، کی شادی جناب احتشام الدین غرلی متوطن کوستھو تعلقہ داپولی، ضلع رتناگری کی دختر زینت کے ساتھ ان کے آبائی وطن انجرلی میں ۱۷ مئی ۱۹۸۵ء کو انجام پائی۔

قارئین
نقشِ کوکن
کی خدمت میں
عیدُ الفطر
کی پُر خلوص
مُبارکباد
قبول ہو
(ادارہ)

کامیابی

آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ .H. S. C ہائر سیکنڈری (بارہویں) کا نتیجہ ظاہر ہوا۔

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری ہائر ایجوکیشن پونہ کے زیر اہتمام ہونے والے ہائر سیکنڈری امتحان میں شریک ہونے والے ۱۹٫۰۳۵ طلبہ میں ناسک کے طالب علم ماسٹر جتیندر رام کرشن کلکرنی نے سب سے اول مقام حاصل کیا ہے۔ ماسٹر کلکرنی نے ۶۰۰ میں سے ۵۷۸ مارکس حاصل کر کے سائنس فیکلٹی میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ جبکہ ڈی۔ جی روپاریل کالج بمبئی کی مس شرمیلا رما کانت ٹلے نے ۸۴٫۶۷ فیصد مارکس حاصل کر کے آرٹس فیکلٹی میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔

ڈی ایس پی کالج ڈومبیولی کی مس بے ستری نے ۸۲٫۸۵ فیصد مارکس حاصل کر کے تھانہ میں بہترین پوزیشن حاصل کی۔

سائنس فیکلٹی میں ۷۸٫۶۵ فیصد طلبہ کامیاب ہوئے۔ جبکہ آرٹس : سائنس فیکلٹی میں ۵۴٫۴۹ فیصد طلبہ کامیاب ہوئے۔ میرٹ لسٹ میں شامل ۵۴ طلبہ میں سے ۳۵ طلبہ بمبئی کے ہیں۔ جبکہ ۶ پونہ، ۴ ناسک، ۳ شولاپور، ۲ سانگلی اور ۱ ستارا کے ہیں۔ میرٹ لسٹ میں شامل آخری امیدوار نے ۹۰٫۶۷ فیصد مارکس حاصل کئے۔

ناگپور ڈویژن بورڈ کے زیر اہتمام ہونے والے ہائر سیکنڈری اسکول کے امتحان میں ناگپور کے سومن داؤ ناگراج شری ماگن نے ۹۵ فیصد مارکس حاصل کر کے سب سے اول مقام حاصل کر لیا ہے۔

صوفیہ کالج بمبئی کی طالبہ تسنیم یونس کالسیکر نے اردو، صوفیہ کالج کی ایک اور طالبہ تسنیم زین الدین علی اصغر نے عربی، مہاراشٹر کالج بمبئی کے طالب علم انصاری عبدالمجید جلیل احمد نے فارسی، مہاتما گاندھی جونیئر کالج سانگلی کے طالب سید شوکت نے جغرافیہ، صوفیہ کالج بمبئی کی طالبہ سرشٹی والا شیفقہ فضل اللہ نے فلاسفی، تھامس بالبنسٹ جونیئر کالج بسین تھانہ کے زکریا سروش عبداللہ نے اسمال انڈسٹریز اینڈ سیلف ایمپلائمنٹ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔

★ فاروقی ہائی اسکول جوگیشوری کے پرنسپل جناب ابراہیم خان صاحب کی دختر مسرت نے .B. A کے پہلے سال میں کامیابی حاصل کی۔

★ جناب علی ایم شمسی کی دختر صبیحہ اور بھانجی شبنم محمد سعید نے بارہویں (آرٹس) میں کامیابی حاصل کی۔

مہاراشٹر کی نئی کابینہ

مہاراشٹر کے نئے وزیر اعلیٰ شری شیواجی راؤ پاٹل نلنگیکر نے خود کو ملا کر ۱۲ کابینی درجہ کے وزراء اور ۱۳ وزرائے مملکت پر مشتمل جو نئی کابینہ تشکیل دی اس میں ۵ نئے چہرے ہیں۔ جن میں سے ایک کابینی درجہ کا وزیر ہے اور چار وزرائے مملکت ہیں۔ باقی سب سابقہ کابینہ کے ہیں۔

مسلمانانِ عالم کو عید مبارک
ہوٹل
ساحل
HOTEL
SAHIL
ہندوستانی مہمان نوازی میں ایک نیا باب
ہوٹل "ساحل"
☆ ۹۱ - انتہائی آرام دہ اور آراستہ کمرے
☆ ۲ سوئٹس اور ۱۴ ڈیلکس کمرے ، ☆ "مسافر" - ہمارا ۲۴ گھنٹے کھلا کافی ہاؤس ، جہاں کھانے بھی دستیاب ہیں۔
☆ "محفل" - کانفرنس / سمینار کمرہ ،
☆ "خوشبو" - مغلائی اور چینی کھانوں کا انتہائی اہم مرکز
☆ دیگر خصوصیات :-
• ۲۴ گھنٹے روم سروس
• ہر کمرے میں رنگین ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون
• بچوں کی نگہبانی کا انتظام
• شاپنگ کا بے مثال بندوبست
• ۴ چینل موسیقی
• طبی سہولیات
• ٹیلکس کی سہولت
آیئے اور ہمیں آپ کی خدمت کا موقع دیجئے۔
ٹیلکس :- ۷۶۳۸۲ - ساحل اِن
کیبل :- ساحل ہوٹل - بمبئی ۹
ہوٹل ساحل
۲۹۲ - جے - بی بہرام مارگ ،
بمبئی سنٹرل - بمبئی ۴۰۰۰۰۸
فون :- ۳۹ ۱۴ ۲۱ (۲۰ لائنیں)

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ مالدار انٹرپرائز کے شراکت دار جناب ندیم دادو کر کے چھوٹی اور جوان شکریت عر جناب اسماعیل محتشم کے بھانجہ جناب جوہر عبدالستار بغدادی (عمر ۳۲ سال) مسقط سے تعطیلات میں یہاں آئے تھے، ۴ مئی ۸۵ء کو علی باغ سے قریب ایک حادثہ کا شکار ہو کر راہی عالم ہو گئے، شب برأت کے ایک روز قبل ماہم قبرستان میں مرحوم کی تدفین عمل میں آئی۔

★ دابھول ضلع رتناگری کی معزز و محترم ہستی جناب حسین بابا ساونت ۳ اپریل ۸۵ء کو بمبئی میں انتقال کر گئے انھیں ان کے وطن میں لے جا کر سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم ہندوستانی بحریہ میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر بمبئی پورٹ ٹرسٹ میں آگئے۔ اور وہیں سے سبکدوش ہو گئے۔ پسماندگان میں دو بیٹیوں کے علاوہ ایک فرزند ہے۔ جو فارن گوئنگ کپتان ہے۔

★ سارنگ تعلقہ داپولی کے بھاردے خاندان کا ایک نوجوان طاہر محمد بھاردے جو سعودی عربیہ میں برسر ملازمت تھا مئی ۸۵ء کے اواخر میں کار کے حادثہ میں جاں بحق ہوا۔ مدینہ منورہ میں تدفین عمل میں آئی۔

★ سارنگ تعلقہ داپولی (رتناگری) کے جناب زاہد سیف الدین بھاردے جو جمی زاہد کے لقب سے زیادہ معروف تھے اور تقسیم ہند کے بعد کراچی پاکستان میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے ان کی اہلیہ محترمہ صالحہ بی کا طویل علالت کے بعد ۷ مئی ۸۵ کو کراچی میں انتقال ہو گیا۔

★ شمع گروپ کے رسائل کے بانی مدیر اور ہندوستان کے مشہور اردو صحافی حافظ محمد یوسف دہلوی کا دہلی میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم نے اردو صحافت میں فوٹو آفسیٹ کا استعمال کر کے اور ماہنامہ رسالہ شمع کے ذریعہ فلمی صحافت کو اردو میں مقبول بنایا۔

★ ۲۴ مئی کی شام کو حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی پاکستان میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم ایک مستند اور جید عالم تھے۔ اور حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے جو عرصہ دراز تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبہ دینیات کے صدر اور اسلامک اسٹڈیز کے ڈائریکٹر کے اہم عہدہ پر فائز رہے۔ مرحوم دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ایک اہم اور ممتاز رکن تھے اور آخر میں کئی سال سے دارالعلوم کے شعبہ شیخ الہند اکاڈمی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے شعبہ کی سرپرستی فرما رہے تھے۔

★ جناب علی میاں نیورکر کے پھوپھا میاں سارنگ بعمر ۸۵ سال بروز پیر ۱۵ اپریل کو طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے۔

★ پونہ کے سماجی، تعلیمی و سیاسی کارکن عبدالکریم ستینی کا طویل بیماری کے بعد پونہ میں ۲ اپریل کی شب میں انتقال ہو گیا۔

صفحہ آخری

رمضان کے اس مبارک مہینے کے موقع پر آج کے صفحے میں اسلام کے بہت ہی اہم رکن زکوٰۃ پر روشنی ڈالوں۔

قرآن پڑھتے تو کروڑوں مسلمان ہیں لیکن اکثر اس کے کئی نکات پر سنجیدگی سے نہیں سوچتے
قرآن میں بہت سی جگہوں پر لکھا ہے اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ (یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو)
جہاں کہیں نماز کا ذکر آیا ہے وہیں زکوٰۃ کا بھی ذکر موجود ہے
یعنی نماز کی جتنی اہمیت ہے اتنی ہی زکوٰۃ کی بھی ہے۔
البتہ سارا پروپگنڈہ صرف نماز کا ہو رہا ہے اور زکوٰۃ کی کوئی تبلیغ نہیں کرتا۔
اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرنے والی ہماری جماعتیں بھی صرف ٪۵۰ اسلام کی تبلیغ کرتی ہیں۔ یعنی اقیموا الصلوٰۃ
اور ٪۵۰ اسلام یعنی اٰتوا الزکوٰۃ کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی ہیں۔
جس کے نتیجے میں اسلام ساری سوسائٹی پر اثر انداز ہونا چاہیے تھا،
جس قدر انقلابات برپا کرنے کی اس میں اہمیت ہے، اتنا وہ نہ کر سکا۔

آخر یہ مذہبی مسلمان اٰتوا الزکوٰۃ کو کیوں چھپاتے ہیں؟

اب تک جتنے مذہبی مسلمانوں سے میرا سابقہ پڑا ہے اس کی اکثریت کو میں نے دنیا و زندگی سے بیزار پایا۔
وہ دنیا اور مالِ دنیا کو غیر ضروری سمجھتے ہیں، ان سبھوں کا ایک ہی مشترک خیال ہے:
"کیا کرنا ہے اس دنیا داری سے، ایک دن تو مرنا ہے اور سبھی چیزوں کا فنا ہونا ہے"
لہٰذا وہ کام کرنے، محنت کرنے، ملازمت کرنے وغیرہ کو غیر ضروری سمجھتے ہیں
لہٰذا وہ ٪۵۰ اسلام یعنی اقیموا الزکوٰۃ کو چھپاتے ہیں اور ٪۵۰ اسلام یعنی الصلوٰۃ ہی کی صرف تبلیغ کرتے ہیں۔
اگر کوئی مسلمان فرض، سنت اور نفل نمازیں باقاعدہ ادا کرتا ہے تب بھی وہ زیادہ سے زیادہ ٪۵۰ مسلمان ہے۔
اس لئے کہ مسلمان پورا ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ زکوٰۃ بھی ادا کرے۔
اس لئے جہاں ہمارے مبلغ یہ کہتے پھریں کہ زیادہ سے زیادہ نمازیں ادا کرو۔
اسی طرح چاہیے کہ یہ بھی کہیں (کہ اس کے بغیر قرآن کا جملہ مکمل نہ ہوگا۔ ان کی دعوت ادھوری ہوگی) کہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ دیتے رہو
اس مکمل دعوت سے مسلمانوں کی کایا پلٹ جائے گی۔ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ دینے کے لئے
زیادہ سے زیادہ کمانا شرط ہے۔
اس لئے جو مسلمان کاہل اور بے عمل بن کر اللہ اللہ کرتے یا سر پکڑ کر بیٹھے رہتے ہیں خود کمانے لگیں گے تاکہ زکوٰۃ ادا کر سکیں۔
زکوٰۃ کے فرض کئے جانے کے ساتھ ہی اسلام نے رہبانیت کے فلسفے کو مکمل طور پر رد کر دیا۔
اور جو خانقاہوں میں بیٹھ کر دنیا سے منہ موڑنا چاہتے ہیں یا سنیاس لینا چاہتے ہیں
ان کے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔
اس قوم کے ہاتھوں اگر پھر سے دنیا کی رہنمائی دینی ہے تو اسے زکوٰۃ دینا سکھاؤ۔

مبارک کاپڑی

انفراد کو زندگی ہوتی ہے محروم نوید
جس میں ہر بار ہو جہاد زندگی کا اتحاد
اجتماع قوم سے ہے لاحقیقت جستجو
ملت بیضا کے حق میں ہے وہی روز سعید
فرزندان اسلام کو
خلوص دل
کے
ساتھ
عید الفطر
کی
پُرخلوص
مبارک باد
فون: ۸۹۷۹۰۱
ٹیلیکس ۳۹۰۷-۱۱-۰
گرام: القیصی بمبئی
رجسٹرڈ نمبر بی ۳۲/۲۹۶/۲۱۲
پوسٹ بکس نمبر ۶۲۶۳
۳۸۱ اٹالین بلڈنگ
گھاس گلی، اگری پاڑہ
بمبئی ۴۰۰۰۱۱
لائسنس یافتہ
گورنمنٹ آف انڈیا
منسٹری آف لیبر

رشتے ناطے
مژدۂ شجری
اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ الْمَتَاعِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ
"دنیا فائدہ اٹھانے کی متاع ہے اور بہترین متاع نیک بیوی ہے" (مسلم)
بیشک نیک اور شریف بیوی ایک عظیم نعمت اور بہترین رفیق حیات ہے :
نسبت کے لئے بمبئی اور دیگر شہروں سے ممتاز و معزز گھرانوں کی نہایت شریف نیک سیرت، قبول صورت، سلیقہ مند اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف گھریلو اور تعلیم یافتہ لڑکیوں کے بے شمار رشتے موصول ہوتے ہیں، جن میں ایس ایس سی ایس ایس سی ڈی ایڈ، بی اے۔ بی اے بی ایڈ۔ ایم اے۔ ایم اے بی ایڈ۔ ایم اے ایل ایل بی۔ بی ایس سی۔ بی ایس سی بی ایڈ۔ ایم ایس سی۔ ایم ایس سی بی ایڈ۔ ایم بی بی ایس اور ایم اے پی ایچ ڈی تک سند یافتہ لڑکیوں میں اکثر برسر روزگار لڑکیوں کے رشتے بھی شامل ہیں۔
رشتے کے متمنی مقامی لڑکوں کے والدین اپنے مزاج و معیار اور ذوق و پسند کے مطابق انتخاب کے لئے کسی بھی دن شام چھ بجے سے شب کے نو بجے تک ہم سے براہ راست رابطہ قائم کریں۔ بیرون بمبئی کے احباب درخواست میں رشتے کے متمنی لڑکے کا نام، عمر، تعلیم، ملازمت اور آمدنی کی تفصیل کے ساتھ ایک زیادہ زیب تصویر بھی ارسال کریں تاکہ ان کے لئے بہتر سے بہتر رشتہ تجویز کیا جا سکے۔ جواب طلب امور کے لئے صرف پینتیس پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیجئے۔
نسبت کے لئے فرقہ کی کوئی قید نہیں۔ سنی مسلمانوں کے علاوہ شیعہ اور میمن خاندانوں کے لئے بھی بہترین رشتے موجود ہیں۔
نسبت
بھائی جان!
نسبت۔ کاشی ناتھ بلڈنگ گراؤنڈ فلور نزد درگاہ شریف ماہم بمبئی نمبر ۴۰۰۰۱۶

ENGLISH
...S IMPORTANCE AND IMPACT

By Ibrahim Wangde (Dhahran)

...sically, all languages are alike and ...ount of time and efforts expended in ...ng each one of them suggest that ...ges must be similar in their general ...however different they may be in ... But the question is why out of ...y 3000 and odd languages being spo... throughout the world only English ...rise to the level of international im...ce? Perhaps its answer lies in a com...on of factors.

...sides being quite expressive and ver... English seems to be easy to adapt. ...cabulary is rich and its grammer flexi... It has been consistently able to absorb ...ords and phrases and at the same ...iscarded those that are not in vogue. ...er, the pace of its growing accept... ...s phenomenal since 18th century and ...ently today it enjoys the status of ... franca in the world of diplomacy and ...rce.

...oughly in 1500 years English has ...d from the language of rough, savage ...society like that of Anglo-Saxons. to ...pical language of the most compli... technological civilization yet develop... the earth. It has been easily adjusted ...t the new needs put upon it by new ...system and a series of political and ...ogical revolutions. And the process is ... on today as the people of many ...t cultures around the world cope ...the problem of adapting to Western ...

... number of speakers it ranks second, ...pproximately 280 million native spea... compared with 610 million native speakers of Mandarin Chinese. Spa... comes next with 210 million followed ... Russian with 140 million and the Urdu Hindi & Arabic 130 million.

With the British colonization of Indi... English has left a lasting impression on th... Indians. Initially, it began to influence th... urban populace but gradually it has sprea... its wings to the rural areas as well, in... much as we can now come across Schools with medium of instructions in English mushrooming in remote places too. Part of the reason for this enthusiasm could be at... tributed to the higher IQs discovered among the English knowing Indians giving them plenty of job opportunities in the otherwise competitive job market. Knowledge of this language also affords an opportunity to tra... vel and even land with lucrative jobs else... where in the world. In a country like In... dia where ratio of educated-unemployed is constantly rising, apparently this language has been a great source of motivation.

When India attained independence, th... framers of the country's new Constitution decided to replace English with one of th... country's 1652 **mother tongues** — ultimatel... its choice falling on Hindi. But 37 year... after independence and 20 years afte... change-over, Hindi remains unaccepted as ... national official language and thus English continues to enjoy the status of de fac... official Indian language. By far, English i... popular as a second language in practicall... every state of India, which explains why o... the beaches of Madras or bylanes of Ca... cutta people find it more convenient ... answer the travellers queries in Engli... rather than Hindi — the former being ... non-native Indian language does not seem ... generate any jelousy.

In any event, among the torrent ... languages and dialects Indians seem to ... obsessed with English to quite an extent...

ecessary **Taluka Committees** should be set p and made to work religiously to bring bout the desired change. Success is bound) crown these well meaning efforts just as s the case with other sister communities.

A **special committee**, may also be set up o **attract Non Resident Indian (NRI)** funds, for which there is good scope and with the **support of SICOM, MIDC**, etc. some good industries can be set up. If necessary, a small but well informed delegation may tour important countries of Middle East, East Africa etc. from where we could attract sizeable NRI funds provided requisite information is furnished to them and confidence is created in them. This would not be an effort in vain. It will pay rich dividends sooner or later. The Government is likely to authorise the Urban Co-operative Banks to accept deposits from NRI's. If this materialises then the suggested delegations can also **persuade the NRI's** to send remittances to Kokan Bank, which should enable it to play a more positive role with confidence in setting up industries in Kokan with NRI funds and with appropriate rapport with **Industries Department, SICOM, MIDC**, etc. For this it appears necessary that proper steps to prepare requisite ground are taken well in advance. Our usual philosophy of **"Aate hein-Jate hein" should be given a go-bye.** It would be advisable that NRI's from four districts of Kokan form separate groups but work in close cordination, so that it would be possible to have one industry in each district.

A number of Government Departments and undertakings and other organisations are there to help and guide. But **where are the takers?** There is a well established institution at Ahmedabad to impart training in "Development of Entrepreneurship" where students from Africa, South America, etc. are coming and benefitting. In Maharashtra also such institutions are to be set up. Have we even thought of these and the resultant benefits? The Kokan Bank deserves congratulations and praise for laying down the foundation for creation of the latent awareness. The momentum thus created has to be maintained and continued. This can only be done by the people. We should start making an inward search and assessment and a solution can be found possibly accompanied by initial teething problems which shouldn't deter us. And success should certainly be knocking at our doors.

Ramadan...

(Contd. from Pg. No. 5)

character of patience, prudence, mercy, bravery, generosity, self control, showing kindness to the weak, destitutes, and deprived persons, purifying the soul from the filth of sins and violence by meditations and keeping oneself away from that which enrages Allah. It's aim and purpose is inclining ones self towards the obedience to Allah, the jihad of the soul, preserving the tongue from lies, accusations, slandering, mocking, belittling, abusing, backbiting, caulumniating, obscenity, and preventing all other parts of the body from all vices such as not listening to backbiting, slandering, etc. purifying the heart from all heart diseases such as doubts, bad intentions, etc. keeping the eyes from seeing vices.

In this month we should keep on reciting the Holy Quran and understand the instructions, rules and regulations and laws and orders laid down in this book for mankind for the mantainence of peace and order and making our life disciplined.

FEATURE

"DEVELOPMENT OF KOKAN"

By M. M. THAKUR (Uran)

On **31th March 1985, the Kokan Mercantitle Co-Op. Bank Ltd.** had organised a full day **Seminar** on the above subject, which was addressed by about ten senior experienced officers. The seminar was a success, but as the seminars Chairman Shri F. T. Khorakiwala (of Akbarally's, Bombay) rightly stated, the tempo thus created should not only be maintained but be carried forward to districts where the real development has to take place, for which the local people have to play a vital and important role. In this respect the Kokan Bank should give a helping hand by **opening Industrial Cells** in its branches at Ratnagiri, Chiplun and Shrivardhan under special officers. All those who are interested in the development of Kokan would agree with the above suggestions.

It is not that there is no development in Kokan as it is generally thought. There are over 20 large scale and over 900 registered Small Scale Industries units in Ratnagiri and Sindhudurga Districts, some of which produce sophisticated items such as pollution control equipment, chemical plant equipment, battery eliminators, sugar machine spares, umbrella parts, ship spare parts, cycle spare parts, electrical accessories, paints varnish, stirrup pumps, high pressure pumps, nuts & bolts, sodium silicate, sulphuric acid, etc. Such type of sophisticated units have come up in districts considered most backward in Kokan Region by "themselves". Then why should we be bogged down? Likewise we too **can develop on our "own".**

We have people who are not inclined to adopt this approach, or do not desire to take a calculated decision. We should do some **searching "homework"** as suggested by Shri S. K. Keer of SICOM at the Seminar. But instead we raise a hundred and one questions and problems and to answer or give satisfaction to all of them would be difficult, if not impossible. Some risks have to be taken some sacrifices have to be made, otherwise there would be no progress. There is no doubt that people have made good progress in Education including Engineering, Technical, Medical, Marine Engineering, Electronics, etc. and many of them are on a personal level occupying high positions. But thisdoes not and would not mean real progress and satisfaction. It is simultaneously **necessary that this education is channelised and utilised for more purposeful and gainful productive purposes.** Apparently, money also is no problem. It appears that money is safe in "vaults", so also is our knowledge and desire to march forward safe in "vaults". Frankly speaking it appears that we do not try to understand what is happening around us in the country let alone the world...we have no inclination to look beyond our homes and fixed vocations.

It is difficult to believe that we have no one to untie this knot. There is possibly no dearth of good meaning and well intentioned people, who will take a lead and chart out a well defined path for progress. Only leadership is lacking. We should make a **supreme effort** to understand and collect **requisite information** and **literature,** arrange or join **entreprenuer-ship classes,** study **technical journals** and surely a group will come up, well prepared and work for the destined goal. **District Committees** and

RAMZAN EXCLUSIVE

RAMADAN — Its significance and purpose
By Muhammad Alim Nakhtare

Ramadan is the 9th month of the Islamic calander. The word Ramadan is derived from the word Al-Ramad which means the heat of stone due to the heat of the sun. The name of the month came to be known as Ramadan as it occured in the very hot days of summer. It also means abstention and an observer of a fast abstains from eating, drinking and worldly pleasures from dawn to dusk in the whole month of Ramadan for the sake of Allah.

Ramadan is known as the month of blessing and prosperity, mercy and forgiveness, generosity and benediction, redemption from the fire of the hell, keeping awake in the night for Tarawih prayers and reciting the Holy Quran. It is the month of subsistence of a believer to the extent of seven hundred times more than ordinary days of other months.

After an elapse of one and half years of Hijrah, fasting was declared compulsory in Ramadan and the first time the muslims observed the first day of Ramadan fasting fell on 26th February 624 A.D.

Significance of the month of Ramadan:

* Fasting was made compulsory for the muslims as it was for the predecessors, namely the Christians and the Jews.

* Quran was revealed in this month. The first revelation was made to the Prophet by angel Jibrail (P.B.U.H.) in the cave "Hira" on seventeenth of this month.

* Lailatul Qadr (The night of power) was granted to the believers. This night is better then one thousand months nights.

* When the month of Ramdan comes the doors of the heaven are opened and the doors of the hell are closed and devils are fettered.

* This is the month of forgiveness and liberation from the fire of the hell and it is also said that this month was named as Ramadan because the sins get burnt.

* In this month the smell of an observer of a fast is dearer to Allah than the fragnance of the musk.

* Fasting is half of patience and patience is half of the Iman (Faith); thus it is one quarter of the Iman.

* This is the month of patience and the reward for the patient is paradise. According to the Quran, those who bear with patience they would be rewarded unaccountably.

* In this month the compulsory and voluntary deeds are rewarded doubly and even sleep of an observer of a fast is counted in Ibadat.

* This is the month of Islamic victories and elevation of Allah's name and truth.

Purpose of fasting:

Allah made fasting compulsory for all believers who attain the age of adolescence, and are not insane, stay at one place (Muqeem) and are able to observe it. The purpose of this imposition is for the purification of the soul, its improvement, strenthening of the determinations, controlling ones desires and promoting ones noble

(Contd. on Pg. No. 7)

PERSONALITIES

JUSTICE ABDUL RAUF SAMNAKAY was born in May, 1926 in Pabra, Taluka Mhasla, District Raigad.

Matriculating from Sir Sayed Ahmed Khan High School, Murud, in 1944, he initially studied science at Ismail Yusuf College, Bombay, but radically switched over to Arts and proceeded to London in 1948 to do his B.A. Studies, obtaining his **B.A. (Hons.) degree from the University of London** four years later. He was called to the bar at Lincoln's Inn a year later. Then he settled down in Kenya (East Africa), the adopted country of his parents, instead of returning to India.

From 1954 till 1962 Mr. A. Rauf had a brilliantly successful practice as an advocate of the High Court of Kenya. Simultaneously he had entered politics and played a prominent role in the country's turbulent march to freedom in his capacity as the **General Secretary** of the Kenya Freedom Party.

With the independence in sight in 1962 (Kenya achieved independence in Dec. 1963) Mr. A. Rauf decided to settle down a bit in life, first taking up the post of a Resident Magistrate and later on of a Senior Resident Magistrate. In 1979 he was appointed **Chairman of Rent Restriction Tribunal** and three years later the Chief Magistrate. From 1983 till recently he was the Registrar of Kenya High Court.

On **15th May, 1985,** Justice Abdul Rauf Samnakay was sworn in as a **Judge of the Kenya High Court** in presence of President Daniel Arap Moi, marking history as the first Kokani Muslim to be honoured with such a distinguished office.

Justice A. Rauf has been a former chairman of the Kokani Muslim Association since 1982 and an active member of the Council of the Commonwealth Magistrates Association. Both at individual and collective levels he takes keen interest in the welfare of his community.

MARRIAGE

Mohd. Shaffi. S/o Sayed Hassan Idroos to **Aziza Begum** D/o Sayed Ibrahim Alhada of Kajiado recently in Nairobi.

OBITUARIES

Miss Fatima Dawood Khambiye passed away in the prime of her youth on 7th April, 1985 in Nairobi, Kenya.

NEWS / HAPPENINGS

Justice **Abdul Rauf Samnakay** sworn in Judge **of High Court of Kenya** on **15th** ay, **1985,** at the State House, Nairobi, presence of President Daniel Arap Moi. e is the first Kokani Muslim to have atined this distinguished honour.

Barrister A. R. Antulay was received by huge crowd of his wellwishers and friends he returned to Bombay on **28th May, 1985** fter a successful coronary by-pass opera-on in London.

Mr. Masood Kohari was awarded the first rize of Rs. 10,000/- and a shield in the 5th ll Pakistan Visual Arts Exhibition held in ahore recently.

The **59th Annual General Meeting of the Kokani Muslim Association, Nairobi**, was held recently at Sir Yusufali Sports Club under the chairmanship of Mr. A. Shakoor Samnakay.

The following Managing Committee was elected at the meeting :-

Office Bearers: Mr. S. A. Parkar (Chairman) Mr. A. Rauf Khan (Vice Chairman), Mr. Shabbir Parkar (Secretary), Mr. Rauf Sangrar (Asst. Secretary), Mr. Shamsu Dalvi (Treasurer), Mr. M. Shaffi Bagdadi (Asst. Treasurer); **Members:** Mr. A. Shakoor Samnakay, Mr. Mahmood Khan, Mr. Sheikh Ismail, Mr. Mushtaq Kazi, Mr. Hanif Khan, Mr. Inayat Jamadar, Mr. Rashid Khambiye; **Trustees**: Mr. Sahir Shiwee, Mr. Sheikh Ismail and Mr. Dawood Khan.

* The **Annual General Meeting of the Kokani Muslim Club, Nairobi,** was held on **11th May, 1985** under the chairmanship of Mr. Shakil Khan.

The new elected Managing Committee of the club consists of the following persons :-

Office Bearers: Mr. Rashid Khambiye (Chairman), Mr. A. Rauf Khan (Vice Chairman), Mr. Rauf Sangrar (Gen. Secretary), Mr. S. H. Dalvi (Asst. Secretary), Mr. Habib Parkar (Treasurer), Mr. Mohiddin Hawa (Sports Secretary); **Members**: Sharfuddin A. Parkar, Hanif Khan, Sayed Zahoor Ahmed, Altaf Kazi and Haji Yusuf Dawre.

* **Mr. Mohamed Noor A. Hamid Mulla,** was elected President of the Uran Municipality on 15th May, 1985. He is also the President of the Uran Salt Shilotries Syndicate. The people of Uran are proud to have a personality like Mr. Mulla in charge of the municipality for the next five important years as Uran forms a part of the overall programme of Twin City of Bombay.

* A warm send off party was accorded to **Mr. Hassan H. Hamdulay** by his staff and friends in Doha, Qatar, as he returned to India to start business in his native place. Mr. Laheri and Mr. Saba Shekhani gave farewell addresses at the function.

KOKAN DEVELOPMENT

Having placed the real meaning of development before the reader, we now move on to an **analytical study** of Kokan.

Geographically :-

The Kokan region of Maharashtra is a narrow terrain with the Sahyadri hills range on the East, the Arabian Sea on its West, the Gujarat State in the North and the Union territory of Goa on the South. It stretches approx. 60 km. in width and 500 km. in length, covering a total area of 30, 090 Sq. Km.

The region is divided into five districts
— Bombay Metropolitan
— Raigad
— Ratnagiri
— Thana
— Sindhudurga

Of the five districts Bombay Metropolitan and part of Thana are developed industrially.

Population :-

The population of the kokan region has reached approx. a **2.5 Crore** level. The major population density is in Bombay Metropolitan Area.

The shift of the working population towards Bombay has created a vaccum resulting in very poor availability of work-force in the region for development.

Climate & Rainfall :-

Kokan Region has a tropical wet and dry monsoon type climate. Mean maximum temperature generally ranges between 25 C. to 35 C. Mean minimum temperature generally ranges between 17 C. to 27 C. Humidity for the region averages 80%. The region receives its rain from South West Monsoon during the period from June to September. Annual Rainfall over the region is approx. 2500 m.m. with average number of rainy days exceeding 50 days.

For the development of Kokan region, emphasis has to be laid on Conservation and Restoration of Ecology by under taking an integrated programme on Watershed Basis.

LETTERS

The starting of the Naqshe Kokan English Supplement from February 1985 is welcomed by all its subscribers in England. I congratulate you and your management for the success of your mission.

Hoping to receive increased pages in the coming issues. With regards.

IBRAHIM BAGDADI (U.K.)

Recently when in Kenya, I came across Naqshe Kokan and found it to be interesting. Please forward me the necessary details for subscribing to this magazine.

M. A. OBARAY (U.K.)

You may send in your subscription directly to us or to our U.K. representative Mr. Ibrahim Bagdadi.53 Plane street, Blackburn Land, BB16LR. by British Postal Order/D.D./Cheque, payable to "Naqshe Kokan' in Bombay. (EDITOR)

I am a regular reader of Naqshe Kokan. It is pleasing to note the outstanding work it is doing in all aspects of literature, information and religion. And now the introduction of the English section in it is like a gem in the crown.

SABA SHEKHANI (QATAR)

Editorial

. . . A TWO WAY RELATIONSHIP

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

June/July 1985

CORRESPONDENCE:

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East), Dongri,
Bombay-400 009 (INDIA).

We have been receiving letters from earn... readers of Naqshe Kokan showing much enthusiasm... wanting to contribute their mite in the Naqshe Ko... English Supplement.

Being overwhelmed by this sense of affection, con-cern and belonging shown by the readers for ... Naqshe Kokan English Supplement we at Naqshe Ko... find ourselves at a loss of words in expressing ... hearty thanks and appreciation. We sure would ... come more and more participation from you all in ... innovation and development of this baby of Naq... Kokan...... the English Supplement. You could w... to us about the News/Happenings, Marriages, Obit... ries, Personalities, etc. about which you may know and we may incidently not be aware of, for publish... in the Naqshe Kokan. Let us and you have a two ... relationship in consolidating our community links... no community as a whole can viably progress with... earnest participation of its various segments and pe...

Let us know what you expect of Naqshe Ko... and what Naqshe Kokan can expect of you. Scrib... down a few lines to us of your ideas, your sugges... your reactions to our presentations. We would ... sincerely appreciate it.

Yours in consolidating our community links.

Editor

None dispute about the Revelations of Allah but tho... who have disbelieved : so let not their strutting ab... in the lands deceive you. (Al-Quran, 24 ...

One who sells a defective article without making th... defect known to the buyer, invites the wrath of All... and the angels curse him. (Hadi...

NAQSHE KOKAN WISHES ALL ITS READERS A HAPPY AND PROSPEROUS EID

قائم شدہ ۱۹۶۲ء

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویج نیوز پیپرز ایسوسی ایشن بمبئی

ایڈیٹر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک
معاون مدیر: ایس اے رحیم تیقر

اعزازی نمائندے:
- شبیر یادگیر (کراچی) • ابراہیم نوادی (انگلینڈ)
- عباس سرو (سعودی عربیہ) عبدالرحمٰن ترار (بحرین)
- جمال الدین مقدم اور سید محسن (جنوبی افریقہ)
- شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)

قیمت فی پرچہ: ۳ روپئے
سالانہ خریداری: ۳۰ روپئے
بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپئے
" " تاحیات: ۱۵۰۰ روپئے

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشنز ٹرسٹ (E 3336)

فون: 865384/861572

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:
۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی ۹

مقام طباعت: اجمل پریس، بمبئی ۳

مقام اشاعت: ۴۴ جیل روڈ ایسٹ
ڈونگری، بمبئی ۹

تمام متنازعہ امور میں
حق سماعت
عدالت ہائے بمبئی کو ہوگا۔

تاریخ اشاعت: یکم اگست ۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس شمارے کے

نقوش

صفحہ نمبر

منتخبات القرآن

★ تَقْسِیمُ الْعِزِّ وَالدَّرَجَاتِ

تقسیم عزت ومدارج

۵- فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔ (الزمر ۴۹)

انسان کی عادت ہے کہ اس کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھ کو بس (میری) لیاقت کی وجہ سے ملی ہے۔ (انسان کا ایسا کہنا غلط ہے) بلکہ یہ (نعمت) آزمائش ہے۔ مگر اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

★ أَنّىٰ يُصِيبُ الْإِنسَانَ النَّفْعُ وَالضُّرُّ

نفع ونقصان انسان کو کس طرح پہنچتا ہے۔

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۔ (النساء ۷۹)

(اے بندے حقیقت حال تو یہ ہے کہ) تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو (سمجھ کہ) اللہ کی طرف سے ہے اور تجھ کو کوئی نقصان پہنچے تو (سمجھ کہ) تیرے کی طرف سے ہے۔

پہلا صفحہ

زن، زر، زمین اور اقتدار کی ہوس نے انسان کو وحشی بنا ڈالا ہے۔
دنیا کے نقشے پر نظر اٹھا کر دیکھیں تو ہر طرف یہ وحشی منہ پھاڑے کھڑے نظر آئیں گے۔
ان کی متعصبانہ نظریں مجبور و بے کس قوموں اور خطوں پر ٹکی ہوئی ہیں۔
جہاں کہیں اور جب بھی موقع ملا اس خطے کے لوگوں پہ غلامی کی زنجیریں ڈال دیں۔
اور نسلِ انسانی کا لہو بہتا رہا۔
بہتا رہا۔

ظلم کا یہ اندھیرا آج پوری سطحِ عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔
افغانستان پہ روس، ایران پہ اسرائیل اور جنوبی افریقہ پہ برطانیہ نے اپنے دم جمائے ہیں۔
اور جو ممالک سیاسی طور پہ آزاد ہیں وہ بھی ذہنی طور پر ان طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔
ان کی غربت اور پچھڑے پن نے انھیں بکنے پر مجبور کر دیا۔

مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ان مظالم پہ خون کے آنسو بھی بہاؤ تو وہ ناکافی ہیں۔
وہ دیکھو! ایک فلسطینی عورت اپنے جوان بیٹے کی لاش اپنی گود میں لئے اپنا سینہ پیٹ رہی ہے۔
وہ دیکھو! فردوسی کے شاہنامے کے صفحات اڑ اڑ کر فضا میں منتشر ہو رہے ہیں۔
وہ دیکھو! افغانی عورتیں اپنے عزیز و اقارب کی موت پر اپنے بال نوچ نوچ کر ماتم کر رہی ہیں۔
وہ دیکھو! صحارا کی تپتی ہوئی ریت میں ایک سیاہ فام حسینہ کی لاش پڑی ہے جو سفید فاموں کی ہوس کا شکار ہوئی۔
وہ دیکھو! پنجاب کی آبادی کی دگنی تعداد میں پولیس وہاں موجود ہے اور وہ جل رہا ہے، مسلسل جل رہا ہے،
معصوم و بے گناہ مسافر اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے بجائے موت کی گود میں جا پہنچے ہیں۔
ان سارے مظالم کی تحقیق و تفتیش کے لئے ایک اقوامِ متحدہ نامی ادارہ بھی قائم ہے۔
امریکہ، روس اور فرانس کی ناجائز اولاد۔

جب بھی ظلم بڑھ جاتا ہے، مشین گن سے انسانیت کا خون کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
سفید فاموں، یہودیوں اور برہمنوں کی بالادستی قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
تو ایک لاوا ابلتا ہے، ایک انقلاب برپا ہوتا ہے، اور یہ تخریبی انقلاب سب کچھ بہا لے جاتا ہے۔
قدرت حق چاہتی ہے، انصاف چاہتی ہے۔ اگر ظلم کرو گے، ناانصافی کرو گے
تو تمہیں انقلاب بہا لے جائے گا۔ تاریخ اس بات کی گواہی دے گی۔

لہٰذا خصوصاً ہندوستان کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ وہ کتنا حق پسند ہے، کتنا انصاف پسند ہے۔
ظلم اور جہالت اور بربریت کو دور کرنے کا یہی واحد راستہ ہے۔

مبارک کاپڑی

طلاق اور نان نفقہ کے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ

سپریم کورٹ نے طلاق اور نان نفقہ کے متعلق جو فیصلہ صادر کیا ہے اس پر مسلم اور غیر مسلم طبقے کی طرف سے موافقانہ اور مخالفانہ ردعمل کا اظہار ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ فیصلہ کوئی نیا نہیں ہے۔ یہی فیصلہ اس سے پہلے کیرالا ہائی کورٹ بھی کر چکا ہے۔ مگر اس وقت مسلمانوں میں کوئی بے چینی نہیں دیکھی گئی۔

قرآن مجید نے طلاق کے بعد بھی مطلقہ عورت کے ساتھ حسن سلوک متاع یعنی نان و نفقہ کی تاکید کی ہے۔ نیز یہ بھی حکم دیا ہے کہ عورت کو تم جو کچھ دے چکے ہو خواہ وہ ڈھیروں (قنطار) مال ہو واپس نہیں لے سکتے۔ (سورہ نساء آیت ۲۱) (بقرۃ ۲۳۰)

قرآن مجید نے یہ سب احکام دیئے ہیں۔ مگر اس طرح کہ ان مراعات و حقوق کے بعد طلاق لینے کے لئے عورت کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔ مگر سپریم کورٹ نے عورتوں کی نفسیات کو نظر انداز کر کے جیسا فیصلہ دیا ہے اس سے عورتوں کا مطالبۂ طلاق زیادہ بڑھ جانا ایک طبعی بات ہے۔

قرآن مجید کی چار سورتوں میں نکاح، طلاق، متاع یعنی نان نفقہ یا وظیفہ اور رہائش کے لئے گھر دینے کا حکم ہے۔ وہ سورتیں یہ ہیں: سورۃ بقرۃ، نساء، نور اور طلاق

سپریم کورٹ کے فیصلے میں اگر کوئی خامی ہے تو یہی کہ اس نے مطلقہ عورت سے پاکیزہ زندگی کی ضمانت نہیں لی ہے۔ اس طرح وہ عورتیں جو کیسا شوہر دیکھی ہیں اور فرائڈ کے نظریات اور ترغیبات جنسی سے متاثر ہیں، ایسی زندگی اختیار کر لیں گی جس سے مذہبی و قومی معاشرے کا متاثر ہونا لازمی ہے۔ لیکن قرآن مجید نے حقوق و مراعات دیتے وقت ان کی نفسیات کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس نے مطلقہ عورتوں کو شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑ دیا ہے۔

سورہ طلاق میں اس جگہ سورہ طلاق کی آیات کا ترجمہ درج کرتا ہوں:

ترجمہ: اے نبی (اور ان کے ماننے والو) جب تم بیویوں کو طلاق دو تو اس وقت دو جب وہ عدت یعنی ماہواری سے فارغ ہو چکی ہوں۔ اور تم عدت کا شمار کرتے رہو۔ تم ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو۔ اور نہ وہ خود نکلیں۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلے گناہ کی مرتکب ہوں۔ (آیت نمبر ۲)

پس جب وہ اپنی عدت کی آخری حد کو پہنچ جائیں (یعنی تین مہینے) تو ان کو مناسب طور پر روک لو یا مناسب طور پر جدا کر دو اور دو انصاف پسند گواہ مقرر کر لو۔ آیت نمبر ۲

اور وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں۔ اگر ان کے بارے میں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں۔ (اسی طرح جن کو حیض نہ آتا ہو۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔ (یعنی وضع حمل کے بعد طلاق واقع ہوگی) (آیت نمبر ۵)

اور مطلقہ عورتوں کو تم وہیں رکھو جہاں تم اپنی طاقت کے مطابق رہتے ہو۔ ان کو نہ نقصان پہنچاؤ نہ تنگ کرو

دکھ دو تنگ کر کے گھر سے نکل جائیں اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو (یعنی ان کے کھانے پینے کا انتظام کرو) یہاں تک کہ وہ حمل سے فارغ ہو جائیں۔ پس اگر وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں تو ان کو حسب اجرت دو اور اجرت کا فیصلہ باہمی مشورے سے معروف طریقہ پر کیا کرو۔ اور اگر کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکو تو کوئی اور عورت بچے کو دودھ پلائے۔
(آیت نمبر ۷)

چاہئے کہ مالدار (دودھ پلانے والی عورت پر) اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے، اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق۔ جو کچھ بھی خدا نے اس کو دیا ہے۔ (آیت نمبر ۸)

نوٹ :۔ دیکھئے آیت نمبر ۶ میں مطلقہ عورتوں کے سکونت یعنی گھر کا انتظام مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ طلاق کے بعد [illegible] سے [illegible] دوسرا حکم یہ دیا ہے کہ ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ یعنی ان کا [illegible] باقی [illegible] علیحدہ حکم ہے کہ

اس کو گھر سے نکلنا نہیں پڑتا [illegible] یہی باتیں سورۃ بقرہ کی [illegible] اور [illegible] میں کچھ مزید وضاحت کے ساتھ کہی گئی ہیں۔

لیکن تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلاق کا مسنون طریقہ وہی ہے جو سورۃ طلاق میں بیان کیا گیا ہے۔

طلاق بدعی، طلاق بتہ اور طلاق مغلظہ یہ سب بدعتیں ہیں۔ طلاق کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ تین طلاقیں وقفے وقفے سے تین طہروں میں دی جائیں، یا ایک طلاق دے کر تین ماہ تک عورت کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن اس اثنا میں صلح و مفاہمت کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ اور طلاق کے بعد نادار عورت کے ذریعۂ معاش کا بندوبست کر دیا جائے۔ اور ممکن ہو تو سکونت کا بھی۔ جیسا کہ سورۃ طلاق کی آیت نمبر ۶ سے ظاہر ہے۔

معارف الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرقاق

(یعنی دلوں کو نرم کرنے والی باتیں)

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ لا یظلم مومنا حسنۃ یعطی بہا فی الدنیا
و یجزی بہا فی الاخرۃ۔ اما الکافر فیطعم بحسنات
ما عمل بہا للہ فی الدنیا حتیٰ اذا افضی الی الآخرۃ
لم یکن لہ حسنۃ یجزی بہا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ مومن کی نیکی میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ اس نیکی کے بدلے اس کو دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا بدلہ دے گا۔ لیکن کافر تو وہ کھاتا ہے (یا اللہ اس کو کھلاتا ہے) اس نیکی کے بدلے جس پر اس نے دنیا میں اللہ کے لئے عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے لئے کوئی ایسی نیکی نہیں ہوگی جس کا اس کو بدلہ دیا جائے (یہ حدیث مسلم کی روایت ہے)

تشریح:۔

مومن کے ساتھ خدا کا جو سلوک ہے وہ تو ظاہر و باہر ہے کہ اللہ نیکیوں کے بدلے اس کو کھلاتا ہے اور اس کا بدلہ آخرت میں بھی دے گا۔ لیکن کافر عموماً بتوں یا غیر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے نیکی کرتا ہے۔ اگر اس نے کبھی اللہ کے لئے کوئی نیکی کی (اور ہر مذہب پرست ایک نہ ایک نیکی اللہ کے لئے ضرور کرتا ہے) تو وہ اپنی اس نیکی کے بدلے میں کھاتا ہے یا اللہ اس کو کھلاتا ہے۔ یہ دنیا میں اس کا ثواب ہوگیا ہے۔ آخرت میں اس کو اس نیکی کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ خدا کا یہ قانون اہل مذہب کے لئے ہے۔ لیکن جو خدا کا قائل ہی نہیں اس کے ساتھ خدا کی کون سی سنت ہے۔ اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔

جناب ملک حسین بخشی کی جانب سے بطور عطیہ ۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجرِ عظیم دے۔ آمین

دی کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بنک لمیٹیڈ

عید الضحیٰ کی

پُرخلوص مُبارکباد پیش کرتا ہے

THE
KOKAN
MERCANTILE
CO-OPERATIVE
BANK LTD.

دی کوکن مرکنٹائیل کوآپریٹیو بنک لمیٹیڈ

को-ऑपरेटिव बैंक लि.

Regd. Office : HARBOUR CREST, MAZAGAON T. T., BOMBAY-400 010.
Phone : 868424 / 868499 / 8729971

Branches :

* CENTRAL OFFICE
* MANDVI
* MAZAGAON (Rosy Road)
* RATNAGIRI
* CHIPLUN
* SHRIVARDHAN

اے۔ ڈی۔ ساونت
چیرمن

اے۔ کے۔ ایس۔ مقادم
اعزازی سیکریٹری

فلسفۂ حج اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغی حکمتِ عملی

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو لڑکے تھے ـــ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ ـــ اور یہ دونوں آپ کی دو بیویوں کے بطن سے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ تو اس وقت جوان تھیں جب آپؑ پیدا ہوئے۔ لیکن حضرت اسحاقؑ اس وقت پیدا ہوئے جب آپ کی والدہ بالکل بوڑھی ہو چکی تھیں۔ اور ان کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ میں بانجھ ہوں، اور میرے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوگی۔

اسی لئے فرشتوں نے جب ان کو اولاد کی بشارت دی تو وہ سخت حیران ہوئیں۔ اور اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ قرآن مجید میں ضحکت اور صکت کے الفاظ آئے ہیں جس کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں انھیں میں ایک وہ بھی ہے جو میں نے کیا ہے۔ یعنی وہ حیران و متعجب ہوئیں اور شرم کے مارے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

یہ تو آپ کی ان اولاد کی بابت ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے ـــ لیکن آپ کی ایک اور بیوی کا ذکر بائبل میں آیا ہے۔ ان کا نام قطورا تھا (بائبل کتاب پیدائش $\frac{25}{1 \text{ تا } 4}$) ـــ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں ہو گئیں ـــ حضرت سارہ والدہ حضرت اسحاقؑ، حضرت ہاجرہ والدۂ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت قطورا جن کی نسل سے حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ان تینوں بیویوں کی اولاد کو اس طرح ملک عرب میں آباد کیا کہ سارا علاقہ آپ کے حلقۂ تبلیغ میں آگیا ـــ حضرت اسحاقؑ، ملک شام میں رہے، یعنی کنعان فلسطین میں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حجاز کے شہر مکہ میں آباد کر دیا۔ اور حضرت قطورا مدین پہنچا دیں گئیں۔ جو مدینہ منورہ کے آس پاس ہی کہیں واقع تھا ـــ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مواخذۂ قصاص سے بچنے کیلئے یہیں پناہ لی تھی، اس لئے کہ فرعون کی حکومت ملک شام تک تھی۔ مدین یا نجد کا علاقہ اس کی حدودِ مملکت سے باہر تھا ـــ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ کے تین مراکز قائم کئے تھے۔ اور تینوں جگہ اپنی بیویوں کی اولاد کو بسایا تھا ـــ لیکن حضرت یعقوب کے زمانے میں آپ کی یہ اولاد کنعان یعنی ملک شام چھوڑ کر مصر چلی گئی اور وہیں بود و باش اختیار کر لی۔ قطورا کی اولاد مدین ہی کے آس پاس رہی، اور تبلیغ و مرکزیت کے معاملے میں کوئی ترقی نہیں کی۔ اس لئے کہ وہاں سے کسی دینی تحریک کے

> "جس طرح آسمان پر فرشتوں کی عبادت کیلئے بَیْتُ المعمُور ہے اسی طرح زمین پر سارے انسانوں کی عبادت کیلئے خانۂ کعبہ ہے"

انجیل کا قرآن، حدیث یا تاریخی آثار میں ذکر نہیں آتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی میں بہت برکت دی۔ سب سے پہلے تو آپ نے اپنے والد محترم کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ کی از سر نو تعمیر شروع کی۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر) جو ایک عالمگیر دینی تحریک یعنی اسلام کا مرکز بننے والا تھا۔ اللہ نے اسی کعبہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے جو پہلا گھر بنایا گیا وہ یہی گھر ہے جو شہر مکہ میں ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس طرح آسمان پر فرشتوں کی عبادت کے لئے بیت المعمور ہے اسی طرح زمین پر سارے انسانوں کی عبادت کے لئے خانہ کعبہ ہے۔

جس طرح سارے فرشتوں کو بیت المعمور کی زیارت کا حکم ہے اسی طرح ہر انسان کو زندگی میں کم سے کم ایک بار خانہ کعبہ کے حج کا حکم ہے۔ جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

حضرت ابراہیم نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ میں نے اپنی ذریت کو اس بے آب و گیاہ وادی میں محض اس لئے آباد کیا ہے کہ یہ نماز قائم کریں۔ پس اے خدا تو انسان کا دل بیت المعمور کی طرف مائل کر دے (سورۃ ابراہیم آیت ۳۸)۔ اس کے جواب میں خدا نے یہ کہا کہ تیری یہ دعا قبول ہوئی۔ لوگ پیدل، اونٹوں پر سوار ہو کر اور گھوڑوں کو تیار کرتے ہوئے دور دراز علاقوں سے اس گھر کی زیارت کے لئے آئیں گے (سورۃ حج آیت ۲۷)

حج کے ایام جب آتے ہیں تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ لوگ اطراف و اکناف عالم سے اس گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں ایک وارفتگی اور ذوق و شوق کے عالم میں۔ اور وہاں آ کر لبیک لبیک کی صدا لگاتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اے خدا ہم تیری بارگاہ میں عبودیت ادا کرنے اور تجھ سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا عہد وفا باندھنے آئے۔

بہر حال یہ نظارہ ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ پہلے تو حجاج اونٹوں پر آتے تھے یہاں تک کہ دوری مسافت کے باعث چلتے چلتے اونٹنیوں کی کوکھیں دھنس جاتی تھیں۔ اسی طرح پہلے لوگ پیدل اور دوسری سواریوں پر اس کثرت سے آتے تھے کہ راستے میں گرتے پڑتے جاتے تھے۔ لیکن آج کل خلقت کا ایک بڑا انبوہ بحری جہازوں، ہوائی جہازوں کے ذریعہ جدہ پہنچتا ہے۔ پھر وہاں سے موٹروں کے ذریعہ مکہ پہنچتے ہیں۔ ان پر محویت و بے خودی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ کوئی طاقت کشاں کشاں ان کو وہاں لے جاتی ہے۔ یہ بے ساختگی، وارفتگی اور ربودگی کے عالم میں اللھم لبیک کہتے ہیں۔ یعنی اے خدا میں تیرے پیغام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے پر تیار ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جو دعا کی تھی یہ اس کی قبولیت کی دلیل ہے۔ اور انشاء اللہ دہریت، جنگوں اور فتنہ و فساد کے طوفانی حوادث میں بھی یہ گھر آباد اور قائم و دائم رہے گا۔

"این دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد"

بقیہ:- لہو کے چراغ

انجم عباسی کی فنکارانہ خامیوں میں سب سے نمایاں خامیاں ان کی کم گوئی اور کڑے انتخاب کی کمی ہیں۔ وہ اپنی تخلیقات سے ضرورت سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور انھیں اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہتے۔ جب وہ ان دو کمزوریوں سے اپنا دامن چھڑا لیں گے تو تیسری یا چوتھی کتاب سے پہلے ہی اپنی فنکارانہ حیثیت منوا لیں گے۔۔۔۔۔

اڑن کھٹولہ

ابو داؤد قیصر

وادیٔ کشمیر کی سیر

معلوم ہوتا ہے کہ اب کی جہنم نے یہ بات ٹھان لی ہے کہ وہ بمبئی کی طرف منہ کرکے سانس لے گا۔ اس لئے مارچ کی ابتدا ہی میں بمبئی کا ٹمپریچر ۳۹ ڈگری تک چلا گیا۔ دھوپ میں گھر سے نکلتے ہوئے خوف معلوم ہونے لگا ہے۔ لُو جس کا پہلے ہم نام سُنتے تھے اب بمبئی کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے لگی۔ صبح سے ہی بمبئی والوں کے جسم ناتواں پر شفقت کا ہاتھ پھیرنے لگی ہے۔ گھر کا ہال گرم، سونے کا کمرہ گرم، باورچی خانہ تو تنور یا آگ کی بھٹی۔ پانی گرم، برتن گرم، حتیٰ کہ چٹائی بھی گرم۔ بس بمبئی میں گرمی کا راج ہے۔ بھلا ایسی گرمی میں ہم جیسے سرد مزاج دوستوں کو وہ سیاحت گاہیں کیوں یاد آئیں جہاں گرمی میں بھی سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ اور جہاں جہنم نہیں بلکہ کرۂ زمہریر اس طرف رُخ کرکے سانس لیتا ہے۔ جیسے کشمیر جنت نظیر۔ تو آئیے آج کیوں نہ اڑن کھٹولے پر کشمیر کی سیر کریں۔

[illegible] لیکن دوستو پہلے یہ طے کر لو کہ کشمیر کس راستے سے چلیں۔ آیا اس راستے سے چلیں جس راستے سے اکبر بادشاہ، جہانگیر اور اورنگ زیب جاتے تھے۔ یا اس راستے سے چلیں جو بانیہال کا راستہ کہلاتا ہے۔

بہتر ہوگا کہ اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر پہلے دونوں راستوں کا معائنہ کیا جائے۔ اچھا تو پہلے بمبئی سے جموں چلتے ہیں۔

جموں: یہ جموں ہے۔ ہمارا اڑن کھٹولہ اب اس شہر پہ پرواز کر رہا ہے۔ نیچے دیکھتے ہیں تو درجنوں نکیلی نکیلی مندروں کی عمارتیں نظر آرہی ہیں۔ کچھ گوردوارے بھی ہیں۔ پرانی آبادی پہاڑ پر ہے۔ نیچے دریائے توی بہتا ہے جس کا پانی گرمی میں بھی سرد رہتا ہے۔ اڑن کھٹولے سے ہم یہ سب مناظر دیکھ رہے ہیں۔

ابھی ہم جموں شہر پہ چکر لگا ہی رہے تھے کہ اچانک ایک جگہ گنبدوں والی ایک بڑی مسجد نظر آئی۔ اڑن کھٹولہ نیچا کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ آزاد میدان پرانا تالاب کھٹیکاں ہے۔ بڑی پُرفضا جگہ ہے۔ ہم نے اپنا اڑن کھٹولہ ایک پہاڑ پر چھپا دیا۔ اس لئے کہ یہ فوجی چھاؤنی ہے۔ کہیں ہوائی فوج کے جوان اسے اڑن طشتری سمجھ کے اس کا پیچھا نہ شروع کر دیں۔ ہم کو ڈر اپنا نہیں تھا۔ اڑن کھٹولہ تو ایسا تھا کہ ان جوانوں کے قبضے میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ وہ تو فضا میں نوری سال کی رفتار سے پرواز کرتا تھا۔ ہمیں ڈر ان جہازوں کا تھا جو ایک گدھ سے ٹکرا جانے سے حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔ خدانخواستہ ہمارے اڑن کھٹولے نے اسے ہلکی سی ایک کہنی ہی مار دی تو فوج کے ہوائی جہازوں کے پرخچے اڑ جائیں گے۔

بہرحال ہم اڑن کھٹولہ پہاڑ میں چھپا کر تالاب کھٹیکاں آئے۔ دیکھا کہ مسجد بڑی وسیع و عریض اور صاف ستھری ہے۔ گنبد بڑے ہی خوب صورت ہیں۔

دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جناب بخشی غلام محمد سابق وزیر اعظم کشمیر کی بنوائی ہوئی ہے۔ ایک طرف ہم کشمیریوں کی نفاست پسندی کا خیال کرتے، دوسری طرف اس مسجد کی نفاست پسندی کا، تو بڑا تعجب آتا۔ بہر حال ہم نے وہاں دو رکعتیں نفل کی پڑھیں۔ اور پھر اپنے اڑن کھٹولے کی طرف چل پڑے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں سے وہ راستہ دیکھا جائے جس سے اکبر بادشاہ، جہانگیر اور اورنگ زیب آئے تھے۔

راجوری، پونچھ

ہمارا اڑن کھٹولہ اس راستے پر اڑا تو پہلے راجوری آیا، پھر پونچھ۔ اس راستے کے یہی دو اہم پڑاؤ تھے۔ مگر یہ راستہ سارا پاکستانی سرحد کے قریب سے گزرتا ہوا شوپیان جاتا ہے۔ جو اندرون کشمیر کا ایک شہر ہے۔ اور جہاں کے عنبری سیب مشہور ہیں۔ یہ راستہ چونکہ پاکستانی سرحد کے قریب سے گزرتا ہے اس لئے فوجی نقطۂ نظر سے غیر محفوظ قرار دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک دوسرا راستہ بنایا گیا جس کو بانیہال کا راستہ کہتے ہیں۔

بانیہال کا راستہ

ہم لوگوں نے اپنا اڑن کھٹولہ اس پرانے راستے سے نئے راستے پر لے آئے۔ اس راستے پر آتے ہی اڑن کھٹولہ کچھ ترنگ میں آگیا اور طرفۃ العین میں یعنی آنکھ جھپکتے ہی ادھم پور، بٹنی، بٹوت اور رام بن سے بانیہال آگیا۔ اس وقت بانیہال سرنگ سے فوجی کاروائی کی گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ جو حفظ ماتقدم کے طور پر ہر وقت لداخ اور کارگل سے جموں تک پہرہ دیتی رہتی ہیں کہ کہیں پاکستانی فوج کشمیر پر دھاوا نہ بول دے۔

بانیہال کے پاس ہم نے اپنا اڑن کھٹولہ نیچے لے آئے۔ اور فوجی کاروائی کو دیکھنے لگے۔ ان سبھوں نے ہمیں پاکستان یا چین کا کوئی عجوبہ جہاز سمجھا۔ اس لئے ہر طرف خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ یہ دیکھ کر ہم پھر دفعتاً اتنی بلندی پر چلے گئے کہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ وہ اپنی آنکھیں مَلتے رہ گئے۔ اور سمجھے کہ انھیں کوئی دھوکہ ہوگیا تھا۔

ادھر ہم نے اپنا اڑن کھٹولہ اس پہاڑ پر اتار دیا جہاں گدھ جیسے بڑے بڑے پرندے تنہا آدمی کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔ خیر ہم لوگ تو ایک سے زائد تھے۔ اس لئے ان پرندوں کو ہماری طرف آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور ہم لوگ صحیح وسالم پہاڑ پر سے اتر کر اس سرنگ کے پاس آگئے۔ دیکھا کہ دو سرنگیں ہیں، دونوں پر فوج کا پہرہ ہے۔ ہر سرنگ پونے دو دو میل لمبی ہے۔ اب آمد ورفت کا یہی راستہ ہے۔ ورنہ پہلے لوگ سرنگ کے اوپر سات ہزار فیٹ بلندی پر سے گزر کر یہ راستہ طے کرتے تھے، اور یہ راستہ اتنا خطرناک تھا کہ جموں والے کشمیر جاتے یا کشمیر والے جموں آتے تو ماں سے دودھ بخشوا کر اور بیوی کا دین مہر معاف کرا کے آتے تھے۔ یہ راستہ ان کے لئے پل صراط سے کم نہ تھا۔ ان سرنگوں کے بن جانے سے اب وہ دودھ بخشوانے اور دین مہر معاف کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

یہ سرنگیں ایک کھلے میدان میں ہیں۔ مگر ایک بڑی کھائی کے کنارے ہیں۔ اسی لئے بعض اوقات یہاں کرائے کی گاڑی یا مسافر کی بس کچھ اس طرح کھڈ میں گر جاتی ہیں کہ پھر نکلنے اور نکالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قاضی گنڈ

خیر اب ہم پھر اڑن کھٹولے پر آئے، اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ تھوڑی دور تک بل کھاتی ہوئی سڑکوں کے بعد وادی کشمیر کا پہلا پڑاؤ قاضی گنڈ ہے۔ یہاں دیکھا کہ مسافر ٹھہر کر سستا رہے ہیں۔ کچھ چائے پی رہے ہیں۔ کچھ ناشتہ کر رہے ہیں۔ ہم نے قاضی گنڈ کا ایک چکر لگا کر اپنا اڑن کھٹولہ اتنی بلندی پر پہنچا دیا کہ

سے یہ وادیٔ کشمیر اب ہم کو ایک طشتری کی طرح نظر آ رہی تھی۔

بیجواڑہ قاضی گنڈ کے بعد ہمارا اڑن کھٹولہ بیجواڑہ آیا۔ یہاں ہم سبھوں کو ایک بڑا سا مندر نظر آیا جس میں پجاری جا رہے تھے، اور گھنٹے بجا رہے تھے۔

مغل گارڈن وہیں ہم کو ایک مغل گارڈن نظر آیا۔ جس میں چنار کا ایک اتنا موٹا درخت ہے کہ کشمیر بھر میں چنار کا کوئی درخت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بانیہال آنے سے پہلے ہم چیلا اور چیڑ کے درختوں پر سے اس طرح گزر رہے تھے کہ ہم کو زمین کا کوئی حصہ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ سوائے ان شاہراہوں کے جن پر گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ راستے اوپر اور نیچے تھے۔ ذرا دور اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر جانے کے لئے گاڑیاں لمبے لمبے راستے طے کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہمارا اڑن کھٹولہ راستے بھر خنکی اور کہر سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ بمبئی کی گرمی کا یہاں نام و نشان نہیں تھا۔

اسلام آباد اب ہم وادیٔ کشمیر کے وسط میں پہنچ گئے تھے اور سوچ رہے تھے کہ اب کدھر کا رخ کیا جائے۔ ہمارے ساتھ کوئی گائیڈ تو تھا نہیں۔ وادی کا معائنہ کرنے کے لئے جب اڑن کھٹولے کو ذرا چکر دیا تو ایک شہر اور ایک کالج نظر آیا۔ یہ اننت ناگ تھا۔ جسے مسلمان اسلام آباد کہتے ہیں۔ اور جو مرزا افضل بیگ مرحوم کا وطن مالوف ہے۔ یہاں ٹھنڈے پانی کے بہت سے چشمے ہیں۔ کشمیری زبان میں ناگ چشموں کو کہتے ہیں۔

شہزادہ دارا شکوہ کی مسجد ہم نے اڑن کھٹولے کو ایک محفوظ جگہ چھوڑ کر اننت ناگ کی سیر کی۔ یہاں منجملہ اور چیزوں کے دارا شکوہ کی ایک مسجد بھی دیکھی۔ اور ہندوؤں کا ایک مندر بھی دیکھا۔

مٹن اور سورج کا مندر اننت ناگ میں اور کوئی چیز قابلِ دید نہ تھی۔ اس لئے ہم اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر ابھی تھوڑا آگے بڑھے تھے کہ ایک جگہ بہت سے ہندوؤں کو آتے جاتے دیکھا۔ ایک بہت بڑا مندر تھا۔ یہ پہاڑ کے دامن میں تھا۔ اس سے اڑن کھٹولہ ایک پہاڑ پر چھوڑ کر اس مندر کے پاس آئے۔ پجاریوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ "سورج دیوتا" کا مندر ہے۔ اور وہاں ہمیں یہ بتایا گیا کہ سارے ہندوستان میں یہی ایک سورج کا مندر ہے لیکن یہ غلط ہے۔ ہندوستان میں سورج دیوتا کے دو تین اور مندر بھی ہیں۔ اس جگہ کا نام مٹن تھا۔

سورج دیوتا کا درشن کرنے کے بعد اب ہم لوگ اپنے اڑن کھٹولے کی طرف آئے۔ ابھی فضا میں کچھ ہی بلند ہوئے تھے کہ ایک اونچے سے پہاڑی خطے میں ایک لمبا سا پختہ نالا نظر آیا۔ یہ نالا بادشاہ یعنی سلطان زین العابدین کے محکمۂ آب رسانی نے بنوایا تھا۔

چاہ ہاروت و ماروت ابھی ہم اس نالے کو دیکھ ہی رہے تھے کہ تھوڑے فاصلے پر ہزاروں آدمی ایک جگہ نظر آئے۔ ہم اپنا اڑن کھٹولہ اس طرف لے گئے۔ اڑن کھٹولہ ایک پہاڑی ٹیلے پر چھوڑ کر ہم لوگ ان آدمیوں کو دیکھنے کے لئے نیچے کی طرف اترنے لگے۔ اس ہجوم نے بھی ہم لوگوں کو اس بلند و بالا پہاڑ سے اترتے دیکھ لیا۔ سبھوں نے سمجھا کہ ہم کوئی تبتی ہیں۔ جو اس طرف آ رہے ہیں۔ سبھوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ ہم لوگ قریب آئے تو ان سبھوں نے ہمارا سراپا کا جائزہ لینا شروع کیا۔ وہ ہمیں تبتی سمجھ رہے تھے، جن کی ناک چپٹی، چہرہ چوڑا اور رنگ سفید ہوتا ہے۔ مگر ہم تو کشمیری جیسے ہی تھے۔ بڑے متعجب ہوئے۔ پوچھنا شروع کیا کہ آپ لوگ تبت کی سیاحت

لگتا ہے نہیں۔ ہم لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ کیا پہاڑ کے
اس پار جنت ہے جو دنیا کی چھت کہلاتا ہے ؟
سکھوں نے کہا ہاں۔

نماز استسقا : پھر ہم لوگوں نے ان سکھوں سے
پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہیں ،
کیا کوئی میلہ ہے ؟ جواب دیا میلہ نہیں ہم لوگ یہاں
نماز استسقاء پڑھنے جمع ہوئے ہیں۔ امسال
اس علاقے میں بارش نہیں ہوئی۔ فصلیں اور باغات
تباہ اور مویشی بھوکے پیاسے مر رہے ہیں۔

ہم نے پوچھا کہ آخر اس جگہ جمع ہونے کی وجہ ؟
تو جواب دیا کہ یہاں چاہ ہاروت و ماروت ہے۔
نماز استسقاء کے لئے ہم لوگ یہیں جمع ہوتے ہیں۔
چاہ ہاروت و ماروت کا نام سن کر ہم لوگوں کے منہ
کھلے کے کھلے رہ گئے۔ پوچھا ارے بھائی چاہ ہاروت و
ماروت تو بابل میں ہے۔ قرآن میں صاف لکھا ہے۔
یہاں یہ کنواں کیسے آگیا۔ ان سکھوں نے کہا کہ تم سب
بھولے بھالے مسافر معلوم ہوتے ہو۔ ارے
بابل تو یہی علاقہ ہے۔ اور چرخی کی طرح گھوم کر کہا:
یہ سارا علاقہ بابل ہی کا علاقہ ہے ـــ وہاں بحث کی تو
گنجائش ہی نہیں تھی۔ پوچھا کہ اچھا وہ کنواں کہاں ہے ؟
ذرا دکھاؤ تو ؟ وہ ہم سکھوں کو ایک چھوٹی سی چہاردیواری
میں لائے، جس کے درمیان سمنٹ کا بنا ہوا سرپوش
کی طرح ایک ڈھکن تھا۔ اور کہا کہ یہ ڈھکن چاہ
ہاروت و ماروت کا ہے۔ پہلے یہ کنواں کھلا تھا۔ اور
اندر سے ہاروت و ماروت کے رونے دھونے کی آواز آتی رہتی
تھی لیکن جب کشمیر کے پہلے مبلغ سید امیر علی ہمدانی
یہاں تشریف لائے جن کے ہاتھوں پر کشمیر مشرف بہ اسلام

ہوا تو انھوں نے یہ کنواں بند کرا دیا۔ ہم لوگ تو اس تازہ انکشاف
پر بہت متعجب ہوئے ـ کجا عراق کا بابل اور کجا کشمیر کا
یہ خطہ ـــ ہم لوگوں کے چہرے پر جب حیرت و استعجاب
ابھر آئے کھل کر آگئے تو عزیجہ نامی ایک خاتون جو اس کنویں
کے مجاور کی بیوی تھی آگے آئی اور بہ ہلکی پھلکی کشمیری زبان
میں زہرہ نامی طوائف اور ہاروت ماروت کا قصہ نہایت
روانی سے سنا دیا۔ اب ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ یہ ان لوگوں
کا پختہ عقیدہ ہے۔ ہم لوگوں نے اپنی عافیت اسی میں
سمجھی کہ جلد اس علاقے سے کوچ کیا جائے کہیں ہم مسافروں
کو دیکھنے کے لئے ہاروت ماروت اپنے کنویں سے نکل آئیں۔
بس ہم لوگ یہ شعر پڑھتے ہوئے وہاں سے چل پڑے کہ

افسانۂ ہاروت کے آثار یہاں ہیں
ماروت کی بخشش کے طلبگار یہاں ہیں (قیصر)

ایک تاریخی سَودا

مِہر مہسلائی

حضرتِ صدیقؓ کے عہدِ خلافت کا ہے ذِکر
مطلعِ طیبہ پہ چھایا تھا سحابِ قحط و فکر

خشک سالی کی بنا پر تھا پریشانی کا دَور
آفتوں سے تازہ تر تھا تازہ ایمانی کا دَور

بے سروسامانیاں تھی خود توکل آفریں
غیب سے ساماں ہو جانے کا تھا پختہ یقیں

حضرتِ صدیقؓ کی پیشین گوئی سچ ہوئی
جذبۂ صبر و رضا کی اشک شوئی سچ ہوئی

اک ہزار اونٹ آئے غلّہ لے کے مُلکِ شام سے
رستگاری سب کو دینے قحط کے آلام سے

قابلِ تحسیں تھا مالک کون؟ ہمّت کا دھنی
جامع القرآن، ذوالنورین، عثمانِ غنیؓ

پہنچے تجّارِ مدینہ نیّتِ سودا لئے
اور اُدھر دل میں کوئی ماہیّتِ سودا لئے

دس پہ دو سے نفع کی تھی بات دس پہ پانچ تک
عزمِ عثمانؓ پر مگر آئی نہ کوئی آنچ تک

اس سے زائد فائدہ کی پیشکش ہے میرے پاس
چھا گیا چہروں پہ سب کے اِس خبر سے رنگِ یاس

پوچھا ایسا کون ہے اور دے رہا ہے کس قدر
بولے عثمانؓ دے رہا ہے وہ تو دس دس ایک پر

کون آگے بڑھتا اس سے آگے بڑھنے کے لئے
کہہ دیا اُن سے گواہِ بیع رہنے کے لئے

فی سبیل اللہ دیتا ہوں میں یہ غلّہ تمام
حشر کا سودا ہے پختہ، دہر کا سودا ہے خام

دینے والے کو تو یوں اللہ بس، باقی ہوس
وعدۂ برحق ہے پھر بھی ایک کے بدلے میں دس

ایک پر دس کی طلب اس کو جو دس میں ایک ہے
یہ ثبوت اس کا ہے، وہ حد سے زیادہ نیک ہے

پھر اِس ایثار اور ایمان کا فُقدان ہے
وادیٔ حق اِس لئے سرچشمۂ بُطلان ہے

---

[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عشرۂ مبشّرہ میں سے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

نغمۂ مہاراشٹر

(مہاراشٹر کی پچیسویں[25] سالگرہ کے موقع پر گیت منچ پروگرام کے لئے لکھا ہوا نغمہ)

اپنا یہ مہاراشٹر، بھارت کا ہے گلستاں — ہم ہیں پتنگے اس کے، یہ شمع ہے فروزاں

بھارت کی ہے یہ زینت، بھارت کی ہے یہ شوکت
بھارت کی ہے یہ دولت، بھارت کی ہے یہ عظمت
بھارت کی ہے یہ رفعت، بھارت ہے اس پہ نازاں

اپنا یہ مہاراشٹر، بھارت کا ہے گلستاں — ہم ہیں پتنگے اس کے، یہ شمع ہے فروزاں

پیارا ہے شیواجی کا، سنتوں کا یہ وطن ہے
رنگین مٹی کی بھومی، ولیوں کا یہ چمن ہے
یہ سب کا ہے محافظ، گیتا ہو یا قرآں

اپنا یہ مہاراشٹر، بھارت کا ہے گلستاں — ہم ہیں پتنگے اس کے، یہ شمع ہے فروزاں

ہندو ہو یا مسلماں، یا سکھ ہو یا عیسائی
ایکتا ہے سب میں ایسی جیسے کہ بھائی بھائی
سب پاسباں ہیں اس کے، یہ سب کا ہے نگہباں

اپنا یہ مہاراشٹر، بھارت کا ہے گلستاں — ہم ہیں پتنگے اس کے، یہ شمع ہے فروزاں

علم و ہنر میں، فن میں روشن ہے نام اس کا
ہے صنعت و حرفت میں اونچا مقام اس کا
بھارت کی شان ہے یہ، بھارت کا ہے دل و جاں

اپنا یہ مہاراشٹر، بھارت کا ہے گلستاں — ہم ہیں پتنگے اس کے، یہ شمع ہے فروزاں

جب تک ہیں چاند تارے، یہ شمع جگمگائے
طالب کی یہ دعا ہے اس پر نہ آنچ آئے
سکھ سے رہیں ہمیشہ، بھارت کے سارے انساں

اپنا یہ مہاراشٹر، بھارت کا ہے گلستاں — ہم ہیں پتنگے اس کے، یہ شمع ہے فروزاں

از: ابراہیم خان طالب
پرنسپل فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول برائے طلبہ
جوگیشوری، بمبئی

میوہ رام گپتا

۱۸۵۷ء کے مردِ مجاہد

لیاقت علی

ہندوستان کی جنگِ آزادی کی تاریخ میں اس امر کے کافی ثبوت ملتے ہیں کہ آزادی کی لڑائی میں ہندوستانی مسلمانوں نے بھی شروع سے نمایاں حصہ لیا تھا۔ انھوں نے اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملاکر آزادی کی لڑائی لڑی اور قربانی دی تھی۔

مولوی لیاقت علی، تھے تو مولوی، اور ایک اسکول میں پڑھاتے تھے، مگر وہ پیدائشی انقلابی تھے اور انگریزوں کی غلامی انھیں ہرگز پسند نہ تھی۔ ان کی حبُّ الوطنی مشہور تھی اور اسی کی تعلیم وہ بچوں کو بھی دیا کرتے تھے۔ ہندوستان میں جنگِ آزادی کا آغاز مقررہ وقت ۳۱ مئی کو نہ ہو کر میرٹھ میں ۱۰ مئی کو ہی ہو گیا تو مولوی صاحب خاموش نہ رہ سکے۔ اور وہ بھی میدانِ جنگ میں سر سے کفن باندھ کر کود پڑے۔

الٰہ آباد کے قرب و جوار کے زمیندار اور تعلقہ دار بھی جو مسلمان تھے اور ان کی رعایا ہندو تھی، جنگِ آزادی کے لئے کمربستہ ہو گئے تھے اور خودمختار ہونے کا اعلان تک کر دیا تھا۔ مگر انھیں ایک تجربہ کار رہنما کی ضرورت تھی۔ جب انھوں نے دیکھا کہ مولوی لیاقت علی میں وہ خوبی ہے اور ان میں ان کی رہنمائی کرنے کی بھی لیاقت ہے تو وہ انھیں ۲۴ پرگنہ سے لے آئے اور دلی کے بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا نمائندہ مقرر کیا۔ مولوی صاحب بہت خوش تھے کیونکہ انھیں ملک کی خدمت کرنے اور اپنے دیرینہ ارمان پورے کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

مولوی لیاقت علی کی ملک پرستی اور ولولہ انگیز تقریروں کا ہی اثر تھا کہ چھٹی رجمنٹ باغی ہو گئی۔ انگریز الٰہ آباد کے قلعے میں محو رقص و سرود تھے۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ ان کی چھٹی رجمنٹ باغی ہو گئی ہے تو ان کے قدموں تلے کی زمین سرک گئی۔ انھیں اپنی اس فوجی ٹکڑی پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ آخر وقت تک ان کا ساتھ دے گی۔ مگر اس نے ساتھ نہ دیا۔ مولوی لیاقت علی کی تلوار کی زد میں آکر کوئی بھی انگریز زندہ نہ بچا۔ انگریز جب کہ الاماں الاماں پکار رہے تھے، مجاہدِ جنگِ آزادی بہادر شاہ ظفر کی جے بول رہے تھے۔

الٰہ آباد کی جنگ میں میواتیوں نے بھی بڑی بہادری دکھائی تھی اور باغیوں کا انھوں نے آخری دم تک ساتھ دیا تھا۔ ان کے پاس ہمت تو تھی مگر لڑائی کے لئے اچھے اسلحے نہیں تھے۔ اس لئے وہ ناکامیاب رہے۔ انگریزوں کے پاس اچھے اسلحے بھی تھے اور وہ لڑائی حربوں سے بھی خوب واقف تھے۔ اس کے علاوہ انگریز بہت چالاک تھے۔ انھوں نے پہلے گورکھوں اور سکھوں کی مدد سے الٰہ آباد کے کئی محلوں کو لوٹا اور آگ لگا دی، اور بعد ازاں شہر میں یہ افواہ پھیلا دی کہ شہر ہی کو جلاکر خاک کر دیا جائے گا۔ بہر حال پہلے بہروہ

اس فوجی ٹکڑی کو پیش پیش رکھتے تھے جو ہندوستانیوں ہی پر مشتمل تھی۔ ان کے عقب میں ان کا توپ خانہ اور گوری پلٹن ہوتی تھی۔ مولوی صاحب نہیں چاہتے تھے کہ ان کے ہاتھوں اپنے ہندوستانی بھائیوں کا خون ہو لیکن ضمیر فروش ہندوستانی یہ بات کب سمجھتے تھے۔ اس لئے مولوی صاحب کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ۱۸ جون ۱۸۵۷ء کو آخری جنگ لڑ کر مولوی لیاقت علی نے اپنے خسرو باغ کے کیمپ کو چھوڑ دیا۔ اور وہ کچھ مجاہدوں کے ساتھ شہادت پانے کے لئے لکھنؤ چلے آئے۔ لکھنؤ آکر انھوں نے حضرت محل کی فوج کی سپہ سالاری کی اور وہیں انھوں نے شہادت پائی۔

ماہ اگست ـ تاریخ کے آئینے میں

- یکم اگست ۱۹۲۰ء کو لوکمانیہ تلک کا انتقال ہوا۔
- ۳ اگست ۱۸۳۵ء کو سلطان الاخبار جاری ہوا۔
- ۴ اگست ۱۹۱۴ء کو پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔
- ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو امریکہ نے جاپان کے شہر ہیروشیما پر بم گرایا۔
- ۸ اگست ۱۹۴۲ء کو گاندھی جی نے انگریزوں کے خلاف بھارت چھوڑدو کا نعرہ لگایا۔
- ۹ اگست ۱۸۳۳ء کو ہارون رشید شہید ہوئے۔
- ۱۰ اگست ۱۹۴۵ء کو دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی۔
- ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان اور پاکستان الگ ہوئے۔
- ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت آزاد ہوا۔
- ۱۸ اگست ۱۹۴۵ء کو سبھاش چندر بوس کا انتقال ہوا۔
- ۱۹ اگست ۱۹۶۲ء کو مشہور سائنس داں بلیز پاسکل کا انتقال ہوا۔
- ۲۰ اگست ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب تخت نشین ہوئے۔
- ۲۲ اگست ۱۹۶۵ء کو موشے دایان نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگوائی۔
- ۲۳ اگست ۶۳۴ء کو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوا۔
- ۲۴ اگست ۱۹۷۴ء کو فخرالدین علی احمد ہندوستان کے صدر بنے۔
- ۲۶ اگست ۱۶۶۶ء کو شاہ سلمان صفوی ایران کے تخت پر بیٹھے۔
- ۲۷ اگست ۱۸۲۲ء کو برطانیہ اور چین میں صلح ہوئی۔
- ۲۹ اگست ۱۹۷۴ء کو ہندوستان میں بھارتیہ لوک دل بنی۔
- ۳۱ اگست ۱۹۶۸ء کو ایران میں اس صدی کا خوفناک زلزلہ آیا۔

کرنسی ـ سکّہ

از: عزیز احمد بھاردے

۱۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی کا نام "دینار" ہے:
کویت، الجیریا، بحرین، عراق، اردن، لیبیا، تیونس، یوگوسلاویہ

۲۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی کا نام "پونڈ" ہے:
برطانیہ، مصر، لبنان، سوڈان، شام، قبرص۔

۳۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی "ڈالر" ہے:
امریکہ، آسٹریلیا، کنیڈا، ایتھوپیا، فیجی، گیانا، ہانگ کانگ، سنگاپور، ملائیشیا، نیوزی لینڈ، جمیکا۔

۴۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی کا نام "ریال" ہے:
سعودی عرب، ایران

۵۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی کا نام "روپیہ" ہے:
پاکستان، ہندوستان، سری لنکا، انڈونیشیا۔

۶۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی کا نام "شلنگ" ہے:
یوگنڈہ، تنزانیہ، کینیا۔

۷۔ مندرجہ ذیل ممالک کی کرنسی کا نام "فرینک" ہے:
فرانس، بلجیم، سینیگال، آئیوری کوسٹ

۸۔ مندرجہ ذیل ممالک کے کرنسی کا نام "پیسو" ہے:
کولمبیا، کیوبا، فلپائن، میکسیکو، ارجنٹائنا۔

ابوداؤد قیصر

گئو رکھشا تحریک

آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے اندر گئو رکھشا تحریک میں جان ڈالنے اور اس کا دائرہ وسیع کرنے کی جان توڑ کوشش کی جارہی ہے۔ پہلے تو سوال صرف گائے کا تھا۔ اب اس میں بیل کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

گائے تو دودھ دیتی ہے۔ خواہ اس میں ٹی۔ بی کے جراثیم سب سے زیادہ ہوں۔ مگر مسلمانوں کے خلاف ہندو جذبات کو ابھارنے کیلئے گائے ہی سب سے موثر حربہ ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے گئو رکھشک اپنی سیاسی تحریک میں گائے کو پیش پیش رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

رہ گیا بیل، تو یہ بے چارہ ابھی تک اس فہرست میں شامل نہیں تھا۔ لیکن اب شامل کرلیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ گائے اگر دودھ دیتی ہے تو بیل ہل میں جوتا جاتا ہے۔ سردی ہو، گرمی ہو یا برسات ہو۔ پھر وہ مریل ہو یا لنگڑا ہل میں ضرور جوتا جاتا ہے۔ اس طرح ہماری زرعی معیشت کا بیل سے گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا اس کے ذبیحے پر بھی پابندی ضرور لگنی چاہیئے۔ رہ گئے ٹریکٹر وہ بھارت جیسے غریب ملک کو میسر کہاں۔ ہم اسپٹنک فضا میں بھیج سکتے ہیں۔ انٹارکٹیکا کو سر کرنے کے لئے مہم پر مہم روانہ کرسکتے ہیں اور دفاع پر پانی کی طرح روپیہ بہا سکتے ہیں مگر ٹریکٹر نہیں خرید سکتے۔

مذہبی حیثیت:

گئو رکھشا کی مذہبی حیثیت کیا ہے؟ اس کے لئے آریہ سماج کے بانی پنڈت سوامی دیانند سرسوتی کی تصنیف "ستیارتھ پرکاش" کے اس ایڈیشن کا مطالعہ کرنا چاہیئے جو ۱۸۷۵ء میں سوامی جی کی زندگی میں شائع ہوا۔ اس میں گئو رکھشا کے خلاف اور گوشت خوری کی تائید میں جو دلائل دئے گئے ہیں ــ کیا آج وہ غلط ثابت ہو گئے۔ پھر اس میں گوشت کی بریانی کا جو نسخہ بتایا گیا ہے، اور جانور کے جو جو اعضاء برہمن، چھتری اور ویش کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ کیا وہ باتیں بھول گئیں یا ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن میں سوامی جی کی موت کے بعد ترمیم کردی گئی۔

واضح ہو کہ ۱۸۷۵ء والے نسخے کے صرف دس ابواب ہیں۔ اس میں گیارھواں اور بارھواں باب نہیں ہے۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ یہ دونوں ابواب الحاقی ہیں۔

غالباً ۱۹۴۳ء کی بات ہے کہ میں لاہور میں تھا، وہاں ہندوؤں کے درمیان اس مسئلے پر بحث چھڑی۔ ایک پارٹی جو گوشت خوری کی حمایت میں تھی "ماس پارٹی" کہلاتی تھی اور دوسری پارٹی گھاس پارٹی۔ ہندوؤں کی یہ بحث دیکھ کر ہم لوگوں کو بھی اس مسئلے سے دلچسپی پیدا ہوگئی۔ ان دنوں پنڈت دیانند سرسوتی کے ایک ساتھی پروفیسر مول راج لاہور میں زندہ تھے۔ ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ان سے گوشت خوری کے بارے میں پوچھا

تو انھوں نے صاف الفاظ میں جواب دیا کہ حقیقت وہی ہے جو ستیہ رتھ پرکاش " کے پہلے ایڈیشن میں ہے۔ میں نے ان کا جواب قلم بند کر کے اس پر ان کے دستخط کرایا تھا۔ مگر افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے ہنگامے میں وہ کاغذ ضائع ہو گیا۔

مجھے یاد آتا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی " تلاش ہند" میں لکھا ہے کہ عہد بھارت تک ہندو گوشت استعمال کرتے تھے اور ہندوؤں کے محلے میں گوشت کے بازار لگا کرتے تھے۔

مسلمان اور گائے خوری :

شاید گئو رکھشا تحریک چلانے والے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مسلمانوں کے لئے گائے کھانا ضروری ہے۔ انھیں یہ معلوم نہیں کہ مسلمانوں کے لئے کوئی سی خوراک ضروری نہیں۔ گوشت نہ سبزی۔ قرآن مجید نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ خوراک کھاؤ جو قرآن کے نزدیک حلال ہیں، اور صحت کے لئے مفید ہیں۔ حلال کے ساتھ طیب کی شرط بھی لگی ہے۔ جس کے معنی ہیں پاکیزہ اور مزاج وصحت کے مطابق۔ اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ مٹی اور درختوں کی چھالیں وغیرہ حلال ہیں، مگر صحت کے لئے مفید نہیں ہیں۔ لہٰذا کوئی مسلمان ان کا روزمرہ کی خوراک کے طور پر استعمال نہیں کرتا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ :-

اس جگہ اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید کے سورۂ بقرہ میں جو بیل کے ذبح کا حکم دیا گیا ہے وہ حکم اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے یہودیوں کو دیا تھا۔ یہ حکم مسلمانوں کے لئے نہیں۔ یعنی مسلمانوں کیلئے بیل کا ذبح کرنا ضروری نہیں۔

حجاج بن یوسف پھر گئو رکھشا کوئی نئی تحریک نہیں۔ حجاج بن یوسف کے تذکرے میں آتا ہے کہ انھوں نے عراق میں گئو کشی پر پابندی لگا دی تھی۔ اس لئے کہ گایوں کی قلت کے باعث گایوں کے دودھ کی کمی پڑ گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ گئو رکھشا کی یہ پہلی تحریک تھی۔ یہ ظہور اسلام سے صرف ۹۲ سال بعد کی بات ہے۔

کشمیر اور حیدرآباد دکن اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ برطانوی دور حکومت میں بھارت کے جن دو صوبوں میں گئو کشی ممنوع تھی ان میں ایک صوبہ تو مسلم اکثریت کا تھا۔ اور دوسرا وہ صوبہ تھا جہاں کا فرماں روا مسلمان تھا۔ یعنی کشمیر اور حیدرآباد دکن۔ ان دونوں صوبوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے اس پابندی پر کبھی کوئی احتجاج نہیں کیا۔ نہ اس کو مداخلت فی الدین قرار دیا۔

آج بھی کیرالا، بنگال اور بہار کے علاوہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں ذبیحہ گاؤ پر پابندی ہے۔ مگر کسی صوبے کے مسلمانوں نے اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا۔ یہ اور بات ہے کہ دوسرے ممالک کے غیر مسلموں نے اسے بھارت کے ہندوؤں کی تنگ نظری پر محمول کیا ہو۔ اس لئے صحیح یہ ہے کہ گئو رکھشا ایک بے جان تحریک ہے۔ ہر تحریک کا طبعی تقاضہ ہے کہ اس میں اسی وقت جان آتی ہے جب اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ یا اس کے مدمقابل کوئی اور تحریک چلائی جاتی ہے۔ لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کو گئو رکھشا تحریک سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ مرے یا جئے بھلے سے۔

ہم اگر حکومت سے مطالبہ کریں گے تو حلال، سستی اور صحت بخش خوراک کا مطالبہ کریں گے۔ خواہ کہیں کہیں سے ہیا کرے۔

گئو رکھشا تحریک سے حکومت کا زیادہ بار دلہ کتنا ہے تا تر ہوگا وہ حکومت جانے یا گئو رکھشا تحریک والے — ●●

دلاور فگار

الیکشن

ہندو پاکستان میں الیکشن کی دھوم ختم ہوگئی۔ مگر ابھی اس کی گونج باقی ہے۔ پاکستانی شاعر دلاور فگار نے الیکشن کے دلوں میں پلاؤ قورمہ اور ڈنر کھانے کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے:

وہ کہتے ہیں پلاؤ قورمہ کو مسترد کردیں
ہم ایسے قولِ بے معنی کو کیسے مستند کردیں

نہ تھا جب ملک میں شورِ الیکشن اپنا فاقہ تھا
بڑی کمزور صحت تھی بہت مشکل افاقہ تھا

ہماری قورمہ خوری کو کوئی کچھ نہ آج کہہ لے
مہینوں روٹیاں کھائی ہیں سوکھی آج سے پہلے

سیاست جب سے جاگی ہے ذرا سنبھلا ہے حال اپنا
پلاؤ اپنا ہے اب قورمہ اور شیرمال اپنا

وہ دن بھی یاد ہیں ہم کہ بھوکوں مر چکے ہیں ہم
مہینوں صرف کھچڑی پر گزارا کر چکے ہیں ہم

گئے وہ دن کہ کھانے میں تھے صرف اُبلے ہوئے آلو
خدا کا شکر ہے اب قورمہ پھر ہوگیا چالو

سو اب یہ مشورہ جاری ہوا ہے خوش خیالوں کو
الیکشن میں چُنا جائے نہ دعوت کھانے والوں کو

جو مخلص رہنما ہیں ووٹ اب صرف انکو دے دیں
جو ان کو مال کھلواتے ہیں ان کو مسترد کردیں

ہمیں اس مخلصانہ مشورہ پر بس یہ کہنا ہے
کہ ہم کو ووٹ ہی دینا نہیں زندہ بھی رہنا ہے

چنے کی روٹیاں کھا کر الیکشن کون لڑتا ہے
سیاست میں تو مُرغ اور قورمہ کھانا ہی پڑتا ہے

سیاست بے ڈنر ہو اور ڈنر بے مُرغ و ماہی ہو
بہت مشکل ہے انجام ایسی باتوں کا تباہی ہو

دولتِ بیکراں

شباب للت

سوچتا ہوں مجھ کو ظالم زندگی نے کیا دیا؟
خونِ حسرت ـــ ہجر کی جانسوز راتیں
کربِ محرومی
ندامت اور ـــ احساسِ شکست

سوچتا ہوں
اس ستمگر زندگی نے کیا نہیں مجھ کو دیا؟
کیا یہی کم ہے
کہ مجھ کو بخش دی ہے
بیکراں یادوں کی دولت
اَن گنت ٹیسوں کی پونجی
نقرئی سکّے سہانی کلپناؤں کے
رسیلی یاد کی مہریں طلائی
نرم باہوں گرم بوسوں کے تصوّر کا اثاثہ
حسرتوں کے بیش قیمت زیورات
گرم آہوں کی
سلگتی سسکیوں کی ریزگاری
جگمگاتے آنسوؤں کے نقرئی منکے
عدم آسودہ، خوں گشتہ تمناؤں کے گوہر
اور لاتعداد زخموں کے نگینے

میں جنہیں ہر رات
گنتا ہوں کسی کنجوس بنیے کی طرح
میں کھولتا ہوں ـــ ذہن کی صندوقچی کو
احتیاطاً بند کر کے سب دریچے
سب کواڑ
ایک ایک کر کے ہر اک شئے کو کلیجے سے لگاتا ہوں
پھر اپنی
نیند سے روٹھی ہوئی آنکھوں کا پہرہ
اس خزانے پر بٹھا دیتا ہوں
شب بھر کے لئے۔

★

پارسائی کا

محمد جلیل چوگلے

وطن کی سرحدوں پہ خوف دشمن کی چڑھائی کا
مگر قلبِ وطن، مرکز سیاسی نارسائی کا

عوام النّاس کے رہبر، حکومت کے بڑے افسر
ابھی تک اوڑھے بیٹھے تھے لبادہ پارسائی کا

محض غربت و آبادی شرارت ہی کا رونا تھا
خدا جانے کبھی نکلا جنازہ رازداری کا

مسائل اَن گنت اپنے، وسائل سے ہے بے خبری
مسیحا رونما ہو جا، معالج خلفشاری کا

تعصّب، حسد، دہشت ایسی لعنت دور ہو جانے
جلیلؔ آغاز کر لیں، تاریخی اک کارروائی کا

اصلاحِ سخن

از: واحد محسن

پھر ایک بار میرے اصرار پر رتن بھارتی صاحب نے اپنے شاگرد وسیم زیدی راہی کی غزل مع توجیہہ کے ارسال فرمائی ہے۔ قارئین کے خطوط سے یہ اندازہ تو ہو ہی چکا ہے کہ "اصلاحِ سخن" کا کالم پسندیدگی کا سبب بن رہا ہے میں اپنے طور سے اس چراغ کو جلائے رکھنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔ وسیم زیدی راہی دھنباد کے نو مشق شعراء میں قابلِ اعتماد حد تک شاعری کی سنگلاخ زمین سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اور مجھے یہ یقین ہے کہ بہت جلد مستند شعراء میں ان کو شمار کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ (واحد محسن)

پلکوں پہ چند خواب سجائے ہوئے تو ہیں — مصرعۂ ثانی
امید کا چراغ جلائے ہوئے تو ہیں — مصرعۂ اولیٰ

اگر راہی کے مصرعۂ ثانی کو مصرعۂ اولیٰ مان لیا جائے تو مصرعۂ ثانی میں "چراغِ امید" کی کیفیت مطلوب ہے اور جو ماشاءاللہ پہلے سے موجود ہے۔

~~اس شہر خود غرض کی~~ خود غرضیوں کی تیز ہواؤں کے باوجود
انسانیت ~~کا دیپ~~ کی شمع جلائے ہوئے تو ہیں

"اس شہر" یہاں حشو تھا۔ دوسرے مصرعہ میں تمام الفاظ اردو کے تھے اس لئے ہندی لفظ "دیپ" کو مسترد کر کے "شمع" رکھ دی

ممکن ہے ~~جس کا~~ اس کا تم سے کوئی واسطہ نہ ہو
اک راز ہم بھی دل میں چھپائے ہوئے تو ہیں

پہلے مصرعہ میں لفظ "اس کا" کا محل تھا۔

اک دن مری بساط سمجھ لوگے تم ضرور —
~~شاید مری بساط [illegible]~~
ذروں کو آفتاب بنائے ہوئے تو ہیں —

پہلے مصرعہ میں یقین کا لہجہ آنا ضروری تھا۔ اسلئے پہلا مصرعہ قلم زد کر کے دوسرا مصرعہ تحریر کیا گیا۔

راہی، بھٹک رہے ہیں، انہی راستوں میں آج
جن راستوں سے بارہا آئے ہوئے تو ہیں

"میں" کی جگہ "پہ" کا محل تھا۔

چھتری

ہندوستان میں ہزاروں سال پہلے موجود تھی!

مانسون شروع ہوتے ہی لوگوں نے جلدی جلدی اپنی پرانی چھتریاں نکال لیں۔ اور جن کے پاس نہیں تھیں انھوں نے بازار سے نئی چھتریاں خریدنا شروع کردیں۔ یا اسی طرح کے دوسرے جملے آپ نے برسات شروع ہوتے ہی ضرور سُنے ہوں گے۔

لیکن چھتری ایجاد کس نے کی تھی؟ دراصل اس کا کوئی ایک جواب نہیں ملتا۔ اور جو جواب ملتے ہیں ان میں کافی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی، چھتری کی ایجاد کسی نے بھی کی ہو، اس کی تاریخ ہے دلچسپ!

قدیم بھارت، چین اور مصر کے لوگ صدیوں پہلے چھتریاں بنانا جانتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں چھتریاں صرف گنے چنے افراد یعنی صرف راجہ، مہاراجہ ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ پرانے دور کی تصویروں میں بادشاہوں، نوابوں اور دوسرے مالدار لوگوں کے سروں پر جو چیز سایہ کئے ہوئے ہوتی تھی وہ دراصل چھاتے ہی کی ابتدائی شکل تھی۔ لڑائی کے وقت گھوڑے یا ہاتھی پر سوار کچھ بڑے بڑے لوگوں کے سروں پر بھی چھتر آویزاں رہتے تھے۔ پہلے یہ چھاتے بہت بڑے بڑے ہوتے تھے، اور ان کو اٹھانے کے لئے کئی کئی آدمی ساتھ چلتے تھے۔

برطانیہ میں چھتری کا استعمال ۱۷ ویں صدی میں شروع کیا گیا۔ خود برطانوی مورخوں کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے ہندوستان سے آنیوالے سیاحوں ہی نے برطانیہ میں چھتری کا استعمال کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جوناس ہینوے نامی ایک انگریز نے ۱۷۱۲ء میں کسی وقت چھتری ایجاد کی تھی۔ وہ جب چین کے سفر سے لوٹا تو بارش سے بچنے کے لئے وہ چھاتا لئے لندن کی گلیوں اور بازاروں میں گھوما کرتا۔ یہ بات ۱۷۵۰ء کی ہے۔ اور وہ اپنی موت تک برابر اس کا استعمال کرتا رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ عام لوگوں میں اس کا رواج شروع ہوا۔ پہلے پہل صرف عورتیں ہی اس کا استعمال کرتی تھیں۔ لیکن بعد میں مرد بھی چھتریاں استعمال کرنے لگے۔

اپنی مدد آپ

بے مہریٔ حالات پہ روتے ہیں وہی لوگ
جو قوت بازو پہ بھروسہ نہیں کرتے
جو اپنی مدد آپ کے قائل ہیں جہاں میں
امداد کا اوروں سے تقاضہ نہیں کرتے

آنریبل جسٹس عبدالرؤف سمنا کے سے ملاقات

شیخ اسماعیل نیروبی (کینیا)

حال ہی میں عزت مآب جناب جسٹس عبدالرؤف سمنا کے کا کینیا (مشرقی افریقہ) کے عدالت عالیہ کے جج کے عہدۂ جلیلہ پر تقرر ہوا تو محترم ساحر شیوی صاحب نے تجویز رکھی کہ میں صاحب موصوف کا انٹرویو لے لوں۔

"ایک ایسے شخص کا انٹرویو کیا معنی رکھتا ہے جس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو۔ انٹرویو تو اس کا لیا جاتا ہے جس کے متعلق کوئی جانکاری حاصل کرنا ہو" میں نے بات کو ٹالنا چاہا۔

"بلاشبہ جج صاحب کی زندگی ان کے اعزہ و رفقاء کے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہے۔ مگر ان کے خیالات اور ان کی زندگی کے حالات کو صفحۂ قرطاس پر قلمبند کر کے محفوظ کرنا ضروری ہے تاکہ آج کی پود اور آنے والی نسل ان سے درس حاصل کر سکے۔" ساحر نے اصرار کیا۔

ہماری گفتگو کے چند ہی دن بعد میں جج صاحب کا انٹرویو لے رہا تھا۔

"آپ کی جائے پیدائش؟"

میرے اس سوال پر وہ بے اختیار ہنس پڑے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میں ناواقف نہیں تھا۔ تعلقہ مہسلہ (رائے گڑھ) میں واقع پابرہ نامی جس گاؤں میں جج صاحب نے جنم لیا تھا، وہ ہماری محفلوں میں اکثر موضوعِ سخن رہتا ہے۔ جون ۱۹۶۶ء میں چند دنوں کے لئے جب میں اپنے آبائی وطن (تیمسہ تعلقہ کھیڈ، ضلع رتناگیری) گیا تھا تب عدیم الفرصتی کے باوجود مہسلہ، پابرہ، نگڑی، بیدری اور گوندگھر وغیرہ مقامات کی سیر

اگست ۵۵ء

خصوصاً کرایا تھا تاکہ ان بستیوں سے کچھ شناسائی ہو جائے۔

جسٹس جناب عبدالرؤف سمنا کے ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پابرہ اور مہسلہ میں حاصل کی اور سر سید احمد خان ہائی اسکول مرڈ سے ۱۹۴۳ء میں میٹرک پاس کیا۔ اسماعیل یوسف کالج بمبئی سے انٹر سائنس کرنے کے بعد دسمبر ۱۹۴۸ء میں لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں سنہ ۱۹۵۲ء میں لندن یونیورسٹی سے بی۔ اے (آنرز) پاس کیا۔ اور ایک سال بعد لنکنس ان (LINCOLN'S INNS) سے بیرسٹر ایٹ لاء کی ڈگری حاصل کی۔

معلوم ہوتا تھا کہ ایک ہی سانس میں تمام ضروری معلومات بہم پہنچا کر جج صاحب اس پر تکلف انٹرویو سے جان چھڑا کر بے تکلفی کی دنیا میں لوٹنا چاہتے تھے۔ مگر اس موڑ پر آکر مجھے مداخلت کرنا پڑی۔

س: "انٹر سائنس کے بعد آپ آرٹس کی طرف کیوں رجوع ہوئے؟"

ج: "دراصل جب میں نے سائنس کے لئے داخلہ لیا تھا اس وقت میں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی قطعی راہ متعین نہ کر سکا تھا۔ ذاتی رجحان طب (MEDICINE) کی طرف تھا۔ لیکن جنگِ عظیم کے بعد داخلہ کی دشواری کی وجہ سے آرٹس کی طرف مائل ہوا۔ اور یہ میرا فیصلہ میری ذہنی اور فکری ارتقاء کے لئے مناسب ترین ثابت ہوا۔"

س:۔ بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد کیا آپ
ہندوستان واپس لوٹے ؟

ج:۔ جی نہیں، میرے مرحوم والد صاحب پہلی جنگِ عظیم
کے بعد کینیا تشریف لے آئے تھے۔ اور یہیں پر
مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ چنانچہ
ہندوستان واپس لوٹنے کے بجائے میں نے ۱۹۵۳ء
میں مشرقی افریقہ کا رُخ کیا جہاں اب نہ صرف
میرے والد صاحب بلکہ میری والدہ ماجدہ، چار
چھوٹے بھائی اور تین چھوٹی بہنیں بھی موجود تھیں۔
آزادی کے بعد خاندان کے ہر فرد نے مقامی شہریت
حاصل کی۔ اُن دنوں میرے ایک بھائی (عبدالرشید)
ہمسایہ ملک یوگنڈا میں الیکٹریکل انجینئر تھے۔ آزادی
کے کوئی دس سال بعد وہ سیاسی بحران کا شکار بنے۔
اور بالآخر آسٹریلیا میں منتقل ہو گئے۔

س:۔ گویا مشرقی افریقہ کو آپ نے اپنایا۔ اور اسے اپنا
نیا وطن قرار دیا۔ پیشتر اس کے کہ آپ یہاں کی
کارکردگی بیان کریں، کچھ اپنی فیملی بیک گراؤنڈ
اور بالخصوص علاقۂ کوکن کی تعلیمی و ثقافتی سرگرمیوں کی
ارتقائی منازل پر روشنی ڈالئے۔

ج:۔ میری اور میرے خاندان کی اخلاقی اور تعلیمی نشوونما
میں سب سے زیادہ حصہ میرے والدین کا ہے۔
گھر کا ماحول ہمیشہ ہی دینی اور اخلاقی اقدار سے
معمور تھا۔ والدین کے بعد اگر کسی کا رہینِ منت ہوں
تو انجمن اسلام ریاست جنجیرہ کا۔ انجمن کے ماتحت
چلنے والے بورڈنگ ہاؤس اور سر سید احمد خان
ہائی اسکول (جو ریاستی حکومت کے زیر نگراں تھا)
مشترکہ طور پر ایک ہی سکہ کے دو رُخ تھے۔ ہم
اپنے علاقے میں ان دو اداروں کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
سے تعبیر کرتے تھے۔ یہ ادارے نہ صرف مشعلِ علم و
دین کی حیثیت رکھتے تھے بلکہ اسلامی روایات
و ثقافت کے ستون تھے۔ ان کی شعاعیں دور دور
تک پھیلی گئیں۔ حتیٰ کہ بیرونِ ریاست وجود اور
مہاڑ کے علاوہ رتناگیری، داپولی و خوس وغیرہ
مقامات بھی اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔
ان اداروں سے منسلک جو معروف ہستیاں
ابھی تک میرے دل میں گھر کئے ہوئے ہیں ان میں
سر فہرست مرحوم سیدی ظفر شیخانی کی شخصیت
ہے۔ آپ بورڈنگ ہاؤس کے پہلے بورڈر تھے بی۔ اے،
ایل۔ ایل۔ بی پاس کرکے آپ نے انجمن کی باگ ڈور
سنبھالی۔ اور آخر دم تک اس سے وابستہ رہے۔
دوسرے نام جو ذہن میں ہیں وہ ہیں مولانا عبدالشکور
کوکاٹے، داؤد صاحب ہنولا ے، عظیم الدین مفتی،
ڈاکٹر داؤد صاحب شیخ، ابراہیم پیش امام اور
میرے مشفق ماموں محمد سعید گیتے۔ گویہ سب
محسنینِ قوم اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ آج ہم
ان کی بے لوث اور بابرکت خدمات کے صلے میں
خطۂ کوکن میں دینِ اسلام کے عظیم ترین ماحول کی
بے پایاں جھلکیاں دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
ان سب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین

س:۔ کیا ان بزرگوں کے بوئے ہوئے بیج کی آبیاری کرنے
والے بھی اب کوئی باقی رہ گئے ہیں؟

ج:۔ ان مرحومین نے جو بیج بویا تھا وہ اب تناور
درخت کی شکل میں پھولتا پھلتا نظر آرہا ہے پرنسپل
مفتی صاحب، عبداللہ فقیہ، خلیل ہنولا ے صاحب،

شیخ قاضی صاحب کے بیٹے اور ابراہیم سند یکلا وغیرہ کی
سرگرمیاں اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ حال اور
مستقبل بھی ماضی کی طرح درخشندہ تابندہ ہوگا۔
کوکنی قیادت کے وسیع تر میدان میں تو بفضلہ تعالیٰ
بے شمار نام یکے بعد دیگرے ذہن میں آتے ہیں۔
مثلاً میرے دوست ڈاکٹر عبدالکریم نائیک، میرے
بزرگ پروفیسر داد کر، فقیر محمد مستری، ڈاکٹر عبدالرحیم
اندرے اور آنریبل حسین خان دلوائی وغیرہ۔ ادبی حلقے
میں کئی نامور شخصیتوں کا نقش کوکن کے ذریعہ غائبانہ
تعارف ہوتا رہتا ہے۔ بدیع الزماں خاور، انجم عباسی
اور دوسرے شعرائے کرام جن کا تعارف ادارہ ڈاکٹر گلاڈ کی
نیرو پوشاخ کی وساطت سے ہوا ہے۔ ان سبھوں
سے اور دوسرے فنکاروں سے مؤدبانہ درخواست
کروں گا کہ وہ اب تخلیقی نثر کی طرف اپنی توجہ
مبذول فرمائیں۔ فرضی حسن و عشق، عرض و نیاز
اور ساغر و مینا میں اب کوئی جدت کی گنجائش باقی
نہیں رہی۔ البتہ بچوں کے لئے نظم یا مختصر افسانے
(Short stories) کے لئے مواقع ہیں۔ اس
ضمن میں میں مشرف کمالی کا خاص مداح ہوں۔
یہ اپنے کلام "کہتا ہوں سچ.." میں جس سادگی اور
خلوص کے ساتھ معاشرہ کو توہمات و خرافات
سے پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ انہیں کا خاصہ ہے۔
مبارک کاپڑی صاحب سے بھی کافی توقعات وابستہ ہیں۔"

س:۔ ہمارے معاشرہ میں توہمات و خرافات کی آمیزش
خوب ہے۔ یہ مروجہ رسم و رواج جو غالباً کسی دور دراز
سے مسلمانوں میں گھس آئے ہیں اور آج ہمارے
دین کا عین حصہ بن گئے ہیں ان کے متعلق آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟

ج:۔ اس سوال کے لئے میں آپ کا خاص طور سے مشکور
ہوں۔ اگر میرا جواب کچھ طوالت بھی اختیار کرے تو
میں معذرت چاہوں گا۔ دیکھئے اس بارے میں
میں ایک ٹھوس عقیدہ رکھتا ہوں جو کہ میرے برسوں
کے گہرے مطالعہ اور ذاتی تجربات، تجزیات اور
مشاہدات کا نتیجہ ہے۔"

جج صاحب کے چہرے کی کیفیت اور الفاظ کی روانی
سے پہلی بار مجھے اس حقیقت کا احساس ہوا کہ میں ایک ایسے
شخص کا انٹرویو لے رہا ہوں جو نہ صرف ہائی کورٹ کا جج ہے
بلکہ اپنے دور کا نہایت ہی کامیاب بیرسٹر رہ چکا ہے۔

"جن علمائے دین و دنیا نے میری رہنمائی کی ہے اور
جن کا میں تاابد ممنون رہوں گا وہ ہیں سرسید احمد خان،
قائد اعظم محمد علی جناح، شاعر مشرق علامہ اقبال
اور ادارہ طلوع اسلام کے بانی و مفکر قرآن غلام احمد پرویز
ہیں۔ آخر الذکر ہستی کا حال ہی میں پاکستان میں
انتقال ہوا۔ ان چاروں مرحومین کی تحریر، تقریر اور
ان کی عملی زندگی سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔"

س:۔ بیرسٹری پاس کرنے کے بعد آپ نے ۱۹۵۳ء میں پریکٹس
کیا تھا اور آج اس مقام پر کھڑے ہیں جسے ہر
وکیل کے کیریئر کی معراج کہا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے
کہ اس مرتبۂ بلند کی سیڑھیاں بہت ہی جفاکش
اور صبر طلب ہوں گی۔؟

ج:۔ یہ سیڑھیاں جفاکش کیا بلکہ اکثر اوقات جان لیوا
ثابت ہوتی ہیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ
مجھے میری جانفشانی اور تگ و دو کا ثمرہ ملا۔ بہر صورت
میں صرف ان پگڈنڈیوں کا ذکر کروں گا جن سے
گذرتا ہوا میں اپنی منزل تک پہنچا ہوں۔ شروع

میں کینیا کے ہائی کورٹ کے وکیل کی حیثیت سے نو سال تک پریکٹس کی۔ سنہ ۱۹۶۲ء میں کینیا کی عدالت میں ریسیڈنٹ مجسٹریٹ کا عہدہ ملا۔ چند سالوں کے بعد سینیر ریسیڈنٹ بنا اور یوں ترقی کا زینہ طے کرتے ہوئے سنہ ۱۹۷۹ء میں رینٹ ریسٹرکشن کے چیرمین کی تقرری عمل میں آئی۔ پھر دو سال کے عرصہ کے لئے چیف مجسٹریٹ کے فرائض انجام دیئے۔ سنہ ۱۹۸۳ء میں ہائی کورٹ کا رجسٹرار مقرر کیا گیا۔ اور ابھی حال ہی میں ہائی کورٹ کے جج کے عہدہ پر مامور کیا گیا ہوں۔ اس دوران ملک کے مختلف شہروں میں تبادلے ہوتے رہے۔ بس یوں ہی سمجھئے کہ "دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے" ہم نے۔ ضمناً عرض کروں کہ گذشتہ تین سالوں سے کینیا مجسٹریٹ ایسوسی ایشن کا صدر کامن ویلتھ مجسٹریٹ ایسوسی ایشن کی کونسل کا بھی ممبر ہوں۔

س:۔ علامہ اقبال نے کہا تھا

"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

لہٰذا اب اس کے بعد؟

ج:۔ جس طرح کہ آپ نے ابھی ابھی کہا ہے، میرا تقرر صرف اس حد تک قابل ذکر ہے کہ ہر وکیل کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کیریئر عدالت عالیہ کا جج شپ پر پایۂ تکمیل تک پہونچے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری یہ آرزو شرمندۂ تعبیر ہوئی۔ اب بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے ایک عادل پسند جج بننے کی توفیق دے۔"

انٹرویو کے اختتام پر میرے ذہن میں آنحضورؐ کا ایک فرمان بار بار ابھر رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا: "جو شخص قرآن کے مطابق بات کرے گا وہ سچی بات کرے گا، جو اس کے عمل کے مطابق عمل کرے گا یقیناً اجر پائے گا، اور جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا ضرور عدل کرے گا۔"

حفظ ماتقدّم

گاؤں میں ایک جلسہ ہونے والا تھا جہاں ایک انقلابی لیڈر کا عوام سے خطاب کرنے کا پروگرام طے تھا۔ گاؤں میں ایک ہی دوکان جہاں سرِشام ایک گاہک نے دوکاندار سے پوچھا: کیا آپ کے ہاں سڑے ہوئے انڈے اور گلے ہوئے ٹماٹر ہیں۔ دوکاندار نے اثبات میں سر ہلایا۔ اپنے خراب مال کی قیمت پاکر دوکاندار کو خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی۔ اس نے گاہک سے پوچھا: "آپ اس مال کا کیا کریں گے، کہیں رات کے جلسہ میں مقرر پر پھینکنے کا ارادہ تو نہیں ہے؟"

"نہیں، آپ اطمینان رکھئے۔ ایسی کوئی حرکت نہیں ہوگی، اس لئے کہ میں وہی شخص ہوں جو رات کو تقریر کرنے آنے والا ہے۔"

پروفیسر یونس اگاسکر

"لہو کے چراغ"
نا آسودہ آرزوؤں کی تکمیل

انجم عباسی نے زندگی گزارنے کا فن بڑی جد و جہد سے سیکھا ہے۔ انھیں شروع ہی سے ارضی و سماوی آفات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس لئے ان کے مزاج میں ایک ناآسودگی کا عنصر گھر کر گیا ہے جسے نہ تو وہ اپنے قہقہوں میں چھپا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی شاعری میں۔ ان کا اولین مجموعۂ کلام "لہو کے چراغ" ان کی ایسی ہی ناآسودہ آرزوؤں کی خواہش کی تکمیل کا فنکارانہ مظہر ہے۔ اس مجموعے کی غزلوں اور نظموں میں مجھے اس اعتبار سے پختگی کا احساس ہوتا ہے کہ شاعر نے غمِ حیات کو غمِ کائنات میں ملا کر پیش کیا ہے، اور اپنی محرومیوں اور ناکامیوں کے انتقام کو ایک تعمیری موڑ دے دیا ہے۔ اگرچہ لہجے کی تلخی کو وہ ہر جگہ چھپا نہیں سکا ہے۔

ہر ہاتھ میں ہے گیان کی پُستک مگر انجم
اس دور کا انسان ابو جہل رہا ہے

انجم نے اپنی شاعری کا بنیادی مزاج رومانوی رکھا ہے اور اس رنگ میں وہ ساحرؔ اور قتیلؔ کے درمیان کی کڑی معلوم ہوتے ہیں، بقول حسرتؔ: "میں کامیابِ دید بھی محرومِ دید بھی" — انجم نے محبت کی ہے اور محبت کا جواب محبت سے پایا ہے۔ لیکن اس تعلق میں تکمیل کا احساس نہیں ہے۔ ملاقات، گفتگو اور سلسلۂ نظر، وقت، حالات اور بے ہمتی کی زنجیروں میں مقید ہے، یہاں تک کہ لمس کی لذت سے بھی یہ محبت محروم معلوم ہوتی ہے، لیکن جذبہ جواں ہے اور جوان رہے گا کیونکہ یہ راگنی کبھی پابندِ وقت و حالات نہیں ہوتی۔

اُس بُت کو ذرا چھو کے تو دیکھو کہ وہ کیا ہے
پتھر ہے کہ بس موم کے سانچے میں ڈھلا ہے

مجھ کو تری آواز کا سایہ ہی بہت ہے
یہ بحث ہے بے کار کہ تو مجھ سے جدا ہے

یہ اور اس قسم کے غزلیات اشعار کے علاوہ "فاصلہ" اور "بے حسی" نظموں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انجم کا رومانی لب و لہجہ اور درد و ناکامی کا تذکرہ محض مانگے کا اُجالا نہیں ہے۔ اس میں تجربات و حوادث کی جھلستی پگھلاتی آنچ موجود ہے مگر "راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا" کے مصداق انجم نے صرف حکایتِ درد و داغِ آرزو کو موضوعِ شاعری نہیں بنایا ہے ان کے اجتماعی احساس

اور درد مندیِ دل نے آلامِ روزگار کو مٹانے اور تلخیِ حیات کو گھٹانے کی تمنائیں بھی کی ہیں۔ "کالی آگ" میں وہ طوائف کی زبان سے کہلواتے ہیں:

اب آ بھی جاؤ کہ غم سے ذرا نجات ملے
وگرنہ ڈستی رہے گی یہ کالی رات مجھے

وہ "آگہی کا آئینہ" میں جوان فراق زدہ بیوی کا چاند رات کو شوہر کے بغیر عید منانے کا غم کوکن کے بہت سے گھروں کی حقیقت کا عکاس ہے۔ "سوزِ ناتمام" میں کاندھے پر متعدد اسٹول اٹھاکر گلی گلی مارے پھرنے والے بڑھئی کی نامرادی کو پیش کیا ہے۔ "نیا ہندوستان" میں رات گئے گلی کے نکڑ پر آوارگانِ شب کے مصروفِ خورد و نوش ہجوم کے پاس نیا ہندوستان ایک کمسن لڑکے کی شکل میں ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے اور کوئی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ یہ نظمیں سماجی احساس اور انسانی ہمدردی کا حامل فنکار ہی کہہ سکتا ہے۔ یہ مناظر عام ہیں۔ لیکن ان میں احساس کی چنگاریاں بھرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ انجم نے یہ فنکارانہ فن بخوبی ادا کیا ہے۔

انجم کی شاعری میں دردمندی کے علاوہ ریاکاری، مکاری، ظلم اور ناانصافی کے خلاف احتجاج بھی ملتا ہے۔ وہ زیردستوں اور بےکسوں کے شاعر ہیں۔ دولتمندوں اور پیٹ بھروں لیکن ذہنی اعتبار سے مفلسوں کے دربار میں غزل خوانی کرنا انھیں پسند نہیں۔ وہ غریبوں اور ناداروں کی انجمن ہی میں نغمہ ریز ہونا چاہتے ہیں، اور اپنی شاعری سے ان کے اندر جراتِ عمل بھرنا چاہتے ہیں۔

اپنے انفاس میں احساس کے شعلے بھر دو
تم بھی جاگ اٹھو جواب اپنا یہ ثابت کر دو

انجم عباسی کی نظموں کے جس رجحان نے مجھے خاص طور سے متوجہ کیا وہ ان کی قتل و غارت گری سے شدید نفرت ہے۔ وہ انسان کی سماجی بےقدری کے ساتھ سیاسی دلالی پر مبنی اس کے خون کی ارزاں فروشی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں تو ان کے قلم سے خون کے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔ انھیں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکانے والوں سے تو نفرت ہے ہی، مگر وہ عام حساس انسانوں کی طرح اس نفرت کا اظہار کرکے نہیں رہ جاتے بلکہ اپنے قلم کو تعمیری مقاصد کے استعمال بھی کرتے ہیں۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں بھیونڈی اور احمدآباد کے فسادات کے زمانے میں مراٹھی اخبارات میں زہرافشانی کے خلاف سنجیدگی سے احتجاج کرنے کے سلسلے میں وہ جس طرح بزبانِ مراٹھی میرے ہمنوا رہے اس سے ان کے خلوص کا اندازہ مجھے پندرہ سال قبل ہی ہو چکا تھا۔ اس لئے ان کی نظموں کو میں نے وقتی اُبال سمجھ کر ہی نہیں پڑھا بلکہ دردِ دیرینہ جان کر آنکھوں سے لگا لیا۔ "ہمالیہ"، "خون کے تاجر"، "بےگھر" جیسی نظموں اور غزلوں کے بعض اشعار سے ان کا تعمیری رجحان صاف جھلکتا ہے۔

انجم کی غزلوں میں روایت کا پاس اور جدیدیت کا احساس دونوں ملتے ہیں۔ انھیں ادب و شعر کی بدلتی ہوئی قدروں کا شعور ہے۔ لیکن وہ محض جدید بننے کے لئے جدت طرازیاں نہیں کرتے۔ نئے اشارے اور جدید علامتیں ان کا طرۂ امتیاز نہیں اور نہ ہی انھوں نے زبان و بیان یا ہیئت و مواد کے نت نئے تجربے کئے ہیں۔ البتہ اپنی غزل کے مزاج کو جدید دور سے آشنا کرنے کی کوشش ضرور کی ہے اور اس کوشش میں خاصے کامیاب ہیں۔ انھوں نے زیادہ تر حسی تجربوں کو غزلوں کا موضوع بنایا ہے۔ سیاسی و سماجی طنز سے بھی ناآشنا نہیں ہیں۔ اگر وہ اس قسم کے اشعار میں اندازِ بیان کی ندرت پیدا کرسکیں تو زیادہ کامیاب رہیں گے۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

بیگم منور اقبال شیخ

ناجائز آمدنی کی روک تھام میں
خواتین کا کردار

عورت اور مرد گاڑی کے دو پہیے کہلاتے ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ زندگی ایسی صورت میں کامیاب و کامران گذرتی ہے جس میں عورت اور مرد برابر کے ساتھی ہوں۔

اس وقت حالات کچھ ایسے ہی ہیں کہ عام متوسط آمدنی سے بمشکل دو وقت پیٹ ہی بھرتا ہے۔ چہ جائیکہ اچھا اور بیش قیمت لباس پہنا جائے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان حالات کے باوجود ہمارے یہاں ریشمی ملبوسات کی فراوانی ہے۔ عام لوگ اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ فضول خرچی عام ہے۔ آسائش و عیش کے سامان بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ سب کچھ جائز آمدنی سے تو ہونے سے رہا۔ بیویاں خوب جانتی ہیں کہ شوہر کی تنخواہ تو دس دنوں کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ سب کچھ کیسے مل رہا ہے۔ شوہر کی نوازشات کہاں سے ہوتی ہیں ستم ظریفی تو یہ ہے کہ بیویوں کی طرف سے بعض صورتوں میں مطالبات سے مجبور ہو کر شوہر ایسے ذرائع اختیار کرتے ہیں جن سے انہیں اخلاقی اور معاشرتی حدود کو توڑ کر مطالبات پورے کرنے پڑتے ہیں۔

ان حالات میں عورت کا فرض ہے کہ وہ آمدنی اور خرچ کو برابر رکھے۔ انفرادی صورت میں یہ کوشش تکلیف دہ ہوگی۔ لیکن اگر اسے اجتماعی صورت حاصل ہو جائے تو سارا طبقہ اس سے مستفید ہوگا۔ رزق حلال اپنی برکت دکھائے گا۔ اولاد نیک ہوگی اور جو مرد گھروں سے فرار ہو کر ہوٹلوں میں پناہ ڈھونڈتے ہیں وہ گھروں میں سکون اور تسکین کا سامان پائیں گے۔

حقوق کے لئے جد و جہد کرنے والی عورتیں قابلِ ستائش ہیں۔ انہوں نے بہت کام کیا ہے اور یہ ان کی بے لوث خدمت کا نتیجہ ہے کہ ملک میں تعلیم عام ہوتی جا رہی ہے۔ والدین اپنے بچوں کو تعلیم دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاہم اس جد و جہد کے ساتھ عورتوں کو اپنے فرائض کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ معاشرے کی ابتری اور انتشار کا علاج عورت کے ہاتھ میں ہے۔ آمدنی کی کمی، اخراجات کی بھرمار، خرچ پورا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع، برائی کا یہ چکر ایسا چلا ہے کہ سارا معاشرہ ہی اس کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔

سائنس کے اس دور میں بہت سی ناممکن باتیں اب ممکن ہوتی جا رہی ہیں۔ گھریلو اصلاح کا مسئلہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ضرورت صرف قدم اٹھانے کی ہے۔ اور زاویۂ نگاہ میں تبدیلی کی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی، جاپان، چین اور برطانیہ کی عورتوں نے اپنے ملک کی تعمیر نو میں بہت کام کیا ہے اور یہ ان کی بے لوث خدمات ہی کا نتیجہ ہے کہ ملک میں تعلیم عام ہوتی جا رہی ہے، وہ آج بھی اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا گناہ سمجھتی ہیں۔ وہاں عورتوں نے صرف حقوق کے مطالبے ہی نہیں کئے بلکہ اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد اپنے حقوق منوانے میں بھی کامیابی حاصل کی ہے ــــ آج ہمیں بھی

تغیر نو کا سامنا ہے۔ اقتصادی حالات خراب ہیں۔ ملک کی مصنوعات کو ترقی دینا ہے۔ یہ کام صرف مردوں ہی کا نہیں ہے، بلکہ اس میں عورتوں کو بھی برابر کا شریک ہونا چاہئے۔

وہ اپنے مردوں کو مجبور کریں کہ وہ ناجائز آمدنی حاصل کرنے سے باز رہیں۔ چونکہ گھر کا خرچ عورت ہی چلاتی ہے۔ اس لئے عورت کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی پر کڑی نظر رکھے، اور جائز آمدنی میں ہی گھر کا خرچ چلائے۔ نمود و نمائش پر بے جا روپیہ صرف نہ کرے۔ سادہ زندگی اختیار کرے، اور قناعت کرنا سیکھے۔ یہ سب کچھ عورت کے فرائض میں شامل ہے۔ اس سے گھروں میں سکون لوٹ آئے گا۔ اور معاشرے کے حالات روبہ اصلاح ہوں گے۔

زندگی میں سادگی، سادہ رہن سہن، سادہ لباس، سادہ خوراک استعمال کریں اور فضول خرچی اور نمود و نمائش سے پرہیز کریں تو آپ دیکھیں گی کہ آپ کے اخراجات کتنے کم ہو گئے ہیں۔ حق و حلال کی کمائی ہو تو آمدنی میں بآسانی گذر بسر ہو جائے گا۔ آپ خلوص نیت سے ارادہ تو کر کے دیکھئے۔ خدا اپنی برکتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ پریشانیوں سے نجات ملے گی۔ اور سکون و اطمینان ملے گا۔

ناجائز آمدنی کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے سکون مفقود ہو جاتا ہے، دماغ ہر وقت دولت کمانے کے نئے نئے طریقوں میں الجھا رہتا ہے۔ نیند غائب رہتی ہے۔ دل کا چین غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ناجائز آمدنی کی روک تھام سے معاشرے کی بہت سی برائیاں ختم جاتی ہیں۔ (ماخوذ)

> خدا تمھاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا، وہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔
> (حدیث)

از: مسٹر تابڑ توڑ

- ایسے سوالات پوچھئے جن سے ایک قاری مستفید ہو سکے۔
اور جن میں مفادِ عامہ پوشیدہ ہے۔
- انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظر انداز کر دیجئے
- فحش، مہمل اور لا مقصد سوالات سے گریز کیجئے۔
- نقش کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

★ اقبال احمد قاضی — منامہ۔ بحرین

سوال: کسی کی یاد دل پر دستک دے تو؟

ج: دل کے دروازے کھول دیجئے۔

سوال: شرافت کو لوگ بزدلی کیوں سمجھتے ہیں؟

ج: لوگ کہاں سمجھتے ہیں۔ ہاں کوتاہ ذہن اور تنگ نظر ایسا کہتے ہوں گے۔

سوال: کیا صرف اپنی ضرورتوں کو محدود کرنا ہی عقلمندی ہے؟

ج: بالکل نہیں۔ البتہ بزرگوں نے کہا ہے کہ اچھے عمل کی شروعات اپنے گھر سے ہو تو بہتر ہے۔ انگریزی کا مقولہ ہے

Charity begins from home

★ محبوب عالم — کامیلا ضلع علی گڑھ

سوال: خون کا بدلہ پھانسی۔ یہ انصاف ہے یا انتقام

ج: عبرت ناک سزا۔

★ نورالدین ابراہیم مالکیہ — موہبہ ضلع علی گڑھ

سوال: وفاداری اور سچائی میں کیا رشتہ ہے؟

ج: وفاداری سچائی کی چھوٹی بہن ہے۔

سوال: کس درخت میں لکڑی نہیں ہوتی؟

ج: کیلے میں۔

سوال: دنیا کی سب سے بڑی مسجد کہاں ہے؟

ج: اسپین میں۔

★ محمد عارف عبدالستار تانبے — کرجی تعلقہ کھیڑ

سوال: ہندوستان میں ہونے والے فسادات کا مقصد؟

ج: اہلِ سیاست جانیں۔

سوال: علم انسان کو عزت و شہرت عطا کرتا ہے تو قلم؟

ج: علم عطا کرتا ہے (اپنی بساط کے مطابق)

سوال: دوسروں کو دھوکا دینے والا کب دھوکا کھاتا ہے؟

ج: تھوڑے دنوں میں۔

★ رمضان علی ابراہیم صالح — دوحہ قطر

سوال: نقش کا پہلا خریدار کون اور کب بنا؟

ج: ایڈووکیٹ محمد عظیم کھٹکھٹے۔

سوال: سچے دوست کی پہچان؟

ج: مصیبت میں ہوتی ہے۔

سوال: جدائی کا داغ کس مرہم سے مٹ سکے گا؟

ج: وصل سے۔

★ اعجاز داؤد کوچالی کھیڈ ضلع رتناگری

سوال:۔ حلال روزی کمانے والا کون ہوتا ہے؟

ج:۔ نیک بندہ۔

سوال:۔ انسان اپنی برائی کب بیان کرتا ہے؟

ج:۔ جب بیان کرنے کے لئے اس کے پاس کچھ نہ رہے۔

سوال:۔ ہوس انسان کو کہاں لے جاتی ہے؟

ج:۔ زیر زمیں۔

★ انور عبداللہ کودنے آڑا تعلقہ داپولی

سوال:۔ دین اسلام میں مرد کو سونا پہننا کیوں حرام کیا گیا ہے؟

ج:۔ عالم دین سے پوچھئے۔

سوال:۔ سچی عبادت کون سی ہے؟

ج:۔ توحید پرستی۔

سوال:۔ تاریخ اسلام میں دریائے نیل کس بات سے مشہور ہے؟

ج:۔ حضرت موسیٰ کے حکم پر لشکر کو پار اترنے کا موقع دینے کے واقعہ کے لئے۔

★ ذاکرہ بیگم حنیف چیڑکی کیلشی تعلقہ داپولی

سوال:۔ سابق وزیر اعلیٰ عبدالرحمٰن انتولے دوبارہ کیا پھر سے وزیر اعلیٰ بنیں گے؟

ج:۔ قبل از وقت کہنا مشکل ہے۔ مگر سیاست میں یہ انہونی بات بھی ممکن ہے۔

★ اصغر علی عبدالغنی الوارے جہاد ضلع رائےگڑھ

سوال:۔ شادی میں کس چیز کو ترجیح دی جانی چاہئے؟

ج:۔ مشہور حدیث ہے کہ نکاح چار اسباب کی وجہ سے کیا جاتا ہے: حسب و نسب، حسن و جمال، دولت، اخلاق و دینداری۔ پس اخلاق و دینداری کو ترجیح دینا چاہئے۔

سوال:۔ مہر کتنی مقرر کرنی چاہئے؟

ج:۔ اتنی جو فریقین کو قابل قبول ہو۔ اور دولہا با آسانی حسب استطاعت ادا کر سکے۔

★ صغریٰ صلاح الدین مقدم انجیرہ کوکن

سوال:۔ کوئی ایسا عمل بتایئے جو بڑی ہمت کا ہے مگر بزدلی کہلاتا ہے؟

ج:۔ خودکشی

سوال:۔ کیا منزل پر پہونچنے کے بعد بھی نارسائی کا احساس ہوتا ہے؟

ج:۔ جی ہاں! کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ؎

میں کامیاب دید بھی محروم دید بھی
جلووں کے اژدہام نے حیراں بنا دیا

★ مبارک ایم۔ خان منانہ کرجن

سوال:۔ کانٹوں کے بستر پر سو کر کیا بہاروں کے سپنے دیکھے جا سکتے ہیں؟

ج:۔ یہ اپنا اپنا ظرف ہے۔ لوگ جھونپڑے میں رہ کر محلوں کے خواب بھی تو دیکھتے ہیں۔

سوال:۔ چمن کو پیار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس میں پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی۔ مگر صرف کانٹوں کا ذکر آجائے تو نفرت کا اظہار کیوں؟

ج:۔ صرف کانٹوں کا ذکر آجائے تو بات چمن کی نہیں خارزار کی ہو گی۔

★ لائق علی اسماعیل ایرکر مروڈ تعلقہ داپولی

سوال:۔ اگر بمبئی میں ٹریفک سگنل بند ہو جائے؟

ج:۔ آمدورفت کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔

سوال:۔ آئی سی ایس کا فل فارم کیا ہے؟

ج:۔ انڈین سول سروس

★

نقش کوکن ادبی پہیلی ۷ کا نتیجہ

۱ک	م
۲ک	ا
۳ک	ے
۴ک	پچھ
۵ک	ہ

نقش کوکن ادبی پہیلی ۷ انتہائی آسان تھی۔ اس لئے بے شمار قارئین نے اس میں حصّہ لیا۔ البتہ کوئی بھی کمپٹیشن ایڈیٹر کو مات نہیں کر سکا۔ اور کوئی بھی صحیح حل یا ایک غلطی والا حل نہیں ملا۔ دو غلطی والا بھی صرف ایک ہی حل موصول ہوا۔ اُس واحد حل پر انعام کی رقم پچاس روپے ادا کی جا رہی ہے۔

تین غلطی والے حلوں پر کوئی انعام نہ تھا۔ البتہ ہم ان کے بھی نام شائع کر رہے ہیں۔

دو غلطی (پچاس روپے)

ثریا دیشمکھ۔ لال بہادر شاستری مارگ، کرلا، بمبئی ۷۰:

تین غلطی والے حل :-

(۱) لئیقہ شاہین مظفر آباد (رائے گڑھ)
(۲) نجم النساء کوکن رائٹر ورلی، بمبئی ۱۸
(۳) شاہدہ موڈک، کرطوئی۔ رتنا گری
(۴) محمد حنیف وانگڈے، دمام، سعودی عربیہ
(۵) محمد عارف کوتکی، بینہ
(۶) بدیع الدین اسحاق، بمبئی ۳
(۷) منور دیشمکھ، پنویل، رائے گڑھ
(۸) عائشہ ملا، مجگاؤں، بمبئی ۱۰
(۹) سفینہ ساونت، راجپوری، رائے گڑھ
(۱۰) عظیم بیشارد، دابولی
(۱۱) م۔ غالب، ست گھر تہ
(۱۲) مجمرا خواہ، بمبئی ۹
(۱۳) شاہ بسمل ملک، تلوجی پاڈا (تھانہ)

نقش کوکن ادبی پہیلی ۸

پچاس روپے نقد انعام

ایک بار پھر انتہائی آسان پہیلی

حل وصول ہونے کی آخری تاریخ : ۳۰ ستمبر اگست ۱۹۸۵ء

۱		ا
۲		ا

اشارے (دائیں سے بائیں)

۱۔ ہر عورت اپنے ہاتھ کا ——— ہوا کپڑا پہننے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔

۲۔ دو چار برسوں میں لاکھوں روپیہ ——— لیا۔ اس پر خوش نہ ہو۔ کتنے گناہ اپنے نامۂ اعمال میں لکھوائے۔

شرائط :-

۱۔ ہر حل کے ساتھ صرف پچیس ۲۵ پیسے کے غیر استعمال شدہ ڈاک کے ٹکٹ روانہ کرنے پڑیں گے۔

۲۔ ایک حل کے پچیس ۲۵ پیسے کے حساب سے آپ کتنے حلوں کے لئے ٹکٹ ایک ہی لفافے میں بھیج سکتے ہیں۔

۳۔ اس پہیلی میں استعمال ہونے والے سبھی اشارے : اردو کتب میں شائع شدہ ہیں۔

۴۔ ہر صورت میں کمپٹیشن ایڈیٹر نقش کوکن کا فیصلہ آخری، قطعی اور قابل قبول ہوگا۔

خوش ذائقہ مشروبات
ہوا بند ڈبے
جام، مربے وغیرہ
کیلئے یاد رکھئے
Ratna
رتنا
رتنا کیننگ انڈسٹریز
انڈسٹریل اسٹیٹ رتناگری
فون :- 2201

اخبار و افکار

مرتبہ: مجید بن صالح

ہرنئی کے طلبہ کیلئے بمبئی میں قیام گاہ

۲۷ جون ۸۵ء کو جماعت المسلمین بازار محلہ ہرنئی کے ایک عام میٹنگ میں شیخ علی عبداللہ چوگلے کو متولی منتخب کیا گیا۔ آپ اچھے سماجی ورکر اور ملنسار شخص ہیں۔ اس میٹنگ میں محلہ کے بچوں کے لئے جو تعلیم یا ہنر حاصل کرنے کے لئے بمبئی آتے ہیں۔ جماعت نے اپنا کمرہ ان کے استعمال کے لئے دینا منظور کیا ہے۔ جس سے تقریباً دس پندرہ بچے مستفید ہو سکتے ہیں۔

ہرنئی میں پانی کی قلت اور بجلی کی آنکھ مچولی

امسال ہرنئی تعلقہ داپولی میں پینے کے پانی کی شدید قلت رہی۔ تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی لاگت سے تعمیر شدہ ڈیم گاؤں کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکا۔ پانی کی قلت کے ساتھ الیکٹرک سپلائی سے لوگ کافی پریشان رہنے سے نہ صرف یہ کہ لوگوں کو اندھیرے کا سامنا تھا بلکہ گاؤں میں فریج، ٹی۔ وی، ویڈیو جیسی بیش قیمت اشیاء بجلی فیل ہونے سے متاثر ہو گئی ہیں۔

تلاوتِ قرآن کریم

حسب سابق امسال بھی رمضان المبارک کے مہینے میں کوکنی مسلم کلب نیرولی کے زیر اہتمام قرأتِ قرآن کریم کا مقابلہ رکھا گیا، جس میں کینیا ہائی کورٹ کے جج جسٹس عبدالرؤف سنائک نے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ جلسے کے اختتام پر افطاری کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

نامہ نگار
شیخ اسماعیل نیرولی

"لمحے لمحے کا کرب" شائع ہو گیا

جوان سال شاعر پرویز باغی کا اولین شعری مجموعہ "لمحے لمحے کا کرب" ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی نے شائع کیا ہے۔ یہ شعری مجموعہ کوکن اردو رائٹرس گلڈ کی نیرولی شاخ کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع ہوا ہے۔

مسلم کلچرل سرکل کا جشن عید ملن اور سیمینار

۳۰ جون ۸۵ء کو گیتا بھون میں مسلم کلچرل سرکل رتناگری کی طرف سے جشن عید ملن منایا گیا۔ اس جلسے کی صدارت رتناگری کے کلکٹر شری ناتھوک سنہا نے کی۔ رتناگری کے ایس۔ پی شری اجیت پارسینس اور ڈسٹرکٹ کلکٹر ریاض احمد خصوصی مہمان تھے۔ اس موقع پر "قومی یکجہتی" کے عنوان پر ایک سیمینار کا بھی انعقاد کیا گیا تھا۔ جس میں مختلف فرقوں کے دانشوروں نے حصہ لیا۔ مسلم کلچرل سرکل کے روح رواں ڈاکٹر علی میاں پرکار نے شرکاء جلسہ کا استقبال کیا۔ اور رتناگری کے ایڈیشنل سٹی مجسٹریٹ علی میاں مجاور نے شکریہ ادا کیا۔ جلسے کی نظامت تاج الدین مؤذنکر نے کی۔ (نامہ نگار: پرویز باغی)

زلیخا بیگم زکریا اسکول کا افتتاح

تالاسوپارہ بمبئی سے قریب ایک تاریخی گاؤں ہے۔ یہاں پر کسی زمانے میں پانچ ہزار عرب تاجر آباد تھے۔ آج وہاں نوائط کے لوگ آباد ہیں۔ تالاسوپارہ کے انہیں لوگوں میں سے کچھ نوجوانوں نے سوپارہ ایجوکیشنل اور میڈیکل ٹرسٹ بنا کر وہاں پہلا کروڑ روپے کی لاگت سے زلیخا بانو میاں زکریا انگلش میڈیم اسکول جاری کیا۔ تین مہینے کی مدت میں تیزی کے ساتھ

اسکول کی عمارت تعمیر ہوئی ہے، جس کا افتتاح نہایت ہی سادے طریقے سے گزشتہ ہفتہ ہوا۔ صدارت رضوان حارث سابق ایم ایل اے نے کی اور مہمان خصوصی جناب احمد زکریا سابق ایم ایل سی تھے۔ اور جناب انور مفتی جنرل سیکریٹری نے اسکول کی روداد پیش کی۔

اس اسکول کے لئے نواط ٹرسٹ نے ۴۰۰۰ مربع... زمین عطا کی ہے۔ اور زلیخا بیگم زکریا ٹرسٹ اور ان کے عزیزوں اور رشتے داروں نے تین لاکھ کا عطیہ اسکول بلڈنگ کے لئے دیا۔ یہ نالاسوپارہ کا واحد انگلش میڈیم اسکول ہوگا۔ اور آئندہ برسوں میں اس اسکول میں پرائمری کے ساتھ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے گا۔

ڈاکٹر ایچ این صدیقی ادارۂ علم البحر کے ڈائریکٹر

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشینوگرافی (علم البحر) کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے ڈاکٹر ایچ این صدیقی نے عہدہ سنبھال لیا ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر وی وی آر وردا چاری کی جگہ لی ہے۔ جو ریٹائر ہو گئے ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ایم ایس سی پی ایچ ڈی ڈاکٹر صدیقی نے ۱۹۵۶ء میں جیولاجیکل سروے آف انڈیا میں ملازمت اختیار کی اور پھر ۱۹۷۲ء میں بحری ڈویژن کے سربراہ ہو گئے۔ ۱۹۸۳ء میں انھیں پدم شری اعزاز ملا اور ۱۹۷۸ء میں ارضی سائنس کا انتہائی باوقار شانتی سروپ بھٹناگر ایوارڈ حاصل کیا تھا۔

نیو ماڈرن ہائی اسکول کا افتتاح

سالکر پنچ کروشی ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام نیو ماڈرن ہائی اسکول سالکر کا افتتاح ۲۲؍۵؍۸۵ء کو رتناگیری کے مشہور صنعت کار جناب ایم ڈی نائیک کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقع پر موصوف نے پانچ ہزار روپے کا عطیہ دے کر سوسائٹی کی رکنیت قبول کی۔ اس جلسے میں سوسائٹی کے صدر جناب علی میاں قاضی اور جنرل سیکریٹری شری ملا گدجی کے علاوہ جناب آئی وائی سوکر، محترمہ جمیلہ بانو آدتے، ڈاکٹر ایم ڈی سیکالشن، جناب محمد نسیم کوتوالیکر، پروفیسر آونڈے، شری پی آر جوگ اور شری وامن راؤ دالے نے تقاریر کیں۔ جلسے کی نظامت پرویز باغی نے کی انجام دی۔

"کوکن ایجوکیشنل فنڈ اسکالرشپ"

حسب سابق امسال بھی کوکن ایجوکیشنل فنڈ کویت نے ضلع رتناگیری، سندھو درگ، رائے گڑھ اور تھانہ کے کوکن کے مسلم مستحق طلبہ و طالبات کو اسکالرشپ دینے کا اعلان کیا ہے۔ جو طلبہ و طالبات ہائی اسکول، کالج، پالی ٹیکنک اور آئی ٹی آئی میں زیر تعلیم ہیں۔

ڈاک کا ٹکٹ لگا ہوا لفافہ بمع مکمل ذاتی پتہ درج کر کے پتہ ذیل پر ارسال فرمائیں۔ اور پندرہ اگست سے پہلے اسکالرشپ فارم حاصل کریں۔

پتہ:- (۱)

MOHD. RAFIQ F.M. SAKHARKAR,
AT POST SAKHARKAR,
TALUKA -DIST. RATNAGIRI,

(۲)

F.A. DALWI
19/2 NAIMA MANZIL
PANDYA LANE
JUHU ROAD SANTACRUZ,
BOMBAY NO 400049

(ر) نگاہ محمد عبدالوہاب ابراہیم سالدولکر
(صدر ایجوکیشنل فنڈ کویت)

کامیابی

جناب عبدالقادر عبدالرحمٰن پنچی متوطن دیلیواڑہ تعلقہ گوہاگر جو جگاؤں ڈاک بمبئی میں برسرِ ملازمت ہیں مرکنٹائیل مرین ڈپارٹمنٹ سے انلینڈ ماسٹر فرسٹ کلاس کا امتحان بعمر ۴۱ سال پاس کیا۔

اردو اسکول کا افتتاح

راجہ پور ضلع رتناگری سے ۶ کلومیٹر دور موضع رانتلے میں ضلع پریشد رتناگری کے زیرِ اہتمام ۱۰ جون کو اردو اسکول کا افتتاح ہوا۔ درجہ اول تا چہارم سلسلۂ تعلیم جاری رہے گا۔ اسکول کی عمارت تعمیر کرانے میں جناب عبدالستار منگی کی علم دوستی قابلِ قدر ہے کہ آپ نے اپنے خرچ سے اسکول تعمیر کرایا۔

سبکدوشی

ڈاکٹر ظفر الاسلام ظفر ہیڈ ماسٹر رئیس ہائی اسکول و جونیئر کالج بھیونڈی ۳۰ جون ۸۵ء کو اپنے تدریسی فرائض سے سبکدوش ہو گئے۔ ڈاکٹر ظفر الاسلام ۲ جولائی ۱۹۵۲ء کو بھیونڈی تشریف لائے اور رئیس ہائی اسکول سے وابستہ ہو گئے۔ اپنی ۲۹ سالہ تدریسی زندگی میں موصوف نے کئی اعزازات حاصل کئے اور علم و ادب اور تعلیم کی گراں قدر خدمت کی۔

تعلیمی وسائل کی اعانت

۴ جولائی ۸۵ء کو جناب شہاب الدین علی داؤت اور جناب محمود ہرکرے نے اردو اسکول تاریہ تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڈھ کے نادار طلبہ کو کتابیں، بیاضیں اور تختیاں عنایت کیں۔ یہ تعلیمی وسائل سرپنچ جناب محمد سنگے کی زیرِ صدارت منعقدہ جلسہ میں ان کے ہاتھوں تقسیم کئے گئے۔ (مرسلہ نوفل بھارتی)

بزمِ شعر و ادب کوکن

بزم کی ۳۰ویں نشست ۲۴ جون کو انجام پائی۔ یہ خاص نشست عبدالمتین کے نام سے منسوب کی گئی تھی جو کوکن کے مشہور صحافی اور شاعر تھے۔ جناب شرف کمالی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ نشست میں کوکن کے جانے مانے ماہرِ نفسیات ڈاکٹر عبدالکریم نائیک نے بھی شرکت کی۔ اس نشست کی نظامت اور کارروائی جناب یعقوب ساغر نے بحوبی انجام دی۔ شیرِ خورمہ کی مٹھاس کے ساتھ یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔ انتخابِ کلام درجِ ذیل ہے۔

آدمی کی پہنچ چاند پر ہے مگر\
آدمیت ہے بے خبر دیکھئے\
(حمید قاضی)

وہ دن بھی آیا مقصد سے زندگانی میں\
سماج والوں کی ہم نے برابری کر لی\
(قاسم فدا اسیخ)

تشنگی بجھا لیتے کاش اپنے ہاتھ آتا\
دیکھ کر تجھے ساغر کوئی سوچتا ہوگا\
(یعقوب ساغر)

خوش ہوں کہ تیری زلف کا سایہ ہوا نصیب\
صدشکر بے سہارا نظروں کی آوارگی گئی\
(کاوش ماردلوی)

ہم نے دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے\
جو نہ ہوتا تھا آج ہوتا ہے!\
(ناچیز قیصری)

تجلّی اک نظر آئی تھی فرحت\
خلشِ دل کی فزوں کم ہو گئی ہے\
(فرحت اشرفی)

وقت پر غلطی سزائیں تو سنبھلتے لیکن\
فیصلہ روزِ قیامت پر اٹھا رکھا ہے\
(محمود الحسن ماہر)

پہیلی شمعِ محبت جل رہا ہوں خرد بھی حیراں جنوں بھی حیراں\
وہی ترانہ زباں پہ میرے کہ جس کو گنگنانا ہم ہیں یاری\
(معین الدین ملّا)

ایس ایس سی نتائج

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری اینڈ ہایر سیکنڈری ایجوکیشن، پونہ ڈویژنل بورڈ کے زیر اہتمام ہوئے ایس ایس سی امتحان کا نتیجہ ۵۱٫۱۵ رہا۔ بالموہن ودیا لیہ بمبئی کی طالبہ منجوشا سریش راؤ مہتدانے نے ۹۴ فیصد مارکس حاصل کرتے ہوئے اول پوزیشن حاصل کی۔

۱۰۹ امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلبہ میں ۹۵ اسٹوڈنٹس بمبئی اور پونا کے ہیں۔ جس میں بالموہن ودیا لیہ کے ۱۱ طالب علم شامل ہیں۔ اور پارلے تلک ودیا لیہ کا دوسرا نمبر ہے۔ جس کے ۸ طلبہ میرٹ لسٹ میں شامل ہیں۔

اردو میں پہلی پوزیشن شیخ زبیدہ الیس علی (نیشنل اسکول کلیان) اور شیخ تسنیم قاسم (انجمن اسلام باندرہ) نے حاصل کیا۔ جبکہ فارسی اور عربی میں پہلا درجہ حاصل کرنے والے طلبہ کے نام مومن ذکیہ بانو محمد قاسم (تھانہ)، سید نور النساء عتیق احمد (ناسک) اور سروے غلام بیگم عبدالرحمٰن ہیں۔

اردو کے ۱۵۰ روپے کا انعام شیخ زبیدہ الیس علی، اور دوسری زبان ہندی مراٹھی میں شیخ شبنم غلام عباس (بمبئی گرلس ہائی اسکول) نے حاصل کی۔

رتناگوری اور اسکالرشپ کی حقدار بھی شیخ زبیدہ قرار دی گئیں۔ اور فارسی کا سر فیروز شاہ مہتہ وظیفہ مومن ذکیہ بانو محمد قاسم اور سید نور النساء میں تقسیم ہوگا۔

شیخ زبیدہ کو عابد حسین خان پرائز بھی عطا کیا جائے گا۔ جو ہر ماہ ڈیڑھ سو روپے ہونگے۔

ذیل میں ان تعلیمی اداروں کے نتائج جو ہمیں حاصل ہو سکے :۔

محمدیہ ہائی اسکول بمبئی

مجموعی نتیجہ ۷۵ فیصد ہے۔ جو گذشتہ سالوں کی روایت کے مقابلہ میں کم ہے۔ مگر بمبئی کے بوائز ہائی اسکول میں سب سے زیادہ ہے۔ اسکول میں نور محمد سورتی اول رہا۔

انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول دابھول

ادارہ کے جواں سال صدر جناب عثمان عبداللہ تجمی کی اطلاع کے مطابق مذکورہ ہائی اسکول کا نتیجہ ۷۱ فیصد رہا۔ جس میں ۳ بچے درجۂ اول میں آئے کل ۱۹ بچے کامیاب ہوئے۔ عبدالکریم حسن بیگ نے امتیازی کامیابی ۸۳ فیصد نمبر سے حاصل کی۔

انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول گونڈگھر

ضلع رائے گڑھ کے تمام اردو ہائی اسکولوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی نتیجہ ۹۰ فیصد رہا۔

مستری ہائی اسکول رتناگری

۶۷ بچے شریک امتحان ہوئے جن میں ۴۵ نے کامیابی حاصل کی، نتیجہ ۶۱٫۷ فیصد رہا۔ عرفانہ حسن میاں دستانے ۷۹ فیصد نمبر پائے۔

سٹی زن ہائی اسکول اورن ضلع رائے گڑھ

۵۶ فیصد طلبہ نے کامیابی حاصل کی جن میں دو درجۂ اول، آٹھ درجۂ دوم اور چار درجۂ سوم میں کامیاب ہوئے۔ سال گذشتہ کی بہ نسبت امسال نتیجہ میں ۱۲ فیصد کا اضافہ ہے۔

اوکس ہائی اسکول پنچگنی

نتیجہ صد فیصد رہا — یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کتنے بچے شریک امتحان تھے۔

چھارا شٹر ہائی اسکول کرڈوی

اپنی سابقہ سالہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے احسان بھی اسکول کا نتیجہ صد فیصد رہا ـ ۲۲ طلبہ شریک امتحان تھے۔ جن میں ایک نے امتیازی مقام حاصل کیا۔ ۹ نے درجہ اول میں اور ۱۲ درجہ دوم میں کامیاب ہوئے۔ امینہ شرف الدین بھوبنل نے ۴۲ء ۶۱ فیصد نمبر پائے۔

انجمن اسلام جنجیرہ مہسلہ ہائی اسکول

نتیجہ ۶۵ فیصد رہا۔ طالبہ عقاب محمود ہما فقیہ نے اسکول میں اول نمبر حاصل کیا۔

حاجی ایس ایم مقادم ہائی اسکول کھیڈ

نتیجہ صد فی صد رہا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ۱۹ بچے شریک امتحان تھے۔ کماری نسیم نور خطیب نے اسکول میں پہلا مقام حاصل کیا۔ اکثریت نے فرسٹ ڈویژن میں تو باقی ماندہ سیکنڈ کلاس میں پاس ہوئے۔
ہیڈ ماسٹر جناب عبداللہ پرکار صاحب امسال جون کے اواخر میں سبکدوش ہو رہے ہیں۔

فاروق ستار عمر بھائی ہائی اسکول گجیتوری ممبئی

نتیجہ تقریباً ۷۰ فیصد رہا ـ ۵ طلبہ امتیازی درجہ میں ۱۰ اول درجہ میں ۴۴ درجہ دوم میں اور ۳۰ پاس کلاس میں کامیاب ہوئے۔

متفرق نتائج (S.S.C.)

(۱) ناکاڑے فریدہ دوست محمد	65%
(۲) شمیم آرا محمد غوث	63%
(۳) سلطانہ وحید نیاز محمد شیخ	55%

(۴) نسیم بانو ابراہیم شیخ	50%
(۵) سید عبدالکریم اسماعیل	50%
(۶) ونو ملکہ سلیمان	50%
(۷) ذکیہ بانو محمد حسین شیخ	63%
(۸) پروین عبدالرحمٰن بھارد ے	
(۹) کوثر اسماعیل مقدم	
(۱۰) ارجمند بانو عبدالسلام راول	60%

آدرش ہائی اسکول کرجی

۳۹ طلبا شریک امتحان ہوئے ـ ۳۷ نے کامیابی حاصل کی۔ نتیجہ ۹۵ فیصد رہا۔ دس بچے فرسٹ کلاس اور ۲۳ سیکنڈ کلاس میں آئے۔ اسحاق مرڈکر نے ۷۶ء۳ فیصد نمبر پائے۔

بانکوٹ میں کامرس کالج

جنتا ایجوکیشن سوسائٹی بانکوٹ (ترنج گروپ) کے زیر اہتمام ۱۵ جولائی ۸۵ء سے بانکوٹ میں جونیئر کالج آف کامرس شروع ہو گیا ہے۔ خطہ کوکن کے لئے بالعموم اور تعلقہ منڈنگڑہ کے طلبہ کے لئے بالخصوص یہ سنہری موقع ہے کہ ادارہ ہذا کے (گیارہویں) کامرس میں داخلہ لے کر اپنے مستقبل کو تابناک بنائیں۔ (نامہ نگار: ستار بھائی پرکار)

انقلاب عراق کی ۱۷ ویں سالگرہ کا جشن

۱۶ جولائی ۸۵ء کی شب میں تاج محل ہوٹل بمبئی میں حکومت عراق کے قونصل جنرل مسٹر ایچ الالوسی نے انقلاب عراق کی سترہویں سالگرہ کے موقع پر ایک پر تکلف تقریب کا اہتمام کیا جس میں شہر کے ہر مکتب فکر کے ممتاز اصحاب نے شریک ہو کر عراق کے تئیں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور مبارک باد دی۔

نقش نواز

نئے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیرخواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔

لیجئے، اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:

لائف ممبر

جناب حمید محمد کھوت — بمبئی ۹۳
مس صبا بشیر مقدم — بمبئی ۱۰
جناب نورالدین وجیہ الدین پرکار — فلسوندا
محترمہ ناہید شفیع پوتریک — کلوا
" ریحانہ زین العابدین کھوت — پوفلو لے
جناب سعداللہ محمد داماد — بمبئی ۸۶
" ابراہیم زین الدین مقدم — بمبئی ۷۰
" شوکت عبدالرحیم باعکری — بھنڈی
" نواب ذہبی معظم — کونتھرا
" طالب جی غزالی — بمبئی ۷
" حسام الدین حسین میاں باعکری — بمبئی ۲۹
ماسٹر تنویر ہاشم — کونتھرا
جناب صالح خان دیشمکھ — کھوٹیل
" دائم خان دیشمکھ — ولوٹہ

جناب شمیم اسماعیل تانبے — دمام
" عبدالوہاب پرکار — الخوبر
" الحاج زاہد دیشمکھ — الخوبر
" سردار مرزا حسن آرائی — دمام
" اصغر تنگیکر — عیقیق
" سمیع الدین پٹیل — الخوبر
" آدم حسین فرڑے — طقباح
" ذاکر اے پرکار — راس تنورہ
" اسماعیل جی مقدم — کراچی

سالانہ خریدار

جناب حافظ عبدالکریم — بمبئی ۵۹
محترمہ فرحین عبدالحی مودک — بمبئی ۵۸
ہمدرد مسلم لائبریری — تانور
ڈاکٹر اے جی پینکر — بمبئی ۱۰۲
ڈاکٹر سلیم سروے — بمبئی ۵۸
حاجی آدم کاکا بھورے — پونہ
جناب عمر ایوب لامبے — دیوتی
حاجی ابراہیم فقیر محمد پاڈلے — دونولی
جناب ایم اے تنگیکر — اڑورن
محترمہ بانو بی داؤد ناخوا — بمبئی ۹

بیرون ہند سالانہ خریدار

انجمن دارالمسلمین کوکن — ابوظبی
جناب رفیق احمد عبدالستار — دہران
" ابوبکر داؤد کھوت — دمام
" نظام احمد تیسکر — دمام
" عبدالقادر عبداللہ پرکار — دہران
" ریاض احمد ابراہیم تیسکر — دہران

عیدِ ملن

محکمۂ سیلس ٹیکس کے افسران نے ۸ جولائی ۸۵ء کی شب میں انجمن اسلام بوائیز بندر کے گراؤنڈ پر عید ملن کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں حکومت مہاراشٹر کے وزیر مملکت شری رام منوہر ترپاٹھی بطور مہمانِ خصوصی شریک تھے۔ دیگر شرکاء مجلس میں سابق وزیر ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا، اردو بلیٹز کے جناب این ایم صدیقی، برہانی کالج اور صابو صدیق پالی ٹیکنک کے پرنسپل صاحبان، پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار دلوی، مشہور شاعر کیفی اعظمی، صحافی حضرات اور دیگر عمائدینِ شہر حاضر تھے۔

پروگرام کے آغاز میں جناب یوسف ناظم، جناب علی سردار جعفری، جناب مظفر شاہجہاں پوری اور ہندی کے شاعروں نے اپنے کلام بلاغت نظام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ اس کے بعد پُرتکلف عشائیہ کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ انتظام و انصرام میں سیلس ٹیکس کمشنر جناب ترویدی، اسسٹنٹ کمشنر خلیل پرواری

تصویریں

ڈاکٹر فرزانہ بڑے

بیرسٹر جعفر احمد بڑے کی دختر فرزانہ نے امسال
مارچ ۸۵ء میں ہومیو پیتھک میڈیکل کالج الا بمبئی سے
ڈاکٹری کی سند حاصل کی۔ ڈاکٹر فرزانہ نے ۱۹۷۹ء میں ایس ایس سی
کا امتحان پاس کیا تو ۷۰ فیصد مارکس ملے تھے۔ الفنسٹن کالج سے
بارہویں سائنس کا امتحان پاس کیا تو ۶۳ فیصد نمبر ملے تھے۔
بھنڈاری میڈیکل کالج میں داخلہ لیا اور ساڑھے ۳ سال کی تعلیم و
تربیت کے بعد امسال سند حاصل کی۔

فی الوقت ڈاکٹر فرزانہ گورنمنٹ ہومیو پیتھی اسپتال
میں مریضوں کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔ شام کے وقت
وی ٹی پر ہومیوپیتھی چیریٹیبل کلنک میں ۶ تا ۸ بجے تک خدمت
پر مامور ہیں۔ اب تو وہ اپنا ذاتی شفاخانہ قائم کرنے کا سوچ
رہی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا انھیں اپنے ارادوں میں کامیاب
کرے اور ان کے ہاتھوں مریضوں اور دکھی دلوں کو شفا نصیب ہو۔

الطاف پاؤسکر

کھاڑی ٹولا ضلع رتناگری کے جناب قاسم پاؤسکر
(ایکمے انجینئرنگ ورکس) کے فرزند الطاف نے امسال ایس ایس سی
امتحان میں ۷۸ء۴۴ فیصد نمبر حاصل کئے۔ الطاف نے
اپنی ابتدائی تعلیم خوجہ شیعہ اسکول میں مکمل کی اور سینٹ جوزف
ہائی اسکول میں داخلہ لیا جہاں ہر امتحان میں وہ امتیازی نمبروں
سے کامیاب ہوتا رہا۔ تعلیم میں خصوصی دلچسپی کے ساتھ ہی
الطاف نے ہائی اسکول کی دیگر سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا اور
کامیابی حاصل کی۔ اب ایس ایس سی میں کامیابی کے بعد
صابو صدیق پالی ٹکنک میں داخل ہے اور میکانیکل انجینئرنگ
میں اعلیٰ تعلیم کا خواہش مند ہے۔

نکہت فاطمہ شیخ

جناب این ایس شیخ (اسپیشل ایگزیکیوٹیو مجسٹریٹ)
متوطن باندہ ضلع سندھو درگ کی دختر نکہت فاطمہ شیخ
نے امسال ایس ایس سی امتحان میں ۸۵ فیصد نمبر حاصل کرکے
امتیازی پوزیشن جیت لی۔ آپ کو جعفر سلیمان گرلز ہائی اسکول
میں جہاں وہ زیر تعلیم تھیں اول آئیں۔ یوں بھی وہ ہر سال
امتحان میں اول نمبر سے کامیاب ہوتی رہی ہیں۔

شفاخانوں کا افتتاح

★ ۱۴ جولائی ۸۵ء کو ڈاکٹر خلیل پرکار M.D. (خلف اکبر
جناب اوج پرکار) کے پولیو، پیرالائسس آرتھرائٹس سینٹر کا
افتتاح مشہور سرجن ڈاکٹر اے ار انڈرے کے ہاتھوں انجام
پایا۔ اس موقع پر ماہر امراض قلب ڈاکٹر اے ڈی کپور اور شہر کے
کئی بڑے ڈاکٹر موجود تھے۔

★ ۲۱ جولائی ۸۵ء کو ڈاکٹر امتیاز چھاپرا اور ان کی
رفیقۂ حیات ڈاکٹر فرحت چھاپرا کے مطب کا افتتاح
وزیر حکومت مہاراشٹر پروفیسر جاوید خان کے ہاتھوں
وڈالا (مشرقی) میں انجام پایا۔ اس موقع پر کارپوریٹر نیاز ونو
اور جناب محمود چھاپرا کا حلقہ احباب وڈالا کثیر تعداد
میں شریک تھے۔

★ حبیب ہسپتال بمبئی کے سابق آر ایم او ڈاکٹر طاہر ترکی
کے مطب کا افتتاح ۲۱ جولائی ۸۵ء کی سہ پہر میں وڈالا
(مشرقی) میں انجام پایا۔ وزیر مہاراشٹر پروفیسر جاوید خان
کے علاوہ حلقہ کے کونسلر آئی ایم پٹیل نے شرکت کی۔

★ ★ ★

رویت ہلال

امسال دنیا کے نوّے فیصد حصّوں میں عید الفطر جمعرات (۲۰ جون ۸۵ء) کو منائی گئی مگر دنیا کے سب سے بڑے شہر بمبئی میں جمعہ کو منائی گئی۔ سبب یہ تھا کہ رویت ہلال کمیٹی بمبئی کو عید کا چاند نظر نہیں آیا، اور قریب پاس سے جو خبریں آئیں انھیں کمیٹی نے قابلِ اعتماد نہیں گردانا۔ نتیجہ میں نہ صرف ۷ کروڑ ہندوستانی بلکہ وہ لوگ جو بیرونی ممالک میں رہتے ہیں ان کے لئے یہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔

ایسا بھی ہوا کہ ایک شخص سعودی عربیہ میں ۱۸ جون بروز منگل کو عید منا کر کراچی آیا اور وہاں جمعرات کو عید کی خوشیوں میں شریک ہوا۔ جب اس نے جمعرات کی شام بمبئی کا سفر (بذریعہ طیارہ) کیا تو جمعہ کو یہاں عید الفطر اس کا استقبال کرنے کو موجود تھی۔ گویا اس نے چار دنوں میں تین عیدیں منائیں۔ یہ کوئی لطیفہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور واقعتاً ایک شخص کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا ہے۔

بنا بریں پچھلے مہینہ بمبئی کے انجمن اسلام اکبر پیر بھائی ہال میں مسلم دانشوروں، صحافی اور معزز شہریوں نے ایک سمینار منعقد کیا۔ یہ سب کیپٹن محمد جوے کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ جلسہ کی صدارت جناب مصطفیٰ فقیہ صاحب نے کی اور کم و بیش ۵۰ لوگوں کی موجودگی میں ڈاکٹر ایل اے مفتی، جناب ریاض پرکار، جناب امتیاز الدین دلوی، ڈاکٹر عبد الکریم نائیک، جناب خلیل عمر شیخ، ایڈوکیٹ ایم آر ڈونو، جناب علی ایم شمسی، ایڈوکیٹ عظیم کھتکھٹے، نوجوان صحافی سمیع بوبیرے، جناب ہارون رشید، جناب معین الدین مقدم، ایڈوکیٹ عباس ہتیا وکرہ، ڈاکٹر ظہیر جوشے اور [illegible] کے ساتھ مل کر جناب لطافت قاضی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ خاص طور سے لطافت قاضی نے چاند کے مسئلہ کو سائنس کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ وہ گذشتہ سات سالوں سے اس عہدہ پر فائز ہیں۔ اور چاند سے متعلق ان کی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی ہے۔

آخر میں ایک مختصر سی کمیٹی بنائی گئی تاکہ مزید کئی افراد کو شامل کرتے ہوئے رویت ہلال کمیٹی اور علماء کرام کے صلاح مشورے سے اپنے مقصد کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔ کیپٹن جوے نے شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

مبارکباد

ڈاکٹر عبد الکریم نائیک کی دختر سلویٰ نے امسال جولائی ۸۵ء میں سر جے جے اسکول آف آرٹس سے کمرشیل آرٹ کا فائنل امتحان پاس کر لیا ہے۔ غالباً آپ اولین کوکنی مسلم طالبہ ہیں جنھوں نے یہ سند حاصل کر لی ہو۔ اس کامیابی پر ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ مزید خوشی اور مبارکباد اس بات کی بھی ہے کہ ۲۳ جولائی ۸۵ء کو ایک سادہ مگر پروقار تقریب میں سلویٰ کا بمبئی کے ایک معزز خاندان کے نوجوان عمران اسول کے ساتھ عقد مسعود انجام پذیر ہوا۔ جناب عمران بھی کمرشیل آرٹ کے سند یافتہ ہیں۔ اس تقریب سعید میں فریقین کے قریبی رشتہ داروں نے شریک ہو کر دعائیں دیں۔

ہماری دلی دعا ہے کہ خدا زوجین کو ازدواجی زندگی کی سبھی خوشیاں، خوشحالی، کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

پولیس میں بھرتی

تجارتی ادارے اور ملازمت دلانے والے ادارے پولیس میں بھرتی کرانے کے لئے نام درج کرا رہے ہیں۔ مگر یہ وہ شعبہ ہے جس میں مسلمانوں نے دھیان نہیں دیا۔ ممکن ہے وہ یہ سمجھتے ہوں کہ جب اس میں ہمیں لیا ہی نہیں جائے گا، تو کوشش کرنا تضیع اوقات ہے۔ گرچہ ممکن بھی ہیں کہ یہ کسی حد تک صحیح ہے، اس لئے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ بعض محکموں میں حکومت مسلمانوں کو لینا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن اب بھی حالات بدلے ہیں۔ حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ اس قوم کے نوجوان پولیس میں بھرتی ہوں، تاکہ اور دیگر اقوام کی طرح مسلمانوں کو بھی آبادی کے تناسب سے داخلہ ملے۔

امیدواروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی عمر ۱۸ تا ۲۱ سال کے درمیان ہو۔ تعلیم S.S.C. پاس، اونچائی ۱۷۰ سینٹی میٹر، سینہ کی چوڑائی ۸۵/۸۱ سینٹی میٹر ہو، ان شرائط پر پورا اترنے کے بعد امیدواروں کی جسمانی حالت کی جانچ کی جاتی ہے، جس میں ہائی جمپ، لانگ جمپ اور لمبی دوڑ بھی شامل ہے۔ اس کے بعد مقابلہ written test لیا جاتا ہے، تاکہ تعلیمی قابلیت کا اس قدر اندازہ ہو کہ امیدوار پڑھنا لکھنا جانتا ہے اور بوقت ضرورت اپنی ڈائری خود لکھ سکے۔

ہمیں چاہئے کہ ان حالات اور شرائط کو پورا کرتے ہوئے محکمہ پولیس میں بھرتی کے لئے اپنا امیدواری عریضہ پیش کریں۔ صرف یہ سمجھنا کہ ہم مسلمان ہیں اور متعصبانہ برتاؤ کی بناء پر ہمیں داخلہ نہیں ملے گا صحیح نہیں ہے۔

●

ایس ایس سی کے بعد کیا کریں؟

ہمارے تعلیمی نظام میں جدید تعلیم کی برکت سے اب ایس ایس سی امتحان کامیاب کئے بغیر پڑھائی کے شعبہ میں آگے بڑھنے کا کوئی موقع ہی نہیں ہے۔

ایس ایس سی کامیاب ہونے کے بعد ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مختلف راہیں ملتی ہیں۔ اگر ناکام ہو گئے تو پڑھائی کا سلسلہ تقریباً ترک ہی کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ہماری بڑھتی ہوئی نسل کو اعلیٰ تعلیم سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ ایک عرصہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایس ایس سی کے نتائج مشکل سے ہی کسی سال پچاس فیصد سے زیادہ نکلے ہوں۔ اس اندازہ کے مطابق ہمارے ۵۰ فیصد طلبہ کی تعداد ایس ایس سی کے بعد بالکل ناامید، مایوس اور تعلیم سے بیزار معلوم ہوتی ہے

مگر افسوس کی بات ہے کہ نہ تو والدین اور نہ طالب علم یہ بات جانتے ہیں کہ ایس ایس سی فیل ہونے کے بعد بھی بہت سارے ایسے کورسیز ہیں جو ان بچوں کا مستقبل روشن کر سکتے ہیں۔ دسویں، گیارہویں فیل ہونے والے طلبہ کے لئے سرکار نے مختلف قسم کے ایسے کورسیز جاری کئے ہیں۔ جن میں چھ ماہ، ایک سال یا دو سال کی تربیت پانے پر بچے عملی طور پر اپنی زندگی میں خود مختار رہ کر کچھ کما سکتے ہیں۔ نہ تو اس سہولت کا کوئی تعلیمی ادارہ پرچار کرتا ہے نہ تو ہماری قوم کے رہبران اس کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ بس ایس ایس سی ہی کو اپنا مطمح نظر بنا کر تعلیمی شعبہ میں ترقی چاہتے ہیں۔ ترقی کے لئے اور بھی راہیں کھلی ہیں۔ کاش کوئی اس طرف توجہ دے

●

نورگلا کے ہاتھوں افتتاح

اورن ضلع رائے گڈھ کے ریجنل ٹرانسپورٹ آفیسر نے اورن کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیشِ نظر ٹیکسی شروع کرنے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا اورن میونسپلٹی کے صدر جناب نورگلا صاحب کے ہاتھوں پچھلے مہینہ اس ٹیکسی سروس کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس سے یہاں کے بیروزگار نوجوانوں میں ایک لہر دوڑی کہ انھیں روزگار کی فراہمی کا موقع ہاتھ آیا ہے۔

انجمن خیر الاسلام کے جی کلاس داجیول

۹ جولائی ۰۵ء کو جاری کی جانے والی یہ کے جی کلاس انجمن خیر الاسلام اردو ہائی اسکول داجیول سے منسلک ہے۔ مقامی اور نواحی حضرات نے کافی دلچسپی دکھائی اور فکر حد تک تعاون بھی دیا۔ اس کے لئے انجمن کے جی نامی سوسائٹی کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔

ہدیۂ تہنیت

کوکن کے نعت گو شاعر جناب عاقل باقی (ابراہیم عمرا بجی) کی دختر نیلم بانو کی شادی مرحوم محمود دیاو سکر کے فرزند مراد علی کے ساتھ ۱۳ جولائی ۰۵ء کو الفطیفہ ہال ممبئی میں انجام پائی۔ ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

شام ہو جائے تو ردی میں بکھ جاؤں گا
مجھ کو پڑھئے تو سہی صبح کا اخبار ہوں میں

شرت کمسالی

مرگِ دوست

پروفیسر غلام محمد جاتیام صبا
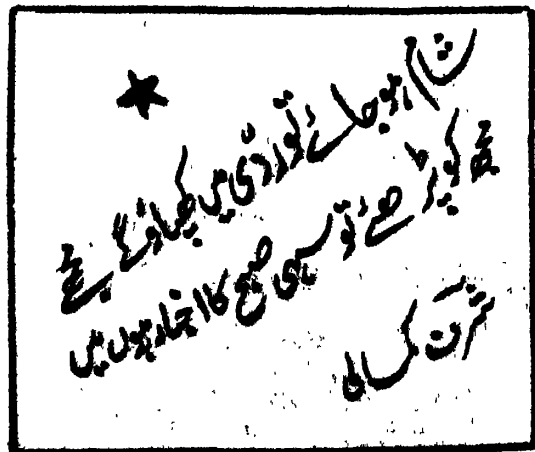
ایک تاثر زاؤد خطفے کی ناگہانی موت پر

یہ نہ چاہا تھا کہ مل جائے تمہیں خضر کی عمر
ہاں، یہ چاہا تھا کہ کچھ سال جیئو پاس رہو
تم مگر خواب کی مانند نگاہوں سے گئے
اور پھر خواب ادھورے کے ادھورے ہی لے

تم نے اک پل بھی نہ سوچا کہ کہیں گے کیا لوگ
بن ملے ہم سے اگر اس طرح چپ چاپ گئے
ہم کو احساس ہے جانا تھا بہت دور تمہیں
تھوڑی ہی دیر کو آ جاتے گلے مل لیتے

یہ بھی ممکن ہے کہ ملنے کی تمنا کی ہو
شدتِ پیار نے لیکن تمہیں روکا ہوگا
تم کو احساس تھا ہم جانے نہ دیں گے ہرگز
تم سے لپٹیں گے بلکتے ہوئے بچوں کی طرح

جن کی آنکھوں میں نہ تم دیکھ سکو گے آنسو
اس لئے جاتے ہوئے تم نے نہ آواز بھی دی
تم نے ہونے نہ دیا پیار کو رسوا اے دوست
نہ کیا ہم سے طلب تم نے وفاؤں کا ثبوت

پیار، اخلاص، وفا ایک امانت ہے تری
مدتوں تک بھی سینوں میں سلامت ہوگی
تم دعاؤں میں سدا یاد رہو گے ہم کو
اے صبا اتنی دعا بابِ دعا تک پہنچے

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

ابراہیم چوگلے

جناب حسام الدین دلوی صاحب بروز جمعہ ۱۲ اپریل ۸۵ء
کو کلوہ ٹھانہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم ۷۰ سال کے تھے۔ ناگھیل
تعلقہ داپولی ضلع رتناگری میں پیدا ہوئے تعلیم بمبئی میں حاصل کی۔
۔۔۔ جو لوگ انھیں قریب سے جانتے تھے ان کے لئے یہ سانحہ
ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

مرحوم نے کبھی احساسات کو جذبات کا غلام نہیں بنایا۔
مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تحریک پاکستان کے دوران ایک بار
قیصر باغ میں انھوں نے ڈائس پر آ کر قائد اعظم محمد علی جناح سے
دانشگاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ میں آپ کی قانونی لیاقت
اور قوم کی فلاح و بہبود کے جذبات کی قدر کرتا ہوں مگر آپ
کی تقسیم ہند کی پالیسی سے اتفاق نہیں کرتا۔ تقسیم ملک ہندوستان
کے مسلمانوں کے زخموں کا مرہم نہیں ہو سکتا۔ اس وقت
ان پر چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھار ہوئی تھی۔ لوگوں نے
قیامت کا شور مچایا۔ اس وقت میری برادری کے محمد امین چوگلے
جو محمد امین آزاد کے نام سے مشہور تھے۔ اور میرے ماموں جناب
محی الدین دلوی صاحب نے ان کو بچایا۔ لیکن وقت نے ثابت کر دیا
کہ مرحوم نہ صرف دور اندیش تھے بلکہ صحیح بات کہنے کا حوصلہ
بھی رکھتے تھے۔

مرحوم کوئی سیاسی شخصیت نہ تھے۔ انھوں نے کبھی قوم
کی رہنمائی کرنے کا خواب نہیں دیکھا۔ وہ تو بس قوم کی خدمت کرنا
جانتے تھے۔ ہمیشہ مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا ذکر کرتے
خصوصاً کوکن کے ان نوجوانوں کو جو ہوٹلوں اور خانگی کارخانوں میں
کام کرتے، جا کر ذہین اور ہونہار بچوں کو تلاش کرتے۔ ان کے والد اور
سرپرستوں سے ملتے اور انھیں اسکولوں میں داخل کرواتے۔ جو بچے بہت ہی
غریب ہوتے ان کو نائٹ اسکولوں میں داخلہ لینے کی تلقین کرتے۔ آج اگر
تلاش کیا جائے تو کئی ایسے باصلاحیت لوگ ملیں گے جن کی تعلیم و تربیت
مرحوم کی مرہون منت ہے۔

مرحوم اردو، فارسی، مراٹھی اور انگریزی بہت اچھی جانتے تھے۔ شعلہ بیان
مقرر تھے۔ اس سے زیادہ ایک دردمند انسان تھے۔ اُس وقت
کوکن کا علاقہ ترقی یافتہ نہ تھا۔ انھوں نے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ
گھوم کر لوگوں کو تعلیم کی اہمیت کا احساس دلایا۔ قوم کی ترقی کے لئے
"کشتی فنڈ" قائم کیا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں "مٹھی فنڈ" بھی کہا جا سکتا ہے۔
حقیر سے حقیر عطیہ بھی قبول کرتے اور اسے قوم کی بھلائی میں لگاتے۔ مرحوم
سرزمین افریقہ بالخصوص ساؤتھ افریقہ گئے۔ وہاں پر خطہ کوکن کے مالدار
ہستیوں کو علم کی دولت اور ضرورت کا احساس دلایا۔

ہم وطنوں کے لئے مشعل راہ اور قوم کا درد رکھنے والی یہ روشنی
۱۲ اپریل کے روز ہم سے چھن گئی۔ لوگ کہتے ہیں ہم مردہ پرست واقع ہوئے ہیں
ہم جیتے جی لوگوں کی قدر نہیں کرتے۔ مرحوم کے سلسلے میں تو ہم نے اپنی اس
روایت سے بھی انحراف کر لیا ہے۔ ہم نے جیتے جی ان کو اہمیت نہ دی بلکہ مرنے
کے بعد بھی ان کی زندگی کو حرف مکرر کی طرح کاٹ دیا۔ نہ تو اس کا ماتم ہوا اور
نہ ہی ان کی سماجی خدمات کو سراہا گیا۔ صرف چند قریبی رشتہ داروں اور
دوستوں نے ہی آنسو بہائے۔

*

اللہ سے دعا گو ہوں کہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔
اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اللہ رب العزت
ان کی لحد پر اپنی رحمت کی بارشیں برسائے۔
آمین ثم آمین

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ انجمن خیر الاسلام کے ہر دلعزیز صدر مفتی محی الدین گورکھپوری کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ خیر الاسلام کے ابتدائی دنوں سے موصوف نے ادارہ کی ترقی و ترویج کے لئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

★ دروڑی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ کے جناب علی میاں ہاشم خطیب حرکت قلب بند ہو جانے سے ۲۲ جون ۰۵ء کو جنوبی افریقہ میں انتقال کر گئے۔

★ بمبئی ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج جناب فقیر محمد لالہ صاحب اور ماڈرن میکانیکل اینٹرپرائز ورکس کی مالکہ محترمہ زکیہ لالہ صاحبہ کے فرزند نیز اسمال کاز کورٹ بمبئی کے ایڈیشنل جج جناب علی قاضی کے برادر نسبتی اور ادارہ نقش کوکن کے دیرینہ سرپرست جناب محمود مستری کے بھانجے رفیق لالہ کا ۲۶ جون ۲۰۰۵ء کی شب میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوگیا۔

★ ۳۰ جون کو ایک ممتاز آرٹسٹ اور نئی دہلی کی للت کلا اکیڈمی کے فیلو مسٹر کے۔ ایچ۔ آرا کا بمبئی میں ایک دوست کے مکان پر دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ وہ ۹۳ سال کے تھے اور غیر شادی شدہ تھے۔

★ چپلون سے ۵۰ کیلو میٹر دور کھیڈ۔ سوپری پل پر سیلاب کے تند و تیز دھارے میں ایک رکشہ بہہ گئی جس میں سوار محبوب حسام الدین کھوت اور ان کی اہلیہ رابعہ نیز رکشہ ڈرائیور حادثہ کا شکار ہو گئے۔ محبوب کھوت دبئی میں ملازم تھے اور ایک ہفتہ پیشتر اپنے گاؤں آئے تھے۔

★ یونین ہائی اسکول کاروار کے بانی اور اخبار خاور (الجدید امپٹیہ براڈ ریال) کے والد خان رحیم خان عمر خان بروز جمعہ ۵ جولائی کو بعمر ۶۷ کینیڈا میں اسپتال میں انتقال کر گئے۔

★ اردو اسکول دتی ہرار ضلع رائے گڑھ کی معلمہ رحمت آرا مروڈکر کے پدر بزرگوار عبداللہ مروڈکر کا طویل علالت کے بعد ۳ جولائی ۰۵ء کو ٹیم پالا میں انتقال ہوگیا۔

★ انجمن خیر الاسلام کے رکن اور ممتاز سماجی ورکر جناب یوسف جھنکر کی اہلیہ کا گذشتہ مہینہ طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

★ جعفر سلیمان ہوسٹل بمبئی کے سابق میجنگ ٹرسٹی ایڈوکیٹ شفیع ناخدا صاحب کا پچھلے دنوں مدینہ میں انتقال ہوگیا۔

★ اورنگ آباد میں ۲۲ جون کو مالیگاؤں کی ایک سابقہ ایم ایل اے مسز عائشہ حکیم (۶۰ سالہ) کا انتقال ہوگیا۔ پربھنی ضلع میں پورنا کے مقام پر ۱۹ جون کو چند ڈاکوؤں نے مسز عائشہ بیگم اور ان کے شوہر مسٹر اقبال حسین سابق ایم ایل اے پر حملہ کر کے ان کو شدید چوٹ پہنچائی تھی۔ مرحومہ مالیگاؤں کی پہلی خاتون ایم ایل اے، پہلی خاتون گریجویٹ، پہلی ادیبہ و جرنلسٹ تھیں۔

★ مبکے تعلقہ کھیڈ کے سابق اپ سرپنچ جناب داؤد اسماعیل دودوکے بعمر ۶۵ سال انتقال کر گئے۔ پچھلے ۳-۴ مہینوں سے وہ گردہ کی بیماری میں مبتلا تھے۔

★ جناب احمد حسین دلوی (المعروف خان صاحب) متوطن گووڈ کوٹ کی اہلیہ کلثوم بی کا مورخہ ۹ جولائی ۰۵ء کو انتقال ہوگیا۔

(نامہ نگار: ابراہیم چوگلے)

★ جناب اسماعیل خطیب جہاز رانی ڈپارٹمنٹ سے ریٹائرڈ ہوئے تھے۔) متوطن توڑیل ۲۰ جون ۰۵ء کو راہی عالم بقا ہو گئے۔

(نامہ نگار: محمد خان دیشمکھ)

صفحہ آخری

آج پہلی مرتبہ اس علاقے کے تعلق سے قلم اٹھا رہا ہوں جہاں کا میں باشندہ ہوں۔
کوکن ملک کے دوسرے علاقوں سے ایک الگ علاقہ اس لحاظ سے ہے کہ یہاں کے مسلم گاؤں جماعتوں کا ماتحت ہے۔
انصاف، فیصلے غرض کہ تمام معاملات یہی جماعتیں طے کرتی ہیں، کسی فرد کے گناہ یا غلطی پر اسے جماعت سے خارج بھی کیا جاتا ہے۔
جماعت سے خارج کرنے کا مقصد ہوتا ہے کہ اس فرد کی تمام مذہبی، نیم مذہبی اور سماجی تقریبات،
شادی بیاہ، اموات وغیرہ کسی بھی کام میں گاؤں کا کوئی فرد شریک نہیں ہوتا۔
البتہ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ اب تک چھوٹی چھوٹی باتوں ہی پر لوگوں کو جماعت سے خارج کیا جاتا رہا ہے۔
کبھی کسی لڑکے نے لڑکی کی طرف دیکھا، کبھی کسی نے ہاپوس آم توڑا، کبھی کسی نے گھاس چوری کی اور اسے جماعت سے خارج کر دیا گیا۔
کوکن کے مختلف گاؤں میں مختلف اوقات میں دوروں میں سب سے زیادہ دل ہلا دینے والے مناظر یہ دیکھے ہیں،
پانچویں، چھٹی جماعت پاس کر کے گھر میں سنیاس لینے والے لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد خطرے کا نشان پار کر چکی ہے۔
اس بات کی خبر نہ ماں باپ کو ہے، نہ جماعتیں۔
لڑکے اسکول چھوڑ کر سماج کیلئے خطرناک بن رہے ہیں اور لڑکیاں اسکول چھوڑ کر مستقبل کیلئے جاہل مائیں بن رہی ہیں۔
غرض کہ پورے کوکن میں اب خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی ہیں۔
لہٰذا میں تمام جماعت المسلمین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس خطرناک صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے انقلابی قدم اٹھائیں۔

کوکن کی تاریخ کافی پرانی ہے ——— اس کی جماعتیں یہاں کی زندگی پر پورا اثر انداز رہی ہیں۔
البتہ یہ ایک کڑوی حقیقت ہے کہ یہ یہاں پر ایک انقلاب برپا کرنے سے قاصر رہی ہیں۔
کم از کم آئندہ وہ مسجد و قبرستان کے ٹرسٹ اور تعزیے کے جھگڑوں میں پڑنے کے بجائے ایک انقلابی قدم اٹھائیں۔
اور وہ یہ کہ ہر گاؤں کی جماعت یہ تجویز پاس کرے کہ اگر کسی بھی گھر کا لڑکا یا لڑکی،
کسی بھی بنا پر ایس ایس سی تک تعلیم حاصل نہیں کرے تو اس کا گھر جماعت سے خارج کیا جائے گا۔
اے جماعت المسلمین کے معزز سربراہان و اراکین! آپ کی یہ تجویز کوکن میں ایک انقلاب برپا کر سکتی ہے
آپ اور صرف آپ اس علاقے کی اور اس قوم کی کایا پلٹ سکتے ہیں۔ وقت نے ایک بڑی ذمہ داری آپ پر عائد کی ہے۔
اور زمانہ آپ سے ایک انقلاب کی توقع رکھتا ہے۔
آپ سبھی جانتے ہیں کہ آج کل تو ایس ایس سی بھی کوئی معنی نہیں رکھتا، البتہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا ہو
یا کوئی معمولی کورس کرنا ہو تو اس کے لئے ایس ایس سی پاس ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر زندگی کھوکھلی ہے۔
لہٰذا آپ یہ قانون بنا دیں کہ جو لڑکا یا لڑکی کسی بھی بنا پر ایس ایس سی تک تعلیم حاصل نہ کرے
اس کا گھر "وال" کر دیا جائے گا۔
اس طرح کئی لڑکے لڑکیاں اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر سکیں گی اور روزگار بھی حاصل کر سکیں گے۔
چوتھی، پانچویں کلاس کے بعد اسکول چھوڑنے والے جو لڑکے غنڈے بنتے ہیں یا سٹہ کھیلتے ہیں، شراب پیتے ہیں، چوریاں کرتے ہیں،
اور جو پورے گاؤں کے ناک میں دم کئے رہتے ہیں، ان سے بھی چھٹکارا مل جائے گا۔
اس سلسلے میں مزید کسی بھی مدد کے لئے میری خدمات ہمیشہ حاصل رہیں گی۔

مبارک کاپڑی

اگست ۸۵ء

may not wear jewellery or other personal adornments, engage in any disputes, commit any violent acts or indulge in sexual relations.

After praying two **rakahs** for *niyyat* (intention) and the formal declaration of Pilgrimage, they move on with devotional greetings called the **Talbiyah**: *Labbaik Allahuma Labbaik (Here I am. O I God, here I am at Thy command).* Then they come to Ka'ba, a simple but impressive cube, measuring 12 meters by 10 and 15 meters high, covered with a black cloth which is embroidered with Quranic verses. The pilgrims then circle the Ka'ba seven times. This is known as the rite of *Tawaf.* After a short prayer at the Station of Abraham, they take a drink from the well of Zamzam This is where Ismael refreshed himself after his mother Hagar had run between the hills of Safa and Marwah. The pilgrims remember this in their sevenfold running between the two hills in the subsequent rite of **Sa'y**—a symbol of patience and perseverance.

On the eighth day of the month the pilgrims go to Mina, some six miles from Mecca, passing the night there before making their way to the plain of Arafat, the Hill of knowledge, where they spend part of a day and part of a night in prayer and meditation. This, known as the "Standing on Arafat", may be regarded as the climax of the Pilgrimage, which takes place on the 9th day of Dhu Al-Hijjah.

Arafat is a unique place and the 9th of Dhu Al-Hijjah is a unique day when the greatest single assembly of people from every corner of the world ever meet in one place, on one day, in one dress, for one purpose, at the Mount of Mercy.

The pilgrims then return to Mina where three rocks or pillars *(Jamarat)* mark the points at which Abraham was tempted to disobey the divine command. On this, the tenth day of the month, which is also the first day of the Feast **(Id Al-Adha)**, each pilgrim casts seven stones at one of these pillars, affirming his rejection of all Satan's way and rusdes.

After a brief return to Ka'ba, the pilgrims come back to Mina and every man who can afford it, sacrifices a sheep. On the following two days they stone the 'Satans' and the rites are concluded with the return to Mecca and seven further circuits of the Ka'ba (final **Tawaf**). Most of the Pilgrims however, go on from there to Madinah to visit the Mosque of Prophet, although technically this is not the part of the Hajj. This brings the Pilgrimage to an end.

For the believers, the Hajj is the final obligatory ritual, revealed by Allah finally to the Prophet in the final days of his earthly life. And as there will be no new religion after Islam and no new Prophet after Muhammad (peace be upon him), we might as well remember the inspiring sermon of the Prophet delivered during his farewell Hajj when, interalia, he said:

> **O people ! No message of God or Prophet will come after me and no new religious commmnity will appear. Listen carefully ! You should worship Allah, say prayers five times a day, fast once a year, the whole of Ramadan, pay Zakat cheerfully, perform the Hajj to Ka'ba, which is the house of God, and obey your superiors. The reward of performing all these duties will be your admission to the best paradise.**

This indeed is a simple and wise piece of exhortation but more valuable than thousand sermons given in as many months.

HAJJ *Pilgrimage that Purifies*

By **IBRAHIM WANGDE** *(Saudi Arabia)*

And proclaim unto mankind the Pilgrimage They will come to Thee on foot and on every lean camel; they will come from every deep ravine.

(Al-Quran : XXII-27)

Hajj, the annual pilgrimage to Mecca by the devout, is one of finest manifestations of Islam as a faith and culture. It is the fifth pillar of almighty Allah's chosen religion, revealed to Prophet Muhammad some 14 centuries ago. Hajj was made obligatory in the 9th year of Hijra and is to be performed between the 8th and 13th days of the twelfth month of the Muslim lunar year, Dhu Al-Hijjah.

It was at Mecca that Prophet Abraham camped with his wife Hagar and their son Ismael. Later, Ismael and Abraham built the Ka'ba establishing it as a place of pilgrimage, some 3000 years ago. By the time Prophet Muhammad was born (570 A.D), its true nature—its dedication to one God—had been forgotten though it was still a center of pilgrimage for the whole Arabian peninsula. One of the great tasks of the Prophet was to restore to Islam its true dedication and forms of worship

The Hajj is an independent rite, combining and vitally transforming the most varied elements of pre-Islamic pilgrimages and weaving them into a complex chain of ceremonies. The rites, not described in **Quran**, were provided to the Muslim **umma** through the farewell Hajj of the Prophet.

The Hajj pilgrimage which is to be undertaken at least once in a life time, gave Islam a spiritual ceremonial centre in Mecca, the functional significance of which was already enhanced when Allah ordained the Muslims to face in its direction while performing the the daily prayers.

Action in Islam is judged by the intention behind it That is one reason why a Muslim pilgrim while setting out on this adventure prays to Allah : *'O Allah, I do not start this journey because of dissatisfaction, hypocrisy or reputation, but for the sake of being guarded against Thine anger and seeking Thy grace and fulfilling my duty to Thee and following the way of Thy Prophet and from longing to meet Thee'.* He pays his debts, forgives his enemies and tries to put aside all rencorous thoughts and worldly ambitions.

Jeddah where airport and seaport facilities are available is the most convenient location to arrive at, before proceeding to the holy city of Mecca. The guides (**mutawwif**) are duty-bound to take care of all the needs of the pilgrims.

In a general sense, the Pilgrimage begins with the donning of **Ihram**—a white seamless garment reminiscent of the robes worn by the Prophet Abraham. This can be done either at Jeddah or at the border of Santuary (Haram). The **Ihram** is also symbolic of the pilgrim's urge for purity and renunciation of mundane pleasures For men, this garment consists of two lengths of white material, one covering the body from waist to ankle, the other thrown over the shoulder For women it is customarily—but not necessarily—a simple white gown and a headcovering without a veil At the donning of the **Ihram**, the pilgrims enter a state of grace and purity in which they

may not wear jewellery or other personal adornments, engage in any disputes, commit any violent acts or indulge in sexual relations.

After praying two **rakahs** for *niyyat* (intention) and the formal declaration of Pilgrimage, they move on with devotional greetings called the **Talbiyah**: *Labbaik Allahuma Labbaik (Here I am, O I God, here I am at Thy command).* Then they come to Ka'ba, a simple but impressive cube, measuring 12 meters by 10 and 15 meters high, covered with a black cloth which is embroidered with Quranic verses. The pilgrims then circle the Ka'ba seven times. This is known as the rite of *Tawaf.* After a short prayer at the Station of Abraham, they take a drink from the well of Zamzam This is where Ismael refreshed himself after his mother Hagar had run between the hills of Safa and Marwah. The pilgrims remember this in their sevenfold running between the two hills in the subsequent rite of **Sa'y**—a symbol of patience and perseverance.

On the eighth day of the month the pilgrims go to Mina, some six miles from Mecca, passing the night there before making their way to the plain of Arafat, the Hill of knowledge, where they spend part of a day and part of a night in prayer and meditation. This, known as the "Standing on Arafat", may be regarded as the climax of the Pilgrimage, which takes place on the 9th day of Dhu Al-Hijjah.

Arafat is a unique place and the 9th of Dhu Al-Hijjah is a unique day when the greatest single assembly of people from every corner of the world ever meet in one place, on one day, in one dress, for one purpose, at the Mount of Mercy.

The pilgrims then return to Mina where three rocks or pillars *(Jamarat)* mark the points at which Abraham was tempted to disobey the divine command. On this, the tenth day of the month, which is also the first day of the Feast **(Id Al-Adha)**, each pilgrim casts seven stones at one of these pillars, affirming his rejection of all Satan's way and rusdes.

After a brief return to Ka'ba, the pilgrims come back to Mina and every man who can afford it, sacrifices a sheep. On the following two days they stone the 'Satans' and the rites are concluded with the return to Mecca and seven further circuits of the Ka'ba (final **Tawaf**). Most of the Pilgrims however, go on from there to Madinah to visit the Mosque of Prophet, although technically this is not the part of the Hajj. This brings the Pilgrimage to an end.

For the believers, the Hajj is the final obligatory ritual, revealed by Allah finally to the Prophet in the final days of his earthly life. And as there will be no new religion after Islam and no new Prophet after Muhammad (peace be upon him), we might as well remember the inspiring sermon of the Prophet delivered during his farewell Hajj when, interalia, he said:

> **O people ! No message of God or Prophet will come after me and no new religious commmnity will appear. Listen carefully ! You should worship Allah, say prayers five times a day, fast once a year, the whole of Ramadan, pay Zakat cheerfully, perform the Hajj to Ka'ba, which is the house of God, and obey your superiors. The reward of performing all these duties will be your admission to the best paradise.**

This indeed is a simple and wise piece of exhortation but more valuable than thousand sermons given in as many months.

HAJJ *Pilgrimage that Purifies*

By **IBRAHIM WANGDE** *(Saudi Arabia)*

And proclaim unto mankind the Pilgrimage They will come to Thee on foot and on every lean camel; they will come from every deep ravine.

(Al-Quran : XXII-27)

Hajj, the annual pilgrimage to Mecca by the devout, is one of finest manifestations of Islam as a faith and culture. It is the fifth pillar of almighty Allah's chosen religion, revealed to Prophet Muhammad some 14 centuries ago Hajj was made obligatory in the 9th year of Hijra and is to be performed between the 8th and 13th days of the twelfth month of the Muslim lunar year, Dhu Al-Hijjah.

It was at Mecca that Prophet Abraham camped with his wife Hagar and their son Ismael. Later, Ismael and Abraham built the Ka'ba establishing it as a place of pilgrimage some 3000 years ago. By the time Prophet Muhammad was born (570 A D.), its true nature—its dedication to one God—had been forgotten though it was still a center of pilgrimage for the whole Arabian peninsula. One of the great tasks of the Prophet was to restore to Islam its true dedication and forms of worship

The Hajj is an independent rite, combining and vitally transforming the most varied elements of pre-Islamic pilgrimages and weaving them into a complex chain of ceremonies. The rites, not described in **Quran**, were provided to the Muslim **umma** through the farewell Hajj of the Prophet.

The Hajj pilgrimage which is to be undertaken at least once in a life time, gave Islam a spiritual ceremonial centre in Mecca, the functional significance of which was already enhanced when Allah ordained the Muslims to face in its direction while performing the the daily prayers.

Action in Islam is judged by the intention behind it That is one reason why a Muslim pilgrim while setting out on this adventure prays to Allah : *'O Allah, I do not start this journey because of dissatisfaction, hypocrisy or reputation, but for the sake of being guarded against Thine anger and seeking Thy grace and fulfilling my duty to Thee and following the way of Thy Prophet and from longing to meet Thee'.* He pays his debts, forgives his enemies and tries to put aside all rencorous thoughts and worldly ambitions.

Jeddah where airport and seaport facilities are available is the most convenient location to arrive at, before proceeding to the holy city of Mecca. The guides (**mutawwif**) are duty-bound to take care of all the needs of the pilgrims

In a general sense, the Pilgrimage begins with the donning of **Ihram**—a white seamless garment reminiscent of the robes worn by the Prophet Abraham. This can be done either at Jeddah or at the border of Santuary (Haram). The **Ihram** is also symbolic of the pilgrim's urge for purity and renunciation of mundane pleasures For men, this garment consists of two lengths of white material, one covering the body from waist to ankle, the other thrown over the shoulder For women it is customarily—but not necessarily—a simple white gown and a headcovering without a veil At the donning of the **Ihram**, the pilgrims enter a state of grace and purity in which they

PERSONALITIES

LATE MR. RAFIQ LALA

In the sudden and unexpected death of Mr. Rafiq Lala, following a heart-attack, a promising life has come to an abrupt end. Born on Sept. 28, 1946, he passed away at the young age of 39, on June 26, 1985.

A budding Industrialist, Rafiq was the only son of Mr. F. H. Lala (Retd. District Judge) and grand-son of the Late Abdulla Esmail Mistry.

A science graduate of Bombay University, Rafiq was a born intellectual. Technology and education were the subjects always dear to him. Exploring new ideas and techniques, he travelled far and wide round the world. He treated people working under him with respect and dignity. Rafiq was a dedicated man who loved his family very much and they reciprocated it with equal force.

Machines and mechanical things always fascinated him. Bringing about innovations always thrilled him. From mere ship repairing work of his grandfather, he ventured into the field of ship building. He set up a big shipyard at Ghodbunder creek and began manufacturing big barges. A slump in the shipping trade prompted him to diversify his skill into other trades. He also ventured successfully in the export business.

Rafiq had many novel projects up his sleeves. He was at the most impressive and dominating stage of his life when the end came.

May Allah bestow all the best of the Heavenly world and may his soul rest in peace – Ameen.

MARRIAGE

- **Hamidullah A. Sanglay to Hasina Begum A Rawoot** on 7th July 1985, in Capetown, South Africa.
- **Salva,** the youngest daughter of Dr. **Abdul-Karim Md. Naik** who had recently graduated as a commercial artist from Sir J. J. School of Arts (Bombay), was married to **Imran Ebrahim Abdul Rasool** also a commercial artist on 23rd July 1985 at a simple "Nikaah" function held at Dr. Naik's residence, in Bombay.

OBITUARIES

- **Rafique,** son of Retd. Judge **F. H. Lala,** grandson of Late Khan Saheb Abdullah Mistry, and nephew of Mehmood Mistry (of Aemphico Engineering), expired after an heart attack on 26th June **1985** in Bombay.
- **Shafi Nakhuda,** ex-managing trustee of Jaffer Suleman Muslim Students Hostel (Bombay), passed away in Madina (Saudi Arabia) recently.
- **K. H. Ara** noted artist of India, died of an heart attack on 30th June 1985 at the age of 72, in Bombay.
- **Janab Munshi Mohiuddin Gorakhpuri,** President of the Anjuman Khairul Islam, expired recently in Bombay.
- **Rabia** and her husband **Mehboob Husamuddin Khot** while crossing the Khed Soreri bridge, 50 Kms from Chiplun in an autorickshaw were unfortunately drowned in the raging flood waters last month.

NEWS / HAPPENINGS

- A new **English School**, the **Zuleikha Begum Zakaria School**, named after the mother of Dr. Rafiq Zakaria (Ex-minister of Maharashtra) and Mr. Ahmed Zakaria was started last month in **Nala Sopara**. The generous donation of 8,400 sq. metres land and Rs. three lakhs for setting up the school was made by the Zuleikha Begum Zakaria Trust.

- The inauguration of the **New Modern High School** at **Sakher Panch Karoshi** was done at the hands of **Mr. Mahmud D. Naik**, noted businessman and exporter, on 22nd June **1985**. Sakher Panch Karoshi Education Society's president **Mr. Ali Mia Kazi** and the General Secretary **Mr. Mulla Guruji** were amongst those who addressed the large gathering convened by **Parvez Baghi**.

- The First **Junior College of Commerce** in **Bankot**, Dist. Ratnagiri, upgrading its educational facilities available upto the higher secondary stage, was started on 15th July 1985 by the Janata Education Society.

- A **Polio-Paralysis Arthritis Centre** of Dr. **Khalil Parkar** M.D., S/o. **Aoj Parkar**, was inaugurated by **Dr.A.R. Undre** at a function on **14th June 1985** in Bombay. Amongst the distinguished guests at the function was **Dr. O. P. Kapoor**, noted Cardiologist of Bombay.

- **Justice Abdur-Rauf Samnakay** was the Chief Guest at the **Quran Recitation Competition** organised by the Kokni Muslim Club (Nairobi) recently in Nairobi, Kenya.

- The results of the **March 1985 S.S.C. Exams** of the Pune Divisional Board were declared on 22nd June 1985. 3,24 254 candidates appeared for the exams. Only 1,68,037 (i.e. 51.51%) passed. The **mediumwise breakup** of the number of candidates was as follows :

Marathi - 2 46,779, English - 40,684,
Gujarati - 14,152, Urdu - 8,029,
Hindi - 7,802.

- **Reshma Iqbal Mukadam** the grand daughter of **Ali Saheb Mukadam** and grand daughter of **Mustafa Fakih** secured 82% (92% in Science subjects) in the March 1985 S. S. C. Exams. She is now doing Science at Jaihind College, Bombay.

- Even the newly constructed Rs. 1½ Crore Dam could not fully augment the **water shortage** faced by **Harnai** in Tal. Dapoli, Dist. Ratnagiri this year. Frequent Electric Supply breakdowns make life difficult for the town's population.

KOKAN DEVELOPMENT

Kokan Development Agency is planning to place about 200 energetic candidates in a **"Self Employed Complex".** Candidates interested to participate are required to give us their application giving following information :-

a) Bio-Data;
b) Past experience and line of expertise;
c) Investment potential.

After receiving the initial response a programme will be placed before those desiring to participate and a selection team will clear the candidates for appropriate placement within the Complex.

Kindly submit your application to :-
Kokan Development Agency,
C/o. Naqshe Kokan.

LETTERS

● I am very happy to hear that you are publishing "Naqshe Kokan," an informative monthly carrying elevating articles on various subjects Please send me a sample copy. May the Supreme Allah bless your venture and may the magazine benefit the Ummah

NASIR HUSSAIN
(Srinagar)

● I congratulate you on introducing an English Supplement to "Naqshe Kokan" I find it not only interesting but also useful. I very much liked the articles by M. A. Nakhtare and Ibrahim Wangde. I hope readers will get more and more such articles.

SAGAR MALIK
(Talawli, Padgha)

● I have been regularly receiving "Naqshe Kokan" for the past many years. Recently you have started the English section also.

May I suggest that people should be made aware of the need for giving polio oral dose and triple antigen injections to children from the third month. Equally important is vaccination against measles. All these could be given free of charge by voluntary agencies, especially in the rural areas of Kokan. It is also important to guard children against diarrhoea, especially in the rainy season. This can be best done by insisting that children drink only clean water or better still, boiled water. Malnutrition is a major factor coming in the way of proper treatment of children because many medicines do not work when a child is mal-nourished. It is also necessary to correct wrong feeding practices. Public opinion should be created in favour of timely immunisation, correcting wrong feeding habits and combating malnutrition. Camps may be held not only in Bombay but also in rural areas of Kokan to spread the message and provide treatment.

Dr. T. E. BIVIJI
(Bombay)

● "Naqshe Kokan" deserves praise for introducing an English section and a feature on "Development of Kokan." Such a magazine was a long-felt need to create awareness among all sections of people about Kokan and its problems and as such it deserves all support. The need of the hour is proper leadership. accent on technical education, development of entrepreneurship, a proper understanding of problems and the ways to tackle them. I would urge the formation of District level and/or even Taluka level committees to guide people. To start with, a small Ad-hoc Committee of 9 to 11 members, who are interested in working for the cause, may be formed representing all the four districts. This Committee should tour important centres to meet the local people and assess the position. Threafter the setting up a Kokan Development Agency may be considered

M. M. THAKUR
(Bombay)

LETTERS TO THE EDITOR

for publication are welcomed provided these are without malice, not directed at persons but their views; non-partisan; to the point and brief. The Editor may abridge.
Pen-names are allowed for publication but proper names and addresses must be supplied for our confidential records.

"And we have revealed unto thee the remembrance (the book) that thou mayst explain to mankind that which hath been revealed for them, and that happily they may reflect."

(Qur'aan 16:44)

* * * *

"The noblest of you in the sight of Allah is the one who is the best in conduct."

(Hadith)

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

August 1985

CORRESPONDENCE :

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East), Dongri,
Bombay-400009 (INDIA).

Editorial

...towards progress

It is indeed a very happy augury that the English section of "Naqshe Kokan" has come to be started in the Silver Jubilee Year of the formation of Maharashtra.

It was on May 1, 1960 that Pandit Jawaharlal Nehru, then Prime Minister of India, inaugurated the unilingual State of Maharashtra.

It is also significant that the year of the Silver Jubilee Celebration of Maharashtra coincided with the centenary year of the Indian National Congress.

As part of the Silver Jubilee celebration, the State has pledge itself to launch several people's welfare schemes.

The Government of Maharashtra has suggested to the Central Government that three independent Development Boards should be established, one each for Vidarbha, Marathwada and the rest of Maharashtra Including the Kokan region.

"Naqshe Kokan" sincerely hopes that the request of the State Government would be favourably considered by the Centre, particularly taking into view the significant contribution of the State for the national prosperity.

The Government of Maharashtra is keenly aware of the problem of regional imbalances of the State and has addressed itself the task of remedying the problem.

The five districts which constitute the Kokan region are : the Bombay Metropolitan, Raigad, Ratnagiri, Thana and Sindhudurga.

The region presents a study in contrast, with industrially advanced areas like Bombay and predominently horticultural areas like Ratnagiri.

Readers of "Naqshe Kokan" will be happy to know that a Horticultural Development Corporation is proposed to be set up in Maharashtra for embarking on horticutural development on a large scale.

The State has the distinction of being the first in India to have established a separate Horitcultural Department at the Mantralaya level.

"Naqshe Kokan" is very keen on contributing its mite for the development of the region by highlighting the problems of the people, helping to bring them together for undertaking developmental efforts, and to promote the welfare of the community in every way. We welcome suggestions from our readers and well-wishers for making "Naqshe Kokan" truly an instrument of progress.

Yours innovatively,
Editor

قائم شدہ: ۱۹۶۳ء

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپرز ایسوسی ایشن بمبئی

جلد ۲۴ / ستمبر ۱۹۸۵ء / شمارہ نمبر ۹

اعزازی نمائندے:

• بشیر پاڈگر (کراچی) • ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)

• عباس سرے (سعودی عربیہ) • عبدالرزاق سر دار (بحرین)

• جمال الدین مقدم ادریس حسن (جنوبی افریقہ)

• شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر: ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر: ایس۔ ا۔ نسیم تیمر

قیمت: فی پرچہ: ۳ روپئے

سالانہ خریداری: ۳۰ روپئے

بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپئے

" " تاعمر: ۱۵۰۰ روپئے

ملکیت: نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (E3006)

فون: 865384/861572

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:

۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری بمبئی ۹

مقام طباعت: اجمل پریس بمبئی ۳

مقام اشاعت: ۴۴ جیل روڈ ایسٹ ڈونگری، بمبئی ۹

تاریخ اشاعت: یکم ستمبر ۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اِس ماہ کے نقوش

أيّة النّساء يجوز للمسلم أن يّنكحها - هل يجوز للمسلم أن يّنكح مشركة - وهل يجوز للمسلمة أن يّنكحها مشرك

مسلمان کن کن عورتوں سے شادی کر سکتا ہے۔ کیا مسلمان مرد مشرک عورت سے یا مسلمان عورت مشرک مرد سے شادی کر سکتا ہے ؟؟؟

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ○

(البقرہ)

اور (مسلمانو) مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو۔ اگرچہ کہ شرک کرنے والی عورت کیسی ہی بھلی (کیوں نہ) لگے۔ اس سے مسلمان لونڈی بہتر ہے اور مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں اپنی عورتیں ان کے نکاح میں نہ دو۔ اگرچہ مشرک تم کو کیسا ہی بھلا (کیوں نہ) لگے۔ اس سے مسلمان غلام بہتر ہے۔ یہ (مشرک مرد و زن لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ (اپنی عنایت سے) بہشت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اور اپنے احکام لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

جناب ای۔ اے۔ ایچ سیٹھ کی جانب سے بطور عطیہ مسرت۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے آمین

غارِ حرا کی تاریکی میں شاندار مستقبل کی پیشگوئی

غارِ حرا کی تاریکی میں جس دن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ: اقرا باسم ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم (ترجمہ: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پڑھئے۔ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں بتائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (زمانے میں ایک نیا دور آگیا)۔

اس آیت کریمہ میں اس بات کی پیشین گوئی کی گئی تھی کہ نزول قرآن کے بعد قلم یعنی تالیف، تصنیف اور تراجم کا دور آئے گا۔ اور اس کے بعد ہی انسان کو نا معلوم باتیں معلوم ہونے لگیں گی۔ یعنی علم ریاضی کی یہ تعریف کہ معلوم سے نا معلوم باتوں کا پتہ لگالینا۔ نزولِ قرآن کے بعد یہ علم عام ہوجائے گا۔ اور اہل علم اسی علم کی بدولت ایجادات و اکتشافات کی طرف مائل ہوجائیں گے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کی کتابت شروع کی، اور وہ اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی، وہ فوراً اس کی کتابت کر لیتے۔ چند مخصوص اصحاب تو سرکارِ نبوی کی طرف سے اس عہدے پر مامور تھے۔ ان کے علاوہ عام اصحاب کرام بھی اپنے طور پر آیات قرآنیہ کی کتابت کیا کرتے تھے۔ اس طرح مکہ میں علم کتابت عام ہونے لگا۔ حتی کہ ہم سیرتِ نبوی میں پڑھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو ایک غلام فہیرہ بھی ساتھ تھا جو لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ اور اس سفر میں بھی ان کے پاس دوات اور قلم تھے۔

پھر آپ نے بدر کے جنگی قیدیوں کا ایک یہ فدیہ بھی مقرر کیا تھا کہ وہ مدینے کے لڑکوں کو کتابت سکھا دیں۔

اس کے بعد تو تالیف و تصنیف اور تراجم کا وہ دور آیا کہ یونان اور ہندوستان کے مردہ علوم بھی زندہ ہوگئے۔ خلیفہ منصور نے تراجم اور تصانیف کا ادارہ بیت الحکمۃ قائم کر کے دنیا کو یونان اور ہندوستان کے علوم سے مالا مال کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس عہد کے اہل علم نے جن میں اکثریت مسلمانوں کی تھی طب، حساب، ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، علم ہیئت اور علم خواص اشیاء میں وہ مہارت و مشق حاصل کرلی کہ ان کے قدم خود بخود ایجادات و اکتشافات کی طرف اٹھنے لگے۔ اور جب تک زمانہ اور زمانہ کے وسائل نے ان کا ساتھ دیا وہ اس میدان میں ترقی کرتے گئے۔ یہ غارِ حرا کی پیشین گوئی کا ظہور تھا کہ نزولِ قرآن کے بعد قلم اور ایجادات و اکتشافات کا دور آنے والا ہے، وہ دور آیا۔ یہاں تک کہ اہلِ مغرب بھی اس سے مستفید ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کے زوال کے بعد انھوں نے اس علم کو آگے بڑھایا۔ ہم انشاء اللہ نقشِ کوکن کے ذریعہ یہ دکھانے کی کوشش کرتے رہیں گے کہ تجرباتی سائنس اور قرآن میں کتنی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

شاہانِ مُغلیہ

مغل حکومت میں بڑے بڑے جلیل القدر عظیم الشان اور اولوالعزم بادشاہ گزرے ہیں جن میں ہر ایک اپنے اپنے دور کا رستم و افراسیاب سمجھا جاتا تھا۔ مگر افسانوی تاریخ میں صرف اکبر اور شاہجہاں نے حیرت انگیز مقام و درجہ حاصل کیا ہے۔

اکبر اعظم نے حُسنِ تدبیر اور محبت سے راجپوتوں کے دل اور اُن کی تلواریں اپنے حق میں جیت لی تھی

اکبر اعظم نے حُسنِ تدبیر اور محبت سے راجپوتوں کے دل اور ان کی تلواریں اپنے حق میں جیت لی تھی۔ اور شاہجہاں نے عشق و محبت کی یادگار سنگِ مرمر کے حسین پیکر تاج محل کے نام سے قائم کر دی۔

بعض ایسے بادشاہ بھی گزرے ہیں کہ جن کو آسمانِ شہرت پر چمکنا نصیب نہ ہوا۔ جیسے ہمایوں، جس نے اس کی جان بچانے کے بدلے نظام سقّہ کے لئے دو روز کی بادشاہت عطا کر کے ایک روشن مثال قائم کر دی تھی۔ اور چتوڑ کی مہارانی کے ساتھ رکشا بندھن کا سچا رشتہ قائم کر کے بھائی بہن بن کے ہمایوں نے اس رشتے کو آخری سانس تک نبھایا — بہادر شاہ ظفر کی غزلیں ... سال ... مردوں، عورتوں ... سننے والوں کے دلوں کو تڑپاتی رہتی ہیں۔ آخر اس بدنصیب، مظلوم شاہ ظفر میں کون سی صفت تھی جس نے عوام کے دلوں کو اس کے حق میں موڑ دیا تھا — مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ بہادر شاہ ظفر میں کچھ ایسی خصوصیات موجود تھیں جو وہ ہندوستانی عوام کا محبوب بن گیا۔ اور عوام اس کے گرویدہ ہو گئے۔ جنگِ آزادی میں اگرچہ وہ ناکام و نامراد ہوا پھر بھی عوام کی محبت شاہ ظفر سے قائم رہی اور آج تک قائم ہے کیونکہ بہادر شاہ ظفر اور مغل حکومت کا آفتاب بدقسمتی کی شام میں ڈوب رہا تھا — کیوں نہ ہو وہ ایسے مغل فرمانرواؤں کا جانشین تھا جو ہندو مسلمان سب سے محبت رکھتے تھے۔ سب سے محبت کرتے تھے اور ہر ایک کو یکساں اور برابر سمجھتے تھے۔

مغل تاریخ میں ایک نہیں ہزاروں واقعات موجود ہیں۔ بخوفِ طوالت ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں جس کو مصورِ غم علامہ راشد الخیری مرحوم نے اپنے کسی مضمون میں لکھا ہے ... بہادر شاہ ظفر کے آباؤ اجداد میں ایک

اور بدنصیب، بادشاہ عالمگیر ثانی گزرا ہے جس کو اس کے ایک وزیر مملکت نے قتل کرا کر اس کی نعش کو جمنا کے کنارے جنگل میں پھینکوا دیا تھا۔ اتفاقاً ایک ہندو برہمن عورت رام کور نے بادشاہ کی لاش کو صبح سویرے جمنا جاتے ہوئے دیکھ لیا اور شناخت کر لیا — اور دیر تک لاش کے سرہانے بیٹھی روتی رہی —

اس محبت اور دلی سوز سے متاثر ہو کر عالمگیر ثانی کے بیٹے اور جانشین شاہ عالم نے برہمنی رام کور کو اپنی بہن بنا لیا، اور حقیقی بہن کی طرح اس کے حقوق بھی ہمیشہ برقرار قائم کر لئے۔

رام کور ہر سال اپنے منہ بولے بھائی شاہ عالم کے راکھی باندھنے لگی۔ اور یہ رسم قائم ہو گئی۔ جس کو شاہ کے بعد اکبر ثانی اور اکبر ثانی کے بعد بہادر شاہ ظفر نے بھی قائم رکھا۔

برہمنی رام کور کی اولاد میں سے ایک ہندو عورت بادشاہ دہلی کو بھائی بنا کر راکھی باندھنے لگی —

بہادر شاہ ظفر کے تذکرہ میں علامہ راشد الخیری مرحوم نے اس رسم رکشا بندھن کو یوں الفاظ رقم فرمایا ہے:

"ادھر بادشاہ سلامت نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر باہر آ بیٹھے۔ برہمنوں نے اسیس دی، در بلاویں نے دعا کے نعرے بلند کئے اور قلعہ معلی ان صداؤں سے گونج اٹھا۔ آسمان پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہے۔ لکھی باغ (سبزی منڈی) میں آموں کے جھنڈ چھائے ہوئے ہیں۔

جامنوں کے گچھے ہوا میں جھوم رہے ہیں۔ زمین پر گمر ہودوں کی بہار، آسمان پر بگلوں کی قطاریں، دل کے پار ہوئی جا رہی ہیں۔ کوئل کوک رہی ہے۔ نقارے پر چوٹ پڑی، نفیری بجی اور جھولے والیاں آ گئیں۔ جھنگیں بڑھ رہی ہیں۔ جھونکے چل رہے ہیں۔ دوپہر تک جھولے اور پکوان ہوتے ہیں۔ کھانا کھایا۔ بادشاہ سلامت نے اپنے ہاتھ سے زمردیں چوڑیاں ایک ہاتھ میں پانچ اور دوسرے ہاتھ میں تین اپنی ہندو بہن کو پہنائیں اور ساتھ والیوں کو جوڑے عطا ہوئے۔ اور نقد روپے بھی۔ مٹھائیوں، پھلوریوں کے تھال ساتھ کئے گئے۔ اس طرح ہندو بہن مسلمان بھائی کے انعام و اکرام سے مالا مال رخصت ہوئی۔

بہادر شاہ ظفر صرف نام کے بادشاہ تھے۔ گذارے کے لئے ان کو ایسٹ انڈیا کمپنی سے بارہ لاکھ روپے سالانہ پنشن ملتی تھی۔ شہر دہلی پر بھی بادشاہ کا اقتدار نہیں تھا۔ قلعہ کے اندر بادشاہ کی حکومت سمجھی جاتی تھی۔ اور یہ بارہ لاکھ روپے آتے آتے خرچ کر دیئے جاتے تھے۔ بادشاہ مقروض رہتے تھے۔ ہزاروں روپے سالانہ صرف سود در سود کا ادا کرنا پڑتا تھا۔ مگر آن بان وہی اکبر و جہانگیر والی باقی تھی۔ اکبر و جہانگیر جنگلی شیروں، خونخوار ہاتھیوں کے شکار کھیلتے تھے اور بہادر شاہ ظفر مرغوں اور کبوتروں کی لڑائیاں دیکھتے تھے۔ مگر شاہی آب و تاب باقی و جاری تھی۔

ان آداب اور کورنش بجا لانے سے صرف اس دور کے علماء و صوفیاء مستثنیٰ تھے۔

بہادر شاہ کے دل میں اپنا ملک و اقتدار اور جاہ و عظمت واپس لینے کی تڑپ موجود تھی اور وہ ہر تدبیر اختیار کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے بہادر شاہ ظفر پیر و مرشد بھی بن گئے تھے۔ عوام کو جہاد کیلئے بیعت بھی کرتے تھے۔

قدیم روایتیں، پرانی عظمتیں ایک ایک روز

نقش نواز

نقش کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ پیچھے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:

لائف ممبر:

نام	مقام
جناب انور عبدالرحمٰن مجگاؤنکر	بمبئی ۱۰
ماسٹر الیاس قاسم مقادم	شیو (بزرگ)
محترمہ افسری ریاض کھمکر	پنویل
جناب اسلم فقیہ	بمبئی ۳۹
〃 علی دیان عباس کرنیکر	بمبئی ۱۰
محترمہ ریحانہ عبدالرشید لوگڑے	ینگڈی (ساینگاؤں)
جناب لیاقت علی اے۔ جی پٹیل	بمبئی ۵

سالانہ خریدار:

نام	مقام
نیشنل ہائی اسکول	ناسک
حاجی اسمٰعیل عبدالرحمٰن پابیکر	شیجے
محترمہ میمونہ رشید نورے	شیجے
ویلکم ریسٹورنٹ	پنویل
مولانا نوری	بنگلور
ڈاکٹر ایم آئی سرکھوت	کرلا بمبئی
جناب اسلم داؤد پنساری	مہاڈ
〃 خالد کلیکر	ملنڈ بمبئی
〃 نثار لالہ	بمبئی ۱۰
〃 اسحاق داؤد سردے	شیو (بزرگ)
〃 ایم اے تنگیکر	ادرن
〃 شمیم داؤد شیخ	کھوپولی
〃 دلنواز یونس سالدوکر	ذاد گھر
محترمہ فاطمہ نوشاد دیشمکھ	کوٹمال
جناب عبداللہ دلاور دلوی	داپولی
〃 عبدالرزاق علی عمر گیرکر	بمبئی ۱۰
〃 محمد شفیق شیخ	بمبئی ۱۰

بیرون ہند سالانہ خریدار:

نام	مقام
ڈاکٹر اسماعیل چرفرے	انگلینڈ
جناب ایم داؤد حوا	لندن
〃 عبداللہ مقادم	لندن
〃 سلیم سردوائی	دوحہ قطر
〃 کمال اشرف	الخوبر
〃 الیس اسمٰعیل	بحرین

بَابُ الخُلع والطلاق

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

حدیث ۱- عن ابن عباس انّ امرأة ثابت بن قیس اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالت یا رسول اللہ ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة" (رواہ البخاری)

ترجمہ:- ابن عباس کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین پر کوئی عیب نہیں لگاتی لیکن میں اسلام کے بعد کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ان کو ان کا باغ لوٹا دو گی؟ اس نے کہا ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ثابت بن قیس سے) فرمایا کہ باغ قبول کر لو۔ پس انہوں نے بیوی کو ایک طلاق دے دی۔ (بخاری)

تشریح:- اس کو فقہ کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں [illegible] میں عورت شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور شوہر کو اس کا یہ مطالبہ ماننا پڑتا ہے۔ اس حدیث کے حاشیہ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ دراصل یہ طلاق ہوتی ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عورت کو بھی مطالبۂ طلاق کا حق ہے۔ اس کیلئے مرد و عورت کے مزاج کی ناموافقت کافی ہے۔ ثابت کی بیوی نے جو کہا کہ میں اسلام کے بعد کفر کو ناپسند کرتی ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ میں [illegible] کی ناموافقت کی وجہ سے کفرانِ نعمت کروں گی — اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ایک طلاق کے بعد میاں بیوی الگ ہو جائیں تو [illegible] طلاق [illegible] ہے۔ سورۂ طلاق میں طلاق کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے۔

جناب [illegible] کی جانب سے [illegible] — اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے — آمین

حجاجِ کرام

مضطر مصلحی

تڑپتے کہتے ہوئے لبیک آوازِ طلب سن کے — خدا کا گھر، خدائی کا خزینہ دیکھ کر آئے
جدا کعبہ پہ بوسہ دیا ہے سنگِ اسود کو — یہ مٹی، اینٹ، پتھر میں نگینہ دیکھ کر آئے
ذبیح اللہ اسمٰعیلؑ کے قدموں کی برکت سے — یہ زمزم کا بہشتی آبگینہ دیکھ کر آئے
رسولِ پاک کے روضے پہ جا کر جالیوں میں سے — ہدایت اور رحمت کا دفینہ دیکھ کر آئے
کیا ہموار رستہ آخرت کا، بن گئی قسمت — یہ بطحا کیا گئے، جنّت کا زینہ دیکھ کر آئے
یہ دل کوشش کے آئے زمزمے اللہ اکبر کے — طواف و آہ و زاری کا سفینہ دیکھ کر آئے
صفا مروہ پہ کر لی سعی بخشش کی، عمل کر کے — منیٰ کے پاس شیطانِ کمینہ دیکھ کر آئے
یہ دریائے رواں اشک کی بیتاب موجوں میں — اُبھرتا، تیرتا، ڈوبا سفینہ دیکھ کر آئے
یہ آئے ہیں نہا کر مغفرت کی تیز کرنوں میں — عقیدت اور ندامت کا پسینہ دیکھ کر آئے
ترو تازہ ہوا ہے نخلِ ایماں، باغ دیں ان کا — خدا رکھے، یہ ساون کا مہینہ دیکھ کر آئے
نظر سے دیکھ کر آئے نشانِ اولین و آخریں — دو عالم کے خزانوں کا خزینہ دیکھ کر آئے
خدا کے واسطے اللہ سے یہ التجا کرنا — دوبارہ پھر بھی مکہ مدینہ دیکھ کر آئے

(۲)

یہ آئے ہیں مکہ مدینہ سے ہو کے — نصیب ان کا جاگا، یہ اُٹھے ہیں سو کے
یہ ہنستے ہوئے آئے کعبہ میں رو کے — گناہوں کے دھبّوں کو دامن سے دھو کے
غلافِ حرم سے لپٹ کر یہ روئے — پلٹ آئے تر دامنی کو ڈبو کے
کیا مزرعِ دل کو سیراب زمزم — یہ بیج اپنی بخشش کے آئے ہیں بو کے
وہی پا گئے ہیں حقیقت ہی سب کچھ — جو دل کو حرمِ پاک میں آئے کھو کے
خوشا روضۂ پاک کی جالیوں میں — رکھ آئے عقیدت کے موتی پرو کے
حقیقت کو یہ پا چکے ہیں حرم میں — مجازان کو اب دے نہیں سکتا دھوکے
بھگا آئے شیطان کو اپنی حد سے — بہت مارے کنکر بلا رد کے ٹو کے
جہاں ہاجرہؑ والہانہ چلی تھیں — وہاں دوڑ آئے یہ مجذوب ہو کے
اماں پائی دوزخ سے، احرام باندھا — یہ جنت کے پیچھے پڑے ہاتھ دھو کے
یہ سوئیں گے آرام سے تربتوں میں — چُوا ان کو دینگے بہشتی جھروکے
رضائے خدا ہی رضائے نبیؐ ہے — وہی ایک کے ہیں، جو ہوتے ہیں دو کے
مسلّم ہے دین اور دنیا کا رشتہ — کوئی کچھ نہیں پا سکا ان کو کھو کے
میں بطحا کی خوشبو یہاں سونگھتا ہوں — مری سانس میں سانس ان کی سمو کے
چلو پھر عاصی، چلو، مکہ مدینہ — دعا مانگتا ہوں یہ پھر وقت رو کے

ابو داؤد قیصر

کمپیوٹر اور معجزۂ قرآن

جون، جولائی ۸۵ء کے مشترکہ شمارہ عید نمبر میں مترجم جناب پروفیسر محمد علیم نختابے کا مضمون "کمپیوٹر اور معجزۂ قرآن" پڑھا — اور اسی تعلق سے یہ تبصرہ ہدیۂ قارئین ہے۔

فتح مکہ کی دو عظیم الشان پیشنگوئیاں

سورۃ مدثر کی آیت علیہا تسعۃ عشر یعنی فتح مکہ

سورۃ الحاقہ کی آیت ویحمل عرش ربك

یومئذ ثمانیہ (۸) یعنی فتح مکہ

بعثت نبوی کے انیسویں سال —— فتح مکہ

(شمائل نبویہ از امام ترمذی)

ہجرت کے آٹھویں سال —— فتح مکہ

ساعت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

۱۷۰۹ھ کے بعد بھی نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری رہے گی۔

تفصیل کے لئے اس مضمون کا مطالعہ کیجئے

(معاون مدیر)

پہلے حصے کی تفسیر

ان اللہ عندہ علم الساعۃ

وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام

وما تدری نفس ماذا تکسب غداً

وما تدری نفس بای ارض تموت

ان اللہ علیم خبیر۔

ترجمہ:- اللہ ہی کو قیامت یا قوموں کے آخری انجام کا علم ہے۔ اور (وہی) بارش نازل کرتا ہے اور جانتا ہے کہ عورت کے رحم میں کیا ہے۔ اور کوئی جاندار یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا۔ اور کوئی جاندار یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

علم ساعت کی تفسیر:-

پہلی آیت میں ساعت کا ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ساعت کا علم صرف اسی کو ہے۔

حدیث جبریل:-

بخاری و مسلم میں حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبریلؑ نے انسانی صورت میں آکر اصحاب کرام کے سامنے آپؐ سے اسلام، ایمان، احسان اور ساعت کے متعلق سوالات کئے۔ آپؐ نے تینوں سوالوں کے جواب تو دے دیئے، لیکن جب جبریلؑ نے یہ پوچھا کہ آپ ساعت کے متعلق بتائیے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا علم مجھ کو آپ سے زیادہ نہیں ہے۔ یعنی آپ نے ساعت کو

علمی اعتماد کے تقاضا سے لاعلمی کا اظہار کیا.
یہ دیکھ کر حضرت جبرئیلؑ نے پوچھا کہ اگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ساعت کب آئے گی، تو اس کی کچھ علامات کا تو علم ہوگا وہی بتا دیجئے. تو آپؐ نے چند علامات ساعت بتا دیں. حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپؐ نے سورہ لقمان کی یہی آیت پڑھی اور فرمایا: فی خمس لا یعلمھن الا اللہ یعنی آیت مذکورہ بالا میں جو پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں. مشکوٰۃ باب رویت اللہ ــ روایت حضرت عائشہ (یہ مشکوٰۃ المصابیح کی دوسری حدیث ہے)
اس حدیث کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کرنا کہ ساعت کا علم حضور کو بھی ہے، جسارت بے جا اور اقدام علی اللہ ہے؟

ساعت کیا ہے؟

قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک ساعت کا اطلاق قیامت کبریٰ پر بھی ہوتا ہے اور قیامت صغریٰ پر بھی.

قیامت صغریٰ:۔

قیامت صغریٰ سے مراد وہ دن ہے جس دن دنیا میں مکذبین انبیاء اور بدکار قوموں کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو جاتا۔ ان واقعات کا علم بھی ہم کو قرآن ہی کے ذریعہ ہوتا ہے. طوفان نوح اور اس کے بعد ایسی ساعات کا بار بار وقوع ہوا ہے. قوم ہود ثمود اور فرعون کا انجام ان اقوام کے لئے ساعت ہی تھا. یعنی دنیا میں آخری فیصلے کا دن ــ اس نقطۂ نظر سے قرآن دنیوی ساعت کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے. ہم کو ان اقوام کی ہلاکت کا علم قرآن ہی کے ذریعے ہوا. اسی لئے سورہ زخرف میں ہے کہ وانہ لعلم للساعۃ (انہ یعنی گزشتہ منکرین انبیاء کے انجام کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ قرآن ہی ہے.
لیکن ان اقوام کو اپنے عبرتناک انجام کا علم نہیں ہوتا. وہ خوفناک آنیوالی گھڑی (ساعت) ان کی آنکھوں سے چھپی رہتی ہے. اسی لئے قرآن مجید نے کہا ہے کہ ان سرکش اور رعونت کیش اقوام کی ہلاکت کی گھڑی (ساعت) تو آنیوالی ہی ہے. لیکن جب تک وہ نہیں آجاتی ان کو اس کا علم نہیں ہو سکتا. ان کے سامنے وہ ساعت دفعتاً آتی ہے.
اسی کے متعلق قرآن مجید نے کہا ہے کہ

ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا
لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ (طٰہٰ ع ۱)

یعنی ان اقوام کی ہلاکت کی گھڑی آنیوالی ہی ہے. وہ گھڑی آج ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے. لیکن عنقریب میں اسے ظاہر کر دوں گا. تاکہ ہر شخص کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے.

غزوہ بدر | اس اعتبار سے قریش مکہ پر دو مرتبہ یہ ساعت یعنی قیامت کی گھڑی آئی. ایک مرتبہ ہجرت کے دوسرے ہی سال یعنی میدان بدر میں ــ جس دن ان کفار کی قوت، غرور اور رعونت خاک میں مل گئی. اور عام کفار کے علاوہ ان کے ۹ وہ سردار خاک و خون میں تڑپنے لگے. اسی لئے قرآن میں اس دن کو یوم الفرقان کہا گیا ہے، یعنی حق اور باطل کو الگ الگ کرنے والی گھڑی.

فتح مکہ | قریش مکہ پر دوسری مرتبہ یہ ساعت فتح مکہ کی صورت میں آئی جس کی نشاندہی قرآن نے انیس ۱۹ اور آٹھ کی عدد میں کی تھی. لیکن یہ دونوں ساعتیں ان کی آنکھوں سے اس وقت تک پوشیدہ رہیں جب تک وہ گھڑی سر پر نہ آگئی. اگر انہیں اس کا ذرا بھی علم ہوتا کہ میدان بدر میں ان کو شکست ہوگی تو وہ اتنے بے وقوف نہیں تھے کہ اتنا بڑا لاؤ لشکر لے کر ۲۰۰ سو میل کی مسافت طے کر کے مدینے کے قریب میدان بدر تک مسلمانوں کو جنگ کے لئے للکارتے

ان دونوں ساعتوں کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں تھا :-

یہی نہیں، بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ اس قوم کی ہلاکت کی گھڑی (ساعت) اس کو یہاں کھینچ لائی ہے۔ ورنہ جنگ سے پہلے اس بیقراری کے ساتھ مسلمانوں کی فتح کی دعا نہ کرتے۔ آپؐ تو یہاں تک فرما دیا کہ "اے اللہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اور تجھ کو تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ آج مسلمانوں کو فتح عطا کر۔ ورنہ اس زمین پر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں ہوگا۔"

یہ حضرت ابن عباس کی روایت ہے۔ آپؐ نے جب آخری جملہ کہا تو حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ یا رسول اللہ آپؐ نے تو دعا میں حد کر دی۔" دیکھئے (بخاری کتاب المغازی اور مشکوٰۃ باب المعجزات)

اب سوچئے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ قریش مکہ کو اس کی ہلاکت کی گھڑی (ساعت) یہاں کھینچ لائی ہے۔ تو کیا آپؐ یہ دعا کرتے ؟

علیہا تسعۃ عشر قریش کہ پر دوسری مرتبہ جو یہ ساعت آئی۔ وہ بعثت نبوی کے انیس سال بعد اور ہجرت کے آٹھ سال بعد ہے۔ علیہا تسعۃ عشر جو مکی سورہ مدثر کی ایک آیت ہے۔ اور اس میں کفار مکہ کو طرح طرح کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بس انیس سال کے اندر ہی تم سبھوں کو اپنے انجام کا علم ہو جائے گا۔ چنانچہ مختلف اقوال کے مطابق اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے گیارہویں سال ہجرت کی اور ہجرت کے آٹھویں سال دس ہزار قدوسیوں کی ایک جماعت نے مکہ فتح کر کے کوروں ۔۔۔ اور خانہ کعبہ پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا۔ تو انیس سال میں قریش مکہ پر ساعت موعود ہوئی۔ جس کا ان کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ وہ مبہوت ہو کر اپنی شکست اور مسلمانوں کی فتح دیکھتے رہے۔

ثمانیۃ دوسری آیت سورہ الحاقہ کی ہے۔ یہ بھی مکی سورہ ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہجرت کے آٹھویں سال قریش کے سامنے ساعت آجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ آیت یہ ہے:

ویحمل عرش ربک یومئذ ثمانیۃ یعنی اس دن خدا کے عرش (صفت حاکمیت) کو آٹھ اٹھائے ہونگے۔

کمپیوٹر کا دماغ فرشتوں کی طرف توجائے گا نہیں آٹھ کی عددی کی طرف جائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہجرت کے آٹھویں سال مکہ فتح ہو جائے گا۔ اسلام کی صداقت آشکارا ہو جائے گی۔ اور لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہونے لگیں گے — اور واقعی قرآن نے دنیا کو یہ حیرت انگیز معجزہ دکھا دیا۔ ان دونوں فتوحات کو ہم معجزۂ قرآن قرار دیتے ہیں۔

اس آیت سے پہلے خدا نے عاد، ثمود، قوم نوح اور فرعون کی ان ساعتوں کا ذکر کیا ہے، جن ساعتوں میں یہ قومیں ہلاک ہوئیں۔ اس سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی خدا نے آٹھویں سال قریش پر اس ساعت کے آنے کی پیشگوئی کی ہے۔

فرشتے اسلامی عقیدے کے مطابق اسباب عالم پر خدا کے فرشتوں کے تصرفات ہیں۔ چنانچہ ان فرشتوں نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ بعثت نبوی کے انیس سال اور ہجرت کے آٹھ سال کے اندر فتح مکہ کا سامان پیدا ہو گیا۔

اجمالی علم اس جگہ یہ بھی واضح کر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجمالی طور پر یہ علم ضرور دیا تھا کہ آپ ایک نہ ایک دن مکہ میں فاتحانہ طور پر ضرور داخل ہوں گے۔ مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ساعت کب آئے گی۔

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک
الی معاد (قصص آیت ۸۶)

ترجمہ:۔ یعنی جس نے تجھ پر قرآن کی اشاعت فرض کی ہے وہ تجھ کو یقیناً وہاں لوٹا کر لے جائے گا جہاں سے تو ہجرت کر کے آیا ہے۔"

یہ تو پیشین گوئی کی۔ مگر اس ساعت کا علم نہیں دیا، جب یہ واقعہ رونما ہونے والا تھا۔

غزوۂ بدر غزوۂ بدر ہو یا فتح مکہ۔ یہ دونوں غزوات خدائی علم ہی کے ماتحت ہوئے۔ اس ساعت کا علم صرف خدا ہی کو تھا۔ حضرت عروہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر کا سبب قریش کے ایک حلیف عمرو بن حضرمی کے قتل کا واقعہ تھا جو مسلمانوں کے ایک گشتی دستے کے ہاتھوں مارا گیا۔

فتح مکہ اور فتح مکہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس واقعہ پر ابھارا وہ قریش کے حلیف قبیلے کا مسلمانوں کے حلیف قبیلے پر شبخون مارنا تھا۔ غرض دونوں واقعات کے باعث اچانک قریش مکہ پر ساعت موعود آگئی۔ مسلمانوں کو قبل از وقوعہ اس کی تاریخ اور واقعہ کا کوئی علم نہیں تھا۔

عہد فاروقی اسی طرح عہد فاروقی میں ایران، روم اور مصر کا مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھانا ان کی قسمت کے آخری فیصلے کے دن تھے جس کو ساعت کہتے ہیں۔ مگر اس کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں تھا ورنہ جنگ قادسیہ کے دنوں آپ اتنے بے چین و بیقرار نہ رہتے۔ آپ جانتے تھے کہ یہ جنگ مسلمانوں اور ایرانیوں کے لئے زندگی و موت کی جنگ ہے۔ معلوم نہیں کون جیتے گا اور کون ہارے گا۔ اسی لئے آپ روز مدینے سے دور نکل جاتے اور ہر آنیوالے سے محاذ جنگ کے حالات پوچھتے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ اس جنگ میں ایرانیوں کی شکست یقینی ہے تو آپ اتنے بیقرار و بے چین نہ ہوتے۔ بلکہ گھر میں اطمینان سے رہتے۔

غیر مسلم غیر مسلموں کی ساعات کا ظہور اسلام کے مقابل ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ اسلام و قرآن کا معجزہ کہلاتا ہے۔ اس دن قرآن اور نبوت محمدیہ سربلند ہوتی ہے۔ اور مخالفین قرآن کو نبوت محمدیہ کے آگے سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔

اب اگر خدانخواستہ کوئی دن ایسا آئے کہ خود نبوت محمدیہ کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے۔ خواہ وہ ۱۹۷[illegible]ء ہی ہو۔ قرآن کا معجزہ کیسے کہلائے گا۔ وہ تو مسلمانوں کے لئے ماتم اور گریہ وزاری کا دن ہوگا۔

عقیدۂ ختم نبوت پھر اس ساعت کا ظہور کیسے ہوگا۔ کیا کوئی ایسا نبی پیدا ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑا ہوگا۔ اور وہ آپ کی نبوت اور قرآن کی منسوخی کا اعلان کرے گا۔ اگر ایسا ہو تو یہ عقیدۂ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا۔

اسلام کا عروج وزوال قرآن کریم کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی منسوخی کا ذکر نہیں کرتا۔ البتہ مختلف مثالوں کے ذریعہ اسلام کے عروج وزوال کا ذکر کرتا ہے۔ وہ سورۂ سجدہ میں کہتا ہے:۔

یدبر الامر من السماء الی
الارض ثم یعرج الیہ فی یوم
کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون

ایک ہزار سال تک آسمان کی طرف چڑھتا جاتا ہے۔

فتح قسطنطنیہ تاریخی طور پر دولت عثمانیہ کے نامور فرمانروا سلطان محمد فاتح تک نشیب و فراز کا دور رہا لیکن جب انھوں نے سنہ ۱۴۵۳ء مطابق ۸۵۷ھ میں قسطنطنیہ پر فوج کشی کر کے اسے فتح کر لیا۔ تو سارے یورپ میں عیسائیت کے خلاف خطرے کی ایک گھنٹی بج گئی۔ اور یورپ نے سارے یورپ میں عیسائیت کے لئے ایک احیائی تحریک چلائی۔ اسی دن کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو نے تلاش ہند میں لکھا ہے کہ

"جس دن قسطنطنیہ فتح ہوا۔ اس دن دنیا کا ایک دور ختم ہوا۔ اور دوسرا دور شروع ہوا۔ دور وسطیٰ ختم ہوا اور دور حاضر شروع ہوا۔"

یہ فتح حیرت انگیز اور تاریخ عالم کا ایک نادر واقعہ تھا۔ مگر زمانے کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اسی دن سے اسلام کا سیاسی زوال شروع ہو گیا۔ اور ابھی مائل بہ زوال ہے۔ یعنی یہ آسمان کی طرف خدا کے عروج کا زمانہ ہے اور یہ دور زوال ۱۸۵۷ھ تک رہے گا۔

سنت الٰہیہ تو کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ جائے گا۔ اور رسالت محمدیہ کی حفاظت کے لئے کچھ نہیں کرے گا۔ کیا قرآن مجید کی آیت فیھا کتب قیمہ یعنی اس ایک کتاب میں تمام قائم رہنے والی کتابوں کی باتیں موجود ہیں، باطل ہو جائے گی؟

نبوت و کتب الٰہیہ کے نسخ کے اسباب اسی جگہ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دوسری قوموں کے انبیاء کی نبوتوں اور ان کی کتابوں کے منسوخ ہونے کے تین بڑے اسباب تھے۔

(۱) اس میں تحریف و تبدیلی کر دی گئی۔ اصل کتاب آسمان [illegible] ... ان کی جگہ دوسری کتاب نازل کی گئی۔

(۲) خدا نے قرآن مجید کی طرح ان کتابوں کی حفاظت کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ یہ وعدہ نہ توراۃ میں ہے نہ زبور اور اناجیل میں۔

(۳) سابقہ آسمانی کتابیں کامل کتابیں نہیں تھیں۔ بلکہ قرآن مجید کے بعض حصے تھے۔ قرآن کہتا ہے: الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب (آل عمران ع ۲ ۔ نساء ع ۴)

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو اس کامل کتاب (قرآن مجید) کا ایک حصہ دیا گیا تھا۔ (یعنی وہ کتابیں نامکمل تھیں۔ یہ بات سورہ آل عمران میں بھی کہی گئی ہے اور نساء میں بھی۔)

تمام انبیاء کی تاریخ پڑھ جائیے۔ معلوم ہوگا کہ ان کی نبوتوں اور کتابوں کے منسوخ ہونے کی یہی وجہ تھیں۔

نبوت محمدیہ اور قرآن مجید اب ان کے مقابل نبوت محمدیہ اور قرآن مجید کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ یہ تحریف و تبدیل سے بالکل محفوظ ہے۔ قرآن پاک کے ایک لفظ میں بھی تحریف و تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر آیت ۹) "ہم نے ہی یہ قرآن مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

ظاہری حفاظت اللہ تعالیٰ اس کی ظاہری حفاظت بھی کر رہا ہے اور معنوی بھی۔ قرآن مجید کے روز آغاز وحی سے کتابت، حفظ، نمازوں میں اس کی لازمی قرأت، تراویح اور مختلف تقاریب میں ختم قرآن، اس کے

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود رحمۃ للعالمینے ہم بود
(کلیاتِ غالب فارسی)

ترجمہ: جہاں جہاں ہنگامۂ عالم ہوگا وہاں وہاں رحمۃ للعالمین بھی ضرور ہوں گے۔

حروف مقطعات مقالہ نگار نے اپنے دعویٰ پر حروف مقطعات سے بھی استدلال کیا ہے۔ حالانکہ حروفِ مقطعات میں اعداد ابجدی کے علاوہ اور بہت سے معارف و معانی اور اسرار و غوامض پوشیدہ ہیں، جن پر علماء راسخون اور اہلِ باطن صوفیہ نے خوب غور کیا ہے۔ آخر اس طرف ذہن کیوں نہیں جاتا۔

یہودیوں کا اختراع تفسیر بیضاوی کی روایت سے تو ظاہر ہے کہ حروفِ مقطعات کو قاعدۂ ابجد کے طور پر پیش کرنا یہودیوں کا اختراع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان کے یہ معانی نہیں بتائے۔ البتہ آپؐ نے ان کی تردید کرنے کی بجائے کئی اور ایسی مثالیں پیش کر دیں، جنھیں سن کر وہ بوکھلا گئے۔

بہاء اللہ اور نبوتِ محمدیہ واضح ہو کہ نبوت محمدیہ کی منسوخی کا خیال سب سے پہلے چودھویں صدی ہجری میں بہاء اللہ نے پیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ نبوت محمدیہ اور قرآن دونوں منسوخ ہو چکے ہیں، میں جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے برتر ہستی بن کر آیا ہوں۔ انھوں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا یا ظلی خدا ہونے کا۔ ان کے نزدیک دورِ رسالت و نبوت ختم ہو گیا اور دورِ الوہیت شروع ہوا۔

کتاب اقدس انھوں نے قرآن کے مقابلے میں ایک کتاب پیش کی۔ جس کا نام "کتاب اقدس" ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی عام اشاعت ابھی تک نہیں ہوسکی۔ بہائی اپنے کو مسلمان نہیں بلکہ بہائی کہتے ہیں۔ اصالۃً یہ فرقہ ایران کے ایک شیعہ فرقہ سے نکلا ہے۔

تعطیلِ شریعت بہائیوں کے بعد اسماعیلی شیعہ بھی قائل ہیں کہ ناطق سابع کے بعد یعنی دو تین سو سال بعد شریعت معطل ہو جائے گی۔ لیکن یہ بہائیوں کے ہمنوا نہیں۔ ہم نے اس فرقے کے بعض علماء سے تبادلۂ خیالات کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نبوت محمدیہ اور قرآن مجید کی منسوخی کے قائل نہیں بلکہ تعطیلِ شریعت کے قائل ہیں، اور شریعت سے مراد وہ ضابطۂ حیات ہے جو قرآن کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ تین سو سال کے بعد زمانے کے تقاضے بدل جائیں گے۔ اس لئے موجودہ شریعت معطل ہو جائے گی۔ وہ دین اور شریعت کے مفہوم میں بھی فرق کرتے ہیں۔

کمپیوٹر کا دماغ صرف حساب کتاب اور محسوسات کا پتہ چلا سکتا ہے۔ وہ معارف و حقائق کا پتہ نہیں چلا سکتا۔ بالفرض محال اگر ۱۷۰۹ء والا حساب کتاب صحیح ہوا تو محض ایک پیش گوئی کہلا سکتی ہے معجزہ نہیں۔

پیشگوئی کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ شک اور یقین کے درمیان لٹکتی رہتی ہے۔ آج ہمیں اس پر ایمان لانے کا شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً یہ پیشگوئی جو انیس پردوں میں ڈھکی ہوئی ہے۔ اور آخری پردے کے نیچے نبوت محمدیہ کی "لاشہ" بے جان پڑی ہے۔ یہ اسلامی صدیوں میں سے آخری صدی ہے تو کہلا سکتا ہے معجزہ نہیں کہلا سکتا۔ یہ معجزہ اس وقت کہلاتی جب ۱۷۰۹ء میں اسلام سربلند اور اغیار سرنگوں ہو جاتے جیسا فتح مکہ کے وقت ہوا۔

لاریب کمپیوٹر کے دماغ نے ایک ایسا حساب کتاب پیش کیا ہے کہ اس دن اغیار کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوگا۔ خود نبوت محمدیہ اور قرآن مجید کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

موسوی اور محمدی دَور :- مقالہ نگار سے

اس پر بھی غور کیا ہے کہ دَور محمدی دورِ موسوی سے
تین سو سال زیادہ ہوگا۔ لیکن حقائق کو دیکھنے
کے بعد اقبال کا یہ شعر زبان پہ آتا ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

...... (باقی ــ باقی)

گجرات کے فسادات

مہر مہسلائی

[گجرات میں مارچ ۱۹۸۵ء سے چلے ہوئے فسادات سے متاثر ہو کر]

چلی ہے دیر سے غیظ و غضب بھری آندھی
تباہیوں نے بکھرنے پہ ہے کمر باندھی
تشدد اور محاذِ عدم تشدد پر
تڑپتے ہوں گے عدم میں مہاتما گاندھی

بقیہ : شاہانِ مغلیہ ــ صفحہ ۸ سے آگے

مٹ جاتی ہیں ۔ باوجود کوشش کے مغل حکومت باقی نہ رہ سکی ۔ اور آخری تاجدار اور اس کے خاندان کا جو انجام ہوا وہ سب جانتے ہیں ۔

اور غیر ملکی انگریزوں نے ہندوستانی دولت ہندوستانی سپاہ کے ذریعے صرف اپنے دماغ ، ڈپلومیسی ، چالاکی کے ذریعے دہلی اور پورے ملک پر قبضہ کر لیا جبکہ ان کی صورت مختلف تھی ، زبان بھی دوسری تھی ، کلچر بھی الگ تھا ۔

چند انگریز اٹھے اور انھوں نے پنجاب کی فوجوں ، چند راجوں مہاراجوں ، نوابوں اور اندرونِ خانہ مرزا الٰہی بخش جیسے رشتہ داروں کے ذریعہ مغل حکومت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ ہمیشہ کیلئے گل کر دیا ۔

اصلاحِ سخن

از: واجد محسن

اصلاحِ سخن کی کسوٹی پر آج میں رتناگری کے ایک چھوٹے سے دیہات میں رہنے والے معتبر شاعر پرویز باغی کی غزل پیش کر رہا ہوں۔ یہ پرویز ساکھر تر نامی گاؤں میں قیام پذیر ہیں۔ جہاں نہ کوئی اردو کا موقر جریدہ ملتا ہے نہ ہی تعلیم کے وسائل۔ اس کے باوجود پرویز نے کوکن کے شعراء میں، منفرد آہنگ اور جدید شاعری میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ حال ہی میں ان کا شعری مجموعہ لمحے لمحے کا کرب وجود میں آیا ہے۔ پرویز کی غزل کی اصلاح و توجیہ کوکن ہی کے کہنہ مشق و بزرگ شاعر بدیع الزماں خاور صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔

(واجد محسن)

غزل

پرویز باغی ساکھر تر رتناگری — اصلاح کار: بدیع الزماں خاور

غزل	اصلاح
اس سے کیوں ہیں پوشیدہ خود انہیں کی تقدیریں حال جو بتاتے ہیں دوسروں کی قسمت کا	شعر ٹھیک ہے
~~جل رہا ہے مستقبل جس کی آگ میں لوگو آج اک جہنم ہے میرا گاؤں نفرت کا~~	شعر میں تعقید کا عیب تھا جس کا دور ہونا مشکل ہے اس لئے شعر قلم زد کر دیا گیا۔
~~چاند پر اترنے کی آرزو ہے ہر اک کو~~ سب اجالے کی رائیگاں ہیں امیدیں ~~کوئی حل نہ سوچے گا اس~~ زمیں کی ظلمت کا آؤ کوئی حل سوچیں ہم	کوئی حل نہ سوچے گا غیر فصیح لگتا تھا۔ زمیں کی ظلمت کا حل سوچا جانا چاہئے۔ اصلاح سے شعر بہت بامعنی ہوا۔
اس کو اپنے ہاتھوں سے تم نے جو سجایا ہے مجھ کو اپنے کمرے پر ہے گمان جنت کا	شعر ٹھیک ہے
جس کو لطف آتا ہو سازشوں میں اے پرویز کیا علاج ہو ایسے آدمی کی خصلت کا	یہ شعر بھی ٹھیک ہے

(ب۔ ز۔ خ)

غزلیں

فاروق رحمٰن

خواب سہانے دیتا ہے ۔ دل جھمانے دیتا ہے
گھر گھر تیرا میرا نام ۔ دانے دلنے دیتا ہے
جس نے پاگل کر ڈالا ۔ وہ بھی طعنے دیتا ہے
اکثر سونے چاندی کے ۔ سانپ ٹھکانے دیتا ہے
دشمن بھی رحمٰن یہاں ۔ ہاتھ ملانے دیتا ہے

ساغر ملک

زہراب ہم بے اصولی کا پئیں ۔ دورِ نو کے اک نئے شنکر بنیں
جس کا ہیرو ہو سراپا خود غرض ۔ داستاں ایسی کوئی آؤ لکھیں
نام اخباروں میں چھپنا چاہئے ۔ کام اچھا یا برا کچھ تو کریں
دوسروں کے کام پر تنقید ہو
خود کو جب دیکھیں تو آنکھیں پھیر لیں

سب کی ہاں میں ہاں ملائیں ورنہ ہم
ریل کی پٹری پہ ساغر کٹ مریں

بک پیوائی

راز یہ کیسے بتاؤں جو چھپا ہے دل میں ۔ جب بھی ملتے ہیں وہ ملتے ہیں بھری محفل میں
لاش سیلابِ حوادث میں ملے گی میری ۔ آپ کیوں ڈھونڈتے پھرتے ہیں اسے ساحل میں
غم کا مارا ہوں پہن لوں گا لباسِ الفت ۔ تم اگر مجھ کو چھپا لوگے کبھی آنچل میں
کوئی تلوار نہیں اور ہے سو ٹکڑے یہ دل ۔ کس بلا کی کوئی طاقت ہے مرے قاتل میں
وہ تیری انجمنِ ناز تھی ورنہ ہم لوگ ۔ بن بلائے کہاں جاتے ہیں کسی محفل میں
کیا ہوا ساتھ اگر اس نے جو چھوڑا میرا
یاد تو باقی رہے گی تیرے سونے دل میں

یعقوب ساغر

میں جیت لوں گا تم کو سوالوں کی بھیڑ میں ۔ میرا جواب ہے یہ ہزاروں کی بھیڑ میں
آغوشِ کہکشاں میں پھلو پھولو تم سدا ۔ بے حس زمیں پہ میں ہوں رواجوں کی بھیڑ میں
چشمِ طلب کے سامنے کیا پردہ حجاب ۔ کب تک چھپیں گے آپ حجابوں کی بھیڑ میں
کس کس کے چشمِ ناز کا ہوتے رہیں شکار ۔ ہم کھو گئے ہیں آ کے غزالوں کی بھیڑ میں
ہر سیم تن کو اپنی نمائش پہ ناز ہے ۔ آذر کے بت ہیں جیسے خیالوں کی بھیڑ میں
ساغر بکف ہوں میں وہ قمر جلوہ بار ہے
اپنی مثال ہم ہیں مثالوں کی بھیڑ میں

"کہتا ہوں سچ ...."

شرف کمالی

جناب شرف کمالی نے افریقہ کے دورے سے بھی کچھ قسطیں ہدیۂ قارئین کی تھیں۔ بعد میں مصروفیت اتنی بڑھی کہ یہ سلسلہ منقطع سا ہو گیا تھا۔ اب واپسی کے بعد یہ پہلی قسط پیش خدمت ہے ــــ اس کہانی کے کردار اور ان کے نام فرضی ہیں۔ اگر حالات اور واقعات کسی سے مطابقت رکھتے ہیں تو محض اتفاق ہے۔ (ادارہ)

دوسرا شوہر (کہانی)

اُس کا نام عبدالغفور، لیکن لوگ اُسے غفریا کہہ کر پکارتے ــ غریب کو جس نام سے چاہئے پکاریئے۔ غریبی کا دوسرا نام ہے خاموشی! ــ یہی اگر امیر گھرانے میں پیدا ہوتا تو یقیناً سیٹھ حاجی عبدالغفور کہلاتا۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے ؎

کشتگانِ غرور کا عالم   صاحبانِ غرور کیا جانیں
یعنی غفریے پہ جو گزرتی ہے   سیٹھ عبدالغفور کیا جانیں

وہ آٹھ ہی برس کا تھا کہ بمبئی آگیا، بن ماں باپ کا یتیم بچہ! ــ بمبئی ہو یا سنگلدر ممبئی یہاں جتنے لوگ بنتے ہیں اُتنے ہی بگڑتے بھی ہیں۔ پھر مسلم محلوں میں بچوں کے بگڑنے کی ترغیبات زیادہ ــ غفریا سے مولا بخش بننے میں دیر نہیں لگی ــ مولا بخش مشہور ہوا۔ یعنی محلّے کا دادا۔ شرٹ کے بٹن کھلے رکھ کر گلے میں رومال باندھے جب محلّے سے گزرتا تو مستانہ چال ہی بتاتی کہ یہ اس محلّے کا راجا ہیں۔

پہلی سروس ایرانی ہوٹل میں باہر والے کی تھی۔ پھر جب ڈرائیونگ سیکھ لی تو اس کے جگری دوست عبدل کی نے ایک دن دورانِ گفتگو بتایا کہ وہ اسے گلف کا آزاد ویزا دلا سکتا ہے۔ اس نے سوچا، چلو ٹھیک ہے۔ آزاد رہنے کا اپن کا تجربہ کچھ کم نہیں ہے۔ بنگالی پورہ، ڈونگری سے ناگپاڑہ بلکہ مدنپورے تک سبھی دادا لوگ اپن کو جانتا ہے۔ اچھا ہے اب گلف کے بازاروں میں بھی اپنا طوطی بولے گا!! تھوڑی بہت ہیرا پھیری بھی کر ہی لیں گے۔ اِدھر کا مال اُدھر اور اُدھر کا مال اِدھر! سماج میں قدر و منزلت بڑھے گی۔ زمانہ کا کیا ہے۔ کسی طور پر پیسہ کمائیے، زمانہ جھکتا ہے!!

مولا بخش دو سال سے گلف میں تھا۔ ہزاروں اور ہندوستانیوں کی طرح اپنی قسمت آزما رہا تھا۔ گلف جانے والے قسمت پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہوتا ہے پہلے جو بھی، جیسا بھی چانس ملے قبول کر لو۔ وہاں پہنچنے پر قسمت بدلتے دیر نہیں لگتی پہلے پہل اسے گلف کی چمک دمک اچھی لگی۔ ہر طرف بسٹر وڈ، ایکارچنک دمک، یہاں کیرالا کے آنندن، حیدرآباد، کھانس عبدل گٹی، موٹی ہوں یا بمبئی کے چاق و چوبند جان، جانی، جار دن

یوں سبھی عربی لہجے میں صَبَاحُ الْخَیْر ، کیف حالک
یا انا فی الیوم واجد" مشغول بڑی خوشی سے
بولتے ہیں ۔ اپنے ملک میں ہندی زبان کی مخالفت کرنیوالے
لوگ یہاں عربی زبان کے عاشق ہیں ! انسان اپنی خودغرضی
کے لئے اپنے اصولوں سے کتنا انحراف کر سکتا ہے! اخلی ولی
وہ بار بار کہتا لیکن اسے اس کا مطلب معلوم نہ ہو سکا۔

بمبئی میں تیس نمبر بیڑی پینے والے یہاں SSS
نمبری فائیو ، اسٹیٹ ایکسپریس کا دھواں اڑاتے ،
سفاری سوٹ ، رے بن عینک یہاں کے ٹھاٹ ہی
کچھ الگ ۔ سب ہشاش بشاش ۔ سب شاد و
مسرور ۔ خوش حالی خود بخود مسکرانا سکھا دیتی ہے۔
یہاں کی خوش حالی دیکھ کر اسے بمبئی کے بیتے دن
یاد آئے ۔ ایک گندی سی براڈ نامی جگہ میں رہائش ۔
اس نے ایک نظر اپنے صاف اور نفیس کپڑوں پر ڈالی تو
اسے وہ میلی سی مولانا لنگی یاد آئی جسے وہ مسلسل پانچ سال
تک پہنتا رہا ۔ صبح ہوتے ہی چلیا ہوٹل میں آدھا پلیٹ
قیمہ ، دو سلائس پاؤ روٹی ۔ اس پر چھ گلاس پانی اور
ایک چائے اس کا روزانہ کا معمول تھا ۔ یہی ناکافی غذا
کھا کر اس نے ایک عرصے تک پیٹ بھرنے کا ڈھونگ
کرکے اپنے آپ کو دھوکا دیا تھا ۔ ایکبار تو بڑے مزے کی
بات ہوئی ۔ اس نے جب قیمہ منگوایا تو اس پر ایک مری ہوئی
مکھی بھی پڑی تھی ۔ اس نے عبدل بھائی ٹیبل والے کو بلایا اور
یہ کرشمہ دکھایا ! ! یہ کرشمہ عبدل بھائی کے لئے نیا نہیں
تھا ۔ بعد اطمینان بولے "دیوانے مولابخش ابھی آپ نے دیکھا
ہی کیا ہے ؟ یہ تو سالا قیمہ ہے ۔ ذرا چل کر ہمارے کچن میں
دیکھو انشاءاللہ مٹن چاپ میں چوہے اور جھینگا ، سالن میں
کاکروچ نہ ملیں تو مونچھ منڈوا دوں ۔ ذرا خود ہی انصاف کیجئے کہ
ایک روپئے کے قیمے میں مکھی نہیں کیا رانی باغ کے ہاتھی کی
توقع کی جا سکتی ہے ؟"

گلف میں کھانے پینے کی چیزوں کی افراط ۔ لیکن
ہر چیز اصلی ۔ ورنہ ہمارے یہاں تو گھی میں تیل اور مچھلی میں
موبل آئیل ، کالی مرچ میں پپیتے کے بیج ۔ یہ سارا
ڈھول جھونک سو فیصدی درست لیکن یاروں کی دیدہ
دلیری قابل تعریف ! دیوار پر بورڈ آویزاں ہوگا۔ "ہمارے
یہاں اصلی گھی سے ہر چیز بنتی ہے ۔ غلط ثابت کرنے والے کو
سو روپئے انعام" ۔ اب بمبئی کی بھاگتی دوڑتی زندگی میں اتنی
فرصت کسے ہے کہ اصلی یا نقلی کے ثبوت فراہم کیا
کرے ۔ اس پر سیٹھ صاحب کی لمبی داڑھی اور تبلیغی
جماعت ایمان لانے کو جی چاہے ۔ مگر دل میں کوئی
شبہ اٹھ کر کے کفر کون مول لے ! ۔ اسے بھی چلیا نے
والے چلیا سیٹھ پر بڑا غصہ آیا تھا ۔ لیکن اس تاؤ سے کیا
فائدہ ؟ اب تک وہ مجبور تھا ۔ لیکن اب بات کی گہرائی
تک جا پہنچا تھا ۔ اب وہ سمجھ گیا کہ سیٹھ حاجی عمر چار چار
ماہ کے تبلیغی دورے کیسے لگاتا ہے ۔ اسے کہتے ہیں
رام نام جپنا پرایا مال اپنا ۔ !

یوں تو پہلے پہل یہاں کی طلسمی آب و تاب نے
اس کا دل موہ لیا تھا ۔ اس دلفریب ماحول نے اسے
زندگی کے حسین خواب دکھائے تھے ۔ لیکن رفتہ رفتہ اسے
اس ماحول سے جیسے نفرت سی ہو گئی ۔ شاید اس کی
وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہاں کے اخبارات میں عورتوں سے
متعلق بیہودہ اشتہارات پڑھ کر اس کے تن بدن میں
جیسے آگ سی لگ جاتی ، جیسے کسی نے اسے ماں بہن
کی غلیظ گالی دی ہو ۔ ایسے یوں لگتا جیسے یہ مشتہرین
ہماری سنسکرتی کا سرِ عام نیلام کر رہے ہیں !! اخبارات

کہ یہ تراشے اس کے پاس حفاظت سے رکھے تھے۔ پہلا پرچہ تھا: "کیا آپ اپنی پرانی ملازمہ سے اوب چکے ہیں، اس کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں۔ پھر آئیے، ہماری معرفت بالکل نئی ملازمہ لے جائیے۔ عمدہ مال، معقول دام، صرف بائیس دینار۔ رعایتی سودا۔ اپنے گھر کو رشکِ فردوس بنائیے۔"

دوسرا پرچہ تھا: "خوب صورت مسلم ملازمہ کے لئے جلد سے جلد ہم سے ملئے: تازہ جتھا حاضر ہے۔ رعایتی دام، کفایتی بھاؤ۔ صرف دو سو دینار۔ کرسچین ملازمہ پر تئیس فیصدی چھوٹ۔ علاوہ بریں تین ماہ کی گیارنٹی!!

اس اشتہاری تذلیل کے علاوہ ملازمت کے لئے آئی ہوئی خواتین کے ہزاروں اسکینڈل زبان زد خاص و عام۔ جب تک ملازمت کی آڑ میں ناٹک چل رہا ہے مضائقہ نہیں۔ زناکاری ثابت کرنے پر سو دروں کی سزا یقینی۔ لیکن عرب کو گنہگار ٹھہرانا بجائے خود گناہ ہے۔ اور قانون کی سختیاں بھی بے چارے غریب عوام پر توڑنے کیلئے ہوتی ہیں!!

مولا بخش نے سوچا: سالی کوئی عزت و ذلت ہے کہ نہیں۔ یہ عزت فروش عورتیں اپنے شوہروں کو وطن میں رکھ کر یہاں پیسہ کمانے پہنچتی ہیں۔ واللہ اس رزق سے موت بہتر ہے۔ یہ ارباب بلند شباب صرف ان کا مالک نہیں بلکہ ان آفیشیل دوسرا شوہر بھی ہے۔ واہ ری استری جنم!!

گاؤں میں مولا بخش کی بیوی فتو تھی۔ وہ فتو کو بہت چاہتا تھا۔ اسے فتو کی ایک ایک ادا یاد تھی۔ اس کا بولنا، اس کا ہنسنا، اس کا چلنا۔ اس کا وہ عجیب طریقے سے آنکھیں مٹکانا۔ ہر بات یاد تھی۔ وہ رفتہ رفتہ ان حسین یادوں کو وہ بھولتا جا رہا تھا۔ وہ پڑھا لکھا تو نہیں تھا۔ لیکن قوالوں کا دلدادہ ہونے کی وجہ کئی اشعار ازبر یاد تھے۔ اسے جب فتو یاد آتی تو کہتا ؎

تم سے بچھڑ گئے تھے تو ہر بات یاد تھی
اب یاد کوئی بات خدا کی قسم نہیں

گلف میں مجرد زندگی اور پھر جوان زندگی کے دو سال گزارنا مشکل بات ہے۔ اول اول تو وہ فتو کی تسبیح پڑھتا رہا، لیکن جسم کی بھوک کا یہ تسبیح مداوا نہ بن سکی۔ دور دراز گاؤں میں بچھڑی ہوئی بیوی کی یاد، یا نام رٹنے سے جسم کی بھوک کا کیسے علاج ہو۔ بالآخر وہ جولیا میرانڈا کے دام فریب میں پھنس ہی گیا۔

جولیا میرانڈا بھی اپنے شرابی شوہر جان میرانڈا کو ترستا چھوڑ کر دو سال قبل گھریلو ملازمہ کے خول میں یہاں آئی تھی۔ اس کی زندگی کا مقصد پیسے کمانا تھا۔ ویسے بوڑھے عرب سے وہ خوب دھن اینٹھ چکی تھی۔ اس کے باوجود بھی مولا بخش سے ملے ہوئے دینار بھی تو بالائی آمدنی یا دستِ غیب کے مترادف تھے۔ پہلے تو اس نے کہا تھا "یہ سالی تو فتو کے مقابل ہیچ ہے ہیچ"۔ فتو آخر فتو ہے۔ اس پاؤڈر والی کا اس جنگلی شبیر تی سے کیا مقابلہ!! وہ تو باغ ارم کی مخمل بکاولی ہے۔ اور یہ تو بیسوا ہے بیسوا۔۔۔ لیکن جسم کی بھوک جب جاگتی ہے تو عقل سو جاتی ہے۔ بالآخر وہ دودھ کی پیاس چھاچھ پر بجھانے کے لئے آمادہ ہو ہی گیا۔ اس نے جولیا میرانڈا کے آگے سپر ڈال دیئے۔ یہ راز صرف اسی تک محدود تھا کہ وہ جولیا میرانڈا کا دوسرا شوہر ہے۔ دوسرے شوہر پر تاؤ اتارنے والا خود بھی اسی گناہ کا مرتکب کب اور کیسے ہوا؟ یہ بات خود اس کے فرشتے بھی نہ جان سکے۔ لیکن فتو کی

یادہ وہ دل سے نہ بھلا سکا۔ ملازمت کے لئے انڈو عرب ٹراویلز کو
مبلغ ۱۲ ہزار روپئے دے کر وہ یہاں پہنچا تھا۔ گاؤں کی
آبائی زمین بیچ کر اس نے یہ رقم ادا کی تھی۔ اس زمین کا جس دن
سودا ہوا فتّو بہت روئی تھی۔ بزرگوں کی بچائی ہوئی جائیداد
کھو کر وہ کنگال ہو چکا تھا۔ دھوکے باز ایجنٹ ملازمت
کے متلاشیوں کو دن کے اُجالے میں لُوٹ رہے ہیں۔ کتنی
زندگیاں تباہ ہو چکی ہیں، کتنے خاندان اُجڑ چکے ہیں۔ بیوہ
عورتیں بھی ان ظالموں کے چنگل سے نہ بچ سکیں۔ ہمارا ملک
جمہوریت نواز ہے۔ وزیر اعظم ہیں۔ وزرائے اعلیٰ ہیں۔ ان گنت
افراد لا اینڈ آرڈر کو راست رکھنے کے لئے منتخب ہیں۔ کروڑوں
روپئے اس نظام حسنہ پر خواہ مخواہ خرچ ہو رہے ہیں، لیکن
کسی بھی وجہ اس بے راہ روی کو روکنے سے ہر ایک قاصر جیسے
یہ سب کچھ بے کار ہے۔ بوڑھے عربوں کی شادیاں حیدرآباد
یا میرج میں آج بھی ہو رہی ہیں۔ نکاح ہوتے ہیں۔ طلاق
ہوتے ہیں۔ کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ کسی کے کان پر
جوں تک نہیں رینگتی! لالچ سے انسانیت اندھی ہو چکی ہے۔
بھائی بہنوں کو بیچ رہے ہیں۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ دارو
کے اڈے، اسمگلنگ کے مراکز، جوئے کے کلب، مساج
کلب، قمار خانے، جھوپڑپٹی کے دادا، غنڈہ عناصر
من مانی کر رہے ہیں۔ عدالت میں منصف کی موجودگی
میں گولیاں چلتی ہیں۔ ادھر تو اور ملک کے وزیر اعظم کو
سیکوریٹی نگہبان ہی موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ کس پہ
کس کا غلبہ ہے۔ سوچنے کی بات ہے۔ غنڈوں پر حکومت
غالب ہے یا حکومت پر .... وہ اس کے
آگے کچھ نہ سوچ سکا۔

دو سال مکمل ہوتے ہی اسے ممبئی بھیجا جا رہا تھا۔
لیکن اس نے کچھ دیر کرنا مناسب سمجھی۔ ایجنٹ کو دیئے ہوئے
بارہ ہزار روپئے بھی وہ جمع نہ کر پایا تھا۔ دو ہزار روپئے کا ڈرافٹ
وہ ہر ماہ فتّو کو بھیجتا رہا۔ یہ رقم آدھ لاکھ تک پہنچی تھی مگر وہ
فتّو کی شاہ خرچی سے واقف تھا۔ اسے یقین تھا کہ فتّو کے
پاس ایک پائی بھی نہ ہوگی۔ اس کے اپنے اخراجات بھی
کچھ کم نہ تھے۔ سگریٹ، بیئر، شراب، کھانا، چائے پانی۔
دوست نوازی، سیر و تفریح اور جو یا مسرانڈا کا دوسرا شوہر
ہونے کے ناطے ناجائز سہی مگر کچھ رقم بطور نان نفقہ!! ایک دن
ویلفیر سوسائٹی سے قرض منظور کروا کے اس نے رقم پائی اور گھر جانے
کے لئے سامان خریدا۔ بیس ہزار کا سامان آگیا۔ ایئر انڈیا سے
ٹکٹ بک ہوا۔ واپسی پر قرض کی ادائگی تین قسطوں میں کرنا لازمی
تھی۔ اس نے سوچا اللہ مالک ہے۔ دیکھا جائے گا۔ آج تو کام بن گیا!!

آخر خدا خدا کر کے سفر کا دن آگیا۔ ایئر انڈیا کے ہوائی جہاز میں
جب سوار ہوا تو ایئر ہوسٹس کو دیکھ کر معاً اسے اس کی فتّو یاد آئی۔
وہ عالم تصور میں کھو گیا۔ آنکھ کھلتے ہی وہ ممبئی میں اترنے کے لئے
تیار تھا۔ کسٹمز لانج میں اُس کو تجربہ ہوا کہ یہاں کا باوا آدم ہی
نرالا ہے۔ جو بدعت مسافروں کی اکثریت کرتی ہے اسی بدعت
پر عمل کر کے وہ باہر نکل آیا۔ اس کے پاس چار سونے کے بسکٹ تھے۔ اسے
محسوس ہوا جیسے وہ بھی منی والا کاٹ ہے! پھر وہ ایک منٹ
بھی ممبئی میں نہ رک سکا۔ سیدھے گاؤں کی راہ لی۔ اس کے
دل و دماغ پر فتّو کا نشہ تھا۔ لیکن گاؤں پہنچنے پر پریشان ہو گیا
کیونکہ فتّو اس کے گاؤں کے بینک کیشیئر کے ساتھ بھاگ چکی تھی
اس کا نام تھا شری کانت۔ فتّو کا دوسرا شوہر!!

ایم۔ایم۔ٹھاکور

کوکن ڈیولامینٹ اسکیم

کوکن میں ترقیاتی امکانات کا جائزہ لینے بلکہ حتی المقدور اسے عملی شکل دینے کی غرض سے کوکن مرکنٹائل کوآپریٹو بنک لمیٹیڈ بمبئی نے جناب ایم ایم ٹھاکور صاحب کی زیر نگرانی ایک صنعتی سیل قائم کیا ہے۔ ٹھاکور صاحب ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز حکومت مہاراشٹر اور مہاراشٹر اسٹیٹ اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولامینٹ کارپوریشن لمیٹیڈ بمبئی کے ریٹائرڈ افسر ہیں۔ اپنے دیرینہ تجربات کی روشنی میں ٹھاکور صاحب نے ہر ماہ کوکن ڈیولامینٹ اسکیم کے عنوان سے مختصر مضامین دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس تعاون کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

(ادارہ)

تعلیم یافتہ بے روزگار

تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو خود کفالتی روزگار مہیا کرنے اور اس طرح خصوصی طور پر دیہی علاقوں میں بیروزگاری ختم کرنے کے منصوبے کے پیش نظر حکومت نے مذکورہ بالا اسکیم کو نافذ کرنے کے سلسلے میں وسیع پیمانے پر اقدامات کرنے کی ہدایت کی ہے۔ جس کے اہم نکات یہ ہیں۔

۱۔ اس شخص کو ایس ایس سی پاس ہونا چاہیئے۔

۲۔ وہ ۱۸ — ۳۸ سال کی درمیانی عمر کا ہو۔

۳۔ اور وہ کوئی کام شروع کرے۔

اس کے لئے دیئے جانے والے قرض کی مقدار ۲۵۰۰۰ روپئے ہوگی۔ جس میں ۱۵۰۰۰ روپئے مدتی قرض ہوگا جو اسے ۵ تا ۷ سال کی مدت میں ادا کرنا ہوگا۔ اور ۱۰۰۰۰ روپئے کام کا سرمایہ ہوگا۔ ۲۵ فیصد امداد یعنی ۲۵۰۰ روپئے ریزرو بنک آف انڈیا ادا کریگی۔ لیکن اسے قرض لینے والے شخص کے نام پر فکسڈ ڈپازٹ میں رکھا جائے گا۔ جس کا سود اسے ملیگا۔ اگر اس نے وقت مقررہ پر ۱۵۰۰۰ روپئے کی واجب الادا رقم ادا نہیں کی تو فکسڈ ڈپازٹ کی رقم سے اس کی بھرپائی کی جائے گی۔

حکومت نے چند خصوصی امدادی اسکیموں/رعایتوں کا اعلان کیا ہے۔ اور ان کے نفاذ کے لئے ادارے بھی قائم کئے ہیں۔ جس کی خاطر چیدہ ذات لے بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ لیکن تفصیلات، خام مال کے ذرائع، بازار وغیرہ کے مناسب جائزے کی غیر موجودگی میں کسی مخصوص صنعت کے فروغ کی نشاندہی مشکل ہے۔ جیسا کہ ہم منسلکہ درج ذیل ضمیموں میں پیش کر رہے ہیں۔

الف :۔ صنعتیں جو کھادی اور دیہی صنعتوں کے کمیشن/بورڈ کی سرپرستی میں آتی ہیں۔ اور (ب) :۔ عام صنعتیں جس کے لئے رہنمائی، مدد اور اعانت آئی ڈی سی/ڈی آئی سی/لیڈ بنک/اسٹیٹ بنک/ایم ایس ایف سی وغیرہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

ہمیں اعتماد ہے کہ یہ تفصیلات عوام کی ہمت اور حوصلے کے ساتھ مل کر سوچے سمجھے اقدامات کا پیش خیمہ ہوں گی۔ جس کے باعث ان علاقوں کے بہتر فروغ اور بہبود کا دور شروع ہوگا۔

★

MOPEC-wholly owned by the Government of Maharashtra.

Lucrative jobs exist abroad, particularly in the Middle East, for professionals, skilled, semi-skilled & unskilled workers Even private undertakings and multinationals are deputing employees abroad for specialized training or in prestigious posts in their subsidies, or parent offices. Don't let such opportunities go by for want of a valid passport.

Get yours Now! Get it at MOPEC where you pay only Rs. 100 for a new passport, inclusive of service charges. No unauthorized payments or subagents involved. MOPEC also undertakes renewal, change of profession, and other allied services at a nominal rate Drop by today. An opportunity abroad may just round the corner. Remember MOPEC for reliability and dependability.

MOPEC—the ideal sole agent to handle all company passport, ticketing and other services at concessional rates.

J.K. Building,
2nd Floor N. Morarji Marg,
Ballard Estate, Bombay 400 038.
Tel Nos: 262574, 263829, 263856

MOPEC
(A Govt. of Maharashtra Undertaking)
The Overseas Employment and Export Promotion Corporation of Maharashtra Ltd.

خالد اگاسکر

ایک سے ایک

خالد اگاسکر ادبی و صحافتی دنیا کا ایک معتبر نام ہے۔ اردو کے نئے افسانہ نگاروں میں وہ ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ مراٹھی کے مترجم کی حیثیت سے بھی ان کا قد اپنے ہم عصروں سے کچھ نکلتا ہوا ہے۔ تخلیقی فنکار ہونے کی بنا پر خالد اگاسکر کے نہ صرف ترجمے بلکہ دوسری تحریریں بھی اعتبار کا درجہ حاصل کر گئی ہیں۔ اردو کا یہ افسانہ نویس مراٹھی زبان پر بھی دسترس رکھتا ہے۔ نتیجتاً وہ آج کل یونی ورسٹی گرانٹ کمیشن کے فیلو کی حیثیت سے ۱۹۶۰ء کے بعد لکھی گئی اردو اور مراٹھی کہانیوں پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ یوں تو اردو میں ریسرچ کرنے والے کئی مل جائیں گے لیکن ان دونوں زبانوں میں لکھی گئی کہانیوں کے معاشی، لسانی، سماجی، معاشرتی اور تکنیکی پہلوؤں پر کی جانے والی یہ تحقیق یقیناً اردو ادب میں گراں قدر اضافے کی حیثیت اختیار کرے گی۔

خالد اگاسکر اس سے قبل بھی نقش کوکن کے لئے مستقل کالم لکھتے رہے ہیں۔ یہ نقش کوکن سے ان کا لگاؤ ہی ہے جو انھوں نے اپنی علمی و ادبی مصروفیات کے باوجود ہماری فرمائش پر سلسلہ وار مضامین لکھنا قبول کیا۔ ادارہ خالد اگاسکر کے اس قلمی تعاون پر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ نقش کوکن کے قارئین اس سلسلے کو پسند فرمائیں گے۔

(ادارہ)

خوش فہمی ادیبوں اور شاعروں تک ہی محدود رہے تو گوارا کی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ ہمارے ملک میں ادیبوں اور شاعروں کی تعداد کافی مختصر ہے (ہر صحافی تو ادیب نہیں ہوتا۔) مگر اس کا کیا کیجئے کہ اس ملک کی ننانوے فی صد آبادی اس جان لیوا مرض میں مبتلا ہے (ایک فیصد کی رعایت اس لئے برتی گئی ہے کہ بد قسمتی سے خالد اگاسکر بھی اسی ملک میں رہتا ہے۔)

خوش فہمی نہ صرف آدمی کو گمراہ کرتی ہے بلکہ اس کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ اگر آدمی جانوروں کی طرح رہ کر جینا چاہے تو پھر اس کے تباہ و برباد ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ دکھ بھری سچائی یہ ہے کہ ہم نہ صرف انسانوں کی طرح جینا چاہتے ہیں بلکہ خود کو انسان کہلوانا بھی پسند کرتے ہیں۔

غلط فہمی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ ایک ذرا سی غلط فہمی برسوں کے تعلقات خراب کر دیتی ہے۔ ہمیں اگر دوسروں کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہے تو اس کا سدھار ممکن بھی ہے۔ اور خدانخواستہ سدھار نہ ہو تو اس سے ہمارا اتنا بڑا نقصان نہیں ہوتا کہ ہم جی بھی نہ سکیں۔ لیکن اگر ایک آدمی خود کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو جائے تو یقین جانئے اسے [illegible] نقصانات اٹھانے پڑیں گے۔

[illegible] ہر آدمی یہی سوچتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے

جس راستے پر چل رہا ہے وہ درست ہے، نتیجے میں وہ دوسروں کے نظریے کو غلط سمجھتا ہے۔ دنیا کے تمام مردوں کو یہ شکایت ہے کہ عورتوں کی عقل محدود ہوتی ہے (اس شکایت میں خالد اکاسکر بھی شامل ہے۔ بلکہ خالد اکاسکر کو یہ شکایت مردوں سے بھی ہے) اور یہی شکایت وہ اپنی بیوی سے بھی کرتے ہیں۔ جہاں بیوی نے کوئی عقل کی بات کہی یا ایسی کوئی بات کہی جس کی بنا پر شوہر کی کوئی غلطی گرفت میں آگئی تو شوہر محترم جھلا اٹھے اور فرمانے لگے "تم عورتوں کی عقل بہت محدود ہوتی ہے۔" اور بیچاری بیویاں اپنی عقل پر ماتم کرتے ہوئے وہی برسوں پرانا رٹا رٹایا جملہ دہراتی ہیں۔ جو شاید خدا نے ہر عورت کے مقدر میں لکھ دیا ہے: "میں ہی ہوں جو تمہارے ساتھ نباہ کر رہی ہوں۔" اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی اس خوش فہمی سے نکلنے کی کوشش کی تو نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ الگ ہونے کے بعد بھی دونوں اتنا ہی جلتے ہیں جتنا ساتھ رہ کر جلنے والے تھے۔

غلط فہمی ہی کی بنا پر بسے بسائے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ غلط فہمی عام طور پر پڑھے لکھے طبقے میں جنم لیتی ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ چونکہ بہت سارے کام سوچ سمجھ کر کرتا ہے اسی بنا پر وہ ہر بات کا اپنے طور پر کچھ نہ کچھ مطلب نکال لیتا ہے یا دوسرے کی کسی نہ کسی حرکت سے کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کر لیتا ہے۔ معمولی قسم کے لوگ بہت ساری باتوں کے متعلق سوچنا بھی پسند نہیں کرتے یا پھر بہت سارے واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ دراصل پڑھا لکھا طبقہ ایک سمجھوتے کے تحت زندگی گزارتا ہے۔ نتیجے میں وہ چشم پوشی کی عادت بھی پیدا کر لیتا ہے۔

خوش فہمی کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ نوجوانی میں عام طور پر آدمی خوش فہمی کا شکار ہوتا ہے۔ لیکن جیسے جیسے وہ عمر کی حدیں پھلانگتا جاتا ہے غلط فہمی کے جال میں جکڑتا چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات آدمی حفظ مراتب کے تحت کسی کی عمر کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نتیجے میں اس عمر رسیدہ آدمی کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اس کی شخصیت کافی اہم ہو گئی ہے اور پھر وہ عمر رسیدہ آدمی خود کو منوانے کے چکر میں پھنس کر مضحکہ خیز حرکتیں کر کے خود کو تماشا بنا لیتا ہے۔

بعض لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کے بغیر دنیا کا کاروبار چل نہیں سکتا۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ ہر جگہ ان کی قدر کی جائے۔ دراصل اس قسم کے لوگ دوسروں کا جائزہ تو لیتے ہیں البتہ خود کا تجزیہ کبھی نہیں کرتے۔ اگر وہ اپنی ذات کو زمانے کی کسوٹی پر پرکھیں تو ان کی سمجھ میں آسانی سے یہ بات آ جائے گی کہ وہ اس قدر اہم نہیں جتنا کہ خود کو سمجھتے ہیں یا منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی قسم کے لوگ آہستہ آہستہ اپنے عہد سے کٹ جاتے ہیں۔ اپنے دوستوں ساتھیوں اور رشتہ داروں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجے میں جھلاہٹ اور مایوسی کے ساتھ ساتھ ذہنی انتشار کا بھی شکار ہوتے ہیں۔

مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں خوش فہمی کے جراثیم زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ عورتوں کو خاص طور پر اپنے حسن سے متعلق بڑی خوش فہمی ہوتی ہے۔ لیکن اس خوش فہمی کی شدت میں دو تین بچوں کی پیدائش کے بعد کسی حد تک کمی آ جاتی ہے۔ البتہ خوش فہمی قائم رہتی ہے۔ عورتوں کو اس لئے بھی معاف کیا جا سکتا ہے کہ وہ قابلِ رحم ہوتی ہیں۔ لیکن عورتوں کی یہ خوش فہمی بہت سارے حادثات کو جنم ضرور دیتی ہے۔

آپ کسی عورت سے سیدھے طریقے سے بھی

ملیں تو اس عورت کو فوراً یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ آپ اس میں دلچسپی لے رہے ہیں. اور پھر بے چاری ایک بڑی خوش فہمی میں پھنس جاتی ہیں. یا تو وہ اس مرد سے ناراض نظر آئے گی یا پھر خواہ مخواہ نخرے دکھانے شروع کرے گی. آپ اس سے ہمدردی کرتے ہوئے یا اسے قابلِ رحم جان کر اس کا کوئی کام کرنا چاہیں گے، اور وہ محترمہ یہ سمجھنے لگیں گی کہ آپ اس پر لٹّو ہوئے جا رہے ہیں.

عورتوں میں سب سے بڑی خرابی یہ ہوتی ہے کہ وہ مرد سے دوستی کرنے کے لائق نہیں ہوتی. اس سلسلے میں عورت کا اتنا قصور نہیں ہے۔ دوشی تو وہ سماج ہے جس نے مرد اور عورت کے تعلقات کو ہمیشہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھا ہے.

تعجب تو اس بات پر ہے کہ ہم پڑھنے لکھنے کی حد تک کافی ماڈرن ہو چکے ہیں. البتہ ان تمام معاملات میں آج بھی دقیانوسی ذہن رکھتے ہیں. میری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ ہم راستے پر کسی مرد اور عورت کو ساتھ چلتے دیکھ کر کیوں سوچنے لگ جاتے ہیں کہ ان دونوں میں کوئی "چکر" چل رہا ہے. ہم یہ کیوں نہیں سوچ سکتے کہ وہ دونوں دوست بھی ہو سکتے ہیں. پھر ہم کن معنوں میں مغربی ممالک سے اپنا موازنہ کرتے ہیں. کیوں کمیونزم اور کال گرلز کی ریس میں شریک ہوتے ہیں — بہرحال بات ہو رہی تھی عورتوں کی خوش فہمی کی۔ عورتوں کی اس خوش فہمی کا کوئی علاج نہیں ہے. ان کی مردوں کے بارے میں اس قسم کی یا اس سے ملتی جلتی رائے ہمیشہ برقرار رہے گی. اور اگر بالفرض یہ رائے بدل بھی گئی تو نوجوانی کتنی بے معنی سی معلوم ہونے لگے گی.

کنواری لڑکیوں کی حد تک یہ بات برداشت کر لی جا سکتی ہے کہ ان کے یہی دن کھیلنے کودنے کے ہوتے ہیں. اور یہی وقت خواب دیکھنے کا، ورنہ ہمارے ہاں لڑکیوں کی زندگی جو پیدا ہونے سے شروع ہو کر دہلیز تک ہی ختم ہو جاتی ہے. یہاں خواب دیکھنے سے مراد خیالی دنیا سجانا ہے. خیالی پلاؤ پکانا ایک الگ بات ہے اور خواب دیکھنا ایک بالکل الگ چیز۔ چند لوگ خود کو حقیقت پسند ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ان کا کوئی خواب نہیں ہے. حالانکہ وہ سراسر جھوٹ ہے. جس آدمی کے پاس کوئی خواب نہ ہو میں اسے آدمی تسلیم ہی نہیں کرتا۔ آئندہ ہم بات کریں گے خوابوں کی. اس وقت تک کے لئے قیصر الجعفری کا یہ شعر سن لیجئے۔

جو خواب میں دیکھوں گا تجھ کو بھی دکھاؤں گا
اب تیرا مقدر ہے سچے ہوں کہ جھوٹے ہوں

برادرانِ اسلام کو

عید کی پُر خلوص مبارکباد

عید۔ شادی بیاہ۔ سالگرہ کے رنگین لمحات کو تصویری شکل میں محفوظ کرنے کے لئے رنگین و سادے تصویری ضروریات کے لئے ہمارے تجربہ کار خدمات ضرور حاصل کیجئے

مالک :- اسمٰعیل شریف عبدالرحیم

آن اسٹوڈیو

ڈونگری۔ بمبئی ۹

فون بزنس :- 8573903 / 8519001 / 865218

عیدالضحیٰ اور جشن آزادی کے موقعہ پر

دلی مبارکباد

منجانب

سیما ٹریڈرس

Fleet فلیٹ مارکہ

بجلی کا سامان بنانے والے

فیکٹری :-

ہیرا سیٹھ انڈسٹریل اسٹیٹ

یونٹ نمبر ۱۲۔ پہلا منزلہ

سیتلا دیوی ٹمپل روڈ۔ ماہم۔ بمبئی ۴۰۰۰۱۶

فون :- 463426 / 468178

قارئین نقش کوکن کو قربانی کے دو عظیم تہوار

آزادئ ہند کی ۳۸ ویں سالگرہ اور عیدالضحیٰ

کی خوشیاں مبارک ہوں

منجانب

سلیمان عثمان مٹھائی والا

کے ہاں بنی ہوئی خالص گھی کی مٹھائیاں اپنی لذت اور نفاست کی وجہ سے نہ صرف شہر بمبئی بلکہ بیرون ہند میں بھی مشہور و مقبول ہیں

پتہ :- مینارہ مسجد کے نیچے، ابراہیم محمد مرچنٹ روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳ فون 347966 / 326059

فیکٹری :- ۳۲۔ محمد علی روڈ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۳

میرے انٹرویوز

انجم عباسی

ماہنامہ نقشِ کوکن میں مَیں نے "انٹرویو" کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ان انٹرویوز کے بارے میں مختلف دانشوروں نے مختلف تاثرات پیش کئے۔ جو حوصلہ افزا بھی رہے اور حوصلہ شکن بھی۔ ایک دانشور نے میرے انٹرویوز پر یہ اعتراض کیا کہ یہ انٹرویوز طوالت رکھتے ہیں۔ اتنے طویل انٹرویوز صرف جیف نشستوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ ادیب یا سوشل ورکر کے انٹرویو اتنے طویل نہیں ہوتے۔ ایک صاحب نے "ہم عصر" کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اعتراض کیا کہ انٹرویو میں سوانح نگاری کا عنصر نہیں رہتا۔ ایک اور صاحب نے ایک ڈاکٹر سے لئے گئے انٹرویو پر یہ تنقید کی کہ سوالات زائد ہیں، اور انٹرویو طویل ہے۔ غرض اس سلسلے پر کافی ستائش بھی ملی اور تنقیدیں بھی ہوئیں —

انٹرویوز کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے میں نے اردو ڈائجسٹ لاہور کے انٹرویوز کا بڑی باریکی سے مطالعہ کیا تھا۔ الطاف حسین قریشی کے کئی انٹرویوز میں شخصیتوں کے ابتدائی حالات پر بھی سوالات ملے۔ چند انٹرویوز میں براہِ راست حالات رقم کئے گئے تھے۔ پھر محترم ندا فاضلی اور دوسرے کئی ادباء و شعراء کے ذریعے لئے گئے انٹرویوز بھی نظر سے گزرے — اور پھر — جب میں نے کوکن کی سربرآوردہ شخصیتوں سے انٹرویوز لئے تب یہ بات میرے علم میں آئی کہ کوکن کی مشہور شخصیتوں کے بارے میں خود اہلِ کوکن مکمل طور پر واقف نہیں ہیں — دوسرے یہ شخصیتیں حالات کی جس نامساعدت اور تیزابیت سے دوچار ہیں اس کا بھی کہیں تذکرہ نہیں ہے — نتیجتاً نئی نسل کو ان کے کارہائے نمایاں سے جو INSPIRATION ملنا چاہئے وہ نہیں مل رہا ہے — خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک اور جناب فقیر محمد مستری نے نقشِ کوکن کا اجراء کر کے نئی نسل کو کوکن کے لوگوں سے روشناس کرانے کا ایک وسیلہ پیدا کیا ہے جس میں "تصویریں کیا کہتی ہیں" جیسا اہم کالم پابندی سے شائع کیا جاتا ہے۔ ورنہ ادبی ثقافتی، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں سے واقفیت کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اور اسی لئے انٹرویوز کے کالم میں تھوڑا سا اجتہاد کر کے (جب کہ ادب میں اجتہاد ہر دور میں ضروری ہوتا ہے) میں نے شخصیتوں کے حالات زندگی کے بارے میں بھی سوالات کئے اور انہیں صفحۂ قرطاس پر اتارا۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ شہرہ آفاق تصنیف "ہیر رانجھا" کے مصنف وارث شاہ کے حالاتِ زندگی کہیں نہیں ملتے۔ حالانکہ ان کے خیالات "ہیر رانجھا" میں قدم قدم پر عکس ریز ہیں — اور اسی لئے انٹرویوز میں شخصیتوں کے خیالات کے ساتھ ساتھ حالاتِ زندگی کو بھی شامل کرنا ضروری سا لگا — اس کے علاوہ عام طور پر ایک خیال لوگوں کے ذہن میں بسا رہتا ہے کہ جتنی بڑی شخصیتیں ہیں وہ ان کے آسودہ حالات کی وجہ سے سرفراز و سربلند ہوئی ہیں — اگر ان مشہور شخصیتوں کے حالات تمام قارئین اور نئی نسل کے سامنے

پیش کیے جائیں تو یقیناً انھیں یہ محسوس ہوگا کہ جن صعوبتوں اور مشکلات سے وہ دوچار ہیں، یہ شخصیتیں بھی ان سے دوچار رہی ہیں — البتہ وہ عمل اور ارادوں کی مضبوطی لے کر سرفرازیت تک پہنچی ہیں۔ اس طرح نئی نسل کو عظیم ہستیوں کے حالاتِ زندگی سے درسِ عمل ملے گا۔ اور عام قارئین کو ان کے خیالات کی اساس اور اپج معلوم ہوگی۔

دوسری بات رہی طوالت کی — تو یہ مذکورہ شخصیت کی کردار سازی اور دائرۂ عمل پر منحصر ہے۔ ایک ڈاکٹر سے انٹرویو کے دوران صرف سات سوالات کئے گئے۔ مگر چونکہ جوابات طویل تھے اس لئے انٹرویو میں طوالت آنی ناگزیر تھی۔ ان کی کارگزاریوں کے ذکر کے بغیر انٹرویو مکمل کرنا بھی ناگزیر تھا — ایسے عالم میں طوالت کی شکایت فضول ہے —

اب آئیے، C.M. کے انٹرویو اور ایک ادیب یا سوشل ورکر کے انٹرویو کے تقابل کی بات پہ — میرے چند دانشور اور دوستوں کا یہ اعتراض ہے کہ صرف C.M. کا انٹرویو طویل ہوتا ہے — میں اول تو کسی چیف منسٹر کو ایک سچے خادمِ قوم یا خادمِ ادب سے افضل نہیں سمجھتا۔ ایک چیف منسٹر کا درجہ بلند ضرور ہے مگر یہ درجہ منتظم منصوبہ بندی اور سیاسی بازی گری میں مہارت کے طور پر ملا کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں قوم و ملت کی قدآور شخصیتیں اپنی خدمات، کارگزاریوں اور علم و فن کی آبیاری دے کر مسندِ عز و وقار پر متمکن ہو جاتے ہیں، اور صحیح معنوں میں انھیں ہستیوں کی وجہ سے قوم و ملک کو فخر و امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ ایسی ہستیوں کی زندگی کے ایک ایک گوشے کو اجاگر کرنا بہتر ہے، بہ نسبت اتنی دیر کے کہ چیف منسٹر سے وقتی سوالات کر کے اسے ایک طومار بنایا جائے۔

ستمبر ۸۵ء

میں نے سماج کی بلند قامت شخصیتوں سے انٹرویو لیتے وقت ضروری اور اہم سوالات کو ہی جگہ دی ہے اور حتی الامکان کوشش کی ہے کہ انٹرویو طویل نہ ہو۔ مگر کچھ شخصیتوں کا دائرۂ عمل وسیع تر ہونے کی وجہ سے انٹرویو میں کہیں طوالت آگئی ہے۔ پھر بھی اردو ڈائجسٹ لاہور اور نیاز فاضلی، محمد ایوب واقف وغیرہ کے لئے گئے انٹرویوز کافی طویل ہیں۔ ان کے متعلق معترضین کی کیا رائے ہے؟

★

ریاض آفندی

نام کا بھوکا

وہ بچپن ہی سے نام و نمود کا خواہاں تھا۔ اسکول اور محلے میں نت نئی شرارتوں کی وجہ سے ہر ایک اس سے نالاں تھا۔ مگر ہوش سنبھالنے پر اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ نیک نامی اور عزت کے ساتھ شہرت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ پہلے پہل مختلف سوسائٹیوں، انجمنوں، اداروں، کلبوں اور پارٹیوں کا ممبر بنا۔ مگر اس سے اس کی انا کو تسکین نہیں ملی۔ اس میدان میں اپنے آپ کو ناکام پا کر اس نے ادب کی دنیا میں قدم رکھا۔ اس نے بے حساب مضامین، کہانیاں، افسانے، نظمیں اور تجزیے لکھیں اور بغرضِ اشاعت ملک کے طول و عرض کے رسالوں میں روانہ کیں۔ مگر وہ اس کوشش سے بھی مقصد حاصل نہ کر سکا۔ اس کے باوجود وہ مایوس نہیں ہوا۔ اس نے ہمت نہیں ہاری۔ جد و جہد کرتا رہا۔ ہاتھ پیر مارتا رہا۔ مختلف حربے استعمال کئے۔ اس سلسلہ جد و جہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک روز اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ ملک کے تمام اخباروں میں اس کا نام اور اس کی تصویر شائع ہوئی۔ ہر شخص کی زبان پر اس کا نام تھا۔ گلی گلی میں اس کا چرچا تھا۔ اس لئے کہ اس نے ملک و قوم کے ایک عظیم رہنما کا خون کیا تھا۔

عورت اور طلاق

سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کے ورودِ مسعود سے پہلے اس صنفِ نازک کی جو حالت
تھی وہ ناقابلِ بیان ہے۔ اقوامِ عالم اور ادیانِ عالم نے
عورت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا تھا۔ اسے انسان کے چہرے
پر بدنما داغ سے تعبیر کیا۔ اس کی حیثیت غلام اور لونڈی
سے بدتر تھی۔ نہ اسے کوئی معاشرتی اور وراثتی حق حاصل
تھا نہ قانونی۔ مرد کے بے انتہا ظلم و ستم اور وحشیانہ
سلوک کے باوجود بھی اسے مرد سے الگ ہونے اور طلاق لینے
کا حق نہ تھا۔ ترقی و تہذیب کے علمبرداروں نے عورت کا
ایسا جنازہ نکال کر رکھ دیا تھا کہ اس المناک تاریخ کو
دہرانے کے لئے ان اوراق میں وسعت نہیں۔

اعلانِ نبوی ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عورت کو محترم گردانا
اور اعلان فرمایا: عورت اور مرد دونوں باعتبارِ تخلیق برابر ہیں۔
ماں باپ کے مال میں اس کا مقرر کردہ حصہ ہے۔ اس کے
معاشرتی اور قانونی حقوق ہیں۔ اسے نکاح کرنے اور خلع
حاصل کرنے کا حق ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نے سرزمینِ
عرب پر جو ہمہ گیر انقلاب برپا کیا تھا آج عورت کی فلاح
و بہبود کی جس قدر تحریکیں مشرق و مغرب میں ہیں سب اسی انقلاب
کی مرہونِ منت ہیں۔

زمانۂ سابقہ میں طلاق کا طریقہ

اگر کوئی اپنی زوجہ سے ناراض ہو جاتا تو مال و متاع
چھین کر صرف بدن کے کپڑوں کے ساتھ اسے چھوڑ دیا جاتا۔

یونانیوں کا طریقہ

یونانیوں کے یہاں طلاق کا عام طریقہ رائج تھا
اور بغیر کسی شرط و قید کے طلاق کو ایک کھیل سمجھتے تھے۔

دینِ موسوی کا قانونِ طلاق

دینِ موسوی میں کسی قدر عورت کو حقوق دیئے گئے
لیکن ان کے یہاں بھی یہ قانون تھا کہ عورت فسق و فجور کرے
تو مرد کے لئے واجب ہو جاتا کہ اس عورت کو طلاق دیدے۔
اگر عورت اپنے کئے پر پشیمان ہو کر معافی مانگ لے
پھر بھی قانون اسے طلاق پر مجبور کرتا۔

دینِ مسیحی کا قانون

دینِ مسیحی میں عام طور پر طلاق کی ممانعت تھی۔
زوجین میں خواہ کیسی ہی نفرت ہو یا نہ ہو۔ ان میں کتنا ہی
ہو یا اختلاف کا عالم تھا، ساتھ رہنا پڑے گا۔ البتہ عورت
کے فاسق و فاجر یا زانیہ ہونے کا ثبوت مل جائے یا مرد
کو اولاد کی خواہش ہو اور وہ بانجھ ہو تو اس صورت میں
مرد کو طلاق کا حق تھا۔

طلاق کا اسلامی قانون

اسلام نے طلاق کو جائز تو رکھا مگر اس طرح کہ
عورت کی حیثیت میں فرق نہ آئے بلکہ وہ مرد کے

[illegible] اسلام نے طلاق کے [illegible]
قوانین مرتب کئے، کہ دنیا آج بھی اس کا لوہا ماننے کے لئے مجبور ہے۔ اگر کوئی شخص ان قوانین پر عمل نہ کرے اور اپنی زندگی تباہ و برباد ہی کرنا چاہے تو اس کا کوئی علاج ہی نہیں ۔ اگر کوئی شخص ان قوانین کو عملی جامہ پہنائے تو ہرگز اسے نہ کوئی نقصان پہنچے گا نہ پشیمانی لاحق ہوگی۔ آیئے ہم ملاحظہ فرمائیں کہ وہ قوانین کیا ہیں؟

فرمایا: ابغض الحلال عند اللہ الطلاق جائز اعمال میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا اگر وہ (جائز امور میں) تمہاری اتباع کرتی ہیں تو اسے علیٰحدہ کرنے کا حیلہ تلاش نہ کرو۔ ارشاد نبوی ہے

لاتطلقوا النساء الامن ان اللہ لا یحب الذواقین والذواقات عورتوں کو طلاق نہ دو۔ الا یہ کہ وہ بدچلن ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت مزہ تلاش کرنے والی عورتوں اور بہت مزہ تلاش کرنے والے مردوں کو پسند نہیں کرتا۔"

ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ "اگر تم ان کو پسند نہ کرو تو ہو سکتا ہے کہ ایک شئے تم کو پسند نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس میں کوئی بھلائی رکھی ہو" ساتھ ہی عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جب نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو عورت مرد سے خلع طلب کرے۔ لیکن یہ تاکیدی حکم بھی ساتھ لگا دیا کہ ایما امرأۃ اختلعت من زوجہا بغیر [illegible] فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین "جس عورت نے مرد کی خطا کے بغیر اپنے زوج سے خلع طلب کیا اس پر اللہ، تمام ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو"

اللہ تعالیٰ جب اپنے بندہ پر لعنت بھیجتے ہیں تو اس لعنت کا اثر اس کی سات پشتوں رہتا ہے۔

[illegible] دوسری [illegible] اگر آپس میں اختلاف ہو جائے تو مرد طلاق میں جلدی نہ کرے اور یہ فرمایا: وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلہا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ "اور اگر تم کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو مرد کے اور ایک عورت کے خاندان سے بھیجو۔ اگر دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اصلاح فرما دیں گے۔"

جب نباہ کی کوئی شکل باقی نہ رہے اور ازدواجی جو رحمت ہے عذاب بن کر رہ جائے تو اس صورت میں طلاق کی اجازت ہوئی۔

طلاق کا اسلامی طریقہ

طلاق کا احسن طریقہ یہ ہے کہ حالت طہر میں (یعنی حالت حیض نہ ہو) ایسے پاکیزگی کے وقت میں جماع نہ کیا ہو ایک طلاق دے۔ اور عدت میں رجوع نہ کرے۔ اگر رجوع کر لیا تو عورت پھر نکاح میں آ جائے گی۔ دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اگر دوسری طلاق دینے کا ارادہ ہو تو دوسری حالت طہر کا انتظار کرے (اگر حالت عدت میں رجوع کر لیا تو عورت نکاح میں آ جائے گی اور نکاح ثانی کی ضرورت نہیں اور اگر رجوع نہ کیا تو عدت کے بعد دوسری طلاق ہو جائے گی۔ اب اگر عورت کو چھوڑ دینے کا پختہ عزم ہو تو اللہ کا خوف رکھ کر نہایت حسن سلوک کے ساتھ تیسری طلاق دیئے بغیر عورت کو عدت گزارنے دی جائے۔ عدت کے بعد عورت آزاد ہے۔ اپنے لئے مناسب شریک حیات پسند کرے۔

عام طور پر لوگ اس اسلامی طریقے سے انحراف کرتے

از جسٹس تابڈتوڑ

- ایسے سوالات پوچھیے جن سے ایک قاری مستفید ہو سکے۔ اور جن میں مفاد عامہ پوشیدہ ہو۔
- انفرادی نوعیت کے سوالات کو نظر انداز کر دیجئے۔
- فحش، مہمل اور لامقصد سوالات سے گریز کیجئے۔
- نقش کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ (ادارہ)

★ عبداللہ محمد اسحاق چوگلے — مسقط سلطنت عمان

سوال :۔ نبی کریمؐ کے آخری خطبۂ مقدس اور جس مقام پر دیا گیا اس کا اسم معظم کیا ہے؟

ج :۔ خطبۂ حجۃ الوداع جو میدانِ عرفات میں دیا گیا۔

سوال :۔ دنیا میں مسلمانوں کا پہلا حرم شریف ؟

ج :۔ بیت اللہ

سوال :۔ دنیا کا پہلا حافظِ قرآن ؟

ج :۔ حضرت محمد رسول اللہؐ

★ زین الدین خان اعظمی — اعظم گڑھ

سوال :۔ مولانا آزاد قلعۂ احمد نگر میں قید کئے گئے تھے تو ان کے ساتھ کون کون سی شخصیتیں تھیں؟

ج :۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ وہاں مولانا نے غبارِ خاطر لکھی اور پنڈت جی نے تلاشِ ہند۔

★ محمد سعید عبدالستار کنکے — دھپور تعلقہ مہلا

سوال :۔ مولانا ابوالکلام آزاد کہاں پیدا ہوئے ؟

ج :۔ میوات میں۔

سوال :۔ فرہاد نے شیریں کو پانے کے لئے کون سا پہاڑ کھودا تھا؟

ج :۔ کوہِ بے ستون۔

★ شرف النساء عبدالکریم مقدم — نرولا، بمبئی ۳۷

سوال :۔ اولین کوکنی مسلم صاحبِ تصنیف خاتون کا نام بتائیے؟

ج :۔ حمیدہ نارکر

سوال :۔ کس کوکنی مسلم فلم اسٹار کو صدر جمہوریہ ہند کا ایوارڈ ملا ہے؟

ج :۔ سمیتا (انیسہ دادرکر)

سوال :۔ کیا کسی کوکنی مسلم کے نام سے بمبئی یونیورسٹی میں اسکالرشپ جاری ہے؟

ج :۔ جی ہاں۔ قاضی شہاب الدین اسکالرشپ

★ مرتضیٰ علی عبدالرحمٰن سرنگے — بی ہائی۔ بحرین

سوال :۔ غلام پرکار کا بلند ترین ٹیسٹ اسکور کیا ہے؟

ج :۔ غلام پرکار نے صرف ایک ہی ٹیسٹ میچ کھیلا ہے۔ اور بدقسمتی سے اس میں وہ خاطر خواہ رن نہیں بنا سکے۔ صرف چھ رن بنا کر آؤٹ ہو گئے

سوال :۔ ۱۹۸۵ء میں انڈو پاک کرکٹ ٹیسٹ مقابلہ کا کیا امکان ہے؟

ج :۔ ۱۹۸۵ء میں انڈو پاک کرکٹ ٹیسٹ مقابلہ کا تو کوئی امکان نہیں۔

★ انجار یوسف مقدم ڈونگری بمبئی ۹

سوال:۔ دنیا میں جانے مانے بیٹسمین کون ہیں؟

ج:۔ سنیل گواسکر (ہندوستان)
ویوین رچرڈز (ویسٹ انڈیز)
جاوید میاں داد (پاکستان)

سوال:۔ دنیا کے تین فاسٹ بولرز کے نام اور ان کے ممالک بتائیے؟

ج:۔ مالکم مارشل (ویسٹ انڈیز)
عمران خان (پاکستان)
جوئیل گارنر (ویسٹ انڈیز)

★ عارف قاسم انتولے بیوان منڈ نگر

سوال:۔ اردو کی طویل ترین مثنوی کون سی ہے؟

ج:۔ غالباً میر امن کی باغ و بہار

سوال:۔ گناہوں سے پشیمان اور تائب ہونے کا نام کیا ہے؟

ج:۔ توبہ و استغفار۔

★ شیخ علی شمس الدین سانگلے کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ

سوال:۔ دنیا میں اسلامی ممالک کتنے ہیں اور ان میں سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا کون سا ملک ہے؟

ج:۔ ۳۸ آزاد اسلامی ممالک ہیں۔ اور ان میں آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا سب سے بڑا اور کویت سب سے چھوٹا ہے۔ تو آزاد اور نیم آزاد اسلامی ممالک کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

سوال:۔ قرض دینا آسان ہے یا قرض لینا۔

ج:۔ قرض لینا۔

★ سلیم عبدالقادر راول ماہم بمبئی

سوال:۔ عورت اور مرد جذباتی طور پر کس معاملہ میں ہم خیال ہوتے ہیں؟

ج:۔ اولاد کے

سوال:۔ نیکی اور بدی میں کیا فرق ہے

ج:۔ جو کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے وہ نیکی ہے اور جس سے شیطان خوش ہو وہ بدی ہے۔

★ سید ظریف عبداللہ بمبئی ۸

سوال:۔ عمران خان اور کپل دیو میں بہتر کھلاڑی کون ہے؟

ج:۔ کپل دیو۔

سوال:۔ کیا یہ سچ ہے کہ ہندی فلموں کے ابھرتے اداکار شفیع انعامدار کوکن سے تعلق رکھتے ہیں۔؟

ج:۔ بالکل سچ ہے۔ شفیع انعامدار کوکن کے ضلع رتناگری کے رہنے والے ہیں۔

★ اسماعیل طاہر پرکار سعودی کمریہ دمام

سوال:۔ زندگی ادھوری کب کہلاتی ہے؟

ج:۔ شادی کی عمر کو پہونچنے کے بعد بھی آدمی شادی نہ کرے تو زندگی ادھوری ہے۔

سوال:۔ آج کل بچوں کو اپنی پڑھائی کے مقابلہ میں فلمی گیت جلد یاد ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

ج:۔ یہ ماحول کا اثر ہے۔ بچہ گھر میں جو دیکھتا ہے، سنتا ہے اسے بہت جلد قبول کر لیتا ہے۔

سوال:۔ اپنے آپ سے نفرت کب ہونے لگتی ہے؟

ج:۔ جب ضمیر ملامت کرنے لگے۔

★ داؤد ابراہیم ندیم حسن امہ مجربین

سوال:۔ انسان بیماری کے ڈر سے غذا تو چھوڑ دیتا ہے مگر عذاب کے ڈر سے گناہ کیوں نہیں چھوڑتا؟

ج:۔ یہ ایمان کی خرابی ہے۔ اور بے ایمان تو یہی کہتا ہے کہ عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

سوال:۔ وہ کون سی چیز ہے جو زندگی میں ایک بار آتی ہے؟

ج:۔ موت۔

اسلام نقش کوکن بمبئی

نام کتاب : "اسلام اور جدید مادی افکار"

ترجمہ: الانسان بین الاسلام والمادیۃ

مصنف : محمد قطب مصری

مترجم : سجاد احمد کاندھلوی

مقام اشاعت : مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی

صفحات : ۴۵۹

قیمت : ۲۵ روپئے

اصل کتاب عربی میں ہے۔ اس کا نام الانسان بین الاسلام والمادیۃ ہے۔ اس کتاب میں کارل مارکس، ڈارون اور فرائڈ کے ان نظریات پر بحث کی گئی ہے جو نفسیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرائڈ نے نفسیاتی مسائل میں کارل مارکس اور ڈارون کے نظریات سے خوشہ چینی کی ہے۔ کارل مارکس ایک معاشی مفکر ہے۔ لیکن بالواسطہ ان کے نظریات کا نفسیات اور جنسیات پر اثر پڑا ہے۔ اس لئے فرائڈ نے اپنے جنسی اور نفسیاتی نظریات پیش کرنے میں کارل مارکس سے بھی مدد لی ہے۔

فرائڈ ایک ڈاکٹر تھا۔ وہ مریضوں کے نفسیات کا مطالعہ کرتا اور ان سے ترغیبات جنسی میں مدد لیتا۔ فرائڈ کے نزدیک انسان ایک مادی مخلوق ہے۔ وہ شہوانی جذبات کا اسی طرح گرویدہ ہے جس طرح جانور۔ ان کے نزدیک اخلاق اور بدعاشیت بے معنی الفاظ ہیں۔ اس لئے وہ جنسی خواہشات کے پورا کرنے میں کسی قید و بند کا قائل نہیں۔

یہ تینوں یہودی عظیم مفکر تھے۔ اور تینوں یہودی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے جنسی نظریات سے یورپ بہت متاثر ہوا۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ مغربی آزادی کی بنیاد انھیں کے نظریات پر ہے۔ لیکن فرائڈ کو ترغیبات جنسی میں رہنما کی حیثیت حاصل ہے۔ چونکہ انھوں نے کارل مارکس، اینگلز اور ڈارون کے فلسفۂ نفسیات کا بھی مطالعہ کیا ہے اور اس سے متاثر ہوا ہے۔ فرائڈ نے مذہب کو بالکل غیر ضروری قرار دیا ہے۔ بلکہ جا بجا مذہب کی مخالفت کی ہے۔ اور صاف کہتا ہے کہ مذہب کو کوئی حق نہیں کہ انسان کی جنسی خواہشات پر کوئی پابندی لگائے۔

فرائڈ کے نظریات اسلام کے ضابطۂ اخلاق سے متصادم ہیں۔ اس لئے مصنف نے فرائڈ کے نظریات کی وضاحت کرنے کے بعد اسلام کے ضابطۂ اخلاق، اعمال اور حدود و تعزیرات وغیرہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کا تین چوتھائی حصہ اسلام کے ضابطۂ اخلاق پر ہے۔ مصنف نے بڑی کامیابی کے ساتھ اسلام کی طرف سے وکالت کی ہے۔ انداز بیان نہایت سادہ، عام فہم، ساتھ ہی ادیبانہ بھی ہے۔ اہل علم اس کتاب سے خوب مستفید ہو سکتے ہیں۔ ایسی عالمانہ تصنیف بہت کم منظر عام پر آتی ہے۔ قیمت بھی زیادہ نہیں ہے۔ کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ ہے۔

ضروری گزارش

نامہ نگار، مراسلہ نگار حضرات اپنی رپورٹ ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ سے پہلے دفتر میں پہنچانے کی کوشش کریں۔ جس کے بعد ملنے والی خبریں اگلی اشاعت میں شریک کی جاتی ہیں۔

کیا آپ
عازمِ سفر ہیں ؟
• بیرونی ممالک کے پاسپورٹ
• ہر قسم کی سفری معلومات،
• سہولتیں اور ٹکٹوں کی بکنگ
• دورانِ قیام رہائش کا معقول انتظام
کیلئے
پرکار ایجنسی
(ٹریول ایجنٹس)
۳۱، شریف دیوجی اسٹریٹ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳
فون: 328271

روبی کلینک
RUBY CLINIC
ایکسرے
اور
پیتھالوجیکل لیباریٹری
۲۷۵/۲۷۷ روبی بلڈنگ، سردار ولبھ بھائی پٹیل روڈ
ڈائمنڈ جوبلی ہائی اسکول کے سامنے، ڈونگری، بمبئی ۹
فون: 331392

گوش بر آواز

★ حالیہ مشترکہ شمارہ (جون / جولائی ۸۵ء) سے مایوسی ہوئی کہ ایک ماہ کے لئے اس سے محروم رہ جائیں گے۔ امید کہ آئندہ کبھی ناغہ نہیں فرمائیں گے۔

کمپوٹر اور معجزۂ قرآن کافی پسند آیا۔ محترم عبدالرحمٰن سماکے کی مشرقی افریقہ میں جج جیسے عہدۂ جلیلہ پر تقرری قوم کے لئے باعثِ فخر و عزت ہے۔ جناب ایم ایم ٹھاکور کا ڈیولپمنٹ آف کوکن انگریزی مضمون قابلِ تعریف ہے۔ ایسے مفید مشورے قوم کے لئے معاون و مددگار ثابت ہوں گے

ابراہیم بغدادی۔ برمنگھم انگلینڈ

★ موڈرن ایجوکیشن سوسائٹی گونڈیورہ اور رتناگری کی جانب سے جناب محمود صاحب موڈک اور جناب مبارک کاپڑی صاحب کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا نقشِ کوکن میں اس کی رپورٹ پڑھ کر خوشی ہوئی۔

نقشِ کوکن کا پہلا اور آخری صفحہ میں دلچسپی اور عقیدت کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ اور سوچتا ہوں کہ چراغ تلے اندھیرا ہے۔ جناب مبارک کاپڑی صاحب سے گذارش ہے کہ جس طرح نقشِ کوکن کے ذریعہ روشنی آپ ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں وہ چراغ گونڈیورہ میں بھی جلائیے۔

مبارک صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ رسم و رواج اور جہالت کا زنجیرہ میں جکڑے ہوئے گاؤں میں تعلیمی اداروں کا قیام مشکل کام ہے۔ البتہ اجتماعی کوششوں سے ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن مبارک صاحب بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اکثر بھائیوں کے دماغ زنگ آلود ہیں۔ صرف تقریروں سے دماغ پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ زنگ اتارنے کے لئے سینہ تان کر کھڑے ہو جائیے۔ پھر دیکھئے ہم قدم قدم آپ کے ساتھ ہیں۔

عبدالحمید خان۔ بحرین

★ نقشِ کوکن کا شمارہ بابت ماہ مئی ۸۵ء بین مسلمان اور سائنس ٹیکنالوجی اداریہ اچھا ہے۔ مضامین آرٹ آف لیبا امراضِ قلب کا علاج اور اشیاء خوردنی میں ملاوٹ معلوماتی ہیں۔ انجم عباسی صاحب کا ترجمہ ایک خوبصورت تصویر خوب ہے۔ ترجمہ پر تخلیق کا گمان ہوتا ہے۔ غزلوں میں پرویز یاغی کی غزل اچھی لگی۔ مختصر یہ کہ جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے

ساغر ملک۔ تلوی ضلع تھانہ

★ نقشِ کوکن (مئی ۸۵) میں حاجی داؤد اسماعیل مستری آڈیٹوریم کے افتتاح کی خبر پڑھی۔ جناب محمود مستری و حمید مستری صاحبان۔ اسی طرح جناب لالہ صاحب جج اور جناب علی صاحب مقدم مبارکباد کے مستحق ہیں کہ قوم کو جس چیز کی خواہش تھی وہ آج پوری ہو گئی۔

حسن پرکر

صدر کوکن فشرم سوسائٹی بحرین

★ نقشِ کوکن پابندی سے مل رہا ہے۔ اس کے ذریعے مہاراشٹر سے میرا ماضی جڑ جاتا ہے۔ البتہ اس کی کتابت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

سلور جوبلی نمبر کب نکلے گا؟ اس کے لئے کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

سید شہاب الدین دسنوی

پٹنہ

اردو نقش کوکن میں انگریزی ضمیمہ کا تجربہ

ہم نے اُردو ماہنامہ نقش کوکن میں انگریزی سپلمنٹ شامل کرکے پچھلے چھ مہینہ تک زرِ مبادلہ میں اضافہ کئے بغیر اپنے سبھی خریداروں کی خدمت میں اسے پیش کیا۔ یہ ایک تجربہ تھا۔ اور ہم جاننا چاہتے ہیں کہ قارئین اسے کس حد تک پسند کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ لوگوں نے ہماری اس کوشش کو سراہا کہ ہمیں کئی مبارک بادی کے خطوط آئے۔ کئی لوگوں نے بالخصوص بیرونِ ہند رہنے والے خریداروں نے یہ درخواست کی کہ انگریزی سپلمنٹ نہ ہو بلکہ منفرد انگریزی رسالہ ہو تو کچھ لوگوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے یوں ہی جاری رکھا جائے۔ اس لئے کہ نئی نسل اردو سے دور ہوتی جارہی ہے۔ انگریزی ذریعہ تعلیم کا شوق فزوں تر ہے۔ اور اس سے ہماری نئی نسل اپنی تہذیب و ثقافت، مورثی روایات اور اخلاقی قدروں سے بے بہرہ ہوتی جارہی ہے۔ انھیں اپنی ان قدروں سے واقف رکھنے کے ارادہ سے ہم نے یہ کوشش کی کہ اردو کے ساتھ انگریزی ضمیمہ بھی جوڑ دیا۔

ہماری یہ کوشش کتنی ہی قابلِ قدر سہی مگر یہ حقیقت بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ اس کوشش میں نہ صرف یہ کہ پرچے کی (۶/۴ صفحات) ضخامت بڑھی بلکہ انگلش سیکشن کے لئے نئے اسامیوں کا تقرر کرنا پڑا۔ کاغذ اور طباعت کا خرچ بڑھ گیا۔ حتیٰ کہ ڈاک خرچ میں بھی اضافہ ہوگیا۔ اس طرح یہ تجربہ ایک بارِ گراں ہے۔ جسے ہم دیر تک برداشت نہیں کرسکتے۔

اب ہم اپنے معزز قارئین سے یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا آپ اردو کے ساتھ انگریزی ضمیمہ بھی پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا آپ اس کے لئے کچھ اضافی زرِ مبادلہ مثلاً ۳۰ روپئے سالانہ کی بجائے ۴۰ روپئے سالانہ ادا کرنا قبول کریں گے۔

آپ کی طرف سے فوری جواب کے لئے ہم منتظر ہیں۔ تاکہ پرچے کی اگلی اشاعت اور اس کی ترسیل سے پہلے ہم اس کے انتظامات مکمل کرسکیں۔

(ادارہ)

مرتبہ: محبی نبی صدا

لوک سبھا میں دلوائی صاحب کی تجویز

رتناگری یا رسیمائی حلقہ سے منتخب شدہ کانگریس آئی کے ایم پی جناب حسین خان دلوائی نے لوک سبھا میں یہ تجویز رکھی کہ مذہب کے نام پر سیاسی سرگرمیوں میں ملوث جماعتوں کو سیاسی پارٹی تسلیم نہ کیا جائے۔ دلوائی صاحب نے آئین ہند کی دفعہ ۳۲ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مذہب کے نام پر محدود فائدہ اٹھانے والوں کو روکنے کے لئے یہ اقدام ضروری ہے۔ ضرورت محسوس ہو تو الیکشن قوانین میں ترمیم کی جانی چاہئے۔

ہومیوپیتھک کلینک کا افتتاح

کوکن برادری کے نوجوان ڈاکٹر جناب محمد ابراہیم سرکھوت (متوطن ونی (برار) ضلع رائے گڑھ) کی ہومیوپیتھک کلینک کا افتتاح اتوار ۴ اگست ۸۵ کی صبح دس بجے ایچ بی مقدم کے ہاتھوں نسرین اپارٹمنٹ ہال روڈ کرلا بمبئی میں انجام پذیر ہوا۔ کوکن کے سیاسی رہنما عالیجناب حسین خان دلوائی صاحب اس کلینک کا افتتاح کرنے والے تھے مگر وہ حاضر نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر سرکھوت جنھوں نے پہلے فارماکولوجی کا ڈپلوما حاصل کیا تھا اور اب ڈاکٹری کی سند لی ہے۔ آپ کے دو بھائی بھی میڈیکل کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ اس موقع پر نقشِ کوکن کے روحِ رواں جناب نعیم محمد مستری صاحب نے تقریر کی اور مولانا انوری صاحب کی تلاوت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ کرلا کی مقتدر اور محترم ہستیوں نے شریک ہو کر ڈاکٹر صاحب موصوف کی کامیابی اور مریضوں کی شفایابی کے لئے دعائیں دیں۔

اردو اسکول تاما نے مجگاؤں کے لئے نل کی اسکیم

اردو اسکول تاما نے مجگاؤں ضلع رائے گڑھ مہنگاؤں سے دوری پر واقع ہے۔ پانی کے لئے بچوں کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس تکلیف کا احساس کرکے کویت میں مقیم تاما نے مجگاؤں کی فیض شخصیت جناب خلیل عمر اکلیکر نے تقریباً ۴ ہزار روپے خرچ کرکے اسکول کیلئے نل کا انتظام کیا۔ موصوف وقتاً فوقتاً اسکول کے لئے گرانقدر عطیات بھی دیتے رہتے ہیں۔ اسکول کا تمام اسٹاف اور طلبہ ان کے شکرگزار ہیں۔

(نامہ نگار: اے ایس علی کردیکر)

ناراض نہ ہوں

آپ کے حلقہ کی کوئی خبر، رپورٹ، تذکرہ، رحلت یا اسی قبیل کی کوئی خبر نقشِ کوکن میں شائع نہیں ہوتی ہے تو سمجھ لیجئے کہ ادارہ کو اس کی اطلاع نہیں ملی ہے۔

عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں بلکہ ادارہ کو تحریراً مطلع کریں۔

(ادارہ)

کوکن کی ترقی آج کی اہم ضرورت

اضلاع کوکن کی اقتصادی ترقی کے لئے پھل فروٹ کے باغات پر توجہ مرکوز کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اگر رتناگری اور سندھودرگ میں باغات لگائے گئے تو ترقی ممکن ہے۔ ان خیالات کا اظہار دیہی ترقیات کے وزیر شری بھائی ساورنت نے چپلون میں ضلع پریشد کے سبھا گرہ میں ایک میٹنگ میں کیا۔ اس میٹنگ میں ضلع کلکٹر اور اعلیٰ سرکاری افسران موجود تھے۔

کوکن یوتھ مسلم فیڈریشن

ادارۂ ہذا کے زیر اہتمام ۱۸ اگست ۸۵ء کی صبح داؤد فاضل بھائی ہائی اسکول آڈیٹوریم بمبئی ۹ میں ایک جلسۂ عام زیر صدارت جناب عباس ہیلیا وکر انعقاد پذیر ہوا، جس میں تقریباً سو لوگ شریک تھے۔ شرکائے مجلس میں کیپٹن قمر جولے، جناب لطافت قاضی اور ڈاکٹر عبدالکریم نائیک کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

فیڈریشن کے روح رواں جناب فقیر محمد ٹھاکور کی استقبالیہ تقریر کے بعد متعدد مقررین نے اظہارِ خیال کیا۔ مگر ان کا حاصل وہی تھا جو جلسہ میں تقسیم کردہ ہینڈ بل میں مرقوم ہے۔ ہینڈ بل میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہ ادارہ کوکن کے ان طلبہ کیلئے جو بمبئی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلے کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر داخلہ نہیں پاتے ان کے لئے داخلہ کا انتظام کرے گا، ہوسٹل کی سہولت مہیا کرے گا۔ ایجوکیشن کا ئنس کے طور پر ان کی مدد کریگا۔ دار الیتٰمیٰ قائم کریگا۔ کوکن کے گاؤں دیہاتوں میں جہاں طبی سہولتیں مہیا نہیں ہیں وہاں ان کیلئے فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کریگا۔ ایمبولینس سروس کا انتظام کرے گا۔ بے کار اور بیروزگار نوجوانوں کیلئے ملازمت کے حصول میں مدد کریگا۔ الغرض بلند جذبات، نیک ارادے اور جواں حوصلوں سے سرشار نوجوانوں نے کوکن کا کیلی فورنیا بنانے کا عزم کیا ہے جو قابلِ قدر ہے۔

اگرچہ کہ فی الحال صنعتی ترقی اور طبیّہ درانہ تحریکات نیز سیلف ایمپلائمنٹ کے لئے کوکن بنک قرضے دیکر اہم رول ادا کر رہی ہے۔ کوکن ایمبولینس سوسائٹی اپنی ایمبولینس گاڑیوں کے ذریعہ مریضوں کی نقل و حمل کرتی ہے۔ کوکن کے متعدد مقامات پر کیمپ منعقد کر کے مریضوں کی جانچ، مفت دوائیں اور فری آپریشن کا انتظام کرتی ہے نیز مہوبہ ضلع رائے گڑھ میں اس کا ایک ہسپتال زیر تعمیر ہے۔ کوکن انٹرنیشنل جو کوکن کے رجسٹرڈ اداروں کی ایک وفاقی انجمن ہے عالمی سطح پر کوکنیوں میں بھائی چارہ اور اشتراک و تعاون قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے، کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رتناگری، انجمن اسلام اور تلا ہے اپنے حلقہ میں فروغ تعلیم کیلئے کام کر رہے ہیں۔ کوکن کیلکس جو تمام سہولتوں سے آراستہ طرز جدید کا ایک لوئی ہے قائم کرنے سرگرم ہیں مگر ان نوجوانوں کے بلند عزم کو دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ آگے جو بات ہے وہ ہمہ شد اپنی تمنا دارند

سوشل ورکروں کے لئے

سوشل سروس لیگ کے زیر اہتمام بمبئی میں بمقام پرارتھنا سماج بمقابل ہرکسن داس ہسپتال تقریباً ساٹھ سال سے سماجی خدمتگاروں کے لئے تربیتی کورس کا انتظام ہے جو این ایم جوشی سوشل ورکرس ٹریننگ کلاس کے نام سے موسوم ہے۔

چھ مہینے کے اس تربیتی کورس کے کلاسس ہفتہ میں چار روز شام چھ بجے سے آٹھ بجے تک چلتے ہیں جن کی کل فیس صرف ایک سو روپے ہے جو پیشگی ادا کرنی پڑتی ہے۔

فیلڈ ورک کیلئے ایک گروپ پروجیکٹ ہوتا ہے مختلف و متعدد ویلفیر انسٹی ٹیوٹ دکھائے جاتے ہیں۔ پورا کورس ۱۳۰ تقاریر (لیکچرس) پر مشتمل ہے۔ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ کے ماہر اساتذہ آکر لیکچر دیتے ہیں۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس ادارہ میں داخلہ کیلئے نہ ہی عمر کی قید ہے نہ تعلیم کی، بس انگریزی کی جانکاری ضروری ہے اس لئے کہ لیکچرس انگریزی میں ہوتے ہیں۔

کورس پورا ہو جانے کے بعد ایک امتحان ہوتا ہے جس میں اپنی زبان میں جواب دینے کی آزادی ہے۔ امتحان کے بعد سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ یہ کورس بہت سود مند ہے ہم چاہتے ہیں کہ لوگ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں تاکہ سماجی خدمت کا جذبہ جو دل میں موجزن ہے اسے صحیح اور قابلِ قدر سمت نصیب ہو۔

المعلن: روبینہ شیخ
اسسٹنٹ سیکریٹری
سوشل سروس لیگ بمبئی ۴

بھیونڈی کیلئے اسپیشل جوڈیشیل مجسٹریٹ

حکومت مہاراشٹر کی جانب سے نامزد کردہ جوڈیشیل مجسٹریٹ میں بھیونڈی کیلئے خان اظہر خان نامزد کئے گئے ہیں۔ خان اظہر خان بکس اینڈ پبلی کیشنز ڈپارٹمنٹ حکومت مہاراشٹر سے منسلک ہیں۔ اس اعزاز پر علمی، ادبی اور سماجی حلقوں نے مسرت کا اظہار کیا ہے۔

کامیابی

عبدالحئی اسماعیل ہمان دیشمکھ مقام لونڈور پل تعلقہ مہاڈ ضلع رائے گڑھ کے فرزند اسرار احمد خان نے کرناٹک یونیورسٹی سے فرسٹ کلاس میں کامیابی حاصل کی۔

انجمن ہائی اسکول شری وردھن ضلع رائے گڑھ میں جنرل نالج کا مقابلہ

۱۹ جون ۸۵ء کو انجمن اسلام جنجیرہ ہائی اسکول شری وردھن میں جنرل نالج کا ایک مقابلہ منعقد ہوا جس میں کافی تعداد میں طلبہ و طالبات نے حصہ لیا۔ مقابلے کے نتائج حوصلہ افزا رہے۔ اسکول کے چاروں ہاؤس میں "عقاب ہاؤس" نے سب سے زیادہ (۲۵) نمبرات پاکر اول پوزیشن حاصل کی۔ شری وردھن کے منفرد تعلیمی ادارے ایجوکیشن اپ لفٹمنٹ اسکیم شری وردھن کی جانب سے مقابلے میں اول آنے والے ہاؤس کیلئے انعام کا اعلان کیا گیا۔

نیشنل ڈیفنس اکاڈمی کے کمانڈنٹ لیفٹننٹ جنرل سمیع خان

پونہ سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑک واسلہ کے مقام پر واقع نیشنل ڈیفنس اکاڈمی کے تیرہویں کمانڈنٹ کا چارج لیفٹننٹ جنرل سمیع خان نے لیا ہے۔ لیفٹننٹ جنرل سمیع خان اس سے قبل فوجی مستقر دہلی میں جنرل برانچ کی عملہ خدمات کے ڈائریکٹر تھے۔ انہیں ۱۹۶۲ء میں اقوام متحدہ کی امن فوج کی ماتحتی میں کانگو کارروائیوں کے دوران شجاعت کے سلسلے میں سینا میڈل دیا گیا تھا — ۱۹۸۲ء میں انہیں پرم وششٹ سیوا میڈل بھی دیا گیا تھا۔

علامتی ہڑتال

۱۶ اگست کو فشریز کالج رتناگری کے طلبہ نے پانچ روزہ علامتی ہڑتال شروع کی ہے۔ طلبہ کے خصوصی مطالبات یہ ہیں کہ حسب ضرورت اقامت گاہوں کا انتظام کیا جائے۔ کھیل کود اور تفریحات کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اور پوسٹ گریجویٹ کورس شروع کیا جائے۔ یہ کالج ۱۹۸۱ء میں کھولا گیا تھا اور مہاراشٹر میں یہ اپنی نوعیت کا واحد کالج ہے۔

مہاڈ پولادپور تعلقہ مسلم امن کمیٹی کا دوسرا سالانہ اجلاس

۲۸ جولائی ۸۵ء کو مہاڈ پولادپور تعلقہ مسلم امن کمیٹی کا دوسرا سالانہ اجلاس اردو اسکول مہاڈ میں جناب عبدالرشید احسانے کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ کمیٹی ہذا کے جنرل سکریٹری جناب غلام محمد پٹیل صاحب نے پچھلے اجلاس کی روداد اور سالانہ رپورٹ اور آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کیا جس کی منظوری کے بعد صدر محترم نے ۵۴ گاؤں سے آئے ہوئے مندوبین کو اپنے مسائل پیش کرنے کی اجازت دی۔ اسی اجلاس میں پنجاب کے تاریخی سمجھوتہ پر وزیراعظم جناب راجیو گاندھی کو بذریعہ ٹیلیگرام مبارکباد پیش کی گئی۔ صدر محترم اور سکریٹری نے مندوبین کے مختلف سوالات کے اطمینان بخش جواب دیئے۔

مہاڈ کے مشہور و معروف ڈاکٹر عالی جناب احمد سعید خان دیشمکھ اور فجو ایڈ جونیر کالج کے کرتا دھرتا عالیجناب الحاج عبدالغنی فجو اور بجو کر اس کمیٹی کے اجلاس میں شریک جلسہ تھے۔

سنہ ۸۶-۱۹۸۵ء سال کیلئے حسب ذیل کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر: جناب عبدالرشید احسانے — نائب صدر (۱) جناب ابراہیم حاجی سیٹھ (۲) جناب شیخ حسین قاضی — جنرل سکریٹری: جناب غلام محمد پٹیل۔

سیکریٹری :- (۱) جناب نظام الدین انتولے (۲) جناب آصف پلوکر
خزانچی :- جناب داؤد سیٹھ بالسیاری - سرپرست کمیٹی (۱) جناب
ڈاکٹر احمد خان ڈشیکر (۲) جناب الحاج عبدالغنی فجدار
(۳) جناب ایچ پی مقدم -
قانونی مشاورتی کمیٹی :- (۱) جناب ایڈوکیٹ خطیب
(۲) جناب ایڈوکیٹ اکبر احسانی (۳) جناب ایڈوکیٹ اصغر احسانی

یونیفارم اور مالی امداد

۱۵ اگست کو مہاراشٹر ہائی اسکول چپلون میں ایک مختصر سی
تقریب میں چپلون کے معروف سماجی کارکن جناب امین سیٹھ
میٹھاگری کے ہاتھوں ۲۹ طلبہ و طالبات کو غریب طلبہ فنڈ
میں سے یونیفارم دیئے گئے اور "سا وتری بائی ڈمک یا مک یوجنا"
کے تحت جناب امین سیٹھ میٹھاگری نے ۲ طالبات، اساتذہ کرام
مہاراشٹر ہائی اسکول نے چار طالبات (محمد طاہر عیاگلف نے
ایک طالبہ، اسکول کے صدر مدرس جناب اقبال متحل نے
ایک طالبہ) اس طرح ۸ طالبات کو اتالیق (گود) لینے کا اعلان
کیا گیا۔ اس منصوبے کی پہلی قسط کے طور پر مذکورہ حضرات کی طرف
سے مبلغ ۲۵ روپئے ہر طالبہ کو جناب امین سیٹھ میٹھاگری کے

بقیہ :- عورت اور طلاق

ہوئے حالتِ حیض میں طلاق دیتے ہیں۔ ایسے لوگ شریعت
کی نگاہ میں سخت مجرم ہیں۔ جس کا خمیازہ خود انھیں بھگتنا پڑتا
ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق دینے والے مرد کو اگر اسی عورت سے
نکاح مقصود ہے تو اس عورت کو دوسرے مرد سے
نکاح کرنا پڑے گا۔ وہ مرد اس کے ساتھ رات گزارے۔
ہمبستری کرے۔ پھر اس کا جی چاہے تو طلاق دے (زبردستی
طلاق نہ دلائی جائے) پھر عدت کے بعد وہ عورت
اپنے پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ دیکھ لیا آپ نے
تین طلاق دینے کی کتنی بڑی سزا اسلام نے مرد کے لئے

ڈاکٹر نعیم رتناگری کو مبارکباد

ڈاکٹر نعیم رتناگری کو CDHMS EXCELLENCE سے فارغ التحصیل
ہونے کی خوشی میں ہمدرد لائبریری کھیڑ (کی پونہ) اور ہمدرد طلبہ فورم مالی گاؤں
نے ایک جلسہ تہنیت منعقد کر کے مبارکباد دی۔ جلسہ کی صدارت پونہ
یونانی میڈیکل کالج اور اسپتال کے ڈین ڈاکٹر اے آر شیخ نے کی۔
عمائدین شہر کے علاوہ متعدد ڈاکٹروں اور مقامی ایم ایل اے رام بھاؤ
موزے نے بھی تقاریر کیں۔
آخر میں ڈاکٹر موصوف کے والد جناب منظور الحسن صاحب
(بانی و ناظم آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر اور عالمی
اسلامی نمائش) نے پیش کردہ مبارکبادیوں اور پُرلطف
ضیافت پر میزبانوں اور خیر خواہوں کا شکریہ ادا کیا۔

انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کی طالبات

امسال ایس ایس سی بورڈ کا پہلا انعام انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کے حصہ میں آیا۔ ایک ہونہار طالبہ مس تسنیم قاسم شیخ نے اردو میں ۸۰ فیصد نمبر حاصل کرکے پہلا مقام حاصل کیا۔ اور مسز شالینی خان پرائز کی حقدار قرار پائیں۔ تسنیم کی کامیابی میں معلمۂ اردو مسز نور جہاں شیخ کی مساعئ جمیلہ کا بھی عمل دخل ہے۔

کل ۱۷۲ طالبات ایس ایس سی امتحان میں شریک ہوئیں — ۱۳۹ کامیابی سے ہمکنار ہوئیں — ۵ نے امتیازی درجہ حاصل کیا، ۳۷ فرسٹ کلاس اور ۸۷ سکنڈ کلاس میں پاس ہوئیں۔ بحیثیت مجموعی نتیجہ ۸۰.۸۱ فی صد رہا۔

مارچ ۸۵ء کے جونیئر کالج کے نتائج بھی سابقہ نتائج سے مقابلۃً بہتر رہے — ۳۳ طالبات نے بارہویں سائنس کا امتحان دیا — ۲۴ کامیاب ہوئیں — ۹ نے فرسٹ کلاس حاصل کیا۔ اور ۱۵ نے سکنڈ کلاس۔ نتیجہ ۷۲.۷۲ فی صد رہا۔

کامرس کی طالبات کی تعداد ۸۹ تھی جس میں سے کُل ۵۹ پاس ہوئیں، لبنیٰ عبدالعزیز کابلی نے ۷۸.۷۷ فیصد مارکس حاصل کیے۔ اور امتیازی کامیابی حاصل کی۔ ۱۴ طالبات نے فرسٹ کلاس اور ۴۲ نے سکنڈ کلاس۔

ایس ایس سی اور ایچ ایس سی کے جملہ نتائج کافی حوصلہ افزا رہے۔ باعتبار نتائج اسکول کی روز افزوں ترقی معلمات اور پرنسپل مسز رشیدہ قاضی صاحبہ کی انتھک کوششوں کا ثمرہ ہے۔

جناب عبدالقادر پنجی

جناب عبدالقادر عبدالرحمٰن پنجی نے (متوطن ویلارور تعلقہ گوہاگر) جو جگاؤں ڈاک بمبئی میں برسر ملازمت ہیں، مرکنٹائل مرین ڈپارٹمنٹ حکومت ہند سے انلانڈ ماسٹر فرسٹ کلاس کا امتحان بعمر ۳۸ سال پاس کیا۔

نازلی مقدم نوید جوگلے

نوید شریف جوگلے اور نازلی جمال مقدم نے لیبی ملاوی افریقہ میں اس سال رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے اور پہلی مرتبہ ایک اسلامی فرض کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ دونوں پرائمری اسکول میں زیر تعلیم ہیں۔ جہاں مختلف شعبوں میں انعامات حاصل کرچکے ہیں۔ دونوں بچے عربی مدرسہ میں بھی ممتاز ہیں۔ نوید پنجگنی میں زیر تعلیم ہے البتہ چھٹیاں ملاوی میں (ننہیال میں) گزارنے کے دوران اسے یہ سعادت حاصل ہوئی۔ نازلی مستقل ملاوی افریقہ میں ہے اور وہیں زیر تعلیم ہے۔

عذرا عبدالشکور لامبے

جناب عبدالشکور لامبے (جو کوکن کے مسافر بردار جہاز کے افسر ہیں اور نقش نواز بھی —) کی دختر بےبی عذرا نے امسال نو برس کی عمر میں ماہِ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے۔ بےبی عذرا نے اپنی والدہ فاطمہ لامبے جو بمبئی میں ایک معروف معلمہ ہیں کی زیر نگرانی یہ سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان ننھے منّے فرشتوں کو دین و دنیا میں سرفرازی عطا فرمائے۔

ہمدرد نیشنل ایوارڈ

ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن ہندوستان کا پہلا ادارہ ہے جس نے طب یونانی پر خصوصاً جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کرنے والے سائنس دانوں کے لئے نقد اور توصیفی انعامات کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ حال ہی میں نئی دہلی کے تاج محل ہوٹل میں شری کے سی پنت کے ہاتھوں ایلوپیتھی اور یونانی طریقۂ علاج کے سات طبی سائنسدانوں کو ان کی اعلیٰ تحقیقات پر ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن نے ۵۰ ہزار روپے کے ایوارڈ اور توصیف ناموں سے نوازا۔

ہرنئی تعلقہ دالولی گرام پنچایت

ہرنئی گرام پنچایت کے ایک مقبول اور تجربہ کار ممبر جناب زین الدین اسماعیل ڈھینکر صاحب نے تقریباً سولہ سال تک گرام پنچایت میں ممبر رہ کر گاؤں کی فلاح و بہبود کے کئی کام کئے۔ مگر اب طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ممبرشپ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ ڈھینکر صاحب کافی عرصہ تک تعمیراتی کمیٹی کے چیرمن رہے۔ نیز ہر سماجی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آج بھی ان کے وسیع تجربات کا فائدہ دیگر ممبران حاصل کر رہے ہیں۔ ۷۵ سال کی پیرانہ سالی میں بھی آپ بازار محلہ جماعت المسلمین کے متولی ہیں اور ہرنئی ایجوکیشن اور ویلفیئر سوسائٹی کے نائب صدر کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

کامیابی

ہرنئی بازار محلہ کے ایک ہونہار طالب علم جناب صادق یونس پاؤسکر نے رتناگری سینٹر سے B.com کا امتحان فرسٹ کلاس سے کامیاب کیا۔ آپ ہرنئی سے بی کام کرنے والے پہلے مسلم ہیں۔

ساونت واڑی میں آیورویدک کالج

گذشتہ سال جاری کئے گئے اس میڈیکل کالج کا نتیجہ امسال ۹۱ فیصد رہا۔ اس کالج کے ۴۰ طلبہ کامیاب ہوئے۔

رتناگری تک فضائی سروس

بمبئی اور رتناگری کے درمیان پلین سروس ۱ ستمبر سے پھر شروع ہوگی۔ اتوار کے علاوہ روزانہ سروس دستیاب ہوگی بمبئی سے ۱۲½ بجے اور رتناگری سے ۲½ بجے پلین اڑے گا۔

سندھودرگ میں پل کی منظوری

حکومت مہاراشٹر نے سندھودرگ میں ملکٹا کھارل سڑک پر کول نار کے مقام پر ایک پل کی تعمیر کی انتظامی منظوری دے دی ہے جس پر لاگت کا تخمینہ ۷,۸۵,۰۰۰ روپے ہے۔

شری ڈی بی بھاٹکر موہیک کے نئے ڈائرکٹر

حکومت مہاراشٹر نے مو۔ پبلک ورکس اور موہیک کے ڈائرکٹر کو اور سینئر ایپلائمنٹ پروموشن کارپوریشن آف مہاراشٹر لمیٹڈ (موہیک) کا مینیجنگ ڈائرکٹر مقرر کیا ہے۔ آپ کی تقرری شری اے ڈبلیو دی کے بمبئی میونسپل کارپوریشن میں بحیثیت ایڈیشنل میونسپل کمشنر تقرر کئے جانے کی وجہ سے عمل میں آئی۔

شرگاؤں اردو اسکول میں شاندار جلسہ

۷ جولائی ۱۹۸۵ء کو شرگاؤں اردو اسکول میں ینگ فرینڈس ویلفیئر سوسائٹی (بمبئی) کی جانب سے ۲۵ غریب و مستحق بچوں کو مفت کاپیاں، یونیفارم اور دیگر انعامات تقسیم کرنے کی غرض سے شاٹک پالک سنگھ شرگاؤں نے ڈاکٹر علی میاں پرکار صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا جس کی نظامت ابراہیم قاضی نے کی۔ بمبئی کے مشہور سوشل ورکر ایڈوکیٹ رحمٰن قاضی نے اپنی والدہ مرحومہ کی یاد میں اردو اسکول کے لئے ایک خوبصورت گھڑی وقف کی۔ اور ایس ایس سی میں کامیاب ہونے والی ۱۴ سالہ ہونہار طالبہ آمنہ شیخ تانخواہ کو ۱۰۰ روپے کا پہلا انعام اور محمد ستار ناخدا کو دوم انعام عطا کیا۔

(نامہ نگار: یونس ملا)

موت اک ماندگی کا وقفہ ہے

● بھارک ویلیج میونسپل اردو اسکول بمبئی کے صدر مدرس عالی جناب معل خان بابے خان صاحب فالج کے حملے کے سبب ۳ اگست ۸۵ء کو ماہم (بمبئی) میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے. مرحوم تقریباً ۳۵ سالوں سے بمبئی میں تعلیمی خدمات انجام دے رہے تھے. اور گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے.

(رفیعہ نائیک)

● بھیونڈی کی بزرگ شخصیت جناب اکبر صاحب فقیہ کا مختصر سی علالت کے بعد ۲۶ جولائی کو انتقال ہوگیا. وہ ۸۰ سال کے تھے. مرحوم قومی تحریکوں میں حصہ لے چکے تھے. بعد ازاں انھوں نے اپنی توجہ ملت کی فلاح و بہبود پر مرکوز کی. کلیان سے جب آسمان صحافت جاری ہوا، تو آپ نے ہر مرحلے پر اپنے قیمتی تعاون سے نوازا تھا.

● سابق پروفیسر اور صدر اردو فارسی ایم جے کالج جلگاؤں ڈاکٹر انتخاب احمد فخر ایم اے پی ایچ ڈی کے والد بزرگوار منشی عبدالجبار نے ۲۸ جولائی ۸۵ء کو مختصر سی علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا. انتقال کے وقت ان کی عمر تقریباً ۹۰ سال تھی.

● بمبئی پردیش کانگریس اقلیتی کمیٹی کے سابق جنرل سیکریٹری، سوشل اینڈ ایجوکیشنل ویلفیر ایسوسی ایشن آف انڈیا کے سرپرست ہر دلعزیز سماجی کارکن جناب اے اے خان صاحب و جناب شمشیر خان صاحب کی والدہ محترمہ کا بتاریخ ۲۶ جولائی کو انتقال ہوگیا.

★ جناب عبدالرحمٰن سلیمان راوت (ہیڈ کلرک لیگل ڈپارٹمنٹ بمبئی میونسپل کارپوریشن) کا ۹ اگست ۸۵ء کو اچانک انتقال ہوگیا.

● بمبئی گودی مزدوروں کے رہنما اور بمبئی نیز علاقہ شریوردھن کے بے لوث سماجی کارکن جناب عمر بابا صاحب آوکرے کو لسانلہ تعلقہ شریوردھن ضلع رائے گڑھ کے پدر بزرگوار جناب اسماعیل آوکرے کا ۲۷ جولائی ۸۵ء کو بعمر ۹۷ سال انتقال ہوگیا. مرحوم اس ضعیف العمری میں بھی گاؤں کے ہر دلعزیز اور فعال سرپنچ تھے. پچھلے ۲۰ سالوں سے اس عہدہ پر فائز رہے. آپ نے گاؤں کے کئی ترقیاتی منصوبوں کو روبہ عمل لایا جن میں واٹر سکیم، ایس. ٹی. سروس، ڈاک خانہ اور بے زمین کسانوں کو اراضی کی تقسیم قابل ذکر کارنامے ہیں. ان خدمات میں گھرے رہنے کے باوجود کاشت کاری کے جدید تقاضوں کو پورا کر کے اپنے کھیتوں میں پیداوار بڑھا کر آپ نے حکومت کی طرف سے انعام جیتا تھا. آپ کے جنازہ پر شریوردھن کے ماہران، سابق وزیر، کئی سرکاری و نیم سرکاری افسران، عمائدین، قرب و جوار کی نامور ہستیاں شریک تھیں.

● انجمن اسلام بمبئی کے سیکریٹری اور میمن بنک کے ڈائریکٹر نیز آگوش والا ٹرسٹ کے منیجنگ ٹرسٹی جناب عبدالحمید پاٹکا کی والدہ محترمہ کا پچھلے مہینہ انتقال ہوگیا.

● جنجیرہ مروڈ کے سوشل ورکر جناب کمال الدین عبداللہ کو کاٹے کی والدہ آمنہ بی حاجی عبداللہ کو کاٹے کا ۶ اگست ۸۵ء کو ان کے وطن مروڈ میں ضعیف العمری میں انتقال ہوگیا.

● بمبئی پورٹ ٹرسٹ کے ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈاک ماسٹر کیپٹن حاجی اسماعیل بابا لینڈے (متوطن ماکھون) کا ۱۲ اگست ۸۵ء کو انتقال ہوگیا. علالت طبع کی بنا پر آپ کا ایک آپریشن کیا گیا تھا جس کے فوراً بعد وہ چل بسے اور چار بنگلہ اندھیری بمبئی میں آپ کی سپرد خاکی عمل میں آئی.

(عبدالرزاق ڈنگنکر)

● جناب یوسف احمد مقدم (متوطن ماندیولی) کے خالہ زاد بھائی داؤد امیرالدین کو نچالی (متوطن بانگلوں) کا ۵ اگست ۸۵ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوگیا.

● اسماعیل یوسف کالج کی پروفیسر ڈاکٹر میمونہ دلوی کی والدہ محترمہ کا ۶ اگست ۸۵ء کو انتقال ہوگیا.

● نقش کوکن کے سابق خوشنویس جناب قاسم گرگرکر کے چچا جناب المبایلی سومیشور ضلع رتناگیری نیز گرام پنچایت سومیشور کے سابق ڈپٹی سرپنچ جناب حسن یونس گرگرکر ۲۲ جولائی ۸۵ء کو بعمر ۶۵ سال انتقال کر گئے.

• گوریگاؤں ضلع رائے گڑھ کی ایک مشہور شخصیت جناب ابراہیم حاجی اسماعیل صاحب قور ۱۳ر اگست کو شدید دورۂ قلب کی وجہ سے اللہ کو پیاری ہوگئی۔ مرحوم اپنے والد محترم مرحوم اسماعیل قور کی طرح سماجی خدمات کا جذبہ رکھتے تھے۔

(انجم عباسی)

• بازار محلہ ہرنئی کے معاون متولی جناب عباس میاں عبداللطیف ہرگے ۱۲ جون کو بمبئی اسپتال میں انتقال کر گئے۔ آپ ہردلعزیز سماجی کارکن تھے۔ اپالو بندر لانچ پر تقریباً ۱۵ سال تک سماجی خدمات انجام دے کر ریٹائر ہونے کے بعد جماعت کے متولی کی ذمہ داری کے علاوہ بازار محلہ بزم خواتین کے دفتری امور سنبھالے ہوئے تھے۔ آپ کی بیگم محترمہ عائشہ بی ہرگے بھی اچھی سوشل ورکر ہیں۔

• مزاح نگار ناظم انصاری ۲۵ر اگست ۸۵ء کو دہلی سے لوٹتے ہوئے جھانسی میں ہی حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کر گئے۔

• جولی بائنڈر کے مالک اور نقش کوکن کے دیرینہ ہمدرد مولوی عبدالرزاق کی والدہ فاطمہ بی بی کا ۳۱ر اگست ۸۵ء کی صبح کھیمات میں انتقال ہوگیا۔

• جناب داؤد شمس الدین دلوی (ساکن دابھیل داپولی) کا ۱۷ر اگست ۸۵ء کو چوکی محلہ بمبئی میں انتقال ہوا۔ مرحوم بمبئی میں مختلف مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

• جناب شہاب بانکوٹی کی خالہ محترمہ کلثوم بی زوجہ حسن مالو نگرہ ۲۸ر جولائی ۸۵ء کو اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

• جناب مختار دولاسے کی دادی کا پچھلے مہینہ انتقال ہوگیا ——..

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

•

شادیٔ خانہ آبادی

★ کراچی (پاکستان) کے ایک کامیاب تاجر جناب ملک حسین بخشی (متوطن ادرن ضلع رائے گڑھ) کی دختر سیما کا عقد مسعود بتاریخ ۲۷ر جون ۸۵ء جناب غلام حسین عرف کامران ردگھے کے ساتھ کراچی میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔

★ الحاج محمد اسماعیل دبیر (متوطن مہمبر گھر) کے فرزند اصغر کی شادی الحاج حسین باباسا ونت مرحوم کی نواسی یاسمین بنت یوسف ساونت (متوطن دابھیٹ) کے ساتھ ۱۲ر اگست ۸۵ء کو قیصر باغ ڈونگری میں انجام پائی۔

★ جناب غلام حسین قاسم علی بنات والا کی دختر سلمہ کی شادی ڈاکٹر حسنین بنات والا کے ساتھ ۲ر اگست ۸۵ء کو تاج محل ہوٹل میں انجام پائی۔

جشنِ سیمیں

SILVER JUBILEE

سنہ ۱۹۵۹ء میں حاجی داؤد امین ہائی اسکول کا قیام عمل میں آیا۔ اور اب ۲۵ سال کا عرصہ مکمل کرلیا ہے۔ اس ادارے سے مستفید ہونے والے اشخاص نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک میں بھی بکھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم ماہنامہ نقش کوکن کے ذریعہ اپنے تمام بہی خواہوں کو جشن سیمیں کے انعقاد کی اطلاع دیتے ہوئے ادارے کے سابق طلباء سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ صدر مدرس سے رابطہ قائم کریں۔ تاکہ ان کی زندگی کے احوال و کوائف جشن سیمیں تقریب کے موقع پر شائع ہونے والے مجلہ (Souvenir) کے صفحات کی زینت بن سکیں۔ اور وہ دامے درمے سخنے ادارے کی مدد فرمائیں۔

نیازمند: یوسف احمد سرکار
صدر مدرس حاجی داؤد امین ہائی اسکول کاستہ

WITH
BEST COMPLIMENTS
FROM

SUCCESSFULL STUDENT

ANJUMAN-E-ISLAM GIRLS HIGH SCHOOL, BANDRA.

LUBNA A. AZIZ KABLY

TASNEEM QASAM SHAIKH

★
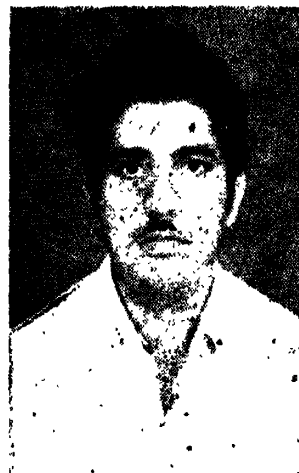
A. KADER PANCHI

(SEE DETAILS ON PAGE NO. 45)

"NHANNE FARISHTE"

NAZLI JAMAL MUKADAM

NAVEED CHOUGLE

BABY AZRA A. S. LAMBE

(SEE DETAILS ON PAGE NO. 45)

N.R.I. SPECIAL

Invest for National Development & Personal Security

By **M. M. Thakur,** Uran.

With a view to encouraging **Non-Resident Indians** to invest their savings in India for promoting developmental activities, the Government of India has launched a scheme known as NRI Scheme which offers special concessions and various other incentives for Non-Resident Indians.

Those who take advantage of this scheme with forethought and vision will have, first and foremost, the confidence that they will have some established activity to fall back upon when they eventually return to India.

This will be apart from the tremendous psychological satisfaction that one has contributed towards the industrial and technological progress of the land of one's birth, and particularly a region like Kokan which is crying for attention.

Many sons of Kokan are gainfully employed in the Middle East, Africa and other countries, and quite a few of them are holding high positions, too. It is but natural that a good many of them will have surplus funds which will be available for investment. This is the time for them to give a serious thought to the various incentives offered by the NRI Scheme which leaves open several avenues for investment.

Such investments do not attract Wealth Tax for a period of seven years, and the question of offering special concessions under the Income Tax Act is also under consideration.

The current Import Policy contains special provisions for imports by NRIs, and the Reserve Bank of India formalities for investments by NRIs have also been eased.

A few of the avenues open for NRI investments include direct investment in Projects including shares and debentures of companies listed on Stock Exchanges, deposits with Commercial Banks in the form of NRE/FCNR deposits, Profile investments and the like.

Those desirous of knowing the details may write to the Reserve Bank of India, Bombay; the Special NRI Cells in the offices of the Indian Embassies and commercial banks authorised to deal in foreign exchange, or to SICOM (NRI Cell) Nirmal Building, Nariman Point, Bombay 400021.

The NRI cell of SICOM, an Undertaking of the Maharashtra Government, examines proposals received from Non-Resident Indians and offers suggestions or alternatives wherever neccessary. It also provides "Profiles" once the production item and/or location is identified. The SICOM which also gets some Letters of Intent, issued by the Government of India, transfers these to the parties if they are willing to develop these, thus eliminating a major procedural step. Ordinarily, SICOM deals with only cases relating to Large and Medium Scale industries but in the case of Non-Resident Indians, it also deals with Small Scale Industries (SSI).

According to available information, India has so far received about 70 NRI proposals of which seven are in Maharashtra. It is a matter of joy that of these, three are in the Kokan Region.

The Government of India has launched publicity campaigns in the Middle East through TV, Radio and other media in the wake of which response for the NRI Scheme is bound to increase.

This is time for all Non-Resident Indians, especially those belonging to the Kokan region, to take advantage of the Scheme after studying all its aspects by getting in touch with the sources mentioned in this article.

NEWS / HAPPENINGS

● **Mr. H. B. Mukadam,** President of Mahad Poladpur Taluka Panch-Karoshi Mandal, inaugurated the **Homeopathic Medical Clinic of Dr. Mohd. Ibrahim Sarkhot** (of Vani-Purar) at Kurla (Bombay) on 4th Aug. 1985.

● 39 Sets of **School Uniforms** were distributed among the needy students of **Maharashtra High School, Chiplun,** by **Amin Seth Mithagiri** at a function held on 5th Aug. 1985 at the School.

● Many Students of **Anjuman Islam High School, Janjira,** participated enthusiastically in the **General Knowledge Competition** organised by the school on 19th July 1985. The **Education Upliftment Scheme, Shrivardhan,** under whose auspices the competition was judged, also gave awards to the winners.

● **The Kokan Youth Muslim Federation,** a newly formed organisation, held a public meeting on 18th Aug. 1985 at Dawoodbhoy *Fazalbhoy Auditorium, Bombay; to look into* the problems and new challenges faced by Kokani Muslim youth and their solutions.

Mr. Fakir Mohd. Thakur, president of **K.Y.M.F.,** welcomed the audience and appraised them about the activities of **K.Y.M.F. Dr. Abdul-Karim Naik, Mr. Latafat Kazi** and **Capt. Qamar Juwlay** were the guest speakers. **Adv. Abbas Hetavkar** presided over the function.

● **Khalil Umer Aklekar** (of Tamaane Mazgaon), now in Kuwait recently donated Rs. 4000/- to **Tamaane Mazgaon Urdu School** for installing a new water pipeline from the village to the school (which is situated outside the village).

● The **Islamic Development Bank** in pursuance to its policy of helping Muslim Students belonging to Muslim Communities throughout the world, is pleased to announce **80 scholarships** for students belonging to the Muslim Community of India for studies in a recognized university/college in the field of Medicine (M.B.B.S COURSE) or Engineering (Bachelor Degree Course). *The Scholarship will be awarded purely on* the basis of merit and need.

Scholarship application forms are freely available from :

STUDENTS ISLAMIC TRUST (SIT),
2035, Qasimjan Street,
Delhi - 110 006.

Applications should be received in SIT office before 31st October, 1985.

MARRIAGE

● Salma D/o. Gulam Hussain Kassamali Banatwala to Dr. Hasnain S/o. Late Jafferali M. Banatwala on 2nd Aug. 1985 at Taj Mahal Hotel, Bombay.

● Yasmin Yusuf Ismail Sawant to Asgar Mohd. Ismail Dabir on 12th Aug. 1985 in Bombay.

OBITUARIES

● Janab Akbar Fakih well known personality of Bhiwandi, aged 80, passed away on 26th July 1985 in Bhiwandi.

● Mrs. Zuleikha Ibrahim Patka, mother of A. Majid Patka (Gen. Sec. of Anjuman-i-Islam, Director of Memon Co-op. Bank, & Managing Trustee of Agboatwala Trust) passed away on 1st Aug. 1985 in Bombay.

● A. R. S. Rawoot, head clerk of the legal Dept. of Bombay Municipal Corpn., expired on 9th Aug. 1985 due to an heart attack in Bombay.

● Capt. I. B. (Kaka) Lendhe, retired Asst. Dock Master of Bombay Port Trust, expired on 12th Aug. 1985 in Bombay.

● The mother of Dr. (Mrs.) Maimunna Dalvi (lecturer in Ismail Yusuf College) expired on 16th Aug. 1985 in Bombay.

PERSONALITIES

AHMED A. KASU

Adding grace, beauty and utility to things that are drab and commonplace is the calling chosen by Kasu Ahmed Abdullah.

At 36, he has already made a name as an Architect and Interior Designer, with more than 12 years of experience in both the lines and many projects to his credit in many places.

Ranking first in the State, he took his **G.D.I.D.** (Government Diploma in Architecture) from Kareer Polytechnic, Bombay, in March 1970.

And three years later, in March 1973, he took his **G. D. Arch** (Government Diploma in Architecture) from the Sir J. J. College of Architecture, Bombay.

Young and forward-looking Kasu is ever conscious of Emerson's dictum : "Never lose an opportunity of seeing anything that is beautiful; for beauty is God's handwriting—a wayside sacrament. Welcome it in every fair face, in every fair sky, in every fair flower, and thank God for it as a cup of blessing."

Translating this dictum into practise, Kasu has imparted beauty of form coupled with utility to hospitals, schools, hotels or whatever project he has been called upon to undertake.

In the processes, many awards have naturally come to him. He was the winner of the "Best Office Interior Award" of I.I.A., and I.I.I.D. Design Competition (1985) sponsored by Lloyd Sales Corporation, and also of the "Best Residential Interior Award" of the I.I.I D. Design Competition held in 1983. Even as a student he showed great *promise when he was adjudged as the* "Best Student of the Year" while he was undergoing the Interior Designing Course.

A Member of the Indian Institute of Interior Designers and Council of Architecture, some of his Interior Projects have been *featured in magazines*—"Inside Outside," Bombay, and "Indian Builder and Planner," New Delhi.

Among his **Architectural** projects are : **General Hospitals**: The M.A.R.G. Hospital, Bhiwandi, and the Kokan Hospital, Morba, Raigadh; **School Campuses :** Shriwardhan, Raigadh, and Borli, Raigadh. (for 400 resident students each); **Residential Complexes :** Dollars Avenue, Vadodra, Row House, Ahmedabad, 'Bait-un-Nasr' Housing Complex, Nalasopara; **Factories** at Kashi *Mora Road, Thane,* and Nagothna, Raigadh

As for **Interiors,** he has designed many show rooms including Jolly Shoes at Oberoi Towers, J. K. Time and Couturier at Santa Cruz. Offices designed incluce Indian Plywood Mfg. Co. at Abdul Rehman Streeet, Paramount Prints at Goregon and Gufic Lab. at Vile Parle.

He did up the Interior of Regency Hotel, Napeansea Road and work is in progress with regard to Hotel Neelkanth (Linking Road) and Hotel Agrawal (Vile Parle). He is also in charge of the renovation work of Hotel Jal (Vile Parle).

The feeling the helplessness should not be permitted to come over people. This is very important. I would, therefore, suggest your running a serial on such vital issues as employment opportunities, even if it means a little increase in the number of pages.

It would be pertinent for me to point out here that employment opportunities in the Gulf States and elsewhere are steadily going down. Hence the role of Vocational Guidance Bureaus, Directorate of Technical Education and similar establishments will become all the more important.

Why not "Naqshe Kokan" start a "Guidance Series" for students of Urdu medium Secondary Schools on the pattern of the one started by the Marathi daily "Loksatta"? There are more than 400 Urdu medium Secondary Schools in Maharashtra. Such a feature will be welcomed by parents, teachers, students and educational institutions and the patronage for your monthly is bound to increase.

With regard to the planning, organisation and execution of such a feature, I offer my voluntary services.

MOTLEKAR A REHMAN K.
Principal, Muhammadiyah High School,
Bombay.

KOKAN DEVELOPMENT

In the July issue of "Naqshe Kokan" we had given a brief outline of the major districts, population, climate and rainfall of Kokan region. In this issue, we bring to you an analysis of the Land Resources of Kokan.

Geological Kokan comprises of formations including pre-Cambrian, Mesozoic, Tertiary and Quaternary Age. The entire region is covered with dissected hills.

The Region can be divided into the following land-forms:

- ☐ Crest Zone at elevation of 600 to 900 metres.
- ☐ Steep escarpments with elevation of 150 to 600 metres.
- ☐ High hills and ridges of 100 to 450 metres.
- ☐ Low hills between elevation of 100 to 150 metres.
- ☐ Valley bottoms between elevation of 100 to 600 metres.
- ☐ Dissected low rocky plateaus of 150 to 450 metres.
- ☐ Coastal Plain with lagoons, estuaries, mud flats, marshy land and sand beaches below 25 metres.

Kokan Region has 20 river basins with elevation ranging from 436 metres to 1,580 metres and generally running westward, into Arabian Sea. Almost all the rivers flow in monsoon. It is because of the very nature of the lie of the land the Kokan Region Development has to be formulated with innovative concepts.

Land use in the Kokan Region can be classified as follows:

	Hectares
☐ Forest	5,63,800
☐ Barren and uncultivable land	5,69,000
☐ Land under non-agricultural use	1,36,900
☐ Cultivable waste	3,71,100
☐ Pasture land	1,39,000
☐ Land under various tree crops	76,700
☐ Fallow land	2,80,000
☐ Net area sown	8,10,000
☐ Land under unclassified use	71,000

The Kokan Region has culturable area and forest area as under:

	Geographical area (Hectares)	Culturable area (Hectares)	Forest area (Hectares)
THANA	9,55,300	3,39,000	4,62,100
RAIGAD	7,19,800	3,28,000	2,22,600
RATNAGIRI & SINDHU-DURG	1,30,400	8,61,000	80,800

All this information is vital for planning any developmental activities in the Kokan Region.

READERS RESPONSE

☐ Please increase the pages of the English section; if this is not feasible, bring out a separate English edition.

Dr. AZIZ KHATRI, Bombay.

☐ The best language to communicate with Kokni Muslims is Urdu. I feel that Dr. Biviji's vital medical information and guidance for laymen, given in the August 1985 issue, would have been missed by sity per cent or more of your readers because it was in English.

Dr. IMTIYAZ IBRAHIM, Bombay.

☐ I find experienced writers and variety lacking in "Naqshe Kokan." Only well-known personalities should be introduced with their biographical details.

Miss SIDDIQUA KAUSER MODAK, Pune.

☐ Please gift a Life Membership of "Naqshe Kokan" to Hussain Miya Pathan from me and recover the dues from me.

Mrs. SHEHNAZ M. IMAM, Bombay.

☐ The price of "Naqshe Kokan," though 'reasonable' for the low or middle income people, is certainly 'low' for the affluent.

Please publish features relating to the industrial development of Kokan and give guidance and details of facilities for new entrepreneurs, especially the unemployed Muslim youth.

AHMED A. PETKAR, Ratnagiri.

☐ "Naqshe Kokan" should highlight educational and economic problems, especially of Muslims, and also indicate solutions.

SHARIF MOHD. KHAN,
Pathri (Dist. Parbhani).

☐ Let "Naqshe Kokan" give preference to new writers and bring to limelight budding authors.

MOHD. SALIM A. NAIK,
Goregaon, (Dist. Raigad)

☐ Up-to-date information on technical know-how, vocational guidance, details about admissions to various professional courses and such other details which would be helpful for raising the status of the lowly Muslims and to awaken in them educational consciousness should be published in "Naqshe Kokan."

AYUB KARNALKAR, Pune.

SOME SUGGESTIONS

While I would welcome an English edition of "Naqshe Kokan," it would be prudent on your part to wait for a while before lauching such a venture. The time lag should enable you to assess the readership potential. In the meantime, please continue with the English Supplement, adding, if possible, a few pages without taxing the readers.

It would have been better if the Urdu version of the questionnaire was also circulated along with the English version to facilitate quick replies from those who may find it difficult to follow English. As this was not done, the survey may not fully reflect the views of all sections of the readers of the monthly.

Dr. Biviji's suggestions with regard to improving the health and hygiene of the Kokan people and Mr. M. M. Thakur's proposals about the industrial development deserve to be followed by voluntary organisations, actively aided by "Naqshe Kokan." Besides the problems mentioned by Dr. Biviji, the people of the area—young and old—widely suffer from anaemia, chiefly due to amoebic dysentery and worm infection.

Why not "Naqshe Kokan" start a separate section captioned "Education, Employment, Health, and Hygiene"?

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

September 1985

CORRESPONDENCE:

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East), Dongri,
Bombay-400009 (INDIA).

Editorial

SELF-HELP

It has been a matter of pride and pleasure for the Kokanis in particular and others in general that a lot of awakening is taking place in the region of Kokan and a lot of educational, economic and industrial progress will come up in the region, though, of course, there remain many things to be done.

In this stream of progress, our community in particular lags much behind. But it is heartening that some young people are coming forward, full of enthusiasm and joy to form new bodies. We do appreciate their enthusiasm and sense of mission. But before forming a new organization or taking up any work they must first be well equipped with knowledge. They must first study themselves and find out how far they are going to help the community. It is no use blaming the community, the state or the Government, but one must see how far one is competant enough to help the cause.

For this, it is but natural that the educated youth who are interested in helping the community must know what is what and who is who, what are the facilities offered by the Government and voluntary bodies and such other matters. One should also know how far our Kokanis can join the mainstream and the voluntary bodies which are well established and are doing the yeoman service. For example, there are so many organisations like the All India Scout Association, Indian Red Cross Society, Vidyarthi Parishad, Sports Club, Study Club, Vocational centres, Consulting centres, Social Service League, Home Guards and the like.

Unless and until the youth is motivated to join such associations, it won't be possible for him to take the leadership. So it is advisable that the youth should become competent by associating themselves with already established institutions and societies and then think of taking the lead to establish other organizations. Aspirants to leadership should also create a team which will be able to achieve the goal through persistence and hard work. Unless and until there emerges such a team under a dynamic leader it would not be advisable to found some new society or start any new venture which may not outlive its teething period and thereby act as a dampener.

Yours introspectively,

Editor

ماہنامہ
نقشِ کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپرز ایسوسی ایشن، بمبئی

جلد نمبر ۲۴ / اکتوبر ۱۹۸۵ء / شمارہ نمبر ۱۰

ایڈیٹر: عبدالکریم نائیک
معاون مدیر: ایس۔ اے۔ رحیم قیصر

اعزازی نمائندے:
• بشیر باوگے (کراچی) • ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)
• عباس حسین سرد (سعودی عربیہ) • عبدالرزاق قرار (بحرین)
• جمال الدین جمال اور سید حسن (جنوبی افریقہ)
• شیخ اسماعیل (مشرقی افریقہ)

قیمت فی پرچہ: ۳ روپے
سالانہ خریداری: ۳۰ روپے
بیرونی ممالک سے سالانہ: ۱۵۰/۱۲۵ روپے
ہندوستان میں تاعمر: ۳۰۰ روپے

ملکیت: نقشِ کوکن پبلی کیشنز ٹرسٹ (E 3006)

فون: 865384/861572

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ:
۴۴ چیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی ۹

مقام طباعت: اجمل پریس، بمبئی ۳

مقام اشاعت: ۴۴ چیل روڈ ایسٹ ڈونگری، بمبئی ۹

تمام متنازعہ امور میں حق سماعت عدالت ہائے بمبئی کو ہوگا۔

تاریخ اشاعت: یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء

ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اس ماہ کے
نقوش

صفحہ نمبر

خصوصی پیش کش

منتخبات القرآن

اَ اُحِلَّتْ لِلْمُسْلِمِیْنَ
الْمُحْصَنٰتُ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ ہ
کیا مسلمانوں کو اہل کتاب کی
بیبیاں حلال ہیں ؟

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ
مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ
اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ
مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ط وَمَنْ
یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ
وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ہ

(پ ۶ المائدۃ ۵)

اور مسلمان پاکدامن بیبیاں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جاچکی ہے ان میں کی (بھی) پاکدامن بیبیاں (تمہارے لیے حلال ہیں) بشرطیکہ ان کے مہر ان کے حوالے کرو (اور) تمہارا ارادہ (ان کو) قید (نکاح) میں لانے کا ہو نہ کہ کھلم کھلا بدکاری کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا۔ اور جو کوئی ایمان کی ان باتوں کو نہ مانے تو اس کا کیا (دھرا سب) اکارت اور آخرت میں (بھی) وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا ۔۔۔

جناب اے۔ ایچ۔ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ ۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے (آمین)

اکتوبر ۱۹۸۵ء

صفحہ اوّل

پہلا صفحہ

ایک عجیب سیاستداں ہے۔
وہ مسائل پیدا کرنے کے بجائے مسائل حل کرتا ہے۔
بڑی سنجیدگی سے، ہمت و حوصلے سے، صبر و تحمل سے، ترقی اور دُور اندیشی سے۔
اگر اس طرح وہ مسائل حل کرتا رہا تو اگلا الیکشن نہ جانے کن مسائل کو لے کر لڑے گا۔
نہ وہ مسائل کو سلگتے رکھتا ہے، نہ ان سے سیاسی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
نہ وہ اپنی ساری انرجی اور ساری قوت اپوزیشن کی ریاستی حکومتیں پلٹنے کے منصوبوں میں صرف کرتا ہے۔
آزاد ہندوستان کو ان خوبیوں کا حامل دوسرا لیڈر نصیب ہوا ہے
اور وہ ہے :- راجیو گاندھی۔

گزشتہ سال ملک کے مشکل ترین حالات میں جب سے راجیو گاندھی نے عنانِ حکومت سنبھالی ہے
اُن کا ہر قدم مثبت ہے اور ملک کی ترقی کا ضامن ہے۔
اکالیوں کو بات چیت پر آمادہ کرانا، آسام کا مسئلہ (انتہائی اطمینان بخش نہ سہی) حل کرنا،
سائنس ٹیکنالوجی میں بے پناہ ترقی کی جانب قدم اٹھانا۔ یہ وہ کارنامے ہیں جو مختصر سے وقفے میں انجام پائے۔
اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ راجیو ملک کے تئیں کافی مخلص ہیں۔
وہ ایک کامیاب رہنما ہیں مگر سیاستداں نہیں اس لئے کہ سیاستداں کبھی مسئلے حل کرتا ہی نہیں ہے۔
وہ مسائل کو سلگتے رکھنا پسند کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نئے مسائل پیدا کرتا رہتا ہے۔
البتہ راجیو گاندھی فل ٹائم بطور وزیر اعظم کام کر رہے ہیں اور ایک منٹ بھی سیاست میں خرچ نہیں کر رہے ہیں۔
شاید اس لئے کہ وہ پروفیشنل سیاست داں نہیں ہیں اور اس سے قبل سیاست میں نہیں رہے ہیں۔
خدا کرے کہ راجیو گاندھی کبھی سیاستداں نہ بنیں !

اس ملک کے سامنے ابھی اَن گنت مسائل موجود ہیں۔ اُمید ہے راجیو جی اُن کی طرف اسی خلوص نیتی سے توجہ دینگے۔
مثلاً اس ملک کی معاشی حالت نزع کے عالم سے گذر رہی ہے اس کو زندگی بخشنے کیلئے سب سے پہلے
وہ ۰۰۰،۷۳ کروڑ بمطابق حکومت کالا روپیہ باہر لانے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر معاشی ڈھانچہ بگڑا ہی رہے گا۔
اکیسویں صدی میں پیر اپن کرنے سے پہلے کم از کم غریبی سے نچلی سطح کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔
بالکل نئے، بامعنی اور بامقصد تعلیمی نظام کا انعقاد کیا جائے تاکہ ایم اے بیوقوف اور بی اے کلرک پیدا نہ ہوں ... سامنے نہ آئیں۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر راجیو گاندھی رہنما ہی بنے رہے اور سیاستداں نہیں بنے،
اور انھیں ارادوں، جذبے اور خلوص و ہمت سے آگے بڑھتے رہے،
انتہا پسندوں نے یا خود ان کے ساتھیوں نے کسی سازش کے ذریعے انھیں ختم کرنے کی کوشش نہیں کی،
تو یہ ملک سائنس ٹیکنالوجی اور خوشحالی کی صدی یعنی اکیسویں صدی میں آگے بڑھنے کیلئے تیار ہے۔
مبارک کاپڑی

اداریہ

حقوقِ نسواں

ان دنوں "حقوقِ نسواں" یعنی عورتوں کے حقوق کے لئے عالمی پیمانے پر جو جدوجہد ہو رہی ہے اس سے عام طور پر مسلمان بے خبر ہیں۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ان دنوں یہ تحریک کئی اداروں کی طرف سے چلائی جا رہی ہے۔ یو۔ این۔ او بھی عورتوں کے حقوق سال مناتا ہے، اور ابھی کینیا (نیروبی) مشرقی افریقہ میں دنیا بھر کی لگ بھگ پندرہ ہزار عورتوں نے عورتوں کی فلاح وبہبود کے مسئلے پر غور کیا۔ جن میں ان کے تعلیمی، شخصی اور عائلی حقوق بھی شامل تھے۔

ہندوستان میں سپریم کورٹ نے بھی مطلقہ عورتوں کے نان ونفقہ کے متعلق عورتوں کے حق میں فیصلہ دے کر اس بات کی نشاندہی کر دی ہے کہ مسلمان عورتوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پرانی روایات جن کی بنیاد بدعت اور ائمہ کرام کے ذاتی اجتہاد پر ہے ان پر نظر ثانی کریں۔ ہمارے چاروں ائمہ مجتہد تھے اور کسی نے اپنے فقہی مسائل و فتاویٰ میں غلطی کے امکان سے انکار نہیں کیا ہے، جب یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے تو اس نئے دور اور نئے حالات میں آج کل کے مسلمان علماء، قانون داں اور دانشور مروجہ مسلم پرسنل لا پر نظر ثانی کیوں نہیں کر سکتے ـــ مسلم پرسنل لا تو ایک مستقل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ مگر ہم اس سے مراد محض نکاح، طلاق، اوقاف اور تبنیٰ کے مسائل لیتے ہیں۔ یہ ہماری تنگ نظری ہے۔ اس وقت ہمارے علماء اور قانون دانوں کو فتاویٰ عالمگیریہ کی طرح ایک نیا ضابطۂ حیات مرتب کرنا چاہئے۔ آخر "فتاویٰ عالمگیریہ" بھی تو کوئی الہامی کتاب نہیں ہے۔ یہ علماء کی ایک جماعت کی مرتب کردہ کتاب ہے۔ تو آج کے مسلمان علماء اور قانون داں اسی قسم کی ایک اور کتاب کیوں مرتب نہیں کر سکتے۔ کیا تقلیدِ جامد اس کی وجہ ہے؟ تو اسے تو ہمارے ائمۂ اربعہ اور فتاویٰ عالمگیریہ کے مرتب ہم سے پہلے ہی خیرباد کہہ چکے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جو راستہ ان بزرگوں نے ہمیں دکھایا ہے۔ یعنی قرآن وسنت پر تدبر وتفکر اور اجتہاد وقیاس کا راستہ، اسے اختیار کریں۔ ورنہ اس دور میں کہ حقوقِ نسواں کی آواز بلند ہو رہی ہے، معاملہ سپریم کورٹ کے فیصلے تک محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ عورتیں ان تمام حقوق کا مطالبہ کریں گی جنھیں وہ اپنے لئے مفید سمجھیں گی۔

مسلمان عورتیں ابھی روایات کی پابند ہیں۔ لیکن علوم کی عام اشاعت اور ٹی۔ وی انھیں بھی روایت پرستی سے بغاوت پر آمادہ کر دے گی۔ اور یہ ان تمام حقوق کا مطالبہ شروع کر دیں گی جو قرآن مجید نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ حجۃ الوداع، اور حسنِ معاشرت نے مسلمان عورتوں کو دئیے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آئے علماء اور قانون دانوں کو مشہور ومعروف مسلم پرسنل لا نہیں۔ بلکہ پوری فتاویٰ عالمگیریہ میں اصلاح اور ترمیم کر لینی چاہئے، اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں ایک ایسا ضابطۂ حیات دے دینا چاہئے جو اقتضاء زمانہ کے مطابق ہو۔

تسلسل اس وقت ایک سوال یہ بھی ہے کہ ممبئی جیسے
شہر میں ایک ایسی عورت کو جس کا یہاں کوئی رشتہ دار
نہیں، کیا صرف وظیفہ دے کر گھر سے نکال دیا جائے۔ آخر
وہ کہاں جائے گی۔ سوائے اس کے کہ وہ فٹ پاتھ پر رہے۔
وہیں کھانا پکائے اور کھائے۔ کیا یہ سلوک اسلامی مزاج
کے مطابق ہے۔ کیا یہ قرآن کریم کی آیت او تسریح باحسان
"اسے چھوڑ دو تو حسن واحسان سے چھوڑو۔" کیا گھر سے نکال کر
فٹ پاتھ پر چھوڑ دینا احسان ہے؟

یا قرآن کا یہ کہنا کہ والمطلقات متاع بالمعروف
حقا علی المتقین یعنی تم مطلقہ عورتوں کو مال و متاع
دو جو معروف طور پر دیا جاتا ہو۔ یہ تو متقی مردوں پر مطلقہ
عورتوں کا حق ہے۔" کیا کوئی متقی آدمی اپنی مطلقہ بیوی
کو گھر سے نکال کر فٹ پاتھ پر پھینک دے گا۔ کیا متاع بالمعروف
کا یہی مطلب ہے؟

پھر سورہ طلاق کی ساتویں آیت ہیں واسکنوھن
من حیث سکنتم یعنی تم مطلقہ عورتوں کو سکونت
کے لئے وہیں جگہ دو جہاں تم رہتے ہو۔ یعنی اگر تم جھونپڑی
میں رہتے ہو تو اس کے لئے بھی ایک جھونپڑی بنا دو۔ اور اگر
فلیٹ میں رہتے ہو تو اس کے لئے بھی کسی قسم کے فلیٹ کا بندوبست
کردو۔ اس آیت کو کب تک نظر انداز کیا جائے گا؟

وہ دن دور نہیں جب مسلمان عورتیں اپنے اس حق کا بھی
مطالبہ کریں گی۔ اس لئے مسلمان علماء اور قانون دانوں کو چاہئے کہ
اپنی اسلام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک ایسی فقہ کی
عالمگیریہ مرتب کریں جو تقاضائے زمانہ کے مطابق ہو۔

ایسا اشارہ بھی حرام ہے
جس سے کسی کو تکلیف پہنچے ...

ابراہیم خان طالب

نعتِ محمدؐ

{ بزم شعر و ادب کوکن کے زیر اہتمام
منعقدہ نعتیہ مشاعرہ میں پڑھی گئی }

خوش اخلاق اور خوش بیاں تھے محمدؐ
ملنسار و شیریں زباں تھے محمدؐ

مساکین پر مہرباں تھے محمدؐ
خواتین کے پاسباں تھے محمدؐ

ہر اک فرد کے قدر داں تھے محمدؐ
مصائب میں بھی شادماں تھے محمدؐ

خدا کے تھے محبوب، امّیؐ لقب تھا
کلامِ خدا کی زباں تھے محمدؐ

یہ معراج کا معجزہ اللہ اللہ!
مکاں سے گئے لامکاں تھے محمدؐ

زباں پر مری بات ہے عائشہؓ کی
کہ قرآں کے ترجماں تھے محمدؐ

جنھیں رفعتیں پا سکیں گی نہ ہرگز
بلندی کے وہ آسماں تھے محمدؐ

ہے دنیائے علم و عمل اک گلستاں
اسی باغ کے باغباں تھے محمدؐ

لکھے کوئی کیا نعت اُن کی اے طالب
نہ ہو ختم وہ داستاں تھے محمدؐ

معارف الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

باب الخلع والطلاق

عن محمود بن لبید قال أخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن رجل طلق امرأتہ ثلث تطلیقات جمیعاً فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب
اللہ وانا بین اظہرکم حتی قام رجل فقال یا رسول اللہ الا اقتلہ (رواہ النسائی)

ترجمہ:۔ محمود ابن ربیع کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو آپؐ غصے سے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلتا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ یہانتک کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کر دوں۔ (یہ نسائی کی روایت ہے۔) امام بخاری کے نزدیک محمود بن لبید صحابی تھے۔

تشریح:۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا کتاب اللہ سے کھیل کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی سے سخت ناراض ہوئے تھے۔ حتی کہ ایک آدمی نے اس طلاق دینے والے کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔

اس کے بعد ہی ایک اور حدیث ہے جس میں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس سے کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ سو طلاقیں دے دیں تو عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ تم اکٹھی تین طلاقیں دو یا ستر طلاق ایک ہی پڑے گی۔

اس حدیث کے حاشیے پر ابن مقاتل کا یہ قول درج ہے کہ اس طرح تو ایک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ہے۔ البتہ حضرت طاؤس یہ کہتے ہیں کہ صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔ اس حاشیے میں جمہور کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ اس طرح بھی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مگر یہ طریقہ بدعت ہے"۔۔۔ اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ سنت اور فرمان خداوندی کو چھوڑ کر بدعت کو اختیار کیوں کیا گیا ہے۔

طلاق بتہ:۔

اس باب میں رکانہ کی بھی ایک روایت ہے۔ اس کا خلاصہ بھی یہی ہے۔

واضح ہو کہ ایام جاہلیت میں اکٹھی تین طلاقیں دینے کا رواج تھا۔ اس کو طلاق بتہ کہتے ہیں۔ اسلام نے صاف الفاظ میں اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ الطلاق مرتان یعنی طلاق دینی ہے تو دو طہروں میں دو۔ اور اس دوران اس سے ہمبستری مت کرو۔ اگر ہمبستری کی تو طلاق بے کار ہو گئی پھر نئے سرے سے طلاق دینی ہوگی۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے۔ ان شاء اللہ میں یہ روایت اگلے شمارے میں نقل کروں گا۔

جناب ملک حسین بخشی کی جانب سے بطور عطیہ ۔۔۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ آمین

جود و سخا

مہر بھیلانی

اک صحابی تھے جو مصیبت میں — آپ پہنچے ...
آئے سرمایۂ نیاز کے پاس — دین و دنیا کے چارہ ساز کے پاس
حاضری دی حضورِ حاضر میں — غیب جلوہ نما تھا ظاہر میں
باادب اپنا حال عرض کیا — بڑھ کے دامن نبیؐ کا تھام لیا
عقد کرنا تھا ان کو دختر کا — برملا تھا، سوال تھا زر کا
آپ سے کہہ دیا جو تھا درکار — کم سے کم مانگے پانچسو دینار
نازِ عالم تھی ذاتِ مولاؐ کی — وجہِ رحمت، وجیہہ لولا کی
اس پہ بے چارگی کا یہ عالم — دے نہ سکتے تھے آپ کچھ درہم
فقرِ عجزی کا شاخسانہ تھا — یہ حقیقت تھی یا فسانہ تھا
آپؐ نے یہ مطالبہ سن کر — ایک داتا بتا دیا چن کر
ایک ہستی تھی خلق کے مابین — یعنی دامادِ سیدِ کونینؐ
آپؐ نے کہہ دیا یہ سائل سے — چاہتا ہوں مدد کروں دل سے
جا کے عثمانؓ سے عرضِ حال کرو — اور جو چاہئے سوال کرو
جب سوالی غنیؓ کے پاس گئے — آس لے کر اداس اداس گئے
دیکھا بیٹھے ہوئے تھے کچھ تجار — ہو رہی تھی صلاحِ کاروبار
ایک ایسا تھا معاملہ درپیش — جو نہ ہوتا تھا حاصل کم و بیش
چند دینار پر اڑے تھے غنیؓ — ایک ان بن تھی کیا بنی نہ بنی
دیکھ کر یہ قضیہ یوں حائل — در سے پلٹا غنیؓ کے وہ سائل
چند دینار جو نہ چھوڑ سکا — سینکڑوں وہ کسی کو کیا دے گا
آئے اپنے نبیؐ کے پاس نڈھال — عرض کرنے یہ حال اور خیال
بول اٹھے مسکرا کے نورِ ازلؐ — عقدہ کوئی نہیں ہے لاینحل
یاس ہوتی ہے نامراد کے ساتھ — آس رہتی ہے اعتماد کے ساتھ
پھر پلٹ کر نہ آتے جا کے وہاں — تم جو سمجھے، نہیں مرا عثمانؓ
دیکھ آئے تجارتی پہلو — جاؤ دیکھو سخاوتی پہلو
پھر پلٹ کر گئے وہ بہرِ سوال — دلِ خستہ میں لے کے استقلال
جا کے عثمانؓ سے عرض کیا — اور بہ طفیلِ نبیؐ سوال کیا
سن کے عثمانؓ اٹھ گئے اندر — منتظر تھے یہ رہ گئے باہر
لائے دو تھیلیاں شہِ تجار — لائے ہر ایک میں پانچسو دینار
ایک تھی ہدیۂ امید و بیم — دوسری صدقۂ رسولِ کریمؐ
مہرؔ جود و سخا ہے اس کا نام — مرحبا احترامِ خیر الانامؐ

بشکریہ

اڑن کھٹولہ

پچھلے مہینے وادئ کشمیر کی سیر کرتے ہوئے جب چاہ ہاروت و ماروت تک پہنچے اور اڑن کھٹولہ وہاں سے آگے بڑھا تو ناگہانی طور پر اسے رکنا پڑا۔ یہ کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟ اس کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے ہم اب اپنا سفر جاری کرتے ہیں۔ (معاون مدیر)

کلگام اور اہربل ہم بڑی مشکل سے ہانپتے کانپتے اپنے اڑن کھٹولے پر پہنچے۔ اور اب وادئ کشمیر کے ایک مشہور علاقہ کلگام کی طرف رخ کیا۔ سارا علاقہ سیب کے باغات اور دھان کی فصلوں سے لہلہا رہا تھا۔ ہم لوگ اڑن کھٹولے میں بیٹھے کشمیر کی ٹھنڈک، خنکی اور کہر سے ابھی لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ایک مشہور و معروف سیاحت گاہ "اہربل" آگیا۔ یہاں ایک آبشار تھا۔ یہ دراصل ستو ندی تھا، جس کا کشمیر کی دوسری بڑی ترین ندیوں میں شمار ہوتا ہے۔ دوسری ندی کا نام لِدّر ہے۔ جو پہلگام میں بہتی ہے۔ بہرحال ہمیں پیاس لگ رہی تھی۔ ایک جنگل کے کنارے ہم نے اپنا اڑن کھٹولہ اتارا۔ اور آبشار کے پاس آئے۔ اور زندگی کا پہلا تجربہ ہوا کہ ہاتھ کٹ کر پانی میں گر گیا۔ سبھوں نے فوراً پانی سے ہاتھ نکالا۔ اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اُف! اتنی ٹھنڈک کہ سبھوں کے ہاتھ بے حس و بے جان ہو گئے۔ ہم لوگ وہاں سے بھاگے۔ مگر جب اڑن کھٹولے کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ریچھ اڑن کھٹولے میں بیٹھا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ ریچھوں کا جنگل ہے۔ خیریت یہ ہوئی کہ ہم نصف درجن آدمی تھے، اور تھے بھی سبھی ریچھ کی طرح موٹے اور تگڑے۔ ادھر وہ ریچھ بھی کچھ شریف خاندان کا معلوم ہوتا تھا۔ ہم لوگوں کو دیکھا تو ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ پہلی مرتبہ ہم لوگوں نے ریچھ کے سینے پر چاند کا سفید نشان دیکھا۔ وہ ریچھ جنگل میں غائب ہو گیا۔ ہم لوگ وہاں سے کنگ وتن آئے، جو ایک سرسبز و شاداب اور پھولوں سے بھرا ہوا میدان ہے۔ وہاں سے اب کوثر ناگ کی طرف مڑے۔

کوثر ناگ کوثر ناگ سات ہزار فٹ بلند پہاڑ پر ایک جھیل ہے، بعض کہتے ہیں کہ دریائے چناب کا منبع یہی ہے۔ یہ جھیل اتنی سرد ہے کہ ہمیشہ برف کی طرح جمی رہتی ہے۔ یہ جھیل میلوں لمبی اور چوڑی ہے۔ مگر اس کی گہرائی کا ابھی تک پتہ نہیں لگا۔ یہ سیر و سیاحت کی بہترین جگہ ہے مگر بہت کم سیاح یہاں آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آبادی سے بہت دور ہے۔ اور اس کا راستہ نہایت دشوار گزار ہے۔ قدم قدم پر پھسلنے اور گہرائی میں گرنے کا خوف رہتا ہے۔ لیکن ہم لوگ جب کوثر ناگ پہنچے تو ایسا معلوم ہوا کہ ہماری دل کی مراد بر آئی۔ گھنٹوں اڑن کھٹولے پر بیٹھ کر اس کی سیر و سیاحت کرتے رہے۔ سردی کے مارے

ٹراؤٹ مچھلی کوثر ناگ سے اب ہم کوکر ناگ اور اچھابل آئے۔ یہ دونوں مشہور سیاحت گاہیں ہیں۔ اچھابل میں ٹراؤٹ مچھلی کھائی۔ جو کشمیر کا سب سے اعلیٰ غذائی تحفہ سمجھا جاتا ہے، جس کے بدن میں صرف ایک ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ باقی سارا جسم کانٹوں سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ یہ بیج چین سے کشمیر لائی گئی ہے۔

ہم لوگ جب ککر ناگ آئے تو ہم کو اپنا ایک دوست راجہ مظفر یاد آگیا۔ اڑن کھٹولہ اب اس کے گاؤں کی طرف لے چلے۔ ہم لوگ اب ٹھنڈک سے نڈھال ہو رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہم لوگ بھی برف کی طرح جم جائیں گے۔ اسی حالت میں اپنے دوست کے گاؤں ستند براری پہنچے۔ ہماری ہیئت کذائی دیکھتے ہی وہ لوگ سمجھ گئے کہ ہم لوگ سردی کے مارے ہوئے ہیں۔ وہ جلدی جلدی کھولتے ہوئے پانی کی بالٹیاں اٹھا لائے، اور ہم لوگوں سے کہا کہ ان بالٹیوں میں پیر ڈال دیجیے۔ ہم لوگ جب ڈرے تو ان سبھوں نے پکڑ پکڑ کر ہم لوگوں کے پیر بالٹیوں میں ڈال دیے اور پنڈلی سہلانے لگے۔ آبلے کی بات تو جانے دیجیے تھوڑی ہی دیر میں تکان بھی غائب ہو گئی۔ پھر ناشتے کے طور پر اخروٹ اور مکئی کھانے کے لیے دی گئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد بڑی بڑی بطخوں کی لذیذ لذیذ ڈشیں آگئیں، شکم سیر ہو کر کھایا۔

ویری ناگ ستند براری سے اڑ کر اب ہم ویری ناگ آئے۔ جو ایک ایسا آبشار ہے جس پر منڈیر بنا کر کنویں کی شکل دے دی گئی ہے۔ اس سے پانی ابل ابل کر نکلتا رہتا ہے، یہی دریائے جہلم کا منبع ہے۔ یہاں ہم نے شہنشاہ جہانگیر کا ایک کتبہ پڑھا۔ انھوں نے ہی اس چشمے کو منڈیر کی شکل دی تھی۔

سفیدے کی قطاریں ویری ناگ سے ہم قاضی گنڈ کے راستے کال اور چوٹی چوٹی [illegible] راستے پہنچے اور سفید تنا کشیدہ قامت روشوں کی قطاروں سے خوب لطف اندوز ہوئے۔

پہلگام کشمیر میں اب ہم کو تین دن ہو گئے تھے، سوچا کہ اب پہلگام چل کر آرام کریں۔ ہمارا اڑن کھٹولہ ابھی دو کیلو میٹر کی بلندی پر تھا۔ ساری فضا سورج کی روشنی سے جگمگا رہی تھی۔ لیکن جب ہم پہلگام اترے تو چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑوں کے باعث اندھیرا چھا چکا تھا۔ ہر طرف بجلی کے قمقمے جگمگا رہے تھے۔ ہم نے اپنا اڑن کھٹولہ پرانے پہلگام کی ایک جھاڑی میں چھوڑ دیا۔ رات ایک ہوٹل میں گزاری۔

امرناتھ صبح ہوئی تو ہندوؤں کا ایک قافلہ ملا۔ یہ لوگ امرناتھ جا رہے تھے۔ اگرچہ یہ امرناتھ یاترا کا زمانہ نہ تھا۔ پہلے تو سوچا کہ ہم بھی ان کے ساتھ امرناتھ کی سیر کر آئیں۔ مگر جب معلوم ہوا کہ راستہ بہت ہی دشوار گزار ہے تو سوچا کہ پھر اڑن کھٹولہ کیوں نہ استعمال کیا جائے۔ اب پرانے پہلگام آئے۔ اڑن کھٹولہ پر بیٹھے اور امرناتھ پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ہم انٹارکٹیکا (قطب جنوبی) پہنچ گئے ہیں۔ ہر طرف برف ہی برف اور طرح طرح کے چرند و پرند۔

ہندو مسلم مجاور ڈرتے ڈرتے امرناتھ مندر گئے۔ وہاں یہ دیکھ کر ہم لوگ بھونچکے رہ گئے کہ اس مندر کے دو پجاری یا مجاور ہیں۔ ایک ہندو خاندان ہے دوسرا مسلمان خاندان۔ مسلمان خاندان کو ملک کہتے ہیں۔ یاتریوں سے جو آمدنی ہوتی ہے دونوں پجاری آپس میں برابر برابر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اس پر کوئی جھگڑا ہوتا ہے نہ فساد۔

یسوع مسیح اور پہلگام وہاں کی سردی ناقابل برداشت تھی۔ اس لیے ہم وہاں سے پھر پرانے پہلگام آ گئے۔

ہیں۔ ہم جب پوچھا کہ چوری کھڑی کیسے ہوتی ہے تو اس نے
ڈل لیک کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ اس جھیل میں
[illegible] ہیں وہ تیرتے ہیں۔ اس میں سبزیاں اُگتے ہیں
اور حسین کشمیر کا لطف اٹھاتے ہیں۔ ان کشتیوں کو شکارا
کہتے ہیں۔ یہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ اب بات ہم لوگوں
کی سمجھ میں آئی۔ آزمانے کے لئے ہم لوگ ایک شکارا میں بیٹھے
تو وہ واقعی ایک گھر تھا۔ بال، سونے کا کمرہ، غسل خانہ،
بیت الخلاء سب موجود تھا۔ شکارا میں واقعی
جھیل کا خوب لطف آرہا تھا۔ ہم ڈل لیک کے نہرو پارک
بھی گئے اور خوب محظوظ ہوئے۔ اور یہ پڑھتے ہوئے وہاں سے
رخصت ہوئے۔

اے عشق یہاں آکے جلا کہ نہ ہوتا
اے حسن تو اور دل میں گنہگار نہ ہوتا نیعم

واضہ اور واضوان

ہم جہاں ٹھہرے تھے اس کے پڑوس میں
شاہی شادی کی ایک تقریب تھی۔ ہم لوگوں کو بھی کھانے پر
مدعو کیا گیا۔ جب دسترخوان پر بیٹھے تو گوشت کی اکیس اقسام
کی پلیٹیں ہمارے سامنے رکھی گئیں۔ گشتابہ تھا، آب گوشت
تھا، یخنی تھی وغیرہ وغیرہ۔ مگر چاول وہی تھا فقط۔
سارا زور گوشت کی اقسام پہ دیا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے کر لئے
تو ہر برتن سے ایک ایک بوٹی کھا لینا کافی تھا۔ ہم لوگوں نے
پوچھا کہ انواع و اقسام کا یہ سالن اور پھر اتنا مزیدار اور
زود ہضم کن باورچیوں نے بنایا ہے۔ تو بتایا گیا کہ کشمیر میں
ایک قوم ہی ہے جس کو واضوان کہتے ہیں۔ وہی یہ سالن
تیار کرتے ہیں۔ اتفاق سے ایک واضوان اسی جگہ کھڑا تھا۔
پوچھا کہ آپ لوگوں نے یہ سالن بنانے کا طریقہ کہاں سے پایا؟
تو اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ وہ اسرائیلی ہیں جو مقام مصر کے
دور میں فرعون کے باورچی خانے میں کام کرتے تھے۔ وہاں سے
جب بخت نصر وغیرہ بادشاہوں نے فلسطین
یا یروشلم سے جلاوطن کیا تو ہم لوگ بھٹکتے بھٹکتے آج یہاں تک
کہ یہ بھی [illegible] مسافر ہیں [illegible]
کی مانند تھا۔ تو یہ سالن جو ابھی آپ نے کھایا۔ وہ واضہ
ہم لوگ فرعون کے مطبخ میں بناتے تھے۔ ان کو واضہ کہتے
ہیں اور ہم لوگوں کو واضوان۔

بڑے جانور کا ذبیحہ

اچھا یہ تو بتائیے کہ کون سا
گوشت تھا، بڑا یا چھوٹا۔ ؟ تو واضوان نے جواب دیا کہ کیا
آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ کشمیر میں مہاراجہ کے عہد سے
بڑے جانوروں کے ذبیحے پر پابندی ہے۔ اور اس کی
خلاف ورزی کی سخت سزا ہے۔

"تعجب ہے آپ لوگ یہاں نوے فیصد ہیں، پھر
بھی ہندوؤں سے اتنا ڈرتے ہیں"۔

"ہم ڈرتے نہیں، بلکہ ان کے مذہبی جذبات کا احترام
کرتے ہیں۔ اور یہی میل جول اور بھائی چارہ کا گُر ہے"۔

بھئی، پھر تو کشمیر ہندو مسلم اتحاد کا ایک گلدستہ
ہے۔ یہاں مسلمان نوے فیصد ہیں پھر بھی ہر جگہ
ہندوؤں کے بڑے بڑے مندر اور تیرتھ استھان ہیں۔
اور بڑے جانوروں کے ذبیحے پر پابندی بھی ہے۔ اس کے
باوجود کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوتا۔ واقعی آپ لوگ
قابل مبارکباد ہیں۔

(باقی نومبر کے شمارے میں پڑھئے)

اختصار

اختصار آج کے عہد کی مانگ ہے۔ آپ بھی
اپنی تخلیقات یا روداد [illegible]
یاد رہے کہ کئی بہت اچھی تخلیقات محض طوالت کی بنا پر شائع ہونے
سے رہ جاتی ہیں۔ (ادارہ)

کوکن ڈیولاپمنٹ اسکیم

ایم ۔ایم ٹھاکور

۳۱ مارچ ۸۵ء کو "ڈیولاپمنٹ آف کوکن" کے موضوع پر بمبئی میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس وقت ٹھاکور صاحب نے جو مقالہ پیش کیا اس میں کوکن کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اپنے اس مقالہ میں صاحب موصوف نے رتنا گری، رائے گڑھ، تھانہ اور سندھو درگ اضلاع میں صنعت و حرفت کے میدان میں ہونے والی تبدیلیوں اور امکانات پر روشنی ڈالی ـــ ہم یہ مقالہ قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ اگلی اشاعت میں ضلع رائے گڑھ کا ذکر ہوگا۔

ضلع رتناگری کے باشندے مزید تفصیلات کے لئے جنرل منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹر رتناگری سے رابطہ قائم کریں۔ صنعتوں کی ترقی کی غرض سے مہاراشٹر کے ہر ضلع میں ایسے افسران کا تقرر کیا گیا ہے۔

ضلع رتناگری :-

اس ضلع کا احاطہ 7964 مربع کلومیٹر ہے اور آبادی 137600 ہے۔ یہ نو (۹) تعلقوں پر مشتمل ہے۔ اس ضلع کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے (۱) مشرق کا پہاڑی علاقہ (۲) درمیانی سطح مرتفع (۳) مغرب کا ساحلی علاقہ

اس ضلع کی ایک بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ اسے جدید ترین بنیادی سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ مثلاً ریلوے لائن، اچھی پختہ اور طویل سڑکیں، ہر موسم میں ساتھ دینے والی بندرگاہ اور تجارتی مرکز۔ البتہ بمبئی گوا ہائے وے (Highway 17) شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی سڑک اس ضلع سے گذرتی ہے۔ صنعتی میدان میں یہ ضلع کافی پچھڑا ہوا ہے۔ اسی لئے حکومت نے اسے "D" زون میں شامل کر لیا ہے۔ (صنعتی میدان میں جو علاقے غیر ترقی یافتہ ہوں انھیں "D" زون میں شامل کیا جاتا ہے)۔ "D" زون کے تحت آنیوالے اضلاع کو حکومت خصوصی سہولتیں مہیا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے جنرل منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سینٹر رتناگری یا ریجنل آفیسر آف ڈیولاپمنٹ کارپوریشن آف کوکن لمیٹڈ سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ رتناگری ضلع میں کاریگری اور اضلاع پر مشتمل کل ۱۲ بڑی اور درمیانی قسم کی صنعتیں ہیں۔ اور لگ بھگ ۱۲۰۰ اسمال اسکیل یونٹس (چھوٹی صنعتیں) ہیں۔ سات انڈسٹریل اسٹیٹس میں سے پانچ MIDC کے زیر انتظام ہیں اور دو کوآپریٹیو ہیں۔ ریاستی حکومت کے ساتھ ساتھ مرکزی حکومت بھی اس علاقے کی معاشی اور صنعتی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ لیکن ان کی یہ کوششیں اسی وقت بارآور ثابت ہوسکتی ہیں جب کہ یہاں کے باشندے بھی ان کا ساتھ دیں۔

گورنمنٹ کے اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ سارے ضلع میں انڈسٹریز کا

جاری کیا جائے۔ ایسی انڈسٹریاں قائم کرتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ اور اسی مناسبت سے ترجیح دی جائے۔

(۱) فیکٹریاں ایسی جگہ قائم کی جائیں جہاں خام مال آسانی سے دستیاب ہو سکے۔

(۲) مقامی اور اطراف واکناف کے عوام کی ضروریاتِ زندگی سے منسلک اشیاء بنائی جائیں۔ مثلاً گھریلو ساز و سامان

(۳) ایسی صنعتیں قائم کی جائیں جو ملکی اور غیر ملکی مارکیٹ تک پہنچائی جائیں۔ جیسے مچھلی، آم، کاجو، ناریل، کوکم وغیرہ سے وابستہ صنعتیں۔

(۴) ایسی دیسی صنعتیں جہاں آسانی سے خام مال دستیاب ہو سکے۔

(۵) حکومت کی منظوری سے منگائے جانے والے خام مال کو استعمال کرنے والی صنعتیں۔

رتناگری کے باشندے بڑے جفاکش اور تیز ہوتے ہیں۔ ان کے مزاج میں جدو جہد بھی بسی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ SEAFARING کے ساتھ ساتھ ممالکِ غیر میں بھی کام کرتے نظر آتے ہیں۔ علاوہ اس کے ممبئی کی ملوں کے بیشتر مزدوروں کا تعلق بھی رتناگری ہی سے ہے۔ اسی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں نئی صنعتوں کی ایجاد کے لئے اہلِ ہنر کی کمی کا احساس نہیں ہوگا۔ مگر یہاں جدید ترین بنیادی سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ جیسے نقل و حمل کے لئے مناسب اور موزوں ذرائع ناکافی ہیں۔ نقل و حمل کی اس دشواری کے پیشِ نظر بہت جلد رتناگری میں ایک ایسی بندرگاہ کی تعمیر کا کام شروع کیا جانے والا ہے جو ہر موسم میں کارآمد ثابت ہو۔ اسی طرح کوکن ریلوے کی لائنیں بھی سارے رتناگری میں پھیلائے جانے کا منصوبہ ہے۔ یہ سہولتیں انڈسٹریز کی ترقی میں بڑی مددگار ثابت ہوں گی۔ یہاں کے عوام کے لئے سرمایہ مسئلہ نہیں بن سکتا۔ یہاں کے عوام خوش حال بھی ہیں اور دوسری صورت میں حکومت کے سرمایہ مہیا کرنے والے ادارے بھی مدد کے لئے تیار ہیں۔ ان حقائق کے پیشِ نظر یہاں صنعتوں کے پھلنے پھولنے کے کافی مواقع ہیں۔ مگر لوگوں کی ہمت، حوصلہ لگن اور محنت کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں عوام NRI (None Resident Indians) کی اسکیم سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

رتناگری ضلع میں مندرجہ ذیل قسم کا خام مال پایا جاتا ہے یا حاصل کیا جا سکتا ہے:

(۱) معدنیات:

باکسائٹ، سلیکا، المینائٹ، الیسٹرانیٹ اور چینی مٹی (داپولی)۔ اس علاقے میں آسانی سے دستیاب ہونے والی معدنیات ہیں۔ نتیجے میں ان معدنیات پر مبنی انڈسٹریز یہاں قائم کی جا سکتی ہیں۔

(۲) سمندر سے متعلق اشیاء (Sea Resources)

ساحل سے جڑا ہونے اور Sea Farming (بحر نوردی) کے مشغلے کی بنا پر آبی جانداروں پر مبنی انڈسٹریز کے پنپنے کے کافی امکانات ہیں۔ اس کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ اس کو ایکسپورٹ (EXPORT) مارکیٹ بھی حاصل ہے۔ مچھلی انسانی غذا کا اہم حصہ ہے۔ مچھلیوں (FISHERIES) سے منسلک کئی صنعتیں روزگار مہیا کر سکتی ہیں۔ جیسے ماہی گیری کی کشتیاں بنانا (Trawlers)، کولڈ اسٹوریج (برف کی فیکٹری)، پیکنگ، ٹرانسپورٹ، کیاننگ پلانٹس یہ ساری صنعتیں کوآپریٹیو طور پر یا اشتراک باہمی کے تحت بھی چلائی جا سکتی ہیں۔ اس قسم کی صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے داپولی میں کوکن کرشی ودیاپیٹھ کے نام سے فشریز ٹریننگ کالج بھی قائم کیا گیا ہے۔ اسی طرح کئی دوسرے اسکول بھی

اس علاقے میں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس روزگار سے
۹۰۰ سے زیادہ مشینی کشتیاں اور لگ بھگ سو بادبانی
کشتیاں اور گیارہ سو چھوٹی کشتیاں جڑی ہوئی ہیں۔ اس
صنعت کو مزید فروغ دینے کے امکانات ہیں

(۳) زراعت :

زراعتی پیداوار کے تعلق سے یہ ذکر غیر ضروری نہیں ہوگا کہ
رتناگری میں ۲۲۸۰۰۰ ہیکٹر زمین کاشتکاری کے لائق ہے۔
جب کہ لگ بھگ ۴۳۰۰۰ ہیکٹر زمین کو قابل کاشت
بنانے کی ضرورت ہے۔ اس طرف خصوصی توجہ دینے کی
ضرورت ہے۔

(۴) باغبانی :-

یہاں کی مٹی اس قدر زرخیز ہے کہ یہاں آسانی سے
باغبانی کی جاسکتی ہے۔ خاص طور پر آم، ناریل، پھیکو
ARECONUT، کاجو، نرسری (پودوں کی تیاری)
اور NARBAD کی پیداوار کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس
اس سلسلے میں DISTT. HOTICULTURE OFFICER
یا جنرل منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریز (DIC) سے مزید معلومات
حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(۵) ڈیری و پولٹری :-

یہ دونوں صنعتیں بھی اپنے اندر ترقی کے کافی وسیع
امکانات رکھتی ہیں۔ ان صنعتوں کو بھی اشتراک باہمی کے
تعاون سے فروغ دیا جاسکتا ہے۔

(۶) جنگلات سے وابستہ انڈسٹریز :-

کھیڈ تعلقے میں ایک گھنا جنگل ہے۔ اس کے علاوہ
رتناگری ضلع میں کوئی اور قابل ذکر جنگل نہیں ہے پھر بھی
یہاں سا ملس (لکڑی چیرنے کی مشین)، فرنیچر بنانے کے
کارخانے اور پیکنگ اینڈ گھروں میں کام آنے والی لکڑی کی چیزیں
انتیس

بنانے کی فیکٹریاں قائم کی جا سکتی ہیں۔ اس کے لئے قسم میں
جنگلات سے مدد بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۷) کیمیا و ادویات :-

CHEMICAL & PHARMACEUTICAL:

حال ہی میں رتناگری کے بعض علاقوں میں ادویات سازی
کے چند کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود مزید کئی کارخانے
قائم کئے جاسکتے ہیں۔ خاص طور پر آیورویدک دواؤں کے۔
رتناگری ضلع کے بعض علاقوں میں کئی قسم کی کارآمد
جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ہماری بے توجہی اور لاپرواہی کی
بنا پر اکثر یا تو ضائع ہوجاتی ہیں یا پھر درست ہاتھوں میں
پہنچ نہیں پاتیں۔ اگر ایک منصوبہ بند طریقہ پر ان جڑی بوٹیوں
کی بھی باغبانی کی طرح کاشت کاری کی جائے تو یونانی ادویات
کی تیاری میں یہ جڑی بوٹیاں ایک اہم رول ادا کرسکتی ہیں۔
اسی طرح رنگ و روغن، ڈسٹیمپر DISTEPER
اور وارنش کی فیکٹریاں بھی قائم کی جا سکتی ہیں۔

(۸) انجینئرنگ انڈسٹریز :-

موجودہ صورت حال کے مطابق اس قسم کی انڈسٹریاں
قصبہ رتناگری اور چپلون ہی میں قائم کی جا سکتی ہیں۔ اس
انڈسٹری کو بھی کئی طرح سے فروغ دینے کی ضرورت ہے۔
خاص طور پر سائیکل، موٹر سائیکل اور اسکوٹر کے پرزے
بنانے کے کارخانے یا جہازوں کے مشین کے پرزے وغیرہ
بنانے کی فیکٹریاں۔ اسی طرح فاؤنڈری بھی قائم کی جاسکتی ہے۔

(۹) پلاسٹک انڈسٹری :-

پلاسٹک سازی کے چند کارخانے اس علاقے میں
پائے جاتے ہیں۔ اس قسم کی مزید فیکٹریاں قائم کرنے کی
ضرورت ہے۔ جہاں پلاسٹک کو سانچوں میں ڈھال کر
گھریلو ضرورتوں کی نئی چیزیں بنائی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح

انڈسٹری میں چھوٹے بڑے سائز کے ڈبے بھی تیار کئے جاسکتے ہیں، جو پیکنگ کے کام میں لائے جاسکتے ہیں۔

(۱۰) پرنٹنگ اور اسٹیشنری :-

PRINTING & STATIONARY:-

اس ضلع میں کئی تعلیمی ادارے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظران کی تعداد میں اضافے کے امکانات ہیں۔ اسی طرح دکانیں، ہوٹل، تجارتی دفاتر میں بھی توسیع ہوگی۔ نتیجے میں ایسے کارخانے بھی قائم کئے جائیں جو ہر قسم کی اسٹیشنری تیار کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کاغذ کی دستیاں NAPKINS، SANITARY TOWELS، TOILET PAPER، STICKER، اور مختلف میں دکھائی جانے والی نمائشی اشیاء وغیرہ

(۱۱) دیگر صنعتیں :-

قدرتی تیل، عطریات، چوڑیاں، رنگ دینے کے برشس، ٹوتھ برشس، عینک کے فریم وغیرہ وغیرہ — آخر میں مختصراً ان تمام اشیاء کے نام درج کئے جاتے ہیں جنھیں اسقسم کی انڈسٹریوں میں تیار کیا جاسکتا ہے :

ڈیری، دودھ سے بنائی جانے والی چیزیں، بھیڑ بکریاں، پولٹری، ANIMAL HUSBANDARY، جڑی بوٹیوں کی کاشت کاری، کتھا، کوکم کے بیج کا تیل، جام، جیلی، کیلے کے چپس، آم کی گٹھلیوں سے تیل نکالنا۔ چینل بورڈ، کاشتکاری کے اوزار، فاؤنڈری، ایرنڈ، مویشیوں کی خوراک، چاول کی بھوسی کا تیل، کاتھا COIR، پھلوں کی چٹنی اور مربے، منگلوری ٹائیل، عام استعمال کے برتن، STONE CRUSHING، دیاسلائی، کانچ کے کھلونے، چھاتوں کے دستے، جوتوں کے تسمے، موزائق ٹائل، کدال، پھاوڑے، لکڑی کے دروازے، کھڑکیاں، تعمیری اوزار، ریڈیمیڈ کپڑے، اینٹ، صابن، نائلون اور بالپین، پلاسٹک کی بالٹیاں، نیل کی گولیاں وغیرہ

کا پالش، کپڑے اور کینوس کی تھیلیاں، SPORTS NET، STAPLERS، STAMP-PAD، بھوسی سے بنا یا گیا گتہ وغیرہ وغیرہ ———...

یومِ عاشورہ

سید الانبیاء نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ جب یہودیوں سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ "یہ دن عظمت والا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صوم شکرانہ رکھا تھا۔ ہم وہی روزہ رکھتے ہیں"۔ سرور کائنات نے فرمایا (ترجمہ): "تمھاری نسبت ہم حضرت موسیٰ کے زیادہ حقدار ہیں" — چنانچہ آقائے دو جہاں نے اس دن روزہ رکھا۔ اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ نیز حضور نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال باقی رہا تو محرم کی نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔ اگرچہ حضور نے آئندہ سال پردہ فرمایا اور روزہ رکھنے کا موقع نہ ملا۔ تاہم ارادے کے اظہار سے نویں محرم کا روزہ رکھنا بھی سنت ہوگیا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دن کی یادگار قائم کرنا اور جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے پر کوئی انعام ہوا ہو اس روز شکر الٰہی بجالانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

محرم کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تاریخ سے مقدس واقعات اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چنانچہ زمین وآسمان کی پیدائش بھی یوم عاشورہ میں ہوئی۔ سب سے پہلے بارش اسی دن ہوئی۔ خلیل اللہ پر نار نمرود اسی دن گلزار بنی۔ کلیم اللہ کو توریت اسی دن عطا ہوئی۔ اور اللہ نے آپ سے کلام فرمایا۔ کلیم اللہ کو فرعون پر اسی دن فتح حاصل ہوئی۔ اور فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا۔

حتیٰ کہ صفحۂ قلب سے نہ مٹنے والا واقعۂ کربلا بھی اسی یوم عاشورہ کو رونما ہوا۔

تمام نقشہ کشی / خطاطی

اشتہار

شرف کمالی

کہتا ہوں سچ.....

"اری بمبئی تجھ پہ ولیوں کا سایہ"

عروس البلاد شہر بمبئی کے بارے میں جسے مراٹھی والے ممبئی کہتے ہیں ـــ ڈپٹی نذیر نے بڑے ہی دلنشیں انداز میں فرمایا تھا ؎

اری بمبئی تجھ پہ ولیوں کا سایہ
تجھے جیسا سنتے تھے ویسا ہی پایا

پھر انگریز کی باری آئی۔ انگریز ویسے بھی زبان کے توڑنے مروڑنے کے فن کو سمجھتے ہیں۔ ظالموں نے کلکتہ کو کال کٹا کہہ دیا تو دہلی کو زبان مروڑ کر ڈل ہی کہتے رہے۔ بمبئی کی باری آئی تو منہ پھیلا کر اسے "بامبے" کہنے لگے۔ ہندوستانی جو انگریز کی بدعت کو سنت سمجھتے تھے، ان کے چکر میں آ گئے اور خواہ مخواہ منہ پھیلا کر اب تک "بامبے" کہہ رہے ہیں۔ سچ ہے:

"چھٹتی نہیں ہے منہ سے کافر لگی ہوئی"

یہ مقولہ اب شراب کی بجائے انگریزی پر صادق آتا ہے۔

اب ہمارے معزز ممبر شری چھگن بھجبل اپنے پُرجوش انداز میں "مُنبئی"، "مراٹھی ممبئی" کے دلِ انگیز نعرے سے من موہ رہے ہیں، اور اس کا نام صرف "ممبئی" کہلانے پر مصر ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ دہلی سے شری واجپئی کا نرسمہا نے بھی اپنے ایک مکتوب میں انھیں "ممبئی کا ممبر" لکھ دیا۔ مگر سیوکوں نے ڈیسک بجا کر اس کرم فرمائی کا اظہار خوشنودی کیا۔ مگر سیوک نیا نام ہے۔ پہلے ان کو [illegible] کہتے تھے۔ نام بدل گیا۔ نئے نام میں خاکساری کا عنصر بھی ہے۔ لیکن نام بدلنے سے کام نہیں بدلا کرتے!! کام کی بات تو یہ تھی کہ نام بدلنے کے ساتھ ساتھ کام بھی بدلتے! ہمارے ایک رجعت پسند دوست کا کہنا ہے کہ "بمبئی" کہنا ہی زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ ایک اور شہر متحدہ عرب امارات میں ہے۔ جسے دُبئی کہتے ہیں۔ اور دُبئی و بمبئی کے مابین کچھ رشتہ سا ہو گیا ہے۔ وہاں سے مال آتا ہے اور یہاں پکڑا جاتا ہے۔

خیر نام کا قصہ جو کچھ ہے اہلِ سیاست جانیں۔ اللہ کے بھی آخر ننانوے نام ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کوئی رام کہتا ہے کوئی رحیم کہتا ہے مطلب تو اسی کے کام سے ہے۔ لیکن ایک بات یقینی ہے کہ بمبئی پر ولیوں کا دائمی سایہ ہے۔ پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اسی سایے نے یہاں کی بلڈنگوں کے آسیبوں کو بھاگ جانے پر مجبور کیا۔ ہمارے ایک عمر رسیدہ بزرگ دوست نے ایک دلچسپ قصہ سنایا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بمبئی میں رہائشی مکانات کرایہ داروں کے انتظار میں خالی پڑے رہتے تھے۔ بسا اوقات ایسی بھی افواہ اڑتی کہ فلاں فلاں بلڈنگ آسیب زدہ ہے۔ ایسی ہی ایک شیطان منزل کو ایک روشن خیال صاحب نے رہائش کے لئے پسند فرمایا۔ ایک دن اکیلے ہی اپنی جگہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں سناٹے میں اندر کے دروازے کے پاس ایک ادھیڑ عمر صاحب کو کھڑے دیکھا تو دریافت کیا:-

صاحب بھی کہتے ہیں یہ عمارت آسیب زدہ ہے۔ کیا آپ اس توہم پرستی پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟" جواب ملا "روشنی میں کیا خاک ڈال سکوں گا۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمیں مرے ہوئے دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔"
اتنا سنتے ہی روشن خیالی کی ہوا نکل گئی۔ اور روشن خیال سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ کہنے والا واقعی بھوت تھا بھی یا نہیں۔ خیر بھوت اور جنات سبھی بمبئی کی ہماہمی سے گھبرا کر بھاگ گئے ہیں۔ انسانوں کو رہنے کے لئے جگہ باقی نہیں رہی تو یہ کہاں رہیں؟ ان کی جگہ کچھ اور شیطنت کرنے والے آگئے ہیں۔ لیکن اُن کا آسیبوں سے تعلق نہیں ہے۔ انسانوں ہی میں ہیں۔ ہر ذات اور ہر دھرم میں ہیں۔ مختلف روپ دھار کر آجاتے ہیں۔ دھوکا دیتے ہیں۔ کرپشن کرتے ہیں۔ لیکن دیر سویر پکڑے بھی جاتے ہیں۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے؟

بمبئی پر ولیوں کا سایہ یوں بھی ہے کہ یہ شہر ہندوستان میں ایک ایسا شہر ہے کہ یہاں آنے والا اپنے آپ کو کبھی اجنبی محسوس نہیں کرتا۔ آنے والا آتا ہے اور اس پر اس طرح رچ جاتا ہے کہ یہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں آپ کو ہندوستان کے ہر صوبے کے لوگ آباد ملیں گے۔ بنگالی، مدراسی، ملباری، پنجابی، راجستھانی، کنڑی، اودھی، پوربیا، سرحدی، نیپالی وغیرہ وغیرہ۔ یہاں کے اصلی باشندے ویسے کوکنی اور کولی (مچھیرے) ہیں۔ اطراف و اکناف سے آکر یہاں بسنے والے بھی اپنے آپ کو اصلی باشندے سمجھتے ہیں۔ بمبئی کا حسن اس کے کاسموپولیٹن ہونے میں ہے۔ یہاں کی فضا میں مہاراشٹر کی لاؤنی، پنجاب کا بھنگڑا، گجرات کا ڈیری ڈانس اور جنوبی ہند کا کتھاکلی باہم دگر تحلیل ہیں۔ صوفی سنتوں کا یہ شہر ہر ایک کے لئے جائے پناہ ہے۔ اور اس کی مردم خیزی اور کشش انسانیت پہ

یہیں کا ہے۔ بمبئی کہئے یا ممبئی۔ آئیے کہئے کہ یہاں ہر ایک کو خوش آمدید کہئے۔ اور پریم اور بھگتی بھاؤ سے ہم مل کر زندگی گزاریئے۔

بیرون بمبئی سے آکر یہاں آباد ہونے والے لوگوں سے پوچھئے تو شاید ہر ایک یہی کہے گا کہ میں خود نہیں آیا لایا گیا ہوں۔ حال ہی لئے گئے ایک جائزے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ چنے بیچنے والا، بھیل پوری چاٹ بیچنے والا، گھر گھر دودھ پہنچانے والا، صبح کا اخبار دینے والا اکثر بھیّا ہوتا ہے۔ مہاراشٹر کے لوگ چھوٹے دھندے سمجھ کر یہ کام نہیں کرتے۔ اس صورت حال میں ہم کو تو ان غریب کارندوں کا ممنونِ کرم ہونا چاہئے۔ ہندوستان کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے مختلف زبانوں نے بمبئی کو عروس البلاد بنا دیا ہے۔ اس کی شان بڑھائی ہے۔ اب سا بیرون بمبئی سے آئے ہوئے لوگوں کو دوسرے درجے کا شہری سمجھا ہے تو حاجی ملنگؒ، حاجی علیؒ، شیخ مصریؒ اور متعدد اولیائے عظامؒ جن کا اس شہر پہ سایہ ہے کیا یہ بھی اسی فہرست میں آجائیں گے؟ کیا آپ ان کو ایسا درجہ دینا پسند کرتے ہیں؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہوگا۔ اب بمبئی آمچی کہنے والوں کو نیا نعرہ ایجاد کرنا ہوگا: "ممبئی آمھا سرا وانچی" یعنی "بمبئی ہم سب کی"۔

کچھ لوگوں کو بے پر کی اُڑانے میں بڑی مہارت ہوتی ہے۔ ایسے ہی ایک دوست کا کہنا ہے کہ بمبئی کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ ہم نے کہا یہ ناممکن ہے۔ اس پر ثبوت دیتے ہوئے وہ بولے: بمبئی میں ہر ماہ پہلی رات کا چاند اور بطور خاص غرّہ شوال صرف داڑھی والے مسلمانوں کو ہی نظر آتا ہے، اور اگر کوئی بغیر داڑھی والا یہ کہنے کی جسارت بےجا کرے بھی کہ اس نے چاند دیکھنے کی گستاخی کی ہے تو یہاں کے فاضل علمائے عظام اس چھوٹے کی گواہی تسلیم نہیں کرتے۔ یہاں چاند کو آپ

لاکھ دیکھئے عید نہیں منا سکتے۔ کیونکہ جامع مسجد کمیٹی کا
یہ اعلان رہتا ہے کہ رویت ہلال کمیٹی کے اعلان ہی کو مانئے۔
اب دنیا کو چاند نظر آئے۔ رویت ہلال کے بیچارے ضعیف العمر
اراکین کو وہ ان کی آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔
ان کو نظر نہیں آتا اس لئے عید کا اعلان نہیں ہوتا۔ جو یہاں کے
روزنامے چاند کا مرثیہ پڑھتے ہیں کہ اے رویت ہلال کمیٹی کہاں
ہے تو؟ اور مولاناؤں کو ان کی جوانی کا شعر یاد آتا ہے کہ

ع : تو کون سی بدلی میں میرے چاند ہے آجا

ایک دفعہ رویت ہلال پر بحث ہو رہی تھی۔ ہم نے بھی
لب کشائی کی جرأت کی تو ایک مفتی صاحب فوراً
برس پڑے۔ فرمایا: تم کچھ مت کہو۔ چاند کے معاملے میں
کہنے کا حق صرف علماء ہی کو ہے۔ ہمارے معزز مولانا
فون کی خبر کو معتبر نہیں مانتے۔ لیکن فون پر ان کی دی ہوئی اطلاع
دوسرے لوگ صحیح مانیں، اس پر مُصر رہتے ہیں۔ فون پر
کویت میں مقیم دولہے کا نکاح زبانی کا الفاظ ملنے پر جائز
ہو سکتا ہے۔ ہوائی جہاز سے حج کے سفر کے لئے روانگی
بھی جائز ہے۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

مذکورہ دھاندلی کی وجہ بمبئی والے دو دو عیدیں مناتے
ہیں۔ ایک انتیس کے چاند کی، ایک تیس کے چاند کی۔ گڑبڑ
کرنے والے ذمہ داروں پر مصیبت اس لئے نہیں آتی اور ہمیشہ
وہ بال بال بچ جاتے ہیں: سچ ہے بمبئی پر ولیوں کا سایہ ہے۔

اللہ کے فضل سے بمبئی میں الٹی گنگا بہتی ہے۔ یہاں
مسجدوں اور مندروں کے بڑے بڑے ٹرسٹ موجود ہیں۔
اللہ اور بھگوان کے نام پر بڑے بڑے گھپلے ہوتے ہیں۔
گھپلے بازوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ اور بھگوان کے ہم زبان یہ
ہیں۔ کچھ غلط یہاں کے خرد برد کر بھی دیں تو بھگوان تو
دیالو ہیں اور اللہ کی ذات غفور الرحیم ہے۔ پیروں کی درگاہیں ہیں
[illegible]

وہاں جو کچھ چلتا ہے سب ہی کا آنکھوں دیکھا حال ہے۔
قبروں کی تجارت پر کچھ کہہ کر بدنامی مول لینا مناسب نہیں۔
ان پر بھی ولیوں کا سایہ ہے اور ہم پر بھی یہی سایہ ہے۔
ہم نے اتنا لکھ لکھ کر بھی کچھ نہیں لکھا۔ بمبئی پر لکھنا ہے
تو بزبان حال بمبئی کہتی ہے: ع

کچھ اور چاہئے وسعت مرے بیاں کے لئے

صرف رونا مظلومیت کی نشانی نہیں

امام شعبی فرماتے ہیں۔ میں ایک دن قاضی شریح کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اپنے شوہر کی شکایت کرنے لگی۔
وہ بے طرح رو رہی تھی۔ اس کا شوہر اس وقت موجود نہ تھا۔ اس کی
بے تابی اور دھاڑیں مار مار کر رونے سے میں نے قاضی صاحب سے عرض کیا کہ
یہ عورت بڑی مظلوم معلوم ہوتی ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ تم کو کیسے
معلوم ہوا کہ یہ مظلوم ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس بیقراری کے ساتھ رونے
سے۔ قاضی صاحب نے فرمایا: یہ مظلوم ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ حضرت
یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی اپنے والد کے پاس روتے ہوئے آئے تھے۔
حالانکہ خود انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کیا تھا۔

فتویٰ اور تقویٰ

امام اعظمؒ سے ایک بار کسی نے پوچھا کہ کپڑا کتنی بار دھونے
سے پاک ہوتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: تین بار
کچھ دنوں کے بعد ندی پر امام اعظمؒ کو اسی آدمی نے دیکھا کہ آپ ہر کپڑے
کو سات بار دھو رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ تین مرتبہ دھونے
سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے پھر خود سات بار کیوں دھو رہے ہیں؟
"وہ فتویٰ تھا اور یہ تقویٰ ہے"۔ امامؒ نے جواب دیا۔

مرسلہ: سراج قاسمی اردو ہائی اسکول دابھول

شمیم کرہانی

فریبِ نظر

بھیگی بھیگی سی ہوائیں مہکا مہکا سا چمن
چاند کی پگھلی ہوئی چاندنی سے دھرتی سیم تن
شاخ کے نیچے پری پیکر سا کوئی خندہ زن
چمپئی رخسار لب رنگین گلابی پیرہن
میں نے یہ سمجھا کہ تم ہو۔ تم نہ تھے وہ پھول تھا

دھیرے دھیرے چہرۂ سیمیں سے سرکاتا نقاب
رات میخانہ کے اک گوشہ سے ابھرا ماہتاب
پھول بکھراتا تبسم رنگ برساتا شباب
نیند کی ترسی ہوئی آنکھوں پہ ٹپکاتا شراب
میں نے یہ سمجھا کہ تم ہو۔ تم نہ تھے وہ جام تھا

شب کے سینہ پر اندھیرے کی چٹانیں تھیں دھری
ناگہاں بادل سے نکلی مسکراتی اک پری
سیم گوں ماتھا روپہلا جسم مانگ افشاں بھری
دیکھ کر سینہ میں ٹھنڈک آئی آنکھوں میں تری
میں نے یہ سمجھا کہ تم ہو۔ تم نہ تھے وہ چاند تھا

دور ملتی ہے جہاں تاروں سے شام رہگذر
اب بھی دو پرچھائیاں پڑتی ہیں جس کی خاک پر
جس جگہ ملکر گلے پھوٹے تھے تم با چشم تر
بارہا ہنستا ہوا کوئی مجھے آیا نظر
میں نے یہ سمجھا کہ تم ہو۔ تم نہ تھے وہ وہم تھا

جسن سیمیں سے فضاؤں میں اُجالا ساتے ہوئے
شوخیٔ تجدید جوانی سے پریشاں بن ہوئے
شوخ آنکھوں میں جلائے شامِ مستی کے دیئے
کوئی میرے پاس آیا ہاتھ میں ساغر لئے
میں نے یہ سمجھا کہ تم ہو۔ تم نہ تھے وہ خواب تھا

رقیہ نائیک

کیا طلاق کے بعد بھی شوہر بیوی کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہے؟

مندرجہ بالا عنوان پر مختلف آراء ہمارے سامنے آئے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے (عدم گنجائش کی بناء پر صرف دو ہی) پیش خدمت ہیں۔

رقیہ

★ بنیادی طور پر مسلم کا ہر فیصلہ اسلامی شریعت اور فقہ کا پابند ہونا چاہئے۔ چاہے وہ نکاح کا فیصلہ ہو یا تنسیخ نکاح کا (یعنی طلاق کا)۔ لیکن فروعی مسائل میں شریعت نے بدلتے ہوئے حالات سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے اجتہاد اور اجماع کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے۔ نان نفقہ کے معاملے میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اگر عورت بے بسی کی حالت میں ایک عیاش اور گمراہ مرد سے طلاق پانے کے بعد صرف عدت گزارنے تک ہی نان نفقہ کی حقدار سمجھی جائے تو یہ اس کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک عورت جو شادی بیاہ کے بعد اپنے میکے سے گھر سے وداع ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف اپنے شوہر کے ہر سکھ دکھ میں شریک ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں پر بھی اس کا کوئی حق نہیں رہتا۔ وہ صرف اپنے والدین کی دعائیں اور بھائی بہنوں کی ہمدردیاں اپنے ساتھ لاتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ ہمدردی بھی کئی سال گذرنے کے بعد پھیکی پڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر شوہر بھی اس کا ساتھ چھوڑ دے تو وہ کہیں کی نہ رہے گی۔ لہٰذا نان نفقہ کے بارے میں مدت کا تعین کرنے سے پہلے عورت کے میکے والوں یا دوسرے وارثین کے حالات کا بغور جائزہ لینا ضروری ہے۔ اگر عورت کے والدین مالی اعتبار سے آسودہ حال ہوں تو شوہر عدت گذارنے تک کا نان نفقہ کا پابند سمجھا جائے۔ لیکن اگر عورت کے ایسے بھائی ہوں جن کی شادیاں ہوگئی ہوں تو ایسی عورت وہ بھاوج کے احسانات تلے دبی کب تک تلخ زندگی گذار سکتی ہے۔ اس لئے بدلتے ہوئے حالات میں اگر طلاق یک طرفہ اور موثر وجوہ کے بغیر ہوئی ہو تو مظلوم عورت کو دوسری شادی ہونے تک نان نفقہ ملنا چاہئے۔ اور اگر مظلوم عورت دوسری شادی نہ کرے تو طلاق دینے والے شوہر کو عمر بھر اس کی کفالت کرنا چاہئے۔

نکہت ثاقب بھٹ، مدراس ۲

★ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ کہ طلاق کے بعد بھی نان نفقہ عورت کا قانونی حق ہے، جس کا دینا مرد پر لازم ہے۔ از روئے علم بھی غلط ہے اور از روئے عقل بھی۔ قرآن کے نصوص سے یہ بات بغیر کسی اختلاف کے ثابت ہے کہ عورت کا نان نفقہ مرد پر اس وقت تک دینا واجب ہے جب تک یا تو عورت اس کے نکاح میں ہو۔ (چاہے وہ شوہر کے ساتھ نہ رہ کر اپنے والدین یا بھائی بہن یا اولاد کے ساتھ رہ رہی ہو) یا طلاق کے بعد عدت کے دن گذار رہی ہو۔

قرآن و حدیث زندگی کے ہر شعبے میں ہماری ٹھیک ٹھیک رہنمائی کرتے ہیں۔ اور ان کے بعد ہمیں کسی علم یا قانون کی قطعی ضرورت نہیں رہتی۔ لہٰذا ظلم یعنی قرآن جو بنی نوع انسان کے لئے مکمل اور واضح قانونِ حیات ہے (کاش ہم اپنی عملی زندگی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر کے ہم اسے ثابت کر سکتے) سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو باطل قرار دیتا ہے۔

جہاں تک عقل کا تعلق ہے، یہ فیصلہ عقلاً بھی باطل ہے۔ جس کی صحیح دلیل تو یہی ہے کہ یہ فیصلہ مرد اور عورت، دونوں پر ظلم ہے۔ مرد پر تو اس لئے کہ جس عورت کو اس نے مجبوریوں کی بنا پر اپنی زندگی سے غیر متعلق کر دیا اور جس سے ہر قسم کا تعلق منقطع کر کے اسے اس کا حق یعنی مہر بھی ادا کر دیا۔ تو اب پوری زندگی وہ کیوں اس کے اخراجات برداشت کرے؟

عورت پر اس طرح ظلم ہے کہ وہ جس مرد سے اپنے اخراجات وصول کر رہی ہے، اسے اس مرد کا قانونی اور اخلاقی طور پر کم از کم احسان مند تو رہنا ہی پڑے گا۔

عورت کو صرف روٹی کپڑے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسے ایک ایسے جیون ساتھی کی بھی ضرورت رہتی ہے جو اس کے غم اور خوشی میں شریک ہو سکے — اور اس سے بھی بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ عورت کی عزتِ نفس پامال ہوتی ہے۔ کوئی بھی غیرت مند عورت اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ ایک ایسے مرد کو اپنا کفیل بنائے جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

عظمیٰ رشید۔ رام پور

> مضمون نگار حضرات سے اپنے مضامین صاف و خوش خط، کاغذ پر ایک جانب، ایک سطر چھوڑ کر مختصر اور جامع ارسال فرمائیں۔ غیر ضروری طوالت سے گریز کریں۔ (ادارہ)

انوار ناصف

طلاق

طلاق داغ ہے انسانیت کے دامن پر
طلاق غم کا مداوا نہیں اسے لوگو
طلاق ذہن کی رنجش زباں کی لغزش ہے
طلاق دل کا تقاضا نہیں ہے اے لوگو

بڑھے جو حد سے کوئی بات در گذر کر دو
جو مسئلے ہیں گھروں کے گھروں میں سلجھا لو
اگر چہ ہو کوئی چشمک زبان بند رکھو
کہانی گھر کی کبھی چوک تک نہ آنے دو

ہے کچی ڈور اے لوگو سماج کا رشتہ
نہ ٹوٹ جائے، ہے نازک ازدواج کا رشتہ
بڑا حسین ہے یہ ازدواج کا رشتہ
کہ جیسے ہوتا ہے دل سے مزاج کا رشتہ

نکاح فیصلۂ شرعِ محمدی کا حصار
نکاح اصول و صداقت کی آہنی دیوار
نکاح رشتۂ جذبات کا حسیں اظہار
نکاح رضائے الٰہی نکاح دلوں کا قرار

طلاق صاحبو اک خار دار ڈالی ہے
طلاق والوں کے دن کالے رات کالی ہے
طلاق ظلم ہے لعنت ہے پائمالی ہے
طلاق رسم نہیں ہے طلاق گالی ہے

عاشورہ — ایک سوال

محرم ہم ہر سال مناتے ہیں۔ پورے ملک میں کتنی ہی مجالس اور تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ پند و نصائح کے دفتر کھل جاتے ہیں۔ لیکن ادھر عاشورہ اند کھوڑے کی دعوتیں ختم ہوئیں اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ علماء اور کیا خواص اور عوام سب آرام کرنے لگے۔

ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجالس اور وعظ سال بھر اسی طرح ہوتے رہیں بلکہ ہم جس کمزوری کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں وہ ہے میدانِ عمل۔

ہم ہر سال حضرت امام حسینؓ کو الفاظ اور آنسوؤں سے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ان کے ایثار کا مثال تو دنیا نہ پیش کر سکی ہے اور نہ پیش کر سکے گی۔ لیکن ہم میں سے اکثر لوگ اس جذبے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جس نے امام عالی مقام امیران کے مٹھی بھر عزیز و اقارب اور رفقا کو ایک مطلق العنان حکمران کے زبردست لشکر کے سامنے سر بلند کر کے صف آرا ہو جانے پر تیار کر دیا تھا۔ وہ جذبہ تھا ایمان کی حرارت جو باطل کا منہ سیاہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ جو فاسق و فاجر کا مقابلہ کرنے کا ایسا حوصلہ عطا کرتی ہے جس پر سارا عالم دنگ رہ جاتا ہے۔ "سر داد نداد دست در دستِ یزید" سر دے دیا، یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی کیونکہ اس سے ہاتھ ملانا اسلامی کردار اور اسلامی روح کے منافی تھا اور اسلامی کردار باقی رہا۔ اور اسلام کی روح باقی رہی تو وہ شہادتِ حسینؓ ہے۔

ہمارا وہ شاندار ورثہ کہاں گیا؟ ہماری تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں بھی اور مشرقِ بعید سے لگا کر بحرِ روم کے ساحلوں تک۔ لیکن کردار کتنا بلند ہوا؟ اخلاق کتنا پست ہوا؟ ایثار و قربانی کا جذبہ کتنا ہے؟ کون جواب دے گا ان سوالوں کا پوری دیانت داری کے ساتھ۔ اور کون کردار سازی کا بیڑہ اٹھائے گا؟

کیا نوجوان نسل کو صرف
پند و نصائح کا دفتر حوالے کر کے
اور ان پر
اسلامی تعلیمات سے
دُوری اختیار کرنے کا الزام لگا کر خاموش بیٹھ رہنے سے
ہماری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے؟

خوش ذائقہ مشروبات
ہوا بند قتلے
جام، مربّے وغیرہ
کیلئے یاد رکھئے
R
Ratna
رتنا
رتنا کیننگ انڈسٹریز
انڈسٹریل اسٹیٹ رتناگری
فون: 2201

کیا آپ
عازم سفر ہیں؟
بیرونی ممالک کے پاسپورٹ
ہر قسم کی سفری معلومات
ٹکٹوں کی بکنگ اور دوران قیام
رہائش کے معقول انتظام کے لئے
پرکار ایجنسی
ٹراویل ایجنٹس
۱۴ شریف دیوجی اسٹریٹ بمبئی ۴۰۰۰۰۳
فون 328271

سُلیمان عثمان
مٹھائی والے
کے ہاں بنی ہوئی خالص گھی کی مٹھائیاں
اپنی لذت اور نفاست کی وجہ سے
نہ صرف شہر بمبئی بلکہ بیرون ہند میں بھی
مشہور ہیں۔
پتہ: مینارہ مسجد کے نیچے، ابراہیم محمد مرچنٹ روڈ
بمبئی ۴۰۰۰۰۳
ٹیلیفون: 347966/320059
فیکٹری: ۲۳۰ محمد علی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

کیریر گائیڈنس

اے۔ آر موٹلیکر

جناب اے. آر موٹلیکر پرنسپل محمدیہ ہائی اسکول بمبئی نے مندرجہ بالا عنوان کے تحت ہر ماہ ایک معلوماتی مضمون دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے خواہش مند طلبہ جب کہیں داخلہ نہیں پاتے تو تھک ہار کر کوئی ایسی لائن اختیار کرتے ہیں جو ان کے میلان طبع یا رجحان سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ سب لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسے کئی کورسیز ہیں جن کے ذریعہ طالب علم اپنی عملی زندگی کامیاب بنا سکتے ہیں ــــ موٹلیکر صاحب نے شروع کیا ہوا یہ سلسلہ نوجوانوں کے لئے یقیناً کارآمد اور سود مند ثابت ہوگا۔

(ادارہ)

پرنٹنگ ٹیکنالوجی
اور پیپر میکنگ کورسیس (courses)

(۱) لیٹر پریس پرنٹنگ (۲) لیتھو آن سیٹ پرنٹنگ

داخلہ :۔ علم طبعیات اور علم کیمیا سے ایس ایس سی یا انگریزی اور جنرل سائنس سے ایس ایس سی۔

مدت :۔ فل ٹائم تین سالہ

تعداد :۔ لیٹر پریس پرنٹنگ کورس کیلئے ۲۰ طلبہ اور لیتھو آن سیٹ پرنٹنگ کورس کے لئے ۲۰ طلبہ

۲۰ فیصدی شیڈول کاسٹ (ایس سی S. C.) اور تو سیع جات ۵ فیصدی ایس ٹی (S. T.) ۴ فیصدی ڈونٹ فانڈ اور نو ماڈک ٹرائب ــ ۱۰ فیصدی دیگر پسماندہ کلاس۔

فیس :۔ روپے ۱۰۰ فی ٹرم

ایوارڈ :۔ ڈپلوما

ادارے :۔ گورنمنٹ اسکول آف پرنٹنگ، ٹیکنالوجی، ڈاکٹر ڈی. این روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۱

(۲) پارٹ ٹائم کورسیس ان پرنٹنگ ٹیکنالوجی۔

کورسیس :۔ (۱) لیٹر پریس پرنٹنگ (۲) لیتھو آن سیٹ پرنٹنگ۔

داخلہ :۔ علم طبعیات اور کیمیا یا انگریزی اور جنرل سائنس کے ساتھ ایس ایس سی امیدوار جو منظور یافتہ (Recognised) پرنٹنگ پریس میں کام کرتے ہیں اور جن کی یہ پریس سفارش کرتے ہیں انہیں اس کورس میں داخلہ دیا جاتا ہے۔

مدت :۔ پارٹ ٹائم ۴ سالہ

ایوارڈ :۔ ڈپلوما

ادارے :۔ گورنمنٹ اسکول آف پرنٹنگ ٹیکنالوجی ڈاکٹر ڈی. این روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۱

ادارے:۔ (۱) ایم۔ ایس۔ ساوترے ہینڈ میڈ پیپر مرکز
بنگلہ ممبئی ۲۸
(۲) مہاراشٹر ٹیچر ٹریننگ اسکول ۱۲۸۶ سداشیو
پیٹھ۔ پونہ

(۹) کرافٹ مین کا لیٹر پریس مشین مائنڈر کا کورس:۔
داخلہ:۔ مراٹھی مضمون کے ساتھ دسویں جماعت یا جماعت
ہفتم اگر پریس نے سفارش کی ہو تو۔
مدت:۔ ایک سال
ایوارڈ:۔ سرٹیفکیٹ
ادارے:۔ (۱) مہاراشٹر ٹریننگ اسکول ۱۲۸۶ سداشیو
پیٹھ۔ پونہ
(۲) کوآپریٹو ایجوکیشن سوسائٹی کا جی۔ کے۔ گوکھلے
انسٹی ٹیوٹ۔ کاگل

(۱۰) کرافٹ مین کا کورس ہینڈ کمپوزنگ میں:۔
داخلہ:۔ مراٹھی مضمون کے ساتھ دسویں جماعت یا ہفتم جماعت
اگر پریس نے سفارش کی ہو۔
مدت:۔ ایک سال
ایوارڈ:۔ سرٹیفکیٹ
ادارے:۔ (۱) کے۔ اے۔ ایس۔ ٹوپی والا صنعتی اسکول علی باغ
(۲) مہاراشٹر ٹیچر ٹریننگ کالج ۱۲۸۶ سداشیو پیٹھ۔ پونہ
(۳) کوآپریٹو ایجوکیشن سوسائٹی کا جی۔ کے۔ گوکھلے انسٹی ٹیوٹ
کاگل
(۴) ماٹونگی والا میموریل ٹیکنیکل اسکول ٹیکنیکل ہائی اسکول
ساونت واڑی۔ ضلع سندھو درگ

(B) ہینڈ میڈ پیپر (دستی کاغذ)
دستی کاغذ کا اونچا کورس (Higher course
in handmade Paper)
داخلہ:۔ علم طبعیات اور کیمیا یات سے بی۔ ایس۔ سی
انجینئرنگ

مدت:۔ ۱۵ ماہ
اسٹائپنڈ:۔ ۷۵ روپے فی ماہ
ادارہ:۔ ہینڈ میڈ پیپر انسٹی ٹیوٹ۔ مہاراشٹر کھادی اور
ویلیج انڈسٹریز بورڈ کے۔ ۱۰۔ جوشی روڈ۔ پونہ ۵

Operative course :۔
داخلہ:۔ علم طبعیات اور کیمیا سے ایس۔ ایس۔ سی
مدت:۔ ۱۵ ماہ
اسٹائپنڈ:۔ فی ماہ ۷۵ روپے
ادارے:۔ (۱) ہینڈ میڈ پیپر انسٹی ٹیوٹ۔ مہاراشٹر کھادی
اور ویلیج انڈسٹریز بورڈ کے۔ ۱۰۔ جوشی روڈ پونہ ۵

آرٹیزن (Artisan) تربیتی کورس:۔
داخلہ:۔ ہندی/مراٹھی/انگریزی لکھنے اور پڑھنے کے قابل
ہونا چاہیے۔
مدت:۔ ۳ ماہ
اسٹائپنڈ:۔ فی ماہ ۷۵ روپے
ادارہ:۔ ہینڈ میڈ پیپر انسٹی ٹیوٹ۔ مہاراشٹر کھادی اور
ویلیج انڈسٹریز بورڈ کے۔ ۱۰۔ جوشی روڈ۔ پونہ ۵

غزلیں

★ ابراہیم آزر

میں نے ہاتھوں کو اٹھایا جب دعا کے واسطے
لفظ دھوکے ہو رہے ہیں کیوں ادا کے واسطے

ریگ وہم کی حدوں کو توڑ کر پیتے رہے
تشنہ لب ہم رہ گئے کالی گھٹا کے واسطے

زندگی کی شب نے اوڑھا موت کا گورا کفن
بجھ گئے سارے اندھیرے اب سزا کے واسطے

دیکھ کر تیری اداؤں کا نشہ اغیار میں
میں نے دامن اپنا تانا ہے جفا کے واسطے

جس نے آزر گھر جلایا دوستی کی دھن میں
وہ بھٹکتا پھر رہا ہے ایک قبا کے واسطے

★ فیروز کیفی

ملتی ہے اک زندگی توقف کے ساتھ
سلسلہ وہ ہے جو ملا ہے بقا کے ساتھ

میں ہو گیا ہوں وقت میں شامل کچھ اس طرح
جیسے کہ دھول اڑتی ہے دائم ہوا کے ساتھ

وہ ہزار بار چھوٹے گا نہ نہ کبھی
شامل مرا لہو بھی ہے رنگِ حنا کے ساتھ

مجبوریوں کے بوجھ میں ہیں خواہشیں دبی
پھرتے ہیں احتیاج کی لاشیں اٹھا کے ساتھ

احساس ہو جو میری کمی کا تو آئیے
میں منتظر ملوں گا خلوص و وفا کے ساتھ

مجھ بے زباں کو تو نے عطا کر دی ہے زباں
گنبد کی طرح گونجوں گا تیری صدا کے ساتھ

فیروز اپنی زیست کا حاصل تو کچھ کرو
کب تک جیا کرو گے یہ جھوٹی انا کے ساتھ

★ محمد عارف کیف

ہر سمت بے وفائی کا منظر ہے آج تک
اس بے وفا کے ہاتھ میں خنجر ہے آج تک

دردِ غمِ حیات کی باتیں کہاں تلک
وہ تو ستم شعار سراسر ہے آج تک

بے شک تمہارے ہجر میں سب کچھ بدل گیا
لیکن کہ دل میں یاد کا نشتر ہے آج تک

دل کی جراحتوں کا زمانہ گزر گیا
آنکھوں میں تیرے وصل کا منظر ہے آج تک

کیف خدا کی ذات میں گم ہو کے رہ گیا!
کیوں اس کو لوگ کہتے ہیں بے گھر ہے آج تک

★ ساغر ملک

شعلوں پہ چل کے رازِ حقیقت خریدیے
خونِ جگر کو بیچیے عزت خریدیے

پھنسنے لگے ہیں آپ ہی اب اس کے جال میں
کس نے کہا تھا آپ سے شہرت خریدیے

تاجِ سکندری ہے یہاں جھوٹ ہی کے سر
سچ بول کے جہاں کی عداوت خریدیے

انسانیت کا ہونے لگا بھاؤ تاؤ اب
گر جیب میں ہوں دام ضرورت خریدیے

ساغر اسی کی کوکھ سے نکلے گا آفتاب
ہمت ہے گر تو آپ یہ ظلمت خریدیے

★

عمران جاوید درویش
بانکوٹ

بچے، کھیل اور صحت

خطۂ کوکن گردش کے ساتھ ترقی کر رہا ہے، اور تعلیم کو اپناتا جا رہا ہے۔ اس طرح ترقی یافتہ ممالک سے ہمارے خطے نے اپنا رشتہ استوار کر لیا ہے۔ علم کے حصول کی جانب ہم بڑی شدت سے متوجہ ہیں۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے۔ مگر کھیل بھی اس ضمن میں ایک اہم ضرورت ہے۔ اس کی طرف ہم نے کبھی دھیان نہیں دیا۔

خود کھیل اور تکنیکی اہمیت ... ترقی یافتہ ممالک نے کھیل اور تعلیم کو بڑی اہمیت دی ہے۔ کھیل اور تعلیم کا ہمیشہ چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ مختلف کھیلوں کو اپنے طور پر ذرا دلچسپ بنا کر ہم اپنے بچوں کو پیش کریں تو اس کے نتائج امید افزا ہوں گے۔ ہمارے بے شمار اور دلچسپ علاقائی کھیل نہ جانے کہاں روپوش ہو گئے ہیں۔ اور محدود سے مغربی کھیل محض فیشن یا نمائش بن کر ہمارے علاقوں میں نظر آتے ہیں۔ یہاں مغربی کھیلوں کو اپنانے سے زیادہ بچہ ہمیشہ عمدہ جوتے اچھا لباس، ہیئر اسٹائل اور ماحول کو بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں اور قوموں کے کھیلوں کی نقالی میں ہم اپنے عمدہ کھیلوں کو بھول بیٹھے ہیں۔

روس، جرمنی، آسٹریلیا، انگلستان، جاپان اور امریکہ جیسے ممالک میں کھیلوں کو شروع ہی سے بے پناہ اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ ان ممالک کے تعلیمی نصاب میں کھیلوں کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کھیل اور کھیل سے متعلق مضامین میں کامیاب ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کھیلوں کی ترقی اور ترویج کے لئے بڑا سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے۔ کھیلوں کی طرف سے لاپرواہی برتنے والے اداروں پر نظر رکھی جاتی ہے۔ کھیلوں کی ڈگریوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ انہیں بے شمار سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔

خطۂ کوکن میں آئے دن اسکولوں کی ہیئات ہوتی جا رہی ہے۔ وہاں کھیلوں سے بے تعلقی، ناوابستگی اور کم دلچسپی پر حیرانی کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ ایشیاڈ کا انعقاد کر کے ہندوستان دکھا سکا کہ وہ بھاری خرچ کر کے کھیلوں کے ایسے عظیم فیسٹیول کو منعقد کر سکتا ہے۔ البتہ ملک میں کھیلوں کی ترویج و ترقی پر دھیان نہیں دے سکا۔ ایشیاڈ میں تمغوں اور ٹرافیوں کی بھاری تعداد کو انہیں چھوٹے چھوٹے مگر ترقی یافتہ اور کھیلوں کو تعلیم کے مساوی اہمیت دینے والے ممالک کے کھلاڑی ہی لے اڑے اور ہمارے کھلاڑی: کارواں گزر گیا غبار دیکھتے رہے کی تصویر بنے رہے۔

خطۂ کوکن مختلف دیہاتوں پر مشتمل ہے اور چھوٹے چھوٹے قریوں پر مشتمل ہے۔ یہاں پر پرانے وقتوں کے سیدھے سادے مروجہ کھیل، بعض کھیل اور معمولی قسم کی تفریح اور وقت گزاری تک ہی محدود ہے۔

آج کھیل بچوں کی زندگی کے لئے لازمی جز و بن گئے ہیں۔ کھیل محض سستی تفریح نہیں، فن ہے۔ ورزش ہے۔ کھیل کی اپنی قدریں ہیں۔ صحت مند ضابطے ہیں۔ ایک ... تعلیم و تربیت ہے۔ صحت مند جسم میں ہی صحت مند ذہن ...

مسلسل/شمشہ

از:- مسٹر تاپڑ توڑ

- ایسے سوالات پوچھئے جن سے ایک قاری مستفید ہو سکے اور جن میں مفادِ عامہ پوشیدہ ہو۔
- انفرادی نوعیت کے سوالات نظر انداز کر دیجئے۔
- نقشِ کوکن آپ کا اپنا جریدہ ہے۔ سوالات پوچھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

- **محمد حسین داؤد محمد رولے** راجیل تعلقہ کھیڑ

سوال:- دنیا میں مجلس اقوام متحدہ کی بنیاد کب پڑی؟

ج:- ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو

سوال:- لوک سبھا میں ملک کے کتنے نمائندے منتخب ہوتے ہیں؟

ج:- ۵۴۴

- **عباس یوسف مقادم** ڈونگری، ممبئی ۹

سوال:- دنیا میں کون سا دریا سب سے بڑا ہے اور وہ کس ملک میں ہے؟

ج:- دریائے ایمزان - ساؤتھ امریکہ میں ہے۔

سوال:- دنیا میں سب سے بڑا بند (ڈیم) کون سا ہے اور وہ کہاں ہے؟

ج:- گرانڈ کولی ڈیم - دریائے کولمبیا پر واشنگٹن، امریکہ میں واقع ہے۔

سوال:- کس کھلاڑی نے کس بولر کے پورے اوور کی ہر گیند پر چھکا مارا۔ اور وہ میچ کون سے اسٹیڈیم میں اور کس کے درمیان کھیلا گیا؟

ج:- آپ نے تو ایک ہی دم میں کئی سوالات کر ڈالے۔ پورے اوور پر چھکا مارنے کا ریکارڈ دو بار ہو چکا ہے۔ ایک تو گیری سوبرس نے ناش کی گیندبازی پر انگلش کاؤنٹی میں چھ چھکے لگائے تھے۔ حال ہی میں رنجی ٹرافی میچ میں وانکھیڈے اسٹیڈیم پر روی شاستری نے بڑودا کے تلک راج کے ایک اوور میں چھ چھکے لگائے ہیں۔

- **مشتاق عمر مقادم** تھورالی ضلع رائے گڑھ

سوال:- سب سے ظالم کون ہے؟

ج:- جو اپنی اولاد کے حق میں بد دعا کرے۔

سوال:- انسان اپنی ہمت کب کھو دیتا ہے یا ضبط کا دامن چھوڑ دیتا ہے؟

ج:- نامساعد حالات کے شکار انسان کو جب امید کی کوئی کرن نظر نہ آئے تو اپنی ہمت ہار بیٹھتا ہے۔

- **عبدالصمد داؤد گاؤنکر** ہرنئی تعلقہ داپولی

سوال:- زندگی کا لطف کب ملتا ہے؟

ج:- جب زندگی صرف اپنے ہی نہیں بلکہ اوروں کے کام بھی آئے۔

سوال:- لاوارثوں کے جینے کا سہارا کون؟

ج:- خدائے بزرگ و برتر

سوال:- دنیا میں سب سے قیمتی محبت کس کی؟

ج:- ماں کی۔

● امیر اللہ یعقوب چھپنے سیوری۔ بمبئی

سوال:۔ کیا عورت کے بغیر بھی زندگی گذر سکتی ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ لیکن اس کے لئے سنیاس لینا ہوگا۔

سوال:۔ عورت کی سب سے بڑی خواہش کیا ہوتی ہے؟

ج:۔ پُرآسائش زندگی

سوال:۔ لڑکیاں گڑیوں کے کھیل میں زیادہ دلچسپی کیوں لیتی ہیں؟

ج:۔ اس لئے کہ بڑی ہو کر ذاتی زندگی میں بھی یہی کھیل کھیلنا ہوتا ہے۔

● عبدالصمد آئی سروے سولس تعلقہ کھیڈ

سوال:۔ قوم کا ستیاناس کون کرتا ہے؟

ج:۔ شر پسند

سوال:۔ موت کی تمنا محمود ہے یا مذموم؟

ج:۔ ناپسندیدہ

سوال:۔ ایک کی تمام تر اولاد جنتی اور دوسرے کی تمام تر اولاد جہنمی ہے۔ بتائیے وہ صاحبان اولاد کون ہیں؟

سوال:۔ رسول اللہ کی تمام اولاد جنتی ہے۔ کس کی ساری اولاد جہنمی ہے یہ تو ہم نہیں جانتے۔ ہاں آپ چاہیں تو داروغۂ جہنم سے پوچھ لیجئے گا۔

● حافظ محمد نور عالم پنڈیری ٹولی منڈ اکٹرہ

سوال:۔ قربانی کیا ہوا جانور کی کھال اگرچہ دفن کی جائے اور اس کی قیمت غریب مسکین کو دی جائے تو درست ہے یا نہیں؟

ج:۔ لیکن کھال برباد کیوں کی جائے جب کہ اس سے قوم کی معیشت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

سوال:۔ ہندوستان کو دارالامن قرار دی جائے یا دارالحرب؟

ج:۔ دارالامن۔

سوال:۔ اگر رشتہ داری میں کوئی مر گیا تو نماز جنازہ پڑھانے کا حق کس کا ہے۔ گاؤں کے امام کا یا رشتہ دار کا؟

ج:۔ رشتہ دار کا۔ مگر رشتہ دار کی اجازت سے گاؤں کا امام نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

● شمس الدین عبدالعزیز پرسر نگ ڈونگری۔ بمبئی ۹

سوال:۔ ویوین رچرڈ اور گورڈن گرینیج کا ون ڈے میچ کا ریکارڈ کیا ہے؟

ج:۔ ویوین رچرڈ نے ۸۵ ایکروزہ میچ کھیل کر ۳۰۵ رنز بنائے جن میں ان کی ۸ سنچریاں شامل ہیں۔ گرینیج نے ۰۰ میچ کھیل کر ۲۸۰۰ رنز بنائے ہیں۔ جن میں ۵ سنچریاں شامل ہیں۔

سوال:۔ مالکم مارشل نے کتنے ٹیسٹ وکٹ لئے ہیں؟

ج:۔ ۱۸۸ (تازہ ترین میچوں کے اعداد و شمار میرے ان دونوں جوابات میں شامل نہیں ہیں)

★ عبدالصمد رکن الدین سرکھوت مہاڈ ضلع لائگرہ

سوال:۔ خوف کیا چیز ہے؟

ج:۔ آنے والے خطرہ کا احساس

سوال:۔ دکھ اور خوف میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ دکھ ماضی سے تعلق رکھتا ہے اور خوف مستقبل سے۔

سوال:۔ لوگ کہتے ہیں صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے مگر میرا تجربہ اس کے خلاف ہے۔

ج:۔ آپ نے پھل پکنے تک تو صبر کیا ہوگا مگر اس کے ٹھیک پکنے تک رُکے نہیں۔ بلکہ ممکن ہے کچا ہی توڑ لیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ایسا پھل کھٹا ہی لگے گا۔

تبصرے

نام کتاب :- ہند اسلامی تہذیب کا ارتقاء

مرتب :- عطاء الحسن آزاد فاروقی

ناشر :- مکتبہ جامعہ دہلی لمیٹڈ

صفحات :- ۲۰۲

قیمت :- ۴۰ روپے

کاغذ :- موٹا مگر عمدہ

کتابت :- نفیس و اعلیٰ

۱۹۸۱ء میں جامعہ اسلامیہ دہلی میں "ہندوستان میں اسلامی تہذیب کے ارتقاء" پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا تھا۔ اس میں سماجی و علاقائی مطالعات و فنون لطیفہ پر جو مقالات پڑھے گئے، وہ اس کتاب میں شائع کئے گئے ہیں۔ علوم اسلامیہ و ادبیات سے متعلق مقالے دوسری جلد میں شائع ہو رہے ہیں۔

اس کتاب میں مصنف نے اس بارے پر روشنی ڈالی ہے۔ مسلمان جب ہندوستان آئے تو ان دونوں نے کن کن میلانوں میں اپنی اپنی تہذیب و ثقافت کا تبادلہ کیا۔

اس موضوع پر ایک تو مستقل مضمون ہے۔ یعنی تہذیبی [illegible] یہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب کا مضمون ہے۔ اس میں حکومت و سیاست سے لے کر عوامی زندگی کے ان تمام شعبوں کا ذکر موجود ہے جن پر ہندو تہذیب کا اثر پڑا ہے۔ جیسے شادی بیاہ، موسیقی، نکاح، یوگان وغیرہ — اس مضمون میں تصوف کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ اسلامی تصوف بدھ مذہب سے کتنا متاثر ہوا ہے۔

اس کتاب کے اور جو مضامین ہیں وہ یہ ہیں:-

۱۔ ہندوستانی مسلمانوں کی نظم سلطنت و حکمرانی۔

۲۔ دہلی سلطنت کے نظم و نسق میں ہندوؤں کا حصہ

۳۔ ہند اسلامی تہذیب کے ایرانی و زردشتی عناصر

۴۔ ہندی مسلمان اور ہندوستانی مذاہب

۵۔ ہندوستانی مسلمانوں میں تجدید و اصلاح کی کوششیں۔

ان عنوانات سے بہت سے مضامین پر روشنی پڑ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی تین عنوانات ہیں:

۱۔ کیرالا میں اسلام — یعنی کیرالا میں اسلام کیسے پھیلا۔ اور وہاں کی تہذیب و زبان پر اسلام نے کیا اثر ڈالا۔

۲۔ بنگال میں اسلام — مضمون عنوان سے ظاہر ہے۔

۳۔ کشمیر میں اسلام — تفصیل کیلئے مضمون کا مطالعہ کیجئے

فنون لطیفہ اس کے بعد فنون لطیفہ کا ذکر ہے۔ یعنی فن تعمیر، فن مصوری اور فن موسیقی۔ ان تینوں مضمون نگاروں نے خوب داد تحقیق دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان تینوں فنون پر فنون لطیفہ کا کتنا اثر ہے۔

ڈاکٹر تارا چند نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ ہندوستانی تہذیب اسلامی تہذیب سے متاثر ہوئی ہے۔ مگر ان مضامین سے بعض جگہ یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب ہندوستانی تہذیب سے زیادہ متاثر ہوئی ہے۔ یہ اپنی اپنی طرز فکر ہے۔ یوں جامعہ ملیہ کا ایک خاص مزاج بھی ہے — ہمیں ایسے مضامین اور مقالے پڑھتے وقت اسلامی تہذیب کی ایک معین تعریف ذہن میں مستحضر کر لینی چاہئے۔ مثلاً اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ جن میں نماز بھی ہے۔ اور یہی اصل اسلامی تہذیب ہے۔ اب اگر نماز میں قرآن اور تسبیح و دعاء ماثورہ کے علاوہ [illegible] کے منتر پڑھنے لگیں تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ اسلامی تہذیب ہندوانہ تہذیب سے متاثر ہوئی ہے۔ باقی شادی اور غمی کے موقعے پر یا

میں قصیدے میں جو رسوم ادا کی جاتی ہیں ان کا اسلامی تہذیب سے کوئی تعلق نہیں. وہ تو ملکی یا علاقائی معاملہ ہے. تہذیبوں کا لین دین ضرور ہوا ہے. مگر کسی تہذیب نے اپنی انفرادیت نہیں کھوئی. فافہم وتدبر ___ .

خطاطی

البتہ اس کتاب میں ایک مضمون ایسا ہے جس پر ہندوستانی تہذیب کا قطعاً کوئی اثر نہیں پڑا ـ اور وہ ہے فن خطاطی. اس فن کا ہندو تہذیب سے کوئی تعلق نہیں.

یہ خطاط خواہ مسلمان ہو یا ہندو الفاظ اور حروف کے ذریعے ایسے ایسے طغرے، بیل بوٹے اور نقش ونگار بناتے تھے جن کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں. بعض اوقات خطاط الفاظ و حروف میں پرندوں کی شکل بنا دیتے تھے. ٹونک میں ایک ایسا مذہّب و مزین فرمان شاہی موجود ہے. ہمایوں شیرازی نے خشخاش کے دانے پر پوری قل ہو اللہ لکھ دی تھی جس پر ان کو زر و جواہرات میں تولا گیا.

مسلمان بادشاہ بھی فن خطاطی سے گہری دلچسپی رکھتے تھے. وہ قرآن مجید کے اعلیٰ سے اعلیٰ مذہّب و مزین اور منقش نسخے تیار کرتے تھے. اس سلسلے میں جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب سبھوں کے نام آتے ہیں.

ایک خطاط نے قرآن مجید کا ایک ایسا نسخہ لکھا کہ اس کی ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے.

یہ درست ہے کہ مسلمانوں نے سب سے زیادہ شغف قرآن مجید کے لکھنے میں دیا. یہ نادر نسخے آج بھی بڑی بڑی لائبریریوں میں اور عجائب خانوں میں موجود ہیں. لاریب یہ ایک بے مثال اور یگانۂ روزگار فن ہے. اس میں کسی اور تہذیب کا کوئی حصہ نہیں. (سمیع اللہ)

★

خطوط و مراسلات

★ نقش کوکن، ہمدرد لائبریری، ہکلڑکی، یونس میں باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ اس کے ذریعہ علاقۂ کوکن کی تعلیمی، ثقافتی اور سیاسی زندگی کے ساتھ ساتھ جدید ملتی تعمیر و ترقی کی روداد سے بھی ممبران لائبریری خصوصی دلچسپی لیتے ہیں۔

شیخ محمد غوث — نائب سیکریٹری ہمدرد لائبریری

★ اگست ۸۵ء کی اشاعت میں رویت ہلال پر مضمون پڑھا۔ افسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے بجائے رسم مذہب تسلیم کرنے اور ہلال کمیٹی کو سراہنے کے غیر مسلموں کی نظر میں اس بات کو مضحکہ خیز بنا ڈالا جس کے نتیجہ میں "ایک یکساں تہوار کو دو" کا چرچا ہونے لگا ہے۔

عید الفطر ایک ایسا تہوار ہے جس کا دار و مدار چاند دیکھنے پر منحصر ہے۔ ملک کے کونے کونے میں مسلمان چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر چاند کی خبریں آتی ہیں۔ غیر مسلم بھی متفکر رہتے ہیں: کل عید ہوگی یا نہیں؟ غرض کہ سارے ملک میں ایک ہلچل سی مچی رہتی ہے۔ یہ سب ہمارے مذہب کا بڑا پن ہے اور ہمیں اس پر فخر کرنا چاہئے۔ ایسے مذہب و تہوار کے طریقے کے خلاف کوئی ایسی آواز نہ اٹھائیں جس سے کہ ہمارے تہوار منانے کے دن پر کسی قسم کی پابندی عائد ہو۔

اقبال احمد محمد سعید کھکر — ڈونگری بمبئی

★ خطۂ کوکن اہمیت کا ایک نوجوان ۲۰-۲۵ سال پہلے عملی سیاست میں اترا اور ایم۔ ایل۔ اے، نائب وزیر سے ترقی کرتے کرتے مہاراشٹر کا پہلا مسلم وزیر اعلیٰ بنا۔ وزارت اعلیٰ کے وقفہ میں بیرسٹر عبد الرحمٰن انتولے نے کسانوں کے قرضہ جات کی معافی، بیواؤں کو سرکاری وظیفہ جیسے اہم کام کئے اور فرقہ وارانہ اقتصادی طور پر پچھڑے ہوئے لوگوں کی فلاح و

اکتیو رشتہ

بہبود کے لئے بشمول اندرا پرتیبھا پرتشٹھان جیسے کئی ٹرسٹوں کی داغ بیل ڈالی۔ فرقہ پرست اور متعصب ذہن رکھنے والوں کو انتولے صاحب کی یہ ادا پسند نہیں آئی۔ اور انتولے صاحب کے خلاف کورٹ میں مقدمہ دائر کیا۔ بیرسٹر انتولے صاحب نے وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ دیکر اپنا پورا وقت اس کیس میں صرف کیا۔ اس دوران اخبار والوں نے اور انتولے صاحب کے بہی خواہوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور چور۔ رشوت خور جیسے القاب سے یاد کیا۔ آخر پرتشٹھان کے معاملے میں کی گئی ایس نذارکار زنگ سلانی اور ممبئی ہائیکورٹ کے جج عزت مآب ذنشا مہتا نے ایک کیس میں دشمنوں کے لگائے گئے الزامات کو بے بنیاد اور مگر اوکن بتاتے ہوئے انتولے صاحب کو تمام الزامات سے بری کردیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

ہاشم احمد چوگلے — روہا۔ ضلع رائے گڑھ

★ نقش کوکن سے متعلق حلقۂ احباب میں کافی بحث ہوئی جو نمایاں تھا لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ ہر اداریئے میں تکلیف کا خطوط بھیجنے کے باوجود یہ شک اور خوبصورتی پر دھیان نہیں دیا جا رہا ہے۔ برائے کرم آپ نقش کوکن کی قیمت میں اضافہ کریں مگر پرچہ کو خوبصورت بنائیں۔

(منصور علی خان نیہا بجے مقیم ابوظبی)

آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ہم اس کوشش میں ہیں کہ آپ کا محبوب پرچہ آفسیٹ پر چھپے۔ دعا کیجئے کہ کوشش کامیاب ہو۔ (ادارہ)

★ نقش کوکن سے ختلف لوگوں کے ہم کو جڑ لیا ہے اور یہ بات ہر پر فخر بھی ہیں جانتی ہوں کہ نقش کوکن کی ترتیب و تزئین میں بہت قابل اور بڑی اونچی نوجوان دلی شخصیتیں منسلک ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا نقش کوکن معاملہ دیر اور کی دوڑ میں احساس کمتری کا شکار دکھائی دیتا ہے۔ اگر ممکن ہے تو اس کیلئے آپ نقش کوکن کی قیمت میں اضافہ کیجئے یا صفحات میں کمی کیجئے۔ مگر ایسا بنائیے کہ نقش کوکن کا معیار اور اس کی انفرادیت ایک مثال بن کر رہ جائے۔

ریشماں رزوے — پاکوٹ

نقش کوکن ٹیلنٹ فورم

۴۴ جیل روڈ ایسٹ ، ڈونگری ، بمبئی ۴۰۰۰۰۹

سال گذشتہ ہم نے کوکن کے چاروں اضلاع میں سرگرم عمل اُردو ذریعۂ تعلیم کے ہائی اسکولوں سے ہر ایک مضمون میں بہترین استاد کا انتخاب کیا اور انھیں بمبئی میں مدعو کر کے انعام و اسناد پیش کئے۔ علم دوست حضرات نے اس پروگرام کو بیحد پسند فرمایا، اور اسے جاری رکھنے کی ہم سے فرمائش کی۔

بنا بر ایں امسال بہترین اسناد کے ساتھ ہی ہر مضمون کا ایک مثالی طالب العلم منتخب کر کے قدر افزائی کے طور پر انعام دینے کا ارادہ ہے۔

کوکن میں اردو ذریعۂ تعلیم کے ہر ہائی اسکول سے ہم نے ایس ایس سی مارچ ۸۵ء کے نتائج طلب کئے ہیں۔ اگر کسی ہائی اسکول میں ہمارا سرکیولر نہ پہنچا ہو تو وہ ازراہ کرم ہم سے طلب فرمائیں۔ موصولہ نتائج کی جانچ کر کے تعلیمی میدان کی بلند و بالا شخصیتوں پر مشتمل ٹیم حضرات بہترین استاد اور مثالی طالب علم کا انتخاب کریں گے۔

خیال رہے کہ نقش کوکن ٹیلنٹ فورم کی طرف سے دیا جانے والا ہر انعام کسی علم دوست شخصیت کی جانب سے Sponsored ہوا کرتا ہے — ہمارے ایک کرم فرما جناب اے ای ملّا نے جو بمبئی کے معروف آرٹ ماسٹر ہیں اپنی مرحومہ رفیقۂ حیات محترمہ طاہرہ ملّا (جو خود بھی آرٹ اور کرافٹ کی دلدادہ تھیں) کی یاد میں آرٹ اور ایمبرائڈری کے طلبہ کے لئے ہر سال انعام دینے کا پروگرام بنایا ہے۔

یہ تمام انعامات ایک جلسۂ عام میں جو سال کے آخر میں منعقد ہوگا تقسیم کئے جائیں گے۔

کوکن میں اُردو اسکول کے پرنسپل صاحبان اور انتظامیہ کے سربراہوں سے اس سلسلہ میں ہم اشتراک و تعاون کی درخواست کرتے ہیں۔

معتمدانِ اعزازی

نقی محمد مستری
نقشِ کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ

ابراہیم احمد سندیلکر
نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم

اخبار و افکار

مرتبہ: فحی بن صلاح

انتولے کا مقدمہ

مہاراشٹر کے سابق وزیراعلیٰ عبدالرحمٰن انتولے اس ایک مقدمے میں جو ان کے عہدِ حکومت میں ان کی ایماء پر قائم کردہ ایک ٹرسٹ اندرا گاندھی پرتبھا پرتشٹھان کے لئے حکومت کی جانب سے مجموعی طور پر دو کروڑ روپے کی منظوری کے معاملے میں ایک سابق ممبر اسمبلی بی پی سامنت نے جو مقدمہ دائر کیا تھا اسے بمبئی ہائیکورٹ کے جسٹس ڈی. این مہتا نے یہ فیصلہ صادر کرتے ہوئے خارج کر دیا کہ استغاثہ انتولے کے خلاف کسی الزام کو ثابت نہیں کر سکا ہے۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ "اس ٹرسٹ کے لئے سرکاری رقم کی منظوری نہ صرف باقاعدہ اور قانونی تھی بلکہ اس کا مقصد بھی بالکل واضح تھا۔ فنکاروں اور ادبی میدان میں کام کرنے والوں کی فلاح و بہبود" ——— گو فاضل جج مسٹر مہتا نے اس مقدمے کی تہہ میں "سرایت کرنے والی سیاسی ہرزہ" پر تبصرہ کرنے سے گریز کیا ہے (گو اس کا تذکرہ ضرور کیا ہے) تاہم ہر وہ شخص جو اس مقدمے اور اس کے پس منظر سے واقف ہے یہ جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس میں سیاست کس حد تک کار فرما رہی ہے۔

ہمارے ملک میں قانونی کارروائیاں اور مقدموں کی طوالت ایک اچھے خاصے آدمی کو اذیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ انتولے بھی اس عذاب سے گزرے ہیں۔ اور گو ان کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انھیں اس ایک مقدمہ سے نجات دلوادی ہے اور ان پر عائد کردہ الزامات جھوٹے ثابت ہو گئے ہیں۔ تاہم ایک اور مقدمہ ابھی زیر غور ہے۔

ان مقدمات کا ایک اور افسوسناک پہلو یہ رہا ہے کہ مہاراشٹر کی ریاست اپنے پہلے مسلم وزیراعلیٰ سے محروم ہو گئی۔ ایک ایسے وزیراعلیٰ جس نے اپنے جوشِ عمل سے انتظامیہ میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔

آخر میں اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کیجئے کہ انتولے کو عوامی عدالت نے تو بہت پہلے اس وقت بری کر دیا تھا جب وہ بھاری اکثریت سے اپنے حلقہ انتخاب سے کامیاب ہوئے تھے۔

اساتذہ کے لئے تربیتی سیمنار

اردو ہیڈ ماسٹرس ایسوسی ایشن بمبئی ڈیویژن کے زیر اہتمام دسویں جماعت کو تاریخ، شہریت اور جغرافیہ پڑھانے والے اساتذہ کے لئے ایک تربیتی سیمنار ۱۲ ستمبر ۸۵ء کو بمقام انجمن خیر الاسلام گرلز ہائی اسکول، مدنپورہ بمبئی ۸ میں منعقد کیا گیا۔ (فاطمہ انیس، کنوینر)

ناراض نہ ہوں

اگر آپ کے حلقہ کی کوئی خبر، رپورٹ، تذکرہ رحلت، کامیابی یا اسی قبیل کی کوئی خبر نقشِ کوکن میں شائع نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کی اطلاع ادارہ کو نہیں ملی ہے۔

عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں بلکہ ادارہ کو تحریراً مطلع کریں۔

(ادارہ)

امتزاج کی رسم اجراء

بھیونڈی کے کہنہ مشق شاعر مومن جان عالم رہبر صاحب کا اولین مجموعۂ کلام امتزاج زیورِ طبع سے آراستہ ہوگیا ہے۔ اور بہت جلد ایک مشاعرہ اور جلسہ میں اس کا رسم اجراء انجام پائے گی۔

استقبالیہ جلسہ

مسز شیخ عبداللہ ذکریا نے امسال اسمال اسکیل انڈسٹریز کے امتحان میں بورڈ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر زلیخا بیگم ذکریا انگلش اسکول سوپارہ کی جانب سے ان کے اعزاز میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ صدارت کے فرائض حضری شیخ ساؤتھ پرنسپل نے انجام دیئے۔ مہمانِ خصوصی جناب بعنوان حارث، جناب احمد ذکریا، سابق ایم ایل اے، حاجی محمد الیاس، حاجی رمضان صاحب اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ انور غنی اور معین الدین "ڈ" نے شکریہ ادا کیا۔

(نامہ نگار: شاکر سوپاروی)

مثالی مدرس

مہاراشٹر کے مشہور شاعر و محقق جناب محبوب راہی کو آکولہ ضلع پریشد نے مثالی مدرس کے اعزاز سے نوازا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۸۵ء یوم اساتذہ کے موقع پر ایک عظیم الشان تقریب میں جو آکولہ ضلع پریشد کے وسیع و عریض ہال میں منعقد کی گئی صدر ضلع پریشد بلدانہ کی صدارت میں [illegible] صدر کے ہاتھوں ایک قیمتی شال، ایک ساڑی اور مثالی مدرس کی سند پیش کرکے ڈاکٹر محبوب راہی کا اعزاز کیا گیا۔ اس زرنگار رنگا رنگ تقریب میں آکولہ ضلع کی ممتاز سیاسی و سماجی شخصیتوں کے علاوہ تمام آفیسر حضرات اور مدرسین کی کثیر تعداد شریک تھی۔

اساتذہ کے لئے ۱۹۸۵ کا قومی ایوارڈ

وزارتِ تعلیم نے ۱۹۸۵ کے قومی ایوارڈ کے لئے ۱۸۶ میں سے ۱۳۶ اساتذہ کا نام منتخب کرلیا ہے۔ ان میں سے ۱۰۹ پرائمری اسکول کے اور ۲۰ سکنڈری اسکول کے اساتذہ ہیں۔ اساتذہ کو قومی ایوارڈ دینے کی اسکیم ۱۹۵۸-۵۹ء میں شروع کردی گئی تھی تاکہ اساتذہ کا وقار بلند کیا جا سکے۔ اور پرائمری، مڈل اور سیکنڈری اسکول میں امتیازی خدمات انجام دینے والے اساتذہ کا عوامی اعتراف کیا جا سکے۔ ہر ایوارڈ میں ایک سند اور ۵۰۰ روپے نقد دیئے جاتے ہیں۔

وسئی میں آرٹ کالج کا قیام

وسئی ضلع تھانہ میں ۵ اگست کو رابی ڈسلوا آرٹس کالج کا افتتاح مہاراشٹر کے آرٹ ڈائریکٹر شری باوراؤ سڈویلکر کے ہاتھوں ایک شاندار جلسہ ہوا۔ وسئی وکاس سمیتی کے زیرِ اہتمام جاری اس کالج کی کامیابی کو یقینی بتاتے ہوئے انھوں نے کہا کہ کوکن کی سرزمین نے اس دیس کو متعدد فنکار دیئے ہیں۔ مگر آج تک اضلاع کوکن میں آرٹ کالج قائم نہیں ہوا تھا۔ رتناگیری اور دیگر مقاموں میں کالج قائم ہوئے مگر وہ جاری نہیں رہ سکے۔ البتہ یہ کالج کامیابی کی منزل کی سمت بڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کالج کو شری بھاؤ صاحب ورتک جیسی شخصیت کی رہنمائی حاصل ہے۔

کامیابی

(۱) علی باغ ضلع رائے گڑھ میں ضلعی سطح پر ہونے والے کھیلوں کے مقابلے میں سوشیل سوسائٹیز ہائی سکول ساتی کے کونز ویلکر محمد صادق نے سو میٹر کی دوڑ میں پہلے نمبر سے کامیابی حاصل کی۔

(۲) مارچ ۱۹۸۵ء کے ایس۔ ایس۔ سی امتحان میں امسال سوشیل سوسائٹیز ہائی اسکول ساتی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ سے ۲۹ طلبہ و طالبات نے شرکت کی جن میں [illegible] نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اس طرح نتیجہ تقریباً ستر فیصد رہا۔

(نامہ نگار: محمد صادق انچارج ہیڈ ماسٹر)

تکیہ امانی شاہ سرگروہ ٹیکنیکل سینٹر، بھیونڈی

آج سائنس اور ٹیکنالوجی کا تیز رفتار زمانہ ہے۔ اگر ہم نے نونہالانِ قوم کو آج کے عہد اور اس کی اہمیت کا لحاظ رکھ کر زیورِ تعلیم سے آراستہ نہ کیا تو آئندہ نسلوں کی تباہی کا عذاب بلاشبہ ہماری گردن پر ہوگا۔

اس وسیع و عریض ملک میں ہمارے ایسے معدودے چند ادارے ہیں جو عہدِ نو کے تقاضوں کے پیشِ نظر طلبہ کی تربیت کرتے ہیں۔ تکیہ امانی شاہ سرگروہ ٹیکنیکل سینٹر (آئی ٹی آئی) بھیونڈی۔ کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والا ایسا ہی ایک ادارہ ہے۔ اس ٹیکنیکل سینٹر کے اجرا میں تکیہ امانی شاہ سرگروہ مسجد ٹرسٹ نے کے ای ایم سوسائٹی کو ٹیکنیکل تعلیم کے منصوبہ کا درود [illegible] پر بچہ ہزار مربع زمین اور ایک لاکھ روپے کی پیش کش کی۔ فیاضانہ پیش کش مذکورہ ٹرسٹ کے چیف ٹرسٹی جناب نجم الدین [illegible] اور دیگر اراکین کی علم دوستی کا نتیجہ تھی جو سوسائٹی کے لئے [illegible] سینٹر کے قیام میں معاون ثابت ہوئی۔ آئی ٹی آئی کے مختلف کورسوں کی تعلیم سوسائٹی کے تحت چلنے والے دو اداروں میں جاری ہوگئی۔ ساتھ ہی عمارت کی تعمیر بھی ہوتی رہی جس کی توسیع کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

بفضلِ تعالیٰ آج سرگروہ ٹیکنیکل سینٹر کی کشادہ اور دلنشین عمارت میں آئی ٹی آئی کے چار کورسوں اور بورڈ آف ٹیکنیکل اگزامنیشن (مہاراشٹر) کے آٹھ سرٹیفکیٹ کورسوں کی تعلیم جاری ہے۔ آئی ٹی آئی کے ہر ٹریڈ کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا سے پرمانینٹ افلیئیشن حاصل ہو چکا ہے۔ یہ کورسیس (۱) ڈرافٹس مین سول ٹریڈ (۲) فٹر ٹریڈ (۳) وائرمین (الیکٹرک اور گیس) (۴) کٹنگ اینڈ ٹیلرنگ (لڑکیوں کے لئے)۔ ان کورسوں میں جملہ ۱۱۱ طلبہ و طالبات زیرِ تربیت ہیں۔ اسی طرح بورڈ آف ٹیکنیکل مہاراشٹر کے سرٹیفکیٹ کورسیس یہ ہیں:

(۱) ریڈیو اور ٹیلی ویژن پروسیسنگ (۲) الیکٹرانک [illegible] (۳) الیکٹرک آرمیچر اینڈ ریوائنڈنگ (۴) ٹیلرنگ اینڈ کٹنگ (برائے طلبہ) (۵) ٹیلرنگ اینڈ کٹنگ (برائے طالبات) (۶) امبرائڈری اینڈ فینسی ورک (برائے طالبات) (۷) ایڈوانس ٹیلرنگ (ماسٹر ٹیلر) (برائے طالبات) (۸) ٹیچر کورس ان ٹیلرنگ اینڈ امبرائڈری (برائے طالبات) — میں جملہ ۲۹۵ طلبہ و طالبات زیورِ ہنر سے آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں۔ اس ادارے سے [illegible] پانچسو پچاس طلبہ و طالبات فیضیاب ہوکر اپنے خاندان کی کفالت کر رہے ہیں۔

طالبات کی سہولت کے لئے سینٹر نے کلفستہ روڈ نظام پورہ اور پڑگھہ (ڈیوا [illegible]) میں بھی اچھی شاخیں قائم کی ہیں۔ شہر بھیونڈی کے مضافات [illegible] بلنڈانہ، عثمان آباد، دھولیہ، ناندیڑ، جلگاؤں اور [illegible] کے تقریباً ۵۰ طلبہ بھی یہاں تعلیم پا رہے ہیں۔ ۸۰ طلبہ ایسے ہیں جن کی رہائش کا بار بھی سینٹر کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اس صورت حال کی وجہ سے ہوسٹل کا قیام بھی ضروری ہوگیا ہے۔

سینٹر کو زیادہ سے زیادہ مقبول، مفید اور کارآمد بنانے میں سوسائٹی کے سیکریٹری مرتضیٰ فقیہ صاحب، غلام محمد مومن صاحب اور جناب نجم الدین فقیہ کے ساتھ ساتھ پرنسپل جناب محمد یوسف ابراہیم صاحب کی محنت و لگن بھی قابلِ تحسین ہے جو ۱۹۷۵ء سے اس کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ ٹیکنیکل سینٹر کے انتظامی امور کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دینے کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔ جس میں جناب ریاض طاہر مومن (چیئرمین)، جناب اقبال احمد عبدالرؤف جیلانی، جناب محمد فقیہ صاحب، جناب اقبال دلوے (انجینئر) اور جناب محمد فقیہ صاحب شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ابراہیم سرکھوت

خطۂ کوکن جو کبھی تعلیمی اعتبار سے پسماندہ علاقہ تھا، نہ صرف یہاں تعلیم کا دور دورہ ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں یہاں کا نوجوان آگے بڑھ رہا ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر محمد ابراہیم سرکھوت متوطن ونی بہار تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ نے ہومیوپیتھی میڈیکل کالج بیلگام سے L.C.E.H. کی سند حاصل کی اور پچھلے مہینہ کرلا بمبئی ۷۰ میں اپنا مطب کھول کر میدانِ عمل میں آئے ہیں۔

ڈاکٹر سرکھوت نے انجمن اسلام کرلا ہائی اسکول سے S.S.C. اور مہاراشٹر کالج بمبئی سے بارھویں کا امتحان پاس کیا اور کرناٹکی کالج آف فارمیسی الہاس نگر سے ڈی فارم کیا۔ چونکہ مریضوں کی خدمت کا جذبۂ صادق دل میں موجزن تھا فارماکولوجی میں جی نہیں لگا اور بہر صورت ڈاکٹری سند حاصل کی۔ بڑے بھائی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ کے دو چھوٹے بھائی بھی میڈیکل میں زیرِ تعلیم ہیں۔

ڈاکٹری پیشہ کے ساتھ ہی سماجی خدمت کا جذبہ بھی اس نوجوان ڈاکٹر میں موجود ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ

"تیرے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے"

ڈاکٹر گوریکر

اردو فارسی کے عالم اور انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین ایس گوریکر کی علمی اور تدریسی خدمات کے اعتراف میں آپ کو امسال صدر جمہوریہ ہند کے اعزاز سے نوازا گیا۔ کوکن برادری کے ایک معزز رکن کو یہ اعزاز پانے پر ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں خوشی اس بات کی بھی ہے کہ سینٹ زیویرس کالج بمبئی کے زیرِ اہتمام ڈاکٹر نظام الدین گوریکر کی زیرِ نگرانی اردو/فارسی کے ڈپلوما کورسیز کا سالِ رواں کے لئے افتتاح کرتے ہوئے کالج کے پرنسپل جناب فادر مسکیلا صاحب نے فرمایا کہ اردو و فارسی ہمارے ملک کی تہذیبی میراث ہیں، لہٰذا اسے جاننا ہمارا فرض بھی ہے۔ امید ہے کہ سینٹ زیویرس کالج کی جانب سے اجراء کئے گئے کورسیز سے عام لوگ ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

انور حسین بغدادی

جناب انور حسین ابن عبدالرحمٰن بغدادی متوطن کمریان تعلقہ دیوگڑھ ضلع رتناگیری ان تین انجینئروں میں شامل ہیں جو حکومت جاپان کی دعوت پر ہندوستان کی طرف سے کمپیوٹر کی شش ماہی ایڈوانس ٹریننگ کے لئے ح. ا. ع. ہ. فاؤنڈیشن جاپان بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ ادارہ حکومت جاپان کی عالمی تجارت و صنعت کی وزارت کے زیرِ اہتمام سرگرم ہے۔

انور بغدادی نے بمبئی یونیورسٹی سے بی ای میکانیکل (B.E. Mech.) کی سند درجہ اول میں حاصل کر لینے کے بعد کمپیوٹرز کے مختلف ڈسٹیبوٹ کورسیس پاس کر لئے اور اب بجاج انسٹی ٹیوٹ (بمبئی یونیورسٹی) سے ایڈمنسٹریشن مینجمنٹ میں ماسٹر کی ڈگری کے لئے زیرِ تعلیم ہیں۔

فی الوقت آپ گودریج اینڈ بائس مینوفیکچرنگ کمپنی میں اسسٹنٹ منیجر (کمپیوٹر) کے عہدہ پر فائز ہیں۔

انجینئرنگ ایک ایسا شعبہ ہے جہاں ہمارے نوجوان خال خال ہی نظر آتے ہیں، جناب انور بغدادی کی ترقی قابلِ ستائش ہے۔ ادارۂ نقش کوکن ان کی مزید ترقی کے لئے دعاگو ہے۔۔۔

اردو اسکول گورے گاؤں کا
اسکاؤٹ اینڈ گائیڈ یونٹ

رائے گڑھ ضلع میں ضلع پریشد اردو اسکول گورے گاؤں وہ واحد اسکول ہے جہاں رائے گڑھ بھارت اسکاؤٹ اینڈ گائیڈ اس ادارے کا کب یونٹ گذشتہ دو سال سے نہایت بہتر طریقے سے جاری ہے۔ یہاں دوم تا چہارم کلاس کے اسکاؤٹ سے دلچسپی رکھنے والے ایسے طلبہ کو اسکاؤٹ کب یونٹ میں لیا جاتا ہے جن کے سرپرست بھی اس کا شوق رکھتے ہیں ــ یہ یونٹ ادارے کا مثالی یونٹ ہے جو اپنے طور پر ہر کام وقت پر اور باقاعدگی سے انجام دیتا ہے۔ کب یونٹ کے لئے گورے گاؤں اردو پرائمری اسکول کے معاون ٹیچر کو اسکاؤٹ کی ٹریننگ دے کر اسکاؤٹ ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت پوری کی گئی ہے۔ گذشتہ ۲۲ اگست کو شجرکاری کا پروگرام کب یونٹ کمیٹی کے چیئرمین اور گورے گاؤں گرام پنچایت کے ڈپٹی سرپنچ جناب عباس میاں کردیکر کی صدارت میں انجام دیا گیا ــ اس ضمن میں انجمن حمایت المسلمین گورے گاؤں کے تعاون سے ہزار ۱۲ سو روپیے کا اسباب مہیا کیا گیا ہے۔

دارالشفاء کا افتتاح

۸ ستمبر ۰۵ء کو بھارت نگر باندرہ ممبئی میں ڈاکٹر انصار پیش امام، ان کی شریک حیات ڈاکٹر زاہدہ پیش امام کے مطب اور مرکز تشخیص دارالشفاء کا افتتاح ممبئی کے مشہور و معروف سرجن ڈاکٹر اے آر انڈے صاحب کے ہاتھوں انعقاد پذیر ہوا۔ اس موقع پر حلقہ کے ایم ایل اے پروفیسر جاوید خان بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔

بھیونڈی سے اردو ماہنامہ کا اجراء

معروف ادیبہ اور ماہر تعلیم محترمہ رشیدہ قاضی صاحبہ پرنسپل انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول باندرہ کے بھائی جاوید لالا

بڑی آب و تاب سے شائع ہو گیا ہے۔ بھیونڈی سے اس سے قبل بھی اردو کے اچھے اچھے پرچے شائع ہوتے تھے جو حوادث روزگار کا شکار ہوئے۔ اللہ اس پرچہ کو نظر بد سے بچائے۔

انجم عباسی کی نئی کتاب "کہکشاں" منظر عام پر

(۱) لہو کے چراغ (۲) الفاظ شناسی (۳) کل اور آج کی کہانیاں ــ ان کتابوں کی اشاعت کے بعد انجم عباسی کی نئی کتاب "کہکشاں" طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آگئی ہے۔ اس کتاب میں مراٹھی کے مشہور افسانہ نگاروں کے بہترین افسانے اردو قالب میں ڈھالے گئے ہیں۔

جناب غیاث الدین سنگے کو اعزاز

یوم مدرسین ۰۵ء کے موقع پر لائنس کلب داپولی، ضلع رتنا گری نے داپولی تعلقہ کے گیارہ اساتذہ کو مثالی مدرس کے خطاب سے نوازا، جن میں ہرنئی اردو اسکول کے صدر مدرس جناب غیاث الدین سنگے بھی شامل ہیں۔

اس خوشی میں ۱۵ ستمبر ۰۵ء کو ہرنئی اردو اسکول کے اساتذہ، طلبہ و طالبات نے ہرنئی باج سینٹرل اسکول کے ہیڈ ماسٹر شری ہیرام کرگُردجی کی صدارت میں ایک استقبالیہ جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس میں قرب و جوار کے پرائمری اور سیکنڈری اسکولوں کے ٹیچرس اور گاؤں کی معزز شخصیتوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ متعدد تقاریر کے بعد ہرنئی ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی کے نائب صدر جناب زین الدین ڈھینگرے کے ہاتھوں بانیانِ جلسہ کی جانب سے صاحب اعزاز کو اسٹینلیس اسٹیل کا ایک سیٹ تحفۃً پیش کیا گیا۔

نقش کوکن مقبول ہے، اسے مقبول تر بنائیے

نقش نواز

نقشِ کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیرخواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پیش اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:

لائف ممبر:۔

جناب حسن میاں پٹھان — راجپوری جنجیرہ مروڈ
" قاسم جوے — کرلا۔ بمبئی
" یوسف داؤد بورونڈکر — بورونڈی
" آئی ٹی پرکار — باندرہ بمبئی
" نذیر عبدالوہاب قاضی — بمبئی ۳
محترمہ صادقہ عبداللطیف وانگڑے — بہادر شیخ چپلون
جناب نذیر عبدالوہاب قاضی — الخوبر
" امیر محمد قاسم تبیکر — الخوبر
" عبدالرؤف علی وانگڑے — ریاض

سالانہ خریدار:۔

محترمہ خدیجہ احمد سید — بمبئی ۱۰
جناب ایم۔ایف صدیقی — نل بازار بمبئی ۱۰
" محمد اسلم انصاری — بمبئی ۱۰
" حسن سلیمان خان — بمبئی ۱۰
" عبدالقادر یونس چوگلے — وڈالا بمبئی

بیرون ہند سالانہ خریدار:۔

جناب شیخ نائک جیلانی — دہران
" محمود اسماعیل پرکار — دہران
" اسماعیل احمد وانگڑے — دہران
" خالد احمد دلیسائی — الخوبر
" آئی ٹی پرکار — دہران

بزمِ شعر و ادب کوکن

بزم کی ۳۲ ویں نشست کوکن کے مشہور ادیب جناب ریاض آفندی کی صدارت میں ۷ اگست ۱۹۸۲ء کو بحسن و خوبی انجام پائی۔ نائب سیکریٹری جناب یعقوب ساغر نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ انتخاب کلام درج ذیل ہے:

لرزتا ہے مومن سے ہر قلبِ باطل
جب اللہ اکبر کی آتی صدا ہے — حمید قاضی

ہمیں وقت کی آندھیاں کیا ڈرائیں
ہماری صدا مثلِ بانگِ درا ہے — یعقوب ساغر

جو کرتے ہیں کوشش لگاتار پیہم
انہیں کا تو دامن پھلوں سے بھرا ہے — ناظم شریور دھنی

بہت تجھ سے ناراض ہے رند زاہد
ترا میکدے ہی میں آنا برا ہے — اطہر قیصری

ابھی سے تمہارے نکل آئے آنسو
میری داستاں کی ابھی ابتدا ہے — خلیب شریور دھنی

سمندر کے مانند مجھ میں ہے کوئی
سمٹنے لگا ہے بکھرنے لگا ہے — واحد حسن

کوئی مجھ کو زندہ کرے تو بتاؤں
کہ زیرِ لحد کیا ہے اور موت کیا ہے — سعید کنول

زوالِ خودی بن گئی خود نمائی
جسے آج دیکھو خدا بن گیا ہے — کوثر جعفری

ہر اک بات دل کی خدارا نہ مانو
اسی میں تو مارِ نفس بھی چھپا ہے — کاوش ماردولوی

ڈبویا ہے اعتبارِ جہاں نے
مقدر کا شاید میرے یہ صلہ ہے — محسن اللہ آبادی

یہی سوچ کر رازِ دل کہہ نہ پایا
بہت بھولے ہو تم ابھی عمر کیا ہے — خاموش ٹونکی

اسے زلف کہنا نہیں زیب دیتا
یہ ساون کی بیباک امڈی گھٹا ہے — شاداب رتناگردی

غلط فہمیوں کو کریں دور مل کر
نہ میں بے وفا ہوں نہ تو بے وفا ہے — محمود الحسن ماہر

زمانے کو ہرگز نہ کہئے برا ہے
خدا ہے زمانہ، زمانہ خدا ہے — جناب طالب

تبسم لبوں پر یہ شوخی یہ مستی
جوانی کی پُر شوخ ہر اک ادا ہے — عزیز آذر

یہ انسان کس وہم میں مبتلا ہے
بناتا ہے بت اور کہتا خدا ہے — عارف احمد جی

زمانے کی روداد مت پوچھو اس سے
بہت تنگ آ کر وہ آخر مرا ہے — ایم ایم ملا

عبادت خدا کی کریں روز و شب ہم
گناہوں سے بچنے کی رب سے دعا ہے — عبدالمجید تنگیر

حقیقت یہ افسانہ یوں چھا گیا ہے
کہ ہر عیب اب تو ہنر بن رہا ہے — ماہر تسلائی

حقیقت سے کیوں منہ چھپاتے ہو یارو!
بُرے ہم ہیں جب تو زمانہ برا ہے — ریاض آفندی

ہمارا نہیں کوئی دنیا میں حامی
ہمیں تو فقط آپ کا آسرا ہے — اسماعیل پرکار

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ مولانا مختار احمد ندوی سرپرست جمعیۃ اہل حدیث بمبئی اور مدیر الدار السلفیہ اصلاح المساجد کے والد بزرگوار ۲۸ اگست ۸۵ء کو بعمر سو سال رحلت فرما گئے۔

★ تھانہ ضلع میں کوکن برادری کی معزز شخصیت اور سوشل ورکر ڈاکٹر حاجی میاں مقری کے چچا زاد بھائی عتیق عبد الغفور مقری کا ۱۲ جون ۸۵ء کو ان کے آبائی وطن تلولی میں انتقال ہوگیا۔

★ ۱۴ جون ۸۵ء کو انجمن اتحاد المسلمین نوشہ کے جنرل سکریٹری جناب نصیر الدین یعقوب مجاور کی والدہ عمر کے ۵۲ ویں سال میں رحلت فرماگئیں۔

★ اردو کے مشہور شاعر اور عالم سید امیر رضا کاظمی کا ۱۱ ستمبر ۸۵ء کو کلکتہ میں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۷۶ سال تھی۔ وہ اردو کی کئی ادبی اور ثقافتی تنظیموں سے وابستہ تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور اور تارا شنکر بینرجی کی کئی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔

★ تھانہ ضلع دیہی مسلم فلاحی تنظیم کے خازن جناب منصور احمد ناجن کی بھانجی اور منصور مُلّا کی اہلیہ ریحانہ کا ۲۳ اگست ۸۵ء کو پڈگھا پورولی میں انتقال ہوگیا۔

★ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور ہیگ میں بین الاقوامی جسٹس کورٹ کے سابق جج سر محمد ظفر اللہ خان لاہور میں ایک طویل علالت کے بعد یکم ستمبر ۸۵ء کو انتقال کر گئے۔ وہ ۹۲ سال کے تھے۔

★ ۳ ستمبر کو بمبئی پورٹ ٹرسٹ کے چیرمین ظفر سیف اللہ اور ڈپٹی کلکٹر ایس ایم سیف اللہ کے والد جناب ایس ٹی سیف اللہ کا پورٹ ٹرسٹ اسپتال میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم ۸۶ برس کے تھے۔

★ موضع ... تعلقہ کھیڈ کے خوش اخلاق تاجر جناب قاسم دادو میاں ... ستمبر ۸۵ء کو حرکت قلب بند ہونے سے بعمر ۷۱ سال انتقال کر گئے۔

★ عظیم شاعر عثمان عامر کا وسط ستمبر ۸۵ء میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم طویل عرصہ سے بیمار تھے۔ آپ کی یادگار ایک شعری مجموعہ "ذرآبہ" ہے جو زیر طبع ہے۔

★ جناب قاسم عبد اللطیف مُلّا متوطن ویرل ضلع رتناگری کا ۲۶ اپریل ۸۵ء کو بمبئی میں انتقال ہوگیا۔ اور تدفین ان کے وطن میں عمل میں آئی۔ مرحوم ایک اچھے مدرس تھے اکثر اوقات امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ یتیم اور بیواؤں کے خیر خواہ تھے۔ کاشت کاری میں خاصی مہارت حاصل تھی اور اس سلسلے میں حکومت نے انھیں انعام دے کر نوازا ہے۔ آپ کی رحلت اہالیان ویرل کا عظیم نقصان ہے۔

★ فل پرائمری اردو اسکول نظام پور تعلقہ مانگاؤں ضلع رائےگڑھ کے صدر مدرس جناب اسماعیل حسن ذالگاؤنکر حج کی ادائیگی کے بعد مکہ معظمہ میں ۲۹ اگست ۸۵ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کر گئے۔

★ ایڈوکیٹ حسن شریف دلوائی صاحب کی والدہ ساجدہ بی کا ۸ ستمبر ۸۵ء کو بعمر ۹۰ سال بمبئی میں انتقال ہوگیا۔ مرحومہ اپنے زمانہ میں بہت اچھی سوشل ورکر تھیں۔ بالخصوص زچگی کے کام میں ان سے بڑی مدد ملتی تھی۔

★ وسط ستمبر ۸۵ء میں وہور ضلع رائےگڑھ کے جناب حسن خان المعروف حسو مقادم کا حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔

★ موضع ساگوین تعلقہ راجہ پور کے سابق ایم ایل اے جناب قاضی صاحب کا پچھلے مہینہ انتقال ہوگیا۔ مرحوم نے ساگوین ویلفیر سوسائٹی، گاؤں میں راشننگ، سڑکیں اور S. T. سروس، تالاب کی کھدائی، بجلی، ٹیلیفون اور سب پوسٹ آفس، کھار لینڈ زمین کا جماعت کیلئے حصول نلوں کے ذریعہ پانی کی سپلائی یہ سارے کام جسمانی اور مالی کمزوری کے باوجود پورے کئے۔ مرحوم اردو کے شاعر تھے اور ایک ضخیم کتابچہ شائع ہوچکا ہے ...

At the same time, India has been receiving help from the Saudi Fund for Development to complete a number of projects in India. India's Koel-Karo Hydro-electric project, Srisailam Hydro-electrics, and Ramagundum thermal project have been receiving Saudi loans.

Considering the political and social stability, Saudi Arabia finds India a fair greund for investment.

MARRIAGE

☐ **Yasmin** Mahmood Mukri of Nairobi to **Abdul Latif** A. Aziz Mukadam of England on 4th Sept. 1985 in Nairobi.

☐ **Neil Sarah,** daughter of Mr. & Mrs. Haji Ahmed **Faqih,** to **Furqan Ahmed,** son of Mr. Rashid Ahmed **Zubairy** (Retired Commissioner) on 1st Sept. 1985 in Pune.

MR. ABDULLA H. AL-SHUBAILI (centre) Consul General in Bombay of the Kingdom of Saudi Arabia and Madam SHUBAILI being greeted by Mr Faisal Essa Yusuf, Consul Gen. of Kuwait and Dean of the Conslur Corps, on occasion of the National Day of K.S.A. being celebrated at Taj Intercontinental (Bombay) on 23rd Sept. 1985

INDIA & SAUDI ARABIA : PARTNERS IN PROGRESS

INDIA and SAUDI ARADIA were brought together by trade and commerce thousands of years ago. The two countries had the honour of being the founding seats of two great religions—Hinduism born in India and Islam born in Saudi Arabia.

For centuries, India imported the best horses from Saudi Arabia and in return Saudi Arabia received a supply of silk, spices, gems and many other things from India. The two countries also exchanged ideas and philosophies, treasures of knowledge and the works of their scholars The bond of friendship became firmer.

Today India and Saudi Arabia enjoy excellent relationship.

Oil is God's gift to Saudi Arabia. But with India, it is not just oil that bolsters the goodwill with Saudi Arabia—**it is the fact that India continues to be the home of the largest number of Muslims in the world.**

The late Prime Minister of India Mrs. Indira Gandhi paid special attention to strengthen the bond of Indo-Saudi friendship. Her visit to Saudi Arabia in April 1982 helped bring the two countries closer and India's new Prime Minister Rajiv Gandhi, we presume, will always value the relationship between the two nations.

Between India and Saudi Abrabia there are no outstanding issues and irritants. More than four lakh Indian workers are employed in Saudi Arabia today. The medical stream is another factor—about 5,000 Indian doctors and para-medical staff have been working in Saudi Arabia.

Indian exports to Saudi Arabia have grown by 30 per cent in recent times. In fact, Saudi Arabia's import needs have been growing in leaps and bounds and India cannot meet them at so fast a rate. Besides, Indian exporters at times do not adhere to the delivery schedule and often slacken quality control of export goods.

Iron and steel constitute the major Indian export items. Antiques, machinery, electrical goods, cotton, textiles, spices, tea, coffee, sugar, vegetables, meat, rice, cashew kernels, engineering goods, fabricators and diesel pumps are others. Indian tea, cardamon and cinnamon will never lose their demand in Saudi Arabia.

India has vast scope for higher exports and increasing joint ventures with Saudi Arabia. India can actually win operations and maintenance contracts for power generation, water desalination as well as agricultural projects in Saudi Arabia. Indian know-how and Saudi finance can mutually benefit the two nations. The Indo-Saudi joint commission has taken some steps towards this goal.

Today, with India's help, Saudi telecommunications have been established, Saudi's rural and postal network has shaped up, postal personnel are being trained and stamps are being printed. The Indian Railway Construction Company is today laying the factory for Saudi Arabia's locomotives workshop for the Saudi Government railroad organisation in Dammam.

The rural electrification of Saudi Arabia's Qasim Province is in the hands of the Bombay Suburban Electricity Supply (BSES). More than a score of Indian public and private companies are busy on Saudi soil.

PROFILE
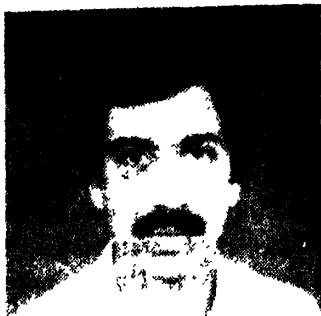
Dr. Khalil Parkar, who has the distiction of being the first doctor from Bankot in Ratnagiri District, has opened a **"Polio, Paralysis, Arthritis Centre"** at the City Clinic, Opposite Charni Road Railway Station, Bombay. The Centre was inaugurated by **Dr. A. R. Undre. Dr. O. P. Kapoor** was the Chief Guest.

Born on August 1. 1955 as the eldest son of noted poet **Aoj Bankoti**, Dr. Khalil has specialised in the treatment of Neuro-muscular diseases like Polio and Paralysis by means of Acu Therapy.

He did his L.C.E.H. from B. H. Medical College, Bombay, in 1979, ranking third in Maharashtra State. He first began his practice in Panvel in Raigad District.

Dr. Khalil is presently lecturer in Anatomy at the C.M.P.H. Medical College, Bombay, and at the Shri Mumbadevi Trust Homeo-pathic Hospital, Bombay.

A member of the Lions Club of Panvel, he is a keen sportsman. He was Junior National Champion in Sailing in the year 1971-72 and was selected to represent India in the World Championships in Yugoslavia.

"Naqshe Kokan" wishes Dr. Khalil all success.

OBITUARIES

● We regret to record the passing away of **Capt Haji Ismail Baba Lendhay** at Bombay, on August 11, 1985.

Born on February 26, 1909 at Makhzan in Ratnagiri District, he joined the Mercan-tile Marine early in life and soon rose to the rank of Captain. The Bombay Port Trust selected him as Berthing Master and he retired as Senior Assistant Dock Master.

His son **Major Dr. Akbar Lendhay** is serving in the army.

(Reported by **Mubin Haji**)

● **Mohd. Sayeed Tolker's mother** passed away on 27th Sept. 1985 after a prolonged illness in Goregaon, Dist. Raigad.

● **Abdus-Salam Talkamlay** (Retired Asst. Collector of Central Excise, Ex-Trustee of Bombay Juma Masjid Trust and Trustee of Roghay Charitable Trust), expired on 26th Sept. 1985 due to an heart attack in Bombay

NEWS / HAPPENINGS

☐ The **President's Award** for his work in the educational field was presented to **Prof. N. S. Gorekar,** Director Anjuman-i-Islam Urdu Research Institute and Ex-Professer at St. Xaviers College (Bombay), on the eve of Independance Day 1985. He thus becomes one of the rare persons from Kokan to be honoured with such a distinguished award.

☐ **Ashraf R. Dalwai** of Kalusta (Ratnagiri) has been appointed Deputy Secretary of Public Health, to the Govt. of Maharashtra.

☐ **Barrister Abdur-Rehman Antulay** was **acquitted** by Justice D. N. Mehta of the many **charges** in cases filed against him in the Bombay High Court in his lengthy judgement in the beginning of Sept. 1985.

☐ At a function sponsored by the **Lions Club** in **Panchayat Samittee Dapoli,** Dist. Ratnagiri, **Mr. Giyas Amin Sunge** of Furus, Headmaster of the **Urdu School in Harnai,** Taluka Dapoli, was presented with the best teachers Award **"DAPOLI TALUKA ADARSH PRATHAMIK SHIKSHAK"** for the year 1985. He was one of the eight recipients of this prestigious award for outstanding contribution to education.

☐ **Vayudoot,** the third-level airline has resumed its **daily flights** between Bombay and Ratnagiri from Sept. 1985.

☐ **Mogul Lines Ltd** will resume its Konkan passenger service between **Bombay** and **Panaji** from October 2.

The daily sailings will call at **Jaigad, Musakazi / Jaitapur, Vijaydurg** and **Devgad.**

The BEST and the state transport will provide special service to connect the incoming and outgoing sailings with facilities for commuters to carry luggage for the voyage.

☐ **Dr. Nasreen,** daughter of **Principal N. A. Wahid,** of Vahoor, started her **medical clinic** in village **Sai,** Dist. Raigad on 29th Aug. 1985.

☐ The **"Darul-Shifa" Diagnostic Centre & Dispensary of Dr Zahida and Dr. Anser Peshimam** was inaugurated on 8th Sept. 1985 at Bharat Nagar, Bandra, in Bombay by **Dr. A R. Undre,** noted Surgeon of Bombay. The Chief Guest at the opening ceremony was **Prof. J. C. Chandurkar,** Member of the Maharashtra Legislative Assembly

☐ A Rs. 2.6-lakh water supply scheme was commissioned by the collector, Mr. Ashok Sinha, at Gavkhadi village in Ratnagiri taluka on 24th Sept. 1985.

☐ An **Arts College** managed by **"Vasai Vikasni"** was started recently in **Bassein,** Dist. Thana, to cater to the students of the area.

☐ **"Jaan Pahchan"** a new Urdu monthly edited by **Mr. Javaid Mulla,** being published from Bhiwandi, Dist. Thana, has come out with its first issue in Sept. 1985.

☐ **The Bombay Sub-Commitee of Kokan Muslim Education Society** has instituted **Education Scholarships** for Muslim Students from Ratnagiri and Sindhudurg. Students from these districts only may apply for the scholarships to :- Mr. M D. Mistry, Secretary Scholarship Committee, 76, Girgaum Road, Bombay-400 004.

☐ The Konkan Region Legal Aid Society will hold a conference at Alibag on Nov. 3 to discuss ways to provide legal aid to the poorer sections of society. The conference will be inaugurated by Justice P. N. Bhagwati, chief justice of the supreme court, and will be presided over by the Maharashtra chief minister, Mr. Shivajirao Patil-Nilangekar.

LETTERS

● I am sure many other readers will join me in expressing appreciation and thanks to Mr. M. M. Thakur (Uran) for the article on N. R. I. Scheme (Naqshe Kokan, September 1985). This is indeed an excellent, useful and informative article which would definitely benefit those Non-Resident Indians interested in investing their savings in India.

ADAM A. GAFUR KUNDLIK,
Saudi Arabia.

● The English Supplement of "Naqshe Kokan" will be more useful if it can include some feature on modern science.

KOLPEKAR KHALID ABDUL REHMAN,
Bombay.

● Let "Naqshe Kokan" devote itself to solving the economic problem of Muslims and to work for their prosperity.

USMAN ALI MALGUNDKER,
Bombay.

● Through your esteemed magazine, I appeal for assistance in obtaining water supply for our village of Veer. This village near Dasgaon, Taluka Mahad, Raigad, comprising of 25 Muslim and 80 Hindu families is desperately in need of water supply for several months in a year. As water is a vital necessity for human survival, we request you to highlight our plight to the relevant authority for providing water supply to our area.

GOOLAM HABIB SIRKHOT, Veer.

● I wish that "Naqshe Kokan", publishes the names of Muslim hospitals and medical centres, including their telephone numbers. Nursing care deserves emphasis, and details of nursing courses may be published so as to encourage more young people to take up the courses which are of short duration and paying. I urge that Muslim women should go in for more and more of social work.

DR. T. E. BIVIJI, Bombay.

KOKAN DEVELOPMENT

RESOURCE ANALYSIS 1: SOIL

Study of Kokan region is now being planned to cover the Resources.

The most important Resource of any region is its "Soil".

Soil of Kokan can be divided into the following classes:

Forest Soil.
Paddy Soil in the Valleys.
Coastal Soil which is Saline.
Alluvial Soil
and Laterite Soil.

A detailed study of Soil in Kokan Region is required to be undertaken to determine its use for paddy and garden crops.

Soil in Ratnagiri Region is acidic, and in Raigad and Thana region neutral in reaction.

Soil of Kokan Region has:

i) Limited water-holding capacity
ii) It gets drained rapidly
iii) and located in steeply sloping land.

It is therefore important that before any project of Agro-economic value is considered a detailed soil-study is a must.

"National Bureau of Soil Survey and Land Use Planning" can provide a guide to the correct land use in Kokan Region.

قائم شدہ :- ۶۲-۱۹۶۲ء

ماہنامہ نقشِ کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپر ایسوسی ایشن، بمبئی

جلد نمبر ۲۴ * نومبر ۱۹۸۵ء * شمارہ ۱۱

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر :- ڈاکٹر عبد الکریم نائیک

معاون مدیر :- ایس۔ اے۔ رحیم قیصر

ملکیت : نقشِ کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (E 3006)

فون نمبر :- 865384/861572

خط و کتابت اور
ترسیلِ زر کا پتہ :-
۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی نمبر ۹-۴۰۰۰۰۹

مقامِ طباعت :
اجمل پریس بمبئی ۳-۴۰۰۰۰۳

مقامِ اشاعت :-
۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی نمبر ۹-۴۰۰۰۰۹

قیمت فی پرچہ :- ۳ روپئے
سالانہ خریداری :- ۳۰ روپئے
بیرونی ممالک سالانہ :- ۱۲۵/۱۵۰ روپئے
" " تاعمر : ۱۵۰۰ روپئے

تاریخِ اشاعت :- یکم نومبر ۱۹۸۵ء

اس ماہ کے نقوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خصوصی پیش کش

منتخب القرآن

ایۃ النسآء یجوز نکاحھن او لا یجوز

نکاح کن کن عورتوں سے جائز اور کن کن عورتوں سے ناجائز ہے

۱۔ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(النساء)

اور جن عورتوں کے ساتھ تمھارے باپ نے نکاح کیا ہو تم ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) کیونکہ یہ بڑی بے حیائی اور غضب کی بات تھی اور بہت ہی دستور تھا۔ (مسلمانو) تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری (رضاعی) مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں (یہ سب) تم پر حرام ہیں اور جن بیویوں کے ساتھ تم صحبت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جو (غالبًا) تمہاری گودوں میں پرورش پاتی ہیں (تم پر حرام ہیں) لیکن اگر ان بیویوں کے ساتھ تم نے صحبت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہاری بہوئیں یعنی اپنے صلبی بیٹوں کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں) اور دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا (بھی حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے۔

جناب ای۔ ایچ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ ۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم دے۔ آمین

نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم

۲۴ جیبل روڈ ۔ ایسٹ ۔ ڈونگری ۔ بمبئی ۹ ۔ ۴۰۰۰۰۹

پچھلے سال کوکن کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں سے ہر مضمون میں بہترین استاد BEST TEACHER کا انتخاب کرکے ہم نے اپنے اساتذہِ کرام کی جو قدر افزائی کی اس نے ہمارے علم دوست حضرات کو بے حد متاثر کیا۔ بنا بریں نہ صرف یہ کہ وہ سلسلہ قائم و دائم ہے امسال مثالی طالب العلم کا انتخاب بھی زیرِ غور ہے۔

یہ اَمر باعثِ مسرت اور قابلِ ذکر ہے کہ بیسٹ ٹیچر ہو یا مثالی طالب العلم انعام و اکرام کا معاملہ sponsored ہوتا ہے۔ اور ہم شکر گذار ہیں ان کرم فرماؤں کے جو اس سلسلہ میں ہماری سرپرستی فرماتے ہیں۔

حال ہی میں یہ تجویز بھی منظور کرلی گئی ہے کہ کوکن کے اردو ذریعہ تعلیم کے ہائی اسکولوں کے جن صدر معلمین یا صدر معلمات نے درس و تدریس میں ۲۵ سال یا اس سے زیادہ مدت تک خدمات انجام دی ہے انہیں اعزاز و انعام دیا جائے۔ بنا بریں کوکن کے تمام اردو ہائی اسکولوں کو سرکولر بھیجے گئے ہیں، اس درخواست کے ساتھ کہ وہ بھی تفصیلات پیش کریں۔ اگر کسی ہائی اسکول تک ہماری یہ درخواست نہ پہنچی ہو تو از راہ کرم وہ ہم سے رابطہ قائم کریں۔ آپ کے اشتراک و تعاون کے لئے ہم آپ کے شکر گذار ہوں گے۔

معتمدانِ اعزازی

فقیر محمد مستری	ابراہیم احمد سند یلکر
نقشِ کوکن پبلیکیشن ٹرسٹ	نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم

مقطع میں چل پڑی ہے سخن گسترانہ بات

اِضرِبُوھُنَّ ــ سُکنیٰ ــ ..... داشتہ

"مُسلم پرسنل لا" پر اعتراض کرنے والے ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں سے یہ کہا ہے کہ "تم اپنی بیویوں کو مارو"۔ (نساء، آیت ۴۵)

واضح ہو کہ قرآن کریم میں ضرب... کا لفظ دو معانی میں استعمال ہوا ہے... یعنی مارنے کے معنی میں اور بیان کرنے کے معنی میں ــ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۴۵ میں اِضرِبُوھن کا جو لفظ ہے اس کے معنی مارنے ہی کے لئے جائیں۔ بلکہ سیاق و سباق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ اضربوھن سے دونوں معانی مراد ہیں۔

پہلے یہ کہا گیا ہے کہ ان کو نصیحت کرو اور خواب گاہ میں ان سے الگ رہو۔ اور ان کے معاملے کی اچھی طرح وضاحت کرو۔ ان کو بتاؤ کہ طلاق کے بعد تم کو کن حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ معاشرے میں تمہارا درجہ گر جائے گا۔ تم بے وقار ہو جاؤ گی اور تمھارا مستقبل بھی غیر یقینی ہو جائے گا ــ اگر اس وعظ و نصیحت کا بھی کچھ اثر نہ ہو تو اس کو بس اتنا مارو کہ خفت و شرمندگی محسوس ہو۔ بعض عورتیں اتنی ضدی، ہٹ دھرم اور اڑیل ہوتی ہیں کہ ان پر وعظ و نصیحت کا اثر کچھ نہیں ہوتا۔ مار کا اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے اس جگہ مار کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر یہ مار ایسی ہو کہ جسم پر داغ نہ پڑے۔ یعنی لاٹھی، چھڑی یا کوڑے کی مار نہ ہو۔ بلکہ تادیبً ایک دو طمانچے مارے جائیں۔ اس کی صراحت احادیث میں موجود ہے۔

ضرب کے معانی

یہ بات قابلِ غور ہے کہ قرآن پاک میں ضرب کا لفظ ماضی۔ حال مستقبل اور امر کے صیغے میں بار بار استعمال ہوا ہے۔ ان میں سے ۲۲ جگہ تو بیان کرنے۔ سمجھانے بجھانے اور معاملے کی وضاحت کرنے کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح سورۂ زخرف، عنکبوت، حج، نحل، زمر، روم، تحریم، یٰس، فرقان، بنی اسرائیل، کہف، رعد اور محمد میں کم سے کم ۲۲ مرتبہ یہ لفظ آیا ہے۔ اور ہر جگہ بیان کرنے، سمجھانے بجھانے اور معاملے کی وضاحت کرنے کے معانی میں آیا ہے۔

اب اتنے قرائن کے ہوتے ہوئے اس بات پر اصرار کرنا کہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۴۵ میں واضربوھن کا جو لفظ ہے اس کے معنی صرف مارنے کے ہیں، نافہمی کی دلیل ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ اسی آیت میں بیویوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا ذکر موجود ہے۔ تو صحیح

یہ ہے کہ واضربوھن کے معنی یہ ہیں کہ تم بیویوں کو سمجھاؤ اور طلاق کے انجامِ بد سے ڈراؤ۔ اور مارو تو محض تنا کہ اس کو خفت و شرمندگی ہو۔

اب جو لوگ اس امر واقعہ کو چھوڑ کر اس کے صرف ایک ہی معنی پر زور دیتے ہیں۔ وہ قرآن کریم کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں۔ قرآن میاں بیوی کو صلح و مصالحت کی دعوت دیتا ہے۔ یہ نہیں کہتا ہے کہ تم دونوں آپس میں مارپیٹ کرتے رہو۔ انشاء اللہ سکنیٰ اور داشتہ کے متعلق کسی اور شمارے میں ذکر کروں گا۔ جس سے معلوم ہوگا کہ قرآن مجید عورتوں کے حقوق کا کتنا نگہبان ہے۔

جن خطوط، مراسلات، مضامین یا سوالات میں بھیجنے والے کا پورا نام و پتہ درج نہ ہو ادارہ انھیں شائع کرنے سے قاصر ہے۔

سوچو تو سہی....

شرعِ اسلام میں ترمیم کرانے والو
نعرہ عورت کی حفاظت کا لگانے والو
خود گریبان میں منہ ڈال کے سوچو تو سہی
زندہ عورت کو سرِ عام جلانے والو

ابراہیم خان طالب

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

بابُ الخلع والطلاق

عن عبداللہ بن عمر انہ طلق امرأۃ لہٗ وھی حائض فذکر عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لیراجعھا ثم یمسکھا حتیٰ تطھر فان بدالہ ان یطلقھا فیطلقھا طاھراً قبل ان یمسھا فتلک العدۃ التی امر اللہ ان نطلق لھا النسآء (متفق علیہ)

ترجمہ :۔ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی۔ اس کا حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ پس آپؐ ناراض ہوئے۔ پھر فرمایا کہ وہ رجوع کرلے۔ (دوسری روایت میں ہے کہ اس کو حکم دو کہ وہ رجوع کرلے۔) اور اس کو روکے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے۔ پھر وہ حائضہ ہو اور پھر پاک ہو جائے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ ضروری سمجھے تو اس کو چھونے سے پہلے پاکی کی حالت میں طلاق دے۔ یہی وہ عدت ہے جس کے متعلق خدا نے حکم دیا ہے کہ عورت کو اس میں طلاق دی جائے۔

تشریح :۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عورت کو حالتِ حیض میں طلاق دینا ناجائز ہے، اور جدائی اسی وقت واقع ہوگی جب وہ تیسرے طہر میں طلاق دے۔ اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ ان تین مہینوں میں اس نے بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔ اگر ہمبستری کر لی تو طلاقیں بیکار ہوگئیں۔ قرآن کا حکم ہے کہ اس اثنا میں وہ بیوی کو گھر سے نکال بھی نہیں سکتا ہے اور عورت کو بھی شوہر کے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ نکلے گی تو کھلا ہوا گناہ کرے گی۔ (سورہ طلاق)

اس حدیث کے حاشیے پر لکھا ہے کہ حالتِ حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔

جناب ملک حسن بخشی کی جانب سے بطور عطیہ۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے۔ آمین

حُسنِ عمل

مہر مہسلائی

پیشِ انوارِ فکر کرتا ہُوں
اک صحابیؓ کا ذکر کرتا ہوں

ایک دن کا ہے واقعہ سُن لو
گوشِ دل سے سنو تو سر دُھن لو

مسجدِ پاک میں سرِ منبر
وعظ فرما رہے تھے پیغمبرؐ

کیسے دن اور کیسی راتیں تھیں
روز سرکارؐ ہی سے باتیں تھیں

جلوہ افروز تھا سراجِ منیرؐ
اور اصحابؓ کا تھا جمِ غفیر

صف بہ صف بیٹھے تھے صغار و کبار
باادب، باقرینہ اور ہشیار

کچھ صحابی کھڑے ہی سُنتے تھے
لبِ اقدس کے موتی چُنتے تھے

آپؐ نے بیٹھنے کو فرمایا
اِجلِسُوا اِجلِسُوا کی آئی صدا

دفعتاً بیٹھے جو جہاں تھے کھڑے
بوڑھے، بچے، جوان، چھوٹے بڑے

اک صحابیؓ تھے تنگ دست غریب
ان کے ایمان کا تھا حال عجیب

دُور جنگل سے لکڑی لاتے تھے
بیچ کر اس کو روز کھاتے تھے

یہی معمولِ زندگانی تھا
یہی مقصودِ شادمانی تھا

دیکھو دنیا کی حیثیت یہ تھی
دینداری کی کیفیت یہ تھی

صبر کرتے تھے، شُکر کرتے تھے
جان و دل سے نبیؐ پہ مرتے تھے

جب وہ صادقؐ، امینؐ ان کا تھا
ان کی دنیا تھی، دین ان کا تھا

اپنے ہادی کے تھے وہ دیوانے
شمعِ ایماں کے تھے وہ پروانے

جو سُنی بات اپنے ہادیؐ سے
کاربند اس پہ ہو گئے جی سے

سر پہ گٹھا لئے وہ آتے تھے
کچھ مگر فاصلہ تھا مسجد سے

کان میں پہنچی اِجلِسُوا کی صدا
بیٹھے فوراً وہ، ہائے ان کی ادا!

دُور مسجد سے، لکڑیاں سر پر
دم بخود عقل ایسے منظر پر

بڑھ کے آجاتے آگے اور ذرا
رکھتے سر سے اتار کر گٹھا

بیٹھتے جا کے پھر وہ مجلس میں
تھا نہ کوئی مضائقہ اس میں

اور اگر بیٹھنا تھا دُور وہیں
بوجھ سر کا اتار دیتے کہیں

الٹی گنگا مگر یہ بہنے لگی
عقل اس کو جنون کہنے لگی

ان سے تا دیل پوچھی آخر کار
بولے شیدائے سیدالابرارؐ

میں یہ باریکیاں سمجھتا تھا
ان کے سُلجھانے میں الجھتا تھا

عقل نے میری فیصلہ یہ کیا
دیرِ حکمِ نبیؐ میں ہے بیجا

بوجھ سر سے اتاروں آگے بڑھوں
زندہ اس وقفہ میں رہوں نہ رہوں

بوجھ سر پہ لئے زمیں پہ رہوں
بوجھ زیرِ زمیں نہ کوئی سہوں

دنیوی بوجھ بس غنیمت ہے
اُخروی بوجھ ایک لعنت ہے

سر پہ لکڑی کا بوجھ باقی ہے
سامنے کوثر اور ساقی ہے

یہی ایماں، یہی اطاعت ہے
آگے رحمت ہے اور شفاعت ہے

حکمِ ہادیؐ کی میں نے کی تعمیل
فکرِ تعمیل سے ہوئی تعجیل

یہی تعجیل ہے متاعِ عمل
حُسنِ ایماں ہے اور حُسنِ عمل

مرحبا اے صحابیٔ اکبر
اپنی سیرت پہ مہرؔ ڈالو نظر

سعید رضوانی
(اعزازی سیکریٹری: ایسوسی ایشن آف مسلم اوقاف)

قطرہ میں قلزم، نکتہ میں دفتر
اللہ اکبر، اللہ اکبر

رویتِ ہلال کا مسئلہ دن بہ دن زیادہ پیچیدہ اور مشکل دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ اس عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں نے یہ محسوس کیا، اور غیروں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اس قوم میں اتحاد و اتفاق نہیں ہے، اور وہ دو دو عیدیں مناتی ہے۔ بعض مسلمانوں نے ۲۹ روزے رکھے، بعض نے ۳۰ اور بعض نے ۳۰ ویں روزے کو حرام قرار دیا۔ درحقیقت یہ مسئلہ اور اس مسئلہ میں چاند کمیٹی کی جانب سے ہماری رہنمائی چنداں کمزور ثابت ہوتی ہے کہ عقیدتمندانِ دین کو اس رہنمائی میں جھول نظر آتا ہے، اور دین کے نہ ماننے والوں کو یہ مضحکہ خیز معلوم دیتی ہے، اور اس بنا پر انھیں مذاق اڑانے، بلکہ تحقیر و تذلیل کے فقرے کسنے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں ؎

ہم کو گر تو نے رُلایا تو رُلایا اے چرخ
ہم پہ غیروں کو تو ظالم نہ بنانا ہرگز
حالیؔ

اس موضوع کی پیچیدگی اور نزاع مسلّمہ ہے۔ لیکن جدید سائنسی اختراعات اس مسئلہ کو سہل اور آسان بنانے میں یقیناً ممد و معاون ہو سکتے ہیں، یہ بھی ایک حقیقت ہے۔

شرعی اعتبار سے رویت کے معنی دیکھنے کے ہیں۔ رویت سادی آنکھ سے بھی ہو سکتی ہے اور عینک کی مدد سے بھی! اور دُوربین کے استعمال سے بھی۔ اگر ہم عینک لگا کر دیکھنے کے مجاز ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دُوربین سے استفادہ ہم نہ حاصل کریں۔ کیونکہ عینک یا دُوربین کے استعمال سے صرف "دید" واضح اور صاف ہو گی۔ کسی زاویہ کا فرق تو نہیں ہوتا۔

حضرت عثمان غنیؓ نے رویتِ ہلال کے لئے ۶ معیار متعین فرمائے، ان میں اول معیار یہ تھا کہ "چاند کا نظر آنا بنیادی طور پر ضروری ہے، چاہے وہ سادی آنکھ سے دکھائی دے یا کسی آلہ کی مدد سے"

طولُ البلد عرضُ البلد

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک ہی طول البلد (Longitude) پر واقع تمام مقامات پر چاند اور سُورج کے طلوع و غروب کے اوقات تقریباً یکساں ہوتے ہیں۔ جبکہ عرض البلد (Latitude) میں واقع تمام مقامات پر چاند اور سُورج کے طلوع و غروب کے اوقات میں ہر دس ڈگری (۱۰°) پر چند منٹوں کا فرق لازم آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پورے برصغیر ہند و پاکستان میں عرض البلد کے اعتبار سے ایک گھنٹہ اور چند منٹوں کا فرق واقع ہو گا۔ گویا کہیں بھی ایک دن کا فرق نہیں ہوتا، یا کوئی تاریخ نہیں بدلتی۔

سائنسی تحقیقات سے رویتِ ہلال کی تاریخ کا پیشگی تعین کیا جا سکتا ہے، لیکن تنازعہ کی صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مقررہ تاریخ کو عام رویت نہیں ہوتی۔ دریں حالیکہ پہلی رات کا چاند بدلی میں چھپا ہوا ضرور ہوتا ہے۔ بلکہ بعض وقت ایک گھنٹہ یا اس سے زائد وقت تک غروبِ آفتاب کے بعد بھی بدلی کی آڑ میں موجود رہتا ہے۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تحقیقات مسئلہ رویتِ ہلال پر

ندوۃ العلماء لکھنؤ نے چند سال قبل ایک مجلس تحقیقاتِ شرعیہ قائم کی۔ اس مجلس نے مسلسل جدوجہد کے بعد اور بڑی نیک نیتی کے ساتھ مسئلہ ہٰذا پر علمی و تحقیقی معلومات فراہم کیں۔ مجلس کی سعی و کوشش قابلِ صد ستائش ہے۔ جسے ایک کتابی صورت میں شائع بھی کیا گیا ہے۔ مجلس کے چند فیصلے ذیل میں درج ہیں، جو قابلِ غور ہوں گے:۔

۱۔ بلادِ بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دُوری واقع ہو کہ عادتاً ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے۔

۲۔ بلادِ قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رویت میں عادتاً ایک دن کا فرق نہیں پڑتا ہے۔

۳۔ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں اور اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے — علماء ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے۔ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بُعدِ مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو۔ اسی بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے، شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہلِ شہر پر لازم ہوگا۔

۴۔ مصر اور حجاز جیسے دُور دراز ملکوں کا مطلع ہند و پاک کے مطلع سے علیحدہ ہے۔ یہاں کی رویت اُن ملکوں کے لئے، اور اُن ملکوں کی رویت یہاں والوں کیلئے ہر حالت میں لازم اور قابلِ قبول نہیں ہوگی۔

بمبئی میں چاند کمیٹی سے متعلق چند علماء کرام کی ایک نشست ۲۳ جولائی ۸۵ء کو منعقد ہوئی تھی۔ جسے چند دردمند تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ترتیب دیا تھا۔ لیکن اس نشست میں تقریباً تین گھنٹوں کی گفت و شنید میں صرف اسی ایک موضوع پر بحث و تکرار ہوتی رہی کہ شرعی اعتبار سے "خبر" اور "شہادت" میں فرق کیا ہے۔ اور "شہادتِ عینی" یا "شہادت علی الشہادت"، و دیگر شرعی اصطلاحات کے معانی کیا ہیں۔

ہم کس بدلی میں مُنہ چھپائے بیٹھے ہیں! ماہرینِ سائنس اپنے علم بلیغ اور کمالِ فن سے چاند تک پہنچ گئے۔ اس کی سطح پر اچھل کود کر واپس آگئے۔ مگر ہمارا علم اور ہماری نظر اتنی محدود ہو کر رہ گئی ہے کہ گذشتہ عید الفطر کے موقع پر پونہ میں چاند دیکھا گیا، اور ہم اس بات کی تصدیق نہ کر سکے۔ لہٰذا پونہ میں، دہلی میں، پورے پاکستان میں، مدراس میں اور نہ جانے کن کن مقامات پر عید الفطر منائی گئی اور بمبئی میں اسی دن روزہ رکھا گیا۔

حدیثِ نبوی:۔ "دیکھو لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالنا، آسانی پیدا کرو۔ دین کو سہل طریقے سے پیش کرو۔ اُلجھن میں نہ ڈالو۔"

ابوداؤد قیصر

چاند کی مٹّی اور پتھّر

تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ یہ واقعہ تعجب اور حیرت سے پڑھا جائے گا کہ امریکہ کے دو آدم زاد ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء کو چاند پر اُترنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور جب وہ وہاں سے آنے لگے تو زمین والوں کے لئے کچھ سوغات بھی لیتے آئے۔ یعنی چاند کی مٹی اور پتھر۔ زمین والوں کے لئے یہ بڑا قیمتی سوغات تھا۔ اربوں ڈالر خرچ کرکے اور پانچ لاکھ کیلومیٹر کا سفر طے کرکے یہ سوغات حاصل کیا گیا تھا۔ بھلا قیمتی کیوں نہ ہوتا۔ جب چاند کا تحفہ امریکہ پہنچا تو زمین پر بسنے والے تمام آدم زادوں نے اس تحفے پر اپنا حق جتایا۔ اور امریکہ سے کہا کہ اس انوکھی مٹی اور پتھر کی ہمیں بھی زیارت کرائی جائے حکومتِ امریکہ نے دنیا والوں کی یہ درخواست قبول کی اور اس مٹی اور پتھر کے نمونے تمام ممالک میں بھیجے گئے۔ یہ نمونہ ہندوستان بھی آیا اور بمبئی بھی۔ بمبئی یونیورسٹی کے کنونشن ہال میں اس کی نمائش کا انتظام کیا گیا۔ اور یہ صلائے عام دے دی گئی کہ ۱۸ دسمبر تک جو چاہے آکر دیکھ لے۔ میں بھی گیا اور دیکھا۔ پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جو بھورے رنگ کا تھا۔ یہی چاند کا پتھر تھا۔ مجھے تو پتھر کے اس ٹکڑے میں کوئی ندرت نظر نہیں آئی۔ زمین پر اس قسم کے پتھر ڈھیروں مل جائیں گے۔ لیکن سُنتا ہوں کہ یہ پتھر دیکھ کر سائنسدانوں کا دماغ چکرا رہا ہے۔ اور انھیں ایسا محسوس ہو رہا ہے تخلیق کائنات کے متعلق ان کے جو نظریات ہیں سب غلط ثابت ہو جائیں گے۔

سائنس دانوں نے اس پتھر کا معائنہ کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس پتھر کی عمر ہماری زمین کی عمر سے بہت زیادہ ہے۔ یہ لاکھوں اور کروڑوں سال زمین سے پُرانا ہے۔ بھلا اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد ان کا دماغ کیوں نہ چکراتا۔ وہ تو یہ کہتے آرہے تھے کہ چاند ہماری زمین ہی کا ایک ٹکڑا ہے۔ کسی زمانے میں زمین کو ایسا جھٹکا لگا کہ یہ ٹکڑا زمین سے الگ ہوگیا۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی سُن لیجئے کہ چاند سے مٹی اور پتھر کا جو نمونہ لایا گیا معائنے سے معلوم ہوا کہ وہ زمین کی مٹی اور پتھر سے مختلف ہے۔ اس سے یہ خیال اور زور پکڑ رہا ہے کہ چاند ہماری زمین کا ٹکڑا نہیں ہے۔ سائنس دانوں کے لئے یہ دوسرا دردِ سر ہے۔

چاند کی مٹی

خیر یہ تو ہوئی چاند کے پتھر کی بات۔ اب سنئے مٹی کی بات۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکی خلاباز چاند سے جو مٹی

لائے تھے وہ زمین کی مٹی سے زیادہ زرخیز تھی۔ امریکہ میں ایک ہی قسم کے بیج چاند کی مٹی میں بھی بوئے گئے اور زمین کی مٹی میں بھی، تو چاند کی مٹی کا پودا جلد اُگا اور بڑھا۔

لیجئے، اب یہاں دوسرا سوال پیدا ہوگیا۔ کہیں تو چاند پر زندگی کے آثار نہیں۔ کہیں تجربے سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اس کی مٹی صرف زندہ ہی نہیں بلکہ زندگی بخش بھی ہے۔

اچھا اب چلتے چلتے دوسرے خلاباز کی یہ رپورٹ بھی پڑھ لیجئے کہ ان دونوں نے جب دوبارہ راکٹ میں داخل ہونے کے بعد چاند گاڑی کو چاند کی طرف ڈھکیلا اور وہ چاند پر آکر گری تو اس سے جو آواز پیدا ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ چاند کھوکھلا ہے۔ اس لئے کہ اس کی آواز دیر تک گونجتی رہی۔ (لیکن جب چاند پر ہوا ہی نہیں تو آواز کیسے گونجتی رہی۔ منہ)

خیر چاند کھوکھلا ہو یا ٹھوس۔ زمین سے زیادہ پرانا ہو یا ہم عمر۔ اب زمین کے آدم زادوں کی یلغار سے بچ نہیں سکتا۔ ان خلابازوں نے زمین اور چاند کے درمیان آمد و رفت کا راستہ کھول دیا۔ اس طرح زمین کی حد چاند سے جا ملی۔

قرآن نے بھی کہا ہے:

وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ

(سورہ انشقاق آیت ۴)

یعنی اس وقت کا خیال کرو جب زمین اتنی پھیلا دی جائے گی کہ اس کی سرحد دوسرے کُرّوں سے جا ملے گی — خواہ یہ ملاپ راکٹ کے ذریعے ہو۔

●

اعتذار

ہمیں افسوس ہے کہ پچھلے شمارہ (اکتوبر ۸۵ء) میں کچھ صفحات ایسے چھپے ہیں کہ ٹھیک سے پڑھے بھی نہیں جا سکتے۔ طباعت کی اس خرابی کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ دراصل لیتھو پرنٹنگ کی مانگ دن بدن کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے لہٰذا مشینوں کی تجدید کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ بلکہ جو پُرانی مشینیں ہیں اور وہ جیسے بھی کام کر رہی ہیں ان پر ہی تکیہ کئے رہنا پڑتا ہے — مگر پچھلے شمارہ کا جو حال ہوا اس نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم بھی آفسیٹ پرنٹنگ اختیار کریں۔ آپ کے اشتراک و تعاون کے بھروسہ پر ہم یہ

انقلابی قدم اُٹھا رہے ہیں۔

اب انشاءاللہ نہ صرف یہ کہ آپ کی شکایت دور ہو جائیگی، بلکہ صوری اعتبار سے بھی خوب تر ہو جائے گا۔

ادارہ

کوکن ڈیولاپمنٹ اسکیم

عبدالغنی عثمان پاؤسکر ایم۔ اے

کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک لیمیٹڈ بمبئی کی "ایکسپانشن اینڈ ڈیولاپمنٹ کمیٹی"، چند سالوں سے کوکن کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل ہے۔ مارچ ۸۵ء میں بمبئی کے ہوٹل پونم میں ایک سیمنار بعنوان "کوکن کا ڈیولاپمنٹ" منعقد کروایا گیا، جس میں حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے صنعت و حرفت سے متعلق تقاریر کیں اور حاضرین کے سوالوں کے اطمینان بخش جواب دیئے۔ نتیجہ یہ اخذ ہوا کہ اس ترقیاتی دور میں اگر کوکن کے باشندے صنعت و چھوٹے موٹے کاروبار میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں گے تو کافی پیچھے رہ جائیں گے۔

کوکن بینک کے ڈائرکٹران اور انڈسٹریل سیل اور ایکسپانشن اینڈ ڈیولاپمنٹ کے ممبران پر مشتمل شری وردھن اور چپلون و رتناگری کا ایک سہ روزہ دورہ رکھا گیا۔ ان تینوں مقامات پر بینک کی اپنی شاخیں کامیابی کے ساتھ کاروبار کر رہی ہیں۔ تقریباً ساڑھے تین سو لوگوں نے میٹنگ میں حصہ لیا۔ جہاں مختصر تقاریر کے بعد زیادہ وقت بحث و مباحثہ، سوالات و جوابات کے لئے دیا گیا۔ انڈسٹریل سیل کے تجربہ کار بزرگ، مگر جواں ہمت افسر جناب ایم۔ ایم ٹھاکور صاحب نے لوگوں کو اہم معلومات فراہم کیں۔ اور یہ نکتہ واضح کیا کہ انڈسٹری سے دور رہ کر، یا گلف سروس سے ہم صرف وقتی خوشحالی حاصل کر سکتے ہیں مستقل اقتصادی اور سماجی خوشحالی کے لئے ہمیں اپنے طور پر انفرادی کاروبار یا اجتماعی طور پر اسمال اسکیل انڈسٹریز قائم کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں کوکن بینک کا انڈسٹریل سیل زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ اور ہر طرح کی رہنمائی کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔

بینک کے چیئرمین جناب عبداللہ ساونت، آنریری سیکریٹری جناب عبدالقادر مقادم، ڈائرکٹران میں سے جناب محمد علی سرکھوت، جناب ابو سیٹھ دلوائی اور جناب ایم۔ ڈی نائیک صاحب نے بھی لوگوں کو انڈسٹری کی اہمیت اور فوائد سے آگاہ کیا۔

حکومت کی پالیسی اور ان سے ملنے والی مراعات سے متعلق لوگوں نے اپنے تجربات بیان کئے۔ یوں تو حکومت کافی اچھی اچھی اسکیمیں اور پروگرام مرتب کرتی ہے مگر یہ خوب صورتی صرف کاغذ تک محدود رہتی ہے۔ جب ان سہولتوں اور مراعات کو عملی طور پر حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو بمشکل کسی کو اس کا فائدہ ملتا ہے۔ ایک تو ان کی پالیسی واضح نہیں ہوتی اور دوسرے ان میں اتنی پیچیدگیاں ہوتی ہیں کہ بہت سارا وقت افسران سے ملاقات اور آفس کے چکر کاٹنے میں ہی گزر جاتا ہے۔

اور یہ فیتہ شاہی روزگار کے امیدوار کی امیدوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔

شرد، وردھن، چپلون اور رتناگری کی میٹنگ کے دوران جو اہم بات سامنے آئی وہ یہ ہے کہ عوام کو اس بات کا احساس تو ہوگیا ہے کہ آنے والے دن، خصوصاً کوکن کے لوگوں کے لئے صبر آزما ثابت ہوں گے۔ میرے اپنے اندازے کے مطابق ہمارے لوگوں کی اکثریت کچھ کرنے کا جذبہ تو رکھتی ہے لیکن وہ تذبذب کا شکار ہے۔ انھیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہے۔ ملازمت پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی قسم کا خطرہ لینا نہیں چاہتے۔ وہ بالکل محتاط رہ کر پیسہ کمانا چاہتے ہیں۔ وہ کاروبار کی دوڑ دھوپ، اتار چڑھاؤ اور نفع و نقصان کے غیر معین طریق کار کے بکھیڑوں میں الجھنا نہیں چاہتے۔ بینک کاری سے وہ خوفزدہ ہیں۔ انھیں یہ اندازہ نہیں ہے کہ بینک ایک بااصول، ایماندار اور سلیقہ مند تاجر کو قرض کی سہولتیں مہیا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ بینک صرف پونجی جمع کرنا نہیں چاہتی۔ بینک کی کامیابی کا راز زیادہ قرضہ جات دینے میں ہے۔ لہٰذا اگر ہم بینک سے قرض لیتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم بینک کی کامیابی اور ترقی میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے کاروبار میں بینک کا قرض لینے میں جھجک محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔

ہمیں انفرادی یا اجتماعی طور پر مختلف طرح کے کاروبار کرنے چاہئیں۔ دیہات کی سطح پر، تعلقہ اور ضلع کی سطح پر ہمیں پروگرام مرتب کرنے چاہئیں۔ رتناگری اور چپلون میں یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ اس جگہ کوکنیوں سے زیادہ ہمیں اتر بھارتی اور کیرالا کے لوگ کامیاب کاروبار کر رہے ہیں۔ ہم اپنا گھر بال بچّے چھوڑ کر گلف جاتے ہیں۔ جب کہ یہ لوگ ہمارے گاؤں دیہات میں منفعت بخش کاروبار کرتے ہیں، اور سیٹھ کہلواتے ہیں۔

گلف والوں کو سنجیدگی سے اس مسئلہ کی طرف دھیان دینا ضروری ہے۔ یوں بھی اب گلف جانے والوں کا سلسلہ تھم سا گیا ہے۔ آنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب جو لوگ وہاں برسرِ روزگار ہیں ان کی تنخواہیں گھٹ رہی ہیں۔ تنخواہ کے ساتھ ملنے والی مراعات ختم کر دی گئیں۔ مہنگائی میں اضافہ کی وجہ ان کی بچت پر گہرا اثر پڑا ہے، بعض مقامات پر چھ چھ ماہ تنخواہیں نہیں ملتیں، اور کئی جگہ لوگ بیکاری سے ہمکنار ہیں۔

ان حالات میں جب یہ لوگ واپس آئیں گے تو یہاں ان کے لئے ملازمتیں حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ نا ممکن ہوگا۔ جو کچھ بچت ہو گی وہ مہنگائی کی نذر ہو جائے گی۔ اور ایک بار پھر ہم گلف سے پہلے والے حالات سے دوچار ہو جائیں گے۔

گلف کی وجہ سے تعلیم کے رجحان میں بھی کمی آچکی ہے۔ اور ہم نے اپنے عادات و اطوار، بیجا اخراجات، فضول رسومات اور ضرورت سے زیادہ بڑے بڑے مکانات تعمیر کروانے والا جو رویہ اختیار کیا ہے وہ اب بہت جلد ہمارے لئے بارِ گراں ہونے والا ہے۔

ہمیں ایسا وقت آنے سے قبل غور و خوض کرنا چاہیئے۔ کوکن کے علاوہ گلف میں جو لوگ ہیں انھیں بھی اس مسئلے کو اہمیت دینی چاہیئے منصوبہ بندی کے ساتھ صنعت کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔

الگ الگ یا مل جل کر ہم دوسری قوموں کی طرح انڈسٹری میں اپنا مقام پیدا کر سکتے ہیں۔

بدقسمتی سے کوکن میں کسی بھی سطح پر ہماری رہنمائی یا رہبری کیلئے لیڈرشپ کا فقدان ہے، لے دے کر کوکن والوں کا ایک ہی ادارہ "کوکن بینک" کامیابی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

ہمیں اپنے ذاتی اور وقتی اختلافات کو بھلا کر اس "ادارے" کی بقا اور ترقیاتی روش کو تیز تر کرنے میں لگ جانا چاہئے۔ لیڈرشپ کے فقدان کا رونا نہیں رونا چاہئے۔ بلکہ یکجا ہو کر اس کمی کو یا ہر خامی کو دور کرنا چاہئے۔

کوکن بینک کی ایکسپانشن اینڈ ڈیولاپمنٹ کمیٹی نے ایک نئی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جو بڑے پیمانے پر کوکن میں ایک بڑی صنعت کا قیام چاہتی ہے۔ انشاءاللہ بذریعہ ڈاک ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اپنا پیام اور پروگرام پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ اس سلسلہ میں آپ بھی ہم سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ "جدوجہد ہمارا نصب العین ہے"۔ ..

● ساحر شیوی
کینیا، مشرقی افریقہ

کی تیرگی سے جنگ کبھی روشنی سے جنگ
کیا خوب تا حیات رہی زندگی سے جنگ

کھولی تھی آنکھ پیڑ خوشی کے اکھڑ گئے
ہے جب سے ہر قدم پہ غمِ زندگی سے جنگ

اندر میرے چھپا ہوا ابلیس ہی تو ہے
جس کا دھرم ہی یہ ہے "کریں آدمی سے جنگ"

مرتا ہوں زندگی کے لئے روز روز میں
کرتا ہوں شہرِ غم میں ہی رہ کر خوشی سے جنگ

آباد دل میں کیوں رہے احساسِ کمتری
ہو جائے فیصلہ جو کرو بے بسی سے جنگ

اتنی ہیں پائیدار میرے درد کی جڑیں
اکھڑے ہیں پیر بارہا کر کے خوشی سے جنگ

منزل کسے ملی ہے محبت کی راہ میں
کی عاشقوں نے بارہا دیوانگی سے جنگ

آنا ہی ہوتا اُن کو تو آجاتے شام تک
کب تک شبِ فراق کریں چاندنی سے جنگ

گو لاکھ ڈگمگائیں قدم راہِ زیست میں
ہم نے بھی ٹھان لی ہے کرینگے بدی سے جنگ

پیمانۂ حیات بھرا کیوں ہے زہر سے
ساحرؔ خودی کے نام پہ کر بےخودی سے جنگ

● نوین وستا

نظر سے اپنی ذرا تم بھی دیکھنا مجھ کو
مرا وجود تو لگتا ہے معجزہ مجھ کو

وہ بولتا رہا میرے خلاف کیا کیا کچھ
مرے خلوص نے پتھر بنا دیا مجھ کو

میں آتی جاتی رُتوں کا گلہ کروں کیسے ؟
کبھی نہ دی کسی موسم نے بددعا مجھ کو

نیا ہی لفظ تھا پھر بھی نئی کتابوں نے
کسی قدیم لغت میں دیا دیا مجھ کو

بس ایک بار ملا اور بچھڑ گیا وہ شخص
نوینؔ زخم دیا اُس نے کونسا مجھ کو

ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی

ایمان وعقیدت کی سرزمین

سعودی عرب

اس ملک کا پورا نام المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ہے. اوراس کی راجدھانی ریاض ہے. عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ خطہ دنیا کا وہ قدیم ترین حصہ ہے جس پر انسان نے سب سے پہلے قدم رکھا. بعض راویوں اور مؤرخوں کا اعتقاد ہے کہ انسان سب سے پہلے اسی سرزمین پر ظاہر ہوا۔ قرآن شریف میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ پہلا گھر ہے جو انسانوں کی عبادت کے لئے مکہ مکرمہ میں بنایا گیا ہے۔ اور سارے جہان کے لئے ہدایت کا مرکز قرار دیا گیا. یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اماں حوا عرفات کی پہاڑیوں میں دفن ہیں. اس ملک کے باقی ماندہ تہذیب و ثقافت کے نشانات عربی یمن میں موجود ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ پانی کے قدیم بند جیسے "بند مآرب" اوراسی طرح کے قدیم محلات اس ملک کی قدامت کے شاہد ہیں۔ درحقیقت عصر جدید انہی شہروں کا رہینِ منت ہے. قدیم تہذیب کے آثار قدیمہ بھی ہے کہ بدوی قبائل جنھیں "الانباط" کہا جاتا ہے جزیرۂ عرب میں چوتھی صدی قبل مسیح سے بھی پہلے آباد تھے اور انھوں نے جنوبی فلسطین کو بھی اپنا وطن بنایا تھا.

جزیرۂ عرب کے شمال میں مملکت تدمر ہے جس کے حکمران "الذنوبی" قبائل ہیں. اور جزیرہ عرب کا مشرقی حصہ

حجاز کے نام سے مشہور ہے، جو ایک طویل زمانے سے چلا آ رہا ہے۔
یہاں کے باشندے تجارت پیشہ ہیں۔ مصر، بازنطینی، ساسانی
اور فارس جیسے بڑے بڑے تجارتی مراکز سے ان کی تجارت وابستہ تھی۔

قبیلۂ قریش مکہ کا ایک محترم گھرانہ ہے جس کے تجارتی
قافلے سردیوں اور گرمیوں میں یمن اور شام کے بازاروں کی
خاک چھانتے رہتے ہیں۔ ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے ان دونوں راستوں کا تعین کیا تھا۔

جزیرۂ عرب، پہلی جنگ عظیم سے قبل مختلف والیانِ
ریاست کے ہاتھ میں تھا۔ سلاسات اور قبائل اس کے
حکمراں تھے، جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

نجد میں آلِ سعود کا خاندان:

سعودیوں کے آباء و اجداد نے ۱۴۴۶ء میں وادیٔ
حنیفہ کو اپنا مستقر بنایا۔ ۱۷۲۶ء میں محمد بن سعود
نجد کے والی بنے۔ نجد اپنے عربی النسل عمدہ گھوڑوں کی
وجہ سے ممتاز تھا۔ آگے چل کر یہ وہابی تحریک کا مرکز بنا۔
محمد بن سعود کے زمانہ میں اس کی یہاں تخم ریزی ہوئی۔
اور محمد بن عبدالوہاب نے اس کو پروان چڑھایا۔

وہابی تحریک کتاب و سنت اور سلف صالحین
کے طریقوں کی اتباع کی طرف ایک دعوت تھی۔ اس کا
مقصد یہ تھا کہ دین میں پیدا ہونے والی نئی نئی بدعات اور
خرافات کو سرے سے ختم کیا جائے۔ ۱۸۰۳ء میں حجاز
عثمانی حکومت کے زیر اثر آگیا۔ ۱۸۳۴ء میں مصر کے ترکی
حکام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گیا۔ سعودی خاندان کے
بعض افراد نے اس میں شرکت کی، جنھیں گرفتار کر کے
قاہرہ کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ پھر وہ لوگ فرار ہو کر نجد واپس
آئے۔ اور جزیرۂ عرب کے وسط میں دوبارہ اپنی حکومت
قائم کر لی۔ لیکن شاہ فیصل کی وفات کے بعد سعودی خاندان
کی قسمت کا ستارہ غروب ہو گیا۔ اربابِ حکومت کی
قوت ختم ہو گئی۔ آٹھواں سعودی حکمراں عبدالرحمٰن آلِ سعود
کے عہد میں سعودی گھرانہ منتشر ہو گیا۔ عبدالرحمٰن آلِ سعود
اپنے چھوٹے بیٹے عبدالعزیز کو لے کر کویت چلے گئے۔ ان لوگوں
نے مبارک الصباح کے یہاں قیام کیا، جس نے انھیں
جوش دلایا کہ وہ اپنی حکومت پھر سے قائم کریں۔ ۱۹۱۲ء
میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ریاض آیا۔ ابن رشید نے پہلے
عبدالعزیز کی مخالفت کی، اور پھر آپس میں سمجھوتہ ہو گیا۔
اور اس نے حائل میں آلِ سعود کی سرداری قبول کر لی۔
ان دونوں نے مل کر ۱۹۲۴ء میں حسین بن علی اور ان کے
رفقاء کو حجاز سے شکست دے کر نکال دیا۔

حائل میں عبدالرشید کا خاندان:

اس خاندان کے قبائل میں قبیلۂ شمر بہت مشہور
ہے۔ اس کا بانی خاندانِ آلِ جعفر کا ایک فرد عبدالرحمٰن بن علی
تھا۔ حائل ریاست کا پایۂ تخت ۱۸۳۵ء سے ۱۸۶۸ء تک
رہا۔ طلال بن عبداللہ یہاں کے والی تھے۔ وادیٔ مرجان،
خیبر، تیما اور قصیم کے کچھ حصے اس میں شامل تھے۔ اس
خاندان کا عظیم والی محمد بن عبداللہ تھا۔ نجد اور اس کے
آس پاس کے علاقوں، جولان اور تدمر کے پہاڑوں تک اپنی
حکومت کو وسعت دی۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے ریاض فتح کر کے
اس کو اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔ اور آخری امیر محمد بن طلال
کو ابن سعود کے لشکر کا مقابلہ کرنا پڑا، جس کے نتیجہ میں
اس نے ۱۹۰۲ء میں ریاض ابن سعود کے حوالے کر دیا۔
اور اس کے بعد حائل بھی۔ آخر میں آلِ سعود سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔

مکہ کا گورنر حسین بن علی:

حسین بن علی کو اس کے خاندان ہاشمی کی طرف نسبت
دیتے ہوئے شریف بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۸۹۳ء میں یہ

یہ استنبول کے سلطان عبدالحمید کے یہاں مقیم تھے ۱۹۰۸ء
میں شریف مکہ سے انھیں حجاز کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۱۶ء
تک وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ پھر حجاز کے بادشاہ
کا لقب دیا گیا۔ ۱۹۲۴ء میں ابن سعود نے حکومت پر قبضہ کرلیا۔

عسیر میں احمد الادریس :

حجاز کے جنوب میں ایک پہاڑی سلسلہ ہے جسے
عسیر کہا جاتا ہے۔ یہاں احمد الادریس المراکشی کی حکومت
تھی جو اٹھارہویں صدی میں حج و عمرہ کی غرض سے آئے تھے۔
لیکن ان کے علم و فضل کے ایسے اثرات پڑے کہ وہاں کے لوگوں
نے بڑا اعزاز و اکرام کیا اور اپنا والی بنالیا۔ یوں ان کے
خاندان والوں کو سیاست میں فوقیت دی گئی۔ اور ان کے
پوتے محمد کو جو کہ جامع ازہر میں تعلیم حاصل کررہا تھا، زمام
حکومت سونپ دی۔ ۱۹۰۹ء میں اتفاق رائے سے
طے کیا گیا کہ وہ ترکی کی اطاعت سے خارج ہو جائیں گے لیکن
کافی جدوجہد کے بعد بھی وہ عثمانیوں کی گرفت سے آزاد نہ ہوسکے۔

یمن میں حمید الدین یحییٰ :

ترکوں نے یمن پر بھی اپنا تسلط قائم کرنے کا ارادہ کیا
لیکن طویل مسافت کی وجہ سے یمن کو فتح کرنا مشکل تھا۔
خاص طور پر ان لڑائیوں کے بعد جو ۱۹۰۴ء اور ۱۹۱۱ء میں لڑی
گئیں۔ اور آخر انھوں نے حمید الدین یحییٰ (زیدی شیعہ) کو یمن
کا سربراہ تسلیم کرلیا، اور داخلی معاملات اس کے ہاتھ
میں رہنے دیئے۔ صلح کا یہ معاہدہ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو عمل میں آیا۔

امارتیں اور سلطنتیں :

جنوبی ساحل جو بحر ہند اور خلیج عرب کے درمیان
پھیلا ہوا ہے وہ مشائخ امراء حکام اور سلاطین کا مرکز تھا،
برطانیہ کو شدید اشتیاق تھا کہ وہ ہند سے محفوظ مواصلاتی
نظام قائم کرے جو ان علاقوں سے ہوکر گزرے۔

عربی انقلاب :

جب پہلی عالمی جنگ ہوئی تو ترکی بھی جاپان کے
کے خلاف صف آرا ہوا۔ برطانیہ نے ابن سعود کا ساتھ دیا۔
تاکہ حکومت ترکی کے خلاف اعلان جنگ ثابت ہو۔
ان دنوں مکہ کے گورنر حسین بن علی تھے۔ انھوں نے امت عربیہ
کو اپنی موافقت پر آمادہ کیا۔ بالآخر عبدالعزیز بن سعود نے
انگریزوں کی معاونت سے حسین بن علی کو شکست دی۔
اور ۸ر جنوری ۱۹۲۶ء کو ابن سعود نے حجاز پر اپنی
بادشاہت کا اعلان کردیا۔ ۹ر نومبر ۱۹۵۳ء میں ان کا
بیٹا سعود حاکم بنا اور ۲ر نومبر ۱۹۶۴ء کو فیصل بن سعود
بن عبدالعزیز نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ کہا جاتا ہے
کہ سعودی حکمراں دو حکومتوں کے مالک ہیں، ایک دنیوی
دوسری دینی۔

یہ مملکت حجاز، عسیر، نجد اور الاحسا نامی چار
حصوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا الگ امیر ہے،
لیکن مرکز ایک ہے۔

سربراہ مملکت :

فہد بن عبدالعزیز آل سعود سربراہ مملکت ہیں۔ ان کے
ولی عہد و نائب امیر عبداللہ بن عبدالعزیز ہیں۔

سعودی عرب کا رقبہ :

کل رقبہ ۱۲۴۹۶۹۰ مربع کلومیٹر ہے۔ ایک مربع
کلومیٹر پر آبادی کے حساب سے ۴ر افراد رہتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء
کی مردم شماری کے مطابق یہاں کے باشندوں کی تعداد
۷۶۶۰۸۰۰ ہے۔ گویا ہر مربع کلومیٹر پر تین افراد رہتے ہیں۔
آبادی کے حساب سے سب سے بڑا شہر مکہ ہے جس کے
باشندوں کی تعداد تقریباً ۲۵۰۰۰۰ ہے۔
اس ملک کا مذہب اسلام ہے اور تقریباً

سو فیصدی مسلم آبادی ہے۔ جدید تعلیم تین مرحلوں میں منقسم ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا انتظام بھی ہے۔ لڑکیوں کے لئے الگ اسکول اور کالج قائم ہیں۔ سنہ ۱۹۶۲ء سے سنہ ۱۹۷۰ء تک ابتدائی مدارس کی تعداد ۲۷۴۱ تھی جس میں ۳۴۲۶۰۰ طلبہ زیر تعلیم تھے۔ متوسط مدارس کی تعداد ۳۷۸ تھی اور طلبہ کی تعداد ۶۶۱۸۵ تھی۔ یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلبہ ۶۵۰۸ تھے جن میں ۴۳۴ لڑکیاں تھیں۔

یہاں کا سکہ ریال ہے۔

حسب ذیل یونیورسٹیاں قائم ہو چکی ہیں:

(۱) جامعہ ریاض (۲) جامعہ ملک عبدالعزیز جدہ (۳) ملک فیصل پیٹرولیم یونیورسٹی (۴) جامعہ ام القریٰ، مکہ۔ (۵) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (۶) جامعہ امام محمد بن سعود، ریاض ـــــ اور حسب ذیل اخبارات شائع ہوتے ہیں:

۱۔ المدینہ۔ ۲۔ البلاد۔ ۳۔ الریاض۔
۴۔ الیوم ۵۔ العکاظ ۶۔ الندوہ۔
۷۔ الجزیرہ۔ ۸۔ الشرق الاوسط۔

انگریزی زبان میں یہ ۲/ اخبارات شائع ہوتے ہیں:

۱۔ عرب نیوز ۔ ۲۔ سعودی گزٹ ۔

ان کے علاوہ بڑی تعداد میں ہفتہ وار اور پندرہ روزہ اخبارات و رسائل بھی شائع ہوتے ہیں۔

گھر گھر میں خوشی کے دیپ جلے

قمر رودلوی اشرفی

تہوار اُجالوں کا آیا
پھر شب کے مقدر جاگے ہیں
گھر گھر میں خوشی کے دیپ جلے
گھر گھر سے اندھیرے بھاگے ہیں
دیوالی کی شب اے ہم وطنو!
پیغام لئے کیا آتی ہے
یہ دیپوں کی مالا آخر
کس واقعہ کو دُہراتی ہے
پوچھو تو ایودھیا والوں سے
یہ رات ہے کیا اسرار لئے
اس رات نے دنیا والوں کو
اب تک ہیں کیا پیغام دیئے
اس رات کے روشن دامن سے
ہے رام کا قصہ وابستہ
دسرتھ کے سپوت اور راون کے
سنگرام کا قصہ وابستہ
جب رام اور لکشمن سونے کی
لنکا کو جلا کے آئے تھے

راون کا تکبّر تیروں کی
بارش سے مٹا کر آئے تھے
اس روز ایودھیا میں اُن کے
آمد کی خوشی میں جنتا نے
دیپوں سے سجا کر گھر گھر کو
عشرت کے ترانے گائے تھے

اُس روز سے اب تک بھارت میں
یہ جشن منایا جاتا ہے
اور وقت کے راون کو اُن کا
پیغام سُنایا جاتا ہے
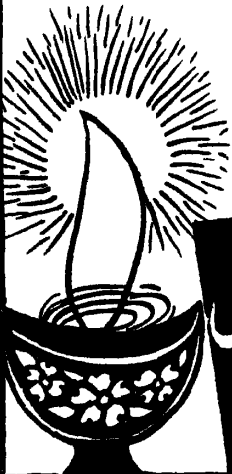
ادارہ نقشِ کوکن اپنے ہندو قارئین کی خدمت میں
دیوالی کی مبارکباد پیش کرتا ہے

وحشتِ دل کا تقاضا تھا اٹھا لائے ہیں
اپنے گھر کیلئے ہم صحرا اٹھا لائے ہیں

اپنے اعمال کا خمیازہ اٹھا لائے ہیں
ہم ترے شہر سے انگارہ اٹھا لائے ہیں

آتے رہتے ہیں زیارت کیلئے اہلِ نظر
ہم جو بے آنکھ کا اک چہرہ اٹھا لائے ہیں

کس کو فرصت تھی کہ پڑھ لیتا کتابِ ہستی
ان کا لکھا ہوا دیباچہ اٹھا لائے ہیں

کس پہ الزام لگائیں کہ خطا ہے اپنی
شہرِ پرشور میں ہم نغمہ اٹھا لائے ہیں

لوگ ڈرتے تھے جہاں عرضِ تمنا کرتے
اُن حسیں ہونٹوں سے ہم وعدہ اٹھا لائے ہیں

بس اسی بات پہ برہم ہے زمانہ اے شانؔ
اپنے کوزے میں جو ہم دریا اٹھا لائے ہیں

شانؔ بھارتی

اب حقیقت ہے مری صرف کہانی کی طرح
خود سے شرمندہ ہوں مفلس کی جوانی کی طرح

کیوں نہ پھر باعثِ تدریس ہو میری ہستی
بزمِ دانش میں ہوں الفاظ و معانی کی طرح

حُسنِ فطرت نے مری فکر کو وسعت دی ہے
کسی چشمے سے ابلتے ہوئے پانی کی طرح

کانچ کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کو میرا کہہ کر
مجھ کو شوکیس میں رکھا ہے نشانی کی طرح

میں مدرس ہوں ضیاؔ پھر بھی زمانے والے
مجھ کو رکھتے ہیں کتابوں میں معانی کی طرح

کلیم ضیاؔ

میں اپنے جلتے گھر کے تماشائیوں میں تھا
میرا شمار شہر کے سودائیوں میں تھا

مانوس ہو سکا نہ ہواؤں کے لمس سے
محبوس اپنی ذات کی گہرائیوں میں تھا

ہر پستہ قد کو اپنا ہی قد چھوٹا سا لگا
کیسا فریب شام کی پرچھائیوں میں تھا

کیسی طمانیت تھی بھرے گھر کے درمیاں
کتنا سکون گاؤں کی پروائیوں میں تھا

نقطہ سا ایک محوِ سفر تھا فضاؤں میں
اور اک شکستہ پر کہیں پہنائیوں میں تھا

راشد جمال فاروقی

واحد محسن

اصلاحِ سخن

اصلاحِ سخن کی کسوٹی پر اس ماہ سکونت کلاں (بہار شریف) کے نوجوان اور نومشق شاعر جناب شمیم اختر سکونتوی کی غزل پیش کی جارہی ہے۔ اس غزل کی اصلاح قہر دہسلائی صاحب نے کی ہے۔ موصوف کوکن کے استاذ الشعراء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپنے کوکن کے بیشمار نومشق شعراء کی رہنمائی کی ہے، اور آپ بزم شعر و ادب کوکن (بمبئی) کے روح رواں بھی ہیں۔ موصوف کی ہمہ جہت شخصیت کے بارے میں کچھ کہنا سُورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

مبتدی شعراء کی توجہ ہم اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اگر اپنے کلام پر اصلاح لینا چاہتے ہیں تو براہِ راست قہر دہسلائی صاحب سے رجوع کرسکتے ہیں۔ (واحد محسن)

غزل از: شمیم اختر سکونتوی

سکونت کلاں، بہار شریف، ضلع نالندہ

اصلاح کار قہر دہسلائی قادری منزل، چوتھا منزلہ

۳۲/۳۰ پاکوڈیا اسٹریٹ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳

(رنج) (عشق)
درد و غم، پیار و محبت جو نہاں ہو جائے
~~میرا افسانۂ ہستی جو بیاں ہو جائے~~
داستاں جب مری ہستی کی

"درد و غم" نہیں بلکہ "رنج و الم" یا "رنج و غم" محاورہ ہے۔ "پیار" ہندی لفظ ہے اور "محبت" عربی۔ ہندی اور عربی الفاظ میں واوِ عطف کا لانا درست نہیں۔ "پیار اور محبت" کہہ سکتے تھے لیکن اس کا محل نہ تھا۔ نیز "ہستی" کی حقیقت کو افسانہ کہنا درست نہیں۔

(روک سکے)
میں مسافر ہوں مجھے کون کہاں ~~پر روکے~~
میری منزل ہے وہاں شام جہاں ہو جائے

"پر" حشو تھا۔

(بال و پر) (ہی رہیں گے اس جا)
~~بام و در~~ حسن کے جلتے ~~ہیں وہاں پر اکثر~~
شعلۂ عشق جہاں برقِ تپاں ہو جائے

"بام و در" کی بجائے "بال و پر" زیادہ موزوں تھا۔ نیز ردیف کے زمانے سے مطابقت ضروری تھی۔ "پر" حشو تھا۔

(زباں پہ نہ فغاں)
آنکھ میں آنسو ~~ہنسی ہونٹ پہ~~ آئے جو شمیم
رازِ الفت نہ زمانے پہ عیاں ہو جائے

"ہونٹ پر ہنسی آنے" سے "رازِ الفت" کے عیاں ہونے کی بجائے "نہاں" ہونے کا امکان تھا۔ نیز "آنسو" اور "ہنسی" متضاد تھے۔
(م۔م)

پرنسپل اے۔ آر۔ موٹلیکر

کیریئر گائیڈنس

ایئر کنڈیشننگ میکانک کورس :۔

صنعت میں مختلف استعمال کے لئے (گرم یا سرد ہوا حاصل کرنے کے لئے) عمارت کو گرم یا سرد رکھتا ہے۔ برقی بٹن۔ بورڈ کے ذریعہ۔ برقی موٹر، پمپ، کمپریسر، ریفریجریٹر یا دوسرے برقی مشینوں اور پرزوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ موٹر گیج وغیرہ آلات کے ذریعے حرارت، دباؤ یا او گیج (مکمل پلانٹ ٹھیک طرح سے کام کر رہا ہے یا نہیں، یہ دیکھنے کے لئے) نوٹ کرتا ہے۔ ضروری درجۂ حرارت قائم رکھنے کے لئے آلہ کی صفائی اور بدلی، تیل دینے وغیرہ کے ذریعہ نظر رکھتا ہے۔ اور ضروری ہو تو بیکار پرزوں کو نکال کر ان کی جگہ دوسرے پرزے بٹھاتا ہے۔ مثالیں فیوز، والوز وغیرہ۔

داخلہ :۔ (۱) سائنس مضامین کے ساتھ ایس ایس سی امتحان کامیاب یا اس کے برابر۔

انتخاب : امیدوار کا انتخاب اگر ضروری سمجھا جائے تو قابلیت کی ٹیسٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

تربیت کی مدت : دو سال۔

داخلہ کے لئے دفتر میں جمع کرنے کی آخری تاریخ عام طور سے ۲۵ مئی کے آس پاس رکھی جاتی ہے۔

کورس کے شروع ہونے کی تاریخ : یکم اگست

منظوری : ریاستی اور مرکزی حکومت۔

امتحان کون لیتا ہے؟ : نیشنل کونسل ان ووکیشنل ٹریڈس (لیبر منسٹری، بھارت سرکار دہلی کی طرف سے سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

ادارے :۔

(۱) صنعتی تربیتی ادارہ : ۲۷۴ سلانے گروجی مارگ بمبئی (۱۶)

(۲) " " " : صنعتی کالونی (وساہت) ترمبک مارگ ساتپور ناسک (۱۶)

(۳) " " " : رتنا گری (۱۶)

(۴) " " " : اوندھ۔ پونہ (۳۲)

(۵) " " " : دیجاپور روڈ۔ شولاپور (۱۶)

(۶) " " " : کلمبیہ روڈ، کولھاپور (۳۲)

(۷) " " " : ستردا آنند پیٹھ، جنوبی امباجھرای مارگ، ناگپور (۱۶)

(۸) " " " : بھڑکل دروازہ کے پاس اورنگ آباد (۱۶)

(۹) " " " : ایم ایچ صابو صدیق پالی ٹکنک ۸ رشیفرڈ روڈ، بائیکلہ بمبئی ۸ (۳۲)

(قوسین میں دیئے ہوئے اعداد امیدواروں کی منظور شدہ تعداد ظاہر کرتی ہے)

اپرنٹس شپ قانون ایکٹ ۱۹۶۱ء کے مطابق یہ ہوکیشن ظاہر کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے مطابق ذیل کے ہوکیشن اپرنٹس شپ کے لئے ہر سال عام طور سے

جولائی۔ اگست کو امیدواروں داخلہ دیتے ہیں۔ عام طور پر صنعتی تربیتی ادارہ میں ایک سال تربیت یافتہ امیدواروں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ ادارے اسکولوں میں کامیاب طلبہ کو امیدوار کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں اور امیدواری کے تین سال کے عرصہ کے درمیان امیدواروں کو فی کس فی ماہ ذیل کے حساب سے stipends دیا جاتا ہے۔

(۱) پہلے سال ۱۲۰ روپئے (۲) دوسرے سال ۱۴۰ روپئے (۳) تیسرے سال ۱۶۰ روپئے

اس ایکٹ کے تحت نیشنل کورس کے منظور شدہ ادارے/اسکول نہیں۔ تربیت نامی جو عرصہ stipends کے نئے شمار میں لیا جاتا ہے۔

نیشنل کونسل ان ووکیشنل ٹریڈس، بھارت سرکار وزارت محنت، نئی دہلی کے ذریعہ امتحان لیا جاتا ہے۔ اور کامیاب امیدواروں کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

تربیتی ادارے:۔

(۱) بامبے الیکٹرک سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ، بیسٹ ہاؤس، بمبئی ۴۰۰۰۰۱

(۲) ٹائمز لمیٹڈ ایکسپریس ٹاور، نریمان پوائنٹ بمبئی ۴۰۰۰۲۱

(۳) ہولٹ لمیٹڈ، ڈاکٹر اینڈ کر روڈ، بمبئی ۳۲

(۴) امریکن ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ کمپنی لمیٹڈ سادھنا ریان ہاؤس، ڈاکٹر دادا بھائی نوروجی روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۱

(۵) دی کرشنن اینڈ کمپنی۔ موتی باغ۔ سائن ٹرامبے روڈ، چمبور، بمبئی ۴۰۰۰۷۱

(۶) بلیو اسٹار، لانگم روڈ، قلابہ، بمبئی ۴۰۰۰۰۵

(۷) کولڈ اسٹرم - ۵۱-۱۷، مور لینڈ روڈ، بائیکلہ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

(۸) نیر انجینیرنگ ورکس، بھیسانیہ بلڈنگ، کھمباتا لین، بمبئی ۴۰۰۰۰۴

(۹) گودریج اینڈ بائس مینوفیکچرنگ کمپنی لمیٹڈ فیروزشاہ نگر، لال بہادر شاستری مارگ وکھرولی، بمبئی ۴۰۰۰۷۹

(۱۰) مہاراشٹر راجیہ ودھیوت منڈل، پاور ہاؤس کورڈی، ضلع ناگپور۔

(۱۱) انٹرنیشنل ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا، بمبئی وماں تل، بمبئی ۴۰۰۰۵۷ (ائیرپورٹ)

(۱۲) کرلوسکر نیماٹک - ہڈپسر، پونہ

(۱۳) رگولڈ کمپنی، پمپری، پونہ

ذیل کے ادارے اپنی خواہش سے امیدواروں کو داخلہ دیتے ہیں۔ ایکٹ کے تحت اپرنٹس شپ امیدواروں کو داخلہ دینے کی ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

(۱) ایوریسٹ ریفریجریشن، گھنتولی، ناگپور

(۲) بھوساری ریفریجریشن، ہنومان نگر، ناگپور

(۳) پریم ریفریجریشن، گاندھی باغ، ناگپور

(۴) ناگپور گیس اینڈ ڈومیسٹک اپلائینسس، ماؤنٹ روڈ - ایکسٹینشن، ناگپور

امیدواری سے متعلق خصوصی معلومات ذیل کے پتوں پر مہیا ہوسکتی ہیں:۔

(۱) شکشنا رتھی سلاکار، تنتر شکشن سنچالنالیہ مہاپالیکا مارگ بمبئی ۴۰۰۰۰۱

ملازمت کے مواقع:۔

ایئر کنڈیشننگ اور ریفریجریشن میکانک کو

کو عام طور سے ڈیری، محکمہ سمکیات (Fisheries) اسپتال، ہافکن انسٹی ٹیوٹ، بڑے صنعتی ادارے، سرد خانے، پرائیویٹ بڑے بڑے دفتر، بڑے شہروں کے سینما گھر وغیرہ میں میکانک کی حیثیت سے ملازمت یا کام مل سکتا ہے، بڑے شہروں میں میکانک اپنا خود کا کاروبار بھی شروع کر سکتا ہے۔

صنعتی تربیتی اداروں کے نصاب کی تکمیل کے بعد سینٹرل انسٹی ٹیوٹ، داس نگر، کلکتہ کا ایک سال کا انسٹرکٹر کا نصاب مکمل کرنے پر صنعتی تربیتی اداروں میں انسٹرکٹر کے اسامی کے لئے تقرر ہو سکتا ہے۔

چند اسامیوں کی تنخواہ کے اسکیل (شرح) ذیل میں درج ہیں:-

ھافکن ادارہ:-

(۱) میکانک: روپئے ۱۷۰-۸-۲۱۰-۱۰-۲۸۰

(۲) معاون میکانک: روپئے ۱۱۰-۳-۱۲۲-۴-۱۵۰-۵-۱۹۵-

(۳) محکمہ سمکیات (Fisheries):-

روپئے ۱۶۰-۵-۱۸۵-۶-۲۱۵

(۴) محکمہ فلاحِ حیوانات:-

روپئے ۱۴۵-۵-۱۸۵-۵-۱۹۵-۶-۲۲۵

(۵) صنعتی تربیتی ادارہ میں جونیر انسٹرکٹر:-

روپئے ۱۳۵-۵-۱۷۰-۶-۱۸۸-۶-۲۰۰-۸-۲۴۰-۱۰-۲۹۰

(۶) صنعتی تربیتی ادارہ میں سینیر انسٹرکٹر:-

روپئے ۲۲۰-۱۰-۲۸۰-۱۵-۳۱۰-۱۵-۴۳۰

صنعتی تربیتی اداروں میں انسٹرکٹرس کو ۳۰۰-۵۷۵ اس اسکیل میں گروپ انسٹرکٹر کی اسامی کے لئے ترقی مل سکتی ہے — سینٹرل ہاسٹل بمبئی ۴۰۰۰۵۷ یہ ۵ سال کے تجربہ کے بعد ۴۰۰ روپئے بنیادی تنخواہ پر تقرر کرتا ہے۔ اور تنخواہ کے علاوہ سروس چارجیز الگ سے دیتا ہے۔

گودریج اینڈ بائس مینوفیکچرنگ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ بمبئی ۴۰۰۰۷۹ - یہ سی گریڈ ملازمین کو عام طور سے ۴۷۰ روپئے فی ماہ (بنیادی تنخواہ) اور دو سال بعد ڈی گریڈ ملازمین کو عام طور سے ۴۹۰ روپئے فی ماہ تنخواہ ادا کرتی ہے۔

خواہش مند حضرات سے درخواست ہے کہ دی گئی معلومات کے بارے میں متعلقہ اداروں سے براہ راست یا مکتوب کے ذریعہ ضروری معلومات حاصل کریں۔ اور اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کریں کیونکہ پروفیشنل معلومات میں فوری طور سے تبدیلی کی گنجائش ہوتی ہے۔

پروفیسر نورالدین زاہد
سرینگر

شُتر مُرغ ایک پرندہ ہے، مگر قوتِ پرواز سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ عرب اور افریقہ کے صحراءیں پایا جاتا ہے۔ جب کھڑا رہتا ہے تو اس کا سر زمین سے آٹھ فٹ اونچا رہتا ہے۔ وزن ڈیڑھ سو پونڈ کے قریب ہوتا ہے۔ پرندوں میں یہ سب سے بڑا پرندہ ہے۔ اس کی گردن اونٹ کی طرح لمبی ہوتی ہے۔ اس کے بازو بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ اُڑنے کے کام نہیں آسکتے۔ اس کی ٹانگیں لمبی، پتلی لیکن بہت مضبوط ہوتی ہیں۔ اور یہ چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ اس کے پیروں میں مضبوط ناخن والی دو انگلیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ دشمن کو زور سے لات مار کر ہلاک کر ڈالتا ہے۔

یہ سما
چالیس میل
فی گھنٹہ
کی رفتار سے دوڑ
سکتا ہے

شتر مرغ کی مادہ دو بڑے انڈے دیتی ہے۔ انڈے کا وزن تین پونڈ کے قریب ہوتا ہے۔ مادہ ریت میں ایک گڑھا سا کھودتی ہے، اور اس میں انڈے دیتی ہے۔ خود دن کے وقت اس پر بیٹھتی ہے اور نر رات کے وقت ان انڈوں پر بیٹھتا ہے۔

شتر مرغ ایک مفید پرندہ ہے۔ اس کی چھوٹی دم اور بازوؤں پر لمبے لمبے پر اگتے ہیں۔ لوگ ان پروں کو آرائش کیلئے خریدتے ہیں۔ بارہ سال کی عمر تک اس سے یہ پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ عموماً بارہ سال کے بعد اسے ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کے گوشت کو نمک ملا کر رکھتے ہیں۔ یہ گوشت بہت دنوں تک ٹھیک رہتا ہے۔

اس کی ہڈیوں کو پیس کر پوڈر بناتے ہیں۔ دشمن کا بہت بہادری سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور لاتوں سے اس کی جان لے لیتا ہے۔

(ماخوذ از اشاعت الحق)
سرینگر

★

نوٹ:- شُتر مُرغ سے بھی بڑا ایک پرندہ ہے۔ اس کو سیمرغ کہتے ہیں۔ اس کی کیفیت نامعلوم ہے۔ اس کا تعارف محض شیخ سعدی کے اس شعر سے ہوا ہے کہ
"کہ سیمرغ درقاف قسمت خورد"
مگر یہ پرندہ افسانوی معلوم ہوتا ہے۔
(مدیر معاون)

ترکِ تعلقات کو اک لمحہ چاہیئے
لیکن تمام عمر مجھے سوچنا پڑا
فنا نظامی کانپوری

خالد اگاسکر

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

نیند کی حالت میں جو خواب دیکھے جاتے ہیں ان کا تعلق لاشعور اور تحت الشعور سے ہوتا ہے۔ دن بھر انسانی جسم پر جو کیفیات گذرتی ہیں ان کا ردعمل خواب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ آدمی اپنی تمام خواہشات کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ نتیجے میں اس قسم کی آرزوئیں خواب میں مکمل ہوتی نظر آتی ہیں۔

یہاں خواب سے مراد وہ خواب ہیں جو آدمی جاگتے میں دیکھتا ہے۔ دنیا میں موجود ہر آدمی کا زندگی کے بارے میں کوئی نہ کوئی نقطہ نظر ہوتا ہے۔ اور وہ اسی نظریے کے مطابق زندگی گذارنا چاہتا ہے۔ یہ بالکل ضروری نہیں کہ جس انداز سے وہ جینا چاہتا ہے اسی طرح جی سکے۔ نتیجے میں وہ خواب دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ کل ایک نیا سویرا آئے گا۔ یہ نیا سویرا سجاد ظہیر یا مخدوم محی الدین والا نیا سویرا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوتا یوں ہے کہ وہ اپنی زندگی کو خوشحال دیکھنا چاہتا ہے: میرا اپنا ایک گھر ہو گا۔ ایک کار ہوگی۔ لمبا چوڑا کاروبار ہوگا۔ اور اس کاروبار کے بدلے میں خوشیوں کے پھول برسیں گے، یہی وہ خواب ہیں جن کے سہارے آدمی زندگی گذارتا ہے۔ موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ آدمی کی ساری زندگی اسی قسم کے خواب دیکھنے میں ختم ہو جاتی ہے۔ نئی سحر کی تلاش میں وہ شب کا دامن تھام لیتا ہے۔ صبح ہوتی ہے لیکن وہ نئی نہیں ہوتی۔ بلکہ ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ کل تھی پھر وہ شب کا انتظار کرتا ہے ایک نئی صبح کی آرزو میں۔

دراصل آدمی اپنی زندگی میں بہت سارے چھوٹے موٹے خواب دیکھتا ہے۔ اس کے بہت سارے خواب مکمل بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ انھیں بھول جاتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جو چیزیں آسانی سے ہاتھ آجاتی ہیں ان کی ہم قدر نہیں کرتے، اور جو چیزیں آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتیں انھیں کافی اہمیت دیتے ہیں۔ اور یہیں سے خواب کی ابتدا ہوتی ہے۔

عام طور پر اس قسم کے خواب دیکھنے والوں کی ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ ان پر فقرے کسے جاتے ہیں۔ انھیں خیالی پلاؤ پکانے سے تعبیر کرتے ہیں یا پھر انھیں شیخ چلی کہا جانے لگتا ہے۔ اس قسم کے فقرے کستے ہوئے ہم خود کو بھول جاتے ہیں۔ خواب ہم بھی دیکھتے ہیں۔ خواب جو چھوٹے ہو سکتے ہیں اور بڑے بھی لیکن یہ خواب خوب صورت ہوتا ہے۔

اور کوئی معمولی سا نوجوان ایک اچھی سی بیوی کا خواب دیکھتا ہے تو ہم اس پر کیوں ہنسیں۔ اسی طرح ایک لڑکی ایک اچھے سے گھر کا خواب دیکھے تو اسے مذاق کا نشانہ کیوں بنایا جائے۔ اسی طرح ایک پروفیسر یا ٹیچر یا کسی آفس کا کلرک اگر خوشحال زندگی کا خواب دیکھتا ہے تو اس میں کیا عیب ہے۔ یہ خواب ہی ہمارا سرمایہ ہیں۔ ہم ان پر ہنستے ہوئے اپنے خواب بھول جاتے ہیں۔

یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ آدمی اپنی بساط سے بڑھ کر خواب کیوں دیکھے۔ اگر مجھ سا معمولی آدمی ملک کا

پرائم منسٹر بننے کا خواب دیکھے تو یہ میرا احمقانہ خواب ہوگا۔
کیوں کہ مجھ میں اتنی قابلیتیں اور صلاحیتیں نہیں ہیں جو میں
ملک کا پرائم منسٹر بن سکوں۔ ہاں ہندوستان کی سیاست
نرالی ہے کہ یہاں وزیر اور وزیر اعلیٰ بننے کے لئے کسی قسم کی
صلاحیت کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ یہاں محکمۂ زراعت
کا وزیر وہ بنتا ہے جسے فصلوں کے نام تک یاد نہیں ہوتے۔
تعلیم کے محکمے پر وہ ہاتھ صاف کرتا ہے جو کلاس روم میں سب سے
آخری ڈیسک پر بیٹھا کرتا تھا۔ شعبۂ مالیات اس کے حصے
میں آتا ہے جو رشوت خوری کے حساب کتاب سے واقف ہو۔
جسے خون پینے کی لت ہوتی ہے وہ محکمۂ صحت میں گھس جاتا
ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے یہاں الیکشن ایک
مذہبی عقیدہ بن کر رہ گیا ہے۔ اور اس اندھی عقیدت کے
سیاست دان خوب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ہر سیاست دان کسی نہ کسی مذہب کو ماننا ضرور
ہے۔ اور مذہب پروپگنڈے اور کشش کا آسان سا حربہ
ہے۔ مذہب ہی کو لے کر اپنا الّو سیدھا کیا جاتا ہے۔
اور ہمارے یہاں کرسی حاصل کرنے کے لئے مذہب کا
ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی کے سہارے ایک دوسرے
کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے۔ اور ہماری بھالی جنتا بھی
تو آخر مذہب کو مانتی ہے۔ (مذہب کو ماننا اور
مذہب کو جاننا دونوں الگ الگ باتیں ہیں) اور پھر
دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ ووٹ دینے کا حق ہر ہندوستانی
کو حاصل ہے۔ پھر وہ ہندوستانی کوئی بھی ہو سکتا ہے۔
درخت پہ کائیں کائیں کرنے والا کوّا بھی ہندوستانی ہے۔
اور کھیت میں ہل کھینچنے والا بیل بھی ہندوستانی ہے۔
نہ ایسے بزرگوں سے سُنا ہے (اور یاد پڑتا ہے کہ درسی کتابوں
میں بھی لکھا ہے) کہ ہندوستان میں جمہوری نظام نافذ ہے۔
اس بیان سے انحراف کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے
[اس ملک میں الکشن کا ہونا ہی جمہوریت کی اکلوتی
نشانی باقی رہ گئی ہے] تو میرے پیارے قارئین
ہندوستان خوش حال ہوگا: سب یہی کہتے ہیں۔
اسی لئے خالد اگاسکر بھی یہی کہتا ہے۔ نیا سویرا آئے گا،
اور ضرور آئے گا۔ خواب دیکھئے کہ خواب بڑے خوب صورت
ہوتے ہیں۔

ایسے خواب کیوں دیکھے جائیں جن کی تکمیل نہیں
ہو سکتی۔ خواب دیکھئے۔ چھوٹے موٹے خواب۔ ایک
اچھے سے گھر کا۔ خوش حال زندگی کا۔ یہ خواب مذاق کا
موضوع نہیں بن سکتے۔ اور نہ ہی انھیں مذاق کا موضوع
بنایا جا سکتا ہے۔ یہ ایسے خواب ہیں جن کی تکمیل ہو سکتی
ہے۔ محنت اور جستجو شرط اولین ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ ہم جس سماج، ملک اور
معاشرہ میں جی رہے ہیں وہاں ایک اچھی سی زندگی
گزارنے کا خیال بھی کسی خواب سے کم نہیں ہے۔ ہم ایک
ایسی فضا میں سانس لے رہے ہیں جہاں نہ علم کی قدر ہے
نہ خلوص و ایمانداری کی۔ کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے کہ
ہم صرف زندگی گزارنے کے لئے ہی جی رہے ہیں یا صرف
دنیا داری نبھانے کے لئے۔ زندگی جی لینا بھی بہت ہمت
کا کام ہے۔ اور بہادر ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی جی لیتے
ہیں، زندگی کے مزے وہی لوٹ سکتا ہے جو خود کو
خود فریبی کے خوش حال محل میں قید کرلے۔

ہم ایک ایسے معاشرے میں جی رہے ہیں
جہاں ماں کی گود سے اپنی گور تک مجبوری ہی مجبوری
سانس لے رہی ہے۔ اپنے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لئے
آدمی کو اپنی طبیعت اور مزاج کے خلاف کام کرنا پڑتا ہے۔ ایسے

ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے جن کے ساتھ دو پل گذارنا بھی خود کو قتل کر دینے کے مترادف ہے، جھوٹ کی بنیادوں پر بسی ہوئی اس کاروباری دنیا میں ایک سیدھے سادے آدمی کو دن بھر میں نہ معلوم کتنی مرتبہ ذلیل ہونا پڑتا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ ہر آدمی عام طور پر دوسروں کے غصے اور نفرت کا شکار ہو جاتا ہے۔ نتیجے میں دن بھر میں ملنے والی مایوسی اور جھلاہٹ سے بچنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ آدمی خواب دیکھے۔ ایسے خواب جو مکمل بھی ہو سکیں۔ یہ خواب مکمل بھی ہو سکتے ہیں۔ شرط صرف اتنی ہے کہ آدمی میں لگن ہو اور عشق بھی ۔۔ آئندہ ہم بات کریں گے عشق پر۔ اس وقت تک کے لئے جاں نثار اختر کا ایک شعر سن لیجئے :-

ایک بھی خواب نہ ہو جس میں وہ آنکھیں کیا ہیں
اک نہ اک خواب تو آنکھوں میں بسا ؤ یارو

"ایک سے ایک تک"

جناب خالد اگاسکر نے حسب وعدہ سلسلہ کی اگلی کڑی ارسال فرمائی ۔ مگر چونکہ پچھلے شمارہ میں اس کا عنوان "ایک سے ایک تک" کی بجائے سہواً "ایک سے ایک" لکھا گیا تھا۔

خالد صاحب کو

یہ شک ہوا کہ

کہیں تک پھر نہ غائب ہو جائے، انھوں نے عنوان ہی بدل ڈالا ۔ اب یہ پھر مندرجہ بالا عنوان سے شائع ہوتا رہے گا۔

(ادارہ)

عجیب ترین مخلوق

کرۂ ارض پر لاکھوں کروڑوں انواع کی مخلوقات بستی ہیں بعض کے طور طریقوں اور معمولات کا مطالعہ کیجیے، تو اچنبھا ہوتا ہے۔ مگر ہر نوع کی مخلوق اپنے رہن سہن، عادات و اطوار میں چند بندھے ٹکے ضابطوں کی پابند نظر آتی ہے۔ آج ایک ایسی مخلوق کا حال پڑھیے جس کی زندگی میں کوئی ایک ضابطہ کارفرما دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ایک جگہ کسی ضابطے کی پابندی کرتی ہے تو دوسری جگہ اسے توڑ ڈالتی ہے۔ — وہ دراصل ایک جانور ہے جو لگاتار ایک سو پندرہ گھنٹے جاگ سکتا ہے۔ بائیس دن پانی پیے بغیر گزارا کر سکتا ہے، ۷۵ دن بھوکا رہ سکتا ہے سخت جانی کا یہ عالم ہے کہ ایک طرف ۲۸۸ درجے تک کی حرارت برداشت کر لیتا ہے تو دوسری طرف صفر سے ۱۴۳ درجے نیچے کی سردی بھی جھیل جاتا ہے۔

اتنا عجیب جانور ہے کہ ۲۸ ہزار فٹ بلند پہاڑوں پر بھی دیکھا گیا ہے اور سمندر میں ۵ سو فٹ تک گہرائی میں بھی۔ اس کا کوئی عضو کٹ جائے تب بھی زندہ رہتا ہے۔ اس نوع کے بے شمار جانور آنکھوں، کانوں اور دانتوں کے بغیر بھی تندرست پائے جاتے ہیں بعض کے پھیپھڑے، معدہ، آنتیں اور دوسرے اندرونی اعضا نکال دئے گئے پھر بھی زندہ ہے۔ حد یہ ہے کہ دل کی حرکت بند ہو جانے کے بعد بھی ۲۰ منٹ تک اس میں جان باقی رہتی ہے۔ — اس جانور کی عمر طبعی بھی وہیل، ہاتھی اور کچھوے جیسے دراز عمر جانوروں کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ دنیا کا کوئی گوشہ نہیں جس کی آب و ہوا اسے راس نہ آتی ہو قطبین کے برفانی میدان ہوں یا استوائی خطے، دلدل ہو یا صحرا، پہاڑ ہو یا جنگل، شہر ہو یا بیابان سبھی جگہ ملتا ہے۔ بلکہ خلائی تحقیق کے دوران میں یہ جانور

کرۂ زمین سے ۴ سو میل اوپر خلا میں بھی دیکھا گیا ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ ایک گھنٹے میں ۸ ہزار میل کا فاصلہ طے کر سکتا ہے، بعض اوقات ۵۶ ہزار فٹ کی بلندی سے گر کر بھی زندہ رہتا ہے۔

یہ جانور لڑنے پر آتا ہے تو شدید خونخواری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ذہین اور چالاک اس قدر ہے کہ اس کے بارے میں کوئی پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی۔ پچاس پچاس ٹن وزنی وہیل مچھلی کو اکیلا شکار کر لیتا ہے۔ ایک مرتبہ تو اس نے ایک ہی وار میں ۸۰ ہزار انسانوں کو موت کے گھاٹ سلا دیا تھا۔ یہ دنیا کی واحد مخلوق ہے جو نہ آگ سے ڈرتی ہے نہ پانی سے۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ اتنی باکمال مخلوق کرۂ ارض ہی پر بستی ہے، تو روزمرہ کے بعض اہم مسائل حل کرنے میں اس سے کیوں نہ مدد لی جائے۔ مثلاً یہ کہ موسم گرما میں پانی کے نلکے خشک نہ ہوں، بجلی بار بار غائب نہ ہو، ریل گاڑیاں اور بسیں وقت پر چلیں، سڑکوں کی مرمت بروقت ہو جایا کرے۔

آپ کی آرزو بجا
لیکن
مشکل یہ ہے کہ
وہ باکمال مخلوق
انسان ہے اور جو مسائل آپ کو
درپیش ہیں وہ بھی انسانوں ہی کے
پیدا کردہ ہیں ——— ....

ٹیسٹ کرکٹ میں پہلی جیت

از: احمد بامنے

اب تک ۱۰۸ سالہ ٹیسٹ کرکٹ کی تاریخ میں ایک ہزار پچیس ٹیسٹ میچ کھیلے جاچکے ہیں۔ اور ان ٹیسٹ میچوں کو آٹھ مختلف ممالک کی ٹیموں نے مل کر کھیلا ہے۔ ان میں انگلستان اور آسٹریلیا کے درمیان سب سے زیادہ ۲۵۷ ٹیسٹ میچ ہوئے ہیں۔ سب سے پہلا ٹیسٹ میچ آسٹریلیا اور انگلستان کے درمیان ۱۵ مارچ ۱۸۷۷ء کو ملبورن میں کھیلا گیا یہ ٹیسٹ میچ صرف چار دن کے اندر آسٹریلیا نے ۴۵ رن سے جیت لیا۔ اس طرح آسٹریلیا سب سے پہلی ٹیم ہے جس نے اپنا پہلا ٹیسٹ میچ جیتا ہو۔ انگلستان کو اپنی اولین فتح کے لئے ۳ سال اور ۲۰ دن انتظار کرنا پڑا۔ یعنی آسٹریلیا کو ۵ اپریل ۱۸۸۰ء کو شکست دیکر انگلستان نے اپنی فتح کا پرچم لہرایا۔ انگلستان کا یہ تیسرا ٹیسٹ میچ تھا۔ اس کے بعد ٹیسٹ کرکٹ میں داخل ہونے والی تیسری ٹیم جنوبی افریقہ کی تھی جس نے اپنا پہلا ٹسٹ انگلستان کے خلاف ۱۸۸۹ء میں کھیلا، اور صرف دو دن میں گنوا دیا۔ جنوبی افریقہ کو اپنی پہلی جیت ۴ جنوری ۱۹۰۶ء کو انگلستان ہی کے خلاف نصیب ہوئی۔ اور یہ جنوبی افریقہ کا ۹ واں ٹیسٹ تھا اسطرح جنوبی افریقہ کو پہلی فتح حاصل کرنے کے لئے ۱۶ سال ۹ ماہ اور ۲۳ دن کا انتظار کرنا پڑا۔

ٹیسٹ کرکٹ میں داخل ہونے والی چوتھی ٹیم ویسٹ انڈیز تھی جس نے لندن میں انگلستان کے خلاف اپنا پہلا ٹیسٹ میچ ۲۳ جون ۱۹۲۸ء کو کھیلا۔ اس میں ویسٹ انڈیز کو ایک اننگ اور ۵۸ رنوں سے شکست ہوئی۔ ٹیسٹ کرکٹ میں شامل ہونے والی پانچویں ٹیم نیوزی لینڈ کی ہے، جس نے اپنا پہلا ٹیسٹ کرائسٹ چرچ میں انگلستان کے خلاف ۱۹۲۸ء کو کھیلا۔ یہ ٹیسٹ میچ انگلستان نے ۸ وکٹ سے جیت لیا۔

ہندوستان نے اپنا پہلا ٹیسٹ انگلستان کے خلاف ۲۵ جون ۱۹۳۲ء کو کھیلا۔ اس طرح ٹیسٹ کرکٹ میں داخل ہونے والی یہ چھٹی ٹیم ہوگئی۔ یہ ٹیسٹ انگلستان نے ۱۵۸ رن سے جیتا۔ ہندوستان نے اپنا پہلا ٹیسٹ ۱۵ فروری ۱۹۵۲ء کو جیتا۔ جب کہ اس نے انگلستان کو مدراس کے مقام پر ۸ رنوں سے شکست دے دی۔ اس طرح ہندوستان کو پہلی جیت کے لئے ۱۹ سال ۷ ماہ ۱۶ دن گذارنے پڑے۔ یہ ہندوستان کا ۲۵ واں ٹیسٹ تھا۔

ٹسٹ کرکٹ میں داخل ہونے والی ساتویں ٹیم پاکستان کی تھی۔ اب تک جو بھی ٹیم ٹیسٹ کرکٹ میں داخل ہوئی، اس کا پہلا مقابلہ انگلستان کے ساتھ ہوا ہے، لیکن پاکستان نے اپنا پہلا ٹیسٹ میچ انگلستان سے نہیں بلکہ ہندوستان کے مقابل ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو دہلی میں کھیلا۔ جس میں پاکستان کو ۱ اننگ اور ۷۰ رنوں سے شکست ہوئی۔

لیکن صرف دس دن بعد اس نے اپنا دوسرا ہی ٹیسٹ میچ ہندوستان کو لکھنؤ کے مقام پر اننگ اور ۴۳ رنوں سے شکست دے کر جیت لیا۔

ویسٹ انڈیز نے اپنا پہلا ٹیسٹ میچ انگلستان کے خلاف ۲۶ فروری ۱۹۳۰ء کو جیتا تھا یہ ویسٹ انڈیز کا چھٹا ٹیسٹ تھا۔ اس طرح اسے پہلی جیت کے لئے ایک سال اور آٹھ ماہ تین دن کا انتظار کرنا پڑا۔ نیوزی لینڈ کو اپنی پہلی فتح کے لئے بہت انتظار کرنا پڑا کیونکہ اس نے پہلا ٹیسٹ ۱۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو ویسٹ انڈیز کے خلاف ایڈن پارک آکلینڈ میں ۱۹۰ رنوں سے جیتا۔ اس نے ویسٹ انڈیز کی پوری ٹیم کو صرف ۷۷ رنوں پر آؤٹ کی تھی۔ جو اس وقت تک ویسٹ انڈیز کا سب سے کم اسکور ہے۔ اسطرح نیوزی لینڈ کو اپنی جیت کے لئے ۲۶ سال ۲ ماہ اور تین دن کا وقفہ لگا یہ اس کا ۴۵ واں ٹیسٹ میچ تھا۔

ٹیسٹ کرکٹ میں داخل ہونے والی آٹھویں ٹیم سری لنکا ہے۔ جس نے اپنا پہلا ٹیسٹ کولمبو میں انگلستان کے خلاف ۱۷ فروری ۱۹۸۲ء کو کھیلا۔ جس میں اسے پانچ وکٹ سے ہار کھانی پڑی تھی۔ لیکن ٹھیک وقت گذارنے کے ساتھ ساتھ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۵ء کو اس نے اپنی پہلی فتح ۱۴ ویں ٹیسٹ میں حاصل کی۔ جس میں اس نے ہندوستان کو شکست دی۔ اس طرح سے اس کو پہلی جیت کے لئے چار سال چھ مہینے اور پچیس دن کا وقفہ لگا۔

بقیہ: سوال آپ کے جواب ہمارے

★ مرزا منصور بیگ ——— احمدی کویت

سوال:۔ تعلیم کب تک حاصل کرنا چاہیئے؟

جواب:۔ زندگی کے آخری دم تک۔ بشرطیکہ وہ علم کا طلب گار ہو۔

سوال:۔ کیا تقدیر کو تدبیر بدل سکتی ہے؟

جواب:۔ بے شک۔ تقدیر کا رونا تو بے عمل اور کمزور لوگ ہی روتے ہیں۔

★ بدیع الدین اسحاق دلوی ——— بمبئی ۳

سوال:۔ نقش کوکن میں افسانوں کے لئے جگہ ہے یا نہیں؟

جواب:۔ نقش کوکن ادبی نہیں بلکہ معلوماتی پرچہ ہے۔

سوال:۔ دنیا کے بازار میں انسان کی قیمت؟

جواب:۔ گھٹے اگرچہ تو اک مشت خاک ہے انساں
بڑھے تو وسعتِ کونین میں سما

★ بادشاہ میاں نظام الدین۔ نوشہ تعلقہ داپولی

سوال:۔ کون سا جانور رنگ بدلتا ہے؟

جواب:۔ گرگٹ۔

★ نثار احمد عبدالرحمن ——— بحرین

سوال:۔ لڑکیاں پردہ کی اہمیت کب سمجھتی ہیں؟

جواب:۔ جب بے پردگی انہیں مزہ چکھائے۔

سوال:۔ انسان کی زندگی کا سب سے حسین پہلو؟

جواب:۔ جب وہ رشتہ ازدواج میں بندھنے والا ہو۔

نسرین احمد قاضی

بدنصیب کون ہے؟

پہلا منظر

ایرکنڈیشن کمرہ میں فوم دار گدے پر براجمان سیٹھ شوکت الماری سے وہسکی کی بوتل نکالنے کے لئے بڑھے۔ لیکن بڑھتے ہوئے قدم کو ڈاکٹر کی سخت ہدایات نے روک لیا۔ تھوڑی سی شراب بھی ان کے لئے جان لیوا ہو سکتی ہے۔ اور زندگی کسے پیاری نہیں ہوتی۔ جھنجھلا کر پلٹ گئے۔ نیند کی گولی بھی بے اثر ہو گئی تھی۔

وہ گیلری میں آکھڑے ہوئے۔ نیچے گھاس پھوس کے گھروں میں اندھیرے کا راج تھا۔ انھوں نے رشک بھری نظروں سے ان گھروں کو دیکھا۔ اپنی بدنصیبی کا شدت سے احساس انھیں اور بے چین کر گیا۔ پلٹ کر دوبارہ مسہری پر لیٹ گئے۔ آخر نیند کی دیوی کو رحم آگیا۔

دوسرا منظر

خلافِ معمول بیوی کو خاموش اور گم سُم دیکھ کر شوکت نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کلثوم! آج تم پریشان نظر آرہی ہو"؟

" آج میں نے بچوں کو مارا" کلثوم نے بھرّائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

" لیکن کیوں"؟ شوکت نے سوالیہ نظروں سے بیوی کی طرف دیکھا۔ "گوشت پکانے کی ضد کر رہے تھے۔" ۔۔۔ "بس اتنی سی بات ہے تو بتا دیتیں۔ انھیں مارنے کی کیا ضرورت تھی"۔ شوکت نے غصہ بھری نظروں سے بیوی کو دیکھا۔ "ہوں! چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا چاہیئے۔ ہمارا بجٹ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم روز مُرغّن غذا کھائیں۔ ہفتے میں ایک دن ملتا ہے وہی شکر ہے۔" کلثوم نے کہا۔ شوکت نے بیوی کی طرف مایوس نظروں سے دیکھا اور چٹائی پر لیٹ گیا۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ کروٹیں بدلنے لگا۔ بے چینی اور کرب کا عالم تھا۔ وہ باہر نکل آیا۔

وہ ایک فرم میں کلرک کی معمولی نوکری کرتا تھا۔ پانچ سو روپئے ماہانہ تنخواہ پاتا تھا۔ جو اس مہنگائی کے دور میں آٹے میں نمک کے برابر تھے۔ اس نے حسرت سے اونچی اونچی عمارتوں کو دیکھا۔ ان میں رہنے والوں پر اسے رشک آرہا تھا۔ اور اپنی بدنصیبی پہ رونا۔ اپنی تقدیر پر ماتم کرتے ہوئے وہ آکر لیٹ گیا۔ نیند کی دیوی نے بالآخر اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

تیسرا منظر

بچوں کی معصوم نگاہوں میں سوال تھا: کیا آج ہمیں پھر بھوکا سونا پڑے گا؟" شوکت نے نظریں چرا لیں،

اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ وہ تلملا کر اٹھا اور اپنی پرانی گھڑی، جو اس کے والد کی واحد نشانی تھی بیچ کر بچوں کے لئے کھانا لے آیا۔ بچوں کو کھلا پلا کر سلا دیا۔ باوجود کوشش کے وہ ایک لقمہ بھی نہ کھا سکا۔ گھڑی بار بار نگاہوں کے سامنے آتی۔ لیکن بچوں کے معصوم چہرے نظر آتے ہی وہ سب کچھ بھول جاتا۔ وہ ایک معمولی مزدور تھا۔ صبح و شام بوجھ ڈھونا اس کا کام تھا۔ جس کے ذریعے اسے بڑی مشکل سے چند ایک روپئے دستیاب ہوتے۔ والدین نے وراثت میں صرف گھاس پھوس کی معمولی سی کٹیا چھوڑی تھی۔

وہ زمین پر لیٹ گیا۔ حسرت و یاس سے سوچنے لگا" کاش! مجھے صرف دال روٹی سکون سے مل جاتی۔ لیٹنے کے لئے ایک چٹائی تو ہوتی۔ وہ لوگ بہت خوش ہیں جن کو سکون سے یہ سب مل جاتا ہے۔ بس مجھے چھوٹا سا گھر اور دال روٹی مل جائے تو میں سکون سے رہوں۔

اپنی بدنصیبی کا احساس برچھی بن کر دل میں چبھ رہا تھا۔ نیند کی دیوی نے ہنس کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور ——

اور میں سوچنے لگی ان تینوں میں بدنصیب کون ہے؟ ...

مبارکباد

ہم اپنے سینئر کارکن جناب عبدالمطلب ٹپوی متوطن شرگاؤں رتناگری کو دختر کی ولادت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ نومولود کو خدا عمر دراز، بلند اقبال اور صحت و مسرت عطا فرمائے۔

منجانب:۔ ادارہ نقش کوکن بمبئی

سوال آپ کے جواب ہمارے

از :- مسٹر تابڑ توڑ

آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں تین سوالات پوچھ سکتے ہیں۔
ایسے سوال پوچھیے، جس سے نہ صرف آپ بلکہ دیگر قارئین کی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔
سوالات غیر ناشستہ اور غیر مہذ... نہ ہوں
ہر ... سوالے ... کے لئے جگہ چھوڑی جائے۔

★ حنیفہ عبدالرحمٰن بغدادی ــــــ ضلع رائے گڈھ

سوال :- پیار کی قیمت کیا ہے ؟

جواب :- اجی کچھ نہ پوچھیے، بچپن میں تو یہ مفت ملتا ہے۔ جوانی میں البتہ کچھ قیمت چکانی پڑتی ہے۔ اور بڑھاپے میں مال غنیمت کی طرح لٹایا جاتا ہے۔

سوال :- غصہ آئے تو کیا کریں ؟

جواب :- ایک گلاس پانی پی لیجیے اور ہوسکے تو تین بار سورۃ فاتحہ پڑھیے۔ غصہ جاتا رہے گا۔

سوال :- چاند اتنا خوبصورت کیوں نظر آتا ہے ؟

جواب :- اس لئے کہ وہ آپ کی دسترس سے دور ہے۔

★ نیاز احمد صلاح الدین انوارے ــــ نور باغ بمبئی

سوال :- کچھ لوگ علاج کے لئے گدھی کا دودھ پیتے ہیں کیا گدھی کا دودھ پینا جائز ہے ؟

جواب :- گدھی کا دودھ حرام ہے اور بطور دوا بھی اس کا پینا درست نہیں۔

سوال :- نجومیوں سے اپنی قسمت کا حال دریافت کرنا کیسا ہے؟

جواب :- عالم الغیب تو ذات باری ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی کسی کے قسمت کا حال نہیں جان سکتا۔ ان باتوں پر یقین کرنا گناہ ہے۔ توہم پرستی ہے۔

★ امتیاز یوسف مقدم ــــــ ڈونگری بمبئی

سوال :- اُردو زبان کس طرح وجود میں آئی ؟

جواب :- مغلیہ دورِ حکومت میں لشکروں میں بولی جانے والی یہ زبان عربی و فارسی کی آمیزش سے اُردو زبان بن گئی۔

سوال :- مادام کیوری اور پیری کیوری نے کس چیز کی دریافت کی ؟

جواب :- ریڈیم کی ۱۸۹۸ء میں۔

★ اقبال کاسکر ــــــ پانبوسودی عربیہ

سوال :- جنگ بدر کب کہاں اور کن لوگوں کے درمیان ہوئی، وجہ بتایئے ؟

جواب :- جنگ بدر میدان بدر میں ہوئی، جو مدینہ سے ۸۰ میل کی دوری پر تھا۔ یہ میدان ایک کنویں کی طرف منسوب ہے۔ کفار مکہ اور مہاجرین وانصار مدینہ کے درمیان ہوئی اس کی وجہ کفار مکہ کی اسلام دشمنی اور دارالہجرت کو برباد کرنے کی خواہش تھی۔

سوال :- آج کے مسلمانوں کا مستقبل کیا ہے ان کا انجام کیا ہوگا ؟

جواب:۔ جہاں میں اہلِ ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے
اقبال

★ فرماں خان عبدالمجید خان ـــــ بمبئی سنٹرل بمبئی

سوال:۔ عورت اور بیوی میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ عورت ایک ایسا سایہ ہے کہ تم جس قدر اس کی طرف بڑھو گے وہ دور ہی دور ہوتا جائے گا مگر بیوی ایسا سایہ ہے کہ تم اس سے دور بھاگنا چاہو تب بھی وہ تعاقب میں تمہارے پیچھے چلا آئے گا۔

سوال:۔ رشک و حسد میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ ایک بار ارسطو نے اپنے استاد افلاطون سے یہی سوال کیا تھا اس نے جو جواب دیا وہ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ افلاطون نے کہا "یہ سمجھو کہ تم سے جو شخص رشک کرے گا اس کی خواہش یہ ہوگی کہ وہ بھی ارسطو ہو جائے، اور جو تم سے حسد کرے گا اس کی خواہش یہ ہوگی کہ تمہیں کسی طرح موت آجائے!

★ زاھد محمد بجلے ـــــ مسقط سلطنت العمان

سوال:۔ خانہ کعبہ کون سے سنہ ہجری میں تعمیر ہوا؟

جواب:۔ خانہ کعبہ کی پہلی تعمیر عہد آدمؑ میں ہوئی۔ دوسری عہد ابراہیمؑ میں اور تیسری رسول اللہؐ کے عہد نابالغی میں۔ ظاہر ہے کہ ان زمانوں میں سنہ ہجری کی شروعات نہیں ہوئی تھی۔

سوال:۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، یہ مصلے کب اور کس نے بنائے؟

جواب:۔ اصل ترتیب یوں ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، وحنبلی ۱۔ امام ابوحنیفہؒ بنی امیہ کے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے ہم عصر تھے۔
۲۔ امام مالکؒ خلیفہ منصور عباسی کے ہم عصر تھے۔
۳۔ امام شافعیؒ خلیفہ ہارون رشید عباسی کے ہمعصر تھے اور ۴۔ امام احمد بن حنبل خلیفہ مامون اور متوکل کے ہم عصر تھے ـــ مصلے ان ائمہ نے نہیں بنائے یہ ہم نے اور آپ نے بنائے ہیں۔

★ طاہرہ ع مقدم ـــــ بازار پیٹھ رتناگری

سوال:۔ کیا کوئی کوکنی فلم پروڈیوسر ہے یا ہوا ہے؟

جواب:۔ فلم سازی سے ہمارا ماضی بھی جڑا ہوا ہے اور حال بھی اس سلسلہ میں جناب عبداللہ عبدالغفور قاضی، عبدالمجید قاضی، ابراہیم دیسائی روپ قادر، شیخ فتح لعل اور بابا صاحب شیخ کے نام لئے جاسکتے ہیں۔ بلکہ سراج حکیم صاحب کا تو فلم اسٹوڈیو بھی تھا۔
آپ نے جس بیماری کا ذکر کیا ہے، اس کا (ڈاکٹر نائیک صاحب سے پوچھکر۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے) جواب دینا نامناسب ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اپنے قریبی ڈاکٹر سے مشورہ فرمائیں۔

★ داؤد عمر گولنداز ـــــ المنامہ بحرین

سوال:۔ کیا مغل بادشاہ اکبر کے دین الٰہی کو حرام کہا جاسکتا ہے؟

جواب:۔ یقیناً۔

(باقی صفحہ ۴۲ پر)

"ایجوکیشنل بلیٹن"

عین غین

فکر انگیز مضامین اور بیش بہا تعلیمی معلومات کا حامل ایجوکیشنل بلیٹن (انگریزی) بمبئی شہر کے ثانوی مدارس کے صدر مدرسین کی انجمن کی جانب سے اپنے اراکین کے لئے جاری کیا گیا ہے ـــ جسے فاروقی ہائی اسکول جوگیشوری بمبئی کے پرنسپل جناب ابراہیم خان طالب جو اساتذہ کے حلقہ میں اپنا مقام رکھتے ہیں اور اس کا اعتراف حکومت مہاراشٹر اور دیگر اداروں نے بھی وقتاً فوقتاً انھیں اعزاز دے کر کیا ہے، نے بحیثیت ایڈیٹر سنوارا ہے، نکھارا ہے ـــ ...

جریدہ کا ہر صفحہ مدرسین، صدر مدرسین، طلبا، طالبات کے علاوہ والدین کے لئے بھی مطالعہ و مشاہدہ کی دعوت دیتا ہے، جناب آئی. وائی خان صاحب کا مقالہ جس میں انھوں نے نہایت باریکی کے ساتھ ثانوی مدارس کے مسائل ہی نہیں بلکہ ان مسائل کے حل بھی تحریر فرمائے ہیں. اگر ان مسائل پر محکمۂ تعلیم سنجیدگی سے غور فرما کر خان صاحب کے پیش کردہ تجاویز کو عملی جامہ پہنائے تو یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ تعلیمی اداروں اور صدر مدرسین کے لئے بہت ساری آسانیاں پیدا ہوں گی جس سے معیارِ تعلیم کے اونچا ہونے کی بھی گنجائش ہے۔

جریدہ میں صرف تعلیمی مضامین ہی نہیں بلکہ نفسیاتی مضامین کو بھی جگہ دی گئی ہے. ماہر نفسیات ڈاکٹر ایل. کے نائیک صاحب، جن کا تعلق شہر اور صوبہ کے مختلف سماجی، اقتصادی اور تعلیمی اداروں سے ہے، تعلیم کی اہمیت، بہترین اسکول کا انتخاب، ذریعۂ تعلیم کا چناؤ اور اس سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر احسن طریقہ پر کیا ہے. صاحب موصوف کا کہنا ہے کہ بچے کی ابتدائی تعلیم اس کی مادری زبان میں ہونی چاہئے۔

سابق صدر مدرسین میں شری وی ایس نا. بر، شری بلونت رائے اور رتن جی دیسائی کے انٹرویوز بھی قابل تعریف ہیں. ان حضرات نے اپنے دیرینہ تجربات کا نچوڑ پیش کیا ہے، جو مدرسین، صدر مدرسین کے علاوہ تعلیمی اداروں کے لئے بہترین رہنما اور معاون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

محترمہ زیب النساء بیکری والا (پرنسپل) اور محترمہ ڈاکٹر دادرکر (پرنسپل) کے مغربی جرمنی اور انگلستان کے دورے میں حاصل کردہ تجربات و مشاہدات بھی کافی معلوماتی ہیں. محترمہ بی ایس بنچ (پرنسپل) اور پی. کے مدن (پرنسپل) کے مضامین بھی قابلِ قدر ہیں۔

مجموعی طور پر زیر نظر "ایجوکیشنل بلیٹن" جو صرف ممبران کے لئے محدود ہے ایک عام آدمی کے لئے بھی دعوتِ فکر کا سامان پیدا کرتا ہے. حالانکہ یہ جریدہ تمام ثانوی مدارس تک ضرور پہنچتا ہوگا مگر بالخصوص انگریزی ذریعۂ تعلیم کے طلبہ و اساتذہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں. اگر اس میں کچھ غیر انگریزی زبان کے مضامین شامل کئے جاتے تو اس کی وقعت اور بڑھ جاتی. ویسے مدیر محترم جو ایک جواں فکر شاعر بھی ہیں کا ترانۂ مہاراشٹر ہندی میں شاملِ اشاعت ہے۔

پنویل ایجوکیشن سوسائٹی

پنویل ۔ضلع رائے گڑھ
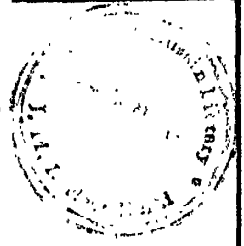
(رجسٹرڈ نمبر 98- E قلابہ)

''جونیئر کالج جاری کرنے کے لئے''

بمبئی سے قریب پنویل مشہور شہر ہے۔ یہاں پر مسلم آبادی تقریباً پندرہ ہزار (15000) نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں پہلے اردو کی ابتدائی تعلیم ساتویں درجہ تک ہوتی تھی۔ فارغ طلباء اگلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مراٹھی ہائی اسکول میں داخل ہوتے تھے۔ لیکن ذریعۂ تعلیم بدل جانے کی وجہ سے مشکلات درپیش تھیں۔ بعض طلباء تو درمیان ہی سے تعلیم کو خیرباد کہہ دیتے تھے۔ طالبات تو ثانوی تعلیم سے محروم ہی رہتی تھیں ۔۔۔ آخر کار اس تعلیمی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک تعلیمی ادارہ "پنویل ایجوکیشن سوسائٹی" کے نام سے ۱۹۶۰ء میں قائم کیا گیا، جس کے ۲۵ سال مکمل ہو رہے ہیں۔ اس ادارہ نے تعلیمی خدمات انجام دیتے ہوئے ۱۹۶۳ء میں یعقوب بیگ ہائی اسکول، پنویل" کی بنیاد رکھی۔ اب اس میں تقریباً ۵۰۰ طلباء وطالبات تعلیم پا رہے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں" اینگلو اردو ہائی اسکول، بارا پاڑہ" شروع کیا گیا۔ اس میں تقریباً ۲۵۰ طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں" نیشنل اردو ہائی اسکول، تلوجہ" کی بنیاد رکھی۔ آج اس میں تقریباً ۳۰۰ طلباء وطالبات تعلیم پا رہے ہیں۔ ہر سال طلباء وطالبات کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ادارہ اور معلمین بچوں کی تعلیم وتربیت کی ہمہ گیر ترقی کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔

بنا بریں طلباء کی کثیر تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو اعلیٰ تعلیم سے فیضیاب ہونے کیلئے ہائی اسکول سے ملحق کالج کا قیام نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ اس کالج کے قائم ہونے سے یہاں کے بچوں کے علاوہ مضافات کے بچے بھی (مثلاً بارا پاڑہ، تلوجہ، اورن، نئی بمبئی وغیرہ) تعلیم سے مستفید ہوں گے۔ اس کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر "پنویل ایجوکیشن سوسائٹی" اور یہاں کے سربرآوردہ حضرات نے "جونیئر کالج" قائم کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں عملی قدم بھی اٹھایا ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات اور ہمدردان قوم سے دردمندانہ التماس ہے کہ وہ کالج کے قیام کیلئے حسب توفیق و استطاعت دل کے ساتھ عطیات سے نوازیں اور اس عظیم منصوبہ کو پورا کرنے میں ہماری بھرپور مدد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے گا۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء ۔عرض ہے کہ اپنے عطیات صدر پنویل ایجوکیشن سوسائٹی ضلع رائے گڈھ کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

الملتمس :- ایم۔ اسحاق خان۔ صدر پنویل ایجوکیشن سوسائٹی
پنویل ۔ضلع رائے گڑھ

بروز جمعہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء

★

مرتبہ : قمر بن صاد

سومیشور میں قاضی صاحب کا اعزازی جلسہ

سومیشور (رتناگری) کے ہر دلعزیز سوشیل ورکر اور محکمہ تعلیم ضلع پریشد رتناگری اردو سرکل کے بیٹ آفیسر جناب قاضی علی قاسم کی ڈپارٹمنٹ سے سبکدوشی پر جماعت المسلمین سومیشور نیز اردو مدرسین سومیشور کی جانب سے اعزازی جلسہ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۵ء کو سومیشور میں جناب آئی ۔ وائی سولکر صاحب (پرنسپل مستری ہائی اسکول رتناگری) کے زیر صدارت نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ اس موقع پر کانگریسی رہنما شری راجہ بھاؤ لمئے بطور مہمانِ خصوصی تشریف فرما تھے۔ تلاوتِ کلام پاک اور حمد باری تعالیٰ سے جلسے کا آغاز ہوا۔ جناب بشیر قمر (ساکھرکار) نے حاضرین کا استقبال کیا اور مہمانوں کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں سرپنچ شری بھرت بورکر کے ہاتھوں قاضی صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ ٹیبل فین اور آئس کریم سیٹ جیسے نذرانوں کے ساتھ قاضی صاحب کی گلپوشی کی گئی۔ بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

ڈاکٹر مقادم کے مطب کا افتتاح

۶ اکتوبر ۱۹۸۵ء کی شب میں ڈاکٹر محمد علی یوسف مقادم کے مطب سیوڑی کلینک کا افتتاح بلال مسجد سے قریب سیوڑی کراس روڈ پر عالیجناب مصطفیٰ فقیہ کے ہاتھوں انجام پایا۔ جلسہ کی صدارت ڈاکٹر عبدالقدوس منشی صاحب نے فرمائی۔ جب کہ جناب علی ایم شمسی نے تعارفی اور استقبالیہ تقریر فرمائی۔ میونسپل کونسلر جناب نیاز احمد ونو بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔

جلسہ میں نظامت کے فرائض جناب اسماعیل دادن نے انجام دیئے۔ اس موقع پر کوکن کی کئی ممتاز ہستیاں اور دیگر عمائدین شہر و سوشیل ورکرز کثیر تعداد میں شریک تھے۔

ناراض نہ ہوں

اگر آپ کے حلقہ کی کوئی خبر، رپورٹ، تذکرہ، رحلت کا یا اسی قبیل کی کوئی خبر نقشِ کوکن میں شائع نہیں ہوتی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کی اطلاع ادارہ کو نہیں ملی ہے۔ عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں بلکہ ادارہ کو تحریراً مطلع کریں۔

(ادارہ)

مہاڈ میں کوکن سلک انڈسٹریز کا سنگِ بنیاد رکھا گیا

۱۳ اکتوبر ۸۵ کو بعد نماز جمعہ مہاڈ (ضلع رائے گڈھ) میں ایم آئی سی ڈی کے علاقے میں ایک پرکشش تقریب میں کوکن انڈسٹریز کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب کی صدارت حلقہ کی ہر دلعزیز شخصیت الحاج ایچ بی مقادم صاحب نے فرمائی۔ ریاض آفندی اس تقریب کے خصوصی مہمان تھے۔ ضلع رائے گڑھ امن کمیٹی کے سکریٹری نظام الدین انتولے، الیجے واڈی کے سرپنچ کاڑی صاحب، ایم آئی سی ڈی کے ایکزیکیٹو انجینئر شری منڈولے، کوکن سلک انڈسٹریز کے آرکیٹیکٹ شری شرد کر ڈ اور بلڈر شری کانت کے علاوہ آس پاس کے گاؤں کے عمائدین نے اس تقریب میں شرکت کی۔ مقررین نے قاضی شرف الدین صاحب اور ان کے شرکاء کو سلک انڈسٹری قائم کرنے پر مبارک باد دی۔ اس تقریب کا اختتام دعائیہ کلمات پر ہوا۔

اسماء آرٹ انٹرنیشنل

مذکورہ ادارہ کے تین یک بابی ڈرامے گھروندا، دی چیرمین اور میکدہ ۲ اکتوبر ۸۵ء کو ممبئی میں نمائش کے لئے پیش کئے گئے۔ دی چیرمین جناب یعقوب ساغر اور پرویز مقدم کے نوکِ قلم کی پیداوار ہے۔

یعقوب ساغر ایک جواں فکر شاعر، اردو روزنامہ کے فلمی مبصر اور بزم شعر و ادب کوکن کے جوائنٹ سیکریٹری ہیں۔ جبکہ پرویز مقدم ماہنامہ LINK - BIZZ انگریزی کے مدیر، غزل سنگر اور شاعر ہیں۔ اس ڈرامہ میں حیثیت پیرکار کے ساتھ یعقوب ساغر نے بھی اداکاری کے جوہر دکھائے ہیں۔

بزم شعر و ادب کوکن

★ ۱۲ ستمبر ۸۵ء کو منعقدہ بزم کی ماہانہ نشست ماہ محرم الحرام کا خیال کرتے ہوئے نعتیہ مشاعرہ تھی —— جس کی صدارت جناب ابراہیم خان طالب نے فرمائی۔ صدر بزم جناب قہر دہسلائی کی استقبالیہ تقریر کے بعد صدر مشاعرہ طالب صاحب نے بزم کی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے سلسلہ میں چند مشورے پیش کئے۔ جناب سعید کنول نے نظامت کے فرائض انجام دیئے اور درج ذیل شعراء نے اپنے کلام بلاغت نظام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا:

جناب ابراہیم خان طالب (صدر مشاعرہ)، جناب قہر دہسلائی، جناب قیصر رتناگروی، جناب عابد بھارتی، جناب شاداب رتناگروی، جناب سعید کنول، جناب زبیر گورکھپوری اور جناب فاروق راسخ۔

★ ۱۹ اکتوبر ۸۵ء کو منعقدہ غیر طرحی نشست کی صدارت جناب علی ایم شمسی صاحب نے فرمائی۔ صدر بزم جناب قہر دہسلائی نے صدر مشاعرہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی علم دوستی اور ادب نوازی پر روشنی ڈالی۔ خطبۂ صدارت میں جناب شمسی صاحب نے بزم کی کارگذاریوں کی سراہنا کی۔ باذوق سامعین کی موجودگی اور کم و بیش اٹھارہ شعرائے کرام کے کلام بلاغت نظام نے نشست کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ نظامت کے فرائض جناب فقیر محمد مستری نے انجام دیئے، جن شعراء نے اپنا کلام پیش کیا ان کے اسمائے گرامی ہیں: قہر دہسلائی، قیصر رتناگروی، معین الدین ملا، ابراہیم خان طالب، عاقل باغی، محمود الحسن ماہر، شاداب رتناگروی، شہید خطیب، سعید کنول، محمود شاہد، یعقوب ساغر، نوین وستا، فرحت اشرفی، عابد بھارتی، پرویز مقدم اور فاروق راسخ۔

۱۶ نومبر ۸۵ء کو اگلی نشست ہوگی جس کی صدارت کیلئے جناب فقیر محمد مستری کا نام تجویز کیا گیا ہے۔

بلکہ اپنی قوم کیلئے کچھ کام کرنیکا شوق ہے۔ البتہ طلبِ علم باقی ہے۔ اور اب (سائیکیاٹری) ذہنی امراض کے ماہر معالج کی سند حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔

ڈاکٹر فرخندہ ہمطولے

جناب عبدالرحمن ہمطولے متوطن دابھیل تعلقہ داپولی ضلع رتناگری، جو فی الوقت نہ صرف بمبئی میں رہتے ہیں، بلکہ جامع مسجد بمبئی کے رائے دہندگان میں بھی شامل ہیں۔ کویت میں برسرِ روزگار ہیں۔ آپ کی دختر مس فرخندہ نے ۱۹۸۴ء میں گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا، اور فی الحال جے جے ہسپتال بمبئی میں انٹرن شپ کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر فرخندہ ہمطولے کا دسمبر ۱۹۶۲ء میں جنم ہوا۔ بارہویں تک تعلیم کویت میں مکمل کی، جہاں ان کے والد ۱۹۵۷ء سے سیلس منیجر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ چونکہ میڈیکل کالج میں اعلیٰ تعلیم کا ذوق و شوق تھا گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی میں داخل ہوئیں، اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہوگئیں۔ ہم ڈاکٹر فرخندہ کو اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر فرخندہ سماجی خدمت میں بھی دلچسپی رکھتی ہیں

ڈاکٹر ثمینہ خطیب

بمبئی کی بالعموم اور ضلع رائے گڑھ کی بالخصوص جانی مانی شخصیت ڈاکٹر ضمیرالدین خطیب اور بزمِ نسواں مہاراشٹر کی صدر محترمہ ذکیہ خطیب کی دختر ثمینہ نے امسال M.B.B.S. ایم بی بی ایس کے فائنل امتحان میں امتیازی شان کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔

طالبات میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کر کے اول آنے پر نائر گولڈن جوبلی ریسرچ فاؤنڈیشن نے ملرانی جے گوپال پرائز سے نوازا۔

ڈاکٹر ثمینہ خطیب کی اس نمایاں کامیابی پر ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

* * * * *

النگار کلب بانکوٹ

انکار کلب بانکوٹ کے سالانہ کھیلوں کے مقابلے ۱۰ر نومبر ۸۵ء سے شروع ہو رہے ہیں، جو ۱۵ر نومبر کو ختم ہوں گے۔ کھیلوں میں کرکٹ، والی بال، ٹیبل ٹینس اور کیرم کے مقابلے ہوں گے۔ ٹیموں کا داخلہ ۹ر نومبر تک قبول کیا جائے گا۔

پتہ درج ذیل ہے:۔ عادل پرکار
سیکریٹری انکار کلب بانکوٹ
تعلقہ منڈن گڑھ — پن کوڈ ۴۱۵۲۰۱
بمبئی میں ٹیلیفون نمبر 452185/452188

جناب ستار پرکار

منڈن گڑھ کانگریس آئی کے صدر جناب ستار بھائی پرکار کو حکومت مہاراشٹر نے رتناگری ضلع منصوبہ و ترقی بورڈ کا رکن مقرر کیا ہے۔ ستار بھائی کی اس تقرری پر حلقہ میں کئی اعزازی جلسے منعقد ہوئے۔

حاجی داؤد امین ہائی اسکول کالستہ

ہائی اسکول کا ۲۵واں سال ہے اور اس سلور جوبلی سال میں بھی حسب سابق ایس۔ایس۔سی کا نتیجہ ۷۵ فیصد رہا — ۳۶ طلبہ کامیاب ہوئے۔ جن میں ۴ نے امتیازی نمبر، ۱۲ نے درجہ اول، ۱۶ سیکنڈ ڈویژن اور صرف ۴ طلبہ پاس کلاس میں آئے — اچھے نمبر پانے والے بچوں کی ہمت افزائی کی خاطر گاؤں کے ایک مخیر اور علم دوست جناب محمد حاجی عبدالقادر پرکار مالک پرکار ایجنسی بمبئی نے ایس۔ایس۔سی میں ۷۰ فیصد سے زیادہ نمبر پانے والے چار طلبہ کو بالترتیب ایک ہزار، ساڑھے سات سو، پانچ سو اور ڈھائی سو روپئے۔ اسی طرح پانچویں تا نویں درجہ میں اول آنیوالے پانچ طلبہ کو بالترتیب ڈھائی سو، دو سو، ڈیڑھ سو، ایک سو اور پچاس روپئے اسکالرشپ تقسیم کرتے ہیں۔ یہ نقد انعامات گذشتہ تین سال سے دیئے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی دیئے جائیں گے۔

پرکار صاحب کی یہ علم دوستی لائق صد ستائش اور قابل تقلید ہے۔۔

نقش نواز

نقشِ کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف آپ قوم و ادب کے خیرخواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی اپنے کرمفرماؤں کا شکریہ ادا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیجیے اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:

لائف ممبر :-

جناب معین الحق چودھری — باندرہ - بمبئی
" احمد زکریا — باندرہ - بمبئی
" ابراہیم خان اسمٰعیل خان پٹھان — راجپوری

بیرونِ ہند سالانہ خریدار :-

جناب عبداللہ ایم شیخناگ — دہران
" ڈبلیو پیر محمد علی — الخوبر
" ایم. این مُلّا — لندن
" ایس. ایم قادری — لندن
" سید احمد علی حدّاد — لندن
" محمد دلوی — لوٹن بیڈ انگلینڈ

سالانہ خریدار :-

جناب مقصود قادر دلوی — ماہم
" عبدالرحیم ایم. مُلّا — وڈالا
" اے ار الدڑے — بورلی پنجتن

غلام حسین محی الدین صحیح بولے

غلام حسین محی الدین صحیح بولے نے ایک ڈوبتی ہوئی کار کے اندر ایک سعودی اور ان کی اہلیہ کو دمام (سعودی عرب) کے ساحل پر گہرے پانی میں اپنی جان کی بازی لگا کر ڈوبنے سے بچالیا۔

ماہ ذی القعدہ کی ایک شام بھائی غلام محی الدین صحیح بولے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ساحلِ سمندر پر بیٹھے مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے کہ اچانک انھوں نے دیکھا کہ ایک کار سمندر کی طرف تیزی سے لڑھکتی جارہی ہے اور اندر بیٹھے دو مسافر جن میں ایک خاتون بھی ہے مدد کیلئے پکار رہے ہیں۔ آناً فاناً کار کے اندر پانی گھسنے لگا۔ غلام حسین سمندر میں کود پڑے اور کار کے دروازے کھول کر یکے بعد دیگرے دونوں مسافروں کو ساحل پر لاکر لٹا دیا، جو گھبراہٹ میں بیہوش ہو چکے تھے۔

— اگر غلام حسین نے ذرا بھی دیر کی ہوتی تو دونوں مسافر دم توڑ دیتے — انھوں نے فوراً ہی ٹیلیفون سے پولیس کو خبر دی۔ اور دونوں بیہوش مسافروں کو دمام کے اسپتال میں لے جایا گیا۔ جہاں وہ ہوش میں آئے اور ان کی جان بچ گئی۔

غلام حسین محی الدین صحیح بولے رتناگری ضلع کے تعلقہ کھیڈ کے نلک گاؤں کے باشندے ہیں اور دس سال سے وہاں برسرِ روزگار ہیں۔

غلام حسین صاحب کی بلند ہمتی اور بہادری سے متاثر ہو کر دمام کے عربی اور انگریزی اخباروں نے ان کا انٹرویو لیا اور چار صفحات پر جلی سرخیوں اور تصویروں کے ساتھ اس خبر کو شائع کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اخبار والوں نے انھیں انعام واکرام سے نوازا ہے۔

حکومت اور مقامی پولیس بھی آپ کی شکر گذار ہے — ...

اظہارِ تشکر

جناب کمال الدین حاجی عبداللہ کوکاٹے ساکن دربار روڈ مرود جنجیرہ ضلع رائے گڈھ ان تمام رشتہ داروں دوستوں اور ہمدردوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ان کی والدہ کی رحلت پر تعزیت کا اظہار کیا۔

جلسۂ استقبالیہ و انٹرویو

مورخہ ۴ اکتوبر کو انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول، باندرہ کے یوسف خان ہال میں ایک تقریب استقبالیہ اردو میڈیم کی ان طالبات کے اعزاز میں منعقد کی گئی جنھوں نے مارچ ۸۵ء کے ایس ایس سی بورڈ کے امتحان میں امتیازی کامیابی ۸۰ فیصد یا اس سے زائد نمبروں سے حاصل کی تھی۔ علاوہ ازیں تقریب کی آب و تاب بڑھانے کو بال موہن ہائی اسکول کی طالبہ مس منجوشا مہندالے کو بلایا گیا تھا جو ایس ایس سی بورڈ، پونہ ڈویزن میں سرِفہرست تھیں۔ مسرودیہ بالیکا ودیالیہ ملاڈ کی طالبہ مس سنگیتا سونی گارا اور پس ماندہ طالبات میں اول مقام پانے والی مس پرمیلا چوان کو بطورِ خاص مدعو کیا گیا تھا۔ تقریب کے انعقاد کا بنیادی مقصد ہماری ایس ایس سی طالبات کے دل میں امتیازی حیثیت سے امتحان پاس کرنے کی تحریک پیدا کرنا نیز طالبات کی رہنمائی کے لئے جیتی جاگتی مثالیں پیش کرنا تھا۔ تاکہ وہ محنت اور قاعدے سے پڑھائی کر سکیں۔ مدعو شدہ طالبات کا فرداً فرداً تعارف پیش ہوا۔ دورانِ جلسہ انھیں تحائف سے نوازا گیا۔ اور پھر ہر ایک طالبہ کو مائیک پر آنے کا موقع دیا گیا۔ پرنسپل مسز رشیدہ قاضی نے ان کا انٹرویو لیا۔ سوالات پڑھائی سے متعلق تھے۔ کہ آخر وہ کیا طریقِ کار تھا کہ جسے اپنا کر وہ شاندار کامیابی حاصل کر سکیں۔ سوال و جوابات کے اس سلسلہ کو حاضرین نے بیحد پسند کیا اور متاثر بھی ہوئے۔

موت کا ایک دن معین ہے

★ جناب عمر نادگاؤنکر متوطن پنہالے جو بمبئی فائر بریگیڈ سروس سے سبکدوشی کے بعد گاؤں میں پرسکون زندگی گزار رہے تھے موذی مرض سرطان کا شکار ہوئے اور بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۸۵ء کو راہیٔ عدم ہوگئے۔

★ انجمن اسلام جنجیرہ کے سابق سیکریٹری جناب عبداللہ اسمٰعیل جمعدار کے چھوٹے بھائی جناب محمد علی اسمٰعیل جمعدار بی اے، ایل ایل بی ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ آف سینٹرل ایکسائز بدھ ۱۱ ستمبر ۸۵ء کو پونہ میں اس عالم فانی سے رحلت کر گئے۔

★ جناب ایم ڈی پرکار متوطن ساکھرولی مقیم ساؤتھ افریقہ کے پدر بزرگوار کا ستمبر ۸۵ء میں انتقال ہوگیا۔

★ دابھول تعلقہ داپولی کے جناب رفیق احمد اسماعیل جمعدار کی والدہ کا ۳ اکتوبر ۸۵ء کی شام طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

★ ۱۳ ستمبر ۸۵ء کو بمقام کھیڈ ضلع رتناگری میں جناب شیخ داؤد عرف لالہ میاں غلام محی الدین تلنے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

★ فلمی اداکار مقری کے بڑے بھائی جناب معین الدین مقری ۲ اکتوبر ۸۵ء کے روز ان کے وطن اورن ضلع رائے گڑھ میں راہیٔ عدم ہوگئے۔ مرحوم ایک اچھے سوشیل ورکر تھے۔

★ کوکنی قوم کے ممتاز رکن اور سینٹرل ایکسائز کے ریٹائرڈ اسسٹنٹ کلکٹر جناب عبدالسلام تاک آبلے یوم عاشورہ ۲۶ ستمبر ۸۵ء کو انتقال کر گئے۔

★ مومن پورہ، مدنپورہ حلقے کے مشہور فریڈم فائٹر سوشیل ورکر صحافی اور جنرل سیکریٹری بمبئی ویورس کوآپریٹیو سوسائٹی جناب الحاج نصرت اللہ عباسی صاحب طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

★ سنیچر ۲۵ ستمبر ۸۵ء کو بیرسٹر عبدالمجید سالک کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی میت کو بذریعہ ایمبولنس مالیگاؤں لے جایا گیا جہاں دوسرے دن آپ کی تدفین ہوئی۔ سالک صاحب ۱۹۵۴ء میں بیرسٹر بنے تھے۔

★ مشہور خوش نویس آرٹسٹ اور القرآن اکیڈمی کے مینیجنگ ڈائریکٹر جناب نیر الدین آزاد کی اہلیہ کا ۲۵ ستمبر ۸۵ء کو بمبئی میں انتقال ہوگیا۔

★ جناب حسن شیخ شنوارے مقام آڈا تعلقہ داپولی طویل علالت کے بعد ۶ ستمبر ۸۵ء کو رحلت فرما گئے۔

★ ۷ اکتوبر ۸۵ء کو جنوبی افریقہ میں موربہ تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ کے ایک جوان حافظ ابراہیم عبدالقادر ڈبرے کو لٹیرے نے بندوق کی گولی کا نشانہ بنایا اور اس میں ان کی موت واقع ہوئی۔

★ ۱۹ ستمبر ۸۵ء کو برانچ پوسٹ ماسٹر جناب محمود احمد ڈاورے کی خوشدامن اہلیہ محمد اسحاق سوبکر کا ساتی ضلع رائے گڑھ میں انتقال ہوگیا۔

★ جناب علی ایم شمسی کے بہنوئی جناب محمد سعید متوطن گورے گاؤں ضلع رائے گڑھ کی والدہ کا طویل علالت کے بعد ۲۰ ستمبر ۸۵ء کو انتقال ہوگیا۔

★ نقشِ کوکن کے اسپورٹس رپورٹر جناب احمد بامنے کے والد ابراہیم آدم بامنے متوطن آشتی ضلع رتناگری کا ٹرامبے بمبئی میں ۱۶ جولائی ۸۵ء کو اچانک انتقال ہوگیا۔

★ واڑی بندر مجگاؤں بمبئی کی جانی مانی شخصیت جناب حاجی عبداللطیف عرف بادشاہ بھائی کے دوست گلفروش کے بھائی کا پاکستان میں انتقال ہوگیا۔

★ ۲۲ ستمبر ۸۵ء کو صوفی شریف القادری عرف نانا بابا واصل حق ہوئے۔ آپ کالستہ ضلع رتناگری میں سکونت اختیار کیے ہوئے تھے۔

★ بمبئی آرٹ پرنٹرس کے مالک جناب حسن مہاڈک کے بھائی جناب عبدالرحمٰن مہاڈک متوطن بانکوٹ جو بمبئی پورٹ ٹرسٹ سے سبکدوش ہوئے تھے ۱۸ اکتوبر ۸۵ء کو بمبئی میں انتقال کر گئے۔

★ کیپٹن عبدالستار پاگرکر کے بھائی اور بمبئی پورٹ ٹرسٹ کے ریٹائرڈ ماسٹر (ڈریجنگ) جناب احمد بالا "ملا" کے بھانجہ جناب علی احمد پاگرکر جو نیول ڈاکیارڈ میں فرسٹ گریڈ ماسٹر تھے ۱۶ اکتوبر کو بمبئی میں ایک حادثہ کا شکار ہوکر چل بسے۔
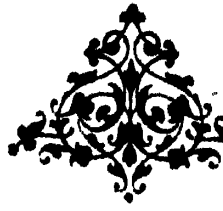
صفحہ

مُسلم پرسنل لا اسلامی شریعت کا ایک جُز ہے، وہ کُل شریعت نہیں۔
ہندوستانی مُسلمان ہمیشہ صرف مُسلم پرسنل لا کا نفاذ چاہتے رہے ہیں، کُل مُسلم لا کا نہیں۔
غالباً اس لئے کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے۔ اسلئے مُسلم لا کا نفاذ ممکن نہیں۔
مُسلم سماج کی جو موجودہ حالت ہے وہ اِسلامی شریعت کے بغیر سُدھر سکتی ہے؟
منشیات، جوا، زنا، چوری، قتل و خون یہ سارے امراض مُسلمانوں سے چپکے ہوئے ہیں۔
آج کا مُسلمان اسلام کے فرائض، مثلاً نماز روزہ سے توکوسوں دُور رہتا ہے۔
البتہ کسی ایک سُنّت پر مر مٹنے کا دعویٰ کرتا ہے۔
گویا کُل اسلام کا خلاصہ ہے: "چار شادیاں اور کسی بھی وقت طلاق طلاق طلاق"
کیا ہمارے قائدینِ ملّت اور رہنمائے قوم کا یہ فرض نہیں ہوتا کہ وہ بلا سبب طلاقوں پر روک لگائے۔
اکثر ان طلاقوں کے پیچھے جو منظر ہوتے ہیں وہ ہیں: شراب میں دھت شوہر، ہاتھ میں ہنٹر، مار دھاڑ، نوکری نہ کرنا، اس پر بچوں میں اضافہ، ڈانٹ ڈپٹ اور روکھا پن۔
ان مُسلمانوں کو یہ نہیں معلوم کہ طلاق کن حالات اور کن وجوہات سے دی جاتی ہے۔
وہ اسے کھیل سمجھ لیتے ہیں، اور خود کو عورت کے مجازی خدا کے بجائے خُدا سمجھ لیتے ہیں۔
بلا سبب طلاق اور بلا سبب ایک سے زائد شادیوں کی تعداد مُسلمانوں میں بے حساب بڑھ رہی ہے۔
لہٰذا گاؤں گاؤں میں جماعتیں اور شہروں میں علاقائی کمیٹیاں ان کی پُرسش کریں۔ اس پر روک تھام لگائیں۔
شریعت کھیل نہیں، نہ دل بہلانے کی چیز ہے۔ اس کو نہ سمجھ کر اس کے ساتھ کوئی کھلواڑ کرے
تو وہ ہرگز برداشت نہ کی جائے۔

بلا سبب طلاقوں اور بلا سبب ایک سے زائد شادیوں پر اگر ہمارا سماج للکار سکے اور پُرسش کرے
تو پھر کبھی مُسلم پرسنل لا میں تبدیلی کی کوئی مانگ نہ کرے اور نہ ہی اس لا پر کوئی ہنگامہ آرائی کی جرأت کر سکے۔
ورنہ اپنے سماج کی صفائی کے بجائے جوشیلی تقریریں ہوتی رہیں گی تو دوسرے، کا مقابلہ کرنے کو تیار رہنا چاہیئے۔

— مُبارک کاپڑی

خریٰ

NEWS HAPPENINGS

The Chairman of the Kokan Develoment Corporation, Mr. Sharad Palav, has been asked to vacate his post with immediate effect, according to a news item published in the "Afternoon Despath and Courier" of October 3.

Mr. Palav was found to be spending in excess of his allowances of entertainment and travel. His performance was also said to be not satisfactory.

Rs. 15 CRORE INDUSTRIAL PROJECTS FOR KONKAN

The Development Corporation of Konkan Ltd. (DCKL) has proposed industrial projects having a total capital outlay of Rs. 15 crores in the current financial year.

Among these projects are a unit manufacture grass making machine—for making green grass available to farmers throughout the year—, a mini steel plant, a drum manufacturing unit and a caustic soda unit with the latest Japanese technology.

The Corporation has invested, so far, Rs. 5 crores as seed money in various industrial ventures, which, in turn, has helped create fixed assets worth Rs. 50 crores.

MUSLIM WOMEN PROTEST

Muslim women in different parts of the country are organising these days protest rallies, meetings, symposia and seminars to express their resentment over the recent Supreme Court Judgement in Shah Bano's Case. In Lucknow conference of 16-10-85 those who spoke on the occasion included Dr. Sabiha Anwer, Mrs. Rasheda Khan and Mrs. Rehana Suhail Akhter. All the speakers were of the unanimous view that Muslim women should come forward in expressing their resentment over the recent judgement.

RECORD PERFORMANCE DURING 1984-85 ;

The Kokan Mercantile Co-operative Bank Ltd., has earned a Net Profit of Rs. 35.82 lacs during the year 1984-85 aginst Rs. 21 45 lacs of the previous year. A record increase of Rs. 14 37 lacs unmatched in the history of the Bank.

The Reserves and other funds of the Bank has reached to Rs. 78.21 lacs during 1984-85 and the Deposits stood at Rs. 14.12 Crores. Working Capital of the Bank stood at Rs 16.40 Crores, showing increase of Rs. 2.99 Crores. The precentage of overdues has decreased to 6.39 percent showing improvement by 1.88 percent. The total number of members increased to 22,22[illegible] showing an increase of 3,893 members.

The Bank continues to retain "A" Audit Classification for the said year.

The Board of Directors of the Bank has decided to call 16th Annual General Meeting tentatively on Sunday, the 8th December, 1985.

LETTERS

● My heartiest congratulations to the staff of "Naqshe Kokan," particularly the Chief Editor, for the untiring efforts to bring the community together and keep them informed about the happenings all round. I pray to God to give him strenth to serve the community for many, many years to come. I wish "Naqshe Kokan" all success and wish that the quality of the magazines improve from issue to issue.

Ismail F. Shaikh, Bombay

● I always find "Naqshe Kokan" to be a complete magazine which gives comprehensive information on Kokan.

Mahadik Dilawar Khan Ibrahim Khan, Ratnagiri

PROFILE

Lt. Col. S. E. MODAK

Graduate of the National Defence Academy, Khadakvasla, (1964) and the Indian Military Academy, Dehradun, (1965), Lt. Col. Modak is presently Officer Commanding Communications Centre Army Headquarters, Delhi, and the Chief Systems Manager, Automatic (Computerised) Message Switching Systems for Army since February 1982.

First commissioned in Corps of Signals, he did his Degree Engineering Course (Telecommunications) and Post-Graduate Engineering Course from the Military College of Telecommunication Engineering, standing first in the latter and winning the Gold Medal. He also won the Bharat Electronics Silver Medal and the Indian Telephone Industries Silver Medal.

Lt. Col. Modak has considerable teaching experience He was instructor at the Signal Training Centre, Goa, and Military College of Telecommunication Engineering, MHOW, for diploma, degree and post-graduate engineering courses. He was also in charge of the administrative and technical management of running these courses at the training institutions.

In this computer age, he also possesses wide experience in computers for communications, micro computers and their applications, software prgrammes and the like.

SHARING GOOD NEWS

You may be celebrating an event soon and would like to share the good news with our numerous reders throughout the world. If so, please contact or write to the Editor.

SALAAT OR PRAYER

MOULANA NOORIE RASHADI

Prayer is something binding on every Muslim who is sane, adult, clean and in his proper senses. Non-observance of Prayer is declared by Allah to be the gretest sin.

PRAYER AND ITS TIMINGS

Ordinarily there are Five times during which a Muslim should offer Prayer and they are:

1. FAJAR or The Morning Prayer—From the very early morning when streaks of light become visible against the background of darkness till the break of the first ray of the sun.

2. ZOHAR or Noon Prayer — From the descent of the sun till the doubling of the shadows.

3. ASAR or Afternoon Prayer—From the time when the shadows get doubled till the sun's light gets purple.

4. MAGRIB or Sunset Prayer—From the setting of the sun till the evening twilight becomes red and dark in color.

Imam Abu Haneefa holds that the time of this prayer is up to that time when the twilight remains a bit white and does not get red or dark. Generally the time this Prayers remians for on hour since its start.

5. ISHA or Night Prayer—The time of this prayer begins when the time of Magrib Prayer ends and remains till one-third of the light. Some Imams hold that its time remains till midnight. Imam Abu Haneefa holds that time is still the beginning of the time of Fajar.

NOTE: In addition of these five Prayers there are four more prayers;

1. ISHRAQ: Two Rakats just after the sun has risen. One should wait about fifteen minutes after sun rise.

2. CHASTH: Two Rakats in the forenoon just little before midday.

3. AWWABIN: Just a little after Magrib Prayer. Six Rakats.

4. THAJJUD: Just after one has slept, the first sleep up to the time of Fajar. There are ten, eight or six Rakaats.

based industry; e. food-processing industry; f. building fittings and allied items; g. spare parts of cycles, autos, marine engines and the like; h. export-oriented industries relating to fish, fruits etc.

If capital is the problem, NRIs (Non-Resident Investors) from Kokan region may be persudaded to join, and with the help of their foreign savings, they can also help obtain the latest automatic machinery.

Here are some more points thar may be kept in view:

LAND: a. If agricultural, the District Collector has to be approched for NA Certificate. b. The Zilla Parishad, Municipality or Panchayat Samiti has to be approached for locational NOC. c. The GM, DIC should be approached for NOC for industrial location. d. The MIDC should be approached for plants in Industrial Estates.

2. **SCHEME APPROVAL:** The GM, DIC, for scheme approval. Take with you a short profile.

3. **SSI REGISTRATION:** The GM, DIC.

4. **POWER:** MSEB.

5. **WATER:** The concerned Executive Engineer.

6. **FINANCE:** MSFC or any bank. The Bank of India is the leading bank for Ratnagiri, Raigad and Sindhudurg Dists, while for Thane, it is the Bank of Maharshtra.

7. **RAW MATERIALS:** a. GM, DIC, for recommendations and then MSSIDC; b for imported items, GM, DIC, and the Joint Chief Controller of Imports and Exports, Bombay; c. STC/MMTC/ any specified agency for imported canalised items.

8. **MARKETING AND EXPORTS:** MSSIDC for Government requirements or overseas inquiries.

9. **TECHNICAL GUIDANCE:** SISI, Bombay, or DCK.

And now let me give a few more suggestions which may be helpful:

● It would be advantageous to be member of a recognised Industries Association or Chamber.

● Visits to Industries or Trade Exhibitions and Fairs would be useful.

● One should regularly read technical journals and books to keep oneself in touch with the latest developments, and

● One should try to take advantage of Training, Educational and other seminars organised by various agencies.

The present period is one of transition to a new economic order. Let us make sincere and sustained efforts to march forward.

THE KOKAN SCENARIO FOR THE SETTING UP OF SMALL SCALE INDUSTRIAL UNITS

—M. M. Thakur

Any industry in which the investment in plant and machinery does not exceed Rs. 35 lakhs (Rs. 45 lakhs in the case of ancillary units) is treated as a Small Scale Industry (SSI) unit. The sponsoring authority for SSI units is the State Director of Industries or Industries Commissioner whose Principal District Officer is the General Manager, District Industries Centre (DIC), at each district headquarters.

The Government has, with a view to helping the speedy progress of the bacward region of Kokan, set up the Development Corporation of Kokan (DCK) which is located at Warden House, Pherozesha Mehta Road, Bombay.

The Ratnagiri and the Sindhudurg districts of Kokan have been included in the "D" Zone, the most backward of zones, for the development of which special concessions and priorities are offered. The details may be obtained from the General Manager Manager of the DIC.

Ideally lacated near the industrial, commercial and financial capital of India, Bombay, Kokan is bounded on the east by the Sahyadri mountains and on the west by the Arabian sea. In fact the entire coast line of Maharashtra is covered by Kokan. Indeed it has scope for having three types of transport facilities—road, sea and rail. The people. educationally well advanced, are intelligment, hard working and financially well placed, though they are conservative by nature. Manpower too is no problem as the region is rich in sufficient and articulate labour. The region is rich in sea food, mangoes, cashews, coconuts and other cash crops, having excellent export potential.

HOW TO START AN SSI UNIT

Let us consider what one can do if one has a genuine desire to start an SSI unit in the region.

More than anything else, the man behind the project counts most. The entrepreneur should have qualities of leadership, foresight, capacity to take quick decisions, ability to enlist the co-operaiton of others, technical and marketing knowledge and managerial capabilities. He should know well his product, his machines and his men.

Here are a few guidlines :

1. Decide on the location and the product, after taking into view various aspects such as the availability of raw materials, transport, labour, market and finance.

2. Estimted investments for a. capital, b. working funds—own and loan.

3. Requirements of machinery.

4. Prepare a short profile of the project with stress on economic viability.

5. Note down the step to complete Government formalities.

In the selection of the unit, the following guideline may be useful :

a. consumer item industry; b. demand-based industry: c. industry based on locally available raw materials; d. dairy and dairy–

NAQSHE KOKAN

ENGLISH SUPPLEMENT

November 1985

CORRESPONDENCE :

Naqshe Kokan
44, Jail Road (East), Dongri,
Bombay-400 009 (INDIA).

Editorial

LIVING IN PEACE AND HARMONY

Islam means submission to the will of God. It is a religion of peace, goodwill, mutual understanding and harmony. This is because *one* who has *surrendered* his Will to God is at peace with himself and with the world. There is in him no room for worry of anxiety.

While perfect surrender to God is a difficult ideal, we should all so conduct ourselves that we do no create discord or disharmony. Thereby we would be offering our prayers to God.

However, in the world problems are inevitable. What should we do when problems arise? Wisdom decrees that we solve our problems, internal and external, amicably. In the process of solving problems we should *not* generate any fitna which may be translated as tumult, violence, ill-will and the like.

Most often it is ignorance and misunderstanding that stand in the way of our solving problem amicably. Jealousy is another dangerous emotion that hinders our problem-solving ability. We would always do well to keep in mind the Quaranic injunction that creating fitna is worse than slaughter. If we recall to mind, while facing problems, that we should subordinate our will to God's Will, we will at once feel humble. If our will is in accord with God's Will, nobody can resist us because who can resist God? But most often we mistake our petty self-will as God's will and try to impose it on others. This can only result in strife and discord. Every time we pray, we should bring to our mind the true meaning of Islam—the idea of surrendering ourselves to the Will of God. Gradually our entrire personality will be changed. We will became peaceable by nature. Our words will become sweet and our deeds also will become just and equitable.

Wise men are those who are dear to God. The true test of a wise man is that you will feel peace in his presence. A learned man need not be a wise man. Besides learning often leaves people proud. Wise men are representatives of God because in their words and deeds the Will of God is reflected.

So whenever there is any problem that is threatening the peace of individual and the society, let us try to seek the help of truly wise men—men who are known for their piety, impartiality and peaceful nature. They may show us the way.

These days, life has become so complex and the pace of life so fast that there is a lot of confusion around. There is a lot of confusion around. There is hardly any time for introspection and meditation. Naturally, individuals are getting entangled in many problems, Not only that. Such people also try to interfere in the affairs of others. What a pity !

Yours in unity, **Editor**

قائم شدہ ۱۰-۶۲-۱۹۶۲ء

ماہنامہ نقش کوکن بمبئی

رکن انڈین لینگویجز نیوز پیپر ایسوسی ایشن، بمبئی

جلد نمبر ۲۴ ★ نومبر ۱۹۸۵ء ★ شمارہ ۱۱

اعزازی نمائندے :-

● بشیر باڈگے (کراچی) ● ابراہیم بغدادی (انگلینڈ)

● عبدالوہاب حمد پرکار اور ابراہیم وانگڑے (سعودی عربیہ)

● جمال الدین مقدم اور سید حسن (جنوبی افریقہ)

● شیخ اسمٰعیل (مشرقی افریقہ) ● عبدالرزاق سردار (بحرین)

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر :- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک

معاون مدیر :- ایس۔ اے۔ رحیم قیصر

ملکیت :- نقش کوکن پبلی کیشن ٹرسٹ (E3006)

فون نمبر :- 865384/861572

خط و کتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ :-

۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۹

مقام طباعت :

اجمل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۳

مقام اشاعت :-

۴۴ جیل روڈ ایسٹ، ڈونگری، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۹

قیمت فی پرچہ :- ۳ روپئے

سالانہ خریداری :- ۳۰ روپئے

بیرونی ممالک سالانہ :- ۱۵۰/۱۲۵ روپئے

" " تاعمر : ۱۵۰۰ روپئے

تاریخ اشاعت : یکم نومبر ۱۹۸۵ء

اس ماہ کے نقوش

صفحہ نمبر

آیۃُ النّسآءِ یجوزُ نکاحُھنّ او لا یجوزُ

نکاح کن کن عورتوں سے جائز اور کن کن عورتوں سے ناجائز ہے

۲۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اور وہ عورتیں (بھی حرام ہیں) جو (دوسروں کی) قید نکاح میں ہیں مگر وہ جو (کافروں سے لڑائی میں قید ہوکر) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں (یہ احکام حرمت) تم پر اللہ کے فرض کردہ ہیں۔ جو تم پر لازم کئے جاتے ہیں اور جو عورتیں تم پر حرام کی گئیں) ان کے علاوہ سب عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں) بشرطیکہ شہوت رانی کے لئے نہیں بلکہ قید (نکاح) میں لانے کی غرض سے ہوں یعنی مہر کے بدلہ نکاح کرنا چاہو، پھر جن عورتوں سے تم نے لُطف (ضحبت) اٹھایا ہو ان سے جو مہر ٹھہرا ہے ان کے حوالے کردو اور ٹھہرائے پیچھے (مہر کے کم و بیش کرنے پر) آپس میں جس (مقدار) پر راضی ہوجاؤ تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں۔ (پ۵ النسآء)

جناب ای۔ ایچ شیخ کی جانب سے بطور عطیہ ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ آمین

پہلا صفحہ

دُولہا بکتا ہے...

بازار بھاؤ

دُولہے کی قسم	نرخ
۱) خلیجی ممالک میں ہیلپر	دس ہزار روپئے
۲) کلرک	پچیس ہزار روپئے
۳) سی مین (جہازی)	پچیس ہزار روپئے
۴) بی اے / بی ایس سی / بی کام	تیس ہزار روپئے
۵) پورٹ ٹرسٹ / ڈاک میں ملازم	چالیس ہزار روپئے
۶) ایم اے / ایم ایس سی / ایم کام پاس	پچاس ہزار روپئے
۷) انجینئر / کمپیوٹر پروگرامر	دُو لاکھ روپئے
۸) جہاز کا کیپٹن	دُو لاکھ روپئے
۹) ڈاکٹر	تین لاکھ روپئے
۱۰) بزنس مین	تین لاکھ روپئے
۱۱) گرین کارڈ ہولڈر	پانچ لاکھ روپئے
۱۲) گھر داماد	پانچ لاکھ روپئے

...اور دُلہن جلتی ہے

جہیز کی خاطر جو اموات پچھلے دس مہینوں میں ہوئیں اُن کی تعداد (حکومت کے مطابق) :-

مہینے	تعداد
جنوری فروری ۸۵ء	۸۱۵
مارچ اپریل ۸۵ء	۷۸۳
مئی جون ۸۵ء	۹۲۳
جولائی اگست ۸۵ء	۷۹۱
ستمبر اکتوبر ۸۵ء	۶۳۴

مُبارک کاپڑی

نقشِ کوکن
آفسیٹ پر

۲۴ سالوں کے شدید انتظار کے بعد
آخر کار ....
نقشِ کوکن آفسیٹ کے دور میں داخل ہو گیا۔

جی ہاں! آپ کا ہر دلعزیز رسالہ
جو تین نسلوں کی نمائندگی کرتا ہے
آفسیٹ پر چھپنے لگا ہے۔

لیتھو سے آفسیٹ تک کا خارزار راستہ
اللہ کے فضل و کرم سے اور آپ کی نقش نوازی کے باعث نقشِ کوکن پار کر سکا۔
حالانکہ اس سے ہمارے اخراجات دوگنا ہو گئے ہیں مگر اللہ کی مدد اور آپ کے تعاون
کے بھروسے پر ہم نے یہ انقلابی قدم اٹھایا ہے۔

اسے خوب سے خوب تر بنانے کی ہماری کوشش
اب بھی جاری ہے۔
آپ بھی اپنی امکان بھر کوشش سے اس قومی آرگن کو بڑھائیے
اور اس کی توسیع و اشاعت کے لئے ہماری مدد کیجئے۔
خود خرید کر پڑھئے اور اپنے دوستوں کو خریدار بنائیے۔
آپکے اس اشتراک و تعاون کیلئے ہم آپ کے شکر گذار ہوں گے۔

(ادارہ)

مسائلِ حاضرہ

مسائل حاضرہ میں سب سے اہم مسئلہ بجٹ کا آتا ہے، جس کے رو سے ٹی وی، ویڈیو کی سالانہ لائسنس فیس ختم کر دی گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ...... یہ بجٹ کو مقبول عام بنانے کا سب سے موثر ذریعہ تھا۔ ان اسباب تعیش پر فیس ختم ہونے کی خبر اسی طرح ملک بھر میں پھیل گئی جس طرح جنگل میں آگ پھیلتی ہے۔

لیکن جب ہم بازار جاتے ہیں، اور بجٹ کے بعد روزمرہ کے استعمال کی قیمتیں دریافت کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اشیاء خوردنی کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ جیسے گیہوں، چاول، تلہن وغیرہ جو سامانِ تعیش نہیں ہیں۔ بلکہ جن پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے، ان کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ریلوے جو ہندوستان میں سفر اور نقل و حرکت کا سب سے سستا ذریعہ ہے، اس کے کرائے میں بھی بارہ فیصد سے کچھ زیادہ ہی کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح پیٹرول کی قیمت میں بھی اضافہ ہوا جس کے بعد بس، آٹو رکشا اور ٹیکسی کے کرائے میں اضافہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ہر وہ چیز جو پیٹرول سے بنتی ہے یا جس میں پیٹرول استعمال ہوتا ہے، اس کی قیمتوں میں اضافہ ہونا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ ان دواؤں کی قیمتوں میں بھی لازمی طور پر اضافہ ہوگا جن میں پیٹرول استعمال ہوتا ہے۔ ایک طرف بیماریوں کو دیکھئے کہ ہر طرف سے منہ پھاڑے چلی آرہی ہے، دوسری طرف دواؤں کی قیمتیں دیکھئے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آدمی دوا کھا کر زندہ رہے یا اجناس خوردنی کھا کر۔ اس پر ڈاکٹروں کی مہنگی فیس۔ وہ ڈاکٹر جو کسی بیماری کے اسپیشلسٹ ہوتے ہیں مریض کو اس وقت تک ہاتھ نہیں لگاتے جب تک پچاس روپے یا اس سے زیادہ فیس نہیں لے لیتے۔ اس کے بعد وہ دوائیں لکھتے ہیں، جو اتنی مہنگی ہوتی ہیں کہ باورچی خانے کے ماہانہ بجٹ کا ایک تہائی حصّہ تو اس پر ضرور خرچ ہو جاتا ہے۔

گورنمنٹ کا اصل ذریعۂ آمدنی ٹی وی، ویڈیو اور ریڈیو کی لائسنس فیس ہی نہیں۔ یہ تو سال میں ایک ہی مرتبہ دی جاتی تھی۔ اصل ذریعۂ آمدنی تو وہ ٹیکس ہیں جو دیکھنے میں ہلکے اور قدر و قیمت میں بھاری ہوتے ہیں۔ اور وہ انہیں چیزوں کا ٹیکس ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

گورنمنٹ نے دوسری ستم ظریفی یہ کی ہے کہ ان ٹیکسوں میں تو جان لیوا اضافہ کر دیا ہے، دوسری طرف ملازموں کی تنخواہیں بڑھا دی ہیں۔ اس طرح بجٹ کی افادی حیثیت بہت متاثر ہو جاتی ہے۔ ایک طرف سے لیا اور دوسری طرف سے دیا۔ خیر یہ تو گورنمنٹ اور ملازمین کے درمیان ایک قسم کا سمجھوتہ ہو گیا۔ اب رہ گئے غیر سرکاری عوام، خواہ وہ ملازم ہوں یا تاجر، یا محنت کش۔ اب وہ کیا کریں۔ ان کے لئے ایک ہی راستہ

رہ گیا ہے۔ وہ ہڑتال، توڑ پھوڑ اور فتنہ و فساد کا راستہ۔ ظاہر ہے کہ جب گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا تو انگلی ٹیڑھی کرنی ہی پڑتی ہے۔

بجٹ کے ہوشربا اضافے سے بچنے کی ایک سادی ترکیب تھی۔ وہ یہ کہ دفاع کے بجٹ میں پانچ فیصد کی کمی کر دی جاتی، اور اسٹار کٹیکا اور انسنٹ بی جیسے منصوبے ختم کر دیئے جاتے۔ پھر یقیناً ملک کے عوام خوشحال ہو جاتے۔ اور بجٹ میں اضافے کی نوبت بھی نہیں آتی۔

آخر وہ کون سا ملک ہے جو ہم پر حملہ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے، جس کیلئے اتنی زبردست جنگی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اب تو چین بھی ہمارے ملک پر حملہ نہیں کر سکتا۔ نہ کرۂ زمین پر ایران اور عراق جیسے بدعقل ممالک پیدا ہوں گے۔ اور اگر ہو بھی گئے تو امریکہ اور روس کب اس کی اجازت دیں گے کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت پر قبضہ کرے۔ اللہ نے یا دنیا کی سیاسی صورت حال نے تو ہماری حفاظت کے لئے دو چوکیدار پیدا کر دیئے ہیں، پھر دفاعی بجٹ پر قومی آمدنی کا اتنا بڑا حصہ خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اکتوبر ۸۵ء کا اداریہ

نقش کوکن کے اکتوبر ۸۵ء کے اداریہ سے بعض حضرات ہم سے ناراض ہیں تو کچھ بدگمانی کا شکار ہوئے۔ اس تحریر کے ذریعہ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامی پر ہمارا عقیدہ نہ صرف پختہ ہے بلکہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا سے شر و فساد کی بیخ کنی کیلئے شریعت اسلامی سے بڑھ کر کوئی قانون نہیں۔

مسلم پرسنل لا کے متعلق سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ کو ہم شرعی قانون میں کھلی مداخلت قرار دیتے ہیں اور اس کی پرزور مخالفت کرتے ہیں۔

مذکورہ اداریہ کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں اور ہماری تحریر سے کرم فرماؤں کے دلی جذبات کو جو ٹھیس پہنچی ہے اس کیلئے ہم معافی چاہتے ہیں۔

(مدیر)

معارف الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

کتاب الرّقاق
(یعنی دلوں کو نرم کرنے والی باتیں)

عَن عمرو بن عوفؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لا الفقر اخشیٰ علیکم ولکن اخشیٰ علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلکم کما اھلکتھم (متفق علیہ)

ترجمہ :- عمرو بن عوف کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کی قسم میں اس بات سے نہیں ڈرتا ہوں کہ تم پر فقر و فاقہ طاری ہوگا لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا اس طرح کھول دی جائے گی جس طرح تم سے پہلوں پر کھولی گئی پس تم لوگ دنیا کی طرف اس طرح راغب ہو جاؤ گے جس طرح وہ لوگ راغب ہوئے، اور دنیا تم لوگوں کو اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا۔ (یہ روایت بخاری اور مسلم کی ہے)

تشریح :- اس حدیث میں فراغت، خوشحالی اور مال و دولت کی طرف دل لگانے سے ڈرایا گیا ہے کہ کہیں تمہارا انجام بھی ویسا ہی نہ ہو جیسا تم سے پہلوں کا ہوا۔

فون ہوٹل ۳۳ ۶۶۳۳
فون دفتر ۳۳۳.۵۲
دہلی دربار
جس کی بریانی، تندوری مرغ، ڈبہ گوشت اور کھچڑا ملک بھر میں مشہور ہیں۔ ہوٹل کے باہر بھی کھانا سپلائی کیا جاتا ہے۔
پتہ: نزد کارنر گرانٹ روڈ، بمقابل نیو روشن سنیما، بمبئی ۴۰۰۰۰۴

جہاں بین کے قلم سے

گردشِ زمانہ

ناظرینِ نقشِ کوکن کی خدمت میں اس ماہ سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ اس عالمِ رنگ و بُو میں رونما ہونیوالے واقعات پر اخلاقی اور مذہبی نقطۂ نظر سے تبصرہ کیا جائے گا۔ اِس سلسلے میں ناظرین کی قیمتی رائے کا ہمیں شدت سے انتظار رہے گا۔ (ادارہ)

★ بہت شور سُنتے تھے!!!

اقوامِ متحدہ کے چالیسویں اجلاس کا بہت چرچا تھا۔ سَو سے زائد ممالک کے سربراہانِ مملکت اور وزرائے اعظم نے جنرل اسمبلی سے خطاب کیا، تاہم کوئی "مشترکہ اعلامیہ" جاری نہ کیا جاسکا۔ فلسطینی عوام کے نمائندے یاسر عرفات کو مدعو نہیں کیا جاسکا۔ کیونکہ امریکہ معترض تھا۔ تیسری دنیا (Third world) کے ممالک گو فلسطینی عوام کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن امریکہ کے خلاف جانے کی ہمت نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ان کی اقتصادی اور فوجی امداد کا انحصار امریکہ پر ہے۔

روسی افواج کی افغانستان میں مداخلت اور مسلسل موجودگی اس بات کا مزید ثبوت ہے کہ آج بھی اقوامِ متحدہ میں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" والے مقولے پر عمل جاری ہے۔ بیچارے مسلم ممالک (بشمول عرب ممالک) غالباً مصروفِ دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ امریکی بلاک اور روسی بلاک پر قہر نازل کرے۔ ان نادانوں کو کون سمجھائے کہ انقلابات دعاؤں سے نہیں، تدبیر و عمل سے لائے جاتے ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے اتحاد و اتفاق کی، ضرورت ہے عزم و حوصلے کی، ضرورت ہے صنعتی ترقی اور جدید ترین ہتھیاروں کی۔

★ بھُلا کے بھی تجھے.....!

۳۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء ہندوستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔ گو ذاتی اور سیاسی اختلافات کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں، کسی عورت پر گولیاں برسا کر اسے ہمیشہ کیلئے خاموش کردینا بربریت کی انتہا ہے۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو اندرا گاندھی کی پہلی برسی منائی گئی۔ مُلک بھر میں بے شمار تعزیتی جلسے ہوئے۔ اندرا جی کی تصاویر کو پھولوں سے لاد دیا گیا۔ خود راجدھانی میں بوٹ کلب کے پاس اندرا جی کی قدِآدم تصویر کھڑی کی گئی تھی۔ ہمدردانِ اندرا سے صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا تصاویر پر پھول چڑھانا ہی خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے۔ آج ہر عدالت، ہر سرکاری و نیم سرکاری دفتر میں مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو، ڈاکٹر راجندر پرشاد اور ڈاکٹر رادھا کرشنن کی تصاویر آویزاں ہیں۔ (مسلمانوں کی تصاویر اس لئے نہیں ہیں کہ آزادیٔ ہند کے لئے انھوں نے بھلا کیا ہی کیا ہے؟)۔ انہی تصاویر کے زیرِ سایہ سفید کو سیاہ کیا جارہا ہے۔ اندرا جی کے نام لیواؤں سے ہم صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا

بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلیں، اس کے خوابوں کو حقیقت کا روپ دیں۔

اور وہ خواب تھے امن کے، اہنسا کے، معاشی ترقی کے، اور متحدہ ہندوستان کے ۔۔۔

★ خون پھر خون ہے ....!

اٹلی کے مسافر بردار جہاز Achille Lauro کے اغوا اور رہائی کا ڈرامہ مسلمانانِ عالم کیلئے ایک سبق آموز واقعہ ہے۔ اس رہائی کے پس پشت مصر، اٹلی اور فلسطینی محاذِ آزادی کے سربراہ یاسر عرفات کی مشترکہ کاوش تھی۔

یاسر عرفات نے اس اغوا کی علی الاعلان مذمت کی تھی، کیونکہ جہاز کے مسافر غیر سیاسی اور امن پسند شہری تھے۔ فلسطینی گوریلاؤں نے یہ حرکت اسرائیلی جہازوں کے تیونس میں واقع فلسطینی مستقر پر حملے کے خلاف احتجاجاً کی تھی۔ اس حملے کے پس پشت امریکی ہاتھ تھا، جس میں ۷۰ فلسطینی شہید ہوئے۔ لیکن ان کی زندگی امریکہ کے لئے کوئی قیمت نہیں رکھتی، البتہ ایک امریکن شہری کی زندگی جسے فلسطینی گوریلاؤں نے بحری جہاز Achille Lauro پر قتل کیا تھا، اس قدر قیمتی تھی کہ امریکہ ہوائی قزاقی پر آمادہ ہو گیا۔ اور اس ہوائی جہاز کو جس پر فلسطینی اغوا کنندگان تیونس جا رہے تھے امریکی جنگی جہازوں نے گھیر کر اٹلی جانے پر مجبور کیا۔

اگر فلسطینی یہ حرکت کرتے ہیں تو انسانیت کے "مجرم" اور امریکہ یہی حرکت کرتا ہے تو "انسانیت کا نجات دہندہ"
"میزانِ عدل" مدعی کی سیاسی طاقت کے پیشِ نظر تبدیل ہوتا رہتا ہے ۔۔۔

ارضِ بطحا

قمر ہسلائی

ارضِ بطحا سرزمینِ پاک ہے
بارگاہِ سیدِ لولاک ہے

رازدارِ عرش و کرسی ہے مکیں
سبز گنبد ہمسرِ افلاک ہے

اہلِ دل ہی پر اَلَم نَشرَح ہوا
سینہ اہلِ معرفت کا چاک ہے

غار میں روشن ہوئے چودہ طبق
ایک اُمّی مشعلِ ادراک ہے

زہد و تقویٰ، کالی کملی کی قسم
آدمی کی بہترین پوشاک ہے

آلِ آدمؑ ہے بنی نوعِ بشر
اور آدمؑ ایک مشتِ خاک ہے

تاجدارِ انبیاء کا ہر غلام
حق برتنے میں بہت بیباک ہے

موت کیا ہے ایک موجِ سلسبیل
زندگی کیا ہے خس و خاشاک ہے

فتحِ جنّت، اور دوزخ ہے شکست
پاکبازی بازیٔ چالاک ہے

دردِ دل، حسنِ عمل، شانِ خلوص
مردِ مومن کی یہی املاک ہے

قمر نعتِ جانفزا صلِّ علا
ہر نفس گویا درودِ پاک ہے

•

خیر و شر

سعید رضوانی

★ زندگی نام ہے عمل کا ۔ بے عمل زندگی موت کے مترادف ہے ۔

★ عمل کی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔ ایک اختیاری دوسری نطری ۔

★ نطری عمل وہ ہے جو قدرتی طور پر واقع ہو ، اور جس پر تمہارا اختیار نہ ہو ۔ مثلاً "حادثہ"

★ تمہاری گرفت اختیاری عمل پر ہوگی ۔ فطری عمل پر نہ ہوگی ۔

★ اختیاری عمل کی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔ استفادی اور افادی ۔

★ استفادی عمل وہ ہے جس سے تمہاری ذات کو فائدہ پہنچے ۔

★ افادی عمل وہ ہے جس سے دوسروں کو فیض پہنچے ۔

★ خیر و شر کا حکم ان اعمال پر ہوگا جو ارادہ اور نیت پر صادر ہوتے ہیں ۔ جو اختیاری ہوں ۔

★ نیکی وہ ہے جسے تمہارا نفس اور دل قبول کرے ۔ لیکن اس کے باوجود انسان کا ضمیر خیر و شر کا آخری معیار نہیں ہے ۔ بلکہ احکام الٰہی کو آخری معیار قرار دیا گیا ہے ۔

★ جب انسان حکم الٰہی کا تابع ہوتا ہے تب :۔

• وہ سراپا لطف و کرم کا سرچشمہ بن جاتا ہے ۔
• وہ یک دلی اور یک جہتی کی تصویر ہوتا ہے ۔
• وہ اخوت و محبت کی جہاں بانی کرتا ہے ۔
• وہ قرآنی خُلق کا آئینہ بن جاتا ہے ۔
• وہ پیام حق کیلئے جہاد کرتا ہے ۔

★ مومن کی زندگی مسلسل جہاد ہے ۔ اس کی پوری زندگی ایک جہاد ہے ۔

(سورہ حٰم السجدہ ۴۱ : ۴۶) :۔

"جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے فائدہ کیلئے ۔ اور بُرا کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا ۔ اور آپ کا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ۔"

بقیہ : کیریئر گائیڈنس :۔

۲) ساوورن فورسیٹ رینجرس کالج ، کوئمبٹور :۔ گجرات ، آندھرا پردیش ، گوا ، دمن اور دیو ، کرناٹک ۔ کیرالا ، مہاراشٹر ، تامل ناڈو ۔

۳) ایسٹرن فورسیٹ رینجرس کالج : سینٹ میرینز ہل ، کرسیے : اونگ ، آسام ، میزورم ، میگھالیہ ، منی پور ، تری پورہ ، اروناچل پردیش ، ناگالینڈ ، مغربی بنگال ، اڑیسہ ، بہار ، انڈمان اور نکوبار جزائر ۔

۴) سینٹرل فورسیٹ رینجرس کالج ، چندرپور :۔ مدھیہ پردیش ، مہاراشٹر ، راجستھان اور گجرات ۔

غزلیں

عزیز آذر

اشکِ غم جب راز داں ہو جائے گا
حالِ دل کا ترجماں ہو جائے گا

ہر کوئی جب شادماں ہو جائے گا
یہ وطن جنت نشاں ہو جائے گا

کیوں گرفتارِ طلسمِ عیش ہے
دیکھ یہ سب رائیگاں ہو جائے گا

ٹوٹ جائے گا طلسمِ زندگی
آخرش انساں رواں ہو جائے گا

یاد رہنا ہے تو کچھ کر ورنہ پھر
کل تو بھولی داستاں ہو جائے گا

طفلِ آدم ایڑیاں رگڑے اگر
آج بھی چشمہ رواں ہو جائے گا

کون کہتا تھا کہ آذر ایک دن
رازدارِ ہوشاں ہو جائے گا

قاضی فراز احمد

دو نظم

نقابِ ضبط میں صبر و قرار کا چہرہ
چھپا رہا ہے کوئی اضطرار کا چہرہ

خطوں کی شکل میں کاغذ کے آئینے میں ہے
سبھوں نے دیکھا غمِ روزگار کا چہرہ

لیا ہے سب کی طرح ہاتھ میں وہی پتھر
نہ دیکھا آپ نے بھی سنگسار کا چہرہ

نشاں ملا کہ یہاں سے بھی قافلہ گذرا
کہاں سراب میں ڈوبا غبار کا چہرہ

بقا کی جنگ تو لڑتے سبھی کو دیکھا ہے
کبھی نہ دیکھا مقابل سوار کا چہرہ

سنہرے خواب کی تعبیر یہ نہیں ہوگی
جھلس رہا ہے جو ابرِ بہار کا چہرہ

فراز آج بھی دربار میں ملا ہوگا
غرورِ نفس کا جھوٹے وقار کا چہرہ

عاقل باغی

ڈال کر خاکِ وطن سر میں گلالوں کی طرح
اس امانت کو بچاتے ہیں جیالوں کی طرح

ہم کو جانچے تو کوئی جانچنے والوں کی طرح
رقص کرتے ہیں اہنسا پہ غزالوں کی طرح

کوئی اس دور میں اب پوچھنے والا ہی نہیں
دل لئے پھرتے ہیں ہم نذر کے تھالوں کی طرح

جانے کیا بات ہوئی میرا مقدر پھوٹا
جادۂ غم میں مرے پاؤں کے چھالوں کی طرح

ٹوٹ کر رہ گیا ہر تارِ ردائے احساس
زندگی گذری ہے دیوار کے جالوں کی طرح

ہم نے اب غم ہی میں جینے کی ادا پائی ہے
اپنا غم کیوں کریں غیروں کے ملالوں کی طرح

کیوں نہ اک قیدِ مسلسل اُسے کہئے عاقل
غم نے گھیرا ہے ہمیں چاند کے ہالوں کی طرح

خاتونِ خانہ کا تصوّر

"بی بی، آپ پڑھتی ہیں؟"

"جی ہاں!"

اور کیا کرتی ہیں؟

"کچھ نہیں۔ صرف پڑھتی ہوں۔ ہماری امّی تو ہم سے کام ہی نہیں کرواتیں۔ کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ میں پڑھتی ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ بے بی! تم اس وقت تک باورچی خانہ میں نہیں جاؤ گی جب تک تعلیم سے فارغ نہ ہو جاؤ۔ تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے چولہے چکی میں جانے کی۔"

اس نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔ اپنے طور پر اس نے جو بات کہی وہ غلط بھی نہ تھی۔ کیونکہ ان کی والدہ نے اسے یہی تربیت دی تھی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی عورت اس وقت تک خاتون کہلانے کی مجاز ہے جب تک اسے گھریلو کام نہ آتے ہوں۔

میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بعض لوگ دفاتر میں کام کرنیوالی یا ملازمت کرنیوالی خواتین کو پھوہڑ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بہترین گھریلو امور آتے ہیں۔ بعض ایسی خواتین کو بھی دیکھا گیا جو سسرال میں قدم رکھنے کے بعد کھانا پکانا اور سینا پرونا سیکھتی ہیں۔ اس بات میں تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ کوئی بھی کام کسی بھی عمر میں سیکھ سکتے ہیں۔ اور سیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اب ایسا بھی کیا کہ آپ کو سسرال میں جا کر شرمندگی ہو۔ اس لئے آج کا کام کل پر کیوں چھوڑیں۔ کیوں نہ اپنے بہت سے کام آپ ابھی سیکھ لیں جن کی ضرورت کل پڑے گی۔

مثلاً فرض کیجئے کہ روٹی پکانا سب سے مشکل ہے۔ لیکن کھانا پکانے کیلئے تو بہت زیادہ مدت درکار نہ ہوگی۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ پہلے ایسے کھانے بنانا سیکھیں جو زیادہ سہل ہوں تاکہ جب آپ سے فرمائش کی جائے تو کم از کم دو چار چیزیں پکا سکیں۔

باقی رہی صفائی ستھرائی، تو اس کا تعلق انسان کی اپنی طبیعت سے بھی ہوتا ہے۔ بعض بیویاں گھر کو صاف اس لئے رکھتی ہیں کہ کہیں اچانک مہمان دندناتے ہوئے نہ آجائیں۔ اور ان کو شرمندگی اٹھانا پڑے۔ جب کہ بعض بیویاں دھول مٹی کا ایک ذرہ یا ایک تنکا بھی برداشت محض اس لئے نہیں کر سکتیں کہ وہ طبیعت کی نفیس ہوتی ہیں۔

سلائی کرنا کم وبیش ہر گھریلو خاتون جانتی ہے۔ تاہم اب ملک میں انڈسٹریل ہوم کھل جانے کے بعد سلائی کے کورس کو مکمل کرنے کیلئے زیادہ پریشانی نہیں اٹھانی پڑتی۔ آپ ۳ ماہ یا ٦ ماہ میں کسی معیاری انڈسٹریل ہوم میں داخلہ لے کر کم از کم شلوار قمیص، بلاؤز یا فراکیں بنانا سیکھ سکتی ہیں۔ یہی حال کشیدہ کاری اور بُنائی کا بھی ہے۔ اب رہی دیگر بہت سی دستکاریاں تو ضروری نہیں کہ آپ کو سب بیک وقت آتی ہوں۔ انھیں آپ بتدریج سیکھ سکتی ہیں۔

سلیقہ یہ نہیں کہ آپ کا مہمان خانہ بڑا سجا ہوا ہو، اصل سلیقہ تو دیگر کمروں میں جھلکتا ہے۔ اس لئے اس بات کا خاص

خیال رکھیں کہ گھر کے دروازے سے لے کر غسل خانے تک آپ کے گھر کا کونہ کونہ صاف ستھرا ہے۔

ملازموں پر تکیہ کرنا فی زمانہ حماقت ہے۔ یوں بھی نوکر اپنی مرضی سے کام نہیں کرتے۔ اگر اللہ میاں نے آپ کو اس قابل کیا ہے کہ آپ ملازم رکھیں۔ تو یہ آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ ان کے ساتھ ساتھ کام کریں۔ یا پھر ان کی پوری پوری نگرانی کریں۔

یقین کیجئے، بڑے سے بڑا ماڈرن مرد بھی سلیقے مند اور گھریلو عورت ہی کا انتخاب کرتا ہے۔ ظاہری چمک دمک اور حسن و سنگھار آپ کو شمعِ محفل تو ضرور بنا سکتا ہے چراغِ خانہ نہیں ۔۔۔

پرنسپل اے۔ آر۔ موٹلیکر

کیریر گائیڈنس

جنگلات کا سرٹیفکیٹ کورس

کام کی نوعیت :- رینجر (Ranger) یہ ایک رینج (جنگلات کا ایک مخصوص حصّہ) کا (Executive officer) ایکزیکیٹیو آفیسر ہوتا ہے جس کے ذمہ جنگلات سے متعلق تمام کام ــ جس میں جگہ کی پیمائش (Marking)، لکڑے اور ایندھن کی گوداموں تک نقل و حمل، پودے تیار کرانا، پودے لگوانا اور جنگلات سے متعلق دیگر کام، سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر جنگلات کا تحفظ، جنگلات میں ہونیوالی چوریوں کے بارے میں تفتیش وغیرہ ہوتے ہیں۔

اغراض ومقاصد :- یہ کورس بنیادی طور پر ان امیدواروں کی تربیت کیلئے ہے جنکی امیدواری کی سفارش ریاستی محکمۂ جنگلات، انڈین یونین اور مرکز کے تحت اور بیرونی ممالک فوریسٹ رینجر کے لئے کرتے ہیں۔

(ا) ہر سال نصاب متعلقہ کالج میں کب شروع ہوتا ہے وہ ذیل میں درج ہیں:

۱) ناردرن فوریسٹ رینجرس کالج (N.F.R.C.)، دہرہ دون ــ یکم مارچ

۲) سدرن فوریسٹ رینجرس کالج (S.F.R.C.)، کوئمبتور ــ یکم مئی

۳) ایسٹرن فوریسٹ رینجرس کالج (E.F.R.C.)، کرشئے اونگ ــ یکم مئی۔

۴) سینٹرل فوریسٹ رینجرس کالج (C.F.R.C.)، چندرپور ــ یکم مئی۔

ب :- داخلہ کیلئے ضروری قابلیت :-

امیدوار کسی بھی تسلیم شدہ (Recognised) یونیورسٹی سے انٹرمیجیٹ (Intermediate) امتحان یا اس کے برابر کا امتحان ذیل کے دو یا دو سے زائد مضامین لے کر کامیاب ہوا ہو۔

علم ریاضی، علم طبیعات، علم کیمیا، علم نباتات اور علم حیوانات ــــ یا

امیدوار ہائر سیکنڈری امتحان کامیاب ہو یا پری یونیورسٹی امتحان کامیاب ہو، اور اس کے بعد پری پروفیشنل، پری ٹیکنولوجیکل کورس جو ہائر سیکنڈری مرحلہ کے بعد کا ایک سال کا ہوتا ہے۔ یا ایک سال بعد پری یونیورسٹی مرحلہ کے کسی منظور یافتہ یونیورسٹی کے، یا اس کے برابر ذیل کے دو یا دو سے زائد مضامین کے ساتھ۔

ریاضی، طبیعات، کیمیا، حیاتیات

نوٹ :- occupational (ہنر) سے متعلق معلومات

تیزی سے بدلتی رہتی ہیں۔ اس لئے جدید معلومات حاصل کرنے کے لئے متعلقہ ادارہ سے براہ راست رابطہ قائم کیجئے۔

(ب) ضروری نوٹ :۔

۱) ان ہندوستانی یونیورسٹیوں میں جہاں پر تین سالہ ڈگری کورس ہے۔ وہاں کا پہلے سال کا امتحان کامیاب کرنے والا امیدوار منظور شدہ کسی بھی ہندوستانی یونیورسٹی کے انٹرمیجیٹ امتحان کامیاب کے برابر سمجھا جاتا ہے۔

۲) ایک سالہ پری یونیورسٹی کورس + ایک سالہ پری پروفیشنل کورس یا ایک سالہ پری یونیورسٹی کورس + تین سالہ ڈگری کورس کا پہلا سال، انٹرمیجیٹ کے برابر سمجھا جاتا ہے۔

۳) میٹریکولیشن کے بعد کا دو سالہ سول، میکانیکل اور کیمیائی انجینئرنگ کا ڈپلومہ کسی منظور شدہ ادارہ کے انٹرمیجیٹ کے برابر مانا جاتا ہے۔

عمر :۔ (۱) امیدوار کی عمر تربیت کے شروع ہونے کے وقت ۱۸ سال سے کم اور ۲۴ سال سے زائد نہ ہو (شیڈول کاسٹ اور ٹرائب امیدواروں کے لئے ۲۹ سال) پس ماندہ طبقہ کے امیدواروں کے سلسلے میں عمر کی بالائی قید میں ریاستی حکومت کے قوانین وضوابط کے مطابق اور متعلقہ ملازمت اور آسامی (پوسٹ) کے لحاظ سے رعایت کی جاتی ہے۔

سابق فوجیوں کے لئے (بلا امتیاز ریاست) زیادہ سے زیادہ ۳۳ سال ہے۔

جسمانی معیار :۔ اونچائی اور سینہ کی پیمائش کے کم سے کم معیار درج ذیل ہیں :۔

(۱) اونچائی : ۱۶۳ سینٹی میٹر

(۲) سینہ : مکمل پھلانے کے بعد ۸۴ سم (۳) سینہ کا پھلاؤ ۵ سم

(۴) امیدوار کا ۲۵ کلومیٹر کا فاصلہ ۴ گھنٹے میں طے کرنے کی صلاحیت کے لئے طبی جانچ میں کامیاب ہونا لازمی ہے

نوٹ :۔ گورکھا: نیپالی، آسامی، میگھالی، لداخی، ناگا، ارونا چل پردیشی، تریپورہ والے، منی پوری، گڑھوالی، کوماؤنی بسکمی اور بھوٹانی کیلئے کم سے کم اونچائی ۱۵۳ سے ۱۵۵ سم ہے۔

طریقۂ انتخاب :۔ کورس شروع ہونے سے پہلے مرکزی حکومت سیٹ کا بٹوارہ مختلف ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی ضرورت کے مطابق کرتی ہے۔ کالج میں تربیت حاصل کرنے کے خواہشمند امیدواروں کا انتخاب وہی ریاست کرتی ہے جو امیدواروں کو نامزد کرتی ہے۔ اور متعلقہ ریاست کے ہیڈ آف دی فاریسٹ ڈپارٹمنٹ (چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ) اسی ریاست کے پبلک سروس کمیشن سے صلاح مشورہ کر کے کرتا ہے۔ یہ انتخاب تحریری جانچ، جسمانی جانچ اور انٹرویو کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

اخبار میں اشتہار اور گزٹ میں نوٹیفکیشن شائع ہونے کے بعد امیدوار عریضے کے فارم اور دیگر ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے انھیں مخاطب کریں۔ کالج کو براہ راست مخاطب کئے ہوئے عریضوں پر غور وخوض نہیں کیا جائے گا۔

منسٹری آف ایگری کلچر، گورنمنٹ آف انڈیا، اپنی مرضی سے متعلقہ کالج سے منسلک ریاستوں کی سیٹوں کے بٹوارے میں ترمیم کر سکتی ہے۔

سیٹ کا بٹوارہ :۔

۱) ناردرن فورسیٹ رینجرس کالج، دہرہ دون :۔ پنجاب، راجستھان، اتر پردیش، جموں اور کشمیر، ہماچل پردیش، چنڈی گڑھ، دہلی انتظامیہ۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

سلطان شہید ٹیپو

کسی نے خوب کہا ہے کہ سپاہی کی بہادری کا اندازہ جیت سے نہیں۔ اس کی ٹوٹی ہوئی تلوار، کٹی ہوئی زرہ، اور زخموں سے چور بدن سے ہوتا ہے۔

ہمارے دیس کی مٹی سے دو ایسے سپوت اٹھے جو ملک کو بدیسی غلامی سے بچانے کے لئے جان پر کھیل گئے۔ ایک بدنصیب باپ اور ایک اس کا بدنصیب بیٹا، جنہیں اپنوں نے دغا دی۔ اور جن کے سینوں کو اپنوں نے چکنا چور کیا۔ یہ تھے حیدر علی اور ان کا بیٹا ٹیپو سلطان۔

حیدر علی ایک ان پڑھ سپاہی تھا۔ مگر تھا دلیر اور دھن کا پکا۔ ترقی کرتے کرتے وہ سپہ سالار بنا۔ اور پھر میسور کا سلطان۔

۱۷۶۹ء میں جب اس نے مدراس کی حکومت کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا تو انگریزوں کی آنکھیں کھل گئیں، اور انہیں ہندوستان میں اپنی عظیم الشان سلطنت قائم کرنے کا خواب بکھرتا نظر آیا۔ اگلے سال جب میسور کی دوسری جنگ شروع ہوئی تو سلطان حیدر علی کے ساتھ دس ہزار جیالے سپاہی تھے جنہوں نے انگریزی جرنیلوں کو شرمناک شکستیں دیں۔ وہ اپنا کام پورا نہ کر پایا تھا کہ ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء کو اس کا [illegible]

حیدر علی کے بعد اس کے بیٹے سلطان ٹیپو نے سلطنت سنبھالی۔ ذہانت اور شجاعت میں وہ کسی طرح باپ سے کم نہ تھا۔ مدراس کی لڑائی میں کئی انگریز جرنیلوں کو شکست دی۔ اس نے بڑی بہادری اور ہوشیاری سے انگریزوں سے جنگ کی۔ ۱۷۹۰ء میں جنرل میڈوز نے

گورنر جنرل لارڈ کارنوالس سے صاف کہہ دیا کہ وہ سلطان ٹیپو کو شکست نہیں دے سکتا۔

آخر لارڈ کارنوالس خود بہت بڑی فوج اور ساز و سامانِ جنگ کے ساتھ بنگلور پر حملہ آور ہوا اور قلعہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ میسور کی راجدھانی سرنگاپٹم کی طرف بڑھا لیکن سلطان ٹیپو کی فوج نے اس کا منہ پھیر دیا۔ اسے بنگلور کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ راستے میں اسے پونے لوٹتے ہوئے مرہٹہ فوج ملی اور دونوں میں ساز باز ہو گئی۔ اب دونوں نے مل کر سرنگاپٹم پر حملہ کیا۔ ٹیپو کو شکست ہوئی۔ اسے دب کر صلح کرنی پڑی اور تین کروڑ روپے تاوان دینے کا وعدہ کرنا پڑا۔ اس کو بطور یرغمال کے اپنے دو بیٹے دینے پڑے۔ صلح ہو گئی لیکن ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اب پورے ملک میں راج کرنا ہے تو ٹیپو کو اپنے راستے سے پوری طرح ہٹانا ہوگا۔ انگریز برابر تیاری کرتے رہے اور ۱۷۹۸-۹۹ء میں معاہدہ توڑ کر میسور پر حملہ آور ہوئے۔ انگریز مورخوں نے لکھا ہے کہ ٹیپو کو اب بھی شکست نہ ہوتی مگر اس کی خود کی فوج کے سرداروں نے غداری کی اور دھوکہ سے انہوں نے ٹیپو کو کہلوا دیا کہ انگریز فوج کم ہے اس لئے کھلے میدان میں اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ٹیپو جب میدان میں انگریزوں کے مقابل آیا تو اس کے سامنے ایک زبردست فوج تھی۔ وہ پوری طرح نرغے میں پھنس چکا تھا۔ پھر بھی اس نے ہتھیار نہ ڈالے۔ بڑی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوا۔

میسور میں اس کا مقبرہ ہے۔ جس کی اندرونی دیواروں پر شیر کی شکلیں بنی ہوئی ہیں کہ ٹیپو سلطان خود بھی شیر تھا۔ اور یہی اس کا قومی نشان بھی تھا۔

اگر قوم نے اس شیر کا ساتھ دیا ہوتا تو ملک کے ماتھے پر انگریزوں کی غلامی کا کلنک کبھی نہ لگتا۔

کوکن ڈیولپمنٹ اسکیم

ایم ایم ٹھاکور

ضلع رائے گڈھ

اس ضلع کا رقبہ تقریباً ۷۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۸۶ء۱۴ لاکھ ہے۔ جس میں سے ۷۷ء۱۲ لاکھ لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ بحرِعرب کا ۱۰۰ کلومیٹر لمبا ساحل بھی اس ضلع سے جڑا ہوا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف ضروری ہے کہ بمبئی سے قریب ہونے کے باوجود تھانہ ضلع کے مقابلے میں یہاں صنعتی ترقی کی رفتار کافی سست ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ تھانہ ضلع کی طرح یہاں آمد و رفت کی سہولتیں کم ہیں۔ خاص طور پر لوکل ٹرینوں کی سہولت نہیں ہے۔

لیکن جس قسم کے منصوبوں کو حکومت عملی جامہ پہنانا چاہتی ہے اس لحاظ سے بہت جلد رائے گڈھ بھی صنعتی میدان میں ترقی کرے گا اور یقین ہے صنعتی میدان میں اس ضلع کا شمار تھانہ کے بعد ہوگا۔ ان میں قابل ذکر پراجیکٹ حسب ذیل ہیں:

- ناہوا شیوا بندرگاہ۔
- اورن کے قریب ایک پاور پلانٹ۔
- رسائنی (رہوبل) میں ایک کیمیکل کامپلکس کی تعمیر۔
- فرٹی لائزر اینڈ پٹرو کیمیکلس۔
- علی باغ اور ناگوٹھنا میں بننے والی فیکٹریاں۔
- کوکن ریلوے۔
- بمبئی ہائی آئل کا BASE (ONGC)۔
- کرنجا (اورن) نیول آرنامینٹس ڈپو۔
- وغیرہ

اس صورتِ حال کو مدنظر رکھتے ہوئے رائے گڈھ کے عوام کو نہ صرف چوکس رہنا چاہیئے بلکہ ان مواقعوں سے فائدہ اٹھاکر خود بھی صنعتی میدان میں ترقی کرنی چاہیئے۔

کاشت کاری

چونکہ کھیتی باڑی یہاں کے لوگوں کا آبائی و بنیادی پیشہ ہے اور مجموعی آبادی کا لگ بھگ ۷۵ فیصد حصہ کاشت کاری سے منسلک ہے۔ اس ضمن میں جن اوزاروں کی ضرورت ہے ان کی فہرست اور اعداد و شماری اس طرح ہے۔

لکڑی کے ہل	8900
لوہے کے ہل	200
آئل انجن کے پمپ	300
الکٹرک پمپ	3000
ٹریکٹر	150
بیل گاڑیاں	18000

باغبانی

کھیتی باڑی کے بعد باغبانی یہاں کے لوگوں کا بڑا ذریعہ معاش ہے۔ باغبانی سے متعلق اعداد و شماریوں ہے۔

آم ______ ۸۶۴ ہیکٹر
کیلے ______ ۸۴ ہیکٹر
کاجو ______ ۴۷ ہیکٹر
ناریل ______ ۷۳۷ ہیکٹر
سپاری ______ ۵۸۲ ہیکٹر
آلو ______ ۱۹۳ ہیکٹر
پیاز ______ ۴۶ ہیکٹر
ٹماٹر ______ ۴۸۱ ہیکٹر
چقندر ______ ۲۶ ہیکٹر
بینگن ______ ۴.۵ ہیکٹر

ان ساری فصلوں کو نقد فصلیں کہا جاتا ہے اگر مناسب اور جدید ترین سہولتوں کے ساتھ کاشت کی جائے تو پیداوار میں اضافے کے کافی امکانات ہیں۔

Fisheries ساحلی علاقے کی بنا پر ایک بڑا طبقہ ماہی گیری سے وابستہ ہے۔ چونکہ مچھلی دوسرے ملکوں کو برآمد بھی کی جاتی ہے اس لئے اس صنعت کے بڑھنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ اس کے لئے COLD STORAGE کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی انڈسٹریاں بھی قائم کی جائیں جہاں اس سمندری پیداوار کی جدید طریقے پر PACKING بھی ہو سکے۔ آج اس صنعت میں لگ بھگ 1300 مشینی کشتیاں ہیں اور 500 عام کشتیاں استعمال ہوتی ہیں۔

جنگلات رائے گڈھ کا تقریباً 1645 کلو میٹر لمبا علاقہ جنگلات سے گھرا ہوا ہے، جن میں پین، پنویل، علی باغ، روہا اور کرجت سرفہرست ہیں۔ اسی بنا پر یہاں ایسی صنعتیں بھی قائم کی جا سکتی ہیں جن کا دارومدار جنگلات پر ہو۔ ایسی انڈسٹریوں میں لکڑی کا سامان خاص طور پر کھڑکیاں، دروازے، فرنیچر، ہل اور بیل گاڑیاں وغیرہ بنائی جا سکتی ہیں۔

معدنیات اس ضلع میں سوائے باکسائٹ کے اور کوئی معدنیات نہیں ملتیں اور یہ باکسائٹ بھی صرف شری وردھن ہی میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کی مقدار بھی اتنی زیادہ نہیں ہے کہ اسے تجارتی نقطہ نظر سے اہمیت دی جائے۔ سردست صرف اُدرن ہی ایک ایسی بستی ہے جو نمک کے لئے نہ صرف مشہور ہے بلکہ یہاں ہر سال 14500 ٹن نمک پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ سارے ضلع میں نمک کی پیداوار 16600 ٹن ہے۔ نا ہوا شیوا میں ہونے والی بندرگاہ کی تعمیر کی بنا پر عنقریب یہ SALT WORKS بند ہونے جا رہے ہیں۔

رائے گڈھ کے پہاڑی علاقے میں کھڑی (پتھر) کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ آج کے زمانے میں کھڑی کی مانگ زیادہ ہونے کی بنا پر اس سے متعلق انڈسٹری بھی قائم کی جا سکتی ہیں۔

ITIS INDUSTRIAL ESTATES

اس ضلع میں کل تین آئی ٹی آئی ایس ہیں۔ پنویل، اُدرن اور مروڈ اسی طرح پین میں ایک انجینئرنگ کالج چلایا جا رہا ہے۔

یہاں ایم آئی ڈی سی کے چار انڈسٹریل

اسٹیٹ بالترتیب تلوجہ، پاتل گنگا اور مہاڈ میں ہیں۔ اس طرح تین کوآپریٹیو انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں، جو کھوپولی، کاموٹھے اور پنویل میں ہیں۔

انڈسٹریز

بمبئی سے قریب ہونے کی بنا پر اس ضلع کو کئی فائدے ہیں جو رتناگیری اور سندھودرگ کو حاصل نہیں ہیں۔ بمبئی گوا ہائی وے جو اس ضلع سے گذرتا ہے بھی اس ضلع کی ترقی میں معاون رہا ہے۔ یہاں کل 95 لارج اور میڈیم اسکیل یونٹس ہیں اس کے ساتھ ساتھ 1400 اسمال اسکیل یونٹ اور لگ بھگ 1800 آرٹیزن ARTISAN BASED یونٹ ہیں۔

اورن، پنویل، علی باغ، پین اور کرجت کے کچھ علاقوں کے علاوہ اس ضلع کا سارا علاقہ "D" (ڈی) زون میں شامل ہے۔ اسی بنا پر یہ ضلع ان تمام سہولتوں کا مستحق ہے جن کا اعلان حکومت مہاراشٹر نے ۱۹۸۳ء میں کیا ہے۔

علی باغ اور ناگوٹھنے کے پبلک سیکٹر پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد اورنا ہوا شیوا بندرگاہ اور کوکن ریلوے کو مہاڈ تک لے جانے کے بعد اگر ڈانڈا مرود میں SHIPBREAKING YARD کی تکمیل کے بعد صنعتی میدان کے لئے ترقی کی اور بھی راہیں کھل جائیں گی۔ یہ امید ہے اور اس کا فائدہ لینے کے بارے میں ابھی سے ہی سوچنا ہوگا۔

اصلاحِ سخن

از: واحد محسن

ضمیر الشعراء اور امین الفن مرحوم طرفہ قریشی صاحب کے شاگردوں کی فہرست کافی طویل ہے۔ میں نے مرحوم موصوف کے چند شاگردوں کی اصلاح شدہ کی گئی غزلیں اپنی فائل میں محفوظ کر لی ہیں۔ وقتاً فوقتاً اس کالم میں طرفہ صاحب کی اصلاح و توجیہ تحریر کی ہوئی غزلیں آپ کو پڑھنے اور سمجھنے کو ملیں گی۔ جناب یقین کوٹوی کی غزل پر موصوف کی اصلاح ملاحظہ فرمائیے۔

(واحد)

گلستاں تپتا رہا اور پھول مرجھاتے رہے
~~لوگ بارش کی دعا کو ہاتھ پھیلاتے رہے~~
اہلِ گلشن اپنی عیاشی کے گن گاتے رہے

گلستاں سے عام لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں پھیلائے نہیں جاتے۔ اس سے شاعر کا اصل مفہوم باقی نہیں رہا۔ لیکن مصرعۂ ثانی قابلِ داد ہے کہ اہلِ گلشن کو اپنی عیاشی سے فرصت ہی کہاں تھی کہ اس کی تاراجی اور زبوں حالی کی طرف توجہ دیتے۔

آگیا دورِ خزاں اڑنے لگا ہر سو غبار
~~لوٹ لی تپتی ہواؤں نے گلستاں کی بہار~~
~~پھر بھی پھیرا اب فصلِ گل کے گن گاتے رہے~~
کچھ بے حس بگولے زہر پھیلاتے رہے

پہلے مصرعے میں ہواؤں کا تپنا غلط تھا۔ دوسرا مصرعہ صحیح تھا، مگر پہلے مصرعے میں تبدیلی کے باعث دوسرا مصرعہ بھی بدلنا پڑا۔ اب شعر پہلے سے بھی زیادہ موزوں اور معنیٰ خیز ہوگیا۔

یہ حقیقت ~~تھی~~ ہے کہ غیروں نے جلایا آشیاں
~~اہلِ گلشن تو فقط~~ شعلوں کو بھڑکاتے رہے؟
اپنے والے آکے کیوں

پہلے مصرعے میں "تھی" کی جگہ "ہے" کا محل تھا۔ اہلِ گلشن کا شعلوں کا بھڑکانا بے بنیاد اور لغویات تھی۔ اصلاح میں غیروں کے ساتھ اپنوں کا تقابل بڑی سوجھ بوجھ کی بات ہے۔ یعنی آشیاں کی بربادی میں غیروں کا ہی نہیں اپنوں کا بھی ہاتھ تھا۔

کی نہ ہم نے فکر کی
آشیاں پھر سے بنانے کی ~~تو کوشش ہی نہ کی~~
صرف بربادی پہ ~~اپنی~~ اشک برساتے رہے
اس کی

آشیاں کی بربادی پہ کون اشک برساتے رہے؟ اسم ضمیر کی سخت ضرورت تھی۔ اصلاح نے یہ کمی پوری کر دی۔

بن گئی اپنا مقدر نامرادی جب یقینؔ
پھر کھلونوں سے ہم اپنے دل کو بہلاتے رہے

دسمبر ۱۹۸۵ء

علیٰ حالہ

(ط۔ق)

[بشکریہ "گلکدہ" سہسوان]

شخصیات

مرحوم محمد علی اسمٰعیل جمعدار

از: ابراہیم احمد سندیلکر

بدھ ۱۱ ستمبر ۸۵ء کو جناب محمد علی اسمٰعیل جمعدار بی اے، ایل، ایل، بی ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل ایکسائز اس عالم فانی سے عالم بقا کو رحلت کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ راجعون ؕ مرحوم کے دوستوں اور بے شمار جاننے والوں کو اس خبر سے بے حد رنج و غم ہوا۔

مرحوم محمد علی مروڈ جنجیرہ کے باشندہ تھے جنہوں نے کئی سالوں سے پونہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، اور وہیں آپ نے وفات پائی ۱۹۳۴ء میں ایل، ایل، بی کے امتحان میں کامیابی کے بعد آپ نے سابق ریاست جنجیرہ میں وکالت شروع کی۔ کچھ عرصہ تک وہ کورٹ کے ناظر بھی رہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنی قومی خدمت کا آغاز کیا۔ انجمن اسلام جنجیرہ کے بورڈنگ ہاؤس مروڈ کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہے۔ طلباء کی رہنمائی اور انکی امداد کے لئے کوششیں کرتے رہے۔ درس و تدریس سے بھی آپ کو لگاؤ تھا۔ سپرنٹنڈنٹ شپ کے زمانہ میں بورڈنگ ہاؤس کے طلباء کو آپ انگریزی بھی پڑھاتے رہے۔

آپ جنجیرہ کے ایک معزز خاندان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ فرد تھے۔ بچپن مروڈ میں گذرا تھا۔ والد قلعہ جنجیرہ میں جمعدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ قلعہ جنجیرہ کے انتظام و انصرام اور نواب کے دربار میں جمعدار کے عہدہ کی خاص اہمیت رہی ہے۔ آپ کے بڑے بھائی کنٹریکٹر تھے۔ دوسرے بھائی تجارت میں تھے اور تیسرے بھائی محکمہ کسٹم میں ملازم تھے۔ نواب صاحب کے دربار میں کافی اثر و رسوخ تھا۔ ان حالات اور تعلقات کی بنا پر اس کا یقین تھا کہ ریاست میں محمد علی کا ایک اعلیٰ منصب پر تقرر صرف وقت کی بات ہے۔ مگر پانچ چھ سال کی تگ و دو اور انتظار کے بعد جب کچھ نہ بنا اور حسب استعداد اور شایانِ شان منصب نہ ملا بلکہ مواقع آنے پر جب گل اوروں کی طرف پھینکے گئے تو محمد علی کی خودداری نے یہ گوارا نہیں کیا کہ اب مزید جبہ سائی کی جائے۔ دل شکستہ ہو کر ۱۹۴۲ء میں سنٹرل ایکسائز ڈپارٹمنٹ میں انسپکٹر کے عہدہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور بادل ناخواستہ وطن کو خیرباد کہتے ہوئے بمبئی چلے آئے۔

اس محکمہ میں مہاراشٹر کے مختلف مقامات پر ملازمت کرتے ہوئے اور اپنی خداداد قابلیت اور انتہائی محنت سے بتدریج ترقی کرتے ہوئے چند سالوں میں سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل ایکسائز کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے۔

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد
آپ نے کچھ تو ماضی کی تلخی کی وجہ سے اور پھر بچوں کی اعلیٰ
تعلیم کی خاطر پونہ میں مستقل طور پر بودوباش اختیار
[illegible]

مرحوم ایک نیک سیرت انسان تھے۔ طبیعت
میں محبت اور قومی ہمدردی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔
مزاج کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ جو بھی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا،
ایک بار آپ سے ملتا آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا۔
اسی لئے آپ کا حلقۂ احباب کافی وسیع تھا۔ میرے
لئے مرحوم سے بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ میرے
لئے وہ ایک بزرگ بھائی اور دوست کے علاوہ ایک رہنما
بھی تھے۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں جب میں نے بحیثیت استاد
اپنی عملی زندگی میں قدم رکھا تو آپ ہی کی تحریک اور رہنمائی میں
انجمن اسلام جنجیرہ سے وابستہ ہو کر قومی خدمت کا آغاز
کیا۔ حسن اتفاق تھا کہ سنہ ۱۹۴۲ء میں جب وہ اپنی ملازمت
کے سلسلہ میں بمبئی آئے تو میں بھی انہی ایام میں بمبئی آیا۔
بمبئی میں اس وقت چند ہی مہینے ہوئے تھے ریاست
کے مسلمانوں کا ادارہ "جمعیتہ المسلمین جنجیرہ" قائم
ہو چکا تھا۔ یہاں بھی آپ کی تحریک اور سفارش پر اس
جمعیتہ کے جوائنٹ سیکریٹری کے عہدہ کے لئے نگاہِ
انتخاب مجھ پر پڑی۔ چنانچہ مرحوم کی رہنمائی اور ہمت
افزائی کے نتیجہ میں آج مسلسل پینتالیس سالوں سے
قومی زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہو کر مختلف اداروں میں
خدمت کرنے کی مجھے سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد پونہ میں
آپ قومی کاموں میں حصہ لیتے رہے۔ آپ نے فریضۂ حج
بھی ادا کیا۔ خرابی صحت کی وجہ سے گذشتہ چند سالوں
سے سفر کرنا آپ کے لئے دشوار تھا جس کا آپ کو بڑا افسوس
تھا۔ مجھے بارہا پونہ جانے کا اور آپ سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا۔
آپ بڑے اشتیاق سے کوکن کی شخصیتوں اور کوکن کے
اداروں کے بارے میں پوچھتے رہتے اور یہ جان کر خوش
ہوتے کہ کوکن کے لوگ اور ادارے اب کافی ترقی کر رہے
ہیں۔ مرحوم کی وفات سے آپ کے سیکڑوں دوست اور
مداح ایک اچھے دوست اور انسان سے محروم ہو گئے۔
خدا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا
فرمائے۔ (آمین)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

از: مسٹر تابڑ توڑ

- آپ نقش کوکن کے ممبر ہوں یا نہ ہوں تین سوالات پوچھ سکتے ہیں۔
- ایسے سوال پوچھئے جن سے نہ صرف آپ بلکہ قارئین کی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔
- سوالات غیر شائستہ اور غیر مہذب نہ ہوں۔
- ہر سوال کے جواب کیلئے جگہ چھوڑی جائے۔

★ **اقبال کاسلکر** — یانبو سعودی عربیہ

سوال: فیشن، عریاں کاری کیوں بنتی جارہی ہے؟

ج: اس کی بہت سی وجوہات ہیں، ان میں ایک فرائڈ کا نظریۂ ترغیبات جنسی بھی ہے۔

سوال: آج کے سیاستدان آپ کی نظر میں؟

ج: دانا نابینا۔

★ **حسین محی الدین چوگلے** — آشٹی کھیڈ

سوال: وہ کون سا جذبہ ہے جو انسان کو بلندیوں تک پہنچاتا ہے؟

ج: شہادت کا۔

سوال: کھیلوں میں جسمانی ورزش کیلئے اچھا کھیل کون سا ہے؟

ج: بڑے کھیلوں میں فٹ بال - چھوٹے کھیلوں میں کبڈی۔

سوال: پیغمبروں میں سب سے زیادہ عمر کس نے پائی تھی اور کتنی؟

ج: حضرت نوحؑ نے ایک ہزار سال۔

★ **معین الدین علی گھالے** — مورا۔ اورن ضلع رائے گڑھ

سوال: دو آدمیوں میں جھگڑا ہو رہا ہو تو ہم کیا کریں؟

ج: انسانیت کا بالعموم اور امن پسندوں کا بالخصوص تقاضہ ہے کہ آپ انہیں چھڑائیے، جھگڑا مٹائیے۔ مگر خیال رہے کہ لڑنے والے دونوں آپ کے دوست ہیں تو آپ کو ایک کی دوستی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

سوال: آج کا انسان تعلیمی اعتبار سے بڑی بلندی پر پہنچا ہے۔ مگر انسانیت کے ناطے گہری کھائی میں گرتا جارہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: وجہ یہی ہے کہ اس نے علم تو حاصل کرلیا حلم نہیں۔

★ **اسماعیل طاہر پرکار** — دمام سعودی عربیہ

سوال: کیا انسان دولت سے سب کچھ خرید سکتا ہے؟

ج: سب کچھ کا جواب مشکل ہے۔ اس لئے کہ انسان عینک خرید سکتا ہے بینائی نہیں۔ نرم نرم بستر خرید سکتا ہے نیند نہیں۔

سوال: دولت اور شباب میں کیا فرق ہے؟

ج: شباب اپنے مقررہ وقت سب کے حصہ میں آتا ہے دولت سب کو کہاں نصیب۔

سوال: زندگی اور موت کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

ج: ایک سانس کا - خدا ہی جانے جو سانس ہم نے لیا ہے وہ چھوڑ پائیں گے بھی یا نہیں۔

★

★ نثار احمد وحید الدین الثمے صابو صدیق پالی ٹیکنک

سوال :۔ کچھ لوگ اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوتے ہیں۔ غلط جگہوں پر روپیہ خرچ کرتے ہیں، جھوٹی عزت پانے کے لئے شو بزنس کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج :۔ اللہ ان سے ہمیں اور آپ کو بچائے رکھے۔

سوال :۔ کئی پرچے مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی بک اسٹال پر آجاتے ہیں مگر ہمارا ہر دلعزیز پرچہ ۷ تاریخ یا اس کے بعد ہمیں ملتا ہے۔ آپ بھی پہلی تاریخ کو شائع کریں تو کیا تکلیف ہے؟

ج :۔ تکلیف تو ہے، مگر ہم کوشش کرینگے کہ اس پر قابو پائیں۔ ہاں پرچہ بذریعہ ڈاک پہنچنے میں تاخیر ضرور ہوتی ہے مگر اسٹال پر تو دو تین تاریخ تک آجاتا ہے۔

★ بدر النساء اسماعیل کوکانے سیوڑی بمبئی

سوال :۔ کچھ نوجوان حسین لڑکیوں کو دیکھ کر آہیں بھرتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

ج :۔ کم ظرفی کا اظہار

سوال :۔ دلہن کو شادی میں لال جوڑا پہننا چاہئے یا سفید؟

ج :۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔

سوال :۔ جنت ماں کے قدموں تلے ہے تو باپ کے قدموں کے نیچے کیا ہے؟

ج :۔ پل صراط

★ نظام الدین محمد یعقوب الوارے سانگلی

سوال :۔ کوکن کا اولین مسلم سرجن ڈاکٹر کون ہے؟

ج :۔ ڈاکٹر خواجہ مرحوم

سوال :۔ زندگی کس کام میں گذارنا چاہیئے؟

ج :۔ علم حاصل کرنے میں / خدمتِ خلق میں۔

★ زاہد محمد بجلے مسقط سلطنت اُلعمان

سوال :۔ قرآن پاک میں ایک سورہ ہے جو بنا بسم اللہ کے شروع ہوتی ہے۔ بتائیے وہ قرآن کا کون سا پارہ ہے؟

ج :۔ اس سورہ کا نام توبہ ہے۔ یہ دسویں پارہ سے شروع ہوتی ہے اور گیارہویں پارہ میں ختم ہوتی ہے۔

★ ڈاکٹر چراغ حسن کامل گوپال گنج اعظم گڈھ یوپی

سوال :۔ وہ کونسی چیز ہے کہ جتنی بڑھتی ہے اتنی ہی گھٹتی بھی ہے؟

ج :۔ عمر

سوال :۔ وہ کونسی جگہ ہے جہاں صرف ایکبار سورج کی روشنی پڑی تھی۔

ج :۔ دریائے نیل کا وہ حصہ جہاں سے حضرت موسیٰ کا لشکر پار ہوا تھا۔

★ تاج محمد سیٹھ انجنویل۔ گوہاگر

سوال :۔ دنیا میں سب سے زیادہ سونا کہاں پایا جاتا ہے؟

ج :۔ افریقہ میں۔

سوال :۔ سب سے پہلے اسلام قبول کرنیوالی خاتون کا نام؟

ج :۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ

★ آصف منیر الدین قاضی مہاڈ ضلع رائے گڑھ

سوال :۔ شادی پھولوں کی سیج ہے یا کانٹوں کا جال؟

ج :۔ کبھی سیج ہے کبھی جال مگر حقیقت میں ہے ذوقِ عمل کا کمال

سوال :۔ کیا ترس کھانا گناہ ہے؟

ج :۔ بالکل نہیں — بلکہ کبھی تو یہ گناہوں کا کفارہ بھی ہوسکتا ہے — ..

★ ★ ★

مراسلات

گوش برآواز

★ ستمبر ۱۹۸۵ء کا شمارہ کافی انتظار کے بعد ملا
شمارے سے مُبارک کاپڑی کے صفحے غائب رہے۔
ابوداؤد قیصد کا تبصرہ کمپیوٹر اور معجزہ قرآن دل پر اثر
کر گیا۔ شرف کماکی صاحب آج کے حالات پر بہ عنوان دوسرا
شوہر بہت کچھ کہہ گئے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔
اردو نقش کوکن میں انگریزی کا ضمیمہ شاندار ہے
انشاء اللہ اضافی زرِ مبادلہ ادا کیا جائے گا۔
رسالہ کی ترقی کے لئے دعائیں۔

نثار احمد عمر کاشیکر
کانیلا ضلع رائے گڈھ

★ اگست ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں جناب مُبارک
کاپڑی نے جو موضوع زیرِ بحث لایا ہے وہ ہر لحاظ سے کافی
اہم ہے۔ درحقیقت ہماری معاشی، ثقافتی، سیاسی،
اور مذہبی پسماندگی کا سبب یہی تعلیم کی کمی ہے۔ ہم نوکری
کرنے کے لئے بمبئی یا خلیجی ممالک میں جاتے ہیں اور ہمارے
بچے دیہاتوں میں اپنی ماؤں کے زیرِ سایہ پرورش پاتے
ہیں۔ مائیں جو یا تو کم پڑھی لکھی ہوئی ہیں یا اَن پڑھ، نتیجہ
میں بچے شرارت میں مگن، بے راہ روی کا شکار ہو کر رہ
جاتے ہیں۔ گاؤں میں جو بزرگ حضرات ہوتے ہیں انہیں
اتنی فرصت ہی نہیں کہ نئی نسل کی تعلیمی ترقی کی طرف
دھیان دیں وہ تو جماعت بلا کر کسی کا گھر، وال، کرنے میں
ہی مصروف ہیں۔ مگر حالات کا تقاضہ ہے کہ اب یہ لوگ
بچوں کے مستقبل کی طرف دھیان دیں۔ بچوں کے مستقبل
کے ساتھ ہی قوم کا مستقبل جڑا ہوا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ
جو بچے گاؤں میں پڑھتے ہیں وہ پڑھ لکھ رہے ہیں یا نہیں
وہ دیکھیں۔ پڑھتے ہیں تو انہیں آگے پڑھائیں، نہیں پڑھتے
تو اسی کمی یا خامی کو دور کریں۔ ہماری قوم ایک لفظ اقرار
پر غور کرے تو ساری باتیں سمجھ میں آسکتی ہیں۔

محمد کامل احمد
(نائب سکریٹری کوکن مسلم سوسائٹی بحرین)

★ نقش کوکن یہاں بیرونی ممالک میں بھی بے حد
مقبول ہے۔ میں اس رسالے کا خیر خواہ ہوں اور اسے "شمع"
کی طرح روشن دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کی خراب پرنٹنگ
رسالہ کے ساتھ ناانصافی ہے جسے میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔
اسے اتنا اچھا پرنٹ کریں کہ ہر آدمی خرید خرید کر پڑھے۔
میں اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

غلام محمد الخوبر
سعودی عربیہ

حسب الارشاد ہم نے اسے خوبصورت شائع
کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ نومبر کا شمارہ اس کا
عملی ثبوت ہے بلکہ ہم اسے اور بھی خوبصورت بنانے کی
کوشش میں ہیں۔

ادارہ

نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم

★

اضلاعِ کوکن کے اردو ثانوی مدارس نے ہماری مجوزہ تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ایس۔ ایس۔ سی ۱۹۸۵ء کے نتائج مقررہ پروفارما کے مطابق روانہ کئے اور اورہمیں ہر مضمون کے بہترین مُعلّم اور مُتعلّم کے انتخاب میں تعاون دیا۔

درس و تدریس اور علمی حلقے کی تین نامور شخصیتیں، جناب پرنسپل ایچ کے سوتروالا' پرنسپل برہانی کالج بمبئی، جناب پروفیسر محمد علیم بختالے (عربک اینڈ اسلامک کلچر) اسمٰعیل یوسف کالج جوگیشوری بمبئی، اور محترمہ رشیدہ قاضی صاحبہ پرنسپل انجمن گرلز ہائی اسکول و جونیئر کالج باندرہ، بطور جج شریک ہوئیں، اور موصولہ ۲۵ ثانوی مدارس کے نتائج پر غور و خوض کیا۔

امسال نتائج کافی حوصلہ افزا ہیں، اور مختلف مدارس کے مابین مقابلہ اس قدر سخت رہا کہ جج صاحبان کو کافی دیدہ ریزی (اور بعض حالات میں صحیح عدد سے گزر کے اعشاریہ کو شمار کرنے) کے بعد اردو، ریاضی، سائنس، سماجی علوم، انگریزی، ہندی (مکمل)، مراٹھی (مکمل)، اور ہندی مراٹھی (مشترکہ) آٹھ مضامین کے آٹھ بہترین معلمین کا انتخاب کیا اور اسی طرح مثالی متعلمین کا انتخاب بھی کیا گیا جنھوں نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔

ان تمام منتخبہ مُعلّمین اور مُتعلّمین کو
ماہِ جنوری ۱۹۸۶ء بمبئی میں منعقد ہونیوالے
جلسۂ عام میں انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔
تاریخ اور مقام کا اعلان جلد ہی کیا جائے گا۔

سیکریٹری نقشِ کوکن ایجوکیشن ٹرسٹ
فقیر محمد مستری

سیکریٹری نقشِ کوکن ٹیلنٹ فورم
ابراہیم سند ملکر

★

مرتبہ : ف بن صاد

KMYF

کوکن مسلم یوتھ فیڈریشن

مورخہ ۲۸ جولائی ۸۵ء کو، کوکن مسلم یوتھ فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ سالِ رواں میں نوجوانانِ کوکن کی یہ تنظیم ایک تحریک بن کر وجود میں آئی ہے۔

نوجوانانِ کوکن سرزمین کوکن کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ ہماری اس فیڈریشن کے اغراض و مقاصد منظرِ عام تک پہنچانے کی غرض سے ۱۸ اگست ۸۵ کو داؤد فاضل بھائی آڈیٹوریم میں ایک جلسۂ عام منعقد کیا گیا۔ الحمدللہ جوانانِ کوکن نے کثیر تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرما کر منتظمین جلسہ کو اپنی بیداری کا ثبوت دیا۔

آج ہمارے ملک کا شمار ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے۔ ہمیں بھی ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹانا ہے۔ اور ہر جائز کام میں اپنے آپ کو حکومت کا معاون ثابت کرنا ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ایک ہمہ گیر پیمانے پہ ایک ایسی تحریک چلائی جائے جو ترقی کی راہ میں معاون ہو۔ پہلے اپنے گھر، اپنے گاؤں کیلئے سوچا جائے تب ہی ملک کی فکر اور ارتقاء کو حدِ کامرانی تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس عظیم الشان ملک کے کسی بھی ایک حصہ کی ترقی کیلئے سرگرم عمل رہنا ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹانا ہے۔

اس دورِ کمپیوٹر میں دنیا ترقی کی جانب اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ اس جد و جہد میں اگر ہم پیچھے رہ گئے تو ہمارے اور زمانے کے درمیان ایک ایسا خلا پیدا ہو جائے گا جس کی تلافی قطعی ناممکن ہوگی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جوانانِ کوکن بھی جرأت و بیداری کا ثبوت دیں۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کوکن کی معاشی حالت اس وقت بہت ہی اچھی ہے۔ کوکن مسلم یوتھ فیڈریشن نام کا یہ پلیٹ فارم جوانانِ کوکن کیلئے عمل میں آیا ہے اور نوجوانانِ کوکن کی نمائندگی کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب متحد و متفق ہو کر چلیں۔

نوجوانانِ کوکن سے درخواست ہے کہ اس فیڈریشن کے سرگرم ممبر بن کر اس کو مزید سرگرم بنائیں۔ اور جذبۂ خدمتِ خلق کو عملی جامہ پہنائیں۔

آئیے! ہم آپ کا استقبال کرتے ہیں۔

حبیب نورالدین
جنرل سیکریٹری
کوکن مسلم یوتھ فیڈریشن

★

ناراض نہ ہوں!

اگر آپکے حلقہ کی کوئی خبر، رپورٹ، تذکرہ، رحلت، کامیابی یا اسی قبیل کی کوئی خبر نقشِ کوکن میں شائع نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس کی اطلاع ادارہ کو نہیں ملی ہے۔

عدم اشاعت پر ناراض نہ ہوں ـــ بلکہ ادارہ کو تحریراً مطلع کریں۔

(ادارہ)

کوکن بنک کے جناب مالم بنگلور سیمینار میں

کوکن مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک کے افسر جناب شوکت آدم مالم کو کوکن بنک نے بنگلور میں بنکنگ بزنس سے متعلق سیمینار میں شرکت کرنے کے لئے اور اس میں حصہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ ملک کے بیشتر حصوں سے بنکوں سے تعلق رکھنے والے افسران نے اس میں حصہ لیا۔ بلیمنٹ اینڈ مین پاور ڈیولپمنٹ کنسلٹینس کے تین روزہ سیمینار میں شوکت مالم کو نہ صرف سرٹیفیکٹ آف میرٹ سے نوازا گیا بلکہ اس سیمینار میں حصہ لینے والوں میں انھیں ججوں نے اول نمبر کے ایوارڈ سے بھی نوازا۔ مسٹر شوکت مالم کو برانچ منیجر کی حیثیت سے بہتر رول ادا کرنے پر ڈپارٹ موبلائزیشن کمپیوٹر سروس اینڈ میکانزیشن موضوع پر بہترین کارکردگی کے مظاہرہ پر سرٹیفیکیٹ دیا گیا۔ ادارہ قوم کے اس نوجوان ہونہار کو اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

طبیہ کالج بمبئی اسٹوڈنٹس فیڈریشن

طبیہ میڈیکل کالج بمبئی کی اسٹوڈنٹس ویلفیئر کونسل (swc) کا انتخاب عمل میں آیا۔ عہدیداران کی فہرست اس طرح ہے:

محمد نائیک (چیرمن)، زبیر شیخ (جنرل سیکریٹری)، نعمان انور (اکیڈمک سیکریٹری)، کھوت قاسم (خزانہ سیکریٹری)، قاضی شوکت علی (کلچرل سیکریٹری)، انصاری رفعت یونیورسٹی ری پری زینٹیٹو

نو تشکیل شدہ اس کونسل کی افتتاحی میٹنگ کالج لائبریری میں ۱۲ اکتوبر ۸۵ء کو پریسیڈنٹ swc اور پرنسپل ڈاکٹر شیخ محمد ارشد کی زیر صدارت منعقد کی گئی۔ ڈاکٹر قمر علی خان وائس پریسیڈنٹ swc کے رہنمانہ مشورے پیش کئے، اور منتخب عہدیداران نے خیالات پیش کئے۔

گوولکوٹ میں تبلیغی اجتماع

۵، ۶ اکتوبر ۸۵ء کو تبلیغی جماعت کی طرف سے گوولکوٹ تعلقہ چپلون ضلع رتناگری میں اجتماع ہوا۔ اس اجتماع سے مہاراشٹر کے امیر جماعت مولانا یونس صاحب نے خطاب فرمایا۔ اجتماع میں تقریباً پانچ ہزار افراد شریک ہوئے۔

بانکوٹ میں جلسۂ تحفظ شریعت

۱۲ ستمبر ۸۵ء کو بانکوٹ میں تحفظ شریعت ہفتہ کے سلسلہ میں ایک جلسہ زیر صدارت جناب عبدالستار شریف پرکار صدر کانگریس (آئی) تعلقہ منڈنگڑھ ہوا جس میں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی کارکردگی اجاگر کی اور حالیہ سپریم کورٹ کے فیصلہ مطلقہ شہر بانو کے سلسلہ میں رچائی ہوئی شرارت کو مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کیا۔ اور بانکوٹ، ڈیسوی، شپولہ، کرک کے مسلمانوں نے مخصوص انداز میں سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کی زبردست مذمت کی۔ اس اجلاس میں تعلقہ سطح پر مسلم پرسنل لا بورڈ کے اراکین کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

کوسہ میں اردو ہائی اسکول کا قیام

امسال جولائی ۱۹۸۵ء میں کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی تھانہ نے نشیمن کالونی کوسہ گاؤں میں بطور شاخ کوسہ اردو ہائی اسکول کی بنیاد ڈالی، اور اس طرح ہشتم جماعت کا اجراء عمل میں آیا۔ اس سلسلے میں سوسائٹی کے سیکریٹری مصطفےٰ فقیہ صاحب کی جدوجہد قابل تعریف ہے۔ ان کے ساتھ نشیمن کالونی کے پروموٹر جناب عبدالسلام راول صاحب قابل مبارکباد ہیں جنھوں نے اس اسکول کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کا ساتھ دینے میں ان کے برادر عزیز جناب محمد شفیع صاحب اور علاقائی سماجی کارکنان میں خصوصاً جناب فاروقی راؤت صاحب سر فہرست ہیں۔

چیپلون ایجوکیشن سوسائٹی کا سالانہ اجلاس

۲۷ر اکتوبر ۸۵ء کو چیپلون ایجوکیشن سوسائٹی، چیپلون کا سالانہ اجلاس یونائیٹڈ انگلش ہائی اسکول چیپلون کے اسمبلی ہال میں سوسائٹی کے نائب صدر جناب حسن علی کنڈیٹک کی زیرِ صدارت ہوا۔ سالانہ رپورٹ، سالانہ تخمینہ، جمع خرچ اور آئندہ سال کا بجٹ نیز آڈیٹر کا تقرر وغیرہ تجاویز کو متفقہ رائے سے منظوری دی گئی۔ حاضرین میں سے جناب ڈی۔ کے دلوائی نے چند گراں قدر مشوروں سے نوازا۔

اسی جلسہ میں یونائیٹڈ انگلش ہائی اسکول کی Fencing میں لگنے والے Gates کے متعلق مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں: (۱) گیارہ ہزار روپئے دینے والے شخص یا جماعت کے کہنے کے مطابق Main-gate کو نام دیا جائے گا۔

(۲) سات ہزار روپئے دینے والے شخص یا جماعت کے کہنے کے مطابق Side-gate کو نام دیا جائے گا۔ (۳) پانچ ہزار روپئے دینے والے شخص یا جماعت کے کہنے کے مطابق Wicket-gate کو نام دیا جائے گا۔ یہ عطیات حاصل کرنے کیلئے حاضرین سے تعاون کی اپیل کی گئی۔ آخر میں ہدیۂ تشکر کے بعد خوشگوار ماحول میں جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

بھیونڈی میں سائنس نمائش

(ساغر ملک کے ذریعے)

رئیس ہائی اسکول بھیونڈی میں پنچایت سمیتی بھیونڈی کی جانب سے ایک سائنس نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ یکم اکتوبر ۸۵ء کو نمائش کا افتتاح بھیونڈی نظام پور نگر پریشد کے صدر جناب رضوان انور بوبیرے کے دستِ مبارک سے ہوا۔ آپ نے نمائش کے لئے ایک ہزار روپئے نقد دیا۔ ڈاکٹر ایس ایم پوار نے افتتاحی جلسے کی صدارت فرمائی۔ اس نمائش کا خاص مقصد بچوں میں سائنس سے دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ ایسی نمائشوں میں پیش کردہ چیزوں کا اگر ہم عملی زندگی میں استعمال کریں تو توانائی اور پیسوں کی کافی بچت بھی ہو سکتی ہے۔ نمائش تین روز تک جاری تھی۔

اس نمائش میں بھیونڈی تعلقہ کے اٹھارہ ہائی اسکولس اور پانچ پرائمری اسکولس نے کل ۵۴ آئیٹمس پیش کئے۔ اب ۷، ۸، ۹ر دسمبر کو ضلعی سطح پہ تارا پور میں نمائش ہوگی جس میں مختلف تعلقوں سے منتخب شدہ اسکولس حصہ لیں گے۔

بچوں کے ادیبوں اور شاعروں کی خصوصی نشست

۲۶ر اکتوبر ۸۵ء کو نیو ایرا ایجوکیشن سوسائٹی اندھیری بمبئی کے زیرِ اہتمام انجمن خیر الاسلام ہال مدنپورہ بمبئی ۸ میں بچوں کے ادیبوں اور شاعروں کی خصوصی نشست سے خطاب کرتے ہوئے جناب ریاض احمد خان نے اپنے خطبۂ صدارت میں مسرت کا اظہار کیا کہ بچوں کے ادب کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں قدم اٹھایا گیا ہے۔

اس خصوصی نشست میں ریاض احمد خان، ہارون خوشتر، انور خان، مومن جان رہبر، نظام الدین نظام، غنی غازی، ساغر ملک، کلیم ضیا، اقبال عثمان مومن اور مقصود اظہر نے بچوں کی کہانیاں سنائیں، جب کہ غلام صوفی حیدری، نور جہاں نور، وصی احمد اور کوثر انصاری نے بچوں کے لئے نظمیں پڑھیں۔ جناب عبداللہ کمال نے اپنا منظوم سکرپٹ ڈرامہ سنا کر خوب داد وصول کی۔

انجمن خیر الاسلام کے جوائنٹ سیکریٹری جناب عبدالرحمٰن انصاری اور خان محمد یونس صاحب خصوصی مہمان تھے۔ ان کے علاوہ بھیونڈی، بمبئی، کلیان اور کوکن کے دیگر مقامات سے نامور ادباء و شعراء اور صحافی حضرات نے شرکت فرمائی۔

اظہارِ تشکر اور نظامت کے فرائض سوسائٹی کے سیکریٹری جناب غنی غازی نے انجام دیئے۔

مراٹھی فلمساز روپ قادر کو اعزاز

مہاراشٹر میں تعلیمی وثقافتی ادارے کے زیر اہتمام پہاڑ گنج دہلی میں چلائے جانے والے مراٹھی اسکول جہاں تقریباً سولہ سو بچے زیر تعلیم ہیں۔ عمارت کی توسیع کیلئے مراٹھی فلموں کا امدادی میلہ پچھلے مہینہ منعقد کیا گیا۔ جس میں فلمساز جناب روپ قادر کی فلم "آپلیچ دانت آپلیچ اونٹھ" (دانت بھی اپنے ہونٹ بھی اپنے) کی نمائش کی گئی۔ تقریب میں وزیر مملکت برائے ریلوے شری مادھوراؤ سندھیا، وزیر مملکت برائے اطلاعات شری وٹھل راؤ گاڈگل جو اس ادارہ کے صدر بھی ہیں) کے علاوہ وزیر توانائی شری وسنت ساٹھے بھی شریک تھے۔

اس موقع پر مراٹھی کے فلم سازوں، ہدایت کار اور کہانی کاروں کو اعزاز بخشا گیا۔

تصویر میں دائیں طرف شری گاڈگل، ان کی داہنی طرف شری روپ قادر اور بائیں طرف آخر میں شری مادھوراؤ سندھیا نظر آرہے ہیں۔

جناب روپ قادر (جو بانکوٹ ضلع رتناگری کے رہنے والے ہیں) نے کئی مراٹھی فلمیں بنائی ہیں اور مذکورہ بالا فلم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بانکوٹ کے قرب وجوار کے علاقے آمبیت، برتیج، پاچرول، شیلالے اور ویلاس وغیرہ مقامات کے مناظر فلمائے گئے ہیں۔

جناب اے وائی قاضی

جناب عبدالغفار یوسف قاضی متوطن شرگاؤں رتناگری ایک قابل تقلید مدرس، ایک مثالی ہیڈ آفیسر اور ایک مخلص انسان کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے یہ مقام اپنے عزم، حوصلے اور انتھک جدوجہد کے بعد حاصل کیا۔ P.S.C سے M.A.B.Ed تک اور ضلع پریشد کی مدرسی سے محکمہ تعلیم (میونسپل کارپوریشن) کے انسپکٹر آف اسکولس کے عہدہ جلیلہ تک کا طویل سفر انہوں نے جس خود اعتمادی اور خوش اسلوبی سے طے کیا اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

ان کی خدمات کے اعتراف میں، ان کی سبکدوشی پر ۳۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کو ہیوم ہائی اسکول ہال بمبئی میں ایک الوداعی جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ بڑی تعداد میں شامل تھے۔

مسند صدارت پر بمبئی کے سابق میئر جناب علی محمد ناز تشریف فرما تھے اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے پروفیسر جاوید خان وزیر مملکت برائے تعلیم حکومت مہاراشٹر، شریک تھے۔ مقررین میں اقبال صدیقی، علی ایم شمسی، سہیل لوکھنڈ والا اور ریاض آفندی، نے قاضی صاحب کی مختلف خدمات پر روشنی ڈالی۔ حاضرین نے خلوص دل سے کثیر تعداد میں آپ کی گلپوشی فرمائی اور ایک منظوم سپاسنامہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

قاضی صاحب نے ہیومبلس انگلش نائٹ ہائی اسکول کے پرنسپل کی حیثیت سے چودہ (۱۴) سال تک فرائض انجام دیئے۔ ہندوستانی پرچار سبھا سے بھی آپ سات سال تک وابستہ رہے۔

آپ کے فرزندان میں ایک ڈاکٹر ہیں اور ایک انکم ٹیکس / سیلس ٹیکس کنسلٹنگ پریکٹس کرتے ہیں۔ سبکدوشی کے بعد خود قاضی صاحب موصوف بھی کسی کاروبار میں مصروف رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

شفیقہ دیسائی B.Sc.

جناب عباسی دادامیاں دیسائی (ساکن چپلون ضلع رتناگری) جو ڈونگری بمبئی میں ٹیکسی ڈرائیور ہیں اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا رہے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی شفیقہ عباسی دیسائی نے امسال بمبئی یونیورسٹی سے (B.Sc.) بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ شفیقہ کی ابتدائی تعلیم رحمت بھائی حبیب ھائی اسکول میں ہوئی جبکہ B.Sc.) بی ایس سی مہاراشٹر کالج سے کیا اور اب بمبئی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کر رہی ہیں۔

کیپٹن عبدالقادر شیکاسن

کیپٹن الحاج عبدالقادر ابراہیم شیکاسن قوم کے ان افراد میں سے ہیں جو قوم کے لئے سچا درد اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور قومی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

کیپٹن شیکاسن کونڈپورہ ضلع رتنا گری کے رہنے والے ہیں۔ وہ ایک عرصہ دراز سے کونڈ پورہ گاؤں کی مختلف اسکیموں اور منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے میں پیش پیش رہے۔ ماڈرن اردو ہائی اسکول کونڈپورہ کے قیام میں بھی آپ کی کوششیں شامل رہیں۔ ماڈرن ایجوکیشن سوسائٹی جس کے زیر اہتمام یہ ہائی اسکول قائم ہے۔ آپ اس ادارہ کے ایک مخیر ہمدرد اور سرپرست ہیں۔ آپ ہی کے ہاتھوں جون ۱۹۸۳ء میں اسی ہائی اسکول کا افتتاح عمل میں آیا۔ آپ نے اس وقت اپنی جانب سے پانچ ہزار روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس وقت سے آج تک ہر ماہ پانچ سو روپئے بطور عطیہ عنایت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ گاؤں کی فلاحی اسکیموں پر خطیر رقوم ادا کرتے ہیں۔

کیپٹن شیکاسن صرف تعلیم کے دلدادہ ہی نہیں بلکہ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ دو بار حج بیت اللہ ادا کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر دراز عطا فرمائے اور ملک وملت کی آپ تا دیر خدمت انجام دیتے رہیں۔

ڈاکٹر نوشاد B.D.S.

نوجوان دندان ساز ڈاکٹر نوشاد اکبر مٹکر (متوطن منور ضلع تھانہ) جنہوں نے بمبئی یونیورسٹی سے دندان سازی کی سند حاصل کی ہے۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو اپنے استاد ڈاکٹر انٹیا کے ہاتھوں بھنڈی بازار جنکشن پر اپنے ڈینٹل کلینک کا افتتاح کروایا۔ اور میدان عمل میں اتر آئے ہیں۔ ڈاکٹر نوشاد نے نہ صرف اپنی تعلیم مکمل کی اور سند لیکر آئے ہیں بلکہ اپنا ذاتی شفاخانہ شروع کرنے سے پہلے مختلف مراکز میں کام کر کے ذمہ داری کے ساتھ اپنا فرض نبھایا ہے۔ ہم ڈاکٹر نوشاد کو ان کی کامیابی اور کلینک کی شروعات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نقشِ نواز

نقش کوکن کے بننے والے خریداروں کی فہرست کی اشاعت پر نہ صرف
آپ توم و ادب کے خیر خواہوں سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ ہمیں بھی کرم فرماؤں کا شکریہ
ادا کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ لیجئے! اس ماہ کے خریداروں کی فہرست درج ذیل ہے:

بیرونِ ہند سالانہ خریدار

جناب احمد ایف کھوت سلطنت العمان
〃 شہاب الدین روگھے برمنگھم
محترمہ صغیرہ قادر ایرینگٹن یو۔ کے
جناب ایچ۔ ایم۔ پرکار برمنگھم
〃 شمس الدین مالونکر بحرین
〃 غلام محی الدین خطیب دوحہ قطر

سالانہ خریدار

جناب ایم۔ اشرف خان ورسوا
〃 فقیہ عبد المعید فقیہ احمد خطیب اگر دانڈا
〃 ایڈوکیٹ شفیع پرکار جوہو
محترمہ نور جہاں بیگم چوگلے واشی
〃 عارفہ غلام محی الدین خطیب گورگاؤں بمبئی
جناب محمد نور الدین بحیلے کالستہ
〃 ہیم۔ ایم قاضی بمبئی ۱۰
محترمہ نجم النساء ضیاء الدین احمد مختارے مجگاؤں مرڈ

پرانے خریدار

غور فرمائیں کہ یہ سال کا آخری مہینہ ہے، کہیں آپ کی مدتِ خریداری اس مہینہ میں
ختم تو نہیں ہو جاتی۔ اگر ایسا ہے تو تجدیدِ خریداری کیلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں۔
اپنا چندہ بھیجئے اور پرچہ جاری رکھوائیے۔

نقشِ کوکن
آپ کا پرچہ ہے
(ادارہ)

ماہانہ طرحی نشست

بزم شعر و ادب کوکن (بمبئی) کی ماہانہ نشست ۱۶ نومبر ۸۵ء کو عالی جناب فقیر محمد مستری صاحب کی صدارت میں گور ڈن ہال اپارٹمنٹ میں منعقد ہوئی۔ جناب ابراہیم خان صاحب نے صاحب صدر کی خدمت میں خوب صورت فریم میں منظوم سپاس نامہ پیش کیا۔ سعید کنول صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب اور علی ایم شمسی صاحب بھی اس نشست میں تشریف فرما تھے۔ جن شعرائے کرام نے اپنے کلام بلاغت نظام سے سامعین کو محظوظ کیا، ان کے نام اور انتخاب حسب ذیل ہیں:۔

چلی ہے سینہ بہ سینہ علوم دین کی دین
کہ شمع شمع سے جیسے جلائی جاتی ہے
— قہر مسلائی

وہ بات فطرت شیطانیت کی حامل ہے
جو دوستوں میں لگائی بجھائی جاتی ہے
— قیصر رتناگروی

اس اک کہانی کے عنوان ہیں آدم و ابلیس
یہ داستان ازل سے سنائی جاتی ہے
— شرف کمالی

میری بلا سے جو مجنوں نے خودکشی کر لی
یہ داستان مجھے کیوں سنائی جاتی ہے
— ابراہیم خان طالب

کسی کی آن پہ الزام جب بھی آتا ہے
تو جان و مال کی بازی لگائی جاتی ہے
— ناظم شریوردھنی

ہر ایک در پہ بڑھاؤ نہ اپنا دست طلب
تمہیں خبر نہیں شان گدائی جاتی ہے
— محمود الحسن ماہر

یہ جام ہے، نہ صراحی، نہ مے نہ ساقی ہے
شراب شوق نظر سے پلائی جاتی ہے
— شاداب رتناگروی

عوض دیئے کے جلاتے ہیں دل غریبوں کا
جہاں میں یوں بھی دیوالی منائی جاتی ہے
— سعید کنول

ہماری آنکھ میں منظر نہ اب سمائیں گے
ہوس کی دھوپ نظر میں سمائی جاتی ہے
— واحد محسن

نہ جانے گلشن ہستی ہے کیوں یہ ویراں سا
گھٹا جو غم کی ہر اک سمت چھائی جاتی ہے
— عزیز آذر

کسی غریب پہ ظالم جوانی آتے ہی
ہوس پرست نظر میں سمائی جاتی ہے
— یعقوب ساغر

نوین کون سنے گا میری نظر کی پکار
یہاں تو دل کی صدا بھی دبائی جاتی ہے
— نوین وستا

جبین شوق میری مانگتی ہے در ان کا
کربندگی میرے پیکر میں پائی جاتی ہے
— عابد بھارتی

وہ شب ہے کتنی حسیں کہتے ہیں جسے معراج
زمیں سے عرش بریں تک سجائی جاتی ہے
— اطہر قیصری

بزم کی اگلی نشست ڈاکٹر عبدالکریم نائیک صاحب کی صدارت میں منعقد ہوگی ••••••

ورسوا میں عظیم الشان مشاعرہ

ذکریا اگاڑی نگر ورسوا میں ۹ نومبر ۸۵ء شب میں جناب کالیداس گپتا رضا صاحب کی صدارت میں مشاعرہ منعقد ہوا۔ پروفیسر جاوید خان وزیر تعلیم مہاراشٹرا، اور ذکریا اگاڑی صاحب بطور مہمانان شریک ہوئے۔ مجروح سلطانپوری۔ یوسف ناظم، قیصر الجعفری وغیرہ شعراء نے اپنے کلام سے محظوظ فرمایا۔ جناب عبداللہ کمال نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

نامہ نگار: مبین عبداللطیف حاجی
سات بنگلہ

حافظ قرآن

موضع شیوبلاک تعلقہ کھیڈ میں ایک چھوٹا عربی مکتب جاری ہے۔ اس میں مولانا معصوم علی حسینی کے فرزند غازی انور حسینی عمر کے ۱۳ ویں سال حافظ قرآن ہو گئے۔

نامہ نگار: عبداللطیف مقدم

بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک ترقی کی شاہراہ پر

خالص منافع ایک کروڑ سات لاکھ پچیس ہزار اور ایک ارب بہتر کروڑ چھتیس لاکھ کے ڈپازٹ

فارن ایکسچینج کے کاروبار میں اضافہ

پدم شری زین بی زکوگن والا، چیف ایگزیکیٹو ڈائریکٹر، بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو بینک لمیٹڈ، مسرت کے ساتھ اس کا اظہار کرتے ہیں کہ بینک ہمہ جہتی ترقی کر کے یکم جولائی ۱۹۸۵ء کو اپنے وجود کے ۴۸ ویں مالی سال میں داخل ہوا اور پورے ملک کے کوآپریٹیو سیکٹر کے بینکوں میں ڈپازٹس، ورکنگ فنڈز اور خالص منافع کے لحاظ سے اپنے مثالی اور اعلیٰ مقام کو برقرار رکھ سکا۔

خالص منافع :۔ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو ختم ہونے والے سال کے دوران بینک نے 1,0725,000 (ایک کروڑ سات لاکھ پچیس ہزار روپئے) منافع کمایا۔ جب کہ گذشتہ سال منافع =/97,16,000 (ستانوے لاکھ، سولہ ہزار روپئے) تھا۔ 12 فیصد شرح کو برقرار رکھا گیا اور بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اس کی سفارش کی ہے۔ مہاراشٹر کوآپریٹیو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت اس سے زیادہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔

ڈپازٹس :۔ بینک کے کل ڈپازٹس =/13798,00,000 (ایک ارب سینتیس کروڑ اٹھانوے لاکھ روپئے) سے بڑھ کر ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو =/1,72,36,00,000 (ایک ارب، بہتر کروڑ، چھتیس لاکھ روپئے) ہو گئے۔ ڈپازٹس میں اضافے کی یہ شرح 24.92 فیصد ہے جو ساری بینک انڈسٹری کی شرح 18.03 فیصد سے زیادہ رہی۔ اور کھاتوں کی کل تعداد بڑھ کر 3,69,000 (تین لاکھ انہتر ہزار) ہو گئی۔

پیڈ اپ شیئر کیپٹل :۔ کل پیڈ اپ شیئر کیپٹل ۳۰ جون ۱۹۸۴ء کو =/1,80,57,000 (ایک کروڑ اسی لاکھ، ستاون ہزار روپئے) تھا، جو ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو =/1,95,53,000 (ایک کروڑ پچانوے لاکھ، ترپن ہزار روپئے) ہو گیا۔ اور شیئر ہولڈروں کی کل تعداد 98,020 (اٹھانوے ہزار بیس) سے بڑھ کر 100504 (ایک لاکھ پانچ سو چار) ہو گئی۔

ریزرو اور دوسرے فنڈز : گذشتہ سال کے اختتام پر ریزرو اور دوسرے فنڈز کی رقم =/8,11,00,000 آٹھ کروڑ، گیارہ لاکھ روپئے) ہو گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 17.55 فیصد کا اضافہ ہوا۔ جس سے بینک کا ذاتی فنڈ جو پیڈ اپ شیئر کیپٹل اور ریزرو فنڈ پر مشتمل ہے =/10,06,53,000 (دس کروڑ، چھ لاکھ، ترپن ہزار روپئے) پر پہنچ گیا۔ یہ ٹوٹل ڈپازٹس کا 5.84 فیصد ہے۔ جس سے بینک کی بہتری کا پتہ چلتا ہے۔

قرضے :۔ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء تک کل =/76,15,00,000 چھیاتر کروڑ، پندرہ لاکھ روپئے) کے قرضے دئے گئے۔ ترجیحی سیکٹر کو مدنظر رکھتے ہوئے بینک 20 نکاتی معاشی پروگرام کے تحت کمزور طبقات کو زیادہ قرضے دینے کی

ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ بڑی تعداد میں چھوٹے قرضے ان کو قرضے دیئے گئے۔ اور 25,755 پچیس ہزار، سات سو، پچپن قرض داروں کے تناسب سے ہر قرض دار کو 29,600 انتیس ہزار چھ سو روپئے کا قرضہ ملا۔ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو ختم ہونیوالے سال کے دوران قرضوں میں 20 نکاتی معاشی پروگرام سمیت ترجیحی سیکٹر کا حصہ 39 فیصد ہے۔ اس سے بینک کی ان کوششوں کا اظہار ہوتا ہے جس سے بینک نے ترجیحی سیکٹر کو بہتر بنانے کے لئے ریزرو بینک کے بتائے ہوئے طریقوں پر قرضے دیئے۔

فارن ایکسچینج کا کاروبار :۔ اس سال فارن ایکسچینج ڈیویژن نے جو کاروبار کیا اس میں ہمہ جہتی ترقی ہوئی۔ ایکسپورٹ سیکٹر کو 5172 لاکھ روپئے قرضے دئے گئے جس سے بینک کی ان کوششوں کا اظہار ہوتا ہے جو بینک ملک کی ایکسپورٹ بڑھانے کیلئے کرتی ہے۔ امپورٹ سیکشن نے 3540 لاکھ روپئے کا کاروبار کیا۔ اور اس طرح ملک کے امپورٹ کے کاروبار میں حصہ لیا۔ غیر ملکوں میں آباد ہندوستانیوں کے ڈپازٹس، روپئے اور غیر ملکی کرنسی، میں حاصل کرنے کے لئے بینک کی کوششیں بدستور جاری رہیں۔ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو غیر ملکوں میں آباد ہندوستانیوں کے کھاتے کی تعداد 3058 رہی اور ایسے کھاتوں کی کل ڈپازٹس 804 لاکھ رہی۔ دورانِ سال بینک نے 20500 حاجیوں کو مناسب شرح پر سعودی ریال دینے کا کنٹریکٹ حاصل کیا۔ حالانکہ اس کنٹریکٹ کو حاصل کرنے کیلئے ہندوستان کی مختلف بینکوں نے کوشش کی تھی۔

ورکنگ کیپٹل :۔ بینک کا ورکنگ کیپٹل 175 کروڑ روپئے سے بڑھ کر 220 کروڑ روپئے ہوگیا۔

جس سے گزشتہ سال کے مقابلہ میں بینک کی ہمہ جہتی ترقی واضح ہوگئی۔

ٹریننگ کالج :۔ دورانِ سال بینک کے عملے کو کاروبار میں مہارت حاصل کرنے اور گاہکوں کو بہتر خدمت انجام دینے کیلئے بینک کے قائم کردہ شیخ محمد علی اللہ بخش کوآپریٹیو بینکرس ٹریننگ کالج میں بھیجا گیا۔

شاخیں :۔ ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو بینک کی 32 شاخیں تھیں، جس میں بینک کا ہیڈ آفس بھی شامل ہے جو بمبئی میں واقع ہے۔

سفینہ فیشنز کا افتتاح

۱۰ نومبر کو مشہور فلم اسٹار سائرہ بانو نے بمبئی سینٹرل S.T. اسٹانڈ سے قریب واقع ہوٹل ساحل میں محترمہ ریحانہ اندرے کی غیر معمولی آرائشی اشیاء کی دکان سفینہ فیشنز کا افتتاح کیا۔ ممتاز اداکار دلیپ کمار بھی اس موقع پر موجود تھے۔

سفینہ فیشنز کے اجراء پر تقریر کرتے ہوئے دلیپ کمار صاحب نے ڈاکٹر اندرے کو مبارک باد دی۔ اور کامیابی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

دلیپ کمار اور سائرہ بانو کے علاوہ انڈونیشیا کے قونصل جناب عبدالہادی، کوکن کے سیاسی رہنما جناب حسین خان دلوائی ایم پی، اور انڈیا انڈونیشیا فرینڈ شپ سوسائٹی کے سیکریٹری جناب کے ایم عارف شریکِ تقریب تھے۔ باہر اپنے محبوب فلمی ستاروں کو دیکھنے کے لئے لوگوں کا اژدہام تھا۔

ایم ڈی نائیک صاحب صدر منتخب ہوئے

مسلم ایجوکیشن سوسائٹی دابولی ضلع رتناگری (جس کے زیر اہتمام کوکن کا اردو ذریعۂ تعلیم کا اولین ہائی اسکول دابولی میں جاری ہے) چھیالیسویں سالانہ جلسہ میں سوسائٹی کی صدارت کے لئے بالاتفاق رائے جناب ایم ڈی نائیک کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور نائب صدر کے طور پر جناب بی ڈی پرکار صاحب منتخب ہوئے

شری حسن ناگلیکر کو مبارکباد

شہر رتناگری کے جناب حسن عبدالرحمٰن ناگلیکر کو رتناگری میونسپلٹی کا نائب صدر منتخب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو ورکنگ کمیٹی کے چیرمن کا عہدہ بھی تفویض کیا گیا ہے۔ ادارہ آپ کو اس انتخاب پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

ملت ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی

جلگاؤں کا ادارہ بڑا قابل مبارکباد ہے کہ اس نے ضلع کے مسلم طلبہ کے لئے ملت ہائی اسکول کی بنیاد رکھی۔ عمارت پر اب تک تین لاکھ روپئے صرف کئے جا چکے ہیں۔ مگر ہنوز کام باقی ہے۔ لہٰذا اہل خیر اور علم دوست حضرات سے گذارش کی جاتی ہے کہ اپنے عطیات بمعرفت صدر مدرس ملت ہائی اسکول مہرون ضلع جلگاؤں روانہ کریں۔

موربہ میں جشن قوالی

کوکن اسپتال کیلئے چار لاکھ روپئے جمع

۲۳ نومبر کی شب میں موربہ ضلع رائے گڑھ میں زیر تعمیر کوکن اسپتال کی امداد کیلئے کوکن ایمبولنس سوسائٹی کی مقامی ایڈہاک کمیٹی اور جماعت المسلمین موربہ کے اراکین نے قوالی کے ذریعہ فراہمی فنڈ کا جو پروگرام منعقد کیا اس میں نہ صرف لوگوں نے بھاری قیمت کے ٹکٹ خریدے بلکہ گرانقدر عطیات سے بھی نوازا۔ اور اس طرح ایک شب میں چار لاکھ روپئے کی رقم جمع ہوئی۔ گرچہ کرٹیپالہ، دھولی، شرپولی، سائی، مانگاؤں، موربہ وغیرہ گاؤں سے دس بیس، پچیس پچاس ہزار جیسی گرانقدر رقومات دے کر مخیر حضرات نے اس کار نیک میں کارکنان کی ہمت بڑھائی۔ مگر نظام پور کے رئیس جناب الحاج طاہر جلگاؤنکر نے ایک لاکھ روپئے کا عطیہ دیا اور اس طرح کوکن اسپتال کا تعمیری منصوبہ جو سست پڑ گیا تھا، اس کی تکمیل کیلئے لوگوں نے پرجوش مظاہرہ کیا۔ انجم بانو اور جانی رشیدا کی قوالی سے پہلے کوکن ایمبولنس سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری جناب علی ایم شمسی نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے جامع انداز میں ایمبولنس سوسائٹی کی کارکردگی اور اسپتال کے تعمیری منصوبہ پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر اندرے نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ ہائی اسکول گراؤنڈ کے سجے سجائے شامیانہ میں منعقدہ جلسہ کی صدارت بزرگ رہنما ایڈوکیٹ راوت نے فرمائی۔ مقامی ایم ایل اے شری بھائی ساونت بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔ بمبئی سے شریک ہونیوالوں میں مشہور فلمی اداکار ایم یو مقری (اپنی اہلیہ کے ساتھ)، اور ایمبولنس سوسائٹی کی مجلس انتظامیہ کے اراکین وعہدیداران، ڈاکٹر ملا، بیرسٹر برڈے، جناب عزیز قاضی، ناصر بلساری، کیپٹن فقیر محمد مستری کے علاوہ نوجوان صحافی سمیع بوبیرے اور امراض قلب کے ماہر ڈاکٹر نظر جوے بھی شریک تھے۔ جناب ریاض آفندی نے نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔

ایڈہاک کمیٹی کے سیکریٹری جناب مفتی اسماعیل دھنسے اور ڈاکٹر سیف الدین دھنسے، نیز ان کے نوجوان رفقاء اور اہالیان موربہ نے پروگرام کی کامیابی کیلئے انتھک کوشش کی۔ ہزاروں کی تعداد میں جمع شائقین قوالی نے سرد و خنک رات میں صبح تک جم کر قوالی کا لطف اٹھایا اور اس طرح ایک نیک کام کیلئے منعقدہ یہ پروگرام ایسا تاثر دے گیا جو تادیر یاد رہیگا۔

جناب عبدالرزاق خان کی کامیابی

بمبئی پورٹ ٹرسٹ کوآپریٹیو کریڈٹ سوسائٹی کے زیرِ اہتمام

کے حالیہ انتخاب میں عبدالرزاق قاسم خان اپنے حلقہ میں بھاری اکثریت سے (اول نمبر پر) کامیاب ہوئے۔ سوسائٹی کے ۲۲ ہزار سے بھی زیادہ ممبر ہیں۔ اور تقریباً ۱۰ کروڑ سے زائد کا ٹرن اوور ہے۔ سوسائٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے لئے جناب خان صاحب کی یہ تیسری کامیابی ہے۔

جناب عبدالرزاق خان کونڈیورہ ضلع رتناگری کے باشندہ ہیں اور بمبئی کی کوکنی برادری میں ایک اچھے سوشیل ورکر ہیں علاوہ ازیں گودی مزدوروں کی بھلائی کے لئے بھی آپ سرگرم رہتے ہیں۔ کوکن بنک کی ڈیولاپمنٹ اینڈ ایکسپانشن کمیٹی کے بھی آپ رکن ہیں

بزمِ آگہی کی شعری نشست

۲۶ اکتوبر ۸۵ء کو "بزمِ آگہی" کی افتتاحی شعری نشست جناب فقیر محمد مستری اور جناب ارتضیٰ نشاط کے اعزاز میں واحد محسن کے مکان پر منعقد ہوئی۔ مشاعرہ کی صدارت جناب قہر بہسلائی نے فرمائی اور نظامت کے فرائض جناب محمود شاہد نے انجام دیئے۔ مشاعرہ میں حسبِ ذیل شعراء نے شرکت فرمائی

قہر بہسلائی، قیصر رتناگروی، ارتضیٰ نشاط، عزیز آزاد، شاداب رتناگیروی، فرحت اشرفی، عبدالرحمٰن بھارتی، شفیق عباس، کاوش مارولوی، سعید کنول، یعقوب ساغر، قاسم امام، اعجاز ہندی، شاہد لطیف، حامد اقبال صدیقی، فرحان حنیف، مجیب رحمت، پرویز مقدم، فاروق راسخ، عبدالمجید تابش، واحد محسن اور محمود شاہد۔ مشاعرہ شام ۴ بجے سے شروع ہوا اور رات ۹ بجے اختتام پذیر ہوا۔

سکریٹری برائے نشر و اشاعت: احمد عمر نائیک

زرِ مبادلہ میں اضافہ

ہمارے معزز قارئین کو یہ شکایت تھی کہ پرچہ کی طباعت ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے اس شکایت کو دور کیا اور نومبر ۸۵ء کا پرچہ آفیسٹ پر زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر نکلا۔ قارئین نے اسے بیحد پسند فرمایا۔ اور بیشمار تعریفی خطوط اور مبارکبادی کے پیغامات موصول ہوئے۔ اس بات سے بڑی تقویت پہنچی، مگر اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ اس کتابت اور طباعت کا خرچ بڑھ گیا ہے، کاغذ اور ڈاک کے اخراجات بھی کافی بڑھ گئے ہیں۔ ان حالات میں ہم مجبور ہیں کہ قیمت میں ذرا سا اضافہ کریں۔

جنوری ۸۶ء سے ہر شمارہ کی قیمت چار (۴) روپئے اور سالانہ زرِ مبادلہ چالیس (۴۰) روپئے ہوگا۔ بیرونِ ہند کے خریداروں میں خلیجی ممالک اور پاکستان کے لئے ڈیڑھ سو 150/ روپئے اور افریقہ، آسٹریلیا اور یورپی ممالک کے لئے ایک سو پچھتر 175/ روپئے ہوں گے۔

امید کہ ہمارے کرمفرما اس اضافہ کو برداشت کرتے ہوئے حسبِ سابق ہم سے تعاون جاری رکھیں گے۔

(ادارہ)

موت اک زندگی کا وقفہ ہے

★ واڈا ضلع تھانہ کی اہم شخصیت جناب عثمان غنی دھانگے (نوجوان سرجن ڈاکٹر ذاکر دھانگے کے چچا اور شاعر و ادیب ساغر ملک کے ماموں) کا ۲۸ ستمبر ۸۵ء کو انتقال ہوگیا۔ مرحوم مختلف سماجی اور تعلیمی اداروں سے منسلک تھے، اور جنگِ آزادی میں بھی آپ نے حصہ لیا تھا۔

★ نظام پور بھیونڈی کے نوجوان وکیل جناب ندیم نذیر پٹیل کی والدہ کا ۲۲ ستمبر ۸۵ء کو انتقال ہوگیا۔

★ ۱ اکتوبر ۸۵ء کو وڑولی تعلقہ مانگاؤں ضلع رائے گڑھ میں جناب عبدالغنی عباس دھنسے کا حرکتِ قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔

★ موضع گاندھا ضلع رائے گڑھ کے رہنما مرحوم علی خان دیشمکھ کی بہو زلیخا زوجہ حاجی محمد اکبر خان دیشمکھ ذیابطیس کے عارضہ میں ۱۲ اکتوبر ۸۵ء کو کراچی، پاکستان میں رحلت فرماگئیں۔ مرحومہ کے والد جناب عبدالغفور پٹھان اورن شہر کے قاضی تھے۔

★ نقش نواز (لائف ممبر) جناب علی میاں عباس کرنیکر کی خوشدامن صفیہ زوجہ یوسف عبدالقادر حکیم کا ۲ نومبر ۸۵ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

★ جناب علی ایم شمسی (ڈائریکٹر کوکن بنک) کے خالو جناب حسن میاں کر دیکر کا ۲۳ اکتوبر ۸۵ء کو ان کے وطن گورے گاؤں ضلع رائے گڑھ میں انتقال ہوگیا۔

★ بمبئی عظمیٰ میونسپل اردو مدارس کی ہیڈ انسپکٹرس محترمہ سعیدہ نائیک صاحبہ کی والدہ کا ۲۲ اکتوبر ۸۵ء کو انتقال ہوگیا۔

★ جمبکہ تعلقہ کھیڈ کی معزز ہستی مرحوم داؤد احمد ٹانکے کی زوجہ محترمہ اور جناب ابراہیم و عبدالرزاق داؤد ٹانکے کی والدہ کا مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

★ ورلی بمبئی کے عظیم المرتبت تاجر جناب عثمان ردکھانگے (متوطن دسور - راج پور) کا پچھلے مہینہ بمبئی میں انتقال ہوگیا۔

★ جناب انور شریف (متوطن کرڑ کی تعلقہ شریوردھن) کی اہلیہ الشرف کا ۱۶ اگست ۸۵ء کو مسقط میں انتقال ہوگیا۔ میت ۱۹ اگست کو ان کے وطن میں سپردِ خاک کی گئی۔

★ نیرل تعلقہ کرجت ضلع رائے گڈھ کے مشہور سماجی خادم جناب مشتاق نجےؔ کی خوشدامن گذشتہ مہینہ طویل علالت کے بعد بعمر ۱۰۵ سال انتقال کرگئیں۔

★ جناب عبدالرشید بوبیرے سابق اسسٹنٹ کلکٹر بمبئی کی والدہ اور جناب عبدالسمیع بوبیرے، مدیر صبح امید کی چچی گذشتہ مہینہ اورن، ضلع رائے گڈھ میں بعمر ۸۵ سال انتقال کرگئیں۔

تیلولی اور بوریولی (پڈگھا) ضلع تھانہ میں

تحفظِ شریعت ہفتہ

★ ۱۸ ستمبر ۸۵ء کو جامع مسجد اہل حدیث تیولی میں ایک جلسہ عام ہوا۔ جلسے کی صدارت مولانا عطاء اللہ خان (امیر جماعت اہل حدیث بھیونڈی) نے فرمائی۔

★ ۱۹ ستمبر ۸۵ء کو بوریولی (پڈگھا) میں ایس آئی ایم کی طرف سے ایک جلسہ عام ہوا جس میں مولانا عبدالمجید ندوی نے اسلام کے معاشرتی اصول کی تشریح کی — ثاقب ناچن نے اپنی تقریر سے نوجوانوں کے عزم و حوصلے کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی اور آخر میں سپریم کورٹ کے شریعت مخالف فیصلے کی کاپیاں نذرِ آتش کیں — حافظ محسن الدین صاحب نے مسلم پرسنل لاء، سپریم کورٹ کا فیصلہ اور اس سے پیدا ہونے والی صورتِ حال پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

(نامہ نگار: ساغر ملک)

صفحۂ آخری
(بمبئی کی کم و بیش دو سو درگاہوں میں سے ایک درگاہ کی جانب سے دعوت نامہ)
عرس مبارک
حاجی سید عثمان شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ عرف
چاند شاہ ولی
بتاریخ ۵ نومبر ۸۵ء تا ۱۳ نومبر ۸۵ء
صندل مبارک بتاریخ ۵ نومبر بروز منگل ٭ قرآن خوانی ٭ بعد نماز عصر صندل مبارک کا گشت ہوگا
اور بعد نماز مغرب مزار مقدس پر چڑھایا جائے گا۔ بعد نماز عشا قوالی کا پروگرام ہوگا
قوالی کا شاندار پروگرام
بروز منگل حمید نازاں بمقابلہ انیسہ سلطانہ
بروز بدھ چھوٹے یوسف آزاد بمقابلہ رانی روپ لتا
بروز جمعرات اصغر سلطان بمقابلہ پروین صبا
بروز جمعہ فاروق نواب بمقابلہ تنویر جہاں
بروز سنیچر غفار آزاد بمقابلہ آرزو بانو
بروز اتوار عزیز نازاں بمقابلہ فرزانہ تاج
بروز پیر قلندر آزاد بمقابلہ انجم بانو
بروز منگل مجید شعلہ بمقابلہ سیما ناز نکہت
بروز بدھ غلام قادر ہاشمی بمقابلہ شمیم نرگس
زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر ثوابِ دارین حاصل کریں
ایک اندازے کے مطابق تمام قوالوں کا کم از کم معاوضہ ۳۶ ہزار روپیہ ہوا۔
اور ان پر کم و بیش ۱۵ ہزار روپے سامعین نے لٹائے۔
(بلا تبصرہ)
مبارک کاپڑی
ماہنامہ نقش کوکن بمبئی
دسمبر ۸۵ء
۴۴

रजत जयंती

महाराष्ट्र

१९६०-१९८५

यहाँ कुसुमित होती भारत की अस्मिता
नित्य सम्मान होता यहाँ भारत का

Directorate General of Information and Public Relations
Government of Maharashtra.